

صفت سابع مکین و مکافضل خلائے آسمان  
عجوبان شمع مکینان و دلین و مین و

محتاج کنوز اسرار آئین شوریع النور معرفت آگاهی گل کستان طریقت نر شاخه ضیقت اسرار



تصنیف نیت تالیف شریف عالم ربانی ابرار اسرار سبحانی حضرت لوی عبد المجید غانصاحبان پیکانی

طبع می مشی کشتی و امه کشتی خوش و خوشی  
طبع می مشی کشتی و امه کشتی خوش و خوشی

اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر و انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

## کتب تصوف فارسی

مثنوی مولانا روم۔ قدس سرہ مقبول عام ہمارے  
عشی ہر شش دفتر مع کلمہ دفتر ہفتم۔  
شرح مثنوی روم۔ از ملا محمد العلوم رحمہ مقبول عام ہر مجلد  
کامل نہایت عمدہ شرح قابل دید ہے۔  
شرح مثنوی روم۔ از شاہ عبداللطیف معروف بہ  
الطائف مثنوی۔

اتناویل الحکم۔ فی تشابہ فصوص الحکم مصنف مولوی  
محمد حسن امر دہلوی۔

شرح مثنوی روم۔ از ملا محمد رضا معروف بہ کاشانی مثنوی  
شرح مثنوی مولانا روم۔ کامل ہر شش دفتر۔  
حامل الملتن۔ از مولوی ولی محمد کبر آبادی۔

شرح مثنوی مولانا روم سہمی بجاہ الاسرار از دفتر اول  
یاد دفتر سوم مصنف حضرت مولانا حسین بن حسن بنوری  
انیس الارواح۔ از حضرت شیخ معین الدین چشتی۔

کلمۃ الحق۔ از شاہ عبدالرحمن مع شرح نور مطلق از ملا  
نور اللہ دبیران وحدت وجود مع دلائل ودفع شکوک۔  
مکتوبات جوابی۔ شیخ شرف الدین یحییٰ میری قدس سرہ

مکتوبات۔ حضرت شرف الدین یحییٰ میری قدس سرہ  
مکتوبات نام ربانی۔ حضرت مجدد الف ثانی۔  
مطلع الانوار۔ نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی تخیلی  
مولانا ابوالحسن فرید آبادی۔

حدیقہ حکیم سنائی۔ سرود بہ اتقی نامہ بخشی جدید۔  
بیمیا سعادۃ۔ از امام غزالی رحمہ معروف متداول

فوائد سعدیہ۔ از قاضی ارتضیٰ علی خان تصوف مین۔

پند نامہ عطار۔ از حضرت شیخ فرید الدین۔

منطق الطیر۔ از شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ۔

می باید شنیدہ روز تصوف قابل دید از شاہ فرحت علی۔

مرغوب القلوب۔ مصنف مولانا شمس الدین واضح قلم

زبدۃ المقامات۔ نفیس کتب۔

رسالہ رموز الحقیقہ۔

مثنوی عطار۔ از شیخ فرید الدین عطار۔

بے سر نامہ۔ مصنف فرید الدین عطار۔

مثنوی راجہ۔ مطبوعہ اسلام آباد۔

می باید دید۔ قابل شنیدہ از ملا محمد حسین۔

مثنوی شاہ ابوعلی قلندر۔ معروف

مثنوی شیخ بہلول۔ حکایات عارفانہ۔

جو اہر غنی۔ از حضرت مظفر علی شاہ اکبر آبادی بحث

وحدت وجود و توحید صفات و تحقیق رسالت و مراتب

علم و سلیلہ طریقت مین۔

مذکرۃ اللہی۔ احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ از مولانا

ابوالحسن صاحب فرید آبادی۔

فتوح العتیب۔ مع شرح از حضرت غوث الاعظم

جیلانی مع شرح فارسی از شاہ عبدالحق محدث دہلوی

ارشادات فقر و تصوف مین۔

دلیل العارفین۔ ملفوظات حضرت سلطان

معین الدین چشتی جمع کردہ حضرت قطب الدین

بخشیار کاکی۔



# فہرست مضامین بوستان معرفت شرح ثنوی مولوی محمد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۵	تمنا کرنا ہاروت ماروت کا زمین پر آئیگیو۔	۸	قصہ یسوعیون کے کھاتے دانوں کا۔
۶۶	خواب دیکھنا فرعون کا موسیٰ کو	۱۱	بقیہ قصہ متفرضان فیل بچکان۔
	سیدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو	۱۳	رجوع بچکایت مسافران و فیل بچکان۔
۶۷	بنابر حیلہ منہ ولادت حضرت موسیٰ۔	۱۶	خطا مجنون کی بیگانوں کے خواب سے بہتر
۶۸	حکایت و تمثیل۔	۱۷	حاجت مند کا اللہ کرنا عین بیسک کہنا حق کا
۶۹	لوٹ جانا فرعون کا سیدان سے شادمان۔	۲۱	فرافیت کرنا ایک روستائی کا ایک شہری کو
۷۰	وصیت کرنا عمران کا زودہ کو بوجہ جاسوت۔	۲۲	قصہ اہل سبا کا اور انکا کفران نعمت۔
۷۱	پیدا ہونا ستارہ حضرت موسیٰ کا آسمان پر	۲۵	جمع ہونا اہل آفت کا و صومہ حضرت عیسیٰ پر
	بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کی عورتوں نواں	۲۹	باقی قصہ اہل سبا۔
۷۲	کوسیدان میں۔	۳۳	بقیہ قصہ جانا خواجہ کا دعوت روستائی میں
	وجود میں اناموسمی کا اور اناسر بچکان سلطان	۳۵	بلانا باز کا بطون کو دریا سے طرف حرا کے۔
۷۵	کا گھران کے گھر۔	۳۸	قصہ اصحاب ضرعان کا اور حیلہ کرنا انکا۔
۷۷	حکایت مارگیری جو ارادہ کو بازہ کر بخدا میں لایا	۴۰	ردان ہونا خواجہ کا کاٹون کو مہمانی میں۔
۸۳	سوال و جواب اور تہذیب فرعون موسیٰ سے	۴۲	جانا خواجہ اور اسکے قوم کا کاٹون کو۔
۸۵	جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے۔	۴۵	قصہ محبت مجنون کا لیلیٰ کے کتے سے۔
۸۶	مصلحت دینا حضرت موسیٰ کا فرعون کو۔	۴۷	پہونچنا خواجہ اور اسکی قوم کا کاٹون روستائی میں
۹۱	بیچنا فرعون کا مدین کو تلاش ساحر بنین	۵۳	اشارہ ہر مدی صاحب کمال کے پجاتے کا۔
۹۳	جانا دوجادو گرون کا اپنے باپ کی قبر پر۔	۵۶	گزنا نیدر کارنگ کے خم میں اور رنگین ہونا
۹۵	تشبیہ کرنا قرآن مجید کا عصا موسیٰ سے	۵۷	چکنا کرنا ایک شیخی خورے کا ہر صبح اپنی منہ کو
۹۶	بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام۔	۵۸	نچنت ہونا بلعم باعوا کا اور امتحان کرنا خدا کا
۹۸	جمع ہونا ساحر دین کا مدین سے فرعون کے پاس	۵۹	لیجنا بائی کا پوسٹ ونبہ اور رسوا ہونا پلوٹا
۹۹	اختلاف کرنا چوکی شکل فعل کا۔	۶۰	دعویٰ طاوسی کرنا اس شمال کا جو نم نیرین کرنا
۱۰۳	سرکشی کرنا کھان سپر نوح کا نصیحت سے۔	۶۱	دعویٰ الوہیت کرنا فرعون کا۔
۱۰۷	توفیق درسیان دو حدیث۔	۶۳	قصہ ہاروت ماروت اور ولیری انگلی۔



صفحہ	مضمون
۱۶۷	انکار اس جماعت کا دعا و شفقت و قوتی پر۔
۱۶۸	شرح حکایت طالب روزی حلال۔
۱۶۹	جانا و دونوں محاسن کا سامنے داؤد کے۔
۱۷۰	مستنا حضرت داؤد کا بات تنہا مین کی۔
۱۷۱	حکم کرنا حضرت داؤد کا گاسے ماریو اسے پر۔
۱۷۲	جانا داؤد کا خلوت مین اور ان اسرار کو یاد کرنا۔
۱۷۳	حکم دینا حضرت داؤد کا گاسے واسے کو۔
۱۷۴	ارادہ کرنا حضرت داؤد کا خلق پر بھید نہ ہٹا کرین۔
۱۷۵	گواہی دینا دست و پا کا عالم پر دنیا مین بھی۔
۱۷۶	جانا مخلوق کا اس دخت کی طرف۔
۱۷۷	قصص کرنا حضرت داؤد کا خون کی۔
۱۷۸	تشبیہ نفس کی خونی سے جو مدعی گاسے کا تھا۔
۱۷۹	مثل۔
۱۸۰	بھاگنا عیسیٰ کا پہاڑ پر۔
۱۸۱	قصہ اہل سبا اور حاجت انکی۔
۱۸۲	شرح کور و درمین اور کر تیز شنوا اور برہنہ۔
۱۸۳	واسن دراز کی۔
۱۸۴	قصہ اہل سبا کی خرمی و ناشکری مین۔
۱۸۵	ہماتیرہ نمبر دن کا واسطے نصیحت اہل سبا کے۔
۱۸۶	جواب انبیاء کا قوم سے۔
۱۸۷	معجزہ چاہنا قوم کا پیغمبروں سے۔
۱۸۸	منہم کرنا قوم کا انبیاء کو عظیم السلام۔
۱۸۹	حکایت عرغوشون کی قوم کی طرف سے بلویشاں۔
۱۹۰	جواب انبیاء کا انکی طعن پر اور مثل لانا انبیاء کا۔
۱۹۱	ہر کسی کا حق مثل لانا انکا نہیں ہی۔
۱۹۲	مثل لانا قوم نوح کا استہزاؤ۔
۱۹۳	ذکر اسکا کہ گڑھا کھو ونا تھا اور کتنا تھا دھول۔
۱۹۴	بجائنا ہون۔
۱۹۵	جواب اس مثل کا جو منکروں نے کہی تھی۔
۱۹۶	بیان معنی حزم و شال مرد حازم۔
۱۹۷	وفاست حال مرغ کی کہ حزم کو ترک کیا۔
۱۹۸	حکایت نذر کرنا کتون کا۔
۱۹۹	منہم کرنا منکروں کا انبیاء عظیم السلام کو نصیحت۔
۲۰۰	جواب انبیاء عظیم السلام کا جبر یون کو۔
۲۰۱	پھر جواب انبیاء کا جبر یون کو۔
۲۰۲	مکر اعتراض قوم کا انبیاء عظیم السلام پر۔
۲۰۳	پھر جواب انبیاء عظیم السلام کا۔
۲۰۴	حکمت و ورخ اور زندان مین۔
۲۰۵	بیان و انقلنا او خلوا بذا القریۃ الخ۔
۲۰۶	قصہ عشق صفوی کا سفر کا خالی از غور نش پر۔
۲۰۷	مخصوص ہونا لقیقہ کا۔ رو سے یوسف سے۔
۲۰۸	حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی۔
۲۰۹	نومید ہونا انبیاء کا قبول منکروں سے۔
۲۱۰	ایمان تھلا کا خوف ورجاہی۔
۲۱۱	بیان حدیث ان لد تعالے او یاء اخیاء۔
۲۱۲	سندیل و الزانس بن مالک کا تنوین اور زہلکا۔
۲۱۳	قصہ فریاد رسی رسول۔
۲۱۴	بھرجانا مشک غلام کا غیب سے۔
۲۱۵	دیکھنا نواجہ کا غلام کو سفیر رو۔
۲۱۶	حق تعالے نے جو کچھ بد کیا واسطے حاجت کی پیدا کیا۔

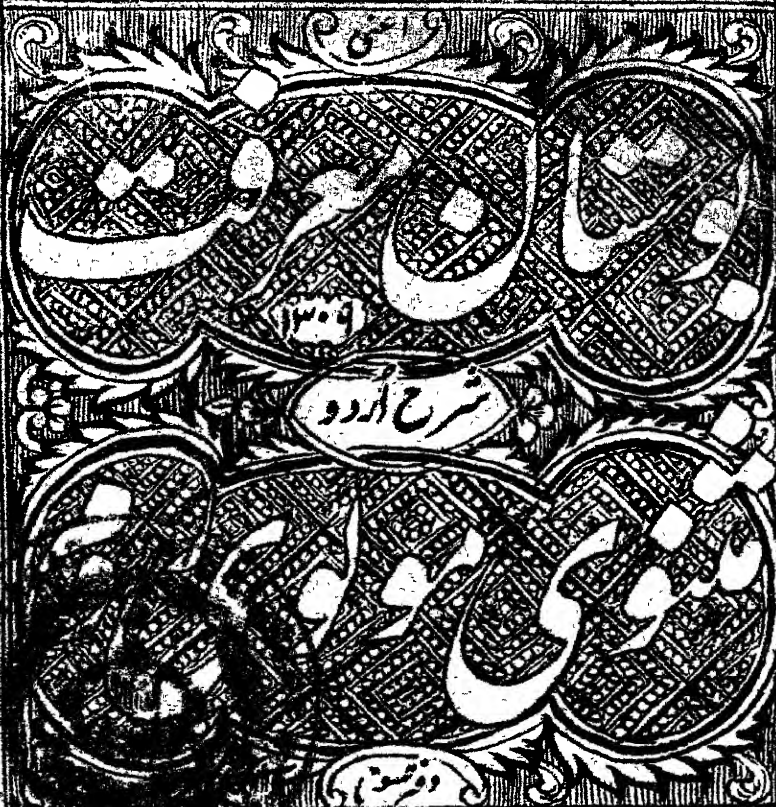
صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۳	سماں، فضا و تجار و بیش۔	۲۵۶	کامیاب طفل شیر خوار کی۔
۲۹۵	قصہ وکیل صمد رحمان۔	۲۵۸	پاناموہ رسالہ مقبول کو ایک خطاب کا۔
۲۹۶	پیدائش و روح القدس کا مہم پر۔	۲۵۹	جبر و عجز پر پڑنے کی اور بعض ان میں سے لیس کے
	روح القدس کا حضرت مریم سے کہنا کہ رسول		نہ ہو گا کہ ایک شخص کا حضرت آدم علیہ السلام سے۔
۳۰۱	حق ہوں۔	۲۶۰	زبان بہانہ نہ۔
۳۰۳	ارادہ، ناکامی کا بخار چلنے کو۔	۲۶۱	وحی آنا حق تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔
۳۰۴	پوچھنا عشق کی کشتی سے۔	۲۶۲	نام نہ ہونا اس شخص کا تعلیم سنگ و درخت خالی پر۔
۳۰۵	منہ کرنا و دستہ کا بخار اثر جانی ہے۔	۲۶۵	شرمندہ ہونا خروس کا سامنے کھٹے کے۔
۳۰۷	راہیابی کہنا عاشق کا نا صاف ہے۔	۲۶۶	خبر دنیا خروس کا مرگ خواہ ہے۔
۳۰۹	استوہ ہونا عاشق کا طرف بخار کے۔	۲۶۸	دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے۔
۳۱۰	داخل ہونا عاشق کا بخار امین۔	۲۶۹	دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے ساتھی یا ان کے
۳۱۱	جواب عاشق کا لامت کرنا یون کو۔	۲۷۰	قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو۔
۳۱۲	پوچھنا عاشق کا مشوق کے پاس۔	۲۷۱	حکایت اس عورت کی جس کا بچہ نہیں جانتا تھا
۳۱۵	آنا مہمان کا مسجد مہمان کشین۔	۲۷۲	ذکر بے زور کے جنگ میں آنا حضرت امیر خرو کا
۳۱۶	جواب عاشق کا نا محزون کو۔	۲۷۳	جواب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مخلوق کو۔
۳۱۷	عشق جالینہ میں کاحیات دنیا پر تھا۔	۲۷۸	حیلہ دفع مضمون۔
۳۲۰	لامت کرنا اہل مسجد کا مہمان کو۔	۲۸۰	وفات پانا ہلال کا۔
۳۲۲	کہنا شیطان کا قریش سے کہ حضرت سے کہنا	۲۸۲	حکمت بدن کے ویران ہونے کی۔
۳۲۸	مکر نصیحت نمازیوں کی مہمان کو۔	۲۸۳	تشبیہ دنیا کی کہ بظاہر فراخ ہی و حقیقت تنگ۔
۳۲۹	جواب مہمان کا۔	۲۸۴	جو غفلت و کلامی سے سب تن ہے۔
۳۳۲	تشبیل سوسن باغ خود۔	۲۸۶	نقص مطلق کا تشبیہ کرنا قیاس کے ساتھ۔
۳۳۷	تشبیل صابر ہونا سوسن کا۔	۲۸۸	آداب المریدین۔
۳۳۸	عذر کرنا گھر کی بی بی کا۔	۲۸۹	پہچاننا ہر حیوان کا اپنے دشمن کی بو کو۔
۳۳۹	باقی قصہ مہمان کا۔	۲۹۰	فرق درمیان علم شے بطور مثال و علم بطور ہاست
۳۴۰	ذکر پندار لیشی طاعنون کا۔	۲۹۲	جمع و تفریق نفی اور اثبات میں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۴	تفسیر تفضلو فی علی یونس ابن مہدی۔	۳۴۴	تفسیر حدیث ابن القریآن غمر اوجہنا۔
۳۶۵	آگاہ ہونا پغمبر کا معنی طاعنون پر۔	۳۴۵	تشبیہ اولیا بھصا سے موسیٰ۔
۳۶۶	جواب رسول مقبول کا۔	۳۴۶	تفسیر قولہ تکلمے یا جبال ادوی سے۔
۳۶۷	طافی بے قاہری کے مقہوری۔	۳۴۷	جواب طاعن شمری کا۔
۳۶۸	محبب مشوق عاشق را۔	۳۴۸	شکل سبک گئے کرہ کی پانی پیئے۔
۳۶۹	پہونچنا عاشق کا بندگی صمد جہان میں۔	۳۴۹	بقیہ قصہ مہمان۔
۳۷۰	فریادی ہونا پھروں کا پاس سلیمان کے۔	۳۵۰	پوچھنا بانگ طلسم کا مہمان کو۔
۳۷۱	حکم کرنا سلیمان کا پشہ فریادی کو حاضر کرنے ہوا	۳۵۱	ملاقات عاشق با صمد جہان۔
۳۷۲	کے لیے۔	۳۵۲	محبب کرنا مہضر کا اپنے جنس کو۔
۳۷۳	سر راہی کرنا مشوق کا عاشق بیہوش پر۔	۳۵۳	محبب ہونا جان کا عالم ارواح میں۔
۳۷۴	ہوش میں شوق بیہوش کا۔	۳۵۴	فیض عزائم و قصد کا۔
۳۷۵	حکایت عاشق کا۔	۳۵۵	نظر کرنا حضرت منبر کا قیدیوں پر۔
۳۷۶	یانا عاشق کا۔	۳۵۶	تفسیر آیہ ان تستفتوا۔
۳۷۷	موافق قول جو نذر یا بند	۳۵۷	بلے مراد لوٹنا رسول مقبول کا حدید سے۔
۳۷۸	خاتمہ الشرح۔		



صنایع حکیم مکار فضل خلائے آسمان  
بہ عون پاشا حکیم نول و مین و

انتفاع کنوڑا سرالائی مشور لاج التور معرفت اکا ہی گل گلستان طریقت نر شاخار صیقت اسماء



تصنیف نفیہ تالیف شریف عالم ربانی اہل سر سبز جانی حضرت کوئی

پٹنہ میٹھی نو کشتورق مین حسین بی چھی  
پٹنہ میٹھی نو کشتورق مین حسین بی چھی



فرستے خور و نوش سے پاک ہیں پس ایسے ہی جواب الٰہی کے ہیں اکی قوت کا حال ہو کہ وہ بھی حق سے ہو گئی  
 لکھانے سے نہ کسی طباق سے اجسام ہر چند کیفیت ہیں مگر اکھا جم قضا و قدر سے شرع کیا ہے جب تو  
 لطافت میں روح و ملک و دونوں سے بڑھے ہوئے ہیں روح جان اور تیز نام ایک فرشتہ عظیم الشان کا  
 جیسے کہ قرآن مجید میں شب قدر کی صفت میں فرمایا تنزل الملائکہ والروح فیہا اتزلتے ہیں فرشتے اور روح  
 شب میں اختلاف شرح بحر العلوم میں نہ معلوم کتاب کو تاسے فوجانی سے کیوں لکھا ہوا اور بجائے صحت کے  
 آئین غلط ہوا اور بجائے نہ طبق کے میں نہ طبق کو صبح جاتا ہوں یہ سب اہل قیامت حضرات کا تبصرہ کی ہیں  
 قولہ چونکہ موصوفی باوصاف جلیل ازاتش نرو و گزچون غلیل کرد و آتش بر تو ہم بردہ سلام ہاوی خاصہ مر مر جت  
 غلام ہر فریب جہا غناء ہا ہست وین فراجت بر تراز ہر ہا ہست مابین فراجت و جہان منبسط و وصف و ہا  
 کتون شد ملتقط اور درینا عبادہ فنا و خلق و بخت تنگ انداز خلق مای دنیا الحق جہان سے تعلق نہ  
 سنگت اعلیٰ توبہ یعنی آتش فرو دی وہ آتش عظیم جو فرو دی حضرت ابراہیم کو دھین والے کے ایسے ایک  
 ونگے کے گردین پھر کا کئی تھی جسکے اطراف میں چار چار فرسخ تک کوئی ہا نہ زندہ نہیں نہ تھا تبار و سردی سلام  
 بے ازندہ منبسط کشادہ و گسترہ شونہ ملتقط چسپیدہ و نو کردہ اور ورق زر سے مجلا کردہ صدق تیزی زیر کی  
 پھر خطاب ہر ضیاء الحق کی طرف کہ جب تو موصوف باوصاف جلیل ہو شل ابدال کے تو تہ حکم آن کہ ابدال در آب  
 آتش روزند غلیل کی طرح اس آتش فرو دی سے کہ مراد آتش عظیم سے ہوا وہ عشق ہے کیونین گذر کر توبہ آگ تجھیر  
 بھی شل غلیل کے بردہ سلام ہو جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہر قانیار کوئی بردہ سلام علی ابراہیم کہا گئے  
 احوال ہو جا تو سرد رہے گزرا براہیم پا و راوی مدح عن صرتہ سے مزاج کے غلام ہیں جیسا تبرا مزاج دیکھتے ہیں  
 عمل میں لائے ہیں اگرچہ عن صرتہ سے پایہ اور رتبہ والے ہیں کہ ہر شے کے پایہ اور مادہ ہیں سب انھیں سے  
 پیدا ہوا اور سب انھیں سے مرکب ہوئے مزاج پایہ لیکن تیرے مزاج کا پایہ ان سب کے مزاج کے پایہ سے  
 بڑھ کر ہے مزاج تیرا اس جان منبسط میں جو بڑے وسیع فصیح باطل کی طرح بچھا ہوا ہوا وہ مزاج تیرا وصف قد  
 سے ملتقط ہو گیا اچسپید مایا نو کردہ یا مطلقا و مجلا آب فرماتے ہیں کہ ہرے افسوس کا مقام ہے کہ ایسا  
 شخص خلق میں ہوا و رسید ان افہام خلق کا نہایت تنگ ایسا کہ گویا خلق کا خلق ہی ہند ہے جو قلم کی لسانی ہے  
 جس جب خلق کا خلق ہی نہیں تو کیا کیا جائے ہاں اگر تیرا علو اہی تیری جدت اسے سے اسکو خلق نہ تھے  
 تو البتہ سنگ اکھا جو مرد دل سے جو اس علو کو کھا سکے ورنہ کوہ طوب کا ساحل ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہے  
 قولہ کوہ طور اندر تہلی راہ یافت تا کہ نوشیدہ دمی را بر تافت صار و کاسنہ و نشق جلیل ہاں اہم جلیل  
 رقص جلیل و لغتہ شمشاید از ہر کس کس و خلق بخشی کاریز دہشت و بس و خلق بخشہ جسم را و روح را

خلق بخشد بر عضوے جدا ماین گیسے بخشد که جلالی شوی + ارد غا و از دغل غالی شوی + تا انگوئی سر سلطان را  
 یکس تا انزیری قند یا پیش گیس + گوشش انکس فر شد هر ارجلال مکو چو سوسن ده زبان افتاد لال + طلق بخشد  
 خاک را لطیف خدا تا خورد فی الکب و بر صد گیا + باز خاک کے رنجش علق و لب و تا گیا ہش را خورد اندر طلب +  
 چون گیا ہش نور و حیوان گشت زفت + گشت حیوان لقمہ انسان و رفت ہباز خاک کہ شد اکمال بشر + چون ہباز  
 شد از بشر روح و بعد و دیدم وہاں شان جلیانہ کر گویم خورد شان گرد و رانہ المعنی یعنی طبعی طور نے عطای الہی سے  
 متولی میں توراہ پانی بہا تک کہ جو دیدار نوش کی کر کم ظرفی سے متعل ہو سکا ذرا سے گھوٹ کی بھی تاب نہ لایا اور چ  
 حال ہو اگر اس سے پارہ پارہ ہو گیا اور اوچٹ گیا اور اوٹ کھل گیا جیسے اونٹ حدائے مہدی پر اپتا ہو گیا  
 تیار جسے ہار کو ناچتے دیکھا ہو چنانچہ آیت شریفہ مصداق اکی ہو فلما تجلی رہی لجل جلد و گاہر گاہ تجلی کی رہی ہو  
 بہا پر کر دیا اس تجلی نے اسکو پارہ پارہ پس فراتے ہیں حقیقت یہ کہ لقمہ تو ہر کوئی ہر سکو دے سکتا ہر کوئی حلق نہیں کیا  
 حلق دینا کام انہر پاک ہی کا ہے مہر حلق جسم و روح کو بخشا اور وہی حلق ہر عضو کو جدا جدا بخشا تا سب  
 اپنے متعلق کے ہوتے ہیں مگر یہ حلق ہر وقت بین بخشا کہ تو پاک صاف اہلالی ہو جائے اور دغا و دغل سے خالی تا تجید  
 سلطان کا کسی سے نہ کہے اور قند مہیون کے سامنے نہ پڑے اسلئے کہ وہ کان ہر ارجلال کے سنتے ہیں جو شل سونا  
 کے ہیں کہ زبانیں تو میسون سکتی ہر اور گونگی بنی ہوئی ہو دیکھو خاک کو لطیف خدا تعالی کا کیسا مقل بخشا ہر جس سے  
 وہ سچا ہو جاتی تو اس آنسواری سے انواع و قسم کی گیا ہ پیدا ہو پھر ایک وقت میں گیا ہ کو طلق و لب بخشا ہو  
 لب برگ گیا ہ کے گیا ہ ان لبون سے حیوان کو بلاقی ہو کہ آئے اور مجھ کو کھائے قیہ حیوان اس گیا ہ کو کھا کے  
 مٹا ہوا تو وہ لقمہ انسان کا مہر کے عاید یا پھر خاک کی باری ہوئی کہ اکمال بشر اسی خورد و بشر کی ہوئی جو وقت کہ یہ مرا  
 اور روح و بعد نے اس سے کنہا کیا آب فراتے ہیں کہ بشر کو کیا میں نے ذرہ ذرہ کو دیکھا اور سپہا سب  
 مٹھا ایک دوسرے کے کھانے پر کھٹے ہوئے ہیں اگر ہر ایک کی کیفیت خورد سے بیان کروں تو نہایت ہی  
 طول ہو جائے تو کہہ گیارہ برگ از انعام اوہ و ایگان را دایہ لطیف عالم اوہ و رزق دار رزق دار اوہ و میدہ ہر ہر ہر  
 کندم بے غذا اگر خون و بدنیت شرح این سخن رہنما + بارہ گفتم بران ان پارہ و جلد عالم اکمل و اکول دان +  
 باقیان و مقبول فان ماین جہان و ساکنانش منتشر + و انجمن و ساکنانش مستمر + اینجمن و ساکنانش  
 حقطع + اہل ان عالم مختلف پس کریم نیست کو خورد اوہ + انجمن کو ماندا اوہ + باقیات العاصات کہ کریم  
 رستہ از صداقت و خطار ویم کہ ہر از اندیکس پیش نیست + چون خیالات عدد اندیش نیست + اکمل و اکول را  
 معلق ست وائے + غالب مغلوب معلقست وراے + المعنی یعنی تہتہ کو اسکا انعام سے سامان حاصل ہو اوہ  
 دایہ دایہ کو لطیف عالم اسکا دایہ جو جتنے رزق ہیں سب رزق کوہ رزق دیا ہو ظاہر اوہ اگر کندم اس سے مخدیانہ

پرتان معرفت شرح شبنوی مولویؒ



۵  
 تو اور وہ کو خون و قوت کیسے بخشے پس اس بات کو اگر بالکل شرح کیا جائے تو اس کی کچھ انتہائیں جو میں نے بہت  
 میں سے متھوڑا بیان کیا اسی تھوڑے کو بہتوں پر قیاس کر لے اور جان لے کہ سارا جہان اکمل و اکول ہو اگر کوئی  
 کسی کا اکمل ہو خود مدہ تو دوسریا کو مل و خورش ہو مگر ان جو باقی ہیں و مقبل و مقبول ہیں یہ جہان اور اس کے  
 رہنے والے سب شرا و برائے اندہ ہیں اور وہ جہان اور اس کے رہنے والے سب دائم اور متبوع ہیں یہ جہان اور  
 اس کے عاشق جملہ باہر مگر منقطع ہونے والے ہیں کہ جہان ان سے منقطع ہو گا وہ جہان سے اور جو اس جہان کے  
 طالب ہیں وہ سب جھٹکی والے ہیں اور جہان اور وہ باہر ممتنع ہمیشہ ہمیشہ جس جو اغرو وہی ہو گا یا یہ اپنی  
 اس جو ان سے کرتے تا ابد تک باقی ہے کہ یہ جو خود باقیات الصالحات ہو جو سیکڑوں فتنوں اور خطروں سے  
 چھٹا ہوا ہو جیسا کہ فرمایا و الباقیات الصالحات خیر من ربک ثواباً و خیر ملامہ اعمال صالح کہ باقی ہیں بہترین تیرے  
 رب کے نزدیک ازو سے ثواب کے کہ وہ حیات ابدی ہو اور بہترین ازراہ امید کے کہ وہ دیا ارض کا ہو جس  
 کریم کو باقیات الصالحات کہنا موافق فرید عدل کے ہو اب اس کے مقابلہ میں اگر ہزاروں ہیں تو بھی اس ایک سے  
 زیادہ نہیں ہیں وہ ہزاروں ایسے ہیں جیسے خیالات عدد اندیش کے گنتی گنتی کہ ہر کل اور اکول کے لیے خلق  
 ہمارے ہو اور ہر غالب و مغلوب کیو اسطے عدل و راستے الخلفاء و شیعہ ہر علوم میں عدد اندیش کو عدد اندیش اور  
 عدل کی جگہ عقل جگا کو اہ شعر بعد جو ہیں عدل ہی لکھا ہو قولہ خلق جنبہا و عصا سے عدل اور خود و چندان  
 عصا و بل اور اندرونی فتنوں نشان جملہ کل ہزار کہ حیوانے بنو شری کل و شکل و مرقعین احوان عصا خلق و  
 تا بخور و امہ پر خیلے را کہ زاد پس معانی را چون معانی علقماست ہر از خلق معانی ہم غریب پس ہر تا با جاہ از  
 خلق نیست کہ مجذب مایہ و خلق نیست و خلق نفس اند و سوسنالی بود و انگہان ر و زیش اجلالی بود و خلق عقل  
 و دل چہ شرفی ز فکر یافت او ہے ہضم معدہ رزق بکثر شرط تبدیل مزاج کہ بیان و کثر مزاج بہ بود و مگر بہر ان  
 چون مزاج آدمی کل خواہند ہر و و بدنہنگ و قییم و خورشید چون مزاج زشت او تبدیل یافت ہر رفت زشتی و ان  
 زشت چون شمع یافت و لہنی او پور جو فرمایا ہو کہ ہر اکمل و اکول کو خلق و نئے اور غالب و مغلوب کو عقل و رائے شعی  
 ایسی کے موافق کہتے ہیں کہ دیکھو عدل کی بات کہ عصا کہ ایسا خلق نبشا کہ کس قدر عصا اور کس قدر رسیان ہر و  
 کی بموجب فائقوا جالہم و حصیہم کے پس ڈالین ساحرون نے رسیان اپنی اور عصا اپنے کھا گیا جیسا کہ  
 فرمایا فالتی موسیٰ عصاہ فاذا ہی ملتفت بابا فاعل پس ڈالا موسیٰ نے عصا اپنا پس گل لیا اُن نے کہ نکہ عصا  
 بہ جال کو کہ انک کرتے تھے وہ بیٹے اُن جال و عصا کو جاوے سے سانپ و کھانے تھے اور عصا میں اُن  
 سب کے کھا لینے سے کچھ فزونی نہیں ہوئی وہی عدل تھا اور کیسے ہوتی اس واسطے کہ اسکا اکمل اور اسکی شکل  
 حیوانی نہ تھی وہ ایک چیز تھا اور عطیہ اب فرماتے ہیں کہ یقین کو بھی اندہ تعالیٰ نے عصا کا سعلق دیا ہو



کہ اُس نے ہر حال کو جو پیدا ہوا اسکو کیا لیا جیسے وہ مائع و جامد کے خیالی تھیں وہ دہرائے نظر کرتے تھے اور حقیقت کچھ نہیں اور معانی کے بھی بیش ذات اشیا کے مطلق ہیں کہ ان معانی کے حلقوں کا رازق خدا ہوا کمال پر ہی سے تاک ایسی کوئی مخلوق نہیں ہو کہ واسطے جذب کسی مایہ کے اسکا خلق نہیں ہو سب کا خلق ہو لیکن نفس کا خلق و وسوسوں کا حامی اچھا جب اسے خالی ہو تو ہموار و نرمی اجلائی ملے اور خلق عقل و دل کا جب فکر سے خالی ہوتا ہو تو رزق بکربا پائے یعنی وہ رزق جو دوسرے نے نہیں پایا اور یا رزق کو ارا کہ ہضم معہ کو آئیں کچھ دخل نہیں مزاج کا اپنے تبدیل کرنا بھی شرط ہو ایسے کہ لگو کو کیوسطے انکا مزاج بد ہو کر ہو جانا جو جیسے کہ فی آدمی کل خوار ہو گیا اور کل غلاری اُسکے مزاج میں جگہی تو وہ زرد اور بد رنگ اور قہر و خوار ہو گا جب مزاج زشت اسکا تبدیل ہو جائیگا تو اسکی بصورتی سب باقی رہی اور وہی صورت اسکی شکل شمع کے جھکے کی قولہ دایہ کو طفل شیر مادر تا بہ نعمت خوش کند ہر روز ابدیہ کو شیر خوار طفل اتنا زلفتہا کہ ہوا غذا اگر یہ بند راہ یک پستان برود بر کشا راہ صد پستان برود ہذا کہ پستان شد حجاب آن ضعیف و از ہزاران نعمت و غوان و غنیمت پس حیات است موت و نظام اندک اندک چہ کن تم اکلاہ چون جنین بود آدمی خون بد غذا و از جنس پاک بر دمون کذا چون جنین بود آدمی خوشخوار بود و بود اورا بود از خون تار بود از فطام خون غذایش شیر شد و از فطام شیر لقمہ گیر شد و از فطام لقمہ لقمہ فی شود و مطالب طلب پنهانی شود و گر جنین را کس گفتمے در رحم بہت بیرون عالمے بش فطم کہین خرمی با عرض طول و اندر و بس نعمت و بیدار کول و آسانے پس بلند و پر ضیا و آفتاب و ماہتاب و صدمہا کہ ہوا و بھرا و دشتہا و بوستان و باغہا کشما با جنوب و از شمال و از و بوز باغہا و اردو و سیا و سوسہ لہنی و فو و الفخ و بونی مقصد کہ ہونچنا و بالضم معرب پوز بمعنی مینی و چہرہ بہا تم طفل با لکبتر آدمی و حیوان رفیعہ و غین و عجمہ گہرہ نان فطام باز کھنا کچھ کا شیر سے بجا و و برس کے جنین کچھ در رحم شیر آموز ترکیب مفعولی یا شیر آموز خستہ پس طفل شیر آموز فطام طفل اس سبب سے کہ نیک و بد بین سمجھتا شیر آموز خستہ ہو جو گری لڈا نڈ ظاہری کے اور اسی کو بد فوڑ کہا ہو کہ نہایت ہی بدی میں گھسا ہوا جس فراتے ہیں کہ یہی دایہ کہ مراد عارف کمال سے ہر تلاش کر جو اس طفل نفس موصوف بصفات مذکورہ کو اسکی صفاتوں سے چھڑائے اور نعمت معنوی سے منہ دل کرے پھر بکھار کتے ہیں کہ یہی دایہ اس طفل شیر خوار کو ڈھونڈو کہ اسکی نڈا نعمتوں سے کرے تھی کہ اگر ایک راہ پستان کی اپہرہ کرے تو سیکڑوں پستان کی راہ اپہر کھولے اسواسطے شیر خوارہ ضعیف ہوتا ہو اور عادی شیر کا اور یہی پستان ایک حجاب ہوا اس شیر خوارہ ضعیف اور در میان ہزاروں نمونوں اور خزان زمان کے کہ وہ شیر کی کو اچھا سمجھے ہو سے جو آب فراتے ہیں معلوم ہوا حیات جاری فطام یعنی ترک لڈا نڈ ظاہری و مصداق موتوا قبل ان تو تو اپہر موقوف ہو اور لذتوں کو ترک کرنا اور نیست ہو جانا اگر یہ دسوا لیکن تو تھوڑی تھوڑی کوشش کیے جاسے دیا وہ ہم کیا کہیں جب آدمی جنین تھا خون اسکی غذا تھا جو قسم جس سے ہو لیکن جو موسن ہیں

اس شخص سے کیسے پاکی حاصل کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں جب آدمی جنین تھا خون کھانا تھا یہی اہل لقا تھا تو اسکی غذا تھی اور پھر  
 بود و پختی کا ناما با نام وہی خون تھا جب خون سے ہنگہ فطام ہوا یعنی غذا خون کی چھڑائی گئی تو غذا اسکی شیر ہوا اور  
 بعد فطام شیر کے لقمہ گیر ہوا آپ اگر لقمہ سے فطام انتہا کر کے تو لقمہ فی ہد بلا سے اور طالب طلبہ پنهانی کا بچہ  
 لقمہ فطام ایک اور شواہد شکار جنین سے اگر رحم میں کوئی یہ کہتا کہ اس رحم کے باہر ایک عالم نہایت منظم و آراستہ  
 ہو یعنی ایک زمین پر بڑی لمبی چوڑی نہایت خوش اور پھینٹیں ہیں یہی یاد رکھانے کی چیزیں اور ایک آسمان ہو  
 انہیں بلند و پرفیضا اور آسپر کتاب و ماہتاب اور یک ٹرون تارے اور پہاڑ اور دریا اور جنگل اور باغ و بوستان اور  
 کھیت سبز اور پھولیں جنوبی شمالی اور دوبرجے بانمون کی کیفیت عروسی اور سور کی بھڑکی ہوئی شادابی لگتی ہے  
 شرح بحر العلوم میں جنین کو ہر جگہ جنین شیر شد سیر شد اور فطام باضافت کو کیا کے ساتھ اور بہت کوفیت لکھا اور قول  
 و صفت ناید عجائبات آن + تو درین خلقت پچہ در آسمان + خون خوری در چارینج سنگنا + و بیان جس طرح اسجاس و عجا  
 اب و حکم حال خود منکر ہے + زمین رسالت معروض کا فرشتے + کہیں محالست نوریت غرور و ذرا لگہ دم کو زینتی ست و در  
 جس چیز چری چون نپیدا و اکا و نشو و اکا و لکڑا لکڑا اور چھینا لکڑا خلق عام اندہ جہان + در انجمن ابدال سگونی شان + کہیں  
 جہانی صیت بس تارکین تنگ بہت بیرون عالمی بے بورنگ چچہ در گوش کسی ایشان فت + کہیں طمع کہ عجاہب و در  
 گوش لند طمع از استماع چشم را بند و غرض از اطلاع + ہچنہا لکڑا کہیں جنین اطع خون مکان غذا سے درست و اطمان و در  
 از دریش اینجہان محبوب کرد + خون تن + ابر و دیش محبوب کرد + زمینہ انواع نعمت مذکورہ و یو خون آدمی نہ اندہ چاشت غرض  
 بر تو ہم طمع خوشی اینجہان + شد عجائبات آن خوشی با و دان + طمع و ذوق این حیات پر غرور + از حیات ستہت کرد و کرد  
 پس طمع کورت کند نیکو بان + بر تو پوشانہ یقین + ایلیان + حق ترا باطل نماید از طمع + در تہ کو ہیا فراید از طمع با طمع  
 نیز از شو چون رہشان + تانی پاپر سر آن آسمان مکان + در اندر چون در آئی واری + از غم و شادی قدم بہر یون  
 چشم و جانت روشن حق میں شود + بی ظلام کفر نور دین شود + پند و دان را پذیرا شو جان + تباری از خوف مانی و اہل  
 بشو اکون قصہ کشیل آن + تباری و حقیقت نور جان + یعنی یاد اگر اس جنین سکنت کہ وہ وہ عجائبات اس  
 جہان میں ہیں جبکی صفت نہیں ہو سکتی تو اس اندھیرے کی آزمائش میں کیا پڑا ہو اور سنگنا میں لقمہ پائون چھو  
 بصورت شخص معذب چارینج کے خونخواری اور قید و غجاستون اور رنج میں کیوں آلودہ ہو رہا ہو تو وہ جنین موافق  
 حکم اپنے مال کے کہ مطلق واقف نہیں ہو سکتا ہی ہوتا اور اس پیام و رسالت سے منہ پھیر لیٹا اور کافر ہوتا  
 اور کہتا کہ یہ سب باتیں محال و فریاد و روجہ کی ہیں اسوئے کہ وہ تو اندھا ہوا اور ہم اندھے کا اس بات سے  
 وہ ہو کیسے آہیں سائے جس جس کو اس کے ادراک نے دیکھا ہی نہیں وہ ادراک منکرناک اسکا اسکو کیسے سنے جیسے  
 عام مخلوق اس جہان میں لکڑا ہی ابدال اس جہان کا حال بیان کریں کہ یہ جہان کیا چیز ہو ایک تاریک

۸

وینک جگہ ہے، اسکے سوا اور ایک جہان ہو کہ جس میں نہ جو نہ رنگ ہو نہ تن نور جلا آلود گیوں سے پاک  
خداوند لیکن یہ بات ابدال کی عام خلق سے کون سنے اس سبب سے کہ طبع بڑا ایک تو ماضی و ماضی و ماضی  
ہوے ہو یہ طبع وہ ہو کہ نہ کانون کو سننے دیتی ہو نہ آنکھوں کو دیکھنے دیتی ہو تا اطلاع پائے اور اوہ رجوع  
ہوئے جیسے اس جن میں کہ اسکی ان جگہوں یا خیر میں غذا خون ہو خون کی طبع نے مجبور کیا ہو اور خون تن کو  
مرغوب کر رکھا ہو اور پس نیتوں سے فرو بردا ہو اور سوا سے خون کے کوئی غذا پاشت کی نہیں ایسے ہی  
بھی طبع اس جہان کے خوشی کی گنج ایا و دان کی خوشی کو چھپائے ہو ہے جو جھکوا ایسا اس جیات پر غرور کی طبع نے  
جو ایک دھوکا ہی دھوکا ہو فرہ میں ڈالا ہو کہ جیات رشتین سے صیغ اور دقتی ہو اندھا بنا رکھا ہو جس غروب  
بانتی کہ یہ طبع جھکوا اندھا کر رہی ہو اور بیشک یقین کو قصبے چھپا رہی ہو اس طبع کے سبب سے جھکوا حق مل معلوم نہ ہو  
اور اسی سے تجہ بین کو ریاں برہتی ہیں جتنے رہت لوگ صراط مستقیم کے چلنے والے ہیں سب طبع سے بیزار ہو  
ہیں تو بھی بیزار ہو تب تو اس آستانہ کے سر پائون رکھیا کہ جو وقت آسکے دروازہ سے اندر گھسے تو غم و شادی  
سب سے چھوٹ جائے اور سب سے الگ ہو جائے آنکھ تیری روشن اور حق بین ہو جائے اور بطلانی کفر و کفر  
ہر تن نور دین ہو جائے جس لازم ہو کہ نصیحت مردوں خدا کی سن اور ان تو ہر خون و خطر سے چھوٹ کے امان  
میں ہو جائے اب بیشک ایک قصبہ مجھ سے سن تو مقہ قہت میں نور جان کا اس سے جھکوا حاصل ہو

قصہ میل سکون کے کھانے والوں کا اور نہ ماننا فیضیت نامعلوم کا

قول کہ ان شینیدی تو کہ در ہندوستان دید وانا کے گروہ و دوستان گرسنہ ماذہ شدہ بی برگ عورت میر سیدنا سفر از راہ  
 ہرواٹیش جو شیدہ و گفت خوش سلامی شان چون گلشن گفت گفت واکم کہ بتوجع و رطوبت و جمع آمدن خان بن کر بلا ملک  
 و طہ اندا تو قوم پیل تا نباشہ خور دمان فرزند پیل پیل ہست این ہو کہ اکنون بریدہ ہندس از زبان اندل بشنوید پیل پیل  
 اندر راہ تان صیایشان ہست ہن لکھو اہ تان بس طرفین اند و طیف اند و زمین لیک و رشان بود اندر کہین  
 از بی فرزند صفر سنگ اہ او گروہ و حشیر اہ آہ آتش و دود و آید از فرط طوم او اکھنڈان بچہ حرم او المعنی  
 توجہ گریگی توجہ او معروف بر بہنہ طریقہ بطا جلی نادر و حبیب حسین فتح فرخندین فتح مالہ فرطوم ہنرمندی ہستی کی پٹو  
 فراتے ہیں کہ تو نے وہ نقل بھی سنی ہو کہ ہندوستان میں ایک نے انسانے ایک گروہ و ہستون کا دیکھا سبھو کے سبھو  
 ہائے بے توشہ نکلے کسی راہ دور کے سفر سے آئے ہوئے اس نام کی وانا کی ہفتندائے محبت جوش میں آئی انگو سلام کیا  
 او میں اخلاق سے گلشن طرح انگو دیکھ کے شگفتہ ہوا او کہما میں جاتا ہوں کہ بھوک اور غلو بعد سے عاجز ہو کے تم کو لک اس  
 کر بلا میں جمع ہوے ہو لیکن اللہ اللہ تو قوم بزرگ ہستی کے بچوں کو ہر گز اپنی خویش مست بنائی تو کہ را اللہ اللہ کی  
 واسطے تھذیر کے ہر اب جدھر کو تم جاتے ہو ا وہی کو ایک پیل مست گیا ہو تم مست جاؤ میری

نصیبت جان و دل سے سوا اسی راہ میں تھا پہل پہل کے ہیں جانتا ہوں اسکا شکار تھا میرے دل خواہ  
 ہو وہ تو نہایت نادر و لطیف اور موٹے ہیں لیکن ان انکی تاک گھات میں لگی ہو اپنے فز و مذ کے لیے  
 سو فرسنگ تک چلائی ڈکراتی جاتی ہوا اور آہیں کرتی ہوا دوسو ٹا سے آگے اور دھوان اسکی کھلتا ہوا خدا  
 بچائے جیسے وہ اپنے بچے مردہ کے لیے شہناک ہو انخلا و شجہ بحر اطلال میں طریقت کو ظہرین جو معنی شطیط  
 کے ہوا و رہا ان جس بھی جن کو نہیں لکھا ہو قولہ اولیا اطفال حق اندازے میں در حضور و نصیبت آگے باخبر  
 غایبی بندیش از نقصان شان + کو کشد کین از برای جان شان - گفت اطفال من اندازین اولیا + در غریب  
 از کار و کیا + از برای امتحان خوار و یتیم + لیک اندازہ سر منہ یار + ندیم + پشت + در جہلہ مصمتا سے من + گو گیا  
 ہستند خود و اجزای من + ہاں و ہاں این حق پو شان من اندازہ ہزار اندازہ ہزار و یک حق اندازہ و نہ ذکر ہو  
 بیک چوب ہزار موسیٰ فرعون را زیر و زبر و نہ کہ کر دے بیک نفرین + ہ + نوح شرق و غرب را غرقاب خود +  
 بر کند سے یک دعای لوط را + جملہ شہرستان شان را بر او بد گشت شہرستان چون خود و شان + و جلد آب یسوی  
 نشان + موسیٰ شام ست این نشان میں خبر + درہ قدسش بہ منی ہر گز نہ + ہزاران انبیاء سے حق پرست +  
 خود بہ فرنی سیاستما بدست اہم غنی فقرین دعا سے بد قرآن بالفیہ صدی اب بقولات مولانا ج کے ہیں کہ جیسے نعل  
 کے بچے تھے ایسے ہی او پہل و لیا اطفال حق کے ہیں حضور و نصیبت دونوں حال میں وہ اُنسے آگاہ ہو اور پھر  
 نہیں تو حق سے غائب ہو اسکا نقصان و ایذا ہر گز نہ تجویز کر سوا سطلے کہ + انکی جان کیواسطے تھے کینہ لیکھا او  
 انتقام کم کر گیا جیسا کہ فرمایا تھا عاینا نظر المؤمنین یعنی لازم ہے ہر دو مومن کی اور فرمایا کہ یہ اولیا میرے  
 اطفال ہیں اور غریب میں ہیں کہ کار و کیا سے خود ہیں یعنی نہ کوئی کام نہ دیوے کہتے ہیں اور نہ کیا کہ خداوند کا  
 اور کیکے کار نہ سے ہوں بلکہ آراؤ مطلق جیسا کہ حدیث میں ہو المخلق عیال + اللہ جہم الی اللہ انفعم لعیالہ  
 الی اللہ انفعم لعیالہ مخلوق اللہ کی عیال ہیں میں دوست ترافے اللہ کے نزدیک وہ ہو کہ نفع ہو و نہ جانے  
 اللہ کی عیال کو اور بہ غرض تر وہ ہو اللہ کے نزدیک کہ ایذا دے اسکی عیال کو میں نے اور لوگوں کے  
 امتحان کہ کہہ دیکھوں انکے ساتھ کیا کرتے ہیں نوار و یتیم کیا ہو لیکن پوشہ میں انکیا ہر و ندیم ہوں یہ لوگ میری  
 جملہ لگا ہواشتون سے پشت دار ہیں گویا میرے اجزا ہیں جنہاں خبر دار یہ گڈی پوش خاص میرے ہیں ہزارین  
 سوز انی لکھوں ہزار جتنے ہیں سب ایک تن ہیں اور اگر یہ بات نہوتی تو ایک چوب ہزار سے جو ملا دے اسے ہر ایک  
 موسیٰ فرعون جیسے کو زیر و زبر کب کر سکتا چوب ہزار عطا کو موافق زیڈ مدلل کے کہا ہو کہ ہر کام موسیٰ کو دیتا تھا  
 کشتی ہو جاتا تھا اور سواری کی ضرورت میں سواری اور علی ہذا اور اگر تخصیص میں لوگوں کی نہوتی تو نوح  
 اپنی ایک بد دعا سے شرق و غرب کو غرقاب کیسے کر دیتا ایسے ہی لوط کی ایک عارہ تمام شہرستان اپنی قوم کے

کیسے لکھ کر چھپاتی وہ شہر ان کے تازہ و سرسبز مثل فردوس برہن کے تھے پھر وہ دریا آب سیر و کے نشان دیتے تھے  
اور یہ نشان اور یہ خبر طرف شام کے ہر ریت المقدس یا دشت مقدس کی راہ و گزیر جیسا کہ فرمایا اکلم لقرن علیم  
مصحفین و باللیل افلا تعقلون اور بیکاب اور قریش تم اسپر گزرتے ہورات دن اور پھر نہیں جانتے اور لا کھون انبیا  
حق پرست ہوئے ہیں اور ہر قرن میں سیاستیں ہوتی چلی آئی ہیں اختلاف شرح بحر العلوم میں یہ وی کہ  
سیہ و نین لکھا ہوا اور بیندیش کو میندیش قولہ کہ گویا ہم این بیان افرون شود و خود بگرچہ سنگ غار خون شود  
خون شود کھما و باز آن ہفتہ تونہ مینی خون شدن کوری و در طرفہ کور و در بین و تیر چشم لیک از شتر مینی  
غیر شیم و موبو بیند ز صرفہ حرص انش بد قص بے مقصود و انہ بچہ خرس و موبو بیند ز حرص خود بشر و نقص او غالی زخیر  
پر ز شتر و نقص انچا کہ کھود و ہنگامی غیبہ از ریش شہوت کرنی و نقص جولان بر سر میدان کنند و نقص اندرون خود مردان  
چون ہند از دست خود و تنی ہند و چون چند از نقص خود بھی کنند بطر اشان از درون و میند بجزا و شتر اشان کف میند  
تو نہ بینی برگہا بر شاخہا کف زمان نقصان نہ تحریک صبا و تو نہ بینی لیک بہر گوش شان و برگہا با شاخہا ہم کف زمان  
تو نہ بینی برگہا رکف زدن و گوش مل بایہ این گوش بدن و گوش سر بر بند از ہزل و دروغ نہ بینی شہر از بابا  
ہین و ہاں بر بند از ہزل و عمو و جردیش روی او چیری گو و سر کش گوش محمد و سخن کش گویا در نبی حق ہوا از ان  
سر بر گوش ست و چشم ست آن نبی و حجت حق مرضع ست و عاصی ملین سخن پایان از بابا از ان سوی ہل ہل بر کا از ان  
المعنی فرماتے ہیں اگر ان قرون کی سیاستوں کو بیان کروں تو یہ بیان بوجہ جائے اور وہ اسی سخت سیتہ ہیں  
کہ بگرچہ کیا چیز ہو سنگ خار سخت بھی منکے خون ہو جائے پھر کہتے ہیں گو بہاڑ خون ہو جائیں اور خون ان سے بچے لیکن  
تجھ کو خون ہونا کیسے سوچھے کہ تو اندھا ہوا اور وہو اور عجبا مدھا کہ دور ہیں بھی ہوا و تیر چشم بھی لیکن اشتر سے  
سولے چشم کے کچھ نہیں دیکھا اسلئے کہ چشم نفع کی چیز ہوا و جد و حال سے اس کے کچھ غرض نہیں آئندہ بیان ہل حال  
ریا کا کار ہوئے حرص انسان کی اپنے نفع کے لالچ سے اونٹ کا بال بال تو دیکھتی ہو اور قص یہ کچھ کچھ بطحہ مقصود  
وہی حرص نفع کی خوشی میں جیسا سچا تے ناچتا ہو پھر فرماتے ہیں کہ بال بال تو بشر اپنی حرص سے دیکھتا ہوا  
قص اسکا خالی فیر سے ہوا و شر سے بھرا یہاں رقص کیا کرتا ہو و ان کر تو شک تہ ہو یعنی خود ہی خود بینی  
تیری ٹوٹے اور جہاں نہیں ریش شہوت سے مگلے تا بھگوریش شہوت کا سوچھے اور اپنے نقص پر طاع ہو کے  
ازا کہ کرے یہ موقع رقص کا ہو یہ لوگ تو رقص و جولان بر سر میدان لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں اور جو  
مرد ہیں وہ اپنے خون میں رقص کرتے ہیں یعنی باطن میں اور پوشیدہ اس طور پر کہ جب اپنی خودی کے ہاتھ  
سے نجات پاتے ہیں تا لیان بجاتے ہیں اور جو اپنے نقص سے کود جاتے ہیں ناچتے ہیں ان کے مطرب ان کے  
اندرون میں دن بجاتے ہیں نہ مطرب ظاہری جس سے وہ ایسے شور میں آ جاتے ہیں کہ ان کے شور سے



سندرون کے منہ میں جھپکے بھر آتے ہیں تو اس بات کو نہیں دیکھتا کہ تپتے شاعون پر حرکت مہاسے کیسے  
تالیان بجاتے اپتے ہیں بھگو نہیں سو جھتا ہو کہ تپتے اور شاخین ملے انھیں کے کانوں کے واسطے تالیان  
بجاتے ہیں تو تپتوں کا تالیان سبنا نہیں دیکھتا ہو کہ واسطے کہ اس کے سننے کو گوش دل چاہیں گوش بین  
اور وہ گوش دل جب نصیب ہوں کہ ان گوش سر کو ہزل و دروغ سے بند کر تو اپنے شہر جان میں فروغ  
دیکھے لا جو ہم کو ہزل و بیہودہ سے ایو عبود کر اور سولے وصف رو سے ار کے کوئی بات منہ سے ست نکال  
گوش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزل و دروغ کے سنتے ہیں سر کشی کرتے تھے یعنی سنتے ہی نہ تھے اس سبب  
منافق انکو ایذا دیتے تھے حالانکہ خدا نے انکو قرآن میں ہوا ذن فرمایا ہو یعنی خاص کان کما قال اللہ تعالیٰ  
و منہم الذین یؤذون النبی ویقتولون ہوا ذن قبل ازین کہ ہم پر باندہ دیوسن لکھن میں درجہ لکھن اسنو انکم والذین یؤذون  
رسول اللہ لم عذاب الیم یعنی بعض منافقوں سے وہ لوگ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ کان ہو  
جو کچھ ہم کہتے ہیں سنتا ہو اور تصدیق کرتا ہو تو کہ اس محمد کہ کان تو ہوں مگر خیر کا کان تھا سے واسطے اور ان  
لوگوں کے جو ایمان لائے اندر پر اور ایمان لائے مومنوں کی بات پر کہ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہو اور رحمت واسطے  
انکے جو ہم میں سے ایمان لائے اور جو ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اشر عذاب در دناک ہو وہ نبی سر ہر گوش  
و چشم ہو اور وہ رحمت حق اور ہمارے لیے دایہ اور ہم طفل شیر خوار کہ بھوکہ رحمت حق کا شیر پلاتا ہو جس پھر گریز ہو نہ  
قصہ کے کہ اس بات کی تو کچھ نہایت نہیں ان اہل فیل جبکا ذکر شروع کیا تھا انکی طرف چل الخلافہ شرح بحر علوم  
میں گوش شان کو گوش شان کہ کر کے لکھا ہو ہمیشہ ہوتا ہو کہ کوئی ایک لفظ و آخر شعر کے دونوں مصرعوں میں باریک  
اور آغاز ان لکھا ہو اگرچہ ران ردیف ہو سکتا ہو کہ میں اخیر مصرع میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں یا شعور و فانیستیں ہو جا

**بقیہ قصہ مترضان فیل بچکان**

قولہ ہر وہاں ایل ہو میکاند مگر وعدہ ہر ہر برمی تند تا گبا یا بکباب ہر خوش تانامید ہتمام و زور خوش الحما ہی بندگ  
حق خوری و غیبت ایشان کہنی کی فربری ہمیں کہ پو پائی ہا نان خالق ست کہ برد جان غیر آن کو صادق ست و سو  
آن افسویہ کش بوی گیدہ باشد اندر گویشکرا نکیر نے وہاں دزدیدن امکان زان ہماں و فزوان خوش  
کروان ازداد و وہاں آب و دروغ غیبت ہر و پیش راہ حلیت غیبت عقل و ہوش را چہ نکو بہر زخمائے گریز  
شان ہر سر ہر اثر شا و مرز شان گریز غز ایل انگرا شہ کہ نہ بینی چوب و آہن در صور ہم بصورت می نمایم  
کہ کسے زان ہماں بخوابند آگے گوید ان رنجور کا عیال حرم ہیست ایش شیر بر فرق سرم چون نمی میندین انیا ران اثر  
در جواب انیا ران کا عمو انہی پیغم باشد این خیال چہ خیالست انکہ بہت از ارتحال یعنی چہ ہوتا تھا اسی  
دانا کی طرف سے فراموش ہیں کہ وہ پل ہر ایک کے منہ کی بوسہ گھستا پترا ہو اور ہر ہر کے معدہ کے گر د بھرتا ہو

تو بہان کہین ہو گاہ اپنے سپر کی پائے اسکو انا انتقام و زور و کھالے آگے مقولات مولانا ج کے ہیں تو  
کیسے گوشت ہنگان حق کے کھانا ہو اور غیبت آنکی کرتا ہو آخر بلا یا بیگیا جیسا کہ فرمایا لا یفتی بعضکم بعضا آپ  
احدکم ان یا کل لحم اخیہ میتا فلا یتیموا اتقوا اللہ ان اللہ تو اب رحیم چاہیے کہ غیبت نہ کرے کوئی کسی کی اتسے کیا  
وہ دوست رکھتا ہو اس بات کو کہ کھالے گوشت اپنے مرے ہوے بھائی کا پس کمرہ جانو اسکو اور پوچھ  
سے بیشک اللہ تو بہ قبول کرنے والا ہو اور رحیم ہو خبردار ان لوگوں کا جو غیبت مردان حق کی کرتے ہیں  
متنبہ سو گھنے والا خالق ہو پھر سو اُسکے جو صادق ہو اور کون جان بچا لینے والا ہو اب واسے اُس فحش پر  
اُسکے ہو گئے گوہرین منکر نکیر مہول کہ نہ تو ان ہزرگون سے مخو چرانے کی طاقت ہوگی نہ کچھ داد و دہش سے کام  
نکلیگا نہ کوئی ایسا اب و روغن بلیگا کہ جس سے اپنی صورت بدل ڈالے جیسے بہر پیے بدل ڈالتے ہیں  
یہ عقل و ہوش کو راہ حیلہ کی آوروہ اپنے گز کے زخم ہر زائرا کے سر و مقعد پر مارینگے کہ معاذ اللہ اب گز خراب  
کا اثر دیکھو کہ نہ انکی صورت کسی لکڑی سے ہو نہ آہن سے اور کبھی کبھی صورت بھی معلوم ہوتی ہو لیکن اُس سے  
بیار ہی آگاہ ہوتا ہو اور کتنا ہو کہ او گھر والو کیسی تلوار میرے سر پر ہو اور گھر والوں کا خیال کہ انکو کوئی  
نظر نہیں آتا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اے اندھے ہم تو کیسکو بھی نہیں دیکھتے تیرا خیال ہی خیال ہو اور یہ  
خیال بھی از خیال سے ہو یعنی رحلت کا وقت قریب ہو انحلاف شرح بحر العلوم میں کہ نبیؐ کی گز نہ بنی لکھا  
تو لہر خیالست این کہ این چنچنگوں + از نسیب آن خیالی شد چونوں + گز با و متیعا محسوس شد + پیش بیار و  
سرش منکوس شد + او بھی میند کہ آن از بہر اوست چشم دشمن بستہ زان چشم دوست + حرص و نیار رفت و  
چشمش تیز شد چشم اور روشن کہ چون نوزیز شد مرغ بے ہنگام شد آن چشم او + از نتیجہ کبر او چشم او + سر برین  
واجب آمد مرغ را + کو بغیر از وقت مہربان دورا + ہر زمان از رعیت جزو جانت را + ہنگر انداز مرغ جان ابرانت را  
عمر تو مانند ہیمنان ز رست + در روز شب مانند نیار شمرست + بیشمار و میدہد ز بیو قوت + تا کہ غالی گردد و آید  
خسوف + گز کہ بستانی نونی جیلے + اندر آید کہ وہ از ان وادان نپاے + پس بنہ برجای ہر دم را غرض تاز  
بدو + اقرب یا بی غرض + در تمامی کار با چندین کوش + جز بجاری کہ بود در دین کوش + عاقبت تو رفت تو بہ  
تا تمام ہکارایت ابریزان تو خام + و ان عمارت کردن گورو لحدہ + فی سنگست + و چہ بزلہد + بلکہ خود را در  
صفا کو رہی کنی + در منی او کنی و من این منی + خاک ابر گردی و در خون غش + تا دمست یا دیدم + از خوش  
گو رخا نہ قہدا و کنگرہ + نبود از اصحاب منی آن سو بگر اکنون رنگ طلس پیش را + بیج طلست گیر دہوش را +  
در غدا بکست آن جان او + کہ روم غم و دل عثمان او + از ہون پر ظاہش نقش و نگار + و ز درون ہشیا  
دارزار + و ان کی بنی و ان دلت کہن + چون نبات اندیشہ و شکر سخن + لہ معنی منکوس گوئنا و سرنگون

قیدِ بے لام مالِ بسیارِ پُر نہادہ فرماتے ہیں گھر والے تو خیال تھاتے ہیں لیکن عیب ہی خیال ہو چکی ہے یہ چنچ سڑکوں ایک خیال ہو گیا ہو اور مثلِ فون کے خنجرِ تپس ہمارا کوہِ گرزِ تیغِ محسوس ہونے لگے اور سب پیش نظر اب سراسر کھجک گیا یہ تیار تو دیکھتا ہو اور مانتا ہو کہ یہ سب گرزِ تیغِ میرے ہی واسطے ہیں لیکن دوستِ دشمن کی چشم سے چھپے ہوئے ہیں وہ نہیں دیکھتے اس وقت میں حرصِ دنیا کی گئی اور آنکھیں تیز و روشن ہو کے غوی بہانے لگیں اب آنکھوں سے خون بہانا ایسا جیسے مرغ بے ہنگام کی ہانگ کی تیج بکھر ختم کا سامنے آیا بس اس مرغ بے ہنگام کا سر کاٹنا واجب ہو کہ یہ وقت بولتا ہو اور سر ہوتا ہو اور مرغ بے ہنگام آنکھیں جو بوقتِ رونی ہیں رونے کا وقت تو گزر گیا تو جاتا ہو کہ نزع کا ایک وقت معین ہی نہیں ہر وقت تیری جزبان کے واسطے ایک نزع ہو بس اس نزع جان میں ہر وقت اپنے ایمان کو دیکھ رہے اور اُس کے ذکر سے غافل مت ہو ع شاید یہ نفسِ نفسِ دل میں بود و عمر تیری ہی ہو جیسے زر کی ہیمانی اور یہی رات دن اس ہیمانی کے دینا شمار کرتے ہیں اور یہ بوقتِ اپنے اُس زر کو آنکھیں دے رہا ہو یہاں تک کہ ہیمانی خالی ہو گئی انجھون آجائیکا مثلاً ایک پہاڑ ہو اُس میں سے تھوڑا ہی تھوڑا لو اور چکورو کھو نہیں کہو دو تو کو بھی دینے سے عاجز ہو جائیگا پھر ہیمانی کیا چیز ہو جس کو چاہنے نقدِ عمر کو روزِ شب صرف کر رہا ہو ہر دم اس کا عوض رکھتا جاتا و سبہ و اقرب سے مد عاجل کرے یہی عوض ہو دنیا کے تمامی کاموں میں اتنی کوشش مت کر بجز کام دین کے اس میں جہاں تک ہو سکے کوشش کر دنیا کے کاموں کا یہ حال کہ انجام تیرا تو یہ کہ تو دنیا سے چل ہی گیا اور کام تیرے اتر و ناتمام رہ ہی جائینگے اور ردی تیری جو تو شہِ راہِ آخرت کا ہو وہ بھی کچی رہ چکی اور جو گورو کی پر عمارت بناتے ہیں بیہودہ ہو تو نہ سنگ کی عمارت بناؤ لکڑی کی نہ اسپر مال کثیر صرف کر لیکر اپنی گویا غامین بنا اور خودی سے غلٹی رہا اور وہ جب کو مائی اور منی منرا اور ہوا سکی منی منی اپنی منی کو دفن کر دیا اسکی خاک ہو یا اور اُسی کے غم میں بد فون تو تیرا دم اُس کے دم میں سے مد میں پاتا رہتا ورنہ وہ جاوید ہو گا یہ عمارت گور کی تو نشانِ چند روزہ ہو نہ زندگیِ حیشہ کی یہ گور خالی اور گنبدِ و کنگرے اہل معنی کے سامنے کھڑے اور جیہ نہیں ہیں اور یہ جو مردہ کو دفن مہیتی دیتے ہیں مثلاً اُسکو طلاس پوش بنایا اسکا یہ رنگ کہ کوئی طلاس بھی ہاتھ ہوش معنی جان کا پکڑ سکتا ہو اور دستگیری کر سکتا ہو اُسکو تو طلاس پوش بنایا اور جان اُسکی عذابِ بد میں ہو اور کر تو غم کے اُسکے دلِ عذران میں ذک لگا رہے ہیں ظاہر تو اسکا پر نقش و نگار کر دیا اور باطن میں اندیشے زار زار بھرے ہیں اب دیکھ اُس ولق پوش کو جب کو پڑانی گدڑی میں داب دیا کی سکی شک جیسی باتیں ہیں اور بات جیسے اندیشے جنے منکر نگہ بھی شیرین کام ہیں الحلافِ شرح بحرِ اعلوم میں چونوں کو کنوں لکھا ہو

## ارجوع بحکایت مسافران فیل بچکان

قول کہ گفت صاحب ہشتیہ میں پند میں تناول وجان تان نگہ روشن ہا گیا وہ گرگ تانغ شہیدہ و شکا فیل بچکان کم  
 ہدیہ میں ہر دن گردن و ام نصیح، جز سعادت کہ بود انجام نصیح میں پتیلین رسالت کہ ہم تار با ہم من شمارا  
 از دم، ہین مباد کہ طمع مان رہ دیم طمع برگ انان جان تان بر کند، این بگفت و غیرا بے کرد و رفت  
 کشت قحط و جوع شان و رراہ ز منت، ناگمان دیدن سبوی جاؤ، پور نیلی فریبہ فرادادہ اندر قتا و در چون  
 گر گمان ست، پاک خور و نہ فروشت ستند دست، آن یکی ہمرہ خور و پندادادہ کہ عاریت آن فقیرش بود یا بد  
 از کب بشانغ آمد، آن سخن و سخت نوبت تر عقل کمین، پس بقتا و نہ وقتند کہ نہیہ وان گر نہ پاسبان آن نہ  
 دید پیلے سہنا کے میر سید، اولاً آمد سوار س دود و بوی میگرد او و افش، اسباب و بیچ بولے زوینا، ناگوار  
 چنباری گردا و برگشت و رفت، مرد و زانو از و آتش میل خفت، مرلب ہر خفتہ را بوی کرد و بوی می آمد و زانو خفتہ  
 مرد، کہ کباب پیل اودہ خورہ بود و ہر دیند و کشتش پیل و دود و زانو او یک بیک از ان گروہ و میبایند  
 بنودش زان شکوہ و ہر سو انداخت ہر یک از گروہ، تا ہمی زوہرین پشیمانان، اسحقنی اسی ناصح نے  
 کہا کہ میری نصیحت نافہ و قول وجان تمہارا امتحان میں نہ چڑجائے جسی برگ گیاہ بگل پر قناعت کرو  
 فیل بچکان کے شکار کہ ہرگز منت جائیو میری گردن میں جو نصیحت کا جال تھا یعنی میرے ذمہ نصیحت تھی  
 وہ کی اس واسطے کہ نصیحت کا انجام سعادت ہو متیق مگو، پیام ہو پچانے آیا تھا تو نہ تو نہ مدت سے بچکان  
 خبردار ایسا نہ کہ طمع تمہاری راہ مارے اور طمع تمہاری برگ کی شکو اس وجان ہی سے اکیڑے سے کیا اور  
 خبر باد کہکے وہ ناصح تو ہل یا اور اٹکا قحط اور اکی بھوک اس راہ یعنی شکا فیل کے بچکان میں کہ انتہا رکھتی خوب  
 موٹی اور مضبوط ہوتی اسی حال میں اتفاقاً ایک راہ کیطرت ایک فیل کا بچہ فرہ نوزاد و دیکھا سب برگ  
 مست کے مثل اسکو لپیٹ گئے اور مار کے بالکل کھا گئے اور ہاتھ و ہونہ کے بیٹھ رہے مگر ایک ہمارا ہی نے  
 انکے نہیں کھایا اور انکے ہی نصیحت کی کہ اسکو اس فقیر کی بات یاد تھی بس وہی بات اسکو انکے کباب  
 کھانے سے مانع ہوئی دوسرا مصرع مقولہ مولانا رحم کا ہو کہ مہربانی کا نصیب تادہ وجان جوتا ہو تو وہی  
 چیرانی بات عقل کی سوجھنا، تو آپ یہ سب تو کباب کھا کے پڑے سو گئے مگر وہی بھوکا پاسبان اس گلا کا  
 جاگتا رہا اسکو بھوک کے بارے نہ نہ نہیں آئی دیکھا کہ ایک فیل نہایت سہنا کہ آتا ہوا اور اگر پہلے ہی بھوکے  
 پاسبان کیطرت ڈر آوے تین و نہ اُسے اسکا منہ سو گھا کوئی بونا گوارہ کو نہ معلوم ہوئی چیر گئی بار اس کے  
 گرد و پیر کے چلا گیا اور اس شاہ پیل زلفت نے اسکو کچھ نہ تیا من بعد ہر خفتہ کے لب اُسے سو گھے اُس کے  
 لبون سے اسکو ہوائی تھی اس واسطے کہ انھوں نے تو کباب پیل زادہ کے کھائے تھے انکو اُسے فوراً چیر ڈالا





وہ جسے اس کے کھیر و مینا جیسا کہ فرمایا تھا کہ خلیفہ و لا سکھوں کہ بیٹھے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو ان اگر تیری بات نہ کہی ہو اور مٹی بہت تودو کجی ظاہری خدا تعالیٰ کو مقبول ہو اور اگر ظاہر لفظ تیرے اچھے ہیں اور معنی بہ

تو ایسے معنی ایک تو پیغے چار جو برابر بھی نہیں

اس بات کے بیان میں کہ خطا مجہول کی بریکانوں کے صواب سے بہتر ہو

قولہ ان بلال صدیق و ہانگ نماز تھی راہی خوانا از روی نیاز تا بگفتند از ہم میریت رہت + این خطا اکثرون آغاز بناست + ایو بی و ای رسول کہ و کار یک موزن کو بود و فصیح بیار و عیب باشد اول دین و مصلح + لکن خوانا و فطری علی الفلاح چشم پیچید و بگفتند یک دور فرے از غایات نفست + کا و نشان نزد خدا ہی بلال + بہتر انصافی جی قیل و قال + و اشعار انہما من راز تان + و دانگویم در خود آغاز تان + اگر نداری تو دم خوش و دعا + و دو عایینہ زراخوان صفا + معنی اسی بات پر کہ معنی اچھے ہوں لفظ چاہے کچھ ہوں فرماتے ہیں کہ وہ بلال جو ہمہ تن صدق تھے جب ہانگ نماز از روی نیاز کے کہتے تھے تو جیسے ہی کہہ ہی کہتے تھے یہاں تک کہ پیغمبر سے لوگوں نے کہا کہ ایو حضرت آغاز یا اسلام کی ہو یہ بات اچھی نہیں کہ آغاز ہی میں خطا ہو گویا پہلی ہی مہم اللہ تعالیٰ کو نبی اور ایو رسول خدا کے دیا کہ کوئی موزن جو فصیح ہو بلا و عیب کی بات ہو کہ ابتدا دین و مصلح کی ہو و جی علی الفلاح کہ لکن پکارے لکن کے معنی خطا و گفتن ہو حضرت کا غصہ اس بات پر خوش میں آیا اور ایک دور فرین غایات پوشیدہ سے کہیں کہ اگر خود خدا کے سامنے یہ ہی بلال کی تھامے کہ کہی جی قیل و قال سے بہتر تو قیل و قال سے مراد بفساحت ظاہر اور اگر نہاں ہو کہ خوش و عایینہ نہیں رکھتا ہو تو جی صفا جیسا کہ اول آخر سے نہ تھا کہ وہ ان آپ فرماتے ہیں اگر تو دم خوش و عایینہ نہیں رکھتا ہو تو جی صفا سے ہمیشہ خواہان و دعا کا رہو

حکم کرنا خدا تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو کہ ایسے منہ سے مجھ کو یاد کر کہ جس منہ سے تو نے گناہ کیا ہو

قولہ ہر آن فرمود با موسیٰ خدا + وقت حاجت خواہن اندر دعا + کا حکیم احمد بن محمد بن یحییٰ + با و ہانے کہ نکو دی تو گناہ + گفت موسیٰ سن ہمارم آن وہان + گفت با و او وہان غیر خوان + ہانچان کن کہ وہاں ہمارا تر + و شب و در روز با آرد دعا + او وہان غیر کہ گناہ + اند وہان غیر بخوان کا و آگہ + او وہان خوش تن + یا کن کہ + روح خود را چاہک و چالاک کن + ذکر حق پاکست + چون پاکسی رسید ارادت پر بند و ہون آید + پیچیدہ + و صند با او صند + و شب گریو چون برافرو خدا + چون در آید نام پاک + اند وہان دینی پیدیا + اند وہان وہان + معنی یہ حکایت مطابق اس قول کے ہو جو فرمایا کہ اگر تو عایینہ دم خوش نہیں رکھتا تو خوان صفا طالب دعا کا ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ جو حق تو اپنی حاجت مجھے عایینہ چاہے تو ایسی کہ

اس شخص کے ساتھ مجھ سے یہاں بڑھوڑ ہو جس شخص سے تو نے گناہ نہ کیا ہو حضرت مولیٰ نے کہا کہ انہی میرا ایسا دہن  
کہاں ہو فرمایا مجھ کو غیر کے دہن سے یاد کر لینے ایسا کر کے غیروں سے دعا اپنے حق میں کر کہ ان کے  
دہن راتوں میں اور دنوں میں تیرے واسطے دعا کیا کریں اسی لئے کہ غیروں کے دہن سے تو نے گناہ  
منہیں کیا ہو ان کے دہن سے کہلا وہ کہیں کہ اس کو کیا تو اپنے دہن کو آپ پاک کر اور اپنی روح کو چست و  
چالاک بنا اس بات پر تے ہیں ذکر حق کافی نفس پاک ہو اور جب پاک دہن میں پہنچا تو پاکی برپا کی حاصل ہو  
پھر پیدہ کیسے ٹھہر سکتی ہو ذرا اپنا بستر اٹھا کے باہر نکل جائیگی ظاہر ہو کہ بندہ خدا سے بھاگتی ہو دیکھ تو دن کی  
روشنی جب روشن ہوتی ہو رات بھاگ جاتی ہو پس ایسے ہی جو وقت کہ نام پاک اُس کا دہن میں آئیگا  
نہ پیدہ ہی رہیگی نہ کوئی شک پوشہ

اس بیان میں کہ حاجت منہ کا اللہ کہنا عین لبیک کہنا حق کا ہو

قولہ آن کی اللہ میٹھتے شے تہا کہ شیریں گرد واد و کرش لے ملکت شیطا لش خوش اسوخت روی  
چند گوئی آخر ایسا رگوی مابین ہر اند گشتی اسوخت و خود کی اللہ لبیک گوئی نیاید یک جواب از  
پیش تخت و چند اند میں رفتی باروی سخت و او شکستہ دل شد و نہاد و سر وید و در خواب او خضر و خضر  
گفت ہین از ذکر جون و اماندہ و چون پیشانی از ان کش خواندہ و گفت لبیک منی آید جواب و ان ہی ترسم  
کہ کروم و باب و گفت خضر کہ خدا گفت این ہن مکر و بوا و بگو اسے متعن و گفت آن اللہ تو لبیک ہا  
این نیاد و سوز و دردت پیک ہست و ذرا در کار من آورده ام نہ کہ من مشغول نو کرت کروم و جلیما و  
چارہ جو پھامی تو جذب ما بود و کشادگان پای تو ترس و عشق تو کہ نہ لطف ہست و زیر ہر رایت تو لبیک ہا  
مان جاہل نین و عاجز و درویشیت و اذ انکہ یارب گفتا ش و ستوریت و بردمان و ہر لبش قفل ست و بندت مان لہ  
بر خدا وقت گزیدہ و لخصی عتو نفع اول تکبر و سرکش لبیک حاضر ہون تیری خد متہین حاضر ہونا خضر با کسر فتح  
اول و کثرتی نام غیر بہشتین تازگی و ہنری ایک شخص اللہ رات ہین کہا کرتا تھا نا اس کے ذکر سے  
شیریں لب ہوئے ایک رات شیطان نے کہا کہ چپ اسوخت رو بہا رگوں تک بیکہا آخر کچھ فائدہ بھی ہوئی  
سرکش اسقا اللہ اللہ کہتا ہو کسی ایک اللہ کے جواب میں بھی لبیک نہ سمجھو تو اب جواب بھی پیش کش  
سے نہیں آتا پھر تو ایسی سخت روی کے ساتھ اللہ اللہ کیوں کیے جاتا ہو اس چارہ کا اس کہنے سے دل  
فٹ گیا اور سر کھلے لیٹ رہا خواب میں اس نے حضرت خضر کو ہر روز ارہن و کچھا کہا خبر دار ہو تو ذکر تو سے  
کیوں تھا کہ جبکہ یاد کیا کرتا تھا اس سے کیوں پیشان ہوا کہنا مجھ کو اسکی طرف سے جواب لبیک کا نہیں  
۱۲ ہونے ڈرنا ہون کہ کہیں مرد و درگا و نہایت خضر نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہو کہ اگر متعن تو ہوا اور

اس سے کہ وہ جو تواسد کتا ہو وہی لیک ہمارے ہواوریہ تیرا نیاز و سوز و درد سب ہمارے قاصد میں جو تیرے پاس پہنچتے ہیں کیا اس کام میں ہم جھگڑیں لائے ہیں کیا ہم نے جھگڑا اپنے ذکر میں مشغول نہیں کیا ہو تو اسکو ہماری طرف سے نہیں جانتا تو جو یہ جھگڑا و چارہ جو نمایاں کرتا ہو سب ہمارے جذب و کشش سے ہیں اُسی جذب نے تیرا قدم آگے بڑھا دیا ہو یہ تیرا خوف و شوق بھی کمند ہمارے لطف کی ہو اور تیرے ہر مایہ کے تحت میں ہماری لیبیا ہو دیکھ لے جاہل کی جان کو اس دعا سے سوائے دوری کے کچھ حاصل نہیں ہو اسلئے کہ یارب کہنا اسکا دستور نہیں کہنے اُسکے دوان و لب پر قفل لگا دیا ہو تا سچ ہو کہ نہ کیونست ہمارے سامنے گریہ و زاری نہ کر کے قولہ داوود فرعون را صد ملک مال تا بکر داوود عی عزوجل مال بد و بہ عرش ندید او در و سر تا نالہ ہوسوی حق آن بد گمردا و اورا جلد ملک میں جہاں بحق خدا و ش در و و نچ و آن وہاں درانگہ و و نچ یا ر آن وہاں بد نصیب و تاش و جہاں بد و آد بہتر از ملک جہاں بتا نچا تو خدا را در عہد و خاندن بید و از ہر کمیت و نخواستن با و و از اول بر و کمیت و آن کشدن زیر لب و از را یاد کردن بہر و آغاز و آن شدہ آواز صافی و خرن و اوی خدای متغاث و اوی معین و نالہ گنگ ہر ش ہیذب نیست و زانکہ ہر غلبہ سیر نہر نیست و چون سگ کہنی کہ از مر و راست و بر سر خوان شہشا بان نشست و تاقیامت میزد و او پیش غار معارفانہ آب رحمت بی تقار و اوی با سگ پوست کو را نام نیست و لیک اندر پردہ بی انجام نیست و جان بدہ از بہر انجام و میسر و بی جہاد و صبر کر باشد ظفر و صبر کردن بہر این نبود و حرج و صبر کن کہ صبر بفتح الفوج و زین کمین بی صبر و خرمی کس نیست و حرم را جو و صبر کر یا و دست و لہجہ حق کی فرعون و اللہ تعالیٰ نے سیکڑوں قسم کا ملک و مال دیا یہاں تک کہ اُس نے دعویٰ خدائی اور عزوجل کا کیا لیکن تمام عمر کبھی اسکا سہر بھی نہ دکھا تا وہ ۶۰۰ اصل خدا کے سامنے نالہ و زاری نہ کر سکے سارا ملک اس جہاں کا حق تعالیٰ نے اُسکو دیا لیکن در و و نچ اور وہ دہن نہ دیا کہ جس سے نالہ با و رکھتا اس سبب کہ وہ در و و نچ جو یا ر اس دہن کا ہو کہ در گاہ حق میں نالہ و زاری کرے اس جہاں میں حصہ اُسکے دوستوں کا ہو جس ملک جہاں سے وہ در و اچھا جمیں تو خدا کو پوشیدہ یاد کرے بیدر و کا یا و کرنا افسردگی سے ہوتا ہو اور بڑے کا یا و کرنا عشق و دل بردگی سے وہ آہستہ آہستہ آواز کرنا اور اپنے صبر اور آواز کو یاد کرنا وہ ایک آواز صافی و خرن ہو جو کتا ہو اوی خدا فرما ورس اور اوی مد و گار میرے اقرض نالہ کہ کیا بے جذب حق نہیں ہوتا یہاں تک کہ کتا جو انکی راہ میں نالہ کرتا ہو وہ بھی بدون اُسکے جذب کے نہیں ہوتا کہ اسلئے کہ ہر شو اپنی رغبت کی گرفتار ہو اور وہ رغبت ہی مانع نالہ کی توجیب تک اسکا جذب نہ ہوگا رغبت مانع اس نالہ کی ہوگی اور جب جذب اسکا ہوگا تو وہ جذب اس رغبت کو ہر طرف کر دیکھا جیسے سگ کہنی کہ لپ

اس مردار سے جو رغبت ہو چھوٹ گیا تو خوان شاہنشاہوں پر بیٹھائیں ان اصحاب کھف کے ساتھ تیار کیا گیا کہ مثل انکے توشہ اصحاب کھف میں اسکا بھی حصہ بتایا جو یہ سب شہاد و شراسع و غل کے بھی ہیں کہ و قراول میں دعا کرنا فرعون کا مذکور فرمایا جو لیکن اب جو یہ قیدین جذبا و فرعون کی اور بید روی غیر کی لگائی ہیں ان سے سب ناقص و فغ ہوتے ہیں کہ وہ دعا انکی درود و جذب سے موافق ورنہ کیوں دل اسکا نرم ہو سکے اپنی سرکشی سے باز نہ کیا انتہی اور وہ سگ کچی عارفوں کے مثل سامنے اپنے غار کے آب رحمت حق کا بے تغار لگوں کے پتیار ہو گیا اب فرماتے ہیں اے مخاطب بہت ایسے سگ پوست ہیں اے خراب حال جو بطن ہر بے نام و نمود ہیں لیکن در پردہ بے جام عشق کے نہیں ہیں تو بھی اے سپہ اس جام کیواسطے اپنی جان دیدے جہاد کر صابر ہوتا محنت و صبر سے تو بھی ظفر اب ہوئے جبر کرنا اس خیال سے کہ صبر گنجی کشودگی ہو کچھ حرج کی بات نہیں ایسی کہ یہ دنیا کی نگاہ شیطان کی جو اس سے وہی بچ کے نکل گیا جسے صبر و حزم کیا بلکہ صبر خود حزم کے ساتھ پاؤں ہیں جیسا کہ فرمایا و الذین باہوا فینا لندیہم سبلنا جن لوگوں نے جہاد کیا ہمارے راہ میں اور کوشش کی ہدایت کرینگے ہم سب کو اپنی راہوں کی قولہ حزم کن از خود کو میں دہرین گیا ست و حزم کردن روز نور او یاست مکان باشد کو بہر بادی جہاد کہ کو مراد و روزے مند ہر طرف خود لے بھیجے اندر تہ کا سر اور راہ خواہی ہیں یا در ہنایم ہر بہت با شرم و شوق و حزم درین راہ بقیق و فلاح و درست ذرہ و انداد و یوسف اکرم و سوسو این گرگ خود و حزم آن باشد کہ نفیر بہت را بچرٹ فوش و انہای این سر کہ بچرخی دار و فنی فوش اور سحر خوانید و در گوش تو کہ کیا حمان مامور و فنی و نادر آن است و تو آن مہنی حزم آن باشد کہ گوی تخم ام و یا سقیم و خشک این و خمد ام یا سقم و دوست و در و سر پر یا مرا فخر آیت آن خالو پیر و زاکم یک فوش و در پانی شہاد کہ بکار و در تو فوشش و شہاد زرا کہ بچا یا شست و دہر و ماہیا او کو و شست مند گرد و دھند و دہان چیل و جو پوسیدست گفتارش و غل و غلغ غل آن عقل و مغرت را بر و صد ہزار آن عقل ایک شمر و بار تو بر صین مت و کیست اگر تو اپنی مجب و وسایات و دینہ مشوق تو ہم آرا مت دین بہر پہنان ہمہ آفات مت و حزم آن باشد کہ چون دعوت کنند تو کو کوئی مت و خواہان مند و دعوت ایشان صغیر مرغ وان کہ کنند یا و در کمن نہان و مرغ مردہ پیش بہادہ کو این و میکنند آواز و فریاد و انین و مرغ پندار کہ جنس و ست و جمع آید بر در در شان پوست او و نہر مرغی کہ فرمش و اوق و تا نگرد کچ از ان و اند ملق بہرست بیخری پشمانی یقین و حزم را نگار و کو کن تو دین و زاکم بیخری شقاوت بر و دین رو و از دست و در و سر و دہر بہر پشمانی و شہاد و شرح این و تا شکوی حازم بر اسی حفظ دین و لہی تخمہ بالضم و بعضی طعام و تخمہ کوستان ترغ و آواز و انتون کی جو سخت چیز چاہئے یا جگر سے یا غصہ کے بکھر آہن

نام عاشق کو ویسا ہی معشوق بھی آئینہ صبح تا کی بکھانے لگا۔ غار سی پریشانی پر گزرتی تھی۔ پانی سے نکلے قوتاتے ہیں اول حرم اپنی  
خوش سے کہ کہ یہ بڑی زہریلی گیاہ جو اس سے حرم کرنا یہ زور فرما دیا سے ہوا سیلے کہ گھاس کا ٹکڑا ہوا  
سے اور ہوا کو اچھلتا ہی لیکن کوہ کے سامنے ہوا کا کیا وزن ہو مطلب یہ کہ خوش چھی دینا والوں کو  
لوٹ پوٹ کرتی رہتی ہوا دلیا کہ وہ پہاڑ ہیں اُنکے سامنے اس ہوا کا کیا وقار وزن ہو اور ہوشیار ہو کہ  
ہر طرف سے غول تجھ کو پکار رہے ہیں کہ اسی بھائی اگر راہ چاہتا ہو تو خبردار ہو اور حرم کو آئین تیرا ہنا و رفیق  
ہو گا اور تیرا پیشرو و اسوا سے کہ یہ راہ بڑی باریکہ ہو حالانکہ نہ وہ پیشرو نہ راہ جاتا ہو اور پوسٹ تو ہرگز اور  
مست جاوہر کہ خود ہو یہ شمار بیان پیران ریا کاریں ہیں غول سے یہاں تک اور حرم یہ ہو کہ چرب شیرین و پنا  
اس سرا کے تجھ کو اپنے غم میں نہ فریاد نہ کریں کہ انہیں نہ چربی ہو نہ نوش ہو جاوہر چرب کے تیرے کا نہیں  
بھونکتے ہیں اور تجھ کو اپنے بس میں کرتے ہیں کہ آہ و دہشتی آچار امان بن گھڑیا ہو اور تو ہماری ملک سے ہوا  
غلام جیسا کہ آدمی چرب و شیرین بقون کا غلام ہو تیری ہوشیاری یہ ہو کہ تو کہے تجھ کو تیرے ہوشیاری ہو یا بیا  
ہوں یا زخمی اس گورشان کا ہوں کھا نہیں سکتا اور چرب و شیرینی خود بھی مولد تیرے ہیں یا کہہ دے کہ میرے سر  
دور ہو اسکو کھو دو تو تمہارا امان بنوں یا میری میرے خالو کے لڑکے نے دعوت کی ہو خالو میں یا داوا داند  
سختیں کلام کی ہو اور خالو معنی ماموں یا خالو شوہر خالو کا اس سب سے کہ اگر ایک نوش تجھ کو دیدیگے تو سیکر  
نیش آئیں سمجھ لے کہ وہ نیش تیرے میں ہی پیش بودیگے اور اگر تجھ کو پیاس یا ساٹھ روپیہ ماہوار  
وے تو ایسا ہو جان لے کہ یہ گوشت مچھلی کے کاٹے میں رکھا ہوا ہو مزہ و تو آئیں بھنس ہیگا اگر تیرے  
ورنہ وہ پیر میل خود کب دیگا یہ بات اُسکی ایسی ہو جیسے جوڑ گھنا طراور کھائے اسی ترغیر کر گیا کہ تیری عقل و غر  
و دونوں کو کھو دیگا لاکھوں غفلتیں تو اسکو بتائے وہ ایک بھی نہیں گنیا تیری یا تیری غم میں ہو اور تیرا  
کیسے صہیں اعمال صا کہ بھرے ہوں تبس اگر تو امین ہو امی عاشق تو سوا سے و بسہ یعنی معشوق کے کہیں  
طالب مت ہو اور وہ و بسہ معشوق تیری ہی فوات ہو اس سے خارج جو ہیں جملہ تیرے لیے آفات ہیں  
ہوشیاری یہ ہو کہ جب تجھ کو اپنی طرف بلائیں تو یہ مت جان کہ یہ لوگ میرے شوقند و خدامان ہیں یا نہ  
بلا یا ایسا جو جیسے صغیر مرغ کی کہ صیاد گھات میں چپکے کر یا ہو اور ایک مرغ مردہ سامنے رکھ دیتا ہو کہ مرغ جان  
کہ یہ آواز فرماؤ نا کہ اسیکا ہو جس وہ اپنا بھین جان کے اور اُسکی آواز سمجھ کے اُسکے پاس آ جاتے ہیں  
صیاد اسکا پورست پھاڑتا ہو ان گروہ مرغ کہ جب کو حق نے حرم بخشا ہو ہرگز نہ کیو واسطے پرانہ مرغ و غر  
نہیں متوانے دوست تو خوب بے یقین جان لے کہ بھڑی بڑی ہشیانی کی بات ہو بلکہ خود ہشیانی تو فرم



لکھک سے تشبیہ سب سے ہو کر اگرچہ ایک ملک کے دوسرے ملک کو چراکیا واسطے جاتے ہیں جیسے  
 اس ملک میں کلنگ اور کوہیل وغیرہ آجاتے ہیں یہ خواجہ ہر سال اپنے زر و مال سے دل کھول کے  
 اسکا بیج کرتا تھا آخر وہ بین تین مینٹس پلوان نے صبح شام اسکے سامنے خان لگایا اور یہ وہاں رہا  
 پھر آئے شرمندہ ہو کے خواجہ سے کہا کہ تو اتنا نہیں ہو کہ تک و عدے کر گیا اور کہاں تک مجھکو دھوکے دیا  
 تو کہہ گشت خواجہ مجھ و جانم وصل جو ست ، ایک ہر تخیل اندر حکم ہوست ، آدمی چون کشتی است و بادبان +  
 مگر اگر باد را آن باد را آن بازو گند آن بدوش کاو کریم ، کیہ فرزند ان بیابانگ نغم ، دست او گرفت سہ کرت بعد  
 نما شد اندر نو بیابانی جہد بعد وہ سالے بہر سالے چنین ، بلا ہ باد و عدد و ای شکرین ، کہو و کان موحا بہ  
 گفتند ای پدر ماہ واپر و سایہ ہم دار و سفر و قہار روی تو ثابت کردہ ، درخشا و کارا و پس بر وہ ، او چنوا ہد کہ  
 حق آن ، و اگر او چون شوی تو میان دس وصیت کردار او نشان ، کہ کشیدش سوی وہ لایہ کنان +  
 گفت حق ستاین ملی او سپہویہ ، اتق من شراحت لایہ دوستی تخم دم آخر بود ، ترسم از وحشت کہ آن فاد  
 شود صحبتی باشد چو شمشیر قطوع ، ہمو دی و در بوستان و در مرغ ، صحبتی باشد چو فصل نو بہار ، از عمارت و غل و شیا  
 خرم آن باشد کہ ظن بدری ، تا گیزی و شوی از بدری ، خرم سو لطف فرمود آن رسول ، ہر قدم را دم میدان  
 اسر فصول ، در وی صحرا است ہوار و فراخ ، ہر طرت و ہست کم و او تلخ ، آن بزرگوں دی و دو کہ دام کو  
 چون تبار و دوش قدر و گلو ، آنکہ میگفتی کہ کو ایک ہیں ، وشت میدیدی بنیدی کیس ، مبی کہیں دام صیا  
 اسو عیار ، و نہ کو باشد میان کشت دار ، آنکہ گستاخ آمدند اندر زمین ، استخوان و کتہ پاشان آہیں ، چون  
 بگورستان در وی احو تر نظیر استخوان شازادہ پس از ما مضی ، تا بظاہر مینی ازستان گور ، چون فروختند در  
 چاہ غرور و چشم اگر داری تو کو نازید ، در نداری چشم دست آور عماء ، آن عصای خرم و استلال را +  
 چون نداری پدہ میکن پیو ، در عصای خرم و ہند لال نیشابی عکاش ، سر ہدایت ، گام انسان نہ کہ نابینا ہند  
 تا کہ پا از سنگ و از چہ وار ہد ، لہر لہر زان رہ بر ترس و احتیاط ، می ہند پانا یافت و زباط ہما و زود وے جہتہ در  
 ناسے شدہ ، و فقیہ جہتہ تقویاے شدہ ، احسن تخیل ایک برج سے دوسرے برج میں جانا آفتاب و ماہ اور  
 اور بیارون کا ہونا موقی خدا تعالی کا آستان یعنی گستاخ بنا با غم دیوانگی فراتے ہیں کہ پھر اس  
 خواجہ نے کہا کہ میرا توجہ و جان و دونوں حمل کی جستجو میں ہیں لیکن ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا یہ تو اللہ ہی  
 کے اختیار میں ہو آدمی یا سیاہی جیسے کشتی اور بادبان مگر ہوا چلانے والا جب ہوا چلائے تو کشتی چلے پھر  
 روستائی نے بہت قسمیں دے کر کہا کہ اگریم فرزندوں کو ساتھ لے آوے اور نشتیں وہاں کی دیکھ اور فریج  
 باہر اسکا کپڑے عہد لیا اور کہا کہ اللہ اللہ جلدی آوے اور آئے میں کو کشش کر بعد دس برس کے کہ یہ دس برس

اسی طرف سے لایا ہوا اور خواجہ طیف سے جو عذر دین شیرین میں گذرے تو آج لے لڑکوں نے کہا  
 کہ اسی پر چاند اور بارود رسیا کو بھی سفر ہو تو نے اپنے حق و اس پر خوب ثابت کیے ہیں اور اس کے کام میں بہت  
 رنج اٹھائے ہیں وہ بھی چاہتا ہے کہ تجھ کو اپنا ممان کروں اور تیرے بعضے حق سے ادا ہوں اسی پر بھیجے  
 وصیت پوشیدہ کر گیا ہے کہ تم خوشامد کر کے جیسے بنے ویسے میرے بیان اس کو بھیج لاؤ خواجہ نے کہا یہ تو حق  
 لیکن اس سبب یہ جو مراد ہو شیرو عاقل سے ہو یہ بھی تو ہو جو کہا ہے کہ ڈرو اس شخص سے جس کے ساتھ تھے حسان کیا  
 سیبویہ لعل ایک بخوی کا ہے کہ شہر اس کے مثل سیب کے تھے اور نام اس کا عمر بن عثمان دوستی ایسی ہونا چاہیے  
 کہ تخم دم آخر کی ہو یعنی مرتے دم تک ہے میں ڈرتا ہوں کہ کوئی وحشت ہدگ پید ہو اور پیغم خراب ہو جائے  
 بعض صحبت تو ایسی ہوتی ہے جیسے شمشیر زندہ بلکہ قطع کہ صیفہ مبالغہ کا ہے اور بسیار قطع کنندہ جیسے دھوکا مین  
 باغ و دماغ کے حق میں اور بعض صحبت ایسی ہوتی ہے جیسے فصل نو بہا جس سے آبادیاں ہوتی ہیں اور  
 بیشمار آدمیاں کہ حزم اس کا نام ہو کہ گمان بد ہی کرے تو بچے اور بدی سے محفوظ رہے حزم کو سور لطن  
 رسول مقبول نے فرمایا ہو چنانچہ حدیث ہے اخزم سور لطن ہو شیاری بد گمانی ہو جس ہر قدم کو دام ہی جائے  
 رہے رونے صحرا اگرچہ بظاہر ہوا و زرخ ہو لیکن تو ہر طرف گستاخ بے کشتی مت جا اس لیے کہ ہر طرف نام  
 تجھ کو نہیں سوچتے بڑکوی کو دیکھ کیسا صحرا میں دوڑتا ہے کہ دام نہیں ہے اور جب دام گلے میں پڑے کہ بھینس  
 جاتا ہو تو وہ دام ہی کتابی کہ تو چوکتا تھا دام کمان ہو دیکھ لے یہ جو جگل تو تو نے صاف دیکھ لیا اور کہیں کو نہ بچا  
 بے کہیں اور دام صیاد کے اس مرد کھرے نہ بھیتوں میں کب ہوتا ہو اسے شکار کے لیے اس کو کھیتوں میں  
 چھوڑتے ہیں بس وہ لوگ جو گستاخ جو کے زمین پر آئے ہیں ان کو لانعم ہو کہ استخوان اور کتبہ کھرے ہو کھو  
 دیکھیں جب تو ای برگرزیدہ گورستان میں جائے تو ان کی بی بیوں سے زمانہ گذشتہ کا حال پوچھ کر کیا گزرا  
 تو ان ستان گور سے تو ظاہر دیکھے کہ کیسے چاہ غور میں ڈوبے ہیں ستان گور اس سبب سے کہ دنیا کا انجام  
 گور ہو اور یہاں آ کے کیسے مرت ہو جاتے ہیں تجھ کو اگر خدا نے آگاہی تو اندھوں کی طرح یہاں مت آ اور  
 آنکھیں نہیں دین تو کوئی عصا ہاتھ میں لا اور حاصل کر اور وہ عصا حزم اور ہستد لال ہو اگر آنکھ نہیں ہو  
 تو اس کو پیشو ابنا اور جو حزم و ہستد لال کا عصا بھی نہیں ہو تو بے کسی عصا کش کے کسی راہ میں مت کھڑ ہو  
 اور قدم ایسا سوچ سمجھ کے رکھ جیسے اندھے رکھتے ہیں تو پاؤں سنگ و چاہ سے بچا رہے دیکھ تو کیسا  
 لرز لرز کے اور ڈر کے احتیاط سے پاؤں رکھتا ہو تا کسی دیوانگی میں نہ پڑ جاؤں اس خطا بہت  
 ایسے ہیں کہ دھوئیں سے تو بھاگے اور آگ میں گرے لقمہ کی تلاش میں نکلے اور لقمہ مار کا نکلے مطابق  
 اسی کے حکایت آیت رہے



قصہ اہل سبا کا اور کفران نعمت انکا اور رشومی کفران کی اور فضیلت شکر و وفا کی

قولہ تو نوح اندی قصہ اہل سبا + پانچواں دینی و مذہبی خبر صد + از صد آں کوہ خود آگاہ نیست + سوسی منی  
ہوش کہ ہارا غیبت + او ہی ہانگے کذب گویا ہوش + چون خوش گروی تو او ہم شد خوش + و ادا حق اہل سبا  
را پس فراغ + صد ہزار ان قصہ را یواہر بنا و باغ + شکر آن گزار و آں ہر گان + و وفا کتر قناد از سنگ  
مر سکے را القہ نامی دور + چون رسد بر ہی بند و کمر + پاسبان و حارس در شود + مگر چہ بروی جو رو سختی میرو  
ہم بان در باشدش باش + و قرارہ کفر و اندک و غیرے اختیار + و رسکے آید غری + روز و شب + آن گانش  
میکند آندم ادب + مگر ہوا آنجا کہ اول منزلت + حق آن نعمت گروکان دولت + میگزدش کہ برو بر جاسے  
خوش + حق آن نعمت فرو گذار پیش از رد دل و اہل دل آب میات + چہ نہ نشی و داند چہ نہات + و غذا  
و جد و شکر بخوردی + از ورا اہل دلاں بر جان دوی + باد این در را ہا گروی ز حرص + مگر ہر دوکان گری  
از حرص + ہر دوکان ہنجان چرب و یک + میدوی بہر شری + مردہ ریگ + چربش آنجا دان کہ جان فرہ شود +  
کار ہر نو مید آنجا بشود + معنی سبا نام شہر یثقیں کہ حضرت سلیمان کی زوجہ یثقیں تریہ و طعام کہ رومی تو  
شور باہین تر کرین مردہ ریگ + نا پذیر و فرمایہ تو نے قصہ اہل سبا کا نہیں پڑھایا پڑھا تو اسکو صدمے کوہ کے  
سوا نہیں جانتا جس صدمہ اسے کوہ خود آگاہ نہیں ہوا و رگوش کوہ کو معنی کیطوف راہ نہیں کوہ بھی بے گوش  
ہوش کے ایسی ہی آواز کرتا ہے جیسی تو کرتا ہو تہ منی سے تو واقف نہ کوہ اسی سبب سے جب تو خوش ہوتا ہو  
وہ بھی خوش ہو جاتا ہو اب اہل سبا کا حال بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل سبا کو بہت بڑے فراغ  
دیے تھے کہ لاکھوں محل در ایوان اور انکے باغ تھے لیکن ان ہر گون نے شکر ادا کیا اور وفا میں  
گتوں سے بھی کم ٹھہرے کہ قال اللہ تعالیٰ لقد کان لبسا فی سکنہم ایتھقان عن یمین و شمال کلوا من رزق  
و کم و شکر و ال بلذۃ طیبۃ و رب غفور فارسلنا علیہم سل العوم و بلنا ہم یثیم یثیم ذواقی اکل خطہ اہل  
و شعی من سد قلیل و لک جزینا ہم با کفر و اہل بجازی الا انکفروا بیگ قوم سبا کہ حق انکی بستی میں نشانی و بنا  
واہنے اور بائین کھا اور دزی اپنے رب کی اور اسکا شکر کہ و شہر ہوا کفرہ اور رب بخشے والا پھر دھیان  
میں نہ لائے تو چھوڑ دیا ہمنے اپنے نالہ زور کا اور دیے انکو دونوں باغوں کے بدلے اور باغ جنین کچھ  
انکے میوہ کیلا اور جھاوا و کچھ چھری سے تھے یہ بلا و پائے انکو ناشکری کا اور نہیں بدلا دیتے ہیں ہم  
مگر ناشکرہن کو اور یہ کتوں سے کتر اس وجہ سے کہ کتے کو قلم کسی دروازہ سے ملتا ہو تو اسی دروازہ پر کمر  
باندھ کے بیٹھ رہتا ہو اس دروازہ کا پاسبان و نگہبان بنتا ہو چاہے کیسی ہی ظلم و سختی آپس میں اسی  
دروازہ پر اسکا قیام و قرار ہوتا ہو اور غیر کہ اختیار کرنا کفر جانتا ہو اور جو کوئی گناہ یا دن رات میں آجائے

تو اس وقت میں وہ کئے اٹھکوا دے کھاتے ہیں کہ وہ ہیں جاہان تیرا پہلا ٹھکانا ہر حق اس ہی نعمت کا گروہو  
کہ وہ تیرے دل کی ملک ہو اور اٹھکوا کھاتے ہیں کہ اپنی جگہ جا وہ ان کی نعمت کا حق اپنے سامنے سے مٹ چھوڑ  
پیش نظر کو آپ فرماتے ہیں کہ تو نے بھی دروازہ دل اہل دل سے کٹنا ہی آسجیات پایا ہو اور اپنی زمین  
کھدائی ہیں کیا تو نے غذا سنی اور شبہ بخودی کی آنسو نہیں پائی اور آنکھ دروازہ سے پکی اپنی جان میں  
نہیں ڈالی تا جو جو اسکے پھر بھی تو نے حرص سے آنکھ دروازہ کو چھوڑ دیا اور اسے حرص کے ہر دکان  
گرد پھرتا ہو تو آنکھ دروازہ کو جہاں تک پہنچی وہیں ٹھہری ہیں اور منعم لوگ ہیں شریک واسطے جو ایک کچھ  
شری و ڈرتا ہو جب لقمے وہاں ڈھونڈو جہاں فریب ہو اور ہر نامیہ کا کام جہاں سمجھل جائے

جمع ہونا اہل وقت کا اور صومعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حجت مستعدی و عابدنا بر شرفا

قولہ صومعہ عیسیٰ ست خوان اہل دل دہان وہاں اسی بتلا ایرن و مہمل جمع گشتہ سے زہر اطراف خلق  
از صومعہ پریش لنگٹل دل و دل و ہر دور آن صومعہ عیسیٰ صلیح تہا ہم ایشان رہا نہ از جناح و او چو فانی گشتی  
از او را و خویش پاشا شکیر و ن شادی آن خوب کیش و جوق جوق آن بتلا دیدے نزار رشتہ بر دور باسیہ  
و انتظار گشتے اوصحاب وقت از خدا محابت و مقصود جملہ شد روا بہین روان گردید بے رنج و بنا  
سوی غفاری و اکرام خدا و جگہاں چون آستان بستہ پای و کشتائی زانو ایشان برای بخشش و ان  
و شادمانہ سوی خان و از صومعہ عیسیٰ شادی پادوان و جملہ بے درد و الم سیرج و غم و متذرت شادمان  
و محترم و سوی خان خویش گشتندی و ان و از دم مہمیں آن صاحبقران مازمودی تو بے آفات بخشش  
یا فتنی صحت از ان باریان کیش چند آن لگی تو رہو ارشد چند جانت بی غم و آزا شد و امی معقل رشتہ  
بر پای بند تا ز خود ہم گم نگردی امی لونہ نہا پاسی و فراموشی تو یاد و نماورد آن غسل نوشی تو یاد و لا جرم آن  
بر تو بستہ شد چون دل اہل دل از تو خستہ شد و زووشان در ریاست استغفار کرن ہمچو ابرے گریہائی اگر کن  
تا گلستان شان سو تو بگھنڈ میوہ ہای پختہ بر تو و اکھنڈ ہم بران در گرد از سگ کم مباش و با سگ کف  
ارشدستی خواجہ تاش و معنی صومعہ بالفتح عبادتخانه تریایان و نصاری و مجازا عبادتخانه اہل اسلام  
جناح بضم گناہ جوق ہوا معروف فوج و گروہ مردم و جن و مرغان صاحبقران وہ شخص حکمی ولادت کے  
دن ماہ و مشتری یا زہر یا زحل دو تارے ایک ہرچ یا درجہ میں جمع ہوں مراد نہایت عید ہوا سے  
مقتل بضم میم و تشدید قاف وہ شتر جکارا زانو و ساق اکٹھا بسی سے بانڈھا ہو کووند فقہتین و اہی کف و فیکہ  
سے پھٹ جانا میوہ کا اپنے زوہر میں فرماتے ہیں خوان منیل اش دل کا صومعہ عیسیٰ کا ہر خبر دا زہر و زہر  
بتلا مرض کے اس دروازہ کو مٹ چھوڑ جیسے ہر طرف سے مخلوق اندھے لہجے لنگٹل فقہان

صومر کے دروازہ پر کچھ جوتے تھے ان کے دم کی برکت سے اُس مرص سے ربائی پائین اور وہ جب اپنے  
 در و دھات سے فارغ ہوتے تھے تو چاشت کے وقت نکلتے تھے دیکھتے کہ گروہ کے گرد ہتھکڑیاں لگے  
 دروازہ پر ان کے امید و انتظار میں بیٹھے ہیں جس فرستہ لکھائی صبا بکثرت درگاہ الہی سے حاجت مقصود  
 تم سب کا رواج ہوا آخر دارم ہیچ و بے عنا ہو گئے اب خدا تعالیٰ کی غفاری و بزرگی کی طرف روان ہو  
 جس سب بچوں شہزادان بستہ پائے تھے کہ ان کا زانو تو اپنی راس سے کھول دے اور وہ چل سکیں خوش روان اور  
 شادمان اپنے گھر کی طرف جاتے تھے اور ان کی دعا سے اپنے پائوں سے دان ہوتے تھے سب بے درد و عالم  
 اور بے ہیچ و غم تندرست و شادمان اور محرم اپنے گھر کی طرف روان ہوتے ان صاحبقران کے دم  
 مبارک کی برکت سے ایسے ہی تو نے بھی بہت آفتیں آدانی ہیں اور اپنے مذہب کے یاروں سے  
 صحتیں پائی ہیں کتنے لنگی تیری رہوار ہو گئی اور کتنی جان تیری بے غم و آزار ہو گئی لیکن اے  
 معقل یعنی پابستہ تو اور رسی اپنے پائوں پر پابندہ مجھ کو اے لوند تیرا بڑا ڈر ہے کہ تو کہیں آپ ہی کو دم کر دے  
 تیری ناسپاسی و فراموشی نے اُس غسل کو جو کھسایا ہے کبھی بھی یاد کیا ایسا سطر وہ دروازہ چھینڈ ہو گیا  
 کہ دل اہل دل کا تجھ سے ناخوش ہوا جلدی انگوٹھ ہو جو اور معافی چاہ اور ہتھکڑیاں رکھ کر دھڑلے کے زار زار  
 رو تو گلستان انکھ تیری طرف شگفتہ ہوا و میوے تجھ پر ایسے پختہ ہوں کہ نہایت پتلی سے پھٹ جائیں نہیں  
 دروازہ پر گرو اور مقید ہو کے سگ سے کم مت ہو ایلے کہ اس وقت میں تو خواہد تاش سگ صبا بکثرت کا  
 قول کہ چون سگان ہم مرگان رہا صبح اند کہ دل اندر خانہ اول بہ بند از در اول کہ خوردی استخوان سخت  
 گیر و حق گزار می گزاردش کرداد بے بنیاد و در مقام اولین مفاع شود و میگزاردش کا و سگ طاعی بڑے  
 با و بی نعمت با غمی مشہد بر بہان در پھو ملکہ بستہ باش و پاسبان چاکٹ بہ بستہ باش و صورت نفقہ فاسی  
 مباحش و بیوفائی را کمن پیوہ فاش و حق تعالیٰ نخر آور داز و فاد گفت من با و فی بعد غیبا و بیوفائی دان و فاد  
 بار و حق و بر حقوق حق ندارد کس سبق و نور را ہم نور خوبان را نہار مای گل گل ہش جابی خار فاد حق ما و بعد از ان  
 کان کریم و کردار از جنین تو غریم و صورت کردت و روین ہم او و داد و در حلقش تر آرا م فوہ ہم جو متصل وید  
 او ترا متصل را کرد و میرش جدا و حق ہزاران صنعت و فن ساختت و تاکا در بر تو مہرا ندہفت و پس  
 حق حق سابق ازاد و بود ہر کہ آن حق را نداندر بود و آنکہ با و آفریدہ منزع و شہد با پر کردش قرین آن فوہ گیر  
 ایچا و نداد و قدیم اسان تو آنکہ دانم و آنکہ نہ ہم آن تو و امضی آوہر بھی کتوں کو کتوں کا نصیحت کرنا بیان  
 فرمایا ہو موافق اُسی کے کہتے ہیں کہ جب کتے کتوں کے نام صبح ہیں کہ ما اپنے پہلے ہی گھر سے دل لگائیں  
 دروازہ پر کہ تو نے پہلے سے بڑیاں کھائی ہیں اُسی دروازہ کو مضبوط پکڑ اور اُنکی حق گزار می مت چھوڑ

اور کھاتے ہیں کہ ادب سے وہیں چلا جائے اور پہلے ہی ٹھکانے سے غلج پائے اور اسی لیے کھاتے ہیں کہ اس گندہ گشتہ اپنے ولی نعمت سے باغی نہ ہو اسی دروازہ پر حلقہ باندھے بیٹھا رہے اور اچھا چلا کر میر جتہ پاسبان اس درکار بن چارے سب و فلک کے نقص کی صورت مت بن اور بیوفائی اپنی بیوہ ظاہر نہ کر دیکھ تو وفا ایسی ایک صفت برگزیدہ ہے جسے حضرت رب العزت نے بھی فخر کیا ہے اور فرمایا من اوفی بوعہ من اللہ کون بڑا وفادار لاہو اللہ سے مکرمان جو مرد و دحق ہو اس سے وفات کر اس کے حق میں بیوفائی عین وفا ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ کے حقوق سے کسی کا حق بڑھ کے نہیں ہو جس کو بھی نور کے ساتھ نور ہو تار کے ساتھ نار گل کے موقع پر گل خار کے موقع پر خار ب فرمایا کہ دنیا میں مان کا بڑا حق ہے لیکن بعد حق خدا تعالیٰ کے حق اور کا ہو کہ اس کریم پاک ذات نے تیرے جنین سے اسکو محرم کیا یعنی یہاں اس پر کیا اور اسی کے جسم میں تیری صورت بنائی اور اسی کے حل میں تجھ کو خوارم کی دی جہیں تو آرام سے رہا اور کچھ اس مدت حل میں تجھ کو ایسا جانا جیسے کوئی اپنا جو متصل دوسرے جزو سے ملا ہوا جس سے کچھ وقت نہیں ہوتی اور پھر کبھی تدبیر نے ویسے متصل کو اس سے جدا کیا اور کسی کی کسی کا ریکرمان اور ہنر کیے تو مادر نے تجھ کو محبت سے لیا اور پالا اس حق کا حق ہاں سے سابق ہو اب جو کوئی حق حق کو نہ سمجھے محض گدھا ہو تو وہ دیکھتا کہ مان کو کسے پیدا کیا اور اس کے پستان اور پستان میں شیر کیے آیا اور باپ کا اسکو کسے قرین کیا یہ امور افندہ کر اور سب جس فرمایا ایجاد و ندا ورا و قدیم حسان تو وہ ہے کہ جو کچھ میں جانوں اور جو کچھ نہ جانوں سب تیری ہی ملک ہے اور تیرا ہی عطیہ قولہ تو بغیر مودی کہ حق را یاد کن مزا کہ حق من میگردد کن مزا و کن لطفہ کہ گردم آن صبح با شما از حفظ و کشتی فوج مدخل اجداد و شمار آن زمان و دادم از طوفان و از رجش مان آب اکش خور میں بگرفتہ بود موج و امواج گہرامی رہود و حفظ کردم من نکر دم و کوتان و در وجود جد جد متان چون شدی سرشت پائیت چون زخم کار کاغذ خوش ضائع چون کم چون فدا می ہو فایان میشوی ماز گمان بد انسو میروی من ہو و بیوفائی ہا بری و سببی من آئی گمان بد بری ماین گمان بد بد بخا بر کہ تو بدیشی در پیش ہیچ خود و تو بس گرفتاری و ہر امان زلفت مگر ترا گویم کہ گوئی کہ رفت ماز زکیت رفت بر چہرے برین ماز رفت ماند و رقرز میں تو بماندی و میانہ آنچنان بے مدوچون آتش در کار و ان و دامن او گیرای و دلیر کہ منترہ باشد از بالا و زیر و بی چو عیسی سوی گردون بر شود و نو چو قارون و زمین اندر و دو با تو باشد در مکان و لا مکان چون بمانی از سر دازد کان ماز ہر آرد از کرد و رہا صفا و در قبا لمی ترا گیر و وفا چون بجا آری فرستہ گوشمال تراز نقصان و اروی سوی کمال ماعتی تو نے فرمایا ہر کہ میرے حق بھو لومت یاد کھواس واسطے کہ میرے حق چرانے نہیں ہوتے ہر دم تازہ بین یاد کرو تیرے اس انین صبح کو جو

میرے حفظ نے تمہارے ساتھ کسی طرح میں کیا جو کہ بعد طوفان کے دوبارہ دنیا پھر ہوئی ہو اس واسطے قید صبر کی لگائی ہو گویا صبح دوسری تھی کی تھی اور پہلی صبح وہ تھی جو حضرت آدم ہیان آئے تھے ایسا واسطے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں تمہاری اہل و عیال کہ اس وقت میں کیسے طوفان اور ٹھکی موجوں سے امان دی کہ آپ نے آتش خود کو کے زمین کو گھیرا تھا۔ نہایت غضب سے اور نیرانی جو آسان سے برساتا تھا وہ گرم بھی تھا اور ایسی موجیں کہ اوج سپر کو لگی تھیں کہ ان کے اوج موج سے چھپی ہوئی تھی میں نے اس وقت میں تمہاری حفاظت کی اور رو کیا تھا۔ رے جدا جدا کے وجود کو پہلے جدا سے مراد حضرت آدم دوسرے سے حضرت نوح تیسرے سے جدا سے جسے خیال کیا کہ جب تم کو ہم نے سر کیا تھے سردار کو جو دلائی کو پھر پشت پاؤ گے کیوں مایوس اور اپنے افس کا خانہ کو خلع کیوں کریں تھے کہ کیسے بیوفائوں پر خدا ہوتا ہو اور بدگمانی سے بھوکھوڑ کے اسطرح جاتا ہو تو احسان ہو بیوفائوں کا اٹھاتا ہو اور میری طرف جاتا ہو تو بدگمان ہوتا ہو سو بیوفائیاں بغیر فریبہ بالغہ کے کہا؟ مثل یہ عدل کے یہ گمان بپا تھا تو ہاں لیا جان آپ جیسے کے سامنے تقسیم سے دو ہر ہوتا ہو اور جھگڑتا ہو۔ اہل دنیا ہیں بہت تو نے یار و ہمراہی اختیار کیے خوب زلفت و سطراب جو ہم جیسے پوچھیں کہ وہ یار و ہمراہی تیرے کہاں ہیں تو یہی کہیگا کہ سب چلے گئے جو یا کہ تیرے نیک تھے چرخ برین پر پہنچے اور جو کہ یارفتی کے تھے قعر زمین میں رہ گئے اور توبیخ میں ایسا رہ گیا ہے مدد جیسے کاروان کی آگ کہ آپ سے سب اسکو چھوڑ کے چلے جاتے ہیں جس دہن اسکا پکڑا یا دلیہ کہ جو بالادیر دونوں سے پاک ہو نہ ایسا کہ عیسیٰ کی طرح آسان پر چڑھ جائے نہ ایسا کہ قارون کے مثل زمین میں دھس جاتے بلکہ وہ تیرے ساتھ مکان و لامکان سب میں ہو جیسا کہ فرمایا ہو وہ علم انیا کہ تم وہ تمہارے ساتھ ہو جہاں کہیں تم ہو پھر کیسے اسکا خیال چھوڑ کے مکان کے خیال میں رہا جاتا ہو وہی جو کہ دونوں سے صفایا ہر کرتا ہو اور کسی غایت ہو کہ تیری جفاؤں کو وفا سمجھے ہوے ہو اور جو کبھی تیری جفا پر جھکو گشتال کرتا ہو تو وہ بھی غایت سے خالی نہیں اس میں یہ غرض ہو کہ تو نقصان کو چھوڑ کے کمال کی طرف رجوع کرے اور متنبہ ہوئے قولہ چون تو دروی ترک کردی دروش بہر تو قبضے آید از رخ و تپش بہ آن ادب کروں بود یعنی مکن هیچ توبیخے ازان عند کس نہ پیش ازان کہیں قبض مرغیے شود نہ ایکہ و لگیر ست پاگیرے شود نہ رخ معقولت شود و محسوس فاش نہ ناگیری این اشارت را بلاش نہ در معاصی قبضہا و لگیر شد نہ قبضہا بنی ازا جل زنجیر شد نہ لفظ من اعرض ہنا عن ذکرنا نہ عیشتہ ضنکا و تحشر بالعمی و دزدچوں ال کنا می برد قبض و لنگی دلش ز غلہ مدد ہمیکو یہ عجبا ین قبض حیت قبض آن مظلوم کز شرت گریست نہ چون بد قبض لطفاتی کم کند نہ باد اصرار تپش را دم کند نہ قبض و قبض عوان شلا جرم نہ گشت محسوس آن معافی زد علم قبضہا زندان شد ست و چارینخ قبض پنج ست بر آروشاخ و پنج پنج پنہان بود ہم شد آشکار نہ

قبض و مبط اندرون حقین شارب و چونکہ بخش بر بود و رنودش کمن متا و ویرشت خار سے و چون قبض و مبط می چار  
آن قبض کن باز انکه سرط علیه ویر بن مبط ویدی ببط خور آب ده چون بر آید میوه با اصحاب دود باز کرد  
فصل اهل سبب باز کو تا بد گویم در باب المعنی لاش ترک می بین تن مرده عربی بین منفعت لاش و معدوم و معوان  
بفتح سوزنک فرماتے ہیں جب تو نے اُسکے معاملہ میں کہ جو چال ملین اسے فرمایا ہو یعنی دین آئین کچھ ترک کیا  
تو وہ تجھے کچھ قبض و مبطی نام لے کر تیرا ہوا و سچہ بقیقت وہ اُسکی تنبیہ و اویب ہوتی ہے کہ آئینہ کو مت کر اور جو پڑا معصیت  
یعنی شریعت حق اُس سے ہرگز نہ مت بدل اور یہ تنبیہ اُس سے قبل ہوتی ہے کہ جسوقت میں مرد و دلیکے ہی ہوا کہ  
باعث ملال نہ ایسے وقت کہ نہ بخیر یا ہوجے نہ تجھ کو بیخ معقول جو سمجھ میں ظاہر و محسوس ہو جائے و تیرا چل چل پائی  
و غیر کے تا تو اُسکے اس اشارہ کو لاش اور معدوم نہ سمجھے اتنا واسطے کہ زمان معصیت کا قبض و مبط لگے و تیرا جو اویب

اہل کے یہی قبض پائون کی پیران ہو جاتا ہر شعر لہذا کا اقتباس ہوا اس کی تکریم سے وسن اعراض عن ذکر  
خان لہ معیت تھنا کہ خوشترہ یوم القیامتہ اعلیٰ جس کسی نے روگردانی کی میرے ذکر سے یعنی قرآن سے بیشک  
سے واسطے زندگی بہت تنگ ہوا اور اٹھائیں گیم شکو قیامت کے دن اندھا خیال کرو چور چور مال لوگوں کا  
لیتا ہوا اسکے دل میں قبض تنگی کھسکتی رہتی ہو وہ کہتا ہو حیران ہوں یہ قبض کس سبب سے ہو اور یہ نہیں جانتا  
کہ یہ قبض اُس مظلوم کے سبب سے ہو جو تیرے شر سے رو رہا ہو اور جب وہ اس قبض پر التفات نہیں کرتا  
اور متنبہ نہیں ہوتا تو اصرار کی ہوا اسکی آگ کو بچو نک کے غوب بھڑکا دیتی ہر آب وہ جو قبض دل کو اتھا قبض  
سرمباہوں کا ہو گیا یعنی سرکار کے سپاہیوں کے بچو میں پھنسا اور وہ معنی جو قبض دل تھا تنبیہا طار ہر اور محسوس  
ہو گیا وہی قبض زندان اور پانچ ہو گیا اور عذاب شدید اس لیے کہ یہ قبض ایک بیخ تھا اور ایسا بیخ کہ تیری شاخ  
بیخ سب نکال ڈالنے والا بیخ قبض کی جو چھپی ہوئی تھی ظاہر ہوئی بس تو اس قبض و ببط باطنی دل کو ایک  
بیخ سمجھ رہا تھا جو بیخ بہر جلدی اسکو نکال ڈال تو تیرے چمن میں خار زشت نہ جمے جو وقت قبض دیکھے اس  
قبض کا علاج کر اس واسطے کہ جتنی شاخیں ہرین سب کی یہ جڑ اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ببط دیکھے ببط کو  
جنب پانی دے جو اسکی شاخیں نکالیں اور بار بار ہوں کہ اٹھا کیوہ تو یاروں کو دے یعنی انکو بھی تجھے نفع  
پونچے آپ شوگر زیکا ہو کہ لوش اور قصہ اہل سب کا پھر جان کر تائین تجھ کو مر جا کمون مر جا یعنی خوش آمدی  
اور اس شعر میں تغایہ فرضی ہو

باقی قصہ اہل سبا

قبول آن سب از اهل صبا بود و جام و کارشان کفران نعمتها گرام باشد آن کفران نعمت و رشال که کنی با  
محسن خود و توبه دال که کنی باید مرا این تنگی می بینم به خجسته زین چه رنج می شوی لطف کن این تنگی را دور کن

من خواہم چشم دوم کو کرکرن بدین سبب گفتند با بعد بینا سستینا نیر لٹا خد زینا با منیو ازیمین ایوان و باغ فی رونا  
 خوبی من و فراغ و شہر و نزدیک ہدیہ گریہ بہت بدان بیابانت خوش کا سجاد و دست ایضا الی انسان ہی آ  
 اثنا ، نماز واجبہ بشا انکر ذوق و لایقی جمال با با لا بطریق المعیشہ خدا قتل الانسان ما اکفرہ کلما نا الیک  
 انکرہ و نفس بیابانت دان شد کشتی ، اتقوا انفسکم گفت آن سنی ، خارہ پہلوست ہر سبکوش سنی ، و رطلان  
 دھم او تو کر رہی ، آتش ترک ہوا در خار زن دوست اندر یازیکو کار زن ، چون زہر ہونہ اصحاب با کہ پیش  
 ما و با با اصحابان شان و نصیحت آمدند از موقوف و کفر نفع میشند و قصد خون ناصحان میداشتند  
 تخم فق و کاوی میکاشتند چون قضا آید رشو و تنگ بین جان و از قضا ملو اسود رخ و بان ، گنت از اجابہ  
 مذاق لفضا ، تعجب الالبصار از اجابہ لفضا چشم بہ میتو وقت قضا تمانہ بنید چشم کمل چشم را ، مکر آن فارس چ  
 انگیزد گرد آن غبارت زان سواد و دور کرد ، سوی فارس رو و سوی خبار و در نہ بر تو گوید آن مکر سہر گفت  
 حق آنرا کہ این گرش بخور و دیدہ گرد گرد چون زاری نکرد ، ای صبا کہہ کیو کی تین بالفتح زشتی فراتے ہیں  
 کہ وہ اہل سبائل صبا یعنی کدو کی سے تھائی بچے اور کچے جو مراد محض ناوانی او بنی شعوری سے ہوا اور کام کھا  
 نہ ماننا نعمتون بزرگ کا آب فراتے ہیں نہ ماننا نعمت کا کیا ہو مثلاً اپنے حسن سے جھک کر کہہ گنجو پیو نیکی تیری  
 و کا رہنم ہر دین اس سے بچ پاتا ہوں تو کیوں مفت بیخ اٹھا تا ہر چہ ہرانی کر اور نیکی مجھے دور کر مجھکو  
 آنکھیں نہیں چاہیں جلدی اندھا کر دے بس اہل سبائل کہار بنا با عبدین اسفار نا و ظلمہ انہ فیہ لہم آشا  
 و مرقا ہم کل مرق یعنی سبائل ، سما کی کہ ارب چارے دور ہی ڈال چارے سفرون دین بیٹے ملال نہ کر کے  
 اور در میان منازل کے بیابان تو بدوان توشہ اور سواری کے نہ پہنچیں اور ظلم کیا انھوں نے اپنی ذاتوں  
 کہ ذوال نعمت کا چاہا بس کیا جھنے اٹکھا فائدہ کہ ہر کوئی کہتے ہیں کہ سبائل ایسی طاقت کی اور پر اگندہ کیا چنے  
 انکو پوری پر اگندگی کے ساتھ دوسرے مصرع کے معنی زشتی ہکو بہتر ہو اپنی زیب و زینت سے ہم بیوان و باغ  
 نہیں چاہتے ہیں نہ زمانہ خوب نہ امن و فراغ یہ شہر حائے جزر و یک نزدیک ہیں ہکو بڑے معلوم ہوتے ہیں  
 او بروہ جکل منین دو درندے ہوں خوش آتے ہیں آب مقورات مولانا رحم کے ہیں کہ انسان کا عجب  
 حال ہو کہ گریہ ہوتی ہو تو جاٹا ڈھونڈھتا ہو اور جاڑے میں جاڑے سے انکار کرتا ہی ترسہ ایک حال پر  
 ہرگز راضی نہیں ہوتا ہو نہ تنگی حیش پر نہ حیش کشادہ پر آسوا سٹے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو قتل الانسان ما اکفر  
 مارا بائو انسان کیسا نا شکر اہو کہ جب انکو ہدایت پہنچتی ہو تو اس سے انکار کرتا ہو بس نفس انسان کا اس  
 قسم سے ہر اسی سبب سے فرمایا ہو کہ اتقوا انفسکم یعنی قتل کرو اپنے نفسوں کو اگرچہ موسیٰ عم کی قوم کو جو کمال پر  
 ہو گئی تھی جیہ کہ قتل نبی ذاتون کا نازل ہوا تھا بجزم کو سالہ پرستی کے کہ کئی ہزار بنی اسرائیل قتل ہوئے



لکھیاں مراد اس فقر کی ہے جو جگہ اخفرت نے جہاں اکبر فرمایا کہ سارے فساد سے آگے تین اور تین  
 خا رسہ پہلو ہو کہ جس پہلو پر اسکو رکھ چیتا ہی رہتا ہو سہ پہلو اسلئے کہا کہ سونے کی یہ تین صورتیں ہیں اور حرا و حری  
 کروٹیں اور چیت اور خا رسہ پہلو کو کہ جس پہلو پر تین پہلو ہوتے ہیں غرض آدمی کسی پہلو پر اسکی غلطی سے سخت نہیں تو  
 اپنی ترک ہوس کی آگ اس خا رسہ میں لگا اور یا تھو یا نیلے کار کے دامن میں ڈال جب حد سے زیادہ اہل سبائے کہا  
 کہ ہمارے نزدیک و نامانی و میر کی سے کہو کی اور نادانی بہتر ہو یعنی اچھی چیز پری اور بری چیز راجھی ہو و تہنیت  
 زیر کی وجہ و تکرار و تکرار صحیح انکی نصیحت کو آئے اور ہر کاری و ناشکری سے مانع ہوئے یہ آئے مار ڈالنے کے  
 در پر ہوئے اور تخم فشق و کافری کا بوتے تھے حقیقت یہ ہو کہ جب حکم آتی آتا ہو تو اس شخص پر یہ جہان باہر  
 وسعت و نعمت تنگ ہو جاتا ہو کہیں اپنی کشت و نہیں پاتا ایسا گھبرا جاتا ہو اگر علو اسی شہر نرم و لطیف سامنے  
 آئے تو اس سے بھی منہ و کھٹا ہو اور وہ رنج و زہن ہو جاتا ہو جیسا کہ کہا ہو جو وقت حکم آتی آتا ہو فضا سے جہاں  
 تنگ ہو جاتا ہو اور آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں جب فضا آتی ہو شہر بعد اسی کی تفسیر ہو کہ جب فضا آتی ہو  
 آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور فضا کے سبب سے آنکھوں کو اپنا سر نہ نہیں سو جھٹا کہ میرے فائدہ کی چیز کیا ہو جو جیت  
 اگر دھٹکے قویہ اسکا کہ ہو کہ وہ غبار جھکا سوار سے دور کرتا ہو تو جانتا ہو کہ غبار ہو اور ہوتا ہو سوار کو سوار کی طر  
 جا غبار کی طرقت جا ورنہ وہ کہ سوار کا پیچھے ضرور چٹ کر گیا مطلب یہ کہ حکم آتی جب اپنا کام کرنا چاہتا ہو تو خیال  
 فساد مثل غبار سوار کے پیدا ہوتے ہیں بن بجز و پیدا ہونے خیالات فساد کے سمجھ لے کہ کوئی امر شئی ہو لا جرم  
 جلد ہی تدارک اسکا ہو تب و استغفار سے کفر و قتالی نے اسکی نسبت کہ جھکا اسکے پیچھے لے کھالیا فرمایا ہو کہ اسنے پیچھے  
 کی کر دیو بھی اور کہوں زاری نہ کی کہ ہو کہ رحمت آتی اور ہم سچا دیتے پیچھے لے کا فاصہ ہو کہ آدمی کو دیکھ کر دھول اڑاتا  
 اور اس میں پیچھے چٹ کرتا ہو قولہ اویندہنت گرد گرگ را با چنیں دانش چرا کرد و چرا و گو سفندان بوی گرگ  
 با گزند می بداند و ہر سو منجنید و منفر حیوانات بوی شیر را می بداند ترک میگویند چرا بوی شیر ختم دید می باز کرد  
 با مناجات و صذر انا باز کرد و انگشت آن گروہ ادر گرد گرگ و گرگ محنت بعد گرد آمد شرگ و برورید آن گو سفندان  
 بختم و کر چوپان فرد و بستند چشم چند چوپان شان بخواند زمانہ خاک غم و چشم چوپان میرند کہ برو ما خود تو چوپان  
 تریم چون تیج کردیم ہر یک سروریم بطور گریہ و آں یار نے دہیزم ناریم و آن مار نے جیتے بد جاہلیت و دماغ  
 بانگ شہی در دہن شان کرد داغ و ہر مظلومان ہمیکند چاہ و در چہ انداد و میگفتند آہ و پستین چو خان و بخت  
 انچہ سیکر و ندیکیک یا فتنہ و کیت کن یوسف دل حق بوی تو چون اسیری بستہ اند کہ بوی تو جبر علی را بستہ اند  
 بستہ پر و بالش را لبہ جان خستہ و پیش او گوسالہ بریان آوری و کہ کشتی اور ابکدان آوری کہ بخوریت  
 مارا لوت پوت نیست اور اجز تھار ادا قوت و زین شکبہ و امتحان آن مبتلا و میکند از تو شکایت کاشی و

کامیاب و افغان ازین گرگ کسں دگویش نہک وقت آمد بکرک مواد تو را خواہم از ہر چہ و داد کہ در ہر جز خدا سے داد و کرن  
 او بیگوید کہ بہم شرفی و در فراق روی تو یار بنا با احمد و امامہ حدیث سیود و صاحبم افتاد و عیس شود ہا سے  
 سعادت بخش جان انبیا یا بکبش یا باز خواہم یا بیا با فراق کافران راتابیت ماین فراق اندر ہر رہی با  
 نیست بکافران گوید در وقت مناب ہر کی یا لیتنی کنت تراب و حال و انیت کو خود ہنوست و چون بودی تو  
 کے کان توست و حق پیگاہ کہ آئی اسی نزد ایک شہنشاہ اور سہرہ صبح نزد یکست خامش و معزن و کاہناید وقت  
 بیرون آمدن ہنک بلشان میرسد تو کہ فرخش ہن یکو شتم پی تو تو کیش و کوشش من بہ کوشش شہامی تو و دارو  
 کچم از علو اسی تو ہن تحمل کن ہر وفا موش شود کتر کعبان در بان و گوش شو جلیت و مکرو و غنا بازیش و ان  
 ہر چہ از یارت جدا اندازد آن شدن ماین باز گرد اسی یار گرد و روستائی خواہ را ہن خانہ برو و قصہ بل سبا  
 یک گوشہ در وان بگو کہ خواہ چون آمد بہ معنی چہ اسمعی برای چہ و چرا گاہ و چرمین لوت پوت اقسام طعنا  
 لذت ترہ بقتنیں پاک نہیب گرد با نعم و کاف عربی طایغہ از صحرانیشان و کجاف غامی ولا و رہو پہلوان بنایہ  
 صدر فرماتے ہن کہ جب وہ گرد گرگ کی نہیں جاتا اتنی درخش بھی نہیں کھتا تو ایسے حال میں چرا گاہ کی  
 چرا کو کیوں گیا وہ بکریوں سے بھی کہہ تھا کہ یہ بو گرگ باگزید کی پاتی ہن آپ کو اوہ اوہ کھٹکشی  
 ہن اسکے سوا او حیوانات کا مغربو بشر کی بات ہو اور جب اسکو بو آتی ہر نورا چرا چھوڑ دیتا ہر تو کیا انسان ہر  
 کہ بوشیر ختم شیر اسی کی پاتا ہو و یا بزین آہ لوت اور بنا جات و غنوت کا شرمیک ہو اور جنہون نے گرد گرگ کی  
 یکبہی اور لوٹے نہیں پانچ گرد کے ڈا بھاری گرگ محنت کا آڑا اور اسنے انکی کا بیان بھاڑا و لین بڑے  
 غصہ کے ساتھ کہ تھے چوپان خردست نکھتہ ہر بکر کی ہن ہر منچہ چوپان نے سمجھا یا کہ چوپاس گرد میں گرگ ہر سیر  
 پاس پنے آؤ لیکن اسکے پاس نہ گئے بلکہ اسکی آنکھوں میں ناک نعم کی ڈالتے رہت کہ با ہم تھے زیادہ چوپان  
 ہن اور تیرے تابع کیوں ہوان کہ ہم خود ایک ایک مردار ہن ہم طعمہ گرگ کا شینگہ مگر غلام یا ریشہ آب  
 جیسے کے نہیں ہن ہم اپنے بھن و دوزخ کا ہونگے لیکن بندہ عمار کے نہیں کہ عمار تابع کی اٹھانیں اسی حیات  
 جاہلیت کی دماغ میں بھری تھی کہ انے یہ آواز کس زان کی سی انکے منھ میں ڈالی تھی مظلوموں کی راہ میں  
 کنوین کھو دے تھے جب خود چاہ میں گرے تو آہ آہ کرتے تھے یہ سھون کا چہ تین چھاڑا آخر ایک ایک  
 نے جیسا کہ کیا ویسا پایا آب فرماتے ہن اپنے سھن ہن ہر تیرا دل تہ جو ہو جکو تو نے ایک اسیر کی طرح  
 اپنے گلہ میں ہر ال رکھا ہر گلہ مراد جسم سے کہ یا جب بل کو تے چور کے مثل ستون باندھا ہو اور ہر وبال  
 اسکے بڑے شوق او سیکڑوں جان سے بچ ڈالے آؤ گو سالہ بران اسکے سامنے لاتا ہو کہ اس لالچ  
 سے کا ہن ہن لاکر مارا ہون کہ کیک ہمارے پاس نہ کھانے لہذا ہن حالانکہ اسکا قوت سہو

دیدار کسی کے نہیں پس اسکے لیے یہی کو سالہ بریان کا ہر ان ہو کہ تقاضے لہی سے باز رکھے اور یہی ہر  
مار ڈالنا جس جب تو نے اسکو ایسے عذاب دیا و امتحان میں ڈالا ہو تو وہ شکایت تیری خدا سے کرتا ہو کہ اتنا  
خدا میری فریاد ہو اس گرگ کہن سے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کہتا ہو ورا صبر کر اب وقت قریب آپہنچا دیکھ کہ کسی  
داد گیری ان ہر ایک پیچہ سے لیتا ہوں اور وہی سوا خدا داد کر کے اور کون داد دے سکتا ہو وہ کہتا ہو کسی  
صبر تو میرا تیرے شوق دیدار میں فنا ہو گیا میرا ایسا حال ہو جیسے احمدیہ دے کے ہاتھ میں اور صلاح قیہر شہر میں  
پس اس سعادت بخش انبیاء کے یا جھکنا مار ڈال یا بلالے یا تو خدا و آفاق تیرا عذاب و رنج سے زیادہ ہو چکی تہا  
کافروں کو منہوگی پھر وہ فراق اصحاب کے لائق کب ہو جیسے ہر ایک کا فر عذاب الہی کے وقت کیسے کا پانی  
لنت تزا با ہو کاش ہو جاتے ہمشہ جب حال فرکا یہ ہو کہ وہ دوسری طرف سے ہو اور تجھے منکر پھر اسکا حال  
آتش فراق سے کیسا ہو گا جو تیرا ملک و غلام ہو حق تعالیٰ اُس سے کہتا ہو کہ ہاں اسی ہی کہہ تو احوال کے لیے  
میری بات سن اور صبر کر کہ صبر بہتر ہے صحت نزدیک ہو جو مراد قیامت سے ہو خاموش رہ دم مت مار کہ اب قریب  
نکلنے کا آتا ہو جو مراد وقت مرگ یا بعثت سے ہو کہ وعدہ و وعید خدا تعالیٰ کا اسی پر موقوف ہو ابلا اپنے آتی ہو تو  
شور مت کر میں خود تیرے لیے کوشش میں ہوں تو بہت کوشش مت کر بھلا تیری کوشش اچھی کہ میری کوشش  
میری دولت جو صبر جو تیرے علاوے جو عہد ہے بہت بڑھ کر ہو قبر دار تحمل کر اور با خاموش رہ زبان نہ تیا  
کم ہلا اور بہت تن گوشش ہو جاو ہم کہتے ہیں اسی پر کان لگائے رہ اوچے خیر تجھ کو یار سے جدا کرے اسکو  
حیلہ اور کرد و غابازی جانے رہ اب ہٹا کر گریز کے ہیں یمنیہ یا بین تو وعدے بڑھ گئے ہیں اب تو اوپر کو بیٹھے  
دلیر و پہلوان یہ بتا کہ وہ روستائی فراج کو اپنے گھر لگیا یا نہیں جس اس قصہ اہل باکو تو اوگ کو شہین کھڑے  
اور یہ کہ کہ وہ خواجہ گائون میں کیسے گیا

### بقیہ قصہ جانا خواجہ کا دعوت روستائی میں روستا کو

قولہ روستائی در تعلق شیوہ کرد تا کہ خرم خواجہ را کالیوہ کرد و از پیام اندر پیام و خیرہ شد تا زلال خرم خواجہ  
تیرہ شد ہم ازینجا کو و کانش و پند ویر قلع و لیب بشادی میزند و اچھو یوسف کش ز تقدیر عجب بہتر و عجب  
بردار ظل ب آن غازی بلکہ جاننا زیت آن میلہ و کرد و وفا بازیت آن ہر از ازیات جدا اندازد آن مشنور کان زبان  
دار زبان گروہ آن و دود و صد گیارہ ہزار گسل و گنوار و امیر فقیر و امین شنو کہ چندیزدان زجر کرد و گفت اصحاب  
نبی را گرم و سرد و زانکہ بر باگ دہل در سال تنگ و جمعہ را کرد و ند باطل بید رنگ و تانا بید و دیگران از زبان خرم  
زان جلب صرفہ زما ایشان برند و مانہ پیغمبر خلوت در نماز و بادوسہ درویش ثابت بنیاز و گفت طبل لہو  
باز گمانیہ چون تان برید از بانیہ و تقدیر خرم و فتح ہا تہا شہر خلیتم نہایا قاسم و ہر گندم تخم ہا بل شہادت

واللہ رسول حق را بکدامشید صحبت او غیر من لم یست و مال بہین کر ا بکدامشیں چشمہ بھال بہ خود نشد مرص شمار این  
یقین ہر کہ منم رزاق فیہ الرزاقین ہا کہ گندم باز خود و زری دہد کہ تو کلمات را خلتع مندہ اپنی گندم عبد شعی انوار  
کہ فرستادست گندم را سان را یعنی چہرہ جوع طرف حکایت روتا کے کر کے فرماتے ہین کہ روتا فی نے اس  
تمتق کیا کہ خواجہ کے حزم کو دیوانہ بنا دیا اسکے پیام در پیام سے وہ گھبرا گیا حتی کہ آب صاف اسکے حزم کا گدا  
ہو گیا اور اب یہین سے اسکے لڑکے اسکے دیو ہین اور کہتے ہین یرتج و یلعب سلیہ کہ خوشی کریں اور کھیلیں  
اور یہ بات حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب کے سامنے ہنگام اجازت خواہی کے کسی تھی کہ کل  
اسکو بھی ہم اپنے ساتھ چراگاہ کو لیبا بین ما خوشی کرے اور کھیلے کہا باری القرآن فارسلہ خذ یرتج و یلعب  
اور یرتج و یلعب تو لڑکے خواجہ کے کرتے تھے مگر ایسا حال تھا جیسے یوسف کو اس یرتج و یلعب نے تقدیر عجیب  
الہی سے باپ کے سایہ سے جدا کیا دیکھو وہ بازی نہیں بلکہ بان بازی اور بکر و میلہ اور دغا بازی ہوا کیلے  
کہ جو چیز چھوکتیرے پار سے جدا کرے اسکو ہرگز نہ سن کہ اسین زبان ہی زبان ہوا اگر اس خیرین سود مند  
و رعد ہو تو بھی مت اختیار کر اور ای فقیر اس زر کے لالچ میں گنجور سے الگ مت ہو یہ تو سن کہ خدا تعالیٰ  
نے کیسا زجر فرمایا اور کیسا گرم و سرد صحاب رسول مقبول کو کہا اس سبب کہ قسط سال میں آواز بدل بہ  
انھوں نے اپنی نماز جمعہ کی بلال کر دی منقول ہو کہ آنحضرت ایک دن نماز جمعہ کی پڑھاتے تھے اسین سود مند  
غلہ فروش آیا اور حسب معمول دہل نہادی بجایا کہ جماعت میں آپکو کھڑا چھوڑ کے اس غلہ فروش کے پاس  
پلے گئے تا ایسا نہ ہو کہ اور ستا خرید لین اور طلب یعنی بیع و سود میں ہمارا نفع یہ حاصل کریں جس نعمت  
نماز میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ دو تین محتاج درویش جو اپنی نیاز پر ثابت تھے فرمایا اس نقارہ و اہیات  
ایک سوداگر سے کیسے تم خدا کے کام سے جدا ہو گئے یعنی شعر عربی کے تحقیق متفوق ہو گئے تم کیوں کہین  
اس مال میں کہ با تم تھے او شیفتہ اور دیوانے بھڑکھڑو یا اپنے بی کو نماز میں کھڑا ہوا تھے کیوں کہ پوٹ  
تھم باطل ہوا اور رسول حق کو چھوڑ دیا اسکی صحبت تو لمو و مال و دونوں سے بہتر ہی ذرا آنکھیں ملکے عورت  
تو دیکھو کہ کسکو تم چھوڑ کے چلے گئے تھاری مرص کو یہ یقین نہیں ہوا کہ رزاق میں ہی ہوں و فیہ الرزاقین  
چون چنانچہ یہ درجہ و توبخ اس آپ کر یہ سے ترشح ہو و اذرا و تجارۃ اولم یمن الفضل الیہا و ترکوا کل قائل  
عندنا لند فیمن اللہ و من التجارۃ و اند فیہ الرزاقین جبوقت کہ وہ دیکھتے ہین وہ تجارت یا کوئی لمو تو سفر  
ہو جاتے ہین اسکی طرف نماز جمعہ چھوڑ کے اور سمجھو نماز میں کھڑا ہوا کہوا و حمدائے کہ جو کچھ اللہ کے نزدیک  
وہ اس لمو و تجارت سے بہتر ہو اور اللہ بہتر رزق دینے والوں سے ہو وہ کہ کیوں کہ روزی تیار  
یعنے قوت و لذت انہیں پیدا کی ہو اگر تو اپنے ترک کر گیا تو تیرے توکل کو وہ کس باطل کر گیا تم کیوں

کیا اسے اس سے جدا ہوئے جسے گیسوں کھارے واسطے آسمان سے بھیجیں

بلانا باز کا بطون کو دریا سے طون صحرائے

قولہ باز گوید بطرا ادا آب خیر تاجینی، دشتہار اقدیرینہ، بیا عاقل گویش کا و باز و در آب مار حصن است  
 و سرور، و یو چون باز آمدی بطن شتاب، بہین بہ بیرون کم روید از حصن آب، باز را گوئید و رو باز  
 گرد، انور ما دست دارای پامیر و ما بری از دعوت دعوت تراء، مانوشیم ایندم تو کا فرا حصن مارا قند  
 قندستان تراء من نخواہم بدہ ات بتان تراء، چونکہ جان باشد نیاید لوت کم، چونکہ لشکر بہت کم ناید علم  
 المعنی باز نے بڑے کما کہ پانی کو چھڑا و روشنت اختیار کر دیکھ تو کیسے قندیز و شیرین ہو بڑا عاقل نے  
 اس سے کما کہ ای باز و در ہو میر سے لیے دریا امن و سرور کا قطعہ جو آب فرماتے ہیں کہ دیو مثل باز کے ہو  
 اور تم مثل بطون کے کہ تگلو و حوکا دیتا ہو اسکے دھوکے سے بھاگو اور اپنے دریا کے قطعہ سے باہر نہ کھو  
 باز سے کہہ دو کہ جا اور لوٹ چارے خیال ہیں تیرا در اپنی پاوردی مت جہا ہم تیری دعوت سے نیرازین  
 اپنی دعوت اپنے ہی لیے رہنے دے ہم ای کو فراس فریب میں تیرے نہیں آتے جاتے لیے ہمارا  
 حصن قند جو اور ہوا اسکے جو قندستان ہو وہ تیرا تیرے ہی واسطے جو ہم تیرے باغ کا تحفہ نہیں چاہتے  
 تیرا باغ و تیرا تحفہ تجھی کو خاص ہو ہمارا اگر جان رہی مفت بھی کم ہونگی جیسا لشکر ہوتا ہو ویسے نشان  
 ہوتے ہیں اختلاف شجہ بحر العلوم میں باز را گوئید لکھا ہی میری دانستہ میں گوئید صحیح ہوتا سخت مقولہ  
 صدر میں شامل ہو

رجوع بحکایت خواجہ ورثانی

قولہ خواجہ حازم ہی صدر آوریہ میں یہاں کہ و با دیو مرید گفت ایندم کار با دارم اہم، گریہ ایم آن نکر و تو علم  
 شاہ کارناز کم فرمودہ است، از انتظارم شاہ شب غنودہ است، من نیارم ترک امر شاہ کہ و من تانم شاہ  
 ہمیشہ روی زرد، ہر صبح و ہر سار سہنگ خاص، میر سدا من ہی جوید مناص، تو رواداری کا ایم سوی  
 تاہر ابرو افگند سلطان گرہ، بعد از ان در خان شش چون کھم، زندہ خود و ازین مگر بد فون کم، ازین منظر او  
 حمد بہانہ باز گفت جیلما با حکم حق نقاد و جفت، گر شود نرات عالم جیلہ پیچ، با قضای آسمان ہیچ نہ پیچ، چون  
 گریزد این زمین از آسمان، چون کند او خویش را از روی نہان، ہر چہ آید از آسمان سوی زمین، فر  
 سفر دارد نہ چارہ نوکین، آتش از خورشیدی بار و بر و او پیش آتش بہنا و رو، و رہی طوفان کند  
 ماہر ان برو، شہر بارایکند ویران برو، او شدہ تسلیم و دابواب وار، کہ ایسم ہر چہ میخواید ہی بار، ایک جزو  
 این زمینی یکیش، چونکہ مینی حکم زیدان و رکش، چون خلقا کم شنیدی من تراب و خاک باشی جہت زوری و دست

اللعنی تناس گر گز گاہ بچنے خواجہ تو بڑا حزم والا آدمی تھا پھر اس نے بہت عذر کیے اور اس شیطان کو دیکھ  
 بہانے دیے ان میں لایا کہ اس وقت میں بڑے بڑے کام ہیں اگر تمہارے یہاں آؤ گا تو سب بگڑ  
 جائیگے چنانچہ بادشاہ نے ایک کام نازک کا جھکوکم دیا ہو کہ اُسکے سبب سے میرے اتنا بین رات بھر  
 نہیں سویا ہو میں اُسکے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اور اُسکے سامنے روز رو جانا نہیں چاہتا صبح شام  
 سرنگ حاصل اُسکا میرے پاس آتا ہوا اور میری گز گاہ کی جستجو کرتا ہو کہ کہیں بھاگ تو نہیں گیا اقسوت  
 میں تو رور کا کھڑا ہو کہ میں کانٹوں میں آؤں اور بادشاہ مجھے ناخوش ہو کے تیوری چڑھائے پھر اُسکے  
 غصہ کا علاج میں کیا کرؤں گا ان گریہ کہ زندہ در گور ہو جاؤں فرض یہ طبع کے سیکڑوں بہانے اُس نے  
 کیے مگر حکم قضا کچھ اور تھا اور یہ چیلے اُسکے اُسکے جفت منہ سے وہ ان صلیوں سے طاق اور عدا ہی ہا  
 یہاں سے مقولات مولانا رحم کے ہیں چنانچہ فرمایا اگر ذرہ ذرہ جہان کا جملہ چیلے اور سچ ہو جائیں قضا  
 آسمان کے مقابل سبیل ہی ہیچ ہیں یہ زمین سپر حوادث آسمان سے نازل ہوتے ہیں کیسے آسان  
 بھاگ سکتی ہو اور کیسے آپ کو اس سے چھپا سکا سکتی ہو جس کو کچھ آسان سے زمین پر آتا ہونا چار اُسکو  
 سہتی ہو اس واسطے کہ اُسکو نہ کہیں بھاگنے کی جگہ ہو نہ کوئی تدبیر نہ کہیں کہیں اگر آفتاب سے آگ برستی ہو  
 تب بھی یہ مٹھو سامنے کیسے رہتی ہو اور اُس تپش کو جو سب کا مٹھ پھیرتی ہو مٹھ پر لیتی ہو اور جو آسمان طونا  
 اُس پر برساتا ہو کہ اُسکے شہر وں کو ویران کرے وہ اُسکے تسلیم کے لیے ابوابی دروازے بنی ہوئی ہو کہ آؤ  
 چلے آؤ میں اُسکے بس میں ہوں جو چاہے مجھ پر لائے اب فرماتے ہیں کہ جب زمین اسی مجبور ہو کہ حکم  
 قضا کو تسلیم کرتی ہو تو تو بھی جزو زمین کا ہو سرکشی مت کر اور جب حکم خدا کا دیکھے تو دروازہ مست پھیر کیا  
 اس سے وہ حکم بد پہچانے گا تو نہیں جانتا کہ تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہو تو بھی جیستی کے ساتھ خاک بنی اور اس سے  
 مٹہ نہت پھر جیسا کہ فرمایا و اللہ خلقکم من تراب اللہ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے اور جیسے خان خلقنا کم من تراب  
 الخلافت شرح سحر العلوم میں اہم کو تم لکھا ہوا اور ایک کو بصوت ایک اور ابواب کو ایوب قولہ ہیں کہ اند  
 خاک تھے کاشتم ہر گز خاک کی منش اور شتم جلد دیگر تو خاک کی پیشہ گیر تہا کتم ہر جلد میرا انت امیر آب انبالا بستی  
 و رسوخ و زانکہ از بستی بالابرو و دگندم از بالابرو خاک شد بعد از ان او خوشہ چالاک شد و دائہ ہر سو  
 آمد در زمین بعد از ان سر بار بار و از زمین و اصل نعمتہا ز گردون تا بنجاک و زیر آمد شد غذا می جان پاک  
 از تو صنع چون ز گردون شد زیر گذشت جزو آدمی می دلیر و پس صفات آدمی شد آن جاد و بزر و از عرش  
 پر ان گشت شاد و گز جہانی زندہ اول مدیم و باز از بستی سوا بالاشدیم و جلد اجزا و سرخ و در سکون و ہنق  
 اند کہ انالیہ را چون و ذکر و تسبیحات اجزای نہان و غلفے فگند اندر آسمان و چون قضا آہنگ نہ خجالت کر

روستائی شہر کے رات کو باہر اڑان خرم خواجہ مات شدہ اڑان سفر و معصر آفات شدہ عقائد و مشاہدات  
 ثبات خمیشہ بود کہ ہم بنیم سلیش در بر بود و چون قضا بیرون کنڈا پر مخ سرہ عاقلان گردنہ چلے کور و کر  
 ماہیان افتد اذور بار ہون و دام گیر مرغ پران را زبون تیار می و دیو و شیثہ بود بلکہ باروتے بابل و رتو  
 جز کسی کا نہ قضا اندر گر سخت و خون اور اچھ تر می نہ سخت و غیر آنکہ در گریزی و قضا بیچ جیلہ نہ بہت اڑو  
 رہا و المعنی پہلا شعر گویا غلطی کم من تراب کی تفسیر ہو کہ دیکھ تو پہنے خاک میں ایک تخم ہو یا جو ذات انسان کی  
 کہ حقیقت گرد خاک ہو اور ہم نے اسکو افراشتہ کر کے ایک جگہ کیا اب جو غنہ جانا کہ میری خلقت خاک سے ہو تو  
 چاہیے کہ تو لوٹ کے خاک کی پیشہ جو عجز و قناعت کی ہو اختیار کر تو مجھ کو میں سب بیرون کامیر بناؤں میری ہوت  
 میں جلد تو میرے صرع میں صدر صرع ہو متعلق دوسرے صرع سے ہو جیسے پانی بالا سے پتی میں بتا ہا میری غلطی  
 بتا ہا اس واسطے کہ پتی سے بالا میں باؤں چنانچہ معمول ہو کہ پانی خاک میں جذب ہو جاتا ہا پھر تاش آفتاب سے  
 بخارات ہو کے آسمان پر جاتا ہا اگر خاکی نہ بنے تو بخارات ہو کے کب اڑے آئے ہی کیوں بالا سے نیر خاک  
 ہوتا ہا پھر دیکھ تو کسی خوشے خاطر خواہ اس سے ہوتے ہیں اور جو دانہ ہر سو یہ کا زمین میں دبائے اور دن کرتے  
 ہیں پھر دیکھو کسی شاخیں سر نکالتی اڑا کھاتی ہیں اور بالا کو رجوع کرتی ہیں عرض جلد نعمتیں آسمان سے  
 خاک تک جو کچھ ہیں سب نیچے آنے سے غذا جان پاک کی ہوتی ہیں پس نعمتیں بسبب تواضع ہی کے کہ کیا  
 اختیار کی اور بالا سے نیچے آئیں آدمی حی و دلیر کی جز نہیں اور ہر چند یہ سب جادو و جہان تھیں آدمی کی  
 صفات پاکے خوش خوش عرش کی طرف اڑتی ہیں اور اس جہان کی طرف کہ جہان سے ابتدا اہم زندہ  
 ہو کے آئے تھے اسو عالم ارواح اور پھر اس پتی سے اسی عالم بالا کو چلے آب سارے اجزا اس جہان  
 خواہ متحرک ہیں اعمو جاندار خواہ ساکن یعنی جادو سب اس کلام سے ناطق ہیں کہ انا الیہ رجعون ہم طرف  
 اُسکے لوٹنے والے ہیں اور جو اجزا اُسکے نہاں ہیں مثل فرشتوں و جبرہ کے اُنکے ذکر و تسبیحوں نے  
 شور و غلغلہ آسمان میں ڈال کھا ہوا اب پھر مجلہ روستائی و شہری کا ذکر بطور مثال بیان حکم قضا میں  
 فرماتے ہیں دیکھو قضا ایسی زبردست چیز ہو کہ جب اس نے اپنی نیزنگیاں ظاہر کیں ادنی روستائی نے  
 ایسے شہری کو مات کیا کہ وہ خواہ لاکھوں خرم رکھتا تھا باوصف اُسکے اسکامات ہو اور اس سفر سے  
 معصر آفات میں پڑا گو اسکو اپنے ثبات پر اعتماد تھا اور مثل پہاڑ کے مستقل گرد اساسیل اُسکے  
 بہا لیگیا حقیقت یہ ہو کہ جب قضا آسمان سے سر نکالتی ہو سارے عقلمند اندھے بہرے ہو جاتے ہیں  
 چمچیلیان دریا سے باہر نکلتی ہیں پرندوں کو دام عاجز کر کے دبا لیتے ہیں یہاں تک کہ پری و دیو بھی کہ  
 بڑے زبردست مخلوق ہیں شیشہ میں مقید ہوتے ہیں بلکہ باروت جیسا فرشتہ بابل کو خود قید ہونے



جائے اور ان کو کوئی قضا سے قضا ہی میں بھاگا اور اسکی پناہ اسی سے چاہی اسکا خون کسی تبریع نے نہ بھایا  
 و اسحج ہو کہ منجمن کے نزدیک سیارات کی نظریں میں تلبیث تبریع تفسیر اور انہیں بعض دوستی کی میں ہنر  
 دشمنی کی یہ نظر تبریع دشمنی کی ہو مثلاً ایک شخص کا ستارہ ایک برج میں ہو اور دوسرے کا بغا صلتہ میں  
 برجوں کے کہ چہارم حصہ فلک کا ہو بارہ حصوں سے کہ ہر ایک حصہ کو ایک برج ٹھہرایا ہو اس شخص کو  
 اس سے دشمنی ہوگی یہی نظر تبریع کی ہر جس سوا اسکے کہ قضا سے قضا میں بھاگے اور کوئی جیلا اس سے  
 بھگے کو چھڑا نہیں سکتا

### قصہ صحابہ خروان کا اور حیلہ کرنا کا تو بہر حضرت باغ کے فقیر کو قضا کرنا

قولہ قصہ صحابہ خروان خواندہ و پس چہاد حیلہ جوئی مانندہ و حیلہ میکروندہ کہ درمیش چند کہ برہند از روی  
 درویش چند شب ہمہ شب می سگالید نہ میکرو روی در و کردہ چندین عمر و و بکر و می سگالید نہ سہرا این  
 بدان بتا نباید کہ خدا و یا بدان با گل اندامندہ اسگالید گل و شکاری میکندہ پنهان زول و کیف لایم  
 ہوا کہ من خلق و ان فی نحو اک صدق ام ملق و کیف فیصل عن طمعین رعدا من بیاین میں شواہ خدا و اینا  
 قہر ہوا و صدق و قد تولاہ و احمی عددا و خفیہ میکروہ اسرار خدا و آن سگان جاہل از جملہ علماء المعنی  
 خروان نام وہے قضا و بکسر وقت میوہ چیدن و چیدن انکو فراتے ہیں تو نے قصہ صحابہ خروان  
 پڑھا ہو پھر تو حیلہ جوئی میں کیوں پڑا ہو اور وہ یہ کہ چند کردہ درمیش حیلہ کرتے تھے کہ چند درویشوں کی جو روزی ہو  
 اسین سے کچھ حاصل کریں رات کو رات بھر سی مکر سوچتے تھے اور چند عمر و بکر و دروہو کے پیچھے تھے اور  
 یہ برایا چھپکے مشورہ کرتے تھے کہ ایسا نہو خدا کو یہ معلوم ہو جائے اب مقولات مولانا رحم کے ہیں  
 فرماتے ہیں ویکو محب حال ہو کہ مٹی گھار سے اپنا حال چھپاتی ہو اور باتہ دل سے چھپا کے کام کرنا چاہتا ہو  
 معنی اشعار عربی کے کیسے نہیں جانیکا تیری خواہش کو وہ کہ جسے تجھ کو پیدا کیا کہ بیشک تیرے مشورے  
 میں صدق ہو یا فریب اور کیسے غافل ہو گا مسافر سفر و فراخ کا اس معائنہ سے کہ اچھا آرا مگام کل  
 کہان ملیگا وہ جگہ میں کہ جہان اترتا ہو اور جہان سے صعود کیا ہو بیشک وہ اسکا متولی ہو گیا ہو اور وہ شوی  
 احصا و شمار میں ہیں پس یہ جاہل اندھے بھی اپنے اسرار خدا سے چھپاتے تھے الخلاف شرح بحر العلوم  
 میں و شکاری کو ملا کے لکھا ہو مگر میری دانست میں جو معنی میں سمجھا ہوں اگر وہ ہیں تو الگ الگ  
 ہونا چاہیے کہ شہد و شکاری بیای معروف کا پیدا نہو و نہ وہ جانیں اور انکے معنی قولہ گوش کن کہ  
 حدیث خواجہ اہ کو سودہ چون شد و دید او جزا گوش را اکون ز غفلت پاک کن + استماع ہر آن غما کہ  
 کن تا چہ دید از بلا و از غما و در وہ چون شد از شر و جدا آن کا قاتی دان کہ غما میں ادھی گوش اچون شہنشاہ

بستنی همای رنجوران دل دعا تو جان شریف از آب و گل و خانه چو دو دو دار و پرستی و مردار کشت از صفت  
 روزنی بگوش تو اورا چو راه دم شود و در قلع از خانه او کم شود و غمگساری کن تو با ما اسی روی و کہ ہومی رہ  
 اعلیٰ میروی میان ترود و جس و دندان فی بود و کو نہ بگذارد کہ جان سوئی رو و در این بداند و ان بدین سوئی کشت و  
 ہر کسی گوید منم راہ رشہ بر این ترود عقبہ راہ حق است و اسی شکاب آنرا کہ پایش مطلق است و بی ترود میرود  
 بر راہ رست و رہ نیدانی بکو گامش کہ است دگام آہو را بگیر و در معاف و تباری از گام آہو تا ہفت و زین  
 روش ہر اوج انور میروی و اسی برادر گر بر آد میروی و فی دوریا ترس و فی از موج و کف و چون شنیدی تو خطاب  
 لا تحف و لا تحف دان چو کہ خوفت و در حق زمان فرستد چون فرستاد طبق و خوف آنکہ اگر او خوفیت  
 غصہ نکست و کش اینی طوف نیت و معنی چہنا با لکسر سننا روی سیراب و تازہ عقبہ او دشوار و کو ہماے  
 سخت گذار جبارا و عظیم آرد ہال حملہ و ذوال مجہ پر و معنی آتش طوف کسی چیز کے گرد و چہنا فرماتے ہیں کہ اب کہ  
 خواجہ کاشن کہ وہ کیسے کافون کی طرف گیا اور کیا بدلہ دیا ان جانے کا اُنہ پیا آب اپنے کافون کو  
 غفلت سے پاک کر ڈال اور اُس غناک کے ہر کجا حال سن کہ اُنہ اپنے شہر سے جدا ہو کے کیسی بلائیں  
 اور کیسے رنج راہ میں دیکھے اس سننے کو ایک زر کو تہ و صدقہ جان جو غمگین کو دیتا ہو کہ جب اُسکی دستان  
 کان لگا کے سنتا ہو جیسا کہ حدیث میں ہوا استماع کلام لخر و ان صدقہ سننا کلام غمگین کا صدقہ ہو کہ جس سے  
 اُسکا غم غلط ہوتا ہو گویا اپنی بی بی سے اُسکو بھی حصہ دیتا ہو جس ضرور ہو کہ جو لوگ رنج و دل بہن اور انکی جان  
 شریف نے آب و گل کے سبب یہی جیسی فائدہ کشان کی ہیں کہ مراد تن پروری سے ہو اُنکے غم اچھی طرح سُن  
 فائدہ کشی جان کی باعتبار اسکے کہ قوت جان کا نور و ذکر آتھی ہو جس تن پروری میں یہ کمان جو لوگ ہیں  
 ہیں اُنکا فائدہ چو ہو تو اُسکے لیے اپنے ہنسا سے ایک روزن اُس میں کھول دے تا تیرے کان سے اُس  
 دو دو کو راہ دم کی ملجائے اور وہ دو دو تلخ جو اُسکے گھڑ میں گھسا ہوا ہو کم ہو جائے یعنی غم اُسکا بہل جائے  
 اب فرماتے ہیں اے وہ شخص کہ تو تر و تازہ اور سیراب ہو اور طرف رب و علی کے جاتا ہو چارے ساتھ  
 غمگساری کر کہ ہم تر و دین چھنے ہیں جو بحقیقت ایک جس و دندان جو نہیں چھوٹا کہ جان ایک سو ہو جائے  
 یہ یعنی جان تو اُدھر کو کھینچی ہو اور یہی تر و دادر کھینچتا ہو اور ہر ایک کا قول یہ کہ رشہ میں ہوں واقعی یہ  
 تر و دڑ سے عذاب کی چیز راہ حق میں ہو جس کیسی خوشی و خوشی اُسکو ہو جسکا پاؤں بند تر و د سے بے قید  
 کہ بے تر و راہ رست پر چلاتا جاتا ہو اگر راہ نہیں جانتا ہو تو اس راہ کے چلنے والوں کے قدم حوث  
 کہ وہ کمان ہیں کیسے کہ نافہ کا طالب آہو کے قدم کا کھوج پکڑ لیتا ہو اور اُنہ میں کھوج قدم سے  
 ناف تک پہنچ جاتا ہو تو بھی اُنکے قدم تلاش کر کہ اُس روش سے دیکھ چرخ انور پر پہنچا جاتا ہو

اور اسی روش سے ایسا برادر اگر چاہیگا تو آگ پر بھی چلا جائیگا پھر نہ دریائے دُر د موج سے نہ دریا کے جھاگوں سے  
اس وقت میں تو خطاب لا تحف کا سن لیکھا اور لا تحف کیا ہو وہ خوف اپنا جو حق نے تجھ کو نبھا کر کمرے واسطے کہ  
جب طباق تجھ کو دیا ہو تو روٹی بھی ضرور دیکھا خوف تو اس کو ہر کہ جس کو خوف حق کا نہیں ہو اور رنج اس کو چہ  
یہاں طوف اسکا نہیں کیا انخلا و شرح بحر العلوم میں مان کو تباہی فون کے لکھا ہو

### روان ہونا خواجہ کا گائون کو مہمانی میں

قولہ خواجہ درکار آمد و تہنیز ساخت + مرغ غمیش سوی وہ اشتاباخت + اہل و فرزند ان سفر اساختند +  
رخت را برکا و غم انداختند + شادمان و شتابان سوی وہ + کہ بری خوریم از وہ مشہودہ + مقصد یار اچھا  
خوش است + یار ما انجیم و دلکش است + با ہزاران آرزو خواندہ است + بہر غم کرم نشاندہ است +  
ماو غیرہ وہ زمستان دراز + از ہوا سوی شہر آیم باز + بلکہ باغ ایشا راہ ماکند + در میان جان خودمان جان کنند  
عملوا اصحاب کی ترسوا عقل میگفت از درون لا تفرحوا + من رباح اللہ کو نوا اس کہین + ان بی لایب المشرق  
افروا ہونا با آکا کو اکل آت مشغل لہا کو ا + شاد از وی شو مشوا از غیوی + کو بہار است و دیگر بامادوی +  
ہرچہ غیر است استراج قست + گرچہ قست و ملک قست و قیاس قست + شاد از غم شو کہ غم دام تقاست اند  
رہ سوی تہی از تقاست + غم کی گنجست مرغ تو چو کان + لیک کہ در گیر دین در کو دکان + لکنی غم با غم  
درخت لگانا اور درخت لگایا ہوا استراج فرق عادت کہ کافر سے ظاہر ہوا اور جو ولی سے ظاہر ہو کر  
ہوا ورنہی سے ظاہر ہو معجزہ ہو تجنیز درستی سامان عروس و مردہ فرماتے ہیں کہ خواجہ کام سفر میں مشغول ہوا  
اور درستی بیاب کی کی اب مرغ اسکے غم کا گائون کی طر تیزی سے کڑا اور جو اسکے اہل و فرزند تھے  
انھوں نے بھی اسباب گادارادہ پر لا دا خوش خوش دوڑتے ہوئے گائون کی طرف جاتے تھے کہ اپنے  
مژدہ وہ سے جو وہی روستانی ہو پھیل کھایا اور متع ہوئے ہمارے مقصد کو اچھی چراگاہ ملی ہو خوبے ل سے  
چہ لگیا ایسے کہ وہاں ہمارا ایک یار کریم و دلکش ہو جسے ہکو ہزاروں آرزوؤں سے بلایا ہوا اور ہمارے  
واسطے درخت کرم کا لگایا ہو ہم خوب نوخیزے اسنستان دراز کے گائون کے منجملہ اشیاء وہ  
اسکے پاس سے شہر کو لائینگے بلکہ وہ باغ اپنا ہاری راہ میں ایشا رکھ لگایا کہ جو ہمارا جی چاہے سو کرے  
اور اپنی جان میں ہاری جگہ بنا لگیا معافی اشعار عربی جلدی کروا ہی ہمارے ساتھ تھو تا نفع پاؤں  
عقل اندر سے کہ رہی تھی لا تفرحوا یعنی خوش مت ہو اللہ کے نفع سے نفع یاب ہو بیگ میرا رب خوش  
ہونے والوں کا دوست نہیں جو خوش ہو اس پر نگو آسان ملی جاتی ہو اور ہر چیز آنے والی جو  
مشغل ہیں ڈالے وہ لمو بیو وہ ہر تھارے لیے تو اس کے دیے ہوئے سے شاد ہو غیر سے امید کر کے

دفتر سوم  
 داستان معرفت شرح شفیعی مولوی دہ  
 اس  
 شام و صبح ہو کس واسطے کہ بہار وہی ہو اور سب خزان ہین جو کچھ سو آسکے ہو سب ہندراج تیرے حق میں ہوا سے  
 بے اعتبار جیسے کافر کا خرق عادت خواہ تخت خواہ ملک خواہ تاج تو تو غم سے خوش ہو سو واسطے کہ غم و اہم تھا کا  
 یہ تھا کو چھانتا ہوا سیلے کا س راہ میں جو تپتی ہو وہی بلندی ہو اور بلندی تپتی غم تیرے واسطے گنج ہوا و رنج  
 مثل کان کے لیکن یہ بات لڑکوں میں کب اتر کر تپتی ہو قولہ کو کو کان چن نام بازی بشنوندہ بجلہ با فر کو  
 ہم تگے بشنوندہ اسی خزان کو آسو و اہماست + در کین این سوی خون آشماست + تیرا پتا ان شد  
 لیکن کمان گشت پنهان از و چشم مردمان تیرا پرا ان کمان پنهان و غیب + برجانی میر سہ صد تیر شیب  
 کام و صحرائی دل بایندہ + زانکہ و طمرائی کل نبود کشا + امین آبادت دل امی مردمان + حصن محکم  
 موضع ہن و اماں نگاشت خرم بکام و دستان چشمہا و گلستان در گلستان بیج الی القاب و سراپا ساریہ  
 فیہ اسرار و معین جاریہ + وہ مرودہ مرد را حق کند عقل ابی نور و بیرونق کند + خواجہ پنڈار کہ روزی وہ  
 این نیندا عمکو روزی وہ وہد قول پیر شنوای مجتبیٰ کو عقل و وطن در روستا + المعنی فرماتے ہین کیسے لڑکوں  
 کے دل میں اتر کرے لکھا تو حال یہ ہو کہ حیوت کسی بازی کا نام سنتے ہین تو جملہ ہر قدم گوئی کے چو جائے  
 ہین ایسے ادھر کو ڈرتے ہین اب فرماتے ہین کہ امیر خزان کو رہو جو تا ہوا و ہر بہت جال لگے ہوئے ہین  
 اور انکی گویں ہین بڑے بڑے خون آشام ہین تیر حکم انکی کے تو اڑ رہے ہین اور کمان بوگون کی آنکھوں کو  
 نہیں سو جھتی تھہرتے ہین تیرا رہے ہین اور کمان پوشیدہ اور غیب میں ہو دیکھ لے تیری جوانی ہی ہر پرکاش  
 تیر بڑھاپے کے گتے ہین او کیا حال ہوتا ہو بس ان سب جھگڑوں کو چھوڑ اور قدم صحرائی دل میں کو اس  
 سبب سے کہ صحرائی کل میں کشا و دفرحت دل کی نہ پائیگا اس کو گوئیہ دل تھارا بڑا امین آباد ہو اور بڑا  
 مضبوط قلعہ اور جامی ہن و اماں اور موافق مقصد و ستون کے ایک گشت ترو تارہ جمیع چشمے ہین اور  
 گلستان در گلستان جس شہر میں کل طرف دل کے اور سیر کر اسی کر کے والے کہ امین دخت ہین اور چشم  
 بارمی گمانوں کو مت جاگنا ٹون آدمی کو احمق کر دیتا ہو اور عقل کو بے نور و بے رونق خواجہ جانتا ہو کہ روزی  
 گمانوں دیتا ہو اور زمین جانتا کہ روزی روزی دینے والا دیتا ہو اسی برگزیدہ حضرت نے بھی تو فرمایا ہو انکا  
 اقول تو سن کہ جو کو عقل کا ہوا اسکا وطن گمانوں ہو چنانچہ حدیث ہر سن کن فی القریٰ یوما یحق شہر تو سن کن  
 فی القریٰ شہر یحق دہر آج کوئی رہا گمانوں میں ایک دن احمق ہو جاتا ہو ایک مہینہ کو اور ایک مہینہ گمانوں میں  
 رہا احمق ہو جاتا ہو ایک ماہ کو اور دوسری حدیث ہر علیکم بالمدن و لو جارت و علیکم بالطریق و لو دارت و علیکم  
 بالہجر و لو جارت لہم جو کو تو وطن شہر کا اگرچہ وہاں کے لوگ تیر ظلم کریں اور لا زعم ہو تکیا اختیار کرنا راہ کا اگرچہ  
 پھر بڑے اور لا زعم ہو جو کو محل کے لیے اگرچہ تیر ظلم کرے قولہ ہر کہ روزی بشنوندہ و ستا ہا با ہی عقل او نا یجب +

تا باب ہے احمق دروی بود و از شیش و ده جزای بجا چہ رود و الگ با ہے باشد اندر و ستار و در گام سے باشد ش جبل صما  
 وہ چہ باشیخ چہل شدہ و دست در تقلید و در حجت زدہ و پیش شہر عقل کلی این حواس و چون شران چشم بندہ و در تن  
 این رہا کن صورت ہنسانہ گیر بل تو دروانہ تو گندم دانہ گیر گردہ در فست ہین بر جی تان گریہ نہایت و روانہ منور  
 می ہر ش گیر چہ ظاہر کثر بود و عاقبت ظاہر سوی باطن رود و اول ہر آدمی خود صورتت بعد از ان جان کو جمال سیرت  
 اول ہر سیدہ جز صورت کی ست و بعد از ان لذت کہ معنی ویت و اول گاہ فرگاہ سازند و خندہ تر کہ از ان پس بہان  
 آورند صورت فرگاہ دان معنی ست ترک معنیت طالع دان صورت چہ فلک بہر حق این ار با کن یک نفس و  
 تا فرخو اوج بہنا بدرس و معنی خراس کہ ہون کی چکی چیلے تین شعر ترجمہ پیل حدیث کے ہیں جسکے معنی مسطور ہر چکے  
 اب فراتے ہیں جب کانوں کی کیفیت حدیث سے ثابت ہو تو تقلید بھی تو قابل تحقیق کے ایک کانوں کی طرح ہو  
 جس کے لیے حال شیخ پر ہر حال نہیں ہر اور تقلید و حجت کو کپڑے بندے ہو کہ انکے حواس سانسے شہر اشخاص کے عقل کلی  
 ایسے ہیں جیسے خراس کا گدھا چشم بندہ اب فراتے ہیں کہ یہ باتیں معنی کی چھوڑا دروچہ باتیں جہان میں افسانہ ہو گیا  
 ہیں انکو اختیار کر اور روانہ کو چھوڑو گئے گندم دانہ ہی لیلے اگر کھلکو در خالص پر راہ نہیں ہو گہیوں ہی  
 لیے جا رہا بالعم گندم اور اگر اس طرف کو کوئی صورت نہیں ہو محیط ہانکے باتوں کے ظاہر ہی کو دیکھ  
 اگر چہ ظاہر کثر ہے جو اس لیے کہ انجام کو ظاہر بھی باطن ہی طرف جاتا ہو غور کرادال دمی کا یعنی ابتداء بھی صورت  
 تو ہو بعد اسکے بان ہو جو جمال سیرت ہو اور سن اول ہر سیدہ کا سولے صورت کے کیا ہو پھر لذت صورت کی  
 بعد ہو جو اسکی معنی ہو پیلے فیہ بناتے فرید تے پھر پر مشق کو ہمانی میں مباتے ہیں تیری بھی صورت ایک فرگاہ ہو  
 اور معنی ترک پھر کہتے ہیں معنی طالع ہو اور صورت فلک کرکشتی آئینہ شعر گریہ کا ہو کہ واسطے حق کے اسے ایک دم کو  
 چھوڑو تو گدھا خواجہ کا اپنا گھنٹہ بجائے فیض وہ روانہ ہوئے انخلا و شرح بحر العلوم میں گرد گرد کو بزرگ لکھا ہو

اور جانے ترک کیا سمجھے ہیں

جانا خواجہ اور اسکی قوم کا گانوں کو

قولہ خواجہ و پیرگان ہزار سے ساختند بر ستوران جانب وہ تاختند و شادمانہ سو می صحرا را نند و سا فر و کی  
 گفتند و بر خواندند کہ سفر باندہ کیخبر و شود و بی سفر ماہ کی خوشرو شود و از سفر بنیق شود و فرین اد و فر سفر  
 یہ سہفت صد مراد و روز و روز آفتابی سوختند شب ز اختر را می آموختند خوب گشتہ پیش ایشان اہ شبت  
 از نشاط و شدہ رہ چون بہشت تلخ از شیرین لبان خوش میشود و خار از گلزار و گلش میشود و جنطل از مغنی  
 خراب میشود و خانہ از چنیادہ صومرا میشود و اسی بسا از زانیان ناکش و برامید کلفدار را و دوش و اسی بسا حال  
 گشتہ پشت ریش و از بلای دلبرہ روی خویش کردہ آہنگہ جمال خود سیاہ و تا کہ شب آید بسود روی آہ

خواجہ تائب بر دکان چائینج ہذا کہ سروی در دلش کردست بچ تا جری وریا و خلکی میدود و آن بہر خانہ سنی  
 میدود ہر کر با مردہ سود کے بود ہر امید زندہ سیمائے بود آمد و گریہ می آوردہ کج بپ ہر امید خدمت ہر  
 خوب ہر امید زندہ کن اجتما و کو نگہ و بعد و زری و وجا و المعنی جہا زیکر سباب عروس و دست و سفر یعنی خواجہ  
 اور اسکے بچوں نے اسباب سفر کا دست کیا اور بار بار یوں پر لادا اور گالوں کی طرف چلے خوش خوش صحرا  
 کی طرف چلے اور سا فوا کی نعمتوا پڑھایہ وہ کلمے ہیں کہ سفر کے جانے کے وقت پڑھتے ہیں اور صحرا بھی یاد  
 کرتے ہیں یعنی سفر کر دھت پاؤ اور غنیمت کرو سفر کی برکتوں کو اس واسطے کہ سفر سے بندہ کثیر ہو جاتا ہو و شاہ  
 عظیم الشان تھا کہ کو دیکھو بے سفر کے کب خوش رہتا ہو بطن نازل کے جال پاتا ہو چاہے وہ شطج کا بھی سفر ہو  
 سے فرین ہوتا ہو یوسف کو خیال کرو انھوں نے بھی سیکڑوں مرادین سفر سے پائین پھر بیان خواجہ کا ہو کہ نہیں  
 تو منہ قحاب سے جلتے تھے چلتے تھیں تھے رات کو تاروان کی پہچان پر راہ چلتے تھے مارے خوشی کے  
 وہ راہ بلانہ نہایت خوب تھی گالوں کی خوشی سے مثل بہشت کے ہو رہی تھی جیسے چمن شیرین لبوں سے خوش  
 ہو جاتی ہو اور خار گلزار کے سبب سے دلکش ہوتا ہو چمن مشوق کے ہاتھ سے خرا ہو جاتا ہو اور اگر صحرا  
 میں ہوا و تہمانہ موجود ہو تو صحرا خانہ ہو جاتا ہو بہت ایسے نازنینوں سے ہونے کے وہ کسی گلزار راہ و ش کی خاطر  
 خاکش ہونے میں اور بہت جمال اپنے دلچسپی کی برائیں پشت پیش ہونے میں کہ مراد زوجہ سے ہو غور کرو  
 آہنگ کو کیسا اپنے جال کو سیاہ کرتا ہو تائب ہوا و اپنے ماہ کا منہ چوموں کہ ماہ کی عورت ہو اور کسی خواجہ کا ناز  
 کو دیکھو کیسا مقید ہو کہ گویا چائینج کر دیا دکان پر رات تک جتا ہو یہی سبب تہی کہ اسکے دل میں ایک سرو  
 کہ زن ہو ڈر پکری ہوتا جو کو خیال کر دتری و خلکی میں دوڑتا پھرتا ہو وہ بھی ایک خانہ نشین کی محبت ہو اب  
 فرماتے ہیں جس کی کو کسی مردہ سے عشق و سودا ہوتا ہو وہ اسکو زندہ سیما جانے عشق کرتا ہو مردہ اس سبب کہ  
 کہ ساری مخلوق خالی و مردہ ہو گو بظاہر زندہ سیما ہیں مگر ان سب کے بڑھئی ہو کہ لکڑی کی طرف منہ  
 جھکائے ہوئے ہو وہ بھی ہر امید خدمت کسی مرد و خوب کے مشغول ہو ان اشارے سے ایسا معلوم ہوتا ہو  
 کہ خواجہ کی زن زیادہ اس سفر کی مصروفی ہو بہ حال فرماتے ہیں کہ تو ان مردوں کی امید پر کوشش  
 محنت مت کر اس زندہ کی امید پر کہ وہ دوہی دن میں جا نہو جائے دائم و قائم ہے الخلاف  
 شرح بحر العلوم میں سروے کہ بصورت سروی لکھا ہو معنی اشبا کے کلمے نہیں تا معلوم ہو کہ کیسا سمجھے  
 قولہ ہیں مکن بونس خیر از خسی عاربت باشد و آن بونسی دُفس تو با ما در و با با کجاست ہر گز بجز حق  
 مونسانت را و غاست ، افس تو با وایہ و لالہ پش ہر گز کسی شاید بغیر حق عصفہ افس تو با شیر و باستان نا  
 نفرت تو از دیر ترا نا نا آں شاعری بود بر دیو ارشان و جاب نو شید و افست آں نشان ہر بر اینچہ کیا افتد آں شاعر

تو بران ہم عاشق آئی اسی شمع جلتی تو برہمچہ آن موجود ہو وہ آن در وصف حق چو زرا اندو و بود و چون از کس  
 باہل رفت و س با نہ از زری خوشن من مفسس با نہ طبع سیر آمد طلاق اور بخواند پشت بروی کرد و دست آواز  
 مشا میرد از زرا اندوہ صفاتش پاکیش۔ از جہالت قلب اکم گوی خوش، کان خوشی و قلبہا عاریتی سرست  
 زیر زینت مایہ بی زینتی ست۔ در زری قلب در کان میرود و سوی آن کان رو تو ہم کان میرود و نور از دیو  
 تا خور میرود و تو بدان غور و کہ در غور میرود و زین پس متبان تو آب از آسمان و چون ندیدی تو فاد و ناد و دان  
 معدن و غیبہ باشد دام گرگ و کی شناسد معدن آن گرگ بترک و در گمان بر مذبتہ و گرہ و می شستہ بید  
 مغروران بدہ و همچنین خندان رقصان میشند و سوی آن دو لایب چرخ میزنند و چون پدید نہ رخ می پر  
 جانب رہ صبر جاہ میرد ہر نیسے کہ روی رہی و زیدہ گویار و روح در وان می پرویدہ بہ کہ جو آکر زوہ او  
 سوی او و بہ میداد و نہ خوش بروی او و کہ توری یار مارا دیدہ و پس تو جان جان مارا دیدہ و بعضی بتایید  
 سابق و ناتے ہین خبر را کسی یا خیر کو مونس مت بنا کہ بڑا ناچیز ہین ہر کسو اسطے کہ وہ صفات ہمین جکے سبے  
 تو مونس بنا تا کہ عاریتی ہو نہ اسکی اپنی یہ سب ہو فامین سواسے حق کے پھر ہو فامین سانس کیا و درست جا  
 خود اپنے بپ ہی کو خیال کر کہ طفلی مین تجھکو اسنے کیسا عشق و انس تھا اب وہ کمان پھر کہتے ہین دایہ  
 والا کہ کیسے تجھکو کر و تعلق سے کھلاتی پالیتی تھی اسکو غور کر کہ اُس سے کیسا انس تھا وہ کیا ہوا جواب سو  
 حق کے کوئی قوت بازو ہونے کے لائق ہو اور بھی شیر و پتان سے کیسا انس تھا وہ کیوں نہ بامکتب  
 جانے سے جو نفرت تھی وہ کیا ہوئی یہ سب کتنا حقیقی کی ایک شمع تھی جو دیوار پر پڑنے سے دیوار کی دیوار  
 کیفیت ہو جاتی ہر ان سب پر کھی پڑی تھی ضرور اب وہ نشان جس خورشید کے تھے اسکی طرف چلے گئے  
 وہی دیوار کی دیوار رگلی جس چیز پر وہ شمع پڑ جاتی ہو تو بھی حاصل اسی کا عاشق ہو جاتا ہو اور زمین  
 جانتا کہ یہ جو موجود ہے جسپر تجھکو عشق ہو یہ وصف حق سے طبع کی طرح زرا اندو ہو جب زرا اپنی اہل کی طرف  
 اڑ گیا تا نہا تھے تا نا بار کئے اور زرا پنے سے مفسس ہو گئے اسوقت مین تیری طبیعت نے یہ ہو کے اسکو طلاق  
 دی اور اسکی طرف پشت کر لی اور ترک کر دیا تجھکو چاہیے کہ تو اُس نور اندوہ صفات سے اسکے پاکینہ  
 رہے اسکی طرف قدم نہ بڑھائے جہالت سے کھینٹے کو اچھا نہ سمجھے اسلیکے کھونٹے مین و د اچھا پن  
 عاریتی ہو اور اسکی زینت کے نیچے بے زینتی اس سبب سے کہ جب زرا اسکے روے قلب سے کان کہ  
 جہان اسکی اہل ہو جاتا ہو تو تو بھی اسی کان کی طرف جہان وہ جاتا ہو کیوں نہ جاتا ہو دیوار سے  
 آفتاب مین جاتا ہو پھر تو بھی اسی آفتاب مین جاسمین یہ نور جاتا ہو تجھکو لازم ہو کہ بعد اس سے آب  
 آسمان سے لے جب جان لیا کہ پڑا کہ کے آب مین و فامین ہو اب فرماتے ہین تیرا حال گرگ بترک کا سا



کہ وہ دیکھ کے معدن کو جو چمکتی ہو نہیں پہچانتا کہ اس کے دام میں پھنستا ہو اور اس کا لالچ اس کو بوجھن کوشت پخت کو سمجھتا ہو عمدہ شکر کو نہیں جانتا جیسے خواجہ اور اسکے لوگ سب نے روستائی کی باتوں کو درگمان کر کے گروہ میں باندھ لیا اور لوبھیا لئے ہوئے اسکے گائون کو دوڑے جاتے تھے کیسے خدا ان ناچنے چلے جاتے تھے جیسے دولاہ پر چنچ ناچتی ہو جب دیکھتے تھے کہ کوئی مرغ کا گائون کی طرف اڑتا ہو تو اٹھا کھانے پر لپکے پھاڑتا تھا اور جو نسیم کا گائون کی طرف سے چلتی تھی گویا انکی روح و روان کو پالتی تھی جو کوئی اسکے گائون کی طرف سے آتا تھا یہ خوش ہو کے اسکے منہ کو چوستے تھے کہ تو نے ہمارے بار کے منہ کو دیکھا ہو پس تو نے ہماری جان کی جان کو دیکھا ہو

### قصہ محبت کرنا مجنون کا اس گتے سے جو لیلی کے گھر رہتا تھا

قولہ مجنون کو سکے رامی نواخت + بولہ ش میا و پیش میگرداخت + گرد او میگشت خاضع در طواف + ہجو حاجی کرد کعبہ لگراف + ہم سروا پش ہی بوسید و ناف + ہم جلاب و شکرش میداد صاف + بوالفضل گفت کای مجنون خام + اینچہ شیدست اینک می آری درام + پوزرگام دائم پلیدی سینور و بقدر خود را ب می آترو + عیبهای سگ می آوی شمر و عیب دان باز عیب دان بوئی بزد + گفت مجنون تو ہمہ نقش و تن + اندر آنگر از چنان من + کاین طلسم بستہ موئی ستاین + پاسبان کو چہ لیلی است این + ہمتش بین و دل + جانا ساخت + کو کجا بگزید و مسکن گاہ ساخت + او سگ فرخ رخ کہتہ منست + بلکہ او ہمدرد و ہم لہف منست + آن سکے کہ گشت در کوشش مقیم + خاک پایش بر شیران عظیم + آن سکے کہ باشد اندر کوی او + من بشیران کی دہم یک موی او + آنکو شیران مر سگانش را غلام + گفتن امکان نیت خامش و السلام + گز صورت بگذرید اسی دوشان + جنت ست و گلستان در گلستان + صورت خود چون شکستی سوختی + صورت گل + شکست آموختی + بعد از ان ہر صورتی رشکینی + چو حمید را ب خبر بر کنی + المعنی فرماتے ہیں بس خواجہ کے لوگوں کا ایسا حال تھا جیسے مجنون کہ وہ کہتے کہ نوازنا تھا اور چومتا تھا اور اسکے سامنے ایسا بوجھنیش آتا تھا کہ گویا کلا جانا ہو اور گرد اس کے مثل لہاف والوں کے پھرتا تھا بڑے خضوع سے جیسے حاجی بے گراف گرد کعبہ کے پھرتے ہیں اور ناف و سروا پاسکے چومتا تھا اور جلاب و شکر صاف اسکے سامنے رکھتا تھا جلاب ایک شربت کہ گلاب کے پھول قند میں جوش کر کے شیشون میں بھر رکھتے ہیں اور وقت حاجت کام میں لاتے ہیں ایک بوالفضل نے کہا کہ اسی کچے سری یہ کیا مگر جو جو روز ظاہر کرتا ہے کتے کی پوز جو اسکا دہن اور گرد و ناف دہن ہو پلیدی کھاتا ہو اور اپنی مقعد کو کب سے صاف کرتا ہو ایسے ہی کتے کے بہت سے عیب شمار کیے لیکن عیب ان مجنون غیب دان سے اور اسکی چھپی رنر سے بونہ لگیا کہ وہ کیا سمجھے ہوئے ہو

بس مجنون نے کہا کہ تو ایک نقش یعنی صورت انسانی اور جسم حیوانی ہو میری سی آنکھیں پدیا کر اور اسے  
 دیکھ تو تجھے سوچھے کہ پتنگتا نہیں ہر ایک طلسم بنایا ہوا ایک مالک کا جو جبین گنج چھپا ہو کہ یہاں سب کو چپہ  
 لیل کا ہو اسکی ہمت اور دل و جان و شناخت کو دیکھ کہ اسنے کہاں اپنا سکن اور ٹھکانا کیا ہو کسی عالی جگہ ہو  
 یہ کتنا مبارک صورت اس جگہ کا ہو جو میرا کھت و جاے پناہ ہو ملک میرا جہد و دوہم غم ہو وہ کتنا کہ اسکی کلی کا تعلیم  
 میرے نزدیک خاک پا اسکی بڑے بڑے شیروں سے بہتر ہو اور وہ کتنا جو اسکی کلی کا ہو میں اسکے ایک بال کو  
 عوض شیروں کے ہرگز نہ دوں اور وہ شخص جسکے کتوں کا شیر غلام ہو اسکے بیان کا تو مقدمہ رہی نہیں ابتدا  
 اس بیان کو رخصت کر اب فرماتے ہیں اسو دستہ اگر صورت سے گذر جاؤ تو جنت ہی جنت اور گلستان در  
 گلستان ہو جب تونے اپنی صورت تو تھوئی اور بچھونک دی تو جان لے کہ کل صورتوں کا توڑنا سیکھ لیا  
 بعد اسکے ہر صورت کو توڑ دیا اور مثل حیدر کے دروازہ فیبر کا اکٹھا لیا یعنی کسی ہی شکل ہو تان کر لیا  
 قولہ عقبہ صورت شان خواجہ سلیم کو بدہ میشد باقتدار سقیم سوئی دام آن تملق شادمان ہر بچو مرغے سوے  
 دانہ امتحان از کرم و نہت آن مرغ حریص دانہ را بادام لیکن شد محیص از کرم و نہت مرغ آن از را  
 نهایت حرص ست نمی جو دو عطا و مرعکان در طمع دانہ شادمان سوئی آن تزدیر پیران و دودان اگر دشاؤ  
 خواجہ آگا بہت کرم ترسم اسی رہر کہ یگا بہت کرم مختلف کرم چا کہ وہ پید خود و پودان وہ دہ دیگر گزیدہ تر  
 ماہے وہ بدہ می تاقتند را کہ راہ وہ تلو شاختند ہر کہ گیر دیشیہ بی او ستا و شیتند سے شد بشتر و رستا ہر  
 در رہ بی قلا فیزی رود مرد و روزہ راہ صد سالہ شود ہر کہ تازد سوئی کعبہ بی دلیل ہر چو این سر گشتگان  
 گر دو دلیل ہر از انکہنا در باشد اندر خافقین آدمی سر بر زندگی والدین مال او یا بد کہے می کنند  
 تا در آن باشد کہ بر گنجے زندہ مصطفای تو کہ حبش جان بودہ تا کہ حرم علم الفہ آن بودہ اہل تن را جملہ  
 علم بالقلم واسطہ افزہت در بذل و کرم ہر حریص بہت محروم اسی سپر چون حریصان تنگ مرد  
 آہستہ تر اندرین رہ برنجا دیدند و تاب چون غذا بمنع خاکی اندر آب سیر گشتہ از دہ و از رستا  
 و ز شکریہ ز چنان نا اوستا بمعنی حسنہ بالفتح و فریقہ حمیص بفتح رستگاری و خلاصی پانا او کسی چیز سے پھرنا  
 گر نیک گزیدن سے اختیار کرنا چھانا خافقین مشرق و مغرب فراتے ہن ایسا فریقہ صورت کا وہ خواجہ  
 سادہ دل ہوا کہ سقیم با توین بین اکے کا نوٹن کہ گیا اور اس دام تملق کی طرف ایسا گیا جیسے کوئی مرغ امتحان  
 دانہ کی طرف جاتا ہو کہ گیا اور چونک کے ہٹ گیا پھر گیا پھر ہٹ گیا بس یہ مرغ جو امتحان جاتا ہوا نہ دھا دیوانہ  
 ہو کے نہیں کرتا اسپر خدا کا کرم ہو جسکے سبب سے کو حریص ہو لیکن جان گیا ہو کہ یہ دانہ مع دام کے ہر لاجرم چھپتا  
 نہیں خلاص یافتہ ہو اور اسی کرم کی بدولت اسنے اس دانہ کو سمجھ لیا ہو کہ یہ دانہ نہیں ہر غایت حرص کی ہو

نہ جو دو عطا بس گیا اور پھنسا اور جو مرغ چھوٹے اور زائچہ میں اس دانہ کی لالچ میں خوش خوش اس خیر  
کی طرف اڑتے دوڑتے چلے جاتے ہیں تا بفرماتے ہیں کیا اگر خواجہ کی خوشی سے ہمیں کراؤ کو تھی جھکوا اور راہ  
آگاہ کروں تو دور تا ہوں کتیری راہ کھونٹی ہو کے بیوقت ہو جائیگا کہ ناک میں گھاٹیلے مختصر کر کے  
گستاخوں کہ جب حیران سرگردان پھرتے پھرتے ایک گاؤں معلوم ہوا تو خود وہ گاؤں اسکا نہ تھا ناچار  
دوسرا گاؤں اختیار کیا غرض ایک مہینے کے قریب تو گاؤں گاؤں پھرتے رہے اس سبب سے  
کہ اچھی طرح راہ اس گاؤں کی جانتے نہ تھے بنا بریں فرمایا کہ جو کوئی کوئی کام بے استاد کے ہتھار کرنا  
وہ شہر درویشا میں مسخرہ ہوتا ہیو یعنی مشری اور گنوا رہا ہے پتہ نہ کرتے ہیں اور جو کوئی کسی راہ کو بے  
کے چلتا ہو اگر دو دن کی ہو تو سو برس کی ہو جاتی ہو ویسا مارا مارا پھرتا ہو اگر کعبہ کی طرف بے دلیل  
جاتا ہو تو وہ بھی ان سرگشتوں کے مثل دلیل ہی ہوتا ہو اس سبب سے کہ مشرق سے مغرب تک کبھی کبھیں  
ایسا نہیں ہوا کہ بدملن مان باپ کے کوئی آدمی پیدا ہوا ہو اگر کوہ حضرت عیسیٰ تو انکی مان جب بھی  
تھیں جیسے آدمی مال بے کسے نہیں پاتا اور اگر کہیں خزانہ کیسے مل جائے تو یہ نادور ہو اور نادور پر حکم نہیں  
بس ایسے ہی اگر تو امیدوار تعلیم خدا کا ہو تو کیسے ہو سکے تو مصطفیٰ تو نہیں ہو کہ جکا جسم بھی جان تھا انکو  
خدا نے قرآن تعلیم کیا ہو تو تو اہل تن ہر تیرے لیے علم بالقلم فرمایا اور تیری تعلیم میں قلم کو واسطہ کیا ہو تو کسے  
پڑھے جب اسکا بدل و کرم تجھ ہوئے مردان اشعار مثالیہ سے یہ کہ وہ خواجہ بے راہ جانے اور  
ہوں راہبر کے چلے یا کہ خدا پہونچا دیگا آخر گشتہ ہوا فرماتے ہیں ایو سپر رحیم محروم ہوتا ہو موجب  
الحرحی محروم کے تو رحیموں کی طرح اوڑ کے مت چل آہستہ چل غرض ان لوگوں نے اس اہ میں بڑے  
سچ تو اب کیجیے جیسے مرغ خشکی کا رہنے والا پانی میں پڑ کے عذاب اٹھاتا ہو ایسے ہی یہ لوگ بھی گاؤں او  
گاؤں لے اور یہی کر ریزی یعنی شکیزی سے جو بے تہاد کے اٹھائے یہو کے اشکر ریزی کے معنی گریہ شادی کے معنی  
ہیں اور و شیرینی جو عروس و داماد کے سر پہ وقت جلوہ و نکاح کے ڈالتے ہیں کہ یہ سب معنی بھی مناسب  
محل کے ہیں قائل الخلاف شرح جو علوم میں مرد و روزہ کو ہر اور نادراں باشد کو نادراں شکر لکھا ہو

ایو پنچا خواجہ اور اسکی قوم کا گاؤں ہوتا فی مین

تو کہ بعد باہے چون رسیدند آن طرف دینوا ایشان سوزان بے علف ہر وستانی ہیں کہ از بختی  
لیکن بعد اللہ والہی روی پنہان لیکن در ایشان بروز ہوتا سوی باغش نہ کبشا پند پوزہ آنچنان ارو  
کہ ہمہ رزق و شہرت از مسلمانان ہنار اوئی ترست در دنیا باشد کہ دیوان چون اس ہر شش شبست  
باشد چون جبرس چون بنی روی او دور تو قند یہ ہیں آن یا چو دیدی خوش مخند و در چنان روی نصیبت چاہیہ

گفت نیروان نسفا بالناصیہ و چون پرسید بر خاش یا قند و ہم خوشیاں سوی دبشتا قند و در فرو بستند  
اہل خانہ اش و خواجہ شد نیرن کجوری دیوانہ اش و لیک ہنگام در شتی ہم نبود چون در افتاد می پیتری سپید  
بر درش ماند ایشان پنج در شب بسر بار و خود غور شد سوز و فی غفلت بود ما ندن فی فری و بلکہ بود از اضطراب  
بیزی و بالیان مبتہ نیکان ز اضطراب و شیر داری و خود از جوع زار و ادبید پیش ہم گفتش سلام کہ فلا نم مرا  
اینست نام کہ گفت باشند من چہ دانم تو کئی و یا پلیدی یا قرین پاکسی و والہم و در و شب ندن غم ہو و ہیکو نہ تیر  
پر وای توہ از خودی خود ندارم ہم خبر نیست از ہستی سر مویم اثر ہوش من از خیر قح انکا فیت و در دل و  
جام بخراشد لیت کہ گفت ایندم با قیامت شنبیہ تا برادر شد لفر من انیہ و شرح میگرددش کہ من کہ غم کہ توہ لوہتا  
خوردی ز خان من دو توہ فی فلان روزت خریدم آن شناع کل سر جا و را لا شینر شناع و معنی القصد بعد ایک  
مینے کے جب یہ اُس طرف پہنچے اس حال سے کہ یہ تو بھوکے اور ستورائے بے علف آب فرما تے ہیں کہ  
روستانی کو دیکھ کہ اُسے بدستی سے بعد اُس خیال و چین کے اُنکے ساتھ کیا کیا انکو دیکھ کے دن پہنچے تھے  
چھپا لیا کہ ایسا منہ کہ میرے باغ میں گھسے منہ کھولیں اور سارا میوہ کھا جائیں اب مقدمہ مولانا رح کا  
اُسے جو منہ چھپا لیا خوب ہوا ایسا منہ جو بالکل زرق و شر ہو مسلمانین سے چھپا ہی اچھا بہت منہ ایسے ہیں کہ  
اُنپر شیطان مثل جرس و گس کے بیٹھے ہیں اور تعین ہیں جیسا کہ فرمایا میں بعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطان  
فہو لہ قرینا جو شخص کہ روگردانی کرتا ہو ذکر جن سے اُس پر ہم یقین کرتے ہیں ایک شیطان کہ وہ ہنسا قرین تار  
اور فتن و عصیان کرتا ہو جس جب تو ایسے لوگوں کا منہ دیکھتا ہو تو وہ کھیاں اُنکے منہ کی کھجکھجی گھیر لیتی  
ہیں لہذا لازم ہو کہ یا تو ایسے منہ کو دیکھے ہی مت اور اگر دیکھ بھی لیا تو خوش مت ہو ایسے ہی منہ غیبت  
عاصیہ کو حق نے فرمایا ہو کلا لکن لم یغیثہ نسفا بالناصیہ تہ ناصیہ کا ذوقہ خاطیہ اگر ابو جہل باز نہیں آئیگا  
تو ضرور ہم اسکا ہلکی پیشانی کے بل جو پیشانی کا ذوقہ اور خاطیہ ہر کھدیر کے جہنم میں پہنچا بیٹھے تھر چرچ  
طرف ذکر خواجہ کے ہو کہ جب گائون میں پہنچے اور روتا کا گھر مل گیا تو یہ سب لوگ اپنوں کے مثل  
اُسکے دروازے کی طرف بے شکاف و ڈرے اُسکے گھر وائون نے دروازہ بند کر لیا خواجہ یہ کجوری  
دیکھ کے حیران ہو گیا لیکن کیا کرے سختی کرنے کا وقت نہ تھا اسلیے جب آدمی کنوئین میں گر پڑا تو  
پچھ پیڑی تندی کیا چل سکتی ہو غرض پانچ روز اُسکے دروازے پر پڑے رہے اس حال سے کہ رات کا  
جاڑا اور دن میں سوزش تیش آفتاب کی اور یہ پڑا رہا غفلت اور حماقت سے نہ تھا بلکہ مضرت تھی  
اور بے زورہ مثل تھی نہ پای رفتن نہ اسے ماندن حج ہو لیکن کونیک انتظار میں گھیرتے ہیں جیسے شیر  
نہایت بھوکہ میں درار کھتا ہو خواجہ روتا کو دیکھتا تھا اور سلام کرتا تھا کہ میں فلان ہوں اور فلان

نام میرا ہو گیا ہو گامین بنیں جاتا تو کون ہو کوئی پلید پر یا پاک جو میں صنم الہی اور اس کے عشق میں دیوانہ  
 ہو رہا ہوں مجھ کو ذرا بھی تیری پروا نہیں ہو تو کون ہو تجھ کو اپنی خودی سے خود خبر نہیں نہ مجھ میں میری ہستی کا  
 کچھ اثر رہا ہو مجھ کو سوائے حق کے فکر کی آگاہی کا ہوش ہی نہیں میرے دل و جان میں سوائے اللہ کے  
 اور کا گدہ ہی نہیں خواجہ نے کہا یہ وقت شاید قیامت کا مشاہد ہو گیا ہو بھائی بھائی سے بھاگنے لگا  
 جیسا کہ فرمایا ہو یوم یفر المرء من اخیہ قیامت وہ دن ہو کہ آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا خواجہ بیان  
 کرتا تھا کہ میں وہی تو ہوں جسکی تو نے نعمتیں دہرا دہرا کے کھائی ہیں میں نے فلان روز تیری وہ  
 شمع خریدی اب تو وہ بھید کہ اس کے دل میں چھپے تھے ظاہر ہونے لگے مولیٰ تو بودی سالہا مہمان  
 میں بنی رسیدت بیکران احسان میں + سر مرزا شنید سنتہ خلق + شرم دار درو چو نعمت خور و خلق  
 اور بگفتش نہ گوئی ترہات + فی ترا دادم نہ نام تو سجات + ہمچنین شب بربوبانی گرفت + کا سان از بار  
 شد در شگفت + چون رسید آن کار داند استخوان + حلقہ زد خواجہ کہ مترا بخوان + چون بعد الحاح آری کو  
 گفت آخر چیست ایجان پدر + گفت من آن حقاً بگذاشتم + ترک کر دم انچہ می پنداشتم + پنجا لہ رخ دیہ  
 این پنجر وزہ جان سکینم دین سرا و سوز + یک جفا از خویش و از یار و تبار + و اگرانی بہت چون سید ہزار  
 + کہ دل نہاد بر جو رو جفا + جانفش خوگر بود + مہر و دفاش + ہرچہ ہر دم بلا و شدت + این یقین  
 دان کہ خلاف عادت + گفت اسی خورشید صرت در زوال + گر تو خوں رنجی کہ دم حلال + اشباران  
 ہا وہ گوشہ + تابی و رقیامت تو شہ + معنی خواجہ کہتا تھا برسوں تو میرے بیان مہمان ہوا اور میرا  
 احسان بیکران تجھ کو نہیں پہونچا تھاری محبت کے بھید کو مخلوق سنتی ہو اور تو نہیں شرماتا حالانکہ  
 جب خلق کسی کی نعمت کھاتا ہو تو صورت اسکی اُس سے شرماتی ہو تو ساقی اُس سے کہتا تھا کہ کیا بنیہ  
 کہتا ہو میں نہ تجھ کو جاتا ہوں نہ تیرے نام کو نہ مقام کو الغرض ایسی ہی صورت رہی کہ ایک ات ایسے  
 ابرو باران نے گھیرا کہ آسمان نے بھی اسکی بارش سے تعجب کیا اور حیران ہوا جب اُس بارش کی چھری  
 استخوان تک پہونچی اور ہکو تاب نہ رہی تو حلقہ اُس کے در کا بجایا اور کہا مگر کوا پھر سکیڑن الملاح کیے تو  
 وہ دروازہ تک آیا اور پہونچا اوجان پدر آخر بتا تو کیا معاملہ ہو خواجہ نے کہا میں نے اپنے سب حق  
 معاف کیے اور جو کچھ گمان کیے ہوئے تھا سب ترک کیے یہ پانچ روز مجھ پر ایسے گزرے گویا پانچ برس  
 کہ میری جان سکین اس سرا و سوز میں ہر بار خویش و تباد کی طرف سے اگر ایک جفا ہوتی ہو تو وہ پاک  
 جفا تین لاکھ سے بھی زیادہ گراں ہوتی ہو اس واسطے کہ دل اُس کے جو رو جفا پر نہیں لگایا بلکہ جان ہو کر اُن  
 مہر و وفا کی ہو آدمی پر جو کچھ بلا و شدت سے واقع ہوتی ہو اسکو خوب یقین سے جان لے کہ خلاف عادت سے

ہوتی ہو چکی کہ اس شخص پر خیر تو وہ کہہ کر فریاد کرنا کہ میں ہر بال فریاد کرتا ہوں میرا خون بھی بہا  
تو میں نے تجھ کو حلال کیا مگر اس جینے کی رات میں تو ہو کو کوئی گوشہ کو نہ بنا دے کہ خدا تجھ کو قیامت میں توش  
اور اجرو بچا قولہ گفت یک گوشہ رست آن باغبان بہت اینجا گرگ را او پاسان + در کیش تیر و کان  
از بہر گرگ بہ تازہ چون آید آن گرگ سرگ + اگر تو آن خدمت کنی جا آن قت + ورنہ جانی دیکرے  
فرمانی خست + گفت صد خدمت کنم تو جانی وہ + وہاں کان و تیر در کفر بنہ + من ششم حاربی زر کمر  
گر بر آرد گرگ سرش زخم بہر حق گذارم ہشابد و دل + آب باران بر سر و وزیر گل + گوشہ خالی  
شد و او با عیال بہ رفت اینجا جانی تنگ و بیحال + چون تلخ بر ہدگر گشتہ سوار + از نیش بیل اندر کچ خا  
شب ہر شب جملہ گویان کاہ خدا + این سزای ما سزای ما سزای آنکہ شد با رخشان + یا کسے کرد  
از برای ناکسان + این سزای آنکہ اندر طمع خام + ترک گوید خدمت خاص کرام + خاک پاکان لسی و دیو  
شان + بہتر از عام و زر و گلزار شان + بندہ یک درہ شندل شوی + بہ کہ بفرق سرشاہان روی + از بلو کہ خاک  
جز ناک و دل + تو خواہی یافت ای پیکر بل + شہزاد خود بہر زمان نسبت روح + و شانی کیت کچ بہ فتوح  
این سزای آنکہ بی تہی عقل + بانگ غولی کہ بیش بگزید نقل + یعنی روتشائی نے کہا کہ ایک گوشہ ہو کہ اس میں  
ایک باغبان رہتا ہوا در وہ ایک گرگ کا جو میان آتا ہوا پاسان ہو تیر و کان اسکے ہاتھ میں رہتا ہو کہ اگر وہ  
گرگ سرگ آئے تو اسکو مارے پس اگر تویہ خدمت کرے تو وہ جگہ تیرے واسطے ہو نہیں تو اور کوئی جگہ  
کس میں ڈھونڈھے خواجہ نے کہا ایک یہ خدمت کیا میں سو خدمتیں کروں گا تو مجھے جگہ تو دے اور تیر  
و کان پرے والہ کہ میں رات بھر نہ سوؤں گا تیرے زر کی رکھوالی کروں گا اور جو گرگ معلوم ہو گا اسکو تیرے  
ماروں گا خدا کے واسطے ای منافق و دودل اس رات تو مجھے ایسے حال میں مت چھوڑ کہ سر کر پانی ہو اور  
نیچے کیچر فرض وہ گوشہ خالی ہوا اور خواجہ عیال سمیت اس تنگ جگہ پھیل میں گیا اب یہ حال جیسے تیری  
خار میں تلے اوپر چسبی ہوتی ہیں ایسے ہی یہ بھی اس گوشہ تنگ میں ایک دوسرے پر اسٹلے کے خوف سے  
سوار تھے رات بھر سب کے سب یہی کہتے رہے کہ کا خدا ہا رہی یہی سزا ہوا و تکرار بلحاظ مبالغہ بایہ  
سزا ہا رہی ہا سے لائق ہو لائق ہو یہ سزا انھیں ہم جیسے لوگوں کی ہو جو یارنا چیزوں کے ہن یا اہیت  
نا اہلون سے کرتے ہن یہ سزا انھیں کی ہو جو طمع خام میں ٹپکے خدمت خاص بزرگوں کی ترک کریں  
یہاں سے بھولات مولانا ج کے ہن کہ اگر تو پاکون کی خاک دیدار چاٹے تو عام کے زر و گلزار سے بہتر  
اگر تو برہ ایک مرد روشا کا ہوئے تو اس سے بہت بہتر ہو کہ بادشاہوں کے سر پر قدم رکھے  
یہ بادشاہ جو خاک کے بہرہ + یہاں سے تصدیق ہو ایچ کے سواے بانگ + تقارہ و دہل کے جو اندر خالی

اور ظاہر شور بڑا اور کچھ حاصل نہیں کر چکا تشر دالے تو خور و ج کے ماہرن ہو رہے ہیں اور لڑائی لڑائی میں  
 ڈوبے ہوئے پھر روستائی احمق کبجے بے فتوح کیا چیز ہو یہ سزا کی ہو جو بے تدبیر عقل کے ہانگ غول کی  
 سنتے ہی اسکی طرف چلے دیے قولہ چون پشیا فی زدل شد تا شنان + زمین پس سودی ماہر و اعتراف + چون  
 پشیا ن گشت از دل تا چہ کرد + بعد از ان سودی نمار و آہ سرو + آن کمان و تیر اندر دست او + گرگ را  
 جویان ہر شب سو سو + گرگ خود بروی مسلط چون شر + گرگ جویان و گرگ را چہ + ہر شب ہر ایک چہ  
 گرگے شدہ + اندران ویرانہ شان رحمنی دودہ + فرصت آن پشہ را ندن ہم نبود + از نیب حملہ گرگ غنود  
 آتا بید گرگ آپسی زندہ روستائی ریش خواجہ بر کند + اینچنین دمان گزان تا نیمہ شب + جان شان اذیت  
 می آمد لب + ناگمان تشال گرگ ہشتہ + سر آور و از فراز پشہ + تیرا بگذاشت آن خواجہ دوست + نہ  
 بر آن جویان کہ تا انا و سبت + اندر انا و سبت + روستائی ہامی کہ در کہ فست و سبت +  
 نا جو اندر کہ خمر کہ ہست + گفت فی این گرگ چون آہست + اندر و اشکال گرگے ظاہر ہست + شکل او  
 انگرگی خود و ہست + گفت فی باو یک جہت از فرج وی + می شناسم چنان کابی ز می + کشتہ و کردہم را درین  
 کہ سادت بسط ہرگز انقباض لہجہ شہ + یکسیرہ اندرون دل یعنی جب آواز غول پر چلا گیا آخر پشیا  
 ہو گا + پشیا فی بھی اسی جہر دہ درون دل یک پہونچی اسوقت میں اقوار نا سمجھی کا کرنا کچھ فائدہ نہیں  
 یا جب اپنے دل سے پشیا ہو اکہ ہاے تو نے کیا کیا اور آہن کہین تو وہ آہن کیا فائدہ دیگی چہر جوع  
 ہو جانب خواجہ کے یعنی خواجہ تو کمان و تیر ہاتھ میں لیے تمام رات گرگ کی تلاش میں سو سو بچہ ترقا  
 خود ہر گرگ مثل پکار یوں کے مسلط تھے اسکو اس گرگ کی تلاش میں اپنے گرگ سے کچھ خبر نہ تھی اور وہ یہ  
 ہر شب اور ہر ایک مثل گرگ کے اس ویرانہ میں زخم لگاتا تھا خواجہ کہ ہیبت حملہ گرگ غنود سے فرصت  
 ہانکنے کی بھی نہ تھی تا ایسا نہ کہ گرگ سے کوئی صدمہ ظہور کرے اور روستا میری وارھی اکیڑ ڈالے غرض  
 کیا و پشہ کے ایسے دندان اپر تیز ہو رہے تھے جکے سب سے آدھی رات تک اٹکا یہ حال ہاکہ  
 جان انکی لٹ سے لب پرا آجاتی تھی جب آدھی رات گزری اسی گرگ چھوٹے ہوئے کی تشال نے کہ وہ گرگ  
 چھوٹا ہوا پشہ اور کیا کہین ایک پشہ کی بلندی سے سرکا لا تشال اسکو مبالغہ کہا ہو کہ ہل گرگ یہی  
 کیا و پشہ تھے جو انکو اُدھیر رہے تھے اور وہ تشال ایک شبیا اسکی تھی نہ ہل دوسرے یہ کہ تحقیقہ  
 وہ تشال گرگ تھی بھی نہیں جس خواجہ نے اُس تشال کو دیکھ کر تیر کمان سے چھوڑا کہ وہ جویان تیر  
 لگتے ہی پست ہو کر ناک پر گر پڑا اور اُسی گرنے کے مال میں اُس سے ہوا اسکی یعنی گوز روستائی  
 نے اُسکا گوز شکے ہاے کی اور اپنے ہاتھ کوٹنے لگا کہا اے نا جوا غریب تو میرا خر کہہ تھا تو نے



جسکے تہہ مارا کہہ نہیں یہ کرگ آہرمن تھا اس میں سویرین کرگی کی ظاہرین اور چکی وہ شکل ہی کرگی سے  
 خبر دے رہی ہو کہ نہیں وہ ہوا جو انکی فرج سے نکلی ہو میں انکو خوب پہچانتا ہوں جیسے پانی اور شراب  
 اپنی اپنی بو سے پہچانے جاتے ہیں تو نے میرے کرہ غر کو باغ میں مار ڈالا خدا جھکو کھیتی لگی سے کشا دین  
 نہ ڈالے اختلاف شہن بحر العلوم میں اعتراف کو اعتراف لکھا اور غر و غر سے یعنی رو سے اذنیب  
 آفتن اور کفیت میں یعنی آب اذکف نورون کے ہونہ رو سے تافتن کے نہ غر و غر لغت میں ملا اور تافتن  
 شریف میں بھی اعتراف آب اذکف نورون کے معنی ہیں آیا ہو جیسا کہ فرمایا الاسن اعتراف غرقہ بیدہ کہ  
 یہ بھی دلیل اذکف آب نورون کی ہونہ رو تافتن کی خواہ گفیت نیکو تر تخص کن شبست ہر شخصہ و شب  
 زمانہ محجب ست و شب غلط بناید و بدل بنے + ویر شب صائب ہمار و ہر کسے + ہم شب ہم ابر و ہم بار  
 ثرون + امین سے تاریکی غلط آرد و شگون + گفیت امین برین چور و زور و شست + می شناسم با و خر کہ ہشت  
 در میان بہت باد آن باد را می شناسم چون مسافر از را + خواہ بر جبت و بیاد با شگفت + درستائی  
 گریہ بانٹش گرفت + کاسی بذکر ارشید آرد و + ہنگ وافیون ہر دو با ہم خورد و + درست تاریکی شناسی با و خر  
 چون ندانی مرا اسی غیر سر + آنکہ و اندیم شب گو سال را + چون نداند ہمہ وہ سال را + نوشتن راعارت و  
 واکہ کنی + خاک در چشم مروت میزنی + کہ مرا از خویش ہم آگاہیت + و در گم گنبا می جزا شد نیست + آنچه دی خودم  
 از انم یاد نیست + امین دل از غیر تحیر شادیت + عاقل و مجنون حقم یاد آرد + و چنین بنویشیم معذور و در + آنکہ  
 مردارے خورد یعنی بنید + شرع اورا سوی معذوران کشید + دست بنگی را طلاق و بیع نیست + ہمچو طفل ست +  
 مساف و معقی ست + ہستی کا یزدوی شاہ فرو + صد خم می در سر و نغز آن کرد و پس بر و تکلیف چون باشد را  
 اسب ساقط گشت و شد بیست و پیا + بار بگریز چون آمد + معج + گفیت حق لیس علی الاعوج + حج + بار کہ نہد  
 در جهان خبر کہ را + درس کہ و ہر پارسی ہومہ را + سوی خود اعی شدم از حق + بعید من مسافم از قلیل و از کثیر  
 لاف درویشی زنی و بنیوی + ہامی و ہوی نما شقان ایزوی + کہ زمین را من نماغم از آسمان + امتحانت کرد  
 غیرت امتحان + باد و خر کہ چنین رسوات کرد + ہستی نفی ترا اثبات کرد + اینچنین رسوا کند حق شید را + بنشین گز  
 رسیدہ صید را + صد ہزاران امتحانت اسی پر + ہر کہ گدین شدم سر ہوگ + در + گردانہ عمار + و از دست  
 چنگکان را + جویندیش نشان + معنی خواہے کہارات ہو + و رات میں + ہام ایشاکے ہوتے کچھ ہیں اور  
 نظر کچھ آتے ہیں دیکھنے ملے کی نظر پر پردہ تاریکی کا ہوتا ہو تو غور کر کے دیکھ کہ کرگ ہو یا خر کہ رات اسی چیز  
 کہ اس میں اکثر ایشا غلط اور بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں رات میں نظر و دید ہر کسی کی صاف و دستار قابل  
 + اعتبار نہیں ہوتی آدھی رات ہو جتا رہی کے کمال کا وقت ہو اور پھر ابر غلیظا اور باران شدید تین

تاریکیاں ضرور غلط عجیب پیدا کرنے والی ہیں روستائی نے کہا کیسے تاریکیاں تاریکیوں سے کیا غرض ہیں  
اُس ہوا کو پہچانتا ہوں جو اُس سے نکلی ہو میرے نزدیک یہ ایسا ہو جیسے سوز روشن خوب جانتا ہوں یہ ہوا یہی  
خر کرہ کی ہو اگر بیسیون ہوا ایسی ہوں تو اُن میں بھی میں اُسکی ہوا کو ایسا پہچان لوں گا جیسے سافرائے زور راہ کو  
پہچانتا ہو کہ میرے پاس آتا ہو یہ شے خاکہ خاجل ٹپا اور متعجب ہو کہ روستائی کے پاس آیا اور گریبان پر کے  
کہا کہ آؤ احمق چالاک کیسا کر تو نے پھیلایا ہو جھکو نہ وہ جد ہوا اور کوئی سکر تو نے ایفون و جنگ دونوں کھائی ہیں  
ایسی تین تاریکیوں میں اپنے خر کرہ کی ہوا کو تو جانتا ہو اور اسی شمع بجیا جھکو پہچانتا ہی نہیں جو آدمی کر آدمی  
رات میں گوسالہ کو جان لگا وہ اپنے دہل برس کے ساتھی کو کیسے نہ پہچانے گا تو آکھو عارف اور دیوانہ خدا  
بنائے کیسی مروت کی آنکھ میں خاک جھونک رہا ہو تو تو کہتا ہو کہ میں بخود ہوں مجھ کو اپنی ہی قبر نہیں میرے  
دل میں سوا اللہ کے کسی کی گنجائش ہی نہیں تین نہیں جانتا کل میں نے کیا کھایا تھا نہ جھکو یا مدیر اداں  
سواے تیر کے کسی سے خوش ہی نہیں ہوتا جو ادھر بہرے ہو تو کہتا ہو کہ میں عاقل و مجنون حق کا ہوں اگر  
میری عقل نہ تو اُدھر ہی کو ہوا ہو جو دیوانگی تو اُدھر ہی کو تو مجھ کو ایسے حال میں کہ نہ پتا میں نہیں ہوں نہ خدا  
کہہ اور یاد کر کہ شرع نے اُس شخص کو جو مردار کھاتا ہو یعنی بنید معذورون میں داخل کیا ہوا درست و بگلی کی ہوتا  
دریغ صبح نہیں کھی ہو اور مثل طفل کے معاف و عفو کردہ شدہ فرمایا ہو واسطے کہ لایل میں انکے قول و قرار کا اعتبار  
نہیں پھر وہ سنی جو ہوتا ہو یعنی خدا تعالیٰ سے ہوا اور سیکرٹون خم مرنے اسکے سرو و مغز میں اپنی ملکیت کی ہو  
ایسا نقشہ میں ڈوبا ہوا ہو میسا کہ میرا حال ہو آپر تکلیف شرع کی کیسے روا ہو کی اُسکا گھوڑا تو سقط ہو گیا اور  
بیرت و پارہ گیا جو مرد عقل سے ہو معمول ہو جب بار برداری کی شولنگڑی ہو جاتی ہو تو اُس سے بوجھ اٹھا  
لیتے ہیں پھر نہیں لاوتے جیسا کہ حضرت حق نے فرمایا ہو کہ اے علی لا عرج حج نہیں ہو لنگڑے پر تکلیف دیکھ تو  
خر کرہ کو کون لاوتا ہو جب تک جو ان نہ ہو تو مرد کنیت ابلیس کی ہو یعنی ابلیس کو درس پارسی کا کون پڑھا  
ہو میں اپنی طرف سے اندھا اور نابینا ہوں اور حق کی طرف سے بصیر و بینا جھکو تیل و کثیر یعنی صنیع و کبیر  
سب معاف ہیں القصہ یہ سب باتیں خواجہ نے روستائی کی جو اپنے استغراق کی نسبت اُنے کی تھیں کو کہا  
اور یاد دلا کے کہا کہ تولاں درویشی و بخوشی کی مارتا ہو اور ہاے ہوے ایسی جاتا ہو جیسے عاشقان خدا  
کہتے ہیں کہ میں نہ زمین کو جانتا ہوں نہ آسمان کو اب خدا کی غیرت نے تیرا امتحان کیا اور جھکو خر کرہ  
کے گونے سے سو لیا اور تیری نفی کی ہستی ثابت کی کہ خر کرہ کا گونہ ہر حق تعالیٰ ایسے ہی مکر کو فیضیت کرتا ہو  
اور ایسے ہی صید ریدہ کو پکوتا ہو شعر صدر میں تکرار امتحان کی تاکید کو ہو تاکہ ان کو قسم کے امتحان میں  
یہ پر جو کوئی دعویٰ کرتا ہو کہ میں سرسنگ اُس درکا ہوں اگر عام لوگ اُسکے امتحان کو ہمت نہ کرنا

تو کیا جو لوگ پختہ اس ماہ کے ہیں وہ ایسے نشان ڈھونڈتے ہیں اور سمجھتے ہیں اختلاف شرع بحر العلم  
میں مغزآن کرہ کو مغزان نہ کر دکھایا ہو اور اس شعرہ اکلمہ وارے خورد فیضے غیبیہ میں بہت مسائل شرعیہ کے  
رد و قبح لکھے ہیں اور معنی اشار کے مسلسل بار بار کچھ نہیں لکھے میری دہشت میں تو یہ اقوال خواجہ نے  
ردستانی کے کہے ہوئے اُس کے سامنے لوٹے ہیں جو بگوز شتر اُس جاہل مکار کے ہیں پھر انہیں جواز وغیرہ  
کی کیا بحث بلکہ غیر جواز لایعنی ہی ہو اکی نسبت مناسب ہیں مولانا چرہ کی جمع کیا ہو سج کہا ہو شعر مابدر سے کہہ  
اشارہ ہو مدعی صاحب کمال کے یہی انے کا صاحب کلام اور کزاف غلط عوام

[illegible]

یازید پناہ ہو اور گستاہو جا میں نہ کلید کو پہچانتا ہوں نہ تیر کو تو بدراے سست منکر با عتقا و ہمہ تن جہنم آہو  
 تو او مکر ساز کیسے آپ کو چھپا سکتا ہو آخر چھپا سکا تو آپ کو منظور صلاحی بناتا ہو اور پتہ باران یعنی ابرین  
 آگ لگاتا ہو یہ تو گستاہو کہ میں نہیں پہچانتا ہوں کہ عمر کون ہو اور بولسب کون مگر آدھی رات میں گونہ فرکر  
 خوب پہچانتا ہو ایسی غری تیری تجھ فرسے کون یقین کر گیا اور دانستہ تیرے لیے کون اندھا بہرا بنے گا  
 آخر کار آپ کو رہروان راہ خدا سے مت گئے تو تو حریف رہزنون کا ہو گھا سست کھا شاخ کمر پر جو  
 بیٹھا ہو اس سے اڑ جا اور عقل کی طرف دوڑا سیلے کہ پر طاہری طائر کے اسی ہوا میں اڑنے کے ہیں  
 نہ بالائے آسمان تو نے آپ کو عاشق حق کا بنایا ہو حالانکہ تو عاشق ایک دیو سیاہ کا ہو جو نفس شیطانی  
 ہو قیامت کے دن ہر عاشق و معشوق و دونوں کو فرستے باندھ باندھ کے تیر تیز خدا کے سامنے لیجا بیٹھے  
 تو نے تو آپ کو دیوانہ و بیخود بنا ہی رکھا ہو اور ہمارا خون کھا رہا ہو ہم کیسے کہیں کہ خون رز کا کھانا ہو ان  
 فرشتوں سے بھی ایسے ہی کہ دنیا جاؤ ہو زمین تکو میں پہچانتا میں عاشق بیخود ہوں اور بھول گیا توں کا  
 ہوں جبکا لقب دیدانہ مشہور تھا جھکو تو ہم ہو کہ جھکو قرب حق حاصل ہو کہ واسطے کہ طبق کر طبق سے دو  
 نہیں ہوتا یعنی صانع مصنوع سے جدا نہیں ہوتا قولہ آن نمی بینی کہ قرب اولیا بصدراست دار و  
 کار و کیا آہن از داؤد و موسیٰ میشود موم در دست چو آہن می بود قرب حق و رزق بر جہلست عام  
 قرب دمی عشق دارند این کوام قرب ہر افعاع باشد و پرہیز غور رشید بر کسار و نہ ایک قربے  
 ہست باز رشید را کہ اذان بود خبر مرید را شاخ خشک تر قریب آفتاب آفتاب دہر دو کی دار و حجاب  
 ایک کو ان قرب شاخ طری کہ شمار پختہ اندوی می بری شاخ خشک از قربت آن آفتاب غیر ذوق  
 خشک گشتن گویاب آہن ان سستی مباحش می بخور کہ بھل آید شامی خورد بلکہ دانستان کہ چون  
 بخورند عقل ہما پختہ حسرت می برند اسی گرفتہ بچو کہ پوش پرہیز گران می شیر گیری شیر گیری ہے  
 بخورند از خیال خام بیچ و بچوستان حقائق برسیج یعنی این سو و آن سوست دار ہمای تو این نویست  
 آن سو گذار کہ با شورہ یا بی بعد اذان کہ بد انسوگہ بدین سو سرخشان جہل زنیوئی بد انسوگ  
 مزین چون غاری موت ہرزہ جان کن آن خضر جان کز اجل نہرا سدا و شاید از مخلوق را نشا سدا  
 کام از ذوق تو ہم میکنی و در دمی در نیک ترش میکنی بدیس یک سوزن ہتی گرو ز باد و آہنیں فرہ تن  
 نافعل باد کو ز بسازی زہرت اندر شاہ کی کند چون آب بنیاد و نالہ یعنی چہلا شعر او پر کے دوسرے  
 شعر سے مربوط ہو کہ تو قرب حق کا اپنی نسبت تو تو ہم کرتا ہو مگر یہ نہیں دیکھتا جھکو قرب حق کا ہوتا ہو او  
 جو اولیا ہیں اُن سے سیکرڈن کہ میں بھی تو ظاہر ہوتی ہیں اور وہ صاحب خدمت اور خدا کا جو مراد

بادشاہ سے ہوتے ہیں دیکھ تو اسن واؤد کے ہاتھ سے موم ہوتا تھا ایک تہی کہ تیرے ہاتھ میں موم آہن  
ہوتا ہو قرب حق کا اور رزق سب پر عام ہو مگر وہ جو قرب وحی عشق کا ہر وہ کرام ہی کو حاصل ہوا جو پر قرب کے  
انواع ہیں ایک قرب تو آفتاب کو کسار سے ہو کہ نور اسکا پتھر پر چڑتا ہو اور پتھر ہی رہتا ہو اور ایک رستے ہو  
کہ وہ درہوتا ہو لیکن یہ قرب جو آفتاب کو زمرے سے ہو اس قرب سے کیسی شعور و آگاہی نہیں کہ یہ قرب کس قسم کا  
ہو اس شعور میں تشید بالکسر یعنی آفتاب کے ہو اور بتدلی یعنی شور و آگاہی کے خشک و تر شاخ دونوں قریب  
آفتاب کے ہوتی ہیں اور آفتاب دونوں سے عجب لیکن وہ قرب جو شاخ طری اور تازہ اور نو سے  
ہو وہ خشک سے کمان کہ طری سے تو یکے کے پھل کھاتا ہو اور شاخ خشک اسی آفتاب کی قرب سے  
سوا انرا بیت جلدی خشک ہو جانے کے اور کچھ نہیں پاتی آج بوقوت ایسا ستارہ بن کہ جب ہوش  
میں آجائے تو پشیمان ہوئے بلکہ ان ستون سے ہو کہ دب شراب وجد کی تپتے ہیں تو پختہ پختہ عقلمین  
انکی سستی کی حسرت کرتی ہیں تو کسے تو بلی کی طرح ایک بڑھا چوہا بوج لیا اگر اس شراب سے شیرین  
تو شیر کو شیر گہریم مست و غیر بھی مست و خراب آج مغرور تو نے اپنے خیال خام سے کوئی پھل نہ کھایا  
توستان تھا تو کس طرح کس پورے پرانے تھا اگر تار ہو اسو مکار کیسا مست کی طرح کبھی اس طرف گرتا ہو  
کبھی اس طرف اسے تیرا تو اس طرف گزری نہیں تو تو بالکل اکیلے ہو اگر اس طرف کو کچھ راہ پالینا  
تو پتھر بھی تیرا وہی حال کہ کبھی آدھ سر راتا ہو کبھی آدھ سر تو بالکل آدھ سر کا ہو آدھ کی گہمت مار بھی تو  
تیری موت منہج اکی ہی ہیو وہ جان کیوں نکالے ڈالتا ہو بان وہ شخص جو خضر جان ہو یعنی جسکی جان مثل  
جان خضر کے کہ اجل سے نہیں ڈرتا اسکو لائق ہو کہ کہ میں مخلوق کو نہیں پہچانتا نہ کہ تو جو قبل از مرگ  
و ادویلا چار بار ہو خود فنا ہوا سنین اور مخلوق کو پہچانتا سنین تجھ کو اپنے تو ہم کا ایسا مزہ پٹا ہو کہ اپنے نال کو  
کھو دے ڈالتا ہو بیسے کچی سری ہر وقت پکتی رہتی ہیں یہ ایسا ہو کہ گویا اپنی مشک کو آپ ہو اچھونک چھونک  
پھٹاتا ہو کہ حیوت ایک سوزن لگ گئی ساری ہوا اکل جانے سے خالی رہی بس ایسے فریق غافل کو فدا  
رہنا میں نہ چھوڑے کو زمرے برف کے لوگ جاٹوں میں بنا لیتے ہیں مگر حیوت وہ پانی دیکھتا ہو تو  
وفا نہیں کرتا کھیل جاتا ہو تو بھی کو زمرے برف کے بنا رہا ہو

لڑا گیدڑ کا رنگ کے خم میں اور رنگین ہو جانا اسکا اور دعویٰ کرنا اسکا گیدڑ نہیں کی پٹلی و سون  
نور آن شفا لے رفت اندر خم رنگ اندر ان خم کر دیک ساعت درنگ پس برآمد پویش رنگین شدہ +  
لہ منم شاوہ علی بن شدہ + پشم رنگین و فلق خوش یافتہ + ناقتا بک رنگما برافاقتہ + وید خود اسخ و سب و بورد  
بہر دفعہ شستن + ہر شفا لان عرصہ کرو + جملہ گفتن اسی شفا لک مال چیت + کہ ترا در سر شفا طے ملتومی ست +

ادشا طازما کرانہ کردہ + این تکبیر از کبی آوردہ + یک شغلے پیش اور شدہ گای فلان + شہد کردی تاشدی از خوشدلان + شہد کردی مابینہری جہی + تازلات این خلق را حسرت دہی + پس بچشیدی ندیدی گریہی + پس بشہید آوردہ بی شریہ + صدق و گرمی خود شعار اولیاست + بانیثیری پناہ ہر دغا ست + کالفتات خلق سوی خود کشند + کوشیم و از درون ہر نا خوشند + معنی + بدست سپہ سرخ زنگ ہندی زنگ ایک گدیہ اتفاقا ایک نگ کے خم میں جا پڑا اور ایک ساعت اُسکو اُس خم میں توقف ہوا پھر وہ بھلا تو پوست رنگا ہوا تھا اُس نے کہا آہ میں تو علیین کا طاؤس ہو گیا اس سبب سے کہ چشم رنگین اچھی رونق پائے ہوئے تھی اور وہ زنگ شعاع آفتاب سے چمکے ہوئے اُس نے جو آپ کو سرخ و سبز اور سرور و دیر پایا تو اور شفا لون پر عمر میں کیا ہے گما کا اور شفا لک یہ کہا حال کہ تیرے سر میں ایک عجیب نشاٹ لپٹی ہوئی ہو اور یہی نشاٹ جسکے + بے تیرے ہمسے کنارہ کیا ہو نہ معلوم یہ تکبر تو کہاں سے لایا ہو ایک شفال اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ اور فلان تو نے مکر کیا جب تو تو خوش لون سے ہوا اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ اکثر ایسے ہیں کہ مکر بنا کے منبر پر جا کو دے تو اپنی لات سے مخلوق کو حسرت دین آپس تو نے بھی دند جوش بہت مچایا اور گرمی عشق کی دیکھی نہیں پس اس شہد کی بدولت بشری حاصل کی صدق و گرمی بیشک شعار اولیا کا ہو اور بشری پناہ ہر دغا کی ہو لیسلیہ کہ مخلوق کے کالفتات کو اپنی طوط کھینچیں کہ ہم خوش اور بہت اچھے ہیں اور درون کو دیکھو تو بہت ہی بُرے ہیں

چکنا کرنا ایک شہنی خورے کا ہر صبح اپنی مچھون کو وجہ کے پوست سے اور حریفوں میں اگر کہنا کہ میں نے ایسا کھانا کھایا ہو ویسا کھایا ہو

قولہ پوست دہ یافت مروستہاں + ہر صباح او چرب کردے سبتان + در میان منہاں رفتے کہ سمن لوت چربے خورہ ام در انجن + دست بر سبت نہادی ورنہ دیدہ رفرنی سوی سبت نگریہ + کاین گاہ صدق گفتار نیست + دین نشان چرب شیرین خوردنت + شکش گفتی جواب بی طنین + کہ اباد اللہ کیما کافرن + لات تو مارا براتش بر نہاد + کان سبال چرب تو بر کندہ باد + گر بنودے لات زشتت آگدا + یک کریچی رحم اور دے بہا + ورنودی عید کم خوردی جفا + ہم بے دمانی یکیشا + راست گزشتی و کچ کم باختی + یک طبعیہ داروی ماساتے + گفت حق کچ مجنباں گویش و دم + نفعن الصاوقین صد قہم + گفت اندکچ مہلای محکم + انجوداری وانا وفا ستقم + ورنہ گوئی عجب خود باری بخش + از نایش و زوغل خوراکش + بر سبال چرب خود تکیہ کن + زانکہ گر بہر ورنہ بی سخن + گر تو نقدی باقی بکشا دبان + بہت درہ سنگہای استحاں + سنگہای استحاں رانیز پیش + اتحا نہا ہست در احوال خویش + گفت یزدان از ولادت تا مہین + یغنون فی کل عام مرتین + استحاں بر تہانتاں + پسر بہین بہتر استحاں خود خور + زانہا ت قضا میں رہاں +

ہاں در سوا کی تیریں خواجہ تامل یعنی جھٹھان باغی و مبل و سبک در نظر مردم توید بزم فون و پاسے قبول خبر خوش  
 حسین بافتح ہلاک و مرگ اس حکایت کا ربط اوپر کی حکایت سے یہ ہو کہ میسے وہ گیدہ زرنگ کے خم میں گر کے  
 زلکین ہو گیا تھا ایسے ہی ایک شخص نے کہ خوار و سبک تھا پوست و شبہ کا پالیا تھا کہ ہر صبح اس سے اپنی موچیں  
 چکنی کر کے دو آئندہ دن میں جاتا اور کہتا کہ بڑے چرب و تر کھانے کھا آیا ہوں لوگوں میں یوں کہتا اور  
 موچیں پر ہاتھ رکھتا اس اشارہ سے کہ دیکھو موچیں میری کیسی چکنی ہو رہی ہیں جی گوا میرے صدق  
 گفتاری کی ہیں اور نشان چرب شیرین خوری کے لیکن پٹ اسکا اسکو بے آواز کہتا تھا کہ خدا کا فون کے  
 فریب کا کھوج کھوئے تیرے شیخی نے تو کھجکھو بھون ڈالا خدا کرے یہ چکنی موچیں تیری اکھڑ جائیں اگر یہی  
 رشت ملوثی تو کوئی کریم مجھ پر رحم کرنا اور جو عیب مفلسی کا جتنا تو کوئی آشنا ہی کھجکھو اپنا صمان کر لیتا جو  
 بھائی نہ اٹھاتا اگر بیچ بوقت اور الٹی چال نہ چلتا تو کوئی مذکوئی طبیب پیدا ہی ہو جاتا اور میرا علاج  
 کرتا اب قولات یہ تاریخ کے معلوم ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بھی فرمایا ہو کہ سید حاجل اور شیر سے کان  
 دوم مت ہائے اسوا سے کہ یہ ہم تلخ الصا و قین صدق قیامت وہ دن ہو کہ صدیقون کو اکھا صدق نفع  
 و گناہ قرآن مجید میں نازل ہوا جو محکم خواب پریشان و پکھنے والے اس غار میں جو اندر سے کچھ ہو کہ عبارت  
 و غا و فریب باطنی سے ہر کچھ مت ہوا اور غافل مت ہو جو کچھ اپنے باطن میں رکھتا ہو اسکو ظاہر کر اور حکم حکم  
 قائم کما امرت پر قائم و مشکم ہو جا استقامت پکڑ اس امر پر جو کھجکھو کھا گیا ہو اور جو عیب ظاہر کرنا نہیں چاہتا  
 تو جان مگرتا تو کہ کہ خاموش رہ نمایش ظاہری اور دغا و دغل سے آپ کو کیوں مارے ڈالتا ہوا ان  
 چکنی چربی موچیں پر جو مذہبی ظاہری ہو بھر و سد مت کر اسوا سے کہ وہ پوست و شبہ کا جسے موچیں  
 پکھنا تھا کی لگائی کچھ شک ہی نہیں اسلئے کہ نمایش دنیا کی دنیا ہی تک ہو اور درصبر تیک کوئی نقد تو نے  
 پالیا ہو تب بھی نہ نہ کہ اس راہ میں سنگ امتحان کے بہت ہیں انکی ٹھوکروں سے بچ جاے تو مطمئن ہو جا  
 یہ جو ہنے سنگ امتحان کھا ہو وہ کیا بچے ہوئے ہیں انکا امتحان انکو اپنے مال میں و پریش ہو جیسا کہ نہ چکا  
 نے فرمایا کہ زمان و ولادت سے وقت مرگ تک ہر سال دو دفعہ آزمائش کی جاتی جو چنانچہ آیت کریمہ دوسرے  
 مصرعہ کی مصداق اسکی ہو آراہی سپر چہ امتحان پر امتحان لگے ہوئے ہیں تو خبردار ذرا سے کسی امتحان میں اپنا  
 خرم یا رست بن اور آپ کو اچھا مت سمجھ اور قضا کے امتحانات سے سخت و پیغم مت ہو تا مارگ ڈتا ہی رہ  
 اور سوائی سے خبردار ہو تا چاش غافل مت ہو خیال تو کر جو امتحانیں ٹھیک نہیں لگتا کیلئے کہ پرتے ہیں وہ کی نصیحت ہوتا

سخت ہونا بلغم باعور کا اور امتحان کرنا حضرت عزت کا کہ جس سے سیارہ رو نکلا

قولہ بلغم باعور و شیطان لعین امتحان آفرین گشتہ کہیں ہزار کہ جو مذہب ان کو خدا کا متناہفت اور ہضما



عاقبت رسوائی آمد حال شان ہم شیندہ باشی از احوال شان بکا سنجہ پنهان میکنید پیدایش کن + سوخت مارا  
 ایند اسواش کن + داد بد عوی میل دولت میکنید معده اش نفرین سبت میکنید جملہ اجزای تنش خصم ویند کریم  
 لا فدا ایشان درویند لا فدا داد او کریم میکنید شاخ ز رحمت رازین بر میکنید این شکم خصم سال و شدہ دست  
 پنهان در دعا اندر زودہ + کای خدا رسوا کن این لا فدا لیا م + تاجبند سوی مارحم کرام + استجا بک در دعای  
 آن شکم + سوزش حاجت بزیر و ن علم + گفت حق گرفتاری و اہل صنم + چون مرا خانی اجا جہا کنم درستی پس آ  
 یا خاموش کن + و انگہاں رحمت بہین و نوش کن + تو دعا را سخت گیر و من شغول دعا قبت بر ہادت از دست  
 غول + یعنی شغول شغول شکل ہر شمع اول صغیر و بانگ و فریاد او را خن و متعار سے گوشت نو چنا جانور کا  
 فراتے ہیں ویکو تو لقم بن با عور اور شیطان لعین پچھلے امتحان میں کیسے ذلیل و رسوا ہوے اس سبب سے  
 کہ مکر خدا سے بچت ہو گئے تھے کہ ہمارے امتحان زمانہ گزشتہ میں ہو چکے ہیں اگر سواری احکامال دنیا  
 لانکے احوال تو نے سنے ہی ہونگے اب پھر رجوع فرمایا اس شیخی خورے کے نوکر کی طرف کہ یہ تو منجھون کیسے  
 کر کے شیخی مارتا تھا مگر شکم اسکا شکایت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایذا جو کچھ یہ چھپا رہا ہو تو اسکو ظاہر کر دے اپنے  
 توبہ کو جلا مارا ایذا تو اسکو رسوا کر دے + عوی سے میل دولت کا کرتا ہو کہ میں اپنی دولت سے فستین چرب  
 و شیرین کھاتا ہوں اور معده اسکا اسکی منجھون کو بد دعا و لعنت کرتا ہو سارے اجزا بدن کے اس کے  
 دشمن ہیں اسواسطے کہ غذا ہی سے غذا اعضا پاتے ہیں اور حالت جمع میں سب باجموع پکارتے ہیں یہ تو ہمار  
 کی شیخی مارتا ہو اور وہ سب خزان میں مبتلا ہیں وہ تو شیخی دادا و کردین کی مارتا ہو کہ میں کرم کرتا ہوں لوگوں  
 کو دیتا ہوں اور شاخ رحمت کی جڑ سے اٹھتا ہو اگر مجھ زاری کرے تو کیوں نہ تیری رحمت ہو بس یہ پیٹ  
 اسکی منجھون کا دشمن ہو گیا اور پو شیعہ و دعا کرنے لگا کہ امروند اتوا اس لا فدا لیا م کو رسوا کر کہ جسم  
 بزرگوں کا ہماری طرف جنبش کرے فقط لیا م بنظر مہافتہ ہو کہ وہ لہجہ میں لہجہ ایم تھا لا جرم دعا شکم کی مقبول ہوئی  
 اور شکم کو جو اپنی حاجت کے سبب سے سوزش تھی اسنے اس کے مقابلہ کو جھنڈا اٹھا لا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کا جو یہ  
 بت پرستوں سے توبہ ہو لیکن مجھے جب عا کر گیا میں قبول ہی کر دینگا تو بھی بڑا ہیہ پت پت چچ چچ جی جی اختیار کرنا یا مشن  
 پھر سری رحمت کو دیکھ اور پیٹ بھر کے نوش کہتو دعا کو سوخت ہو سکے پکڑا اورین شغول کو جو خن و متعار سے  
 گوشت نو چنا ہو آفر چھو اس غول کے قبضہ نہتیا سے چڑا ہی نیلے انکا و شمع بھلا ہوں میں بن شغول کی منی شغول لکھا ہو

ایسا نابلی کا پوست ونبہ ور رسوا ہو پہلو ان کا

قولہ چون شکم خود را حضرت در سپردہ گریہ آمد پوست ونبہ ایردہ ان پس گریہ و ویدہا و کر سخت + کو دک از  
 ترس غماش رنگ ریخت ہا مانہ سخن آن مفضل غروب آبروی مرد لانی را ایردہ گفت آن ونبہ کہ

ہر صبح بران پر چرب میکر دے لہان و بستان پر گریہ آمد ناگہانیش در بود پس دویدیم و نگہ آن چہد سودہ  
پہلو ان ولان گرم و ذوقناک چون شنید این قصہ گشت از غم ملاک منفعل شد در میان آنجن من فرود  
و خمش شد از سخن بخندہ آمد حاضران را از شگفتی و رحمتاں با ز جنبیدن گرفت و دعوتش کرد و پیش  
داشتند بہ تخم رحمت در پیش کشندہ او چو ذوق رستی دید او کہ ام بی تکیہ رستی را شدہ نلامم بہ رستی را پیش  
کن مدام بہ تماشوی درہو و عالم کنیا معنی القصہ جب شکم نے آپ کو حضرت عزت کے سپرد کر دیا تو اتفاقاً  
بلی آئی اور اس پوست کو لگی ہر چند بلی کے پیچھے دوڑے وہ بھاگ گئی اسکا ایک لڑکا تھا وہ اسکے غصہ  
کے خوف سے درو ہو گیا اور جس جلسہ میں یہ تھا اس طفل خرد نے وہاں آکے بر ملا کہا اور اس شیخی نور سے  
کی ساری رونق و آب کھو دی گئی وہ نہ جس سے تو ہر صبح اپنے لب و مونچھیں چکنا یا کرتا تھا یکا یک بلی  
آپری اور اسکو لگی ہر چند جمنے دوڑو ہو پ کی کچھ فائدہ نہوا پہلو ان اسوقت شیخی میں گرا کر می کر رہا تھا او  
شیخی کے فرے اڑا رہا تھا جب یہ قصہ سنا مارے غم کے گویا مر گیا اور اس جلسہ میں ایسا پیشان ہوا کہ سر  
جھکا لیا اور پیپ گر گیا اہل جلسہ تعجب سے ٹھٹھا مارے تو منے لیکن انکے رحم بھی اسکی طرف بے دعوت اسکی  
کی اور سر کھتہ تھے اور تخم رحمت کا اسکی زمین میں پوتے تھے اب اسنے بھی جو فرہ رستی کا پایا جسکی بدولت  
انواع انعام کی منتیں ملنے لگیں تو رستی کا غلام ہو گیا کہ اسکی برابر کوئی چیز دنیا میں نہیں شعرا بعد بقول مولانا

ہو کہ تو بھی رستی پیشہ بن تا دون جہان میں نیکنام ہوئے

دعویٰ طائوسی کرنا اس شغالی کا جو رنگہر کے خم میں گرا تھا

قولہ آن شغال رنگ رنگ اند نہفت بہر بنا گوش ملا متگر گفت بہر آخر در سن دور رنگ سن یک  
سنم چون سن مدار و خوشن چون گلستان گشتہ ام سدر رنگ خوش مر اسجدہ کن از سن سرکش  
کہ و نو کہ آب و تاب رنگ میں فخر دنیا خوان مراور کن دین منظر لطف خدائی گشتہ ام بوج شرح کبریا  
گشتہ ام اسی شغالان ہین بخوانیدم شغال دکی شتالے را بود چندین جمال و آن شغالان آمدند آنجا کج  
ہچو پروانہ بگرد اگر شمع پس چہ طوائت بگوا ی جوہری گفت آن طاؤس بزچون مشہری پس گفتند کہ  
طاؤسان جہان جلوہ دار اند اندر گلستان تو چنان جلوہ کنی گفتا کنی مایہار فتنہ چون گویم  
بانگ طاؤسان کنی گفتا کہ لا پس نہ طاؤس خواہ بود العلاء خلعت طائی آید ز آسمان دکی رسد از  
رنگ و عویا بران اور تو دعویٰ میکنی مایہ کو مجبور نہ پس اگر دن پہنی جو العلاء کینت بنق کہ قتا  
میں ضرب المثل تھا اب پھر شغال کی طرف جکا ذکر او پر لکھ کے چھوٹا ہر جمع کی اور ہتینا فایا کہ اس شغال  
نے جو رنگ رنگ ہو گیا تھا پوشیدہ اس ملا متگر کے کان پہنے کہا تھا کہ یہ تکر تو کان سے لایا ہے

کہا کہ ذرا تو مجھ کو اور میرے رنگ کو دیکھ جہاں میں جتنے بت پرست ہیں کیسے پاس مجھ سے کیا کوئی بت رنگین اور کچھ  
 نہ ہوگا کیسے میرے رنگ خوش ہیں جسے گلستان ہو گیا ہوں اور سیکڑوں رنگ رکھتا ہوں تو مجھ کو سجدہ کر  
 اور سرکش مت ہو میرا کرو فرما میرے رنگ کی آب و تاب دیکھ اور مجھ کو فخر دنیا کا اور رکن دین کا کہ  
 اور کیسا منظر لطف خدا کا ہو گیا ہوں میں نے ساری فدائی کا مجھے لطف ظاہر ہو اور شرح کبریائی کی جو سجدہ و بیان  
 ہو اسکی لوح میں ہوں لوح وہ جو دیب چہ کتاب پر ہوتی ہو مطلقاً و نقوش اسو شفا و خبر دار مجھ کو شفا  
 مت کہو بھلا شفا میں اتنے جمال کب ہوتے ہیں وہ سب شفا و رہاں ایسے جمع ہو گئے جیسے شمع کے آس  
 پاس پروانے ہوتے ہیں اور سب نے کہا کہ او جو ہری اب تجھ کو ہم شفا نہ کہیں تو کیا کہا کریں کہ  
 طاؤس نرچون شتری چہر آس سے کہا کہ طاؤس جہاں کے تو با عون میں جلوے دکھاتے ہیں اور چہ  
 تھرکتے ہیں تو ایسا جلوہ کر سکتا ہو کہا نہیں بھلا جسے ابھی باوہ تو طو کیا ہی نہیں منا مانا کیسے کہوں نے  
 امانہ منا کا اور چہر کہا کہ تو طاؤسون کی بولی بولی سکتا ہو کہا نہیں تو سب نے کہا کہ او ہنوتو طاؤس  
 نہیں ہو دیکھ تو طاؤس کو صنعت آسمان سے آتا ہوں صنعت آسمانی کو یہ دعویٰ رنگ کے کب پہنچ  
 سکے ہیں اگر دعویٰ کرتا ہو تو معنی دکھا میں نے صفات طاؤس کے ورنہ گھاس مت کھا گردن ہارے سامنے لا  
 کہ تو گردن زدنی ہو الخلاف شرح بحر العلوم میں طاؤس ان جہاں کو بان لکھا ہوا اور شعر اخیر کو لکھا ہو کہ بعض  
 نسخ میں یہ شعر نہیں ہے البتہ قافیہ میں تو اس کے فتوہ ہو

دعویٰ الہیہیت کرنا فرعون کا اور شبیبہ کرنا اسکا اس شفا سے دعویٰ طاؤسی کیا تھا  
 قولہ ہم فرعون صاع کردہ ریش و برتاؤ سی پریدہ از خورشید و او ہم از نسل شفا لادہ زادہ در خمالی و جا  
 افتادہ ہر کہ دید آن جاہ و مالش سجدہ کردہ سجدہ افسوسیان او و جزو بدگشتہ مشک آن گدای ذنہ و خلق  
 از سجدہ و آذختر ہای خلق و مال مار آمد کہ درویشی ہر ہاست و دان قبول و سجدہ خلق از وہاست ہاے  
 اسی فرعون ناموسی مکن + تو شفا لی ہیچ طاؤسی مکن + سووی طاؤسان اگر پیا شوی + عاجزی از جلوہ  
 و رسوا شوی + موسی و ہارون چہ طاؤسان بلند و پر جلوہ بر سر و رویت زندہ و زشتیت پیدا شد و رسوا  
 سنگون اقتادی از بالائیت + چون حک دیدی سیہ گشتی چہ قلب و نقش شیر رفت پیدا گشت کلب +  
 اسی سگ گر لکین زشت از حرص و جوش + پستین شیرا بر جو و پیش + غرہ شیرت بخوار ہمتان و نقش شیر  
 انگہ اخلاق سگان + اسی شفا لی جمال بے ہنر + ہیچ بر جو و وطن طاؤسی ہر + زانکہ طاؤسان کسندت امتحان  
 خوار و بی رونق بانی در جہاں + گفت یزدان مرغی را و رشاق + یک نشانی سہلتر اہل نفاق + گر منافق  
 زنت باشد مغر و ہول + و اثناسی مرد را در جن و قول + چون خالین گزہ ہار میخیز + امتحانی میکنی اسی شتری

میرزا جوستہ بران کو زہر آتشا سی اڑتین شکستہ راہ باہک شکستہ دگر گون می جو در باہک چاوشست پیش  
 سیرود باہک می آید کہ تعریفش کند و چو مصدر فعل تعریفش کند چون حدیث امتحانی رو نموده یا دم آمد قصہ  
 ہاروت زود آمدنی فرماتے ہیں صیہ وہ شغال طاؤس ہا تھا ایسے ہی فرعون کہ دیش مصع کیا کرتا تھا  
 اور بال بال میں موتی پر دے رہا تھا اپنے گدھے میں کے باعث حضرت عیسیٰ سے بھی زیادہ اڑا وہ تو ہم  
 خدایتالی فلک چارم تک گئے اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ بھی ایک گلازیہ کی نسل سے پیدا ہوا تھا اور مال  
 وجاہ کے خمین گر کے رنگین ہو گیا تھا کہ جسے وہ مال وجاہ اسکا دیکھا سجدہ کیا اور بقیقت وہ سجدہ  
 کرنے والے سبب موسیٰ تھے یہ اُنکے سجدہ کی خریداری کرتا تھا یعنی نہایت خوش ہوتا اور فخر کرتا تھا  
 کیسا یہ گدا پچھی گڈری والا مست تھا کہ مخلوق کے سجدہ کرنے سے جو بڑے ناز و تجتر سے کرتے تھے نہیں  
 جانتا تھا کہ مال مار جو اور دشمن زہر بھرے ہیں اور یہ قبول و سجدہ مخلوق کا اڑا ہوا فرماتے ہیں خبر دا  
 اور فرعون ناموسی مست کو یعنی بہت سا مخلوق سے متوقع عزت کا مست ہو تو شغال بھی طائوس تب بن  
 اگر طائوس میں پڑ گیا اور جلوہ سے عاجز ہوا تو رسوا ہو گا تو طائوس نہیں ہو موسیٰ اور ہارون طائوس  
 تھے جنھوں نے ایک پر جلوہ کا تیرے سرور و پر سار کے چراغ گل کر دیا اور تیری رشتی و رسوائی ظاہر ہوئی  
 اور کیا اُن بلبہ یوں سے اپنی سرنگون نیچے گرا اور جب تو نے کسوٹی دیکھی تو تلب کیط سید رو ہو گیا  
 وہ نقش شیر کی جاتے رہے کہ کا کہ رہ گیا آؤ سگ گر گین خاشی زشت حرص و جوش سے پوسنیں شہ کا  
 مست اڑو تو جو غو شیر کا کر گیا تو یہ امتحان بھی پاس ہے گا پھر کیا ہو گا کہ نقش تو شیر کے سے ہیں اور حالت  
 کتون کی سی آتش شغال بحال بے ہر ذرا اپنے اوپر گمان طائوسی کامت کر اس سبب سے جب طائوس  
 نیز امتحان کریں گے تو غور و بیرونق جہان میں رہ جائیگا خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو سنیتوں اور مشق کو  
 باتوں سے ایک بڑا نشان سہل منافقوں کا بتایا ہو کہ منافق بظاہر کیسا ہی فربہ اور خوب فقر و ہولناک  
 ہو تو اسکو اٹکی لمن قول سے پہچان لے یعنی اٹکی باتوں کی آواز سے بونفاق کی اُس سے ظاہر ہوگی  
 جیسا کہ فرمایا لکن منہ عن القول ہر اتیہ پہچان لے تو اُنکو لجا اٹکی باتوں سے خیال تو کرا ہی مشری جب  
 تو کو زہر سفالین مول لیتا ہو تو اسپر ہمتوارتا اور امتحان کرتا ہو جی غرض تو ہوتی ہو کہ اٹکی آواز سے  
 ٹوٹے پھوٹے کو معلوم کرے اسلیے کہ کو زہر شکستہ کی آواز اور طرح کی ہوتی ہو اور وہ آواز اس کو زہر  
 کی ایک چاؤش و نقیب ہی ہو جو آگے آگے نقیب کے شل چلتی ہو اور کو زہر کے حال سے خبر دیتی ہو جیسے  
 نقیب بادشاہ کی آمد سے وہ آواز اس کو زہر کی تعریف کو زہر کی کرتی ہو کہ میری اور کو زہر کی ایک  
 کیفیت ہو جیسے مصدر اور وہ افعال جو اس سے نکالے جاتے ہیں مادہ اور معنی میں متحد ہوتے ہیں

ایسے ہی وہ آواز اور کوزہ شکستہ ایک بین اب فرماتے ہیں جو ذکر امتحان کا سامنے آیا اس سبب سے  
مجھ کو فوراً قصہ ہاروت کا یاد کیا اختلاف شرح میں بخور دکھا ہو میں کہ بخور و عریں سے اور کجی قول  
بعطف لکھا ہو مگر آیت میں سے غلط ہو اور کوزہ ہار بخوری کو کوزہ ہار بخوری اور شامی کو شامی

قصہ ہاروت و ماروت اور دلیری انکی امتحان حق تعالیٰ پر

قولہ پیش ازین زمان گفتہ بودم اندکی خود چہ کہیم از ہزار انش کیے خواہم گفتن دران تحقیقا تا کنون لماندم  
از تحقیقا نگوش دل را ایک نفس این سو ہمارے تا کہیم با تو از اسرار یارہ جلہ یگر زیار ش قلیل گفتہ آید شرح  
یک جزوی زینل نگوش کن ہاروت و ماروت را اسی غلام و چاکران ماروت را نیست بودند از تماشائی  
وز عبا بہای استدراج شاہ و پینچین مستیت ز ہندراج حق تا چہ ستیا و ہر معراج حق روانہ وہ پیش چنین مستی نمود  
خوان انعامش جہاد اندر کشود دست بودند و رہیدہ از کند ہای و ہوی عاشقانہ میزدند و یک کین ہتھان  
در راہ بود و صرصرش چون گاہ کہ را میر بود و امتحان میگردشان زیر و زبرہ کی بود و سرست را دینا خسر  
خندق و میدان پیش او یکیت و چاہ و خندق پیش او خوش سلکیت لہم معنی توفیق دیر و انہ اور بار خیر  
استدراج خرق عادت جو کافر سے ظاہر ہو فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم نے امتحان کے باب میں کچھ تھوڑا  
کہا تھا اور تھوڑا سا کیا کہوں ہزاروں سے ایک چھہ میں نے چاہا تھا کہ انکی تحقیقات میں کچھ بیان کروں  
لیکن توفیق نہیں پید ا ہو گئیں جنکے سبب سے اب تک میں نے تامل کیا اب تو گوش دل کو دم بھر میری  
طرف لگا تو میں مجھے اسرار یار کے کہوں اور ایک جملہ اور اسی بسیار سے تھوڑا سا کہا جاے ایسا جیسے کہ نل  
کے ایک جزوی کی شرح اور اسی مخاطب قیوہ ہو کہ ہم غلام و چاکر تیری صورت کے ہیں اب تو حال ہاروت  
مارت ہم سے سن کہ یہ وہ تون تماشای خدا تعالیٰ میں مست تھے اور اسکے عجائبات استدراج کے دیکھتے تھے  
پہلے مستی جو استدراج حق سے ہوتی ہو اس مستی سے معراج حق کب چل ہوتی ہو فرماتے ہیں غور کر جب  
ایک دانہ نے اسکے دام کی ایسی مستی دکھائی تو خوان انعام کا اسکے کیسی نعمتیں کھول جانتا ہو جس سے  
تو مست لیکن اسکے کند کی پھانسی ہوئے تھے بلکہ چھوٹے ہوئے البتہ ہاے ہوے عاشقانہ بہت کرتے  
تھے مگر ایک گھات امتحان کی انکی راہ میں تھی اور وہ ایسی گھات جسکی صرصر کوہ کو کاہ کی طرح آڑا دے  
اتھا امتحان لوٹ پوٹ کے کرتے تھے لیکن یہ مست تھے مست کو ان باتوں کی کیا خبر کہ کیا بھید بھرا  
کہ مست کے سامنے خندق و میدان و دونوں کیساں ہیں وہ چاہ و خندق کو ایک ہی مسلک جانتا ہو

مستی بزرگی بزماوہ کے دیکھنے سے اور کو دنا اسکا طرٹ کوہ مقابل کے

قولہ آن بزرگوں بران کوہ بلند بہرہ و د از بہر خودی بگزیند تا مصلحت چینیہ بنیاد گمان بازی دیگر ز ملک آسان

سرکے ویکریا زاد و نظر بادہ بریند بران کوه و کریم چشم اقبال یک گرد و در زمان + بجد سرست زمین کہ تا جان  
 آشنان نزد یک بناید و را کہ دویدن کرد بالوند سراہ آن هزاران گرد و کریم بنایدش ہمارستنی میل جستن آیدش  
 چونکہ بجد رفتہ اند زمان + در میان ہر دو کوه بی امان + اورعیادان بکہ بکریمیتہ + خود پناہش خون اور استی  
 شستہ صیادان میان آن دو کوه + انتظار آن قضای باشکوه مبادشاہ صید این بڑا چین + ورنہ  
 پانہ است و چست و خصم ہین + رستم ارچہ با سر و سلت بود و دام پاکیزش یقین شہوت بود و چمن ارستہ  
 و شہوت ہر مستی و شہوت ہین اندر شتر بانان مستی و شہوت و جہان پیش مستی ملک شد نہان بہت  
 آن مستی این رہنگد و شہوت اتفاقی کہ کند + آب شیرین تا بخوردی آب شور + خوش بود خوش چون  
 درون دیدہ نور + قطرہ از بادہای آسمان + چرکند جان رازمی و رزاقیان مٹا چستہا بود املاک را +  
 و جلالست و روحای پاک را کہ میوی دل دران می بستہ اند و خم بادہ این جہان بگستہ اند و بزرگم آنہا کہ  
 نویدند و در ہر کجھو کھاری نغفہ و رقبورہ نا امید از ہر دو عالم گشتہ اند + خار ہای بی نہایت کشتہ اند یعنی  
 بالوعدہ وہ گر شاہ جو گھرین یانی مستعل جمع ہونے کو کعدو لیتے ہین اس حکایت کے الفاظ اس طرز پر  
 بیان فرمائے ہین کہ جب کوئی حکم آسانی نازل ہوتا چاہتا ہو تو اسکے سامان ویسے ہی ہو جاتے ہین  
 جیسے بڑکھی کوه بلند پر بھاگ جاتا ہو اپنی خورش بی گزند کی خواہش میں تا وہاں صیادون سے سخت  
 ہو کے چرے اور ناگمان دیکھے کہ دوسری بازی آسان کی کیا ہو اس واسطے کہ ایک بازی تو یہ ہوئی کہ  
 پہاڑ پر لایا اور پھر جب دوسرے پہاڑ نظر ڈالتا ہو تو اُس پر بادہ بڑو دیکھتا ہو اسکی آنکھیں مستی کے مارے  
 بند ہو جاتی ہین اور مست ہو کے اس پہاڑ سے اس طرف کو تباہ و اسکو وہ دوری پہاڑون کی ایسی نزدیک  
 معلوم ہوتی ہو جیسے گھر کے بالوعدہ کے گرد پھرنا و ڈرنا حالانکہ وہ دوری ہزارون گز کی ہو مگر اسکو وہ گرد معلوم  
 ہوتی ہو سو اسطے کہ مستی کے مارے رغبت کو دینے کی ہوئی اور جب کو تباہ و فوراً دونوں پہاڑون پہاڑ  
 میں گر پڑتا ہو اب خیال کرنے کی بات ہو کہ یہ تو صیادون سے بھاگ کے پہاڑ میں پناہ جو ہوا اور خود اسکا  
 خون پناہ نے بہایا کہ وہاں صیاد و شیشے ہوتے ہین اس انتظار میں کہ کب تضا باشکوه اسکو گرا دے بس اکثر  
 شکار اس بڑکا ایسے ہی ہوتا ہو ورنہ یہ بھی بڑا چست و چالاک اور خصم ہین جو اب مقولات مولانا رح کے ہین  
 کہ یہ مستی و شہوت ایسی بھی چیز ہو کہ رستم جیسا شخص با سر و سلت ہوئے بڑا صاحب شان و شجاع تو یہی اسکو  
 بھی دام میں پھانسی ہو اور اسکی رستی اسکے ساتھ نہین جیتی تو میری طرح مستی و شہوت سے قطع و جدا ہوا و  
 مستی و شہوت اونٹ میں دیکھ کہ یہ اونٹ کیہ اسطے ہو کہ اسکو مستی بہت ہو لیکن پھر بھی یہ مستی و شہوت جو  
 جہان میں ہو اس مستی کے سامنے جو خدا کی طرف سے ہو محض ناچیز اور خوار و ذلیل ہو اس مستی نے اس جان کی

مستی کو توڑ بیٹھ کرے پانچ کر دیا کہ کچھ شہوت کی طرف التفات ہی نہیں رہتا جیسے جس سیکو آب شیرین پینے کو نہیں ملا ہو تو اسکی آنکھ کا ذرا آب شور ہی ہوتا ہو کیسی بڑا لطیف ہو اور وہ قطرہ جو بہاؤن آسان میں فیض آئی سے اسکی محبت کا آتما ہو وہ جان کو شراب اور ساقیوں سے بھرتا ہو چہرہ دیکھ کیسی کیسی تیان اس قطرہ کی ملکیت معلوم ہوتی ہیں او کیسی کیسی بزرگی و جلالت روح پاک کو حاصل ہوتی ہو اور اسی کی پور آنکے طالب لگتا ہوئے ہیں اور اس جان کی شراب کے خم کے خم توڑتے ہیں حواء آنکے جو اس سے نوید و دور ہیں جیسے کفار جو قبروں میں دبے چھپے ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا ایہا الذین آمنوا لاتوبوا قوما غضب اللہ علیہم قدسوا من الاخرۃ کما فی الکفار من اصحاب القبور یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے مت و بہت پکڑو اس قوم کو جنہیں اللہ کا غضب ہو ورنہ حالیکہ نا امید ہوئے ہیں آخرت سے صیغہ نا امید ہوئے کفار سابق اصحاب قبر سے سینے وہ کفار جو قبروں میں ہیں کہ یہ لوگ ودفن جان سے نا امید ہوئے ہیں اور غار بنے نہایت اپنی راہ میں آنکھوں نے بوئے ہیں اختلاف شرح بحر العلوم میں بڑ کو بڑ لکھا ہے

تمنا کردن باروت ماروت آمدن بر زمین

قولہ پس رستہ بگفتند ای دیغ بر زمین باران بدایمی چو میغ گستریدی دران بیداد با عدل و انصاف و عبادات و وفا این گفتند و قضا میگفت بایت پیش بایت دام ناپید است بہین مرد گستاخ در دشت پلای بہین مرد کورانہ اندر کربلا کہ زمو و استخوان ہا ککان نمی نیابد راہ پاسبی سا ککان و جگر راہ استخوان و و مو و پے بسکیغ قمر لاشی کردشی و گفت حق کہ بدگان یار عون و بر زمین آہستہ میرانند ہوں و پابرہن چون رود و در خارزار و جزو عقل و حکمت پرہیزگار و این قضا میگفت لیکن گوش شان بہتہ بود اندر حجاب جو ش شان و چشمہا و گوشہا را بہتہ اند و بزرگ آہنگ کہ از خود رستہ اند و جز عنایت کہ کشا چشم را و جز محبت کہ نشاند چشم را چہرہ بے توفیق جان کندن بود و زار زنی کم گر چہ صد خرمن بود و جد بی توفیق کس را خود بہاد و در جان و ہند اعلیٰ بالرشاد و جہد فرعون بی توفیق بود و ہر چہ او مید و خشت آن توفیق بود و معنی خون بفتح یاری محلل جائے خود آمدن و جائے کشادہ و مطلق جائے تحقیق پارہ کردن و کشادہ ہون بفتح زمین زراعت پر کلخ و زراعی و یکی و خواری و بیغری و کلمہ تاکید و استکراہ و ماتے ہیں کہ ایسے ہی باروت ماروت نے بھی بقضا سے مستیوں کے کہا ایو فسوس ہم زمین پر مواتے تو ایسا اسکو تازہ و سرسبز کرتے جیسے ابر سے ہو جاتی ہو اور اب کیسی جائے ظلم بیداد ہو رہی ہو ہم اس میں ہلک عدل و انصاف اور عبادات و وفا پھیلا دیتے کہ کوئی کسی سے سرکشی و بیوفائی نہ کر سکتا یہ تو یہ کہتے تھے اور حکم الہی کہتا تھا ذرا ٹھہرے ہو کچھ داری باتوں کے سامنے ہی بہت سے جال لگے ہوئے ہیں کوئی دم میں پھنستے ہو قبر و گستاخ و بے وفائی ہو کے پھل



بلا میں مت جاؤ اور اندھون کی طرح کرنا کی طرف مت دوڑو کہ بلا سے مراد محل سختی و مصیبت و خوف سے کہ آسمان اتنے ہلاک ہوئے ہیں جتنی کثرت مود استخوان سے چلنے والے چل نہیں سکتے اور انکھور اور ہنہین جتنی راہ خود استخوان ہو اور رگ پر مود ہی ہو اس قدر ترغی قہر الہی سے ہر شکر لا شکر اور معدوم ہوئی ہو تھے یہ نہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ جو بندے میرے عہد و مدد کے یار ہیں یعنی جنھوں نے مجھے مدد پائی ہو وہ زمین پر بہت ہی آہستہ اور نہایت سنبھل کے نرمی کے ساتھ قدم کھتے ہیں و بناؤ و غور کما قال عزوجل وعباد الرحمن الذین یحییون علی الارض ہونما و ربہم ے رحمن کے وہ ہیں کہ آہستہ زمین پر چلتے ہیں نہ بھڑکے و غور جسکے پابرجہ نہ ہیں وہ غار زار پر کیسے چل سکتا ہو مگر بان وہ کہ جسکی عقل و فکر پر ہر گاہ ہو وہ سنبھل سنبھل قدم رکھتا ہو جیسا کہ غار زمین سوچ سمجھ کے قدم رکھتے ہیں بس حکم الہی تو اے یہ کہتا تھا لیکن یہ کب سنتے تھے انکے کانوں پر تو اس جوش مستی نے پردہ ڈال دیا تھا اور انپر کیا موقوف قضا و قدر نے سب کچھ پوش بند کر دیے ہیں سوائے انکے جو خودی سے چھوٹے ہوئے ہیں یا چھپر اسکی عنایت ہو اور انکی تکفین اسکی عنایت نے کھول دی ہیں اور چھپر اسکی محبت ہو کہ وہ محبت ہی اسکے شرم و غضب کو دباتی بھجاتی ہے جو شخص کوشش کرتا ہو اور توفیق اسکی رفیق نہیں وہ مفت اپنی جان کنی کرتا ہو ہر گز مفید نہوگی اور اپنی بھی نہیں جیسے دو سو خرمن کے مقابل ایک دانہ چینے اور باجرے کا آب فرماتے ہیں خدا تعالیٰ جہان میں کیوں کوشش بے توفیق کرے اور وہی خوب جانتا ہو رشاد کو کہ کون راہ راست ہے اور کون کج پر غور کرو فرعون نے حضرت موسیٰ کے معاملہ میں کیسی کوششیں کیں جو سب بے توفیق تھیں کچھ نہوا یہ جو سیتا تھا وہ پارہ پارہ ہوتا تھا اختلاف شرح بحر العلوم میں بقول کو بیکل لکھا ہو

خواب دیکھنا فرعون کا آتے ہوئے موسیٰ کو اور تدارک اسکا

قولہ انہم بود و یکش ہزار و فرعون بود ساحر و شیار، مقدم موسیٰ نمودش بخواب، کہ کند فرعون یکش آخر، بامعبر گفت و باہل نجوم، چون بود دفع خیال خوب و شوم، جملہ گفتندش کہ تیری کنیم، راہ زاد و راہ ریزن، بر زمین و تارسیان شب کہ مبد بود آن، راہی این و بدین، آن فرعونیان، کہ ہر جان زند آرزو زانچہ، سوی میدان ہنم و تخت بابوشاہ پس بفرمودند، رشہ افکار، کہ منادیا کہند از ہر کنار، الصلا اسی جبکہ اسرا نیلیان، شاہ میخیزد شمار از ان مکان، تماشارار و نایب بے نقاب، ہر شما احسان کن، بہر ثواب، کان اسیران را بجزوری نبود، دیدن فرعون دستوری نبود، گر قہاندی برہ و پیش او، بہر آن یک، بخفتندی برو، یا سہ آن بد کہ نہ بیند بیج اسیر، و کہ بیکہ تقای آن امیر، باہک چاہد شان چو درہ بشنود، نامہ بیند و بدیواری کند، و رہ بیند ہی آن مجرم شود، و پنچہ ہتر بہر او آن رود، و بودشان حرص تقاضی شد

کہ جس میں ست آدمی فیاسخ و المعنی یا ست آرزو و حکم و قانون سیاست و قاعدہ قرار تھے کہ ہزار پنجویں تو فرعون کے زیر حکم تھے اور بغیر واسطہ و عباد و گراہک کچھ شاہنشین بشار تھے اتفاقاً قضا و قدر نے اسکو خواب میں حضرت موسیٰ کا آواز دکھایا کہ وہ آئیے اسکو اور اس کے ملک کو فرما کر نیکے آئے مبرا و رنجوبین سے کہا کہ اس کا رخ نیک و بکس صورت سے ہو جائے گا کہ ہم تیرے کر نیکے اور ہر فنون کی طرح پیدا ہونے کی راہ دینگے یا نہ کہ اب وہ رات آئی جس میں اُنکے پیدا ہونے کا وقت تھا تو سب فرعونین کی راہ سے اس پر تفرق ہوئی کہ اس نے صبح سے بادشاہ کا تخت میدان میں رکھیں اور بادشاہ اور بزم شاہی و بین جمع ہوں جس حکم دیا کہ شہر میں ہر طرف بر ملا منادی کر دیں کہ اے اسرائیلیو تمکو صلا ہو یعنی آؤ اور انعام و عطا کی کہ بادشاہ اُس مکان میں بلاتا ہو کہ تمکو اپنی صورت بنے نقاب دکھائے اور یہ احسان تیرے واسطے ثواب عید لیکر رکھے اور یہ منادی اسرائیلیوں کو اس واسطے ہوئی کہ یہ پہچانے اس پر تھے حکم تھا کہ بادشاہ کے نزدیک آئیں و وہی رہیں بادشاہ کو نہ دیکھنے پائیں اور جو کہیں راہ میں کوئی سامنے بادشاہ کے آئے تو منہ کے بل او نہ دھا ہو کہ اُس کے آگے گرجائے منہ چھپائے اور پاس سے قاعدہ یہ تھا کہ کوئی اس کو نہ دیکھ سکے نہ وقت نہ بے وقت جب وقت آواز نقیبوں کی سننے اور وہ اگر راہ میں ہو تو منہ دیوار کی طرف کرتے تا بادشاہ کا منہ نہ دیکھے اور اگر دیکھ لے تو مجرم ہو اور ایسا مجرم کہ سزا و پند سے بے نیاز کا ان لوگوں کو اُس کے دیدار منتع و یکھنے کی ہر حق تھی اور انسان کی کیفیت ہی یہ ہو کہ ممنوع چیز کی اسکو بہت حرص ہوتی ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہو الا انسان حرص فیما منع الخلاف شرح بحر العلوم میں مجرم کو حرم اور تھا کو بقا لکھا ہو اگرچہ نقطہ کی غلطی کچھ بات نہیں ہو مگر بعض نقطہ بڑے چکڑے ہیں۔ التا ہو اس واسطے میں نے جتایا

میدان میں بلانا فرعون کا بنی اسرائیل کو واسطے حیلہ منع و لاوت حضرت موسیٰ کے قولہ شہ منادی و حملتہ ارکان ہانک میزد کو کہ بادشاہ کی گمان ہائی ہیران سوی میدانگر روید کہ گزشتہ شہ ویدن وجود است امید چون شنید آن فردہ اسرائیلیان و تشنگان بودند و بس مشتاق آن زمین خبر شنیدہ حیلہ شادمان راہ میدان پر گزشتہ آن زمان و حیلہ را خوردند و آن سوختند و غیبت تن را ہر جلوہ ساختند و تارود آسجا بید روی او تاج خاصیت دہویدار و داند غرض غافل یہ نہ دیکھند و در طبع رفتند بیرون سر مبارک و المعنی قرار تے ہیں کہ معانی حکم کے منادی مملکت میں گیا اور خوش خوش ہانک آدمی کی کہ بتا تھا کہ اس پر میدان لگا ہ کی طرف جلوہ کو دو قارے پاؤں کے دیدار بادشاہ کا اور اس کا جو دو عطا بھی وہ فون کے امیدوار ہو اکثر جب اسرائیلیوں نے یہ مژدہ سنا یہ تو اُنکی دید کے از قبل تشنگ و مشتاق تھے ہی اس خبر سے سب خوش ہو گئے اور نو راہ میدان کی لی سب نے داؤ دکھایا اور اس طرف کو دوڑے اور آپ کو اس جلوے کے

شوق میں آراستہ کیا تا وہ ان جانے اور اسکی صورت دیکھے تو کیا خاصیت اسکے دیدار سے پیدا ہوئی اس  
سرخ کا جو یہ شعرا خیرو اسکی نسبت شرح میں لکھا ہے کہ اکثر کتب میں نہیں ہو سیرے نزدیک تو قابل چھوڑنے کے  
نہیں تھا لہذا میں نے تو لکھ دیا اگرچہ اسرائیلی خوش تھے لیکن اس سے بیخبر کہ غرض اس سے کیا ہو سب کے

سب لایح میں آئے جلدیے

### حکایت در تیشیل

تو کہ پہنچیں کابین جابغول جیلہ دان، گفت میجویم کسی از مصریان، مصریان راجع آرید این طرف، تا در آید باک  
میجویم بکف، ہر کجا بد مصریے جمع آمدند، در بر آن میر کیا یکیشندند ہر کرمی آمد بگفتا نیست این، ہین در خواہ  
در ان گوشہ نشین، تا بدین شیوہ ہم جمع آمدند، مگر دن ایشان بدان جیلہ زدند و شومی آنکہ سومی بانگ نساہ  
داعی او نذر اندر دندی نیاز و دعوت مکارشان اندر کشید، المحذر از کر شیطان اسی رشید بانگ درویشان  
محتاجان نیش تا نگیرد بانگ مخالفت گوشہ گرگدایان طامع اند و زشت خود و دشمن خواران تو صاحب دل بخوا  
در تگ دریا کہ ط سنگماست، و فخر اندر میان سنگماست، پس بچو شدند اسرائیلیان، از یکہ تا جانب میدان دان  
چون حیلست شان بیدان بر او و ردی خود بنمود شان پس تازہ روید کرد و لداری و بخشش باد و ہم عطا ہم عدا  
کہ در آن قباد بعد از ان گفت از برای جان تان، جلد و میدان بنسید شہان، پاشش دادہ کہ قدرت کنیم  
گر تو خواہی یک ملینجا سا کنیم، یعنی جابغول حرامزادہ و شر قباد نام بادشاہ و پدر فوشروان و ہر بادشاہ  
عظیم الشان تھے ایسے ہی جیسے اس حرامزادہ شر جیلہ دان نے اسرائیلیوں کو بلایا کہ مصریوں سے بھی مجھکو  
ایک شخص کی جتنی جو مصر والوں کو بھی ایک طرف جمع کر دو تو جھکو میں ڈھوڑتھا ہوں پالوں جس جہان کہیں  
کوئی مصری بھی تھا سب جمع ہوئے اور اس بادشاہ کے پاس دوڑے ایک ایک اسکے سامنے جاتا تھا  
اور وہ کہتا تھا یہ نہیں ہو جاویر کا دروازہ دیکھ وہاں گوشہ میں بیٹھ گیا تنگ کہ اسی طور سے سب جمع ہوئے  
اور اس جیلہ سے گردین انکی مارین اور یہ خواست انہر اس بات کی پڑی کہ جب بانگ نماز ہوتی تھی اور داعی  
خدا کا انکو بلاتا تھا کہ نماز کیا واسطے آؤ تو یہ نہیں جاتے تھے اور اس مکار کی دعوت پر کیسے دوڑے گئے  
بس فرماتے ہیں کہ اور رشید کہ شیطان سے خدا بچائے تو بانگ محتاجان اور درویشوں کی سن تو کسی جیلہ کی  
آواز تیری گوش گیری نہ کرے اور اگر تیری سمجھ میں درویش طامع اور زشت خوہن تو شک خواروں اور دنیا داروں  
میں کسی صاحب دل کو ڈھوڑو اس واسطے کہ ہوتی تنگ دیا میں ہین پتھر ہین یعنی چھپے ہوئے کہ نہ کوئی انکو  
جاتا ہر انکی قدما و بہت ناموس و تنگ مانے ایسے ہیں کہ سراسر مخفی و خرمین تو دنیا دار دیکھے غالی مت سمجھ  
بھرجو اسرائیلیوں کی طرف کیا کہ اسرائیلیوں میں ایک نمونہ تھا صبح سے میدان کی طرف دوڑے چلے

جاتے تھے جب اس جیل سے انکو میدان میں لیکیا بس انکو اپنی صورت بڑی تازہ روئی سے دکھائی اور خوب دلہاری کی اور بخششیں دین اور عطائیں اور وعدے اس بادشاہ نے کیے بعد اُس کے کہا کہ تم وہاں گنہداشت اپنی جان کے سب کے سب اس رات اس میدان میں سوؤ ورنہ تمکو مار ڈالو گناہ سب سے جواب دیا کہ ہم اطاعت مکر کی کریں گے اگر تو چاہیگا تو ایک مہینا یہیں رہیں گے

لوٹ جانا فرعون کا میدان سے شادمان اس بات سے کہ شب حمل میں نے بنی اسرائیل اور انکی عورتوں میں تفرقہ ڈال دیا

قولہ شہ شہانگہ باز آمد شادمان بہ کامشان حمل ست و دور انداز زمان بخاوش عمران ہم اندر خد متش ہم بشہر آمد قرین متش بہ گفت ای عمران برین و چست تو بہ بین مرو سوی زن و صحبت مجو بہ گفت نسیم بہرین درگاہ تو بہیج مندریشم بجزو بخواہ تو بہ و عمران ہم نام اسرائیلیان و ایک مرفعون رادل بود و جان مانی گمان بروی کہ وی عیبان کنند بلکہ خوف جان فرعون آن کند یامن از عمران مبدو افعال و ایک آن خود بد جزای حال ابو المعنی چہ جب رات ہوئی تو فرعون خوش و خرم شہستان کو لوٹ آیا کہ کچھ کی رات آقرار حمل کی تھی سو میں نے مردوں سے عورتوں کو دور ڈال دیا اور عمران حضرت موسیٰ کے باپ اُس کے نوکر تھے یہ بھی اُسکی خدمت میں ساتھ ہی ساتھ چلے آئے اُسے کہا خبر داری عمران تو بھی یہ سن دروازے پر سوہرگز گھر کو مت جا نہ عورت کی صحبت کا خواہان ہو کہا اچھا میں بھی یہیں تیرے دروازہ پر سوؤں گا اور جو بات تیری دیکھا ہو اُسکے سو اچھے خیال نکروں گا اگرچہ عمران بھی اسرائیلیوں سے تھے لیکن فرعون کو ایسے عزیز تھے کہ گویا اُسکے دل وہاں تھے اپنا اُسکو گمان اس بات کا ہرگز نہ تھا کہ وہ نافرمانی کریں گے بلکہ وہ خود وہاں فرعون کا کریں گے یہ یقین اُسکو تھا پس عمران اور اُنکے افعال سے بالکل نچت تھا حالانکہ یہی جزا اُسکے حال کی تھی تقدیر اُسی میں تھی

جمع ہونا عمران کا مادر موسیٰ سے اور حاملہ ہونا اُنکا

قولہ خود کجا در خاطر فرعون بود و اینچنین تقدیر چون عا دو نشود بہ شہ برفت و او بران درگاہ خفت بہیم آمد پیش خفتہ جفت و زن بروا قدا دو بید آن لبش بہر جہانیدش ز خواہا بدر سرش بہ گشت بیدار او وزن را دید خوش و بوسہ باران کرد و لب لبش بہ گفت عمران این زمان چون آمدی بہ گفت از شوق قضای اینودی بہ در کشیدش در کنار از مہر و بہرینا مد با خود اندم در برد و جفت شد با او امانت رک بہرہ پس بہ گفت ای زن نہ این کاریت خود بہرینی پرنگ روز از آتشہ بہ آتشہ از شاہ و ملکش کین کشے بہ من چو اہرم تو ز من موسیٰ نبات بہ حق شہ شہ ملایم مات بہ مات برد از شاہ میدان اسی عوس و این مد

اور ماکن برافسوس۔ انچہ این فرعون می ترسید از بہت شد ایندم کہ گشتم جفت تو بہ المعنی فرماستہ ہیں کہ فرعون کی خاطر میں یہ بات کہان تھی کہ میری تقدیر ایسی ہو جیسی عاد و ثمود کی کہ عذاب الہی سے آخر ہلاک و تباہ ہوئے القصد بادشاہ تو عمران سے کھکے چلا گیا اور یہ باہر درگاہ کے سوئے آدھی رات کہ ان خفتہ کے پاس انکی بی بی آئین اور اپگر کے بوسے لبون کے لینے لگیں اور سوتے سے چوٹ کھایا عمران بیدار ہوئے اور عورت کو خوش دیکھا انکے لب پر اپنے لبون سے بوسون کا میٹھ برسا دیا کسا اسوقت تم کیون آئی ہو کما شوق اور حکم ایندی سے بس عمران نے انکو محبت سے بڑھائیں دین دیا اسوقت لڑائی میں یہ اپنے ساتھ جیت لے سکے بے اختیار ہو گئے غرض جفت ہو کے وہ امانت فوطیہ حضرت موسیٰ کی تولید کا تھا انکے سپرد کر دیا اور کہا کہ اسوزن یہ معاملہ بہت بڑا ہو خرد و حقیر نہیں ہوتا سمجھ لو کہ آہن پتھر لگا اور پتھر سے لگ گئی اور وہ آگ کہ بادشاہ اور اسکے ملک والوں سے کہیں کشتی کرے میں تو مثل ابر کے ہوں تو زمین اور موسیٰ نبات اور حق تعالیٰ ایسا جیسا شاہ شطرنج میں ہم سب اُسکے باجی مات ہیں یعنی عاجز و بے بس ہیں عروس اس جبر و مات کو تو اسی سے جانے رہ اور اس بات کو کہ ہمے جان نہ ہوا فوس و اتہرا کر یہ وہی بات ہو جس سے فرعون ڈرتا تھا سو وہ بات اسوقت موجود ہو گئی کہ میں تیرا جفت ہو گیا

### وصیت کرنا عمران کا زوچہ بعد جماعت کے

قولہ باز گرد وہیچ ازینہا دم فرن + تانیا ید بر من + تو صد حزن + حاجت پیدا شود آثار این + چون علا رسد ای نازنین + المعنی عمران نے بی بی سے کہا کہ تم لوٹ جاؤ اور خاموش رہنا ان باتوں سے مطلق دم مت مایو تا ایسا منو کہ تم دونوں پر سیکڑوں حزن و ملال نازل ہوں اور یہ وہ معاملہ نہیں ہو کہ چھپا رہے اسکا تو انجام کار ہی خود بخود ظاہر ہو جائے آثار و علامات خود ظاہر ہونگے چھپنے کے نہیں ہیں

### ڈرنا فرعون کا بائگ و غریو و غوغا سے

قولہ در زمان از سوی میدان میر سید از خلق ویشد بر ہوا + شاہ از میبت بدون جبت آن زمان پا برہنہ کہیں چغلغلہا ست بان + از سوی میدان چہ باگ ست و غریو + کہ نہیش می رہ جتی و دیوہ گفت عمران شاہ مارا غم مباوہ قوم اسرائیلیا نذاز تو شاہ + از عطای شاہ شادی میکنند + قصص آید و کفہا میزنند + گفت بائگ کہیں بودا و لیک + وہم و از بیٹہ برابر کرو نیک + این صدا جان مرا تغیر کرد از غم و اندوہ تنغم سپرد کرد زبردنی عمران سکین را کہ مابزگو یا قحلا جفت را پیش می آمد پس میرفت شد جبکہ شب بھو حاصل وقت نہ + نجران میگفت ای عمران مرا سخت زجا بردہ ہست این لغز باہر چون عمران نریخت

ماکہ شد اشارہ موسیٰ پدید پر پیر چون در آید در محرم و نجم اور چرخ گرد و منجم بر فلک پیدا شد این اشارہ اش +  
 کو ہی فرعون و کرد چارہ اش نہ کہ معنی جس اس وقت میدان سے نگرے کہند ہوئے کہ مخلوق سے آتی تھے  
 اور ہو اور چون فلک ہو پہونچتے تھے بادشاہ ان فرعون کی ہیبت سے پاہر ہنہ بھل آیا اور پوچھا کہ  
 خبر دار ہو یہ کیسے شور بہن اور یہ کیسی باگ و غریب ہو جو میدان سے آتی ہو جبکی ہیبت سے جن اور دیو  
 بھاگے جاتے ہن عمران نے دعا کر کے کہا کہ بادشاہ کی عمر مری ہو قوم اسرائیل جو تجھے نہایت خوش  
 ہن وہ تیری عطا کی خوشی کر رہے ہن ناچتے ہن اور تالیاں بجاتے ہن کہا اگر ایسا ہو تو ہو کچھ نعم نہیں  
 لیکن مجھ کو میرے ہم و اندیشہ نے خوب بھر دیا ہو اس صدائے میری جان کو تغیر کر دیا اور غم و اندوہ سے  
 تلخ و پیرنا دیا عمران کہتے تھے اور ان غریب کو ایسی جرأت و طاقت کہاں تا اپنی بی بی سے اپنا غم نہا  
 ظاہر کر سکیں عرض اسطرح رات بھر بادشاہ کا حال رہا کہ باہر آتا تھا اور اندر جاتا تھا چہن نہ تھا صیغے عالمہ کو  
 در و زہ کے وقت کسی پہلو چہن نہیں پڑتا ہر وقت کہتا تھا اے عمران ان فرعون نے مجھ کو نہایت ہی  
 خود سے باہر کر دیا ہو یہ کیسے ہو جو عمران کی عورت عمران کے پاس جا نکھسی کہ ستارہ موسیٰ کا پیدا ہوا  
 کس واسطے کہ جب کوئی پیر رحم میں قرار پڑتا ہو تو معبود ہو کہ ستارہ اسکا فلک پر روشن ہوتا ہو ایضاً  
 ہن کہ ستارہ تو اٹھا ایسی بلند سی پرانے نور و فروغ کے ساتھ روشن ہوا اور دیکھو فرعون کی کوری اور کچے  
 مکروند پیرن کہ کوئی پیش گئی اختلاف شرح بحر العلوم میں اس جگہ مجھ کو بڑا خلط ملط معلوم ہوتا ہو اور پوچھ  
 سرخی لکھی ہو وصیت کرنا عمران کا ان کے مناسب و شعر معلوم ہوتے ہن جو میں نے اس سرخی کے  
 تحت میں قائم کیے اگرچہ یہ بھی اوپر ہی کی حکایت میں داخل ہوتے تو بہتر تھا مگر فرید ہو گیا اور  
 چودہ سرخی لکھی ہو ڈرنا فرعون ان اسکو مصد ر کیا ہو اس شعر سے از سوی میدان ان کہ محض بے ربط اور  
 اکثر ہو اور یہ دو شعر در زمان از خلق انج اور شاہ ازان ہیبت ان قابل تصدیق ہو دوسری سرخی کے چھٹے  
 اسی وصیت کی سرخی میں لکھا ہو میں نے دوسری سرخی کو نہیں دیوں سے مصد کیا ہو فافتم تا فیہ بطا لکھا

سید اہونا ستارہ حضرت موسیٰ کا آسمان چرا و شور بخون کا مہید اٹھیں

قولہ روز شد گفتش کہ اسی عمران بروہ واقف آن غفل آن باگ شوہ راند عمران جانب میں ان گفت  
 این چہ غافل ہو دشا ہنشہ شفت + ہر نیم سر بہنہ جامہ چاک + ہچو اصحاب عزرا پوشیدہ خاک + ہچو اصحاب عزرا  
 آواز شان + بدگرفتہ در خان و ساز شان + دریش و موبر کسند + موبر دیدر کان + خاک پر سر کر وہ پرنون  
 دیدر کان گفت خیرست اینچہ شوبست نعال + بنشان فی مید ہنچو سال + عذر آوردند و گفتند اسی میر + کرد مارا  
 دست تقدیرش اسیر اینکہ کہیم و دولت تیرہ شد + دشمن شہ ہست گشت + پیرہ شد + شستارہ آن میر آمد بیان

گوری ماچرین آسمان ہر دوشادہ آن پیر برساتا تارہ یار گشتیم از بجا بادل خوش شاد و عمران و نفاق +  
 دست بر سہمی بنو کاوی انزلاق + معنی الیصل جب دن ہوا بادشاہ نے عمران سے کہا جا اور دریافت کر  
 کہ وہ شور و غل کس بات کا تھا بس عمران میدان کی طرف گئے اور پوچھا رات کیسا شور و غل تھا جسکو شہنشاہ  
 نے سنا ہو اور ہرچم کو اس حال سے پایا نگے سر جامہ چاک ماتم داران کی طرح آکودہ بناک آواز بھی انکی مانیوں کی  
 مثل چلاتے چلاتے بند ہو گئی تھی اور سب ساز و سامان بھی بند تھے داری کی کمال کھسوٹے ہوئے اور ایسے  
 غم میں جیسے غم کو کسی نے دیکھا ہو ہر پر خاک لے اور فرط غم سے آنکھوں میں نمون بھرا ہوا عمران نے چال  
 دیکھ کے پوچھا خیر ہو کیسی پریشانی اور حال بد ہو چکوا تو کوئی مصیبت کی بات معلوم ہوتی ہو اس واسطے کہ  
 سال مخوس کے نشان بد معلوم ہو جاتے ہیں سب نے عذر کیا اور کہا کہ اس امر ہم سب قضاء الہی کے  
 ہاتھ میں ہیں ہر ہو گئے یہ سب تدبیرین تو کین لیکن کیا کریں نصیب بگڑ گیا دشمن شاہ کا پیدا ہوا اور چہرہ و غلب  
 رات اس لڑکے کا تارہ نمود ہوا اور وہ تارہ کیا ہمارا اندھا پن تھا جو پیشانی آسمان پر چمکا کہ تقدیر الہی  
 سے آنکھیں میچے ہوئے تھے اسکا تو تارہ آسمان پر چمکا اور ہم گپہ سے تارہ بار ہو گئے تارہ مراد اسکو کہ  
 یہ شکر عمران دل میں تو شاد و خوش ہوئے کہ مجھے پیغمبر پیدا ہوگا اور بظاہر نفاق سے سرٹھنے لگے کہ یاے  
 نیستی و ہلاکی الخلاف شرح بحر العلوم میں انزلاق کی جگہ گاہ الفراق لکھا ہو جسکے معنی راست نہیں آتے  
 قول کہ کہ عمران خویش بر شرم و ترش رفت چون دیوانگان بی عقل و ہوش + خوشیت را عجی کر دو براندہ گفتاے  
 بس سخن و جمع خواند خوشیت را ترش و غمگین ساخت او و نرواہی باز گو نہ باخت او و گفت شان شاہ مرا بفرقتید +  
 از خیانت و ز طبع نشکیتید + سوی میدان شاہ را انگشتید + آبروی شاہ مارا رنجیتید + دست بر سینہ زدید اندر زمان +  
 شاہ مارا غارغ آبرم از غمان + عاقبت ز رہا لغت شد کار غام + شد بفرعون و بر خواندش تمام + چون شنید از غصہ  
 رویش شد سیاہ و خواند ایشان را ز ختم آن دین تباہ + گفت ایشان را کہ ہیں ای خاندان + من بر آویزم شمارا  
 بی ایمان + خویش را و مضحکہ انداختم + الہا با دشمنان در با ختم متا کہ مشب جلاہ سر سلیکان + و در ماند از ملاقات  
 زمان ہمال رفت و آبر و کار غام + این بود بازی و افعال کرام + معنی فرماتے ہیں کہ عمران نے مخجون کی  
 باتیں سنے اور ہی چال چلی کہ آپکو بر شرم و ترش بنایا اور بقتل و بیہوشون کی طرح انکی طرف چلے اور آپکو عجی بنایا  
 جس سے نہایت غصہ سمجھا جائے + عجی وہ جو کلام بفضاحت نہ کر سکے اور کمال غصہ میں ایسا ہوتا ہو اور انکی  
 طرف جا کے جمع میں سخت سخت باتیں کہیں اور خوب آپکو ترش و غمگین بنایا اور لٹی چالین چلین اور کہا کہ  
 تم نے ہمارے بادشاہ کو فریفتہ کیا اور خیانت و لای سے شکوہ نہوا تم اسکو برا لکھتے کہ کے میدان میں لائے  
 اور اسکی آبر و بگھاری تم نے سب چھاتی ٹھونکی تھی کہ ہمارا شاہ کو ان غمون سے نجات کر دیگے آخر کار زکا زکا



برباد ہوا اور کام ویسا کا ویسا ہی کچا رہا پس فرعون کے پاس جا کے یہ سب حال بیان کیا سنتے ہی غصہ کے مارے فرعون کاٹھنیا ہو گیا اور ان سب کو بڑے خشم و غضب سے اس تباہ دین نے اپنے پاس بلا کے کہا کہ تم دربار ہو جاؤ اور خانہ زمین تم سب کو لٹکاؤ لٹکاؤ اور مطلقا ان نذر نگاہین نے تمہارے گھنے سے آپ کو مضحکہ میں ڈالا اور تمہارے گھنے سے مال کھو یا اپنی اسرائیل کو جو میرے دشمن ہیں دیا یہاں تک کہ اس ات وہ سب اپنی عورتوں سے بھی الگ ہے جس مال بھی گیا آبرو بھی گئی ایکویا پری وہ بگاری کہتے ہیں اور ایسے فعل اچھے لوگوں کے ہوتے ہیں الحلاف شیخ بحر العلوم میں غرض کی غامضین لکھی ہر فقط ان لکھا ہوا اور بفرغیتہ تشکیفیتہ بصنع مناسب محل کہ موقع خطاب ہی کا ہوا اور برکتیختہ اور رنجیتہ اور زور بصنع غائب جو محل غیبت نہیں ہر لکھے ہیں تاکہ جگہ لاخانان کو غایان لکھا ہو قولہ سالما دارا و خلعت میسریدہ ملکستا را سلم میزیدہ از برای آنکہ در روزے چنین دفعہ گردایدر باشند معین و راسی تا ان یوں روز و فرنگ و نجوم و طبل و خوارا نید و مکارید و شوم و من شمارا بر درم آتش زخم و مینی و گوش و لبان ان بر کرم من شمارا نیزم آتش کرم و عیش و فتنہ بر شمارا خوش کرم و سجدہ گردن و گاہ مذکور کہ یہ سب کت و دایرہ و یوں سالما دفع بلا ہا کر دایم و ہم حیران ماندہ ما با کردہ ایم فوت شدانا و جلسہ شدیدہ و سلسلہ فرجستہ تم غصہ بڑا لیک استغفار این روز و ولادہ مانگنداریم اسی شاہ قباد روز میلادش رخصت بنیم ما تا روز نوروز و نوروز و نوروز قضاہ گردنا بریم این نگہ مارا کیش اسی غلام مای تو اٹکا و ریش تا باندہ مہمی شمر و اور روز و روزہ تا پیر و ہر حکم خصم و روزہ بر قضاہ کو ششچون آورد و سرگون آید سرخورد و خورد و چون مکان برلا مکان علمہ و خون خود و روزہ بلا ہا را خورد و چون زمین با آسان خمی کند شورہ گرد و سوزگی برزند نقش با نقاش سچہ میزند سلطان و ریش بر خود میزند و انہی رخصتہ چو ترہ جوسات سو گز او نچا بلندی پہا پر بناتے ہیں ستاروں کی گردش دیکھنے کو پہلا شعر اور اسکے بعد کے بعض تحت قول فرعون میں ہیں کہ ہوں تم وظیفے کھاتے رہے ہو اور خلعت و انعام پایا کیے ہو بلکہ پوری پوری میری ملکیتیں کھا گئے ہو اسیواسے کہ کسی ایسے دن اپنی عقل و فہم کھکائے کر کے میرے معین و مددگار ہو گے جس ہی رات تمہاری تھی اور زامانی و نجوم تمہارے بڑے پٹ ہیں اور بڑے کھانے والے ہو اور مکارا و درخس میں تکویر چھپاؤ کے پھونک دو گنا ناک کان ہو ٹھہر سب کمال ڈالو گناہین تکو اگل کا ایدھن بناؤ گنا اور پچھلے دنوں میں جو تم نے فرے اڑائے ہیں سب بے مزہ کر دو گنا یہ ششکے نے سجدہ کیا اور کما اسی حد یو کیا ہوا جو ایک دفعہ شیطان ہمیر غالب پڑیا ہننے تو ہوں بلائیں مالی ہیں اور جو جو کام ہننے کیے ہیں وہم بھی حیران ہو ہو کے رہ گیا ہو اگر یہ بات ہمسے فوت ہو گئی کہ محل اسکا قائم ہو گیا اور لفظ رحم میں جا گھا تو اسکا استغفار و عفو آج نہیں ہر ہر امیاد شاہ اسکے روز و رات پر

موقوف رکھتے ہیں اس وقت کرینگے اور خوب نگہداشت اس وعدہ کی رکھینگے دیکھیے گا اب میلاد کے دن ہم کیسے رصد بناتے ہیں تا مراد فوت ہوا اور قضا رالسی نہ پہنچے پائے بس اگر ہم اس اقرار کی نگہبانی نہ کریں تو ہرکو مار ڈالیں اور سمجھ بھی تو لے تو خود وہ شخص ہر جسکی راہ کے افکار اور ہوش جملہ غلام ہیں یہ جسکے فرعون ساکت ہوا اور ایک ایک دن مدت وضع حل کا گنا کیا تا تیر حکم قنا کا جو دشمن دوز تھا نہ پہلے پاس لے اب مقولے مولانا مہ کے ہیں جو کوئی چاہتا ہو کہ میں قضا پر چھاپا ماروں اور سبقت کروں وہ اور مدھا ہی کرتا ہوا اور اپنا ہی سر کھاتا ہو جیسے مکان چاہے کہ میں لامکان پر جاؤں اور ہوں تو وہ اپنا ہی خون بہاتا ہوا اور بلائیں خریدتا ہو ایسے ہی زمین اگر آسمان سے دشمنی کرے تو شوریدہ ہوئے اور سرگرم عظیم سے نکالے کہ کبھی زندہ ہی نہ رہے اور زندہ ہو نا زمین کا زراعت و نباتات پھر تعجب سے فرماتے ہیں کہ عجب حال ہو کہ نقش نقاش کے ساتھ چب کر تیا ہوا اور آپ اپنی ہی داڑھی مونچھ کو فوج کا کھوشیا ہو بلکہ ان فرعون کا بیٹی اسرائیل کی عورتوں کو جو نوزاد بچپن میں ان میں ازراہ مکر کے

تھو کہ بدو نہ نہ شہ ہوں آری تھو نہ سو ہی میدان و ہوں انگلہ زخمت + بارو گیکر شدنا دی سوی شہر کا ی زنا کر دہر می پامید ہر ای زمان با طفلگان میدان و دید تا زخمت شہای شدادان شویہ اپنجا کو ہر مردان و ایند خلعت و ہر کس از ایشان ز کشیدہ ہیں زمان مردان اقبال شاست بتا یا بد ہر کسی چیز کی خواست + مردان را خلعت و وصلت و ہر کو کوکان را ہم کلاہ زر مند ہر کہ او این ماہ زاییدرت ہیں + گنجما گیکر انداز شاہ لیکن + آن زمان با طفلگان بیرون شدند و شادمان تا خیمہ شاہ آمدند ہر زنی نوزاد بیرون شد و شہر سو ہی میدان غافل از دستان قہر چون زمان جملہ ہر گدگداز ہر چہ بود از زردا و بستند + سر رسیدوش کہ اینست ہستیاد + تا دیدار خیمہ + نظر از خطاط + لکھی و خلعت بالفتح مگر کسی چیز کا خطاط باغیر دیوانگی فرماتے ہیں کہ بعد نو مہینے کے پھر بادشاہ نے تخت اپنا باہر کھلا دیا و میدان کی طرف کوچ کیا پھر دوسری دفعہ شہر میں ہوئی کہ اسی عورت کو چلو تا زمانہ سے بہرہ پاؤا اسی عورت کو بچہ سمیت میدان کی طرف چلو تا بادشاہ کی بخشش توں سے شاہ ہو جیسا کہ بار سال مردوں کو ملا تھا او خلعت و زوٹھولائے تھے قبر دار ہوا اسی عورت کو کج بھٹارے اقبال کا دن چرمندہ مانگی مراد کو ملیکی عورتوں کو بادشاہ خلعت و کپڑے دیگا اور لڑکوں کے سر پر کلاہ زر رکھیگا جو کوئی کہ اس مہینے کی جنی ہوئی ہو قبر دار ہو جائے کہ وہ بادشاہ ذی رتبہ سے عزائے پانگی سب عورتیں بچہ سمیت باہر نکلیں اور خوش خوش درخیمہ شادمان آئیں گروہی جو نوزاد بچپن میں ان کی طرف گئیں غافل اس بات سے کہ یہ جیلہ قہر کا ہو جب سب عورتیں اُسکے پاس جمع ہو گئیں کہا جئے پاس نہ ہیں دیوانگی ماہروں سے چھین لیں اور احتیاطاً انکے سر کاٹ ڈالیں تو بہت سا خط و دیوانگی نہ بڑھنے پائے نہ دشمن پیدا ہونے پائے

وجود میں آنا موسیٰ علیہ السلام کا اور آنا سرنگون سلطان کا عمران کے گھر اور وحی آنا  
مادر موسیٰ کو کہ آگ کے تنور میں ڈال دے کہ ہم اسکی نگہبانی کر لیں گے

قولہ چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود و من اندر چہ زبان آشوب زد و بعد آن دستان کہ آن گویا زبان  
کرد دیگر بین چہ آہ و آہ زبان - آن زبان قابلہ در غانہا بہر جاسوس و مرشدان و غانہ غنہ کر دیش کہ اینجا کو دکی  
نامداد میدان کہ دویم و شکست - اندرین کہ چہ یکی زیبا زنی ست - کو دکی وار - دیکھت پر فنی ست - چون خوانان  
آمد خطاطا - در تنور انداخت اذامرضا - وحی آمد موسیٰ زن از دوا کر کہ ز نسل آن خلیل ست این سپرد تنور انداخت  
موسیٰ را تو زود تا نگہد از پیش از ہزار و دو عصمت یانار کو فی بار و آ - لا تھون انما حرر آشوب کا بدن بوجی انداخت  
اور اور شرر بر برتن موسیٰ نکر و آتش اثر پس خوانان خانہ رحمتنا زد و چہ طفلہ اندامان خانہ نبوہ پس خوانان بی مراد  
آن ہو شدند باز غمان کران واقف بندہ با خوانان با جابر و شہنشاہ پیش فرعون از برای و انگ چنہ کا می خوانان  
با و گردید آن طرف - نیک نیکو بگردید اندر غرغ - باد گشتند آن خوانان جلکان - تا بوجینا آن سپر آن زمان -  
المعنی عنہ بالفتح غازی خوانان خوان نفتح زن صاحب شوہر و میانہ سال - سرنگ و بیہ کنہ عرف بشیم اول مفتح  
ثانی جمع عرفہ فرماتے ہیں کہ جب اُس آشوب و دین میں زن عمران نے جسے موسیٰ پیدا ہوئے تھے جلدی سے کنار  
لیا اور وہ گزیرہ تھا کہ اُس سگ پلید نے عورتوں سے دوا کیا تھا کہ انکو انعام کے میلہ سے بلائے کہ اُسکے اُنکے بار دے  
اسیوقت میں یہ بھی کیا تھا کہ دایان جاسوس گھرون میں گساوین تھیں انھیں میں سے ایک نے غازی کی کہ  
یہاں ایک لڑکا ہو کہ وہ میدان میں نہیں کیا ہو گا اس بات کا جادہم و شک ہو اس کو چہ میں ایک عورت زیب  
رہتی ہو اور بڑی پرنہ ہوا اسکے پاس لڑکا ہو جیوقت کہ خوانان - اسے اس لڑکے کو خدا کے حکم سے تنور میں  
ڈال دیا اسکو خدا دوا کر کیطرت سے وحی آئی کہ یہ اُس نسل سے ہے جسے جندہ و دے آگ میں ڈالا تھا یعنی  
خلیل تو اسکو بھی جلدی تنور میں ڈال دے ہم اسکی ہر آتش و دین نگہبانی کرینگے معنی شعر عربی کے اسے آگ  
ہو طو تو مرد اور بار دوا رہنوی تو گرم و سوزندہ یعنی اسی قول کی عصمت نے خلیل کو اس آگ سے بچا یا تھا اسی کی  
عصمت پر تو اسکو تنور میں ڈال دے پس اسی وحی سے اسے اُس لڑکے کو آگ میں ڈال دیا اور اُسکے کے بدن پر  
آگ نے کچھ اثر نہیں کیا پھر خوانان نے نور اگھ کو ڈھونڈھا کہ فی لڑکا نہین و بان تھا جب یہ ہیرا دلوٹ کے  
اُس طرف گئے پھر غاروں نے جو واقف تھے یہی ماجرا پایا کیا - چند را گئے لڑکے سے فرعون کے سامنے بیان کیا  
اسنے کہا کہ اسے خوانو لوتو اور خوبیا چھی طرح غرون میں دیکھ پھر دلوٹ گئے - اسیوقت اس لڑکے کی جستجو کرین

پھر وحی آنا مادر موسیٰ کو کہ اسکو دریا میں ڈال دے

قولہ باز وحی آمد کہ در آہش فلک - بروی در امید دار و موکن و فلک و فلک - کن عتید میں ترا با او رسا غرغ غنہ

مادرش انداخت اور روئیل، کار را بگذاشت بانغم الوکیل + این سخن پامان ندارد کہ بارش + جملہ می سپید  
 اندر دست و پاش + مدبران مفضل سیکشت از بدرون موسی اندر صدر خانه درون + از جنون سیکشت بر با  
 جبرئیل + از جیل آن کو چشم دور بین مازد با بد کر فرعون عذوبه کرش با بان جهان را خورده بود و لیک از ان  
 فرعون ترا مدید + ہم در اہم کر اورا در کشید + اژدہ با بود و عصا شد اژدہ + این بخور دآثر بتوفیق خدا دست  
 شد بالای دست این کجا + تا بیزدان کہ الیہ المنتہا کان کی دریاست بی غور و کران + جملہ دریا با چو سیل پیش آن  
 المعنی جب عوان دوبارہ لوٹ کے آئے پھر وحی آئی کہ انکو دریا میں ڈال دے اور ہم سے امید کر کہ مال دست  
 گھسٹ لکھا جاوے فی القرآن و اوصیتا الی ام موسی ان ارضیہ فاذا خفت علیہ فالتقی فی الیم و لا تخرن  
 انما اودہ الیک و با علوہ من المرسلین وحی کی تھنے اور موسی کو کہ اسکو دو دو پیلا دے اور جب تجھکو اسکا  
 ہوتو روئیل میں ڈال دے اور ہر گز نہ ڈرنہ غم کر ہم اسکو تیری ہی طرف لوٹائینگے اور مریون سے کرینگے  
 تو اسکو سیل میں ڈال دے اور جھپ بھروسہ کر میں تجھکو و سفید اسکے پاس پہونچا دینگا جس انکی مان نے اپنے  
 تمام کو خدا بانغم الوکیل پر چھوڑ کے انکو روئیل میں ڈال دیا چنانچہ فرمایا ان اقتضیہ فی التابوت فاقضیہ فی الیم یعنی  
 اسکو صندوق میں ڈال کر نہایت کو دریا میں ڈال دے + شہر میں جو قوم تھے جن کی یہ سخن تو بے ایمان  
 ہوا + درویشیہ کرتا تھا ایسے ہاتھ پانہ ان کو اپنے تہہ پہنچا + اس وقت کا کہ ان کے بچے تو باہر  
 مازا + اور موسی خاص صدر خانہ کے اندر موجود تھے مریون کی طرح جان کہیں جنین کی خبر نہ اس کے پیچھے دوڑ  
 + یہاں مریون میں آکھوہ تھا کہ چشم دور بین اندھی ہو گئی تھیں کچھ سوچتا تھا فرماتے ہیں فرعون کا کہ ایک  
 اژدہ تھا جسے جملہ بادشاہوں کے کر محل لیے تھے لیکن اس فرعون سے بڑھ کے دوسرا فرعون آیا کہ انکو  
 اسکے سارے کردن و دوزن کو مغل گیا یہ اژدہ تھا ایسے اژدہ ہی آیا کہ وہ عصا تھا جسے خدا کی توفیق سے  
 اسکو کھایا توفیق کے معنی دست و ادن کسی را در کار سے جھلا توفیق کے ہاتھ سے کھایا تھا بالای جلی نزد  
 پاکہ تک نہایت ہو جو ہر شو کا منتہی ہو اس واسطے کہ یہ توفیق ایک دریا بے تھا + اور بے کنار ہو جسکے سامنے  
 سارے دریا ایک سیل ہیں جن میں سیل سا جاتا ہو قولہ صلیہ و جاہرہ گریا اژدہ ہا ست پیش اللہ کرنا جملہ لا  
 چون رسید اینجا بانغم سرناہد محوشد و اللہ اعلم بالرشاد + انچہ در فرعون بڑا اندر تو بہت + لیک اژدہ ہا  
 محبوبس چہست مای دروغ آن جملہ احوال تو بہت + تو بران فرعون برخواہش بہت + انچہ گفتہ جملگی احوال  
 خود گفتہ صد کی زانہا درست + گز تو گویند وحشت زایدت + و زید گز آن فساد آیدت + چہ فرابت می کند  
 نفس لعین + دوری اندازت سخت این قرن + این جہا تھا ہمارا نفسیت + لیک غلو بی زہل ای سخت  
 آتش + ہیزم فرعون نیت + لیک چون فرعون و راعونیت + مگر تفسیر اخلاص کی نیت + ورنہ چون فرعون و راعونیت

المعنی جیسے سارے جیسے اور تمامی جیسے کرنے والے اڑدے ہیں لیکن الا اللہ کے سامنے سب لاپرواہ  
 انوشیت و مدد و آب فرماتے ہیں کہ جب میان میرا اس جگہ پہنچا یعنی نفی اثبات کو تو سرشک دیا اور مجھ کو گیا  
 اب اللہ ہدایت و رشا کو خوب جانتا ہے مجھ کو کچھ نہیں آئندہ پھر مقولات انکے ہیں فرماتے ہیں جو اڑدہ ہا کہ  
 فرعون میں تھا وہی تھی میں ہوں لیکن تیرا اڑدہ ہا کنس میں مقید ہو کہ وہ کہنوں بے استقامتی و عدم قدرتی کا ہو  
 اگر قدرت پائے تو کیا کی کرے ہاے افسوس ہو فرعون کا حال تھا وہ سب تیرا حال ہو تو بھی افس فرعون کی  
 نہایت خواہش میں قید ہو کر میں نے جو کچھ کیا جلد تیرے حال کے موافق ہو بلکہ میں نے تو سوسے ایک بھی  
 ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ پایا اگر ٹھیک ٹھیک خاص تجھے کہوں تو مجھ کو مجھے دشت پیدا ہوئے اور اگر دوسرے  
 مال کے کہوں تو یہی سمجھتا کہ ایک فسانہ ہو بے اعتبار افسوس نفیس لعین کیسا کھجوا خراب کر رہا ہو اور یہ  
 مصاحب بد کیسا خدا سے دور ڈال رہا یہ سارے زخم تھوچ میں تیرے ہی نفس سے ہیں لیکن اپنی نادانی  
 سے جو سخت سست ہو اسکا مظلوم ہو رہا ہو آگ تو تھوچ میں فرعون کی ہی تھی ہو کر مجھ کو آس لگ کا آئندہ میں  
 نہیں ہو جو برا فروخت کرے جیسا اسکو میر تھا کہ اسکو ہر قسم کی عون تھی تیرا نفس کیا بھارے کم ہو لیکن کیا کرے  
 کوڑا جو نکلنے کو نہیں ملتا اور فرعون کے مثل یہ بھی شعلہ دن ہو

حکایت ایک مارگیر کی جو ایک اڑدہ کو ٹھٹھا امر وہ جان کے رستوں میں باندھ لپیٹ کے  
 بغداد میں لایا تھا

قول کہ ایک حکایت مشہور تاریخ گو تا بری زمین از سر پوشیدہ ہو مارگیری رفت سوی کوہ سارہ تا بگر و او فہوشت  
 مارہ مارگیران و گر شا بندہ بود و آنکہ جو بندہ ہست یا بندہ بود و در طلب ان دانا تو ہر دوست کو طلب در راہ  
 نیکو بہرست و لنگ و لوک و خفتہ شکل و بی ادب و سوی او می خیر و اورامی طلب و کہ گفت و کہ نہ خاموشی کہ  
 بوی کردن گیر سو بوی شہ گفت آن مظلوم با اولاد خویش و جستن بوسفت کشید از حدیش و ہر جس خود  
 درین جستن بجد و ہر طرف را اندیشہ شکل مستند و گفت از روح خدا لاتیا سوہ چو کہ کردہ سپر اسو سوہ و از روست  
 نہان چو یان شوید و روی جانان و بجان جو یان شوید و پرس پرسان و رنگانی جان و ہمد و گوش را  
 بر چار راہ و امید ہر کجا بوی خوش آید ہو برید و سوی آن سرکشاشی آن سرید ہر کجا لطفے بینی آید  
 سوی اہل لطف رد یا بی بے و این ہمد و مادر و کمیت و روف و جزوہ ابجد و ہر کل و اطراف و شہسما  
 خلق بہر جو بیت و برگ بی رنگی نشان طوبیت و شہما ہی خلق بہر مد خاست و از جنای خلق اسید و بی شہ  
 المعنی فرماتے ہیں کہ ایک نقل سن کہ یہ تاریخ گو یعنی مورخ سے منقول ہوتا اسکے سبب سے مجھ کو سر پوشیدہ کی  
 بولجی سے کہ ایک مارگیر سپاڑ دن کی طرف گیا تو اپنے منوں سے کوئی مار پکڑے آئندہ مقولات مولانا

کے بہن بھتیجے بہن کہ اہل حصول ہر مطلب میں طلب ہو بس اگر گران ہو نیسے سست و کاہل یا شائبہ اجرت  
و چالاکی جب طلب ہو تو جو عینہ یا بندہ ہونے میں کب تامل ہو لا جرم چمکولانہ ہو کہ ہمیشہ حصول مطلب میں  
درون ہوتا رہتا رہ اور دونوں ہاتھ سے اسکو ٹٹول کہ یہ طلب ہی راہ خدا کی نہایت اچھی راہ بتانے والی ہو  
اگر لنگڑا ہو یا پاچ کہ ہاتھوں کے بل لڑکوں کی طرح چلتا ہو یا فقہہ شکل سست مجبول یا بے اوپا جو بے شرع  
جو کچھ ہو حال میں اسی کی طرف غیر کرتارہ اور اسکو ڈھونڈھا کر غیر مایہ مجبول ٹیڈ کے ہاتھوں اور سینہ کے  
زور سے چلنا بھی قمار سے کبھی خاموشی اور کبھی ہوسو گھٹنے سے اسی بادشاہ کی ہر طرح بولتا پھر غور تو کر ظہر  
یعقوب نے اپنی اولاد سے بھی تو یہی کہا ہو کہ یوسف کو حد سے زیادہ ڈھونڈھا جو صبا کہ قرآن مجید میں ہر بار

اور ہنسا سو اس یوسف داغیہ اس فرزند میر سے جاؤ اور خوب ڈھونڈھو یوسف اور اس کے بھائی کو جس کو  
اپنی اس تجوہین بکوشش تمام ہر طرف کو مشکل مستعد ٹانگ دوا رہا جو اس کو اس تلاش میں تھیں کہ وہ اور کہا  
کہ روح خدا سے نا امید ہو جیسے کوئی گم کردہ پسر ہر طرف اسکی بولتا ہو بیسا کہ کلام شریف سے ظاہر ہے

من روح اللہ انہ لایس من روح اللہ الا القوم انکا قرون او زانہ رستہ ہوا اللہ کی روح و رحمت سے بیشک  
روح اللہ سے قوم کافرون کی نا امید ہر جس پوشیدہ کی راہ سے دور دھپے و صورت اس جان جانان کی  
جان و دل سے جو جان ہو پرس پرسان جگہ جگہ جاؤ اور ہو کہ فی شردہ اسکا نشانے فرود گانی میں جان اس کے نذر  
اور جہان چراہہ اسکی راہ کا دیکھو وہاں کان لگاؤ کہ ہر طرف کا آدمی وہاں گرتا ہو جہان سے بوجوش  
آئے اسی بو کو لیتے چلے جاؤ اس سردار کی طرف جس سے دار کے تم آشنا ہو جہان کہیں کوئی لطف کسی سے  
پایگا تو اسی لطف سے اہل لطف کی راہ ضرور پایگا جتنی نہرین بہن سب ایک دریا عمیق سے نکلی ہیں اور اسکی  
جزو بہن تو ان اجزا کو چھوڑ اور کل پرانے رکھ مخلوق کی نرائیوں سے خوبی حاصل ہوتی ہو گوہ برا جاتین او  
برگ بے برگی یعنی ساں میا مانی نشان طوبی کا ہو جیسے ہی بے برگ طوبی ہو جلتے بہن مخلوق کے نشہ  
غضب اسکی مروت بیت کیواسطے بہن کہ وہ عاجز خاکسار سمجھ کے مروت محبت کرے اور مخلوق کی جفا سے  
اپنے معشوق سے امید وفا کی ہوتی ہو انخلا و شرح ہر لہو میں ہو کو کوئی گردن بکاف عجب لکھا ہو اور جہان کو

حس و جان تو کہ جنہا ہی خلق بہر آشتی ست و دام راحت و آسائی رحتی ست بہر زدن بہر نوازش را بو  
ہر گلا از شکر کہ میکند بوی برا جزو تا گل ای کریم بوی برا ز صند تا صندرا و حکیم چہن عصا و دست موسے  
گشت مار و جلہ عالم را بدینسان می شمارہ جنگلای آشتی آرد و دست مبارک را ز ہر یاری حاجت بہر یاری مار  
جوید آدمی غم خور بہر حریف بخی و او بھی جتے کی مار شکر و برگرد کہ ہستان و دریا م برف و آرد و بای مردہ و  
انجی عظیم کہ دلش از شکل او شد خیزیم مار گیر اندر وستان شہ پید مار بخت آرد و بای مردہ دید مار گیر از بہر حیرانی خلق

ہوستان مرفت شیخ شہزی بولوی

اگر دانت نادانی معلق آدمی کو مست چون مفتون شود و کوہ اندر مار حیران چون شود و خوشین کشاغت  
 مسکین آدمی + از فرونی آمد و شد و کمی بخویشتن را آدمی از زمان فروخت + بود و طلس خویش ابرق و  
 صد ہزاران مار کہ حیران اوست + او چہ حیران شد دست و مار کہ گران اثر دہار بر گرفت + سوے  
 بغداد آمد از ہر گفت + اثر دہائی چون ستون غابہ یکشیش از پی و اچھا نہ + اخی تباہ صدر فراتے ہین  
 کہ لڑائیوں کے ساتھ یعنی جب نفس سے لڑائیوں لڑ گیا اپنے مطلوب سے ہشتی دیکھ گیا خوب جان لے کہ  
 پھیش کی راحت بے رستی میں ہو اور یا صنت و عبادت میں کیسے ہی ہرزوں کے ساتھ نوازش ہوں چو نہ اچھا  
 نوازش باچھا اور جو کلا کر گیا کیوقت میں ایسا بھی ہو جائیگا کہ فکر گزار بھی ہو جس تواریکم جز سے کل تک سب کی  
 بوئے اور او حکیم ضد سے ضد کی ہو حاصل کر جیسا کہ او پر امداد بیان کیے ہیں جیسا عصا موسیٰ کے  
 ہاتھ میں مار ہو گیا جس سے موسیٰ نے ساحرون کی لڑائی میں ساحرون سے ہشتی دیکھی کہ موسیٰ کے سامنے  
 سجدہ میں گرے اور ایمان لائے جیسا کہ کلام ربانی سے ثابت ہو والقی اسوۃ ساجدین قالہ انما ربکم  
 رب موسیٰ و ہارون بس ایسے ہی حال تمام جہان کا جائے رہ کہ جملہ لڑائیوں اور سختیاں آشتیاں دست  
 پیدا کرتی ہیں دیکھ تو مار گیرے اپنی روزی کی مدد کے لیے مار ڈھونڈھا سوچو تو مار کیسا جانی دشمن آدمی کا  
 ہو اور آدمی اپنی یاری کیواسطے مار کو ڈھونڈھتا ہو وہ دیاری حصول رزق میں ہو اور حریف غمی کیواسطے  
 ایسا غم کھاتا اور محنت اٹھاتا ہو کہ حریف غمی کا ہو جاؤں میں نہایت غم اسواسطے وہ مار گیر ایک مار عجیب و  
 غریب کی تلاش میں تھا اور اُس نام برف میں پہاڑوں کے گرد بچھتا تھا ناگاہ ایک ازوہا عظیم مردہ دیکھ  
 جسکی شکل سے دل اسکا چہرہ ہو گیا ہر چند سیکڑان مار دیکھے تھے کیسا اُس سخت زمستان میں تلاش مار کی  
 کرتا تھا اسی حال میں یہ اثر دہا مردہ دیکھا اب مقولات مولانا رام کے ہیں فرماتے ہیں افسوس مار گیر واسطے  
 حیرانی خلق کے مار پکڑے نہ لے کر کسی نادانی ناسق کی جو آدمی تو ایک کوہ عظیم انسان بڑی عظمت و شوکت  
 والا ہو یہ مار کو دیکھ کے کیسے حیران و مفتون ہوتا ہو کیسے مار کو دیکھ کے حیران ہوتا ہو ہاے آدمی  
 غریب نے آپ کو نہ پہچانے کیسے کون ہوں یہاں فراتے آئے اور کیسا کمی کے ساتھ چاہا مسئلہ اسٹریٹ لٹریچر  
 کھلا کے آیا اور بہتر بہائم بنے گیا اور علی ہذا جو مناسب فرونی کمی کے ہو قیاس کر لیں کیسا آدمی نے  
 جیل قیام انواع جو ہر غذا سیتالے نے بھرے ہیں حتیٰ کہ اپنی معرفت و شناخت انچوسہ تباہا ہو اور اپنی طلس  
 دنیا کی گدڑی پڑا لگا ہو ایسی ناچیز کا پیوند بنا جو جس سے لاکھوں کوہ مار کے حیران ہیں مار کیا چیز ہے کیسے  
 مار سے حیران ہو اور مار کا دوست بنا افرغ من اس مار گیر نے اثر دہے کو اٹھا لیا اور بغداد کی طرف لایا  
 نا لوگ دیکھے متعجب ہوں فرماتے ہیں کہ وہ اثر دہا نہ تھا گھر کا ایک ستون تھا کہ ٹکڑا واسطے دا بھانڈ کے

کرچھیرے لانا تھا واکھا نہ تشع و رخت و سامان خوردن قولہ کا زرد باہی مرودہ آورد و دام و درشکارش من جگر با  
 طرودہ ام و اوہی مرودہ گمان بردش و لیک و زندہ بود و او نہ پیش نیک نیک و او سر باہا و بیرون افسردہ بود  
 زندہ بود اما بیک شکل مرودہ بود عالم افسردست و نام او جادہ جادہ افسردہ بود و اوی و ستادہ و باش تا فرشتہ شکر پیر و یار  
 لا بہینی جنبش جسم جہان و چون عصائی موسی ایجا شد عقل از ساکنان اجبا شد و بارہ خاک ترا چون مر  
 ساخت و خاک را جملگی باید شناخت و مرودہ زین سوید زان سو زردہ اند و خامش ایجا و ان طرف گویندہ اند  
 چون از ان سو نشان فرستہ سوی ماہ آن عصا گر دو سوی ماژدہ کو ہما ہم کن داؤدی شود و جوہر آہن بکنت  
 عمومی شود و باو حال سلیمانی شود و بجر موسی سخندانہ بود و ماہ با احد اشارت بین شود و مارا براہیم را نسرین  
 شود و خاک قارون را چواری در کشد و استن خانہ آید در رشد سنگ احد را سلامی میکند و کوہی پیری را پانچ  
 میکند و جملہ ذرات عالم در نہان و با تو میگویند روزان و شبان و معنی جس اس مار گیرنے اسکو بغداد میں لا کر  
 کہا کہ ایک اژدہا مرودہ لایا ہوں اور بڑے خون جگر کھل کے اسکو شکار کیا ہو وہ اسکو مرودہ جانتا تھا اور دراصل  
 تھا زندہ خوب چھی طرح اُسے اسکو نہیں دیکھا تھا مارے جاڑے اور برف کے ٹھٹھرا ہوا تھا اسی سبب سے  
 باوصف زندہ ہونے کے مرودہ شکل ہو رہا تھا اب پھر مقولات مولانا م کے ہیں ایسے ہی یہ عالم افسردہ ہو  
 جسکا نام جادہ و ایسی جان لگاری و تاسا و بیجان ست جان ذرا ٹھہراہ آفتاب حشر کا ظاہر ہونے سے پھر اس  
 جہان کے جسم کی جنبش دیکھیو عصا موسی کا بھی تو جادہ تھا کیسا یہاں مار ہو گیا کہ عقل کو واسطے جملہ ساکنین  
 یہاں کے جو حرکت نہیں کرتے اخبار ہو گیا کہ ایسے ہی سب حرکت کر سکتے ہیں پہلے تو اپنے ہی بارہ خاک  
 جو جسم ہو دیکھ کہ چون مرودہ ہو اس واسطے کہ خاک آخر جادہ ہی اُسے کیسا بنایا اور درست کیا ہو کہ حسن و نطق رکھتا  
 پس اسی سے جملہ خاکوں کو پیاں لینا چاہیے کہ بس و نطق رکھتے ہیں صرف آنا ہی تو فرق ہو کہ وہ  
 اس طرف سے مرودہ ہیں اس طرف سے زندہ اس طرف سے خاموش اس طرف سے گویندہ اور تو بکلس  
 ان کے لیکن جب وہ ان مردوں اور خاموشوں کو اس طرف سے جاری طرف بھیجتا ہو تو کیسے اعمال افعال  
 اسے ظاہر ہوتے ہیں جیسے عصا جاری طرف آ کے اژدہا ہو گیا اور سو اس کے پٹا ہم کن داؤد ہو جاتے ہیں  
 جیسے کہ طوز زول تجلی اتنی سے تہج ہو اور ناچنے لگا اور جو ہر آہن کے ہاتھوں میں موم ہو جاتے ہیں جیسے  
 داؤد کے ہاتھوں میں آہن موم ہوا ہوا سلیمان کی سواری بنی دریا موسی کا سخندانہ ہوا کہ پٹ کے بارہ راہن  
 پیرا کر دین ماہ حضرت احمد کا اشارہ ہیں ہوا کہ فو ماشق ہو گیا آگ ابراہیم پر پگل و نسرین ہو گئی خاک نے  
 قارون کو مار کی طرح سالیاستون خانہ نے رشدا یا پتھرون نے احمد کو سلام کہا کہ وہ نے بھی کو پیام کیا  
 کہ میری طرف آؤ عرض جملہ ذرات جہان کے رات دن تجھے پوشیدہ کتے ہیں اور وہ مقولات آئندہ



الحاصل یہ سب جمادات ہیں اور کسی کی کیفیتیں اسے ظہور میں آتی ہیں قول ہائیمیم و بصیریم و خوشیم و باشتانا و حرمنا  
 ما غاشیم، چون شماسوی جادوی میرید و محرم جان جادوی کی شہید و از جادوی عالم جان در وید و غفلت از جادوی  
 عالم بشنود و فاش تسبیح جمادات آیت و وسوسہ تا ویلما بر بادیت و چون خدا در جان تو قند ملیا بہر بنیش  
 کرد و تا ویلما و دعوی دیدن خیال عار بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار بود کہ غرض تسبیح ظاہر کی شود و دعوی  
 دیدن خیال و دعوی بود و بلکہ مرہنیدہ را دیدار آن و وقت عبرت میکند تسبیح خوان و پس چارہ تسبیح یادت میں ہے  
 اکن ولالت ہجو کفنتن میشود و این بود تا ویل اہل اعتزال و دوائی نکست کہ ندارد نور حال و چون رخص بیرون  
 نیامد آدمی و باشد از تصویر غیبی اعجمی و این سخن پایان ندارد اگر میکشید آن مار را با صد جہر تا بغداد آدراں ہنگامہ ہو  
 تا نہد ہنگامہ ابر چار سو و برب شطرد ہنگامہ نہاد و غفلت در شہر بغداد افتاد و رفتی اور وہ مقولے یہ ہیں کہ جب  
 کہتے ہیں کہ ہم سمیع بصیر شننے والے دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں تم نامحرموں سے ہم خاموش ہیں تم تو  
 جادوی کی طرف جاتے ہو اور جان جادوی کو نہیں جانتی پھر کیسے جادوی کی جان سے محرم ہو گے جادوی کو  
 چھوڑو اور عالم جان کی طرف چلو تب اس عالم کے اجزا کا شور و غلغلہ سنو پھر دیکھو کسی تسبیح ظاہر انکی بھاری سے  
 سننے میں آتی ہو اور سارے وسوسے تا ویلون کے کھوکھے دیتی ہو اب وجہ یہ ہو کہ جان تو تیری نورانی سے  
 خالی ہو پھر بنیش کو جان جادوی کی کیسے سوچھے اسکی تسلی کے لیے تو تا ویلون کرتا ہو اور باتیں بناتا ہو جسے  
 دعوی جادوی کی جان دیکھنے کا کیا وہ تیرے خیال کا عار و ننگ ہوا جیسے کہ اکثر منکر انبیا اولیا کے ہیں  
 بلکہ خاص بنیدہ کے دیدار سے بھگونگ و عار ہو فی اور تیری غرض یہ کہ تسبیح ظاہر بھی نہیں ہو سکتی جو  
 کوئی دعوی اسکے دیکھنے کا کرے اسکا خیال و گمراہی ہو بلکہ جو یہ کہ جو دیکھنے والا اسکو دیکھتا ہو اور عبرت  
 پاکے تسبیح خوان ہوتا ہو اس ہی تسبیح کا بھگونگ و دانا گویا ولالت اس جادوی کے کئے پر کرتا ہو نہ خود جادوی  
 تسبیح خوانی کرے الحال جو اہل اعتزال ہیں یعنی غافل عالم باطن سے اور قائل محسوسات کے وہ ویلون  
 تا ویل کرتے ہیں جو اوپر تا ویلما کیا گیا ہو فرماتے ہیں افسوس اس شخص پر کہ نہ حال سے بے بہرہ ہو اور  
 واقعی جو آدمی محسوسات کا گرفتار ہو اسے نہیں مکمل پایا و ذہنی بات کی تصویر بنانے سے کیسے نہ گنگا  
 اور غیر فصیح ہوا قصہ اس بات کی کچھ مد نہیں مار گیا کہ حال کہ وہ اس مار کو بھی محنت و مشقت سے  
 کھینچے لاتا تھا یہاں تک کہ وہ ہنگامہ جو بغداد میں لایا تا اس ہنگامہ کو چوراہہ میں لگائے ہنگامہ چوک  
 سبب سے کہ ایسے لوگ ہنگامہ ڈھونڈتے ہیں اور مار کو ہنگامہ اس سبب سے کہ اسکا کہ سبب ہنگامہ کا ہو  
 آخر دریا کنارے آئے یہ ہنگامہ لگایا اور شہر بغداد میں ایک غفلت بڑ گیا قولہ مار گیرے اڑو ہا اور وہ آٹا  
 بو العجب بڑ شکاری کر دہت جمع آمد صد ہزار انعام بنیش صید او گشتہ چو اواز بلہیش منتظر ایشان واد ہرسم منتظر

ہما کہ جمع آئند خلق منتظر موعد ہنگامہ افزون تر شود و گویا توجہ نکو تر و مدد جمع آمد صد ہزاران فرشتہ  
 حلقہ کردہ پشت پادشہ پاد حلقہ کردہ او چو زگر و عریش بہمنجا گدیت پریشان برکشید + مرد از ان خبر نہ ادا  
 رفتہ در ہم چون قیامت خاص عام چون ہی حرا قہ بنیانید + میکشا وند اہل ہنگامہ گلیہ اژدہا کہ زمرہ  
 افسردہ بودہ لیر صد گونہ پلاس و پردہ بودہ بہتہ بودش بار سنہای غلیظ + احتیاطی کردہ بودش آن حفیظ +  
 در درنگ و اتفاق و انتظار و دہبا و ہوشان شمارہ و در خلق و کشت و طمطراق و زناوت بران مار و رشید عراق  
 المعنی تمام ریش احمق تو بیع بخش کردن عرش انگور کی شئی پختہ بغداد میں یہ غلغلہ پڑا کہ ایک مار گیر اژدہا ہوا  
 لیا ہوا و شکار عجیب کیا ہوا یہ شکار کہ کین اتق اپنی ہا قوت سے اس شکار کے شکار ہوئے یعنی مشتاق و بہ  
 اب تماشا کی تو منتظر اسکے تماشا کے اور مار گیر منتظر اسکا کہ بہت سی مخلوق ادھر ادھر کی پھیلی پھوٹی جمع ہو چکا  
 اسکے کہ جب بہت لوگ جمع ہو جائینگے تو میری بھیک ورا نہ فی خوب ہوگی جس لاکھوں بیہودہ لوگ جمع ہو  
 اس قدر کہ ایک کی پشت پاد و سرے کی پشت پاتھی ایسا اسکو گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کا درخت  
 اسکی شئی پر چھایا ہوتا ہوا جیسے بت پرست بتانہ پر گھرے ہوئے ہیں مارے از دحام کے عورت مرد  
 کچھ نماک و غیرہ تھی سب گڈ بڈ جیسے قیامت کے دن ایک دوسرا ایک دوسرے میں پھڑکنے کی طرح گھسیکا  
 سارے خاص و عام کا یہ حال تھا اژدہا چٹھرون و غیرہ میں لپٹا تھا جب ہی مار گیر کوئی چٹھرا اڑ گیا  
 ہلاتا تھا ہنگامہ والوں کے گلے پھسل مارتے تھے یعنی چلاتے تھے کہ اب کھولتا ہوا روہ سہوی کی سر  
 کے مارے ٹھٹھا اہوا سیکڑوں طرح کی پلاس و متون میں دبا لپٹا ہوا تھا اور موٹی مٹیوں سے بنا حاکم  
 اس ہما فطیعی مار کرنے خوب احتیاط اسکی کی تھی اب اسی دیر میں کہ اتفاق و انتظار کے سبب ہوئی تھی  
 یہ منتظر تھا کہ سب جمع ہو جائیں اور تمام میں اہوا و رشور بشمار پڑا ہوا تھا اور مخلوق نہایت مبالغہ کھولنے کا  
 کر رہی تھی اور یہ دیر اور ناز و نغمے کر رہا تھا ایسا وقت ہو گیا کہ آفتاب عراق کا اس اژدہا پر چکا اور گرمی  
 و حوب کی اسکو پہونچی اختلاف شرح ہر العلوم میں چوا کو آواز دکھا ہوا قولہ آفتاب گرم شیریں گرم کردہ  
 رفت از اعصای او اخلاط سردہ مردہ بود و زندہ گشت او از شکفت + اژدہا بر خویش پیمیدن گرفت غلغلہ  
 از جنبش آن مردہ مار گشت شان آن یک متحیر صد ہزار + با تحیر لغز اگلیختند + جلکان از جنبشش بگریختند +  
 می شکستگان بندزان بانگ بلند ہر طرف سیرفت چاقا چاق بند بند با شکست و بیرون شد ز زیر +  
 اژدہای درشت غران بچو شیر + در ہزیمت بس خلایق کشتہ شد از فتادہ کشتگان صد لپٹہ شد + مار گیر از  
 ترس بر جان شک گشت + کہ چہ آورد من از کسار و دشت + گر گر ایدار کرد آن کویش + رفت اوان اسکا  
 عز اہل خویش + اژدہا یک لقمہ کرد آن کیچ را + سہل باشد خونخوری حیران خویش را بہترین جمید ویت + تاخوان خوردہ را +

در ہر شکست شہر خالی گشت اثر و بار نہ سوئی کہ کرد از بیابان بر نشاندہ المعنی غرض آفتاب گرم نے اس کے شیرینے اہل اورہ کو گرم کر دیا اور اعضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یا ایک زندہ ہو گیا عجیب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے لگا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ ماہ کی جنبش سے وہ تھیر جو اس کے دیکھنے سے تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے غرے اٹھائے اور سب کے سب اس کی جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شہ سے اپنی رسیاں توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جاتی تھی جس سبب نہادہ رسیاں توڑ کے اس حلاس کے نیچے سے نکلا تو اثر و باہر ہی صورت والا تھا غرتا ہوا مثل شیر کے اب مخلوق میں بھگتیر پڑ گئی ایسی کہ لوگ گر گئے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پٹھے ہو گئے ناگیر کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا پھاڑ و جنگل سے میں لایا اب مقولہ مولانا مرح کا ہو کہ ایک اندھے میں نے بیٹھ پڑے کو ٹھکرا کے بگا دیا آخر یہ نادان اپنے عزرائیل کو پہونچے چنانچہ اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ اس کے نزدیک دینی بات تھی جیسے حجاج خوشخواری کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشخوار تھیں حج اما کہ تھا اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر آپکلیٹھا اور اسکی پڑانی ہڈیوں کو بالکل توڑ ڈالا اقصیٰ تمام شہر خالی ہوا اور سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو کھال پایا اور بیابان کی گرد کو پہاڑ پر ڈال دیا یعنی ایک گندھی تھی کہ پہاڑ کی سریت مال دی الخلاف شرح بحر العلوم میں مار گیا کہ یار گیر لکھا ہو قولہ گفت اثر و بارست او کی مردہ است ہمار غنم بی الی فہرہ است ہر گز یاد آلت فرعون او مکہ ہا مر او میرفت ابھو آنکہ او بینا و فرعون کی کند ہراہ صد سوئی صد ہارون زندہ گرم گشت ایرٹ دیا از دست تھریٹہ کردوز جاہ و مال صقر اثر و باراد در برت فراق و ہین لکش اور بخورشید عراق ہر تافسردہ می بود آن اثر و بارست لقمہ اونی چو او یا بد سجات د مات کن و او ہین شوزت رحم کمر غنیت او را اہل صلات ہکان نق خورشید شہوت برزندہ وان خفاش مردہ رگیت پرزد ہیکش اوراد جہا بود قتال ہ مردوار اندہ بخونیکا لوصال چونکہ آن مرد اثر و باراد اورید و درجہای گرم فوش شد آن مرد یہ لاجرم آن فتنہ ہا کردای غزیرہ بلکہ صد چندان کہ ما گفتم نیز بد طوع داری کہ اور ابی جفا بدستہ داری در وقار و دور و طاہ ہر کسی را این تنہا کی رسد ہ سوئے با مدیکہ اثر و بارکشد ہ صد ہزاران خلق اثر و بار می اوہ در ہریت کشتہ شد ای اہی او و طوع ہم خوش ابراہاد و دگفتہ شد و اندر اعلم با سداد المعنی صقر بالفتح چرخ کہ جانور شکاری ہر صکلات بکسر عطایا و انعامات یہ سب مقولہ مولانا مرح کے ہیں فرماتے ہیں کہ اسی اثر و بارست کے مثل تیرے نفس کا حال ہو کہ یکب مزاج بے آلتی کے غم سے ٹھٹھا ہوا ہو اگر یہ آلات فرعون نے پائے کہ جسکے حکم سے رودیل بہتتا بندھتا تھا منقول ہے کہ حضرت جبریل کلم خدا تعالیٰ رودیل کو اس کے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیاد فرعون قائم کرتا ہو کہ یہ کلم موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ مارے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کثیر اور بچھرا و مال و جاہ پاسے

ہا کہ جمع آید خلق شتوی مردم ہنگامہ افزون تر شود کہ بدو تو بیج نیکوتر و بدو جمع آمد صد ہزاران و اوقات  
 حلقہ کردہ پشت پابر پشت پاد حلقہ کردہ و او چو زگر و عریش + ہنجا کہ بت پرستان بگنیش + مرزا از دین خبر نہ ادا  
 رفتہ در ہم چون قیامت خاص عام چون ہی حراقہ بنیاد + میکشا وند اہل ہنگامہ گلو + از دہا کز زمیر  
 افسردہ بود + لیر صد گونہ پلاس و پروہ بود + بستہ بودش بارسنہامی غلیظ + احتیاطی کر مہ بودش آن حفیظ +  
 در رنگ و اتفاق و انتظار + در ہوا و ہونسان شمار + در خلق و ملک و مطراق زمانت بر آن مار و رشید عالی  
 المعنی خام ریش احسن توزیع بخش کردن عریش انگور کی شئی پختہ بغدادین یہ غلط پڑا کہ ایک مار گیر اثر دہا  
 لیا ہوا و رشید مہیب کہیا ہو یہ شکے لاکھون حق اپنی ہماقت سے اس شمار کے شمار ہوئے یعنی مشتاق + یہ  
 اب تماشا کی تو منتظر اسکے تماشا کے اور مار گیر منتظر اسکا کہ بہت سی مخلوق ادھر ادھر کی پھیلی پھوٹی جمع ہو جا  
 اسلئے کہ جب بہت لوگ جمع ہو جائینگے تو میری بھیک و آمدنی خوب ہوگی جس لاکھون پیوہ لوگ جمع ہو  
 اس قدر کہ ایک کی پشت پر دوسرے کی پشت پاتھی ایسا اسکو گھیرے ہوئے تھے جیسے انگور کا درخت  
 اسکی شئی پر چھایا ہوا ہوا جیسے بت پرست بتانہ پر گھرے ہوئے ہیں مارے از دحام کے عورت مرد  
 کچھ لکھا و خبر نہ تھی سب گڈ بڑ جیسے قیامت کے دن ایک دوسرا ایک دوسرے میں پھیر ڈون طرح گھسیکا  
 سارے خاص عام کا یہ حال تھا اور اثر دہا چھڑون وغیرہ میں لپٹا تھا جب ہی مار گیر کوئی چھڑا دہا  
 ہلاتا تھا ہنگامہ والوں کے گلے پھیل جاتے تھے یعنی چلاتے تھے کہ اب کھولتا ہو اور وہ سردی کی سردی  
 کے مارے چھڑا ہوا سیکڑون طرح کی پلاس متون میں دبا لپٹا پڑا تھا اور موٹی موٹی رسیوں سے بندھا  
 اس مجاڑ یعنی مار گیر نے خوب احتیاط اسکی کی تھی اب اسی دیر میں کہ اتفاق و انتظار کے سبب ہوئی تھی  
 یہ منتظر تھا کہ سب جمع ہو جائیں اور تمام میں ہوا ہوا رشو بشیا پڑا ہوا تھا اور مخلوق نہایت مبالغہ کھیلنے کا  
 کر رہی تھی اور یہ دیر اور ناز و نمرے کر رہا تھا ایسا وقت ہو گیا کہ آفتاب عراق کا اس اثر دہا پر چکا اور گرمی  
 و دھوپ کی اسکو پہنچی اختلاف شرح بحر العلوم میں چوا کو آواز دکھا ہو قولہ آفتاب گرم شیش گرم کر دہ  
 رفت از اعفای او اظلاط سرہ مردہ بود و زہ گشت او از شکفت + اثر دہا بر خویش پیدین گرفت فلک  
 از جنبش آن مردہ مارہ گشت شان آن یکہ تحیر صد ہزار + با تحیر نورا انگینتہ + جملگان از جنبشش مگر جنتیہ  
 می شکست آن بندہ بانگ بلند ہر طرف سیرت چا قا چاق بند + بندہ شکست و بیرون شد ز زہر +  
 اثر دہا ہی درشت غران مجو شیر + در نہر میت بس خلایق کشتہ شد + از قنادہ کشتگان صد شپتہ شد + مار گیر از  
 ترس بر جا خشک گشت + کہ چہ آورد من از کسار و شت + گر گر را بیدار کرد آن کویش + رفت دال آن  
 غرہ اہل خویش + اثر دہا یک لقمہ کر داک کیچ را + سہل باشد خوشنوری صحیح را + خوشنور را بہترین پیچیدہ استخوان خوردہ

در ہم شکست شہر خالی گشت اژدر بار بار اندر سوسوی کہ کرد از بیابان بر فشانده المعنی غرض آفتاب گرم سے اسکے شیرینے اصل مادہ کو گرم کر دیا اور عضا سے اخلاط سردی کے جاتے رہے یا تو وہ مردہ تھا یکایک زندہ ہو گیا عجب طور سے ایٹھنے اور بل کھانے کا مخلوق کا یہ حال کہ اس مردہ مار کی جنبش سے وہ سچے چوڑا کے دیکھنے سے تھا اگر ایک حصہ تھا سو ہزار حصہ ہو گیا تب نے نہایت حیرت سے فرے اٹھائے اور کہے سب اس کی جنبش سے بھاگے اور وہ انکے شور سے اپنی رسیان توڑتا تھا جنکی آواز ہر طرف جاتی تھی بس سب بندہ رسیان توڑ کے اس پلاس کے نیچے سے نکلا تو اژدر ہاڑی صورت والا تھا غرانا ہماشل شیر کے اب مخلوق میں بھگیا ڈر پگنی ایسی کہ لوگ گر گر کے اتنے مر گئے کہ سیکڑوں پشے ہو گئے مار گیر کی یہ کیفیت کہ ڈر کے مارے جہاں تھا وہیں سو کو کے رہ گیا کہ کیسی بلا ہاڑ و بنگل سے میں لایا اب بقولہ مولانا مرد کا ہر کہ ایک اندھے میں نے بھڑیے کو ٹھکرا کے بگا دیا آخر یہ نادان اپنے غزرائیل کو سپونچے چنانچہ اس جمع کو بھی اسنے ایک لقمہ کر لیا کہ اسکے نزدیک دنی بات تھی جیسے حجاج خوشخواری کو سہل جانتا تھا اور یہ حجاج بڑا عالم خوشخوار تھا حج امالہ کھا اور اس طور پر لقمہ کیا کہ اسکی آستین پر آپکلیٹھا اور اسکی پرائی بڑیوں کو بالکل توڑ ڈالا لافقتہ تمام شہر خالی ہوا اور سب لوگ جمع ہوئے تو اسکو کھال پایا اور بیابان کی گرد کو ہاڑی پڑوال دیا یعنی ایک ندھی تھی کہ ہاڑ کیسٹ مال دی الخلاف شرح بحر العلوم میں مار گیر کو مار گیر لکھا ہے قولہ گفت اژدر راست او کی مردہ است ہاڑ غم بنی آلتی فسرہ است ہاڑ باید آلت فرعون او مکہ ہاڑ او ہیفت آجودا آنکہ او بنیا و فرعون کی کند ہاڑ صدموسی صد ہارون زندہ گرم گشت ایرن ڈو ہاڑ دست تقریشہ گردوز جاہ و مال عقربہ اژدر ہاڑ اور در ہون فراق ہاڑین مالش اور بخورشید عراق ہاڑ فسرہ می ہوا آن اژدر ہاڑ لقمہ اوئی چا و یا بد سجات ہاڑا کن اور او ہاڑین شوہر ہاڑ رحم گرم گشت او ز اہل صلات ہاڑا کن نقت خورشید شہوت ہاڑ زندہ وان خفاش مردہ رگیت ہاڑ زندہ ہیکش اور اوجا ہاڑ ہاڑ قتال ہاڑ ہاڑا اندہ ہاڑیکہ لوصال ہاڑ چونکہ آن مرد اژدر ہاڑا اور ہاڑ در ہوا ہی گرم فحوش شد آن ہاڑ ہاڑ لاجرم آن فتنہ ہاڑ وای عزیز بلکہ صد چند ان کہ ما گفتم نیز ہاڑ طمع داری کہ اور ابی جفا ہاڑ بستہ داری ہاڑ وقار و دور و فافا ہاڑ کسی را این تنہا کی رسد ہاڑ میسے باید کہ اژدر ہاڑ کشتہ ہاڑا علم ہاڑا ن فلقن اژدر ہاڑا ہاڑ و ہاڑ ہاڑ کشتہ شہاڑی اہاڑ و ہاڑ طمع ہم خوشش ابراہودا و ہاڑ گفتہ شہاڑا علم ہاڑا ہاڑا المعنی تصغر بالفتح چرخ کہ جانور ہاڑکاری ہاڑا صلات کہ ہاڑ عطایا و افادات یہ ہاڑا ہاڑ مولانا ہاڑ کے ہاڑن و ہاڑے ہاڑن کہ اہی اژدر ہاڑے کے مثل تیرے نفس کا حال ہاڑ کہ کیب ہاڑا ہاڑ آلتی کے غم سے ٹھکرا ہوا ہاڑ اگر یہ آلات فرعون پائے کہ جسکے حکم سے رودیل بہتا بند ہوتا تھا منقول ہاڑ کہ ہاڑ جبرئیل حکم خدا یتغالی رودیل کو اسکے اختیار میں کر گئے تھے تو اسوقت دیکھو کیسی بنیا و فرعون قائم کرتا ہاڑ کہ کیوڑ موسیٰ اور سیکڑوں ہارون کی راہ ہاڑے فقر کے ہاتھ سے تو یہ ایک ذرا سا کثیر اور مچھرا و مال ہاڑا ہاڑے

تو صفر چھوڑ دیکھو اسکے شکار و شکار تو اس طرح ہے کو مال و جاہ کے برف فراق ہی میں پٹاپٹے دے اور خوشی  
عراق کی طرف جو عبارت عیش و عشرت سے ہرمت کھینچے یہ آثر دہا تیرا جب تک کہ فساد ہے تب ہی تک خیر و دردا  
سجائے پائے تو تو اس کا لقمہ ہر یہ تجھ کو مات کرنا چاہتا ہو لاجرم تو پہلے سے شکوات کر کے نینت ہموار اور طلق جو  
ست کر کہ یہ اہل صلات یعنی مستحقان عطا و انعام سے نہیں ہو اس لیے کہ یہ گرمی خورشید شہوت کی ظاہر کر گیا اور  
یہ پانچہ زخاں شیر سے ہی پر بار گیا اور تجھ کو اندھا بنا گیا تو اس سے ہمیشہ جہاد و قتال کہو اور مرد کی طرح اسی جہاد و قتال  
میں شکوہ مار کہ اللہ تعالیٰ اس جزا میں تجھ کو اپنا وصال عطا کرے اس اثر دہا کو تو دیکھ جو وہ مار گیا کہ جس وقت اس  
مرد و نہ ہوا اگر مہ پائی کیسا خوش ہو گیا پھر آؤ عزیز جو فتنے اُس نے کیے تو نے سنے بلکہ اس سے بھی سب گئے ہیں جو  
ہم نے بیان کیے تھے تو کیسے امید کرتا ہو کہ بے جور جفا کے شکوہ و تار و دانا میں مقید کر سکیگا یہ تمنا ہر کسی کو کب نہ رہا ہو  
یہ تو کوئی موسیٰ ہو اس کو لائق ہو کہ موسیٰ نے اثر دہا سے اسے ہٹا دیا اس کے تو اثر دہا سے لاکھوں مخلوق نے اسی ہٹا  
کھائی کہ سب مارے گئے کہ بغیر انہوں نے تار و دانا خود اس نے بھی طمع سے اپنی جان کھوئی مگر یہ کہ موع نے بیان کیا ہو  
اگر راستی و راستی کا اُس کے اندر غلبہ جاننے والا ہو کہ صحیح ہو یا غلط اختلاف شرح بحر العلوم میں لکھا ہوا لکھ کر کہ  
گرگ بہر دوکان فارسی جاہ و تقویٰ و عطف کہ بے عطف ہونا چاہیے لکھا ہو

### بیان سوال جواب اور تہذیب و ن فرعون کا موسیٰ علیہ السلام

قوله گفت فرعونش چرا تو ای کلیم خلق کشتی و انگیزی بہ ہم در ہریت از تو افتاد و نطق در ہریت کشتہ شد مردم را  
لاجرم مردم ترا دشمن گرفت کہین تو در سیدہ مرد و زن گرفت و خلق میخواندی و عکس شد از خلافت مرد و زن را  
نیت بد میں ہم از شر ت اگر میں میں خرم و مسکانات تو دیگی می نرم و دل ازین بر کن کہ بفری مرا و یا بحر نے  
میں وی کردم ترا تو بان غرہ مشکش ساختی و در دل خلقان ہلزلہ نداشتی و صد جنین آری و ہم سوا شوی  
خواگردی مضحکہ خیز غنا شوی ہجو تو سالوس بسیاران بدیدہ عاقبت در شہر مار سوا شد و معنی ذوق لغز میں ہجو ہم چارہ  
ذرا گریز غونا انہوہ مردم و غیرہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ای کلیم تو نے مخلوق کو مار ڈالا اور تیرے سے  
سب دھڑکون میں پڑ گئے تیرے سب سے ہریت میں پڑے جمیں گر کر کے کشتہ ہوئے لاجرم لوگوں نے  
تجھ کو اپنا دشمن جانا اور تیرا کہ نہ اُن کے سینوں میں جم گیا میں بھی اگرچہ تیرے شر سے بچتا ہوں مگر دیگ بیکری  
پکارا ہوں اور اسی تیرے میں ہوں تو اس بات سے دل اٹھا کہ تجھ کو فریب دے یا کسی بات سے تیرا پس و  
اور تاج ہو جاؤں تو نے جو کچھ اب تک کر لیا اگرچہ ہرمت کر کہ مخلوق کے دل میں خون ڈال دیا تو ایسے  
اگر سیکڑوں فریب لایا کہ کچھ نہ ہو گا خود ہی رسوا و ذلیل و مضحکہ انہوہ مخلوق کا بیگناہ چھو بیسے اس شہر میں سالوس کا  
بہت ہوئے انجام کار رسوا و فضیلت ہی ہوئے سالوس مثل زید عدل کے ہو

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون سے اسکی رہتدین جو اسنے کی علی

قولہ گفت با امرم اشراکیت مگر بڑو خولم امرش باک نیت ہر انیم من شا کہ من ای حریف و ایلون رسوا پیش حق شریف پیش خلاق خوار و زار و شینند پیش حق مطلق محبوب و پسند و از سخن میگویی این ورنہ خدا از سیہ و بیان کند فردا ترا عزت آن اوست و آن ہر گناش بد آدم و ابلیس بر بخوان نشانش شرح حق پامان ندارد محقق و ان و ان بر بندہ برگردان ورق پانی حضرت موسیٰ نے جواب فرعون کے کہا کہ میں امر حق کا شریک نہیں ہوں کہ اپنی رائے بھی انہیں لگاؤں اگر وہ میرا خون بہا دے تو مجھکو کچھ ڈر نہیں میں سپر رہی ہوں بلکہ امر حریف اسکا شکر گزار اور اگرچہ بقول تیرے اس طرف رسوا ہوں مگر حق نشان کے نزدیک شریف ہوں اور گو مخلوق کے آگے خوار و ذلیل و مسخر ہوں لیکن حق تعالیٰ کے سامنے مطلوب محبوب و پسند ہوں اور یہ بھی ایک ثابت ہو جو تجھے کہتا ہوں ورنہ تجھے بتر نہیں کہ تجھے کل قیامت کو خدا تعالیٰ سیہ رویوں سے کرگیا ساری عزت اسکی ملک ہو اور اسکی عطاسے اسکے بندوں کی ملک اگر تجھکو یقین نہیں تو خیال کر لے آدم و ابلیس سے اسکا نشان ظاہر ہوا و نیز فرمایا و لشد العزۃ و لرسولہ و لکمونین و لکن المنافقین لا یملکون اور عزت مخصوص ہو واسطے اللہ اور اسکے رسول اور مومنون کے لیکن منافق انکو نہیں جانتے جس شرح حق کی مثل حق کے انتہا نہیں ہو خبر دار ہو خبر دار تو اپنی خود بینی کی کتابت بد کرد اور ورق لوٹ دے

جواب فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو اور چالیس دن کی مہلت مانگنا موسیٰ علیہ السلام قولہ گفت فرعونش ورق در دست ماست و فقر و دیوان و حکم ایندم مر است و مر مرا بخیر و اند اہل جہان کہ از اہم عاقل تری تو ای فلان ہوسیا خود را خبریدی ہین برو و خوشی کن کم ہین کو و غرہ شود جمع آرم ساحران ہر تا کہ جہل تو نایم شہر را این بخوار شدہ روز سے یا و روزہ ملتئم و تا جہل و روز تہذیب یعنی تہذیب ہندی میں تقریباً ماہ ساون اور سخت گرمی فرعون نے شکے جواب دیا کہ تو جو ورق لوٹا نے کو کہتا ہو ورق اور فقر و دیوان اور حکم اسوقت سب میرے ہی واسطے ہین مجھکو تمامی اہل جہان نے چھانٹا اور اختیار کیا ہو کہ ای فلان تجھے زیادہ کوئی عاقل نہیں اور تو نے ای موسیٰ فقط آپ کو آپ ہی خریدا ہو جیسے ہندی شل جو اپنے منہ آپ بیان شو بنا ہو بس جا اور آپ کو کتر سمجھے رہ اور اپنی سمجھ پر غرہ مت ہو میں تمام خاند کے ساحرون کو جمع کر دینگا تا تیری جہالت سارے شہر کو معلوم ہو جائے اور یہ بات ایک دو دن میں نہیں ہو سکتی ایام تو زبھر جو گرمی کی شدت کے دن ہین چالیس دن کی مجھکو مہلت دے تا تیری جہل ظاہر ہو جائے لکلا و شرح بحالہ و مین یا و روز کو تا و روز گھاہ

جواب حضرت موسیٰ کا فرعون کو

قولہ گفت موسیٰ مر مرا دستوریت ہندہ ام مال تو ناموریت مگر تو چری و مرا خود یا زیت ہندہ فرما ہم بدنام کار نیست

میں نے با تو سید تازہ ام + من چکارہ نصرت من بندہ ام + میں نے نام اور رسد حکم خدا + اور کندہ ہر قسم از من سے جدا + اے موسیٰ حضرت موسیٰ نے کہا جھکوا عازت مدین ہوں تو بندہ ہوں تیری مملکت دینے پر یا موسیٰ نہیں ہوں تو اگر غالب اور یہاں کوئی یار و مددگار نہیں میں بندہ فرمان کا ہوں جھکوا اس سے کہو کام نہیں کہ کوئی یار و مددگار ہو نہیں میں جب تک زندہ ہوں جب تک جسے لڑنا ہو گا میں چکارہ نصرت کا ہوں میں نے خدا کی کا اور بندہ ہوں آب میں دروازہ خدا کا جانا ہوں تو حکم خدا کا پہونچے کس واسطے کہ وہی ہر دشمن کو ہر دشمن سے جدا کرنا جانتا ہے

جواب فرعون کا موسیٰ کو اور وحی آنا موسیٰ علیہ السلام کو

تو کہ گفت فی فی معلوم ہا یہ بنا دہ عشوہ ہا کہم تو کہ چاہی باد حق تعالیٰ وحی کر دوش در میان ہر ملتش ہر ملت ہر اس ازان ہا میں چل دوش بدہ ملت بطوع یا سکا کہ گریا ا و نوح نوع یا کہو شدا و کہ فی من نصتہ ام تیز و کویش بگرفتہ ام ہا چلدا شان را ہمہ بہم زخم دوا پنچہ افزا میں بر کہ زخم آب را آزند من آتش کم نہ نوش خوش گیر من نا خوش کم و مرہ پوند من زیر ان کم نہ پنچہ اندر و ہم نایا کن کم نہ تو ترس و ملتش دہس دراز ہو گیا گردار و صحت بسازہ اے موسیٰ فرعون نے کہا نہیں نہیں مملکت میرے واسطے مقرر کرنا چاہیے بہت عشوے فریب مت دے اور بہت سی باد پیا کی مت کر حق تعالیٰ نے اسی وقت وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اسکو مملکت وسیع دے اور ڈرے مت یہ چالیس دن کی مملکت اسکو بخشی دے تو اپنے قسم تم کے مکر خوب تجویز کر لے اور خوب کوشش کرے کہ واسطے کو میں نصتہ اور غافل اُس سے نہیں ہوں اور کہدے کہ میرے سامنے سے نہایت تیز جاگ اب میں نے تو کہہ دیا کہ ان کا منک بھاگے گا سارے جیلے انکے لوٹ پوٹ کر دوگا جو کہ یہ بڑھاتے جائینگے میں سب گھٹا دینگا اگر اب لائینگے میں اب کو آگ کر دوگا اگر خوش خوش حاصل کریں گے میں اُس خوش کو نا خوش کر دوں گا اگر محبت سے پوند کریں گے اور متفق ہوں گے میں ویران کر دوں گا غرض جو بات کسی کے وہم میں نہ آئے وہ میں کر دوں گا تو ہرگز مت ڈرا اور اچھی لنبی مملکت اسکو دے اور کہدے کہ چاہیے مبنی سیاہ جمع کر اور چاہیے جتنے جیلے بنا کوئی بات اٹھاست رکھ

مملکت و نیا حضرت موسیٰ کا فرعون کو تو ساحرون کو جمع کرے

تو کہ گفت ام آبد برو مملکت تیز من بجای خود شدم رستی ہا + او ہیشدا اثر دہا اندر عقب + چون سگ صیا وانا و محب + چون سگ صیا و جنباں کردہ و ہم سنگ را میکرد رگیا و زیر شیم + سنگ آہن ابدم در یکشد خرد میںا نیدہن را پدیدد و رہو ا میکرد سزا دای برج + کہ نہریت میشدا زوی روم و کرج + کفک می اندشت چون شیران نہ کام + و نہ کجہ بہر کہ میںد شد ہذا م + شرع و ددان + دول می شکست + جان شیران سید میشدا چون بقوم خود رسید ان مجتبیٰ شد و برگشت باز شد عھا + تکیہ بروی کرد و گفت ای عجب پیشا خورشید پیش خصم +



ایک عجیب چوٹی دیویدیاں سپاہ عالمی برافقاب چاشنگاہ چشم باز و گوس باز و این دکا و خیر و دم درخیم ہندی خدا  
 من زایشان پیر و ایشان ہم رمن و از بہاری خادیشان من من و المعنی کج کہ بضم نام ولایت کہ اسکو کہ جستان  
 بھی کہتے ہیں شہدق بالکسر کج و ہن یعنی بی بی خدا کی طرف سے آگئی تو حضرت موسیٰ نے کہا جا چکو مہلت  
 دی اب میں بھی اپنے مکان کو جاتا ہوں تو اتنے دنوں خبر دار ہو مجھے چھوٹا بس حضرت موسیٰ آگے تھے اور  
 یہ انڈیا شکاری کا ساکتا ہوشیار مجتہد والا پیچھے پیچھے جاتا تھا اور شکاریوں کے کہنے کی طرح روم ہاتا ہوا اور  
 پتھروں کو اپنے سم کے نیچے پریت کرتا سنگ و این کو ٹکاتا جاتا ریزے کرتا کبھی چونہ خاکا کپا ہوتا رہتا  
 کرتا تھا کہ برج آسمان پر پہنچتا تھا انکو دیکھ کے روم و گج میں بھگیز مڑتی تھی شیروں کے مثل تھے یہ بھگت  
 وراثت تھا اوچھوڑی کی بوند گر پڑتی تھی اسکو بڑا مہر جاتا تھا جو قوت وراثت جہانا تھا انکی آواز سے دل و گون  
 کے فوٹے تھے اور شیر سپاہ جان چھوڑے دیتے تھے انقصہ جب یہ تھی و برگزیدہ یعنی حضرت موسیٰ اپنی قوم میں  
 آئے اسکا منہ پکا یہ لوٹ کے پھر عمار ہو گیا حضرت موسیٰ نے اس سے نکیہ لگایا اور کہتے تھے اے عیسا  
 عجیب چیز ہو کہ ہمارے لیے آفتاب ہو دشمن کے لیے شب ہو چراغ عجب ہو کہ یہ سپاہ فرعون تھی چھو مہینوں و لیکن  
 حالانکہ تو ایک جان ہو آفتاب چاشنگاہ سے جو عین اسکی ترقی کا وقت ہو بھرا ہوا ایسی قدرت و چشم ہندی خدا  
 کی ہو کہ انکے کان انکے گلے ہوے ہن او نیم و نکا بھی رکھتے ہن تاہم نہ دیکھتے ہن نہ سنتے ہن نہ سمجھتے ہن ہن  
 انکو دیکھ کے حیران ہوں یہ مجھے حیران ہن بہار ایک ہی ہو مگر طرفہ یہ کہ یہ سب غار ہن ہن من ہوں الخلاف  
 شرح بحر العلوم ہن ہمارے پاکو باضافت لکھا جو حاضرت کا کچھ ٹھکانا نین قولہ پیش شان ہر دم بے  
 جام حق و سنگ شد آتش پیش آن فریق و ستہ گل ہتم و ہر دم پیش ہر گلی چون خاک گشت و لوٹش ٹیل  
 آن انصیب جان پہنیشان بود و چونکہ باخوشند پیدا کی سٹو و خفتہ بیدار با بد پیش ما تا بہ بیداری بہریند خوبا  
 دشمن این خواب نوش شد فکر خلق زمانہ سپہ فکرت بہتہ ست ملق و میرتی باید کہ رو بہ فکر و خورد و میرت فکر و  
 نوکر را ہر کہ کا ہلتر بود او رہن و او بصورت پس منی ہست و رجوع ایمان بود کہ کلا و اگر وہ  
 خانہ رود و چونکہ کلا باز کرد و ازور و و پس فتد آن بزم پیش کہ ہنگ بود و پیش افتد آن بزم لنگ سپین و کلا اگرچی  
 وجہ العالمین و اگر کافہ کی شدہ این قوم لنگ و فخرنا و او نہ و جہرہ زندنگ و پا شکستہ سیر و زندیشان کج و از  
 حرج را بہیت نہان تاج و دل و نہا شہادتہ این فریق و زانکہ این دانش عماران طریق و دانش  
 باید کہ صلح نہ انست و نہانکہ ہر فرعی ہاغل و بہت و ہر پے بر عین دیا کی پر و نہالین علم لدنی فی ہر  
 پس چہ اعلیٰ یا موزی ہر و کش بایہ نہ را لان پاک کرد پس مجو پیشی ازین سر لنگ باش و وقت ہر کشق  
 و پیش کہ لنگ باش و آٹرون اساقون باش اسی حریف و ہر جو سابق بود مویہ لطیف و ہر چہ آواز آمد و جو و

اولت اور انکا مقصود بودا چون ملائک گوی لا علم لنا تا کی دوست تو ملکتنا بمعنی حضرت موسیٰ فرماتے تھے کہ میں انکے سامنے شراب صاف لب جام یعنی لب لباب بھرے ہوئے لیگیا ہر چند وہ آب تھے نرم و لطیف اس فریق کے سامنے ننگ سے سخت تر ہو گئے پھر کہتے ہیں کہ میں نے ایک دستہ گل کا بنایا اور انکے سامنے کیا اسکا ہر گل انکو شل خار کے ہو گیا اور جو نوش پیش کیا انھوں نے نیش جانا اور کیوں نوش نیش ہوا سو اسلے کہ یہ نوش انکا حصہ ہی جو بنی نیش و خود ہیں اور یہ تو ظاہر خودی سے بھرے ہیں انکا حصہ کب ہر اسکے لیے تو وہ ہو جو اس عالم سے نفقہ اور اس عالم سے بیدار ہو ایسا ہلکے تو اس بیداری میں خوابیں دیکھ لکھیں کیا کریں فکر مخلوق کی تو دشمن اس خواب نوش کی ہو رہی ہو وہ نہیں آنے دیتی جب تک فکر تیری نہیں ہوتی ہی میرا خلق بندہ کیچہ کہ نہیں سکتا اور اس ذکر کے صاف کرنے کو حیرت محمودہ درکار ہو کہ حیرت فکر و ذکر دونوں کو کھاجاتی ہو ظاہر ہو کہ جب حیرت ہی تو فکر کمان اور جو بھی حیرت اصل معرفت ہو تو پھر ذکر کیسا جیسا کہ حدیث شریف ہو اللہم ذنی حیۃ محمودۃ امی یا خدا یا بڑھا تو مجھ کو حیرت محمودہ جس جو شخص خدا اور ہنرمیوں میں کامل تر ہو اور فکر دینی میں کامل کہ انکار دینویہ پیٹ کے حیرت محمودہ حاصل کی ہو وہ اہل صورت کے نزدیک پترائے کثر اور اہل معنی کے سامنے پشیر اور سب سے بہتر ہو ائمہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت جگہ راجعون فرمایا ہو اور رجعت مخلوق کی انکی طرف بخوبی ثابت مگر یہ جو ہر طور پر ہو جیسے گلہ چر کے گھر کو لوٹتا ہو یعنی جب گلہ اپنے ورود سے کہ جہاں چرنے کو گیا تھا لوٹتا ہو تو وہ بزور سب سے آگے ہوتا ہو پیچھے پڑ جاتا ہو اور وہ بزرنگ کہ مراد کرو سے ہو پیچھے دلا آگے پڑ جاتا ہو تو یہ وہ بات ہو جیسا کہ مصرعہ عربیہ کہ میرا لوٹنا ٹھٹھا ہو ترنہ رویوں کا یعنی جو نہیں ہنتے ہیں وہ بھی منسنے لگیں مطلب یہ کہ اہل صورت جنگو پس جانتے ہیں وہ پیش ہیں اور جو انکو پیش جانتے ہیں یہ ہیں پس مصداق مصرعہ عربیہ کے ہیں یہ قوم جنگو اہل دنیا نے سمجھا ہی گئے نافرمانے لنگ کب ہوئے بلکہ یہ تو قصداً فقر کو عوض ننگ کے دے دیتے ہیں اور ننگ خریدتے ہیں یہ تو پاشکستہ ہوں تب بھی حج کو جائیں ہر چند لیس علی الاعوج حج نمازل ہو یعنی لنگڑے پر حج نہیں ہو جانتے ہیں اسی حج میں راہ فرج کی چھپی ہو اس فریق نے دانش دنیا سے دل دھو ڈالا ہو یہ خوب جانتے ہیں کہ دانش دنیا کی اس راہ کو نہیں جانتی وہ دانش چاہیے جسکی اصل اس طرف سے ہو سو اسلے کہ ہر فریق اپنی اصل کی راہ بتاتی ہی ہر کسی کے ایسے پر کمان جو سمندر کے پھانٹ پر اڑ کے تو لدن علم لدنی کا کھج پانے یعنی یہ علم جو اپنے ذہن و کرب سے حاصل کرتے ہیں اس علم کو پہنچ جائے جو خدا داد اور انکی عطا سے حاصل ہوتا ہو پھر کیوں ایسا علم آدمی کو سکھائے کہ جس سے اسکو اپنا سینہ پاک کرنا پڑے پس تو ایسی پیشی مت ڈھونڈ جو اس طرف سے لنگڑا ہی رہے اور وقت لوٹنے کے سب سے آگے ہو پیش آہنگ بن تو آخر

السا بقون میں ہوا میرے حریف دیکھ تو جو بیوہ درخت پر ساقی ہوتا ہو کیسا لطیف و بارہ ہوتا ہو جیسا کہ حدیث  
شریف میں وارد ہو مگر الا فزون السا بقون ہم آفرین لیکن سب سے سابق ہیں اب فراتے ہیں اگرچہ بیوہ  
اپنے وجود میں آفرین لیکن ہوا دل اس واسطے کہ اصل مقصود درخت سے بیوہ ہی ہو تو لایک کی طرح کمال عجز سے  
الاعلم ناکے جا تو ان کی طرح تجھ کو وہ اپنے علم سے تعلیم کرے جیسا کہ قرآن مجید میں ہوا علم لنا الا ما علمنا ہر کوئی علم نہیں  
نکرو جو کچھ تو نے سیکھا یا ہر اختلاف شرح بحر العلوم میں لکھا ہوا زور و دے مافی میں فردا آمدن آب و رلفظ آب کا  
اس شعر میں ہوا سابق میں نہ لاحق میں اور سیکڑوں نسخے اس قدر میں بھرے ہیں یہ ماسخون کی پوری پوچھا  
محققوں کے قول کہ گردین مکتب ندانی توحی بہ پوچھو احمد پری تو از موحی کہ گریباشی نامدار اندر بلا و نہ کم نہ و اللہ اعلم  
بالعباد اندرون ویرانہ کان معروہ نیست، از برای حفظ گنجینہ نہ نیست، موضع معروہ کی ہند گنج، نہیں قبل  
آمد فرج و زریں رنج، خاطر آرد پس شکال اینجا و لیک، بگسدا اشکال، استور نیک، و شش عشق آتش اشکال سوز  
ہر خیالی را برو بدو زور ہم ازان سو جو جوابی مرتضیٰ، کاین سوال ارازان سو مزاد گوشہ بی تو شہ دل  
شہریت نہ تاب لا شرتی و لا غریبا رہیست، تو ازین سو و ازان سو چون گدا، ای کہ معنی چہ بیوہ بی صدا ہم انیس  
کہ وقت درو تو پیشوی درو کہ یار بی و تو تو وقت مرگ و درو کہ نموی نمی، چونکہ درو تو رفت چونی عجی، وقت  
محنت گشتہ اند گو، چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو، در زمان درو و غم پادش کنی، چون شدی خوش باز غفلت  
تبی ماین ازان آمد کہ حق را بی گمان، بہر کہ بشناسد بود دائم بران، آنکہ در عقل و گمان تہش عجیب نگاہ پوچھت  
و کہ بریدہ حبیب عقل جزوی گاہ خیر کہ نگون، عقل کلی امین از ریب المون، عقل بفروش و ہر جہت بخیر  
رو بخواری فی بخارا او سپرد تا بخارا آو گریابی درون، مساکن در محفلش لا یفقون، ما جو خود را درین غنیمت  
کہ حکایت ما حکایت گشتہ ایم، من عدم افسانہ کہ درم ز جنین و تا غلب یا ہم اندر ساجدین، المعنی اگر کس  
مکتب خاؤد نیامین تو حضرت احمد کی طرح آئی ہو تو جیسے وہ نوشت خوانہ ظاہری سے معارف تو بھی حروف تہجی  
کے بجائے تاک نہیں جانتا تو کسی علاج سے جو سوا انبیاء کے حصہ اولیا کا ہو ضرور آٹھ گنا سجا میں امانہ ہو اگر تو دنیا  
میں ایسا نہیں کہ مثل اردون کے عالم غافل ہو کے نامدار ہو تو کیا کم اور کسی سے ہیشا ہو اسلئے کہ اللہ اپنے  
بندوں کا حال خوب جانتا ہی اُس پرانہ میں جو شہر و نیرین و جوف و غلط گنجینہ نہ کا کہتے ہیں اور موضع معروہ میں کہ خزانہ  
کہتے ہیں یہی سبب ہو جو رنج دینے کشاں و کشور رنج ہو اندیشہ بیان بہت شکلیں پیکر آکر لیکن جو سوز نیک ہو وہ ان  
سبب شکون کو توڑ دیتا ہو دستور و نیز دست یعنی وزیر جس وزیر اس کے عشق کا ایک آتش ہو اشکال سوز اور  
سلطان عشق کا تو کچھ کسنا ہی نہیں یہ وزیر و چیز ہو کہ دن کی طرح جلا خیال جھاڑ کے صاف کر دیتا ہو جیسے  
شب کے تمامی خیال و اشکال دن سے مٹ جاتے ہیں واضح ہو کہ نجمین نے اپنے خیالات سے

اگر تالیس کلین آسان پر مقرر کی ہیں مجملہ انھیں کے بارہ برج ہیں کہ یہ سب دن میں نابود ہو جاتے ہیں  
اور شب میں نمود ہوتے ہیں تو اس وقت ہی اور اس پر گزیدہ جس طرف سے تھک کوئی سوالی پیش آئے اسی  
طرف سے اس کا جواب بھی دھونڈو تیرا گوشہ بے گوشہ دل کا ایک عجب شاہراہ ہے جس میں روشنی آس ماہ کی ہو  
کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی جیسا کہ حق سبحانہ نے اپنے نور پاک کی صفت میں فرمایا ہو لا شرقیۃ ولا غربیۃ تو جو شل  
گدا کے قتل ہو یہ سب ہو کہ تو ادھر کا چور ہو رہا ہو ورنہ تو کوہ منی کا ہو محتاج صدا کا کب ہو تیری صدا کے سب  
محتاج ہیں تو ہر بات کو اسی طرف سے ڈھونڈو خیال تو کر مہر تجھ کو کوئی درد لاحق ہو تا تو کیسا یار بی یار  
کے ذکر میں ڈھرا ہو ہو جاتا ہو جس در و در مرگ کے وقت میں تو ادھر کو ایسا جھکتا ہو پھر جب درو جاتا رہتا ہو  
تو گو گھما کیوں بجاتا ہو محنت کے وقت تو خوب افسہ افسہ کرتا ہو جب محنت جاتی رہی تو کہتا ہو کوئی افسہ  
کی ہو جیسا کہ فرمایا واذ اس لالسان صواعبہ منبأ الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منسی ما کان یذو الیہ جس وقت  
مضرت پہنچتی ہو انسان کو پکارتا ہو اپنے رب کو خوب رجوع ہو ہو کے اس کی طرف پھر جب پہنچتا ہو محنت  
اور دفع کرتا ہو اس سے بچ تو بھول جاتا ہو اس کو جیسا کہ پکارتا تھا اس کو جب زمانہ درد و غم کا ہوتا ہو تو کیسا  
اس کو یاد کرتا ہو جب خوش ہو گیا تو وہی غفلت میں آپ کو مٹھتا ہو اور اس کا سبب یہ ہو کہ تو حق کو  
بگمان جانتا ہو نہ یقین جو یقین جانتا ہو ہمیشہ ایک حال پر قائم رہتا ہو اور جسکی عقل گمان میں حجاب  
واقع ہو اس کا یہ حال کہ کبھی پوشیدہ ہو اور کبھی جیب دریدہ اور کیسے ہوا کی عقل جزوی ہو کہ کبھی تاریک یا  
کبھی گون اور جو عقل کلی ہو وہ یہاں منوں اور حوادث و زکات سے بچت ہو تو عقل و ہر کو بیچ اور حیرت کو  
خرید تو خواری کی طرف جاننا رکھتے ہیں باوجود معدن علم و فضل ظاہری ہو تا بحصول علم عزت و شان  
ماہل کرے جتنا اگر جائیگا اور اندر اس کے داخل ہو گا جتنے اہل عقل ہوں گے سب کو ایفقیون ہی پانچاگا کہ اس علم سے  
کچھ نہیں جانتے شہ آئیدہ دفع ہو اس داخل کا کہ کوئی کہے اور دن کو علم ظاہر سے منع کرتے ہو اور خود شہ و سخن  
میں لت پت ہوتی کہ حکایتیں لکھ لکھ کے خود حکایت ہو گئے یہ اس سبب سے ہو کہ عدم کا افسانہ تو میں نے  
اس وقت سے کیا کہ جب میں جنین تھا یعنی آغاز وجود سے کہ کو معدوم سمجھے ہوے ہوں مگر اب بنیال نفی  
ساجدوں کے ساجدوں میں نقاب ہوتا ہوں تا درجہ بدرجہ وقتاً فوقتاً اس تحریر سے میری ہرہ مایاب ہوں  
اور اعمال ظاہر سے اعمال حقیقیہ کو فائز ہو کے کیل عمل کی کریں اور فائدہ اسکا عائد میرے حال کو بھی ہو  
ان الله تعالى وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یرنگ حین تقوم و تعلیک فی الساجدین اور توکل کر اس غالب  
مہربان پر کہ تجھ کو دیکھتا ہو جب تو نادم کو گھڑا ہوتا ہو اور متقلب ہوتا ہو ساجدوں میں یعنی ساجدوں کو  
سجدہ حقیقی کی طرف پہنچانا الخلاف شرح بحر العلوم میں پہلے شو کے دوسرے مصرعہ میں پری از نور حق

لکھا ہو معنی میں مخرج کا لفظ اندکیا ہو مگر کتابت میں متن کی مخرج کا لفظ سنیں جو میں نے انھیں معنی کی سند سے مخرجی بنا دیا آخر وہ دن صیغہ اسم آلہ کے ہیں اور ہم معنی اور نہند کو نہند اور دستور کو دستور راہ کو کوراہ کو بگاف عجمی دریدہ حبیب کو زیدہ حبیب لکھا ہو قولہ این حکایت نسبت پیش مردکار + وصف حالت و حضور یار غار + آن اساطیر اولین کہ گفت عاق + حرف قرآن را بدنام نفاق + لارکانے کہ درو نو رخداست + اصنی مستقبل و حالش کجاست + معنی و تنقیض نسبت بتوست + ہر دو یک چیز پذیرداری کہ دوست + یکتی اور اپد ر مارا پس بام زیر زید و بر عمران زبر نسبت زیر و زبر شد زمین و دوس + سقف سوی خویش یک چیز است و بس + نسبت مثل آن مثال است این سخن + قاصر از معنی نور حرف کمن + چون لب جو نسبت کشا لب بہ بند + لب و سائل بہست این بحر قنڈ + این سخن پایاں فرار و باز گرد و سوی فرعون مدغم تہاچہ کرد + معنی عاق سرکش با ما در و پدر فرماتے ہیں جو مردکار کے ہیں ای صاحب عمل کامل آنکے نزدیک یہ حکایت نہیں ہو بلکہ بیان حال اور حضور می یار غار کا ہو اور وہ جو عاق کو گون نے اساطیر اولین لکھا ہو اٹھا حرف نفاق تھا قرآن کے ساتھ غرض یہ کہ میرے کلام کو بھی شعرو حکایت کہنا ایسا ہو جیسے قرآن مجید کو ان ذوالالاساطیر الاولین لکھا ہو نہیں ہو قرآن مگر حکایتیں پہلے کو گون کی وہ لامکان جبین فر خدا کا ہو و بان ماضی و مستقبل و حال کہاں ہو پھر اسکے کلام میں زمانے کیسے ہو گئے جو اساطیر الاولین منافقین نے کہا ماضی مستقبل تو تیری نسبت سے ہو تو انکو دو جان رہا ہو اور حقیقت ایک چیز ہیں مثلاً ایک شخص ہو کہ اسکا کوئی باپ ہو اور ہم کہ ہمارا کوئی لڑکا ہو تو کیا ہوا آخر ہیں تو سب ایک تن یا با ہم کہ زمین اس کے زیر ہو اور بر پر عمران ہیں نسبت زیر و زبر کی زیر و عمران سے ہوئی ورنہ سقف تو اپنی جانب میں بس ایک ہی چیز ہو اب فرماتے ہیں جو جوچہ ہم نے کہا یہ سخن پہا مثل نہیں ہو جو اسکے جمیع صفات میں شریک ہو بلکہ مثال ہو سمجھنے سمجھانے کے واسطے ورنہ ہماری کیفیت یہ ہو کہ اگر کوئی معنی نو اسکے صفات میں یا کوئی حرف کمن ہر طرح قاصر ہو جس پر گاہ کہ اس دریا کا کنارہ نہیں ہو تو لب مت کھول بند کر لے اس بحر قنڈ کا نہ کہنا لہو نہ سائل چھ جب یہ سخن بے پایاں ہو تو لوٹ فرعون مدغم کا حال کیا لکھ کر اُس نے کیا کیا الجفاف شرح بحر العجم میں لکھا کہ لکھا ہو

بھیجنا فرعون کا مداین کو تلاش ساحر زمین

قولہ جو کہ موسیٰ باز گشت و او با ندہ اہل اسی و شورت + پیش خواندہ مجمع گشتند و بفر دندباہی + ہر کسی کو نہ عرض فکر و رای + عاقبت + ان میاں و دن + رای پیش آور دو کر دوش بہنوں + کاے شہ صاحب ظفر چون غم فرو + ساحران جمع با یکہ زویدہ در مالک ساحران و ادیم + ہر کجی در سحر فرو و پیشوا مصلحت نہت کہ اطراف مصر جمع آرد شان شہ و صراف مصر + ایسی مردم فرستاد آن زمان + در خواجی بہر جمع جا و دان +

ہر طرف کہ ساحری بظاہر کر دیا۔ پھر ان سوی او وہ مرد کار + دو جوان بودند سا حضرت سحر ایشان مولیٰ سحر  
شیر و شیدہ زمرہ فاش کشا کرد۔ در سفر باز قبتہ میرجی سوار شکل کر پاسی نموده آفتاب ۱۴۰۰ بمیودہ فروشنده شتاب  
سیم بردہ مشیری آگہ شدہ دست از حسرت برضا برزودہ + صد ہزاران بچہ بین در جادوئی + بودہ استاد و بعدہ چون  
دوئی + المعنی فراتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ کوٹ گئے اور وہ رہ گیا تو اہل راسے اور شیر و ن کو پاس  
بلایا حسب جمع ہوئے اور اس کارروائی میں قدم جایا اور ہر کسی نے اپنی اپنی راسے پیش کی جیسا کہ قرآن  
شریعین میں ہو قال للہامن حولہ ان بذ الساعہ علیہم یرید ان یخبطکم من ارضکم بسحرہ فماذا ماردن کما فرعون نے  
اس گروہ سے جو اسکے آس پاس تھے بیشک یہ شخص مینے موسیٰ بڑا جادو دیا جسے والا ہی چاہتا ہو کہ لگو تھارے  
ملک سے نکال دے اپنے جادو کے زور سے پھر اس میں کیا مشورہ دیتے ہو آخر کار ہا مان سیا مان نا پنہ  
یہ راسے پیش لایا اور اس طور پر رہنمون ہوا کہ اری بادشاہ صاحب طفر جب اس غم نے زیادتی پکڑی تو  
تو جلد ہی جادو گرد کو جمع کرنا چاہیے کما جاب فی القرآن ار جہوا غاہ و ابعث نئی المدائن حاشرین یا تو کبکل  
سحا علیہم قید کہ موسیٰ اور انکے بھائی ہارون کو او بھجج اپنے ملک کے شہروں میں جمع کرنے والے تیرے  
پاس ہر ساحر وانا کو الیہن ہارون کتا ہو تھارے ملکوں میں بھی تو بڑے سامرین کہ جادو میں فردا اور  
جادو گردوں کے پیشا ہیں لکنما صحت یہ ہو کہ بادشاہ جو پرکھنے والا اور صراف اہل مصر کا ہوا طراف مصر  
انگو بکائے فرعون نے یہ سنے فوراً بہت سے آدمی نواح مصر میں بھیجے تا جادو گردوں کو جمع کر لائیں اور جہاں  
کھین کوئی جادو گرد برانا مور و ناما رہتا اسکے پاس دس آدمی کا ہوا ان بھیجے تھما ماردن کے دو جوان  
ایسے سحر میں مشہور و مشہور تھے جیسا سحر ماہ کے دل میں بھی جا ہوا تھا قیدیہ کی مناسبت بندہ کے ہو کہ یہ ظاہر  
و احکار ماہ سے دو دھڑ دہا کرتا تھا اور ہم یہ سوار ہو کے سفر کو جاتا تھا اور دو سوپ کو گرمی وغیرہ موٹا کپڑا  
و کھل کے خریدار کو ناپ دیتا اور بیچڈالتا تھا یہ تو نقدی روپیہ وغیرہ نہیں لیکے لےتا ہوتا وہ جب واقف ہوتا  
تو دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا رہتا تھا ایسے ہی ملاکھوں جادو گردی میں استاد گجنا تھا ایسا دیا دی  
نہ تھا قولہ چون برایشان آمد این پیغام شاہ + کہ شاہشاہرت اکون پارہ خواہ + از پی انکہ و در ویش  
آمد نہ بر شہ و بر قشرہ موکب زودہ + رفت با ایشان بغیر کاپ عصا + کہ ہمیکہ دو با مرش اثر و با + شاہ و  
لنگرہ جلیہا چارہ شدند + زین دو کس جلیہا با فغان آمدند + چارہ جو بیان بندہ را پیش تہا + شاہ ازان ارسل  
فرمودست ما + چارہ سازید اندر دفع شان + گنجما بخشد عوض شہ بکران + آں دو ساحر اچو این پیغام  
ترتیب مہری در دل ہر دو قتا و ہر قی مضیت چو جنبیدن گرفت + سر را فور ہنا و نذر از شگفت + چون  
ویرستان صوفی زانوست + حل مشکل او و زانو جادو دست + المعنی انفرض جہاں + و نون کے پاس پیغام کا کیا

لکھا کہ ہمیشہ سب لوگ تو بادشاہ سے چارہ جو ہوئے ہیں اسوقت میں بادشاہ سے چارہ خواہ ہر اس سب سے کہ  
 دو خیر اسکے بیان آئے ہیں کہ انھوں نے بادشاہ اور اس کے قصر کو گھیرا ہوا ہے ایک عرصہ کے ان کے پاس  
 کچھ نہیں بڑکدہ ان کے حکم سے اُتر رہا ہو جاتا ہو اس سبب سے بادشاہ کو کچھ بن پڑتا ہو نہ لشکر کو صرف دو  
 آدمیوں سے فرماؤ و فغان میں ہیں اب بادشاہ نے بندہ کو تھارے پاس اس غرض سے بھیجا کہ کوئی  
 تبریر ان کے دفع کی کر جسکے عوم میں گنج بکراں پاؤ گے جب ان دونوں ساحروں کو یہ پیغام سنایا تو دونوں کے  
 دل میں امید و بیم پیدا ہوئی اور گنج بکراں کی ہٹنے لگی اور چرائی سے سر زانو ہو کے سوچنے لگے اب شعر آئندہ  
 مقلو لکھا ہو جیسے صوفی کا مشورت خانہ زانو ہو جب اسکو شکل پیش کی ہو زانو پر سر رکھتا ہو زانو کو ماحل مشکلات  
 میں جاو ہو و الخلاف شرح بحر العلوم میں جنسیت لکھا ہو جسکا کچھ پتا نہیں ملتا کہ جنسیت کی کوئی  
 جانا ان دونوں جادو گروں کا اپنے باپ کی قبر پر اور اسکی واپس حال حضرت موسیٰ کا چھینا  
 قول کہ جبرائیل گفتند ای ما دریا گور بابا کو تو مارا رہنا بروشان بر گور او بنود راہ دیش سہ درہ و شہنشاہ از ہر شاہ  
 بعد از ان گفتند ای بابا بابا شاہ پیغامی فرستاد زو جا کہ و و مر و اور اپہنگ کہ و و اندہ آبر و پیش پیش لشکر  
 ہر وہ اندہ نیست با ایشان سلاح و لشکری و جز عصاب و در عصاب شور و شرے + تو جان رہتان در رفتہ مگر چہ  
 در صورت بخا کی خفتہ + آن اگر سحرست مارا و خبر و در خدائی باشد ای جان پدر + ہم خبر دہ تا کہ ما سجدہ کنیم +  
 خوش + اب کہیم یا از نیم ناما امید نیم امید رسد + در شب و یجر و خورشیدی رسد + از ضلالت کیم در راہ رشد +  
 رانگا نیم و کرم مارا کشد + المعنی و جالفتح و او تیس و اندوہ بقابل کے مان کو با کہ کہ کلاما و را آ اور ہکو  
 ہمارے باپ کی قبر تیا وہ انکو قبر پر لگی اور رہنا ہوئی انھوں نے تین روز سے نذر بادشاہ کے رکھے  
 چھ کہ کہ ای بابا بادشاہ نے نہایت خائف و ہراساں ہو کے پیغام بھیجا کہ کو و آدمیوں نے ہکو از بس  
 تنگ کیا ہو اور اسکی آبرو لشکر کے سامنے کھودی ہو نہ ان کے پاس ہتھیار ہیں نہ ان کے ساتھ لشکر صرف ایک عصاب  
 اور عصاب کیسا جبین شور و شر ہے ہیں تو عالم راستان میں داخل ہوا ہو اگرچہ بطاہر خاکین ستوا ہو اگر وہ  
 جادو ہو جب اور اگر وہ خدا کی طرف سے جب تو اسکی جان ہمارے باپ کی ہکو خبر دار کر دے تا ہم اسکو سجدہ  
 کریں اور اس کیسیا پر اپنے مس کو لگا کے ناقص سے کامل کریں ہم ناما امید ہو رہے ہیں ہکو امید ہو چنے  
 اور اس اندھیری شب ترو میں خورشید ملے ہم گمراہی کو چھوڑیں راہ ہدایت کی پائیں ہم رانہ و مردود  
 ہو رہے ہیں شاید کرم اسکا ہکو پہنچے

جواب کہنا ساحر مردہ کا اپنے فرزند سے

قول کہ گفتن شان خواب کی اولاد میں نیست ممکن ظاہر این را دم زدن فوٹش مطلق گفتن و ستور نیست +

ایک راز پر پیش چشم و ریت + ایک بنایم شمار آیتے آتا شویہ اگر نہ سر کینتے + ایک نشانی و انما یم باشما +  
 آتا شویہ پیداشما لاین فصا + نور چشمیہ نم جو آنجا میر وید + از مقام خواب شان اگر شویہ + آتزان کہ خفتہ باشکان یکم  
 آن عصا گیرید و بگرداریدیم + گرد وید آن عصا شان سا حرت + چارہ سادہ شمارا ما حرت + ورنہ بوقائید  
 بان آن بایزدیت + اور رسول ذوالجلال اعزہ تہیت + اگر جان فرعون گیر و شرق و غرب + سنگون آید فرق  
 در گاہ حرب + این نشان رست وادم جان باب + بر نویسند علم باصواب + جان بابا چون بخشد  
 ساحرے + بحر و کرش را نباشد بہری + چونکہ چوپان خفت گرگ امین شود + چونکہ خفت او جبوان ساکن شود  
 ایک جوانی کہ چوپانیش خدمت بلگرگ را آنجا امید و رو کجاست + جادوئی کہ حق کند حق ست و بہت + جادو  
 خواندن مران حق را خطاست + جان بابا این نشان قاطع ست + گیر و نیز حقش را فست + یعنی جب  
 ان وجون نے اُسکی قبر پر جا کر کے اُسکی روح سے استداد کی تو خواب میں اُسنے اُسے کہا کہ امرا و اولاد میری  
 اس بھی کٹا ہر باں کرنا ممکن نہیں مجھکو یہ اجازت نہیں کہ فاش مطلق بتا سکوں لیکن یہ بھی سیدی  
 آنکھوں کے سامنے دو نہیں مگر میں تمکو ایک نشانی بتاؤں تو تم اس کنیت کے بھیہ سے آگاہ ہو جاؤ  
 اکثر عرب میں لوگوں سے نام مشترک ہوتے ہیں اور اس اشتراک کا شک کنیت سے رفع ہوتا ہے اور کنیت کی  
 فقط اب اور ابن اور اخ مرد کی واسطے اور ام اور بنت اور اخت عورت کے لیے جیسے ابو تراب اور ابن سینا  
 و اخ العداوت اور ام البنات و بنت الکرم و اخت ہارون میں تمکو ایک نشانی بتاتا ہوں تا تیرہ راز شویہ  
 ظاہر ہو جائے پس میرے نوچشم جو تم وہاں جاتے ہو تو اول انکی خواگاہ سے آگاہ ہونا جو وقت اُس حکیم کو  
 سوتا پاؤ اسوقت اُسکا عصا بید ہڑک اٹھا لو ہرگز نہ ڈرو اگر تھے وہ عصا اٹھا چو را لیا تو وہ بیشک ساحر ہو  
 پس تمھارے پاس علاج ساحر کا موجود اور اگر نہ چرسکو تو خبردار ہو جاؤ وہ ایزدی ہو یعنی اللہ والا اور  
 رسول حضرت ذوالجلال کا اور ہدایت یافتہ اس صورت میں فرعون اگر شرق سے غرب تک ملک جان کا  
 لیے جو وقت اردگیا اسکے حق سے کہ وہ حق پر ہوا دندھا ہی گر گیا اسی جان باب کی یہ ٹھیک نشانی  
 تمکو بتائے ہیں انکو لکھ لو کہ اللہ صواب کو خوب جانتا ہے چہرہ ٹھیک گستاہو کہ اسی جان بابا جب حوسو جاتا ہو  
 تو اسکے سو و مگر کا بھی کوئی رہبر نہیں ہوتا کہ غلام نے پر جا جسے چوپان کے سوجانے سے گرگ نچت ہو جاتا ہو  
 اور جو یہ سو جاتا ہو تو اسکی جد و کوشش ساکن ہو جاتی ہے بیٹے گرگ کی سونے سے چوپان کے لیکن جس جوان کا  
 چوپان خدا ہی وہاں گرگ کو امید ہی کب ہو اور راہ ہی کہاں ہو جو جادو کہ حق کئے ہی حق ہست ہی جادو گر کا  
 حق پر چھوٹنا خطا ہو اسی جان بابا یہ نشان قطعی ہے جو میں نے تمکو بتایا ایس شخص سوتا کسا اگر مر بھی جائے  
 تب بھی ہست نہیں ہوتا خدا اُسکو بلند ہی رکھتا ہو



تقسیم  
تفسیر کرنا قرآن مجید کا حصہ موسیٰ سے اور وفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب  
موسیٰ علیہ السلام سے اور قاصدان فقیر قرآن کو اُن دونوں جادوگر بچوں کے جنہوں  
نے حضرت موسیٰ کو فختہ پا کر قصد عصا چرانے کا کیا تھا

تو کہ مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق، مگر میری تو نیر و این سبق، من کتاب و معجزت را ارفع، میں و کم کر گم کرنا  
ز قرآن مانم کس تا ندیش و کم کر دن در و تو بہ از من حافظے دیگر مجو، رونقت را روز افزون میکنم نام تو  
بر ز تو بر فقرہ زخم منبر و محراب سازم مہر تو بہ و ز محبت قہر من شد قہر تو بہ نام تو از ترس پنهان میکنم، چون نہاد آزد  
پنهان میشود، خفیہ میگردد، میند نامت را کون خفیہ ہم با بگ نما ای ذوق غنوں، از ہر اس و ترس کفار لعین  
دینت پنهان میشود، زیر زمین، من سنا رہ میکنم آفاق را، کور گردانم و چشم عاق را، چا کر ان شہر با گیسو  
جاہ، دین تو کوہ و زباہی تا باہ، تا قیامت با قیشت و ایم، تو ترس از رخ کون ام مصطفیٰ، اسی رسول ما تو  
جادوشتی، صداقتی ہم غرق، موسیقی بہرست قرآن مر ترا بچوں عصا، کفر را در کشد چون اثر دہا تو اگر دوزیر  
خاکے فختہ، چون عصایش دان تو انچہ گفتہ، گرچہ باشی فختہ تو دوزیر خاک، چون عصا آلہ بود ان گفتہ پاک  
قاصدان را بر عصایت دست فی، تو بچپای شہ مبارک فختن، تن بختہ نور جان بر آسان، دہر بکار توزه کرد  
کمان فلسفی و انچہ پوزش میکنم، قوس بذرت تیر دوزش میکنم، د انچنان کرد و ازان افزون کہ گفتہ، او بخت  
بخت و اقبالش بخت، معنی حضرت مصطفیٰ سے الطاف حق نے وعدہ کیا کہ اگر تو مر جائیگا تو یہ سبق جو تو  
مخلوق کو چڑھایا ہو، نہیں مر جائیگا تیری کتاب، تیرے معجزوں کا رافع و بلند کنندہ ہوں اور جو تفسیر صحیح  
کرنے والے ہیں انکا قرآن سے بازدارندہ کوئی نہیں کم و بیش نہیں کر سکیگا تو بہتر مجھ سے کوئی حافظ اسکا  
مت ڈھونڈ دیتی رہی، رونق روز بروز بڑھاؤنگا اور تیرے نام کا سکندہ نو فقرہ پر لگاؤنگا تیرے واسطے  
منبر و محراب بناؤنگا تو میرا محبوب ہو جبیر تو قہر کر گیا میں قہر کر دنگا میرا تیرا قہر ایک ہی ہو بالفعل کفار کے  
خون سے نام تیرا تیرے محب چھپ چھپکے لیتے ہیں اور چھپ چھپکے نما کرتے ہیں خفیہ ہی تیرا نام لیتے ہیں  
اور خفیہ ہی با بگ نما کرتے ہیں دین تیرا ہر اس و خوف کفار لعین سے زیر زمین چھپتا ہو بالائے زمین  
ٹھکانا نہیں پاتا میں اسکو ایسا بالا کر دنگا کہ تمام آفاق اسکا منارہ بناؤنگا اور ان محروم و عاق کردہ کو  
کور و نابینا کر دنگا شہروں میں جو لوگ چا کر این کرتے ہیں واسطے حصول جاہ کے کرتے ہیں تیرے  
دین کا رتبہ ماہی سے ماہ تک کر دنگا میں قیامت تک اسکو باقی رکھوں گا تو ام مصطفیٰ اسکے منو بخ  
ہونے کا اندیشہ مت کر تو تو بہارا رسول ہو اگر ٹھکڑو جادوگر کہتے ہیں کہنے دے تو جادوگر نہیں ہو تو  
صداق ہو اور ہم خرقہ پہنے ہم لباس موسیٰ کا ہو اسکو بھی تو جادوگر کہتے تھے موسیٰ کے پاس عصا تھا

تیرا عصا قرآن ہو کر سامے کف قدم بہرین مغل جاے جیسے وہ اڑوے مغل گیا تھا تو اگر زبر خاک سو جائیگا تو  
قرآن کو مثل عصا کے جانو جیسے موسیٰ سو گئے تھے اور ساحر بچے عصا مچرانے آئے تھے کہ یہ ذکر قریب آتا ہے  
اگرچہ تو زبر خاک سو جائیگا مگر تیرا جوہ کلام پاک ہر عصا کی طرح آلہ حفاظت کا بنے گا جو کوئی قصد تیرے  
عصا کا کرے گی کہ چوری کریں ہرگز قیاب نہ پائیں گے تو اس شاہ بڑی مبارک و فرخی سے سو جائیگا کہ سونا چاہیے  
گو تن تیرا خفتہ ہو لیکن نور جان کا آسان بین کمان چڑھائے طیار ہو فلسفی اور جو کچھ پوچھنے دہن کسا کر  
اور مخالف قرآن کے ہو تیرے نور کی کمان اٹھو اسکو تیرا ذکر کر رہی ہو کہ اس کے نور سے خود مغلوب ہوتا ہو  
اور وہ غالب چنانچہ اطاف حق نے ویسا ہی کیا جیسا کہ کہا بلکہ اس سے بڑھ کے کہ آنحضرت تو سورہے  
مگر حجت و اقبال ایسے ہی بیدار ہے اختلاف شیخ بحر العلوم میں اگرچہ بود لکھا ہے میری دانست میں آگاہ  
ایسے ہی آنجان کر دو کہ آنجان کر دو

### بقیہ قصہ موسیٰ علیہ السلام

قوله جان بابا چو نکہ ساحر خواب شد کارا بدیر و نق و بی آب شد ہر دو از گورش روان گشتند گفت تا بہر  
از بہر آن پیکار ز رفت، چون بہر از بہر آن کار آمدند طالب موسیٰ و جاسی او شدند، اتفاق افتاد کان  
روز و روز موسیٰ اندر زیر تختی خفتہ بود و پس نشان دادند نشان مردم میان کش بنیستان بچو بچیان بڑا  
آمد آن ہر دو تا فرمایان، خفتہ بود او و لیک بیدار جان، بہر نازش بستہ بود او چشم سر و عرش و شمش  
جملہ پیش نظر، ای ہمایا بیدار چشم و خفتہ دل، خود چو بینہ چشم اہل آب و گل، و انکہ دل بیدار دار و چشم  
گر بخشد بر کشاید صد بر صر، گر تو اہل دل نہ بیدار باش، طالب دل باش و در پی کا باش، و دولت بیدار  
شدی شپ خوش بنیت، نمالک نامت از بہت و شش، گفت پیغمبر کہ خشد چشم من، لیک کی خشد و لم اندر  
وسن، و شاہ بیدار ست و عارس خفتہ گیر، جان فدای خفتگان دل بصیر، و صفت بیداری دل می خنوی  
و رنگین در زہر ان شبنوی، چون بیدار شد کہ خفتہ رستا و دراز، بہر زدی عصا کہ دند ساز، ساحران قصد عصا  
کر و دند و دگر بپش بایشدن، انکہ بود و اندکی چون پیشتر کہ دند ساز، اندر آمد آن عصا و از تہراز، آنجان  
برخو و بزر بیدار آن عصا، کان دوبر جا خشک گشتند از وجہ بعد از ان شد اثر دوا و حاکم کہ وہ ہر دو آن بگر خفتند و دی  
زرد و در و راقا و ان کہ خفتند از نسیب، غلط غلطان منہم اند و نشیب پس حقیرین شان شد کہ بہت از آسان  
را کہ میدیدند صحرا و ان معنی حسن بر وزن چمن خواب و غنودگی و جالفتج و او ترس چہر جوع فرمایا حکایت بحر  
روہ کی طعن یعنی اسنے کہ اکا احو جان بابا نوب جان لو کہ جب ساحر سو جاتا ہو اسکا سحر و کام ہر وقت و بی آ  
ہو جاتا ہو جسکے رون و نون اسکی گور سے نہ کہ طوف اس لڑائی سبط کیو اسطے کہ مرو ہوے جب مصر میں اس کام

پوشان مروت شمع شوی رہا ہوا

کے لیے کہ حضرت موسیٰ اور اکی ملکہ کی جستجو کرنے کے اتفاق سے یہ جسدِ اعرس میں وارد ہوئے نہ تھے  
موسیٰ ایک نخل کے نیچے سوتے تھے تو گوئن نے انکو بر ملا بتا دیا کہ اس وقت انکو نکلتا ہے میں ٹوٹو چڑھو وہ دونوں  
ان خرمانیوں کے پاس گئے تو دیکھا کہ یہ سوتے تھے اور سوتے کیلئے تھے جہاں سے بیمار واسطے خوابا کے  
چشم سر تو بند کر لی تھیں لیکن عرشِ فرش سب پیش نظر تھے اب بقولات مولانا ۷ کے ہیں اسو مخاطب بہت  
چشم بیدار غفٹہ دل ہیں پھر ان آب و گل والوں کی چشم کو کیا سوچھے اور جبکا دل بیدار ہو اگر اسکی چشم سر سوچا  
تب بھی سیکر ڈن دید و بینا نیان اسپہ کھل جاتی ہیں جس تو اگر ایل دل نہیں ہو تو بیدار رہ اور طالب دل کا ہو  
اسی کام میں لگا رہ اور جو تیرا دل بیدار ہو گیا تو فراغت سے سو یا کہ چوترا ناظر ہو کچھ سے غائب نہیں ہو نہ غبت  
سے نہ شگفتہ سے ہر طرف سے موجود و حاضر وقت ہفت آسمان شش شش جہت آنحضرت نے فرمایا کہ لبت  
نواب و غنوغی میں میری آنکھیں ہو جاتی ہیں دل میرا کب سوتا ہو جیسے کہ حدیث شریف ہے بنام عیسیٰ  
ولایا نام قلبی یہ ایسا ہے جیسے بادشاہ جو دل ہو وہ بیدار ہو اور چوکیدار جو آنکھیں ہیں سوتا ہو ایسے غفٹہ لوگوں کو  
جبکا دل بصیر ہو جان قرآن کرنے کی ہر آب فرماتے ہیں اسو معذی وصف بیداری دل کا کیا کرتا ہو  
آیا اس شہنوی میں سما جائیگا سو ایسا نہیں ایسے ہزاروں شہنویوں میں بھی تو نہیں سما جائیگا چہرہ عروسی  
بیان حال ساحر بچوں کی طرف جب غصوں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ پانوں پھیلا کے سوتے ہیں ہو غصہ  
پرانے کی تدبیر کی اور فوراً یہ قصد کیا کہ اسکے پیچھے سے جائیں اور محبت پٹ عصا اٹھا لیں لیکن جب  
درا آگے بڑھنے کا سامان کیا عصا ہوا کی طرح جنبش میں آیا اور کاٹنے لگا یہ دونوں دیکھا غصہ سے  
دھن خشک ہو کے رہ گئے پھر ایک اڑوا بکے اپنی حلا کیا دونوں کے منہ زرد ہو گئے اور بھاگے آدھے  
کہ ہیبت کے مارے گرتے تھے اور اٹھتے تھے اور بھاگتے پوٹ پوٹے ایک گڑھے میں جا پڑے  
سب انکو بھیت ہو گیا کہ یہ سانی ہو خدا کی طرف سے نہ باد و اسوا سے کہ خدا دو گون کی تو دیکھ ہی  
رہے تھے جو انکے باپ نے بتائی تھی کہ سوتے جا دو گر کا جا دو نہیں چلتا اختلاف شرح سراج العلوم میں  
در بی کار بصورت پیکار لکھا ہو کہ شبہ ہو تا ہی قولہ کا امتحان کر دیم مارا کی رسد امتحان تو اگر نبو جسد  
مجرم شاہیم مارا عذر خواہ امی تو خاص انخاص در گاہ اکہ عفو کرد و دوزمان نیکو شدند پیش موسیٰ  
برزین سر سبز و نہ در گزارا زما کہ ما کر دیم بدہ امی ترا لطاف و فضل بیعدہ گفت موسیٰ عفو کردم امی کر  
گشت بد و فرخ تن و جان تان حرام دمن شمارا فو دیم امی و یارہ اجمی ساید خود از عتذارہ ہچنان  
جیکہ نہ شکل و آشناء در بر و آمد پیش بادشاہ انچہ باشد مرشار از منون جمع آرید از ہر و نواز و درون  
بس زمین را بوسند و اندو شدند انتظار وقت فرصت می بدند بس ازین رو علم سحر آموختن

نیت منوع و حرام تین بعد از ان اطلاق و تپ شان شد پریدہ کار شان تا نزع و جان گذن رسید پس فرستاد  
 مروی در زمان موسی از برای عذر آن و المعنی بعد معاینہ اس کیفیت کے دونوں ساحتراوم ہوئے کہ  
 چمنے جو تھارا امتحان کیا یہ ہمارے لائق کب تھا مگر مذہب سے یہ بات کرائی کہ ہم بھی جادو میں مشور رہیں اور  
 ٹکڑی جادو کرتا تھا ہم خدا کے مجرم ہیں تم ای خاص انی ص دگاہ خدا کے ہاری عذر خواہی کہ حضرت موسیٰ نے  
 عفو کیا دیکھو دم بھر میں وہ نیک ہو گئے پس حضرت موسیٰ کے سامنے سجدے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاری  
 برائی سے درگزر کرو کہ مجھے بہت ہر اکیا ٹکڑا خدا تعالیٰ نے فضل و الطاف بشار عطا کیا ہو موسیٰ نے کہا میں نے  
 معاف کیا اور تمھارا جان و تن آتش و فزخ پر حرام ہو گیا احو و دیار و آب میں تمھارا خود ندیم ہوں تم انبی ہا  
 عذر خواہی سے گوگھا کر کو پیسے حرف عذر زبان پر ت لاؤ کیسے ہی بگیا نے اور آشنا بنے ہوئے بادشاہ  
 کے روبرو میری ڈرائی میں آؤ وہ تو جانے بگیا نے میں میں جانوں آشنا ہیں اور جو فنون ٹکڑا آتے  
 ہیں ظاہری و باطنی وہ بھی جمع کر کے لاؤ پس انھوں نے زمین خدمت چوٹی اور گئے اور انتظار وقت  
 فرصت کے رہتے تھے اب مقول لکھا ہوں ایسا علم سچ کہنا کہ آخر کو ذریعہ نجات و وسیلہ خلاص کا ہو جائے  
 و حرام و حرام نہیں ہو بعد اس کے انکو دست اور تپ شدید عارض ہوئی حتی کہ کام لکھا نزع اور جان گذن کو  
 پہونچا پس حضرت موسیٰ کے پاس فرما ایک آدمی اسی کے عذر میں بھیجی اختلاف شرح بحر العلوم میں  
 ندیم کو ندیم لکھا ہوا اس شعر پس اذین رد علم سحر ائم کے معنی میں مسئلہ مباح و غیر مباح و رد و قبح شایع  
 لکھے ہیں میں تو آشنا ہی جانتا ہوں کہ یہ شنی مولانا روم کی ہو جو عارف کامل و عالم فاضل تھے نسیہ ہی  
 نقد و ہی نکتہ پسلی اتھا مطلب تو ایک عجیب بات کے اظہار سے ہو کہ یہ اچھا جادو کہ جادو کرنے کو آئے جو حرام ہو  
 اس میں ایسی بات پیدا ہو گئی کہ وہ جادو وسیلہ نجات و ذریعہ خلاص کا ہو گیا مسئلہ سے کچھ غرض نہیں کہ  
 جمع ہونا سحر و ن کا مایں سے فرعون کے پاس او خلعت پانا اور چھائی ٹھوٹا  
 اپنے غالب ہونے پر دشمن سے کہ اس کام کو جائے دوم لکھ

قولہ تاہم فرعون آمد اندان سحران و داد شان تشریف مای بیکران و بعد ایشان کرد و ہم پیشین ہوا  
 بر صگان ہپان و نقد و جنس و زاد بعد از ان شان گفت ہاں ای شاتھان مگر قرون آئید انار امتحان  
 یز قشام بر شاچیدین عطا کہ بر دوپوہ جو دو سخا پس گفتمند ش باقبال تو شاہ و غالب آئم و شود کارش تاہ  
 مادین فہن صفدریم و پہلو ان کس غار دپای ما اندر جہان و ذکر موسیٰ بند خاطر باشدت و کاین حکایت است کہ  
 پیشین بہت و ذکر موسیٰ بہر و چشیت یک و نور موسیٰ نقدت ای یار نیک موسیٰ و فرعون درستی است  
 بایمان و نصیر اور نویش بہت و قیامت بہت از موسیٰ تلج و نور دیگر نصیر و دیگر شہد براج و این سفال این نصیر دیگر

ایک خوش نصیب دیگر زان ہرست و مگر نظر و شیشہ داری کہ شوی و لکڑی و شیشہ ست اعداد و دوی و نور نظر و نور  
 داری و ابروی و اندوی و اعداد و جمعی منتی ماز نظر گاہ ست ای فرو جو و اختلاف مؤن و دیگر و دوی و ابروی  
 ای اصل وہ ساحر کہ بگائے تھے سب فرعون تک پہنچے اسنے انکو غفلت بیکراں دیہ و قدرے بھی کیے اور  
 پیشگی بھی دیا دھڑے دھڑے کھڑے اور نقد و جس اور زار و ماہ دے کر کہا کہ خبر دار ہو جاؤ ایو شائقان بحر  
 اگر تم امتحان میں غالب پڑے تو اتنی عطا تیرے ہو گا کہ اب تک پردہ جو دوسرا کا ڈھکا ہوا ہو کہ جو دوسرا کتنی چیز  
 ہو بھر رہا اسکا پھٹ جا ایسا سب جان لینے کہ جو دوسرا کی مدد سے جو سب نے کہا کہ اس شاہ تیرے قبال  
 سے ہم غالب ہی جو گئے اور اسکا کام خراب و تباہ ہو گا تم اس فن کے صغیر اور پہلوان ہین جہان بھر میں جہاں  
 ہم پایہ نہیں ہر آب مقولات مولانا رام کے ہین کہ موسی کے نوکر میں سب کی خاطر میں مقید ہو رہی ہین تماشے کی  
 بات ہو کہ یہ حکایتیں بھی اس قسم کی ہین جیسے اور حکایتیں اگلے زمانہ میں ہوئی ہین مگر اصل یہ ہو کہ ذکر موسی تو  
 واسطے روپوشی کے ہو تو ایوانیک یہ نہیں جانتا کہ نور موسی کا خود تیری ذات ہو تیرے وجود ہستی ہستی  
 و فرعون دونوں موجود ہین تو اپنے آپ میں ان دونوں دشمنوں کو ڈھونڈ کر کہ وہ روح و نفس ہین اس لیے کہ  
 موسی کے نور سے قیامت تک کچھ کو نتیجہ حاصل ہو گئے بس اور کوئی نور نہیں ہو تو ایسا جیسے چراغ دم بھر کا  
 اُبالا یہ چراغ اور بتی دوسری شے ہو لیکن نور اسکا ضرور اسی سر سے جس سے نور موسی کا ہو یہ بھی دوسرا  
 نہیں ہو کہ تو شیشے میں جو چراغ رکھا ہو اس کے نور کو دیکھو شیشہ کو مت دیکھو اگر شیشہ کو دیکھو گا بھک جائیگا  
 دمی اور اعداد و جمعی میں پڑیگا اور جو نظر نور پر کیے گا تو انتہی دونی و اعداد و جمعی سب سے خلاص با جائیگا اسکا  
 اختلاف مؤن و دیگر و جو دوسرا کے مفروضہ و وجود کے نظر گاہ سے ہین کہ نظر بھکانے پر نہیں پڑتی اور  
 اصل کو نہیں دیکھتی اختلاف شرح سراج العلوم میں بر دکان دوکان میں و او نہیں لکھی اور دکان کے بعد  
 وادعطف فنون لکھی ہو کر کو کر و نظر کو و نظر

اختلاف کرنا چکونکی شکل قبل کاشت تارمین

تو کہ پہل اندر خانہ تاریک بود و عرصہ آدورہ بود ندیش ہنود از برای دیدن مردم لے اندران طلعت ہمیشہ  
 کہی + دیدنش با چشم چون نمک نبود اندران تاریکیش کہ می بود آن کی راکت بخرطوم افشا و گفت  
 ہچو ناودانستش نہاد آن کی رادست برگوشن رسید آن برو چون بادیزن شدیدہ آن سیکہ را  
 کہ چو برایش بسود گفت شکل قبل دیدم چون نمود آن کی بر پشت او نہاد دست + گفت خود این  
 پہل چون تھے بدست + چننین ہر یک بخومی چون رسیدہ فہم آن سیکہ وہر جامی شنیدہ از نظر لغت شانی تاج  
 ان کی دوش لقب او ان لقب مد کہ ہر اگر شے ہے + اختلاف از گفت نشان یرون شنی چشم چمن کہ دست شست

نہیں تھے اب ہر ہر آن دسترس جسم دریا دیگست و کف و گز کف پہل و درویدہ درو یا نگہ لمعی کیا نہ چھ  
 گھر میں ایک ہاتھی تھا کہ اسکو ہنود بطور پیش کش کے لائے تھے اس کے دیکھنے کو بہت لوگ جمع ہوئے اور کوئی  
 اس اندھیری میں گھر کے اندر جاتا تھا لیکن آگہ سے دیکھنا اسکا ممکن نہ تھا اس لیے اس اندھیر میں ہاتھ سے  
 اسکو ٹوٹے تھے چنانچہ ایک کا ہاتھ اٹکی سوئیڈر گیا اس نے تو یہ جانا کہ اسکی ذات و نہاد و نسل پر نالہ کے پڑ گیا  
 ہاتھ کان تک پہنچا اس کے خیال میں آیا کہ مثل ٹکے کے ہو ایک کا ہاتھ جو اس کے پائون پر چھو گیا اس نے کہا  
 کہ ہاتھی شکل ستون کے ہو ایک نے اٹکی پیٹ پر ہاتھ رکھا اس نے کہا کہ مثل تخت کے ہو ایسے ہی ہر ایک  
 جس جزو کو اس کے پہنچا وہ جہاں کہیں ہاتھی کا ذکر سنتا تھا ہی پر قیاس کرتا تھا اور سمجھتا تھا وجہ یہ تھی کہ  
 نظر کے موافق تو بات اٹکی تھی نہیں مختلف تھی اس واسطے اٹکی ایک ذات نے اٹکو ہزار لقب بتائے اگر ہر کسی کے  
 ہاتھ میں ایک شمع ہوتی تو اختلاف اسکی گفتگو سے محل جاتا پس ایسے ہی تیری چشم حس ظاہری ہو جسکو مثل  
 کف دست آن لوگوں کے کل ہر دسترس نہیں ہو اس بات کو سمجھ کہ جسم دریا کا اور ہو اور جھکاہ دریا کی  
 اور چین تو جھکاہوں کو چھوڑا اور دریا کی دیکھ قولہ جنبش کھنڈ دریا زور شب و کف ہمیں مینی و دریائی مجب و  
 ماچو کشتیما ہم ہر نیمیم و تیر چہ نیمیم و در آب رویش نیمیم اسی تو در کشتی تن رفت بخواب و آب را دیدی نگہ در آب کب  
 آب آ آہستہ کو میر اندیش و روج ہر ارومیت کو میو اندیش موسی و عیسی کہا بد کا قباب کشت موجودات را  
 میداد آب و آدم و خاکیا بود آفرینان مکہ خدا افغانہ این نہ در کان و گر گویم زبان باندو پای تو و در گویم  
 ہیچ از ان ایوای تو و در گویم و مثال صورتی و برہان صورت بخشی امی قتی و بستہ پائی چون گیاہ اندر زمین  
 سر بھنبانی بیاد ہی بی یقین ہلک پائیت نسبت مافقی کنی و یا گر یا ازین گل بر کنی و چون کنی پارا حیات  
 زمین گل سست و این جنابت را روش لبش نکست و چون حیات از حق بگیر یایروی و بس غنی گروی رنگل و در  
 ول روی و شیر خوارہ چون زوایہ بگسلد و لوت خوار و شد ملورامی پلورہ بستہ شیر زمینی چون خوب و جو نظام ہوئی  
 از قوت انقلاب و المعنی یہ جو ہننے کہا کہ دریا کو دیکھ کف دریا کو مت دیکھ خام ہو کو تو دیکھتا ہر رات دن  
 کہ جنبش کف کی دریا سے ہر با وصف اس معاینہ شبانہ روزی کے کف کو دیکھتا ہی دریا کو نہیں دیکھتا  
 بڑا تعجب ہی ہم صہ وقت ان کشتیوں کو کہ عبارت اجسام سے ہو جیسی کف سے تھی تو لوٹ پوٹ کر دیتے ہیں معلوم  
 ہوتا ہو کہ ہم تو آب و دشمن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم خود ہی تیر و پیم ہیں جو آب کو نہیں دیکھتے کشتی کو دیکھتے  
 ہیں اور یہ جو کہا کشتیوں کو جب لوٹ پوٹ کرتے ہیں یہ بھی ایک مال فقرا کا ہو کہ ہر وقت نہیں تیر  
 اس واسطے صہ وقت کہا ہو جو ترجمہ چون توقیت کا ہو آدمی مخاطب تو بھی اس کشتی تن میں ہو مگر بخواب نہ  
 او غافل تو نے بھی پانی کو دیکھ لیا ہو نہیں اس پانی کے پانی کو دیکھ اس لیے کہ اس پانی کے واسطے و در پانی

جس سے یہ پانی جاسی ہو اور اس روح کی واسطے اور روح ہو جسکو وہ بلا لیتا ہو یعنی نور خاص کو تو اسی موجودات کو موجود جانتا ہے یہ تو خیال کر کہ موسیٰ اور عیسیٰ اس وقت میں کہاں تھے جو وقت میں آفتاب موجودات کو پانی دیتا تھا یا آدم و حوا اس وقت میں کب تھے جب خدا نے یہ کہاں پڑھا کی ہو آفتاب بھی مراد ذات الہی سے ہو قید موسیٰ و عیسیٰ کی برحایت آفتاب کے ہو کہ موسیٰ کا معجزہ پر بھیا مثل آفتاب کے تھا اور عیسیٰ زندہ آفتاب کے پاس پہنچے اور آدم و حوا کی اس لحاظ سے کہ یہ انسان کے والدین ہیں اب اگر ہمیں ان کی کیفیتوں کو بیان کروں تو ڈرتا ہوں تیرا پاؤں نہ ٹوگ جائے اور اگر نہیں کہتا ہوں تو تیرے حال پر فیسور کیا آؤ کہ تو ویسا ہی رہا جاتا ہو اور اگر مثال میں کوئی صورت بیان کروں تو خوف ہو ای جو ان کہ تو اسی صورت پر سچک جائے تو گویا کہ طرح زمین میں پابستہ ہو ذرا ہوا سے تیرا سر ہٹا ہو اور اسکی طرف تھک جاتا ہو اور یقین نہیں جو کسی کا کہنا اسے لیکر تو ذرا ہوا سے ہٹا ہو گرا پاؤں نہیں جو سیرالی اندر کی طرف نقل کرے یا پاؤں کو اس گل سے نکالے کہ گل مراد جسم خاکی سے ہو اور کیسے پاؤں نکالے تو تو حیات اپنی اسی رگڑ سے جانتا ہو اسی سبب سے تن پروری میں مشغوف ہو بس ایسی حیات کی رفتار و روش اُدھر بہت مشکل ہو مان اگر ای روی حق سے حاصل کرے خلاف اپنے سمجھے ہو سے کہ تب تو اس سے غنی ہو جائے اور دل کی طرح تیرا گز ہو کہ ایک لطیفہ غیبی ہو اور یہ کچھ مشکل نہیں دیکھ تو بچہ شیر خواجہ جب دایہ سے چھوٹا ہو اور طعام لذیذ کھاتا ہو کیسا شیر چھوڑ دیتا ہو تو بچہ سے بھی کم ہو کہ مقید شیر زمین کا ہو مثل حبوب کے تھکوا لازم ہو کہ قوت قلوب سے اس قوت کا فطام ٹوٹو ہو نہ ہو کچھ دیکھ اس قوت سے کیسی نعمتیں لذیذ پانا ہو قوت قوت حکمت خور کہ شد نور شیر ہادی تو نور بی جب رانا پذیر و نا پذیر اگر دی ایجاں نور امداد تا بہ مہنی بی حجب ستور را چون ستارہ سیر بر گردون کنی و بلکہ بی گردون سفیر چون کنی و آفتاب کر فہست درہت آمدی و ہین گو چون آمدی ست آمدی و را ہمای آمدن یادت نماز یک ریزی با تو میخوایم خواندہ ہوش را بگزار آنگہ ہوش دار و گوش را بر بند آنگہ گوش دار و می گویم آنگہ تو خافی ہوز و در بہاری و مدیدستی تو زو این جہان ہچون درخت ست ای کرام و ماہر و چون میوہ ہامی نیم خام و سخت گیر و خامہا مشاخر را و آنگہ در خامی نشاید کلاغ را چون بہ بہت و گشت شیریں لب گزان بہست گیر و شاخوارا بعد از ان و چون از ان اقبال شیریں شد و بابت سر و شد بر آدمی ملک جہان و سخت گیری و مقصب غایت متاہنہی کار خون آشامیت و چیز دیگر بماند آہا گفتنش و با تو روح القدس گوید فی منش و فی تو گوئی ہم گوش خوشیت و بی من و بی غیر من ای ہم تو من و ہچو آن وقتیکہ خواب اندر روی و تو ز پیش خود بہ پیش خود شوی و بشنوی از خویش و پنداری غلام و با تو اندر خواب گفتن آن نشان و تو کی تو نیستی آہوش فیت و بلکہ گردونی و دریا می عین و آن تو فی فرست کان نہصد تو

فلزم است و غرقہ گاہ صد توست + خود چہ جای حدیداری و خواب + دم مزن و اسکا اعلم بالصلوب + دم مزن  
تا بشنوی زبان ہر تھا + اصلا ای پاکبازان اہل اسلام + دم مزن تا بشنوی ہر لہ حال + از زبان بیرون کہ قمر حال  
دم مزن تا بشنوی زبان دم مزن + اپنی ناید در بیان و در زبان + دم مزن تا بشنوی زبان آفتاب + از چہ ناید  
در کتاب و در خطاب + دم مزن تا دم زنبہر تو روح + آشنا بگزار و کشتی نوح + ہمو کہن کا شامیکر و او  
کہ خواہم کشی نوح عدو + لہ غنی تو قوت حکمت کا کھا کہ نور ستیر کا ہوا + پو پچہ شکر کا دکھانے والا اسواسطے کہ  
اب بھی تو نور اسکے سحاب و عیان میں اور تو انکو نہیں مانتا جیسا کہ فرمایا ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا  
جو شخص کہ حکمت اُسکو دیگی ہر اُسکو خیر کثیر دی گئی ہر جس جب تو قوت حکمت کا کھا گے گا تو اے جان من اس نور کا  
ماننے والا ہو جائیگا اور جو تجھے ستور ہیں وہ سحاب نظر آئینگے پھر تو ستارہ کی طرح آسمان پر سیر کر گئی بلکہ بے  
گردون کے سفر بیچون کر گیا یعنی وہ سفر نہیں چون و چگون نہیں ہو جیسا کہ تو نیست سے بہت میں اے  
عدم سے وجود میں آیا ہر خبر دار ہوتا تو کیسا است کیا ہوتا شک کہ وہ راہ میں بھی جھنے آیا تھا جھکوا میں  
لیکن ایک رفر آسکی تیرے سامنے میں بیان کرنا چاہتا ہوں مگر جبکہ تو جوش ظاہری کو چھوڑ دے اور باطنی  
کو پیش کرے ایسے ہی ظاہری کے کان بند کرے باطن کے کان لگائے پھر کہتے ہیں نہیں جانے دون  
نہ کہوں ایسے کہ تو ابھی کتا ہوا اور جا رہی میں ہر گرمی نہیں دیکھی ہر جیسے میوہ گرمی ندیدہ کچا ہوتا ہر گرمی  
سے مراد شدت و شدائد عشق کی اور بہار عیش و لذائذ دنیا کے مابعد کے اشعار شالی بہن یعنی یہ جہان  
ایسا ہر جیسے اے کرام اکابر درخت اور ہم اس درخت پر گدڑ میوے کے مثل ہیں کہ جب تک کچا ہوتا ہر شاخ کو  
سخت ہو کے کڑوا ہوا جانتا ہر غامی میں کالج کے لائق نہیں ہوں کہ کوئی گھر لیائے اور جب پک گیا اور  
شیرین ہوا ایسا کہ پٹھ کاٹنے لگا کہ یہ بالائے شریں کا ہر بعد اسکے شاخ کو نست پکڑتا ہوا ایسی ہی حال دیکھا  
ہو کہ جب تک ادھر کے اقبال شیرین بان میں ہوتا تب تک اس جہان کو نست لپٹتا ہوا جہان شیرین ہوتا  
ہوا بس یہ ملک جہان اسپر سرد و ناگوار ہو جاتا ہوں اسکی سخت گیری اور اسکی خوش وندی بھی غامی ہر تو اگر  
ایسا کر تا ہر تو تو نہیں ہر اونچین کا کام خون آشامی اب اسکے سوا اگر اور کوئی چیز تجھے کہنے کی نہ گئی ہر تو  
وہ تجھے روح القدس کی گائیڈ کو نہیں کہہ سکتا یہ ایک طرز ہر پھر کہتے ہیں تو بھی تو اپنے کان میں آپ کہہ لیتا ہر  
بے میرے اور بے میرے غیر کے ایسے کہ اے فلاں جو تو ہر وہی میں ہوں میرا تیرا ایک حال ہر جیسے  
اسوقت میں کہ تو سوتا ہر اور اپنے ہی آپ سے نکل کے اپنے ہی سامنے ہوتا ہر اور اپنے ہی آپ سے  
نستا ہر جو کچھ نستا ہر اور گمان کرتا ہر فلاں نے مجھے خواب میں پوچھا کہ اے مالانکہ وہ تو ہی ہر  
نہ درہرا کوئی ایسے کہ انسان میں جمیع حقیقتیں شاملہ کوئیہ اسماعیہ درویش جمع ہیں پس جب شاہد کسی



چونکہ عالم رہا میں کرنا ہو وہ صورت اسی خواب دیکھنے والے کی ہوتی ہو جو دکھائی دیتی ہو اور بعد ازاں خواب دیکھنے والے کے فیض بخش بھی ہوتی ہو تو اور فریق خوش اپنی کی بھٹائی کی میں ایک ہوں تو ایک نہیں ہوں بلکہ تو ایک گردوں ہو چکر و رولن ستارے ہیں اور دریا سے عمیق جسکی تھاہ نہیں زلفت محکم و سطر کو کہتے ہیں فرماتے ہیں تو وہ سطر و مقدار ہو کر تیرے فوسو تین ہیں فوسو سے مبالغہ تعداد متوں کا ہو نہ عدد عین اور تو وہ علامہ ہو کہ غر حکاہ سیکر دن کو کا ہو کہ تیری ذات میں بھری ہیں پیسے کا اوپر جامع جمع حقائق کو نہ غر و کما گیا اور اسکے ساتھ میں کچھ مد خواب و بیداری کی نہیں ہو کہ خواب ہی میں ایسا ہو صیبا کہ ذکر خواب کا شروع کیا تھا اب آگے دم مت مارا مندری اسکے صواب کو فوب جانتے والا ہو تو خاموش ہو تو خود اس سے لقا سے الصلائے کہ آواز پاکباز و تلمو صلا افام و احسان کی ہو اور خاموش ہو تو اسرار حال کے سنے اور زبان پذیران تجھے تم تعالٰیٰ کے بنے اٹھو اور ناچھر کہتے ہیں خاموش ہو تو وہاں کے جو دم زن ہیں اُسے وہ باتیں سنے جو بیان و زبان میں نہ سائیں چہ فرماتے ہیں خاموش ہو تو اُس آفتاب سے وہ باتیں سنے جو کتاب و خطاب و دونوں سے جدا ہیں خاموش ہو تو تیرے حق میں روح گویا ہوئے کہ شاموری جھوڑے اور کشتی نوح میں آدوسرے مصرعہ میں آام علمدہ صیدہ ہو شنا علیہ اور یہ شنا اسوقت میں کہ گمان کرنا تھا اور کتا تھا کہ میں فرج دشمن کی کشتی نہیں چاہتا ہوں الخلاف شرح بحر العلوم میں ایک ارم کو الکرام لکھا ہو

### اسرکشی کرنا گمان پس فوج علیہ السلام کا نصیحت سے

قولہ میں بیا کشتی بابائشیں دنا گردی غرق طوفان ای حسین گفت فی فی آشا آمو ختم من بحر شمع تو شمع افرو ختم میں کن کنین موج طوفان بلاست و ست و پایی آشا امر و بلاست و باد قهرست و بلا و شمع کش و جز کہ شمع حق یعنی بابائش گفت فی زخم بران کوہ بلند و صاحت آنکہ مرا از ہر گزند میں کن کہ کوہ کاہ ستا میں زمان و جز حبیب خویش امدہ امان گفت من کی چند تو بشنودہ ام کہ طمع کردی کہ من دین و دودہ ام و خوش نیاد گفت تو ہرگز مرا میں بر تیم از تو در ہر دسرا میں کن بابا کہ روز ناز نیست و مرزا را خوشی و ناز نیست و تا کنون کردی و ایندم ناز گیت و اندین در گاہ گیر ناز گیت و لم لیدلم بوکت او از قدم و فی پور و از فرزند و نعم ناز فرزندان کجا خواہ کشید و ناز بابا باین کجا خواہ کشید و نیستم مولود پیرا کہ بتازد نیستم والد جو نام کہ ناز نیستم شوہر نیم من شوقی و ناز را بگذار اینجا اسی تہی و جز خضوع و بندگی و اضطراب اندرین حضرت نادر و اعتبار و آہنی فرماتے ہیں حضرت فوج نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خبر دار ہو آبا کی کشتی میں بیٹھو با تو ام و ذلیل و خوار طوفان میں ڈوبنے سے بچ جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہو یا بنی اسرائیل کہ مینا و لا تکلن مع الکافرین اسویر سے بیٹھ سوار ہو کشتی میں میرے ساتھ اور متے ہو کہ فرزند کے ساتھ

گناہین نہیں ہیں نے پیرنا سیکھ لیا ہو اور تھاری شمع کے سوا اور شمع روشن کرنی ہو کہا خبر دار یہی بائیں دست کر  
یہ ج طرحان بلا کی ہوا میں لاتھ پاؤں پر نے والے کے نفی دلاہین یہ ہوا تھو بلا کی ہو اور شمع کش سواے  
شمع حق کے کہ وہ کسی سے خاموش نہیں ہوتی کہا نہیں ہیں اس کوہ بلند پر چلا کہ وہ میرا عالم و ملکبان  
ہرگز نہ سے ہو کہا جانی القرآن سادی الی جبل مصیعی الی الماریعین پناہ لوگنا میں پہاڑ سے وہ میری گناہی  
کر گیا پانی سے کہا خبر دار یہ بات مت کہ کہ ہر وقت میں کوہ کاہ ہو خدا تعالیٰ سوا اپنے دوست کے  
کیو اسن لہ گیا جیسا کہ کلام شریف میں ہو لا عظم الیوم من ادا لہ الامن رحم کج کوئی پناہ دینے والا کم  
خدا سے نہیں ہو گرو ہی سپر وہ رحم کہے کہا بریں ہو میں لکن نصیحت کرتے میں نے تھاری نصیحت کب  
سنی ہو جو تم کو امید ہوئی کہ میں دین دودہ یعنی غاندان دین سے ہوں جھگو تھاری بات کہی خوش نہیں کتی  
میں دونوں جہان میں تھے بڑا رہوں کہا خبر دار ای بابا ایسا مت کر کہ یہ دن نادگان میں ہو خدا کی کسی سے  
اپنایت و شرکت نہیں ہو اب تک تو نے ناز کیسا اور بھی ناز کی ہی چلی جاتی ہو اسکی درگاہ میں جو ماخوڑ کرنے  
والی ہو نا کیسا اور کیا ہو جواب بیٹا کیسا ہوا ہو ظاہر ہو وہ ناز کو چلتا ہو وہ تو لم ملید و لم یولد ہو قدم سے نہ اسکا  
باپ نہ کوئی بیٹا نہ اسکو کیسا غم چہ ناز فرزندوں کا وہ کیسے اٹھا بیٹا اور ناز باپوں کا کب بیٹا اسکا تو قول ہو  
کہ میں مولود نہیں ہوں جو بوڑھے باپ کی قدر جانوں امی میری طرف بہت سامت و درت نہیں والد ہوں  
جو بیٹے کا ناز اٹھاؤں پس ایوان اترا سے مت نہ میں کیسا شوہر ہوں نہ شہوتی ہوں تو ناز کو الگ کہ  
ایستی تھی بعضی دن باکرہ و نیک حیرے یہاں سواے عجز و بدگی و منظرار کے کوئی چیز معتبر نہیں ہو  
و اختلاف شرح بحر العلوم میں بابا کو بابا کہہ کہ قولہ گفت بابا سالہا این گفتہ باز میگونی سبیل شفقہ چپہ  
ادینا گفتہ باہر کسی + تا جواب سر دیشنوی ہی + این دم سر و تور گو شمر زنت + خاصہ کنون کہ مٹم دنا  
وزنت گفت بابا چہ زبان دارد اگر دیشنوی کیبا ر تو پند پر چمنین بیگفت او پند لطیف چمنین بیگفت  
او دفع صیغہ + فی پرا از نصیح کفان سر شد فی دمی در گوش آن ادبیر شد اندرین گفتن بہر موج تیز  
بر سر کفان زد و شدیر زرنہ فوج گفت امی باو شاہ بردبار + مر مرا خرم و وسیت بردبار + وعدہ کردی مر مرا تو  
بار بار کہ یہاں اہل از طوفان رہا دل نہادم بر امید شای علیم پس چہا ہو و سئل از من کلیم + گفت او از  
اہل و خوشانت بندہ و خود نمیدی تو سفیدی لا کہ بود و چونکہ دندان ترا کرم و افتاد و نیت دندان بر کشای  
او ستادہ تا کہ باقی تن لگرو درازا زدہ گرچہ بود آن تو شہید از ازو + گفت یہاں از مریغرات تو غیر نمودنکہ او شد  
بات تو + تو ہیہ الی کہ چو نم باتو میں نہ نیت چنداں کہ بابا ران چین + زندہ از تو شاد از تو عالمی + معتمدی بی واسطہ  
بی عالمی متصل فی منفصل فی این کمال + بلکہ بی چون و چگون و اعتدال + ماہیانیم و تو دریائے حیات

دلمہ اہم اولطف اسی نیکو صفات۔ تو لگتی دکن رنکر تھے۔ فی مبعولتی قرین ناسعتے پیش ازین طوفان بیداران  
 مرا تو مخاطب بودہ در اجراء با توئی گفتہ با ایشان سخن، اسی سخن بخش تو نوران کسں ہا معنی چہر کفان نے  
 کہا اسی با تو نے برسوں یہ باتیں کہیں اور لوٹ کے پھر انھیں کو کہتا ہو چکو جہل نے دیوانہ کر دیا کتنی ہی فہم  
 کو کون سے تو نے یہ باتیں کہیں اور جواب سر دنا گوارائے ایسے ہی میرے کان میں بھی تیرے دم سر  
 کچھ بگہ نہ پکڑی اب خاص اس وقت میں کہ میں دانا و جوان ہوں کیسے جگہ پا چکا گیا بابا اس میں تیرا کیا بگاڑ ہی  
 جو تو ایک دفعہ میری نصیحت مان لے غرض اسی ہی وہ لطیف باتیں نصیحت کی کہتے تھے اور وہ ستیزہ  
 سخت و درشت انگور فغ کرتا تھا تیرا باپ کا نصیحت کفان سے دل بھرتا تھا کسی دم نے انکے آتش نیت  
 کے کان میں اثر کیا وہ تو ان اسی گفتگو میں تھے کہ ایک عوج تیرا مٹھی اور کفان کے سر پر گری جس سے وہ  
 چور چور ہو گیا میسا کہ قرآن شریف میں ہو حال پہلے الجمع مکان من المفرقین اور حامل ہوئی ان دونوں میں  
 موج بس ڈوبے جو دن میں دفن ہوا اسی حال میں حضرت فوج نے ندا کی کہ اسی بادشاہ حلیم سیرا وہ حال ہوا کہ  
 مر گیا اور باب میرا تیرا بلا ہا لگیا یہ میرا بیٹا اور میرے اہل سے تھا جیسا آئے کریم سے داغ و ناولی فوج  
 رہے فقال ب ان ابی من اہلی وان وعدک الحق وانت اکمل الحاکمین اور چکارا فوج نے اپنے۔ کہ کو پھر کہا  
 اسی رب میرے میرا بیٹا بیشک میرے اہل سے ہو اور وعدہ تیرا سچا ہو اور جب کون کا بڑا حاکم تو ہی ہو تو نے  
 مجھے بارہا وعدہ کیا کہ تیرے اہل کو طوفان سے بچا دوں گا مجھ کو تو اسی حلیم تیرے اس وعدہ پر امید تھی پھر  
 سیل مجھے میرا کلیم کیسے چھین لیکھا حکم ہوا ہمارا وعدہ تیرے اہل و خویش کی نسبت تھا تو نے تو خود اس  
 سیاہ دل سے خدا سفیدی مہر و محبت کی نہ دی تھی پھر وہ کیسے تیرا اہل تھا بیسا کہ فرمایا فوج اہل کس میں  
 اہلک اند عمل غیر صالح اسی فوج وہ پستیرے اہل سے نہیں ہو سکے عمل بہین شکار آدمی کے ٹھہر میں و نہت  
 کیسے کام کی چیز میں جب انہیں کیڑے پڑ جائیں تو اٹھا اکیر تا ہی بہتر ہو وہ و انت نہیں میں تو باقی  
 اور جسم اُس سے ایذا نہ پائے گو وہ بھی تیری ہی ملک سے ہیں مگر تو ان سے بیزار ہو حضرت فوج نے کہا بارہا  
 بیشک وہ غیر تھا میں اس سے اور جو تیری ذات سے غیر ہو سب سے بیزار ہوا اور جو تیرا مات و مطیع ہو  
 وہی میرا اہل و فرماں بردار ہو وہ غیر نہیں ہو تو خوب جانتا ہو کہ میں تیرے ساتھ کیا ہوں ایسا ہوں جیسے چن بارہا  
 کے ساتھ کو ساری شگفتگی و شادابی چن کی باران سے ہو ایسے ہی میں بھی تجھی سے زندہ ہوں اور تجھی  
 سے سرسبز و خندان اور ایک فقیر محتاج تجھی سے غذا پانے والا بنے واسطہ اور بے کسی حائل کے  
 اور یہ پرورش تیری نہ متصل ہو نہ منفصل کمال ہو اس لیے کہ اتصال و انفصال صفت ناقص کی ہو نہ کمال  
 کی بلکہ چون و بچگون کسی کے چون و بچگون کو سین و دل نہیں اور اعتدال کمی بیشی سے جدا کمال

و اعتدال مثل یعدل کے ہوا تو ایک صفات ہم سب تیرے ہی دریا کی پھیلائی ہیں تیرے ہی طلع سے  
زندہ ہیں تو دو گنج نہیں ہو کہ کسی کی فکر تھکاوٹ میں دیا لے نہ تو کسی معلول کا ہمیشہ ہونہ علت کا دونوں سے  
پاک ہو قبل اس طوفان سے بھی میرا خطاب و سوال تجھی سے تھا اور بعد اسکے بھی تجھی سے ہر جہا میرا بھی سے  
ہو تو ہی میرا مخاطب ہو میں اپنی بات تجھی سے اس سخن بخش کتار پانہ انے چنانچہ جو سخن کہن ہو گیا وہ بھی اور جو نیا  
وہ بھی دونوں تیری ہی ملک و عطا ہیں قول کی کہ عاشق رو درو شب گو بہ سخن ۔ گا دبا اطلال و گاہی مایہیں ۔  
روسی و اطلال کرد و دلتما ۔ او کرا میگو یارین مدت کراہ شکر طوفان را کون بگشتی ۔ واسطہ اطلال ابرو دشتی  
و انکہ اطلال نسیم بدہم ۔ فی خدائی فی صدائی میزدندہ من چنان اطلال خواہم در خطاب ۔ کہ نہ چاہوں کہ کوہ  
جواب دناشینی بہنوم من نام توہ عاشق پر نام جان آرام توہ ہر شبی زان دوست دارد کوہ را تا شینی بشنود  
نام ترا ۔ آن کہ بہت شال سنگلاخ ۔ موش را شایدہ مارا در شاخ ۔ من نگویم او گرو دیار من ۔ بی صدا ماندم  
گفتار من ۔ باز میں آن کہ ہوا رش کنی نہیت بہم یاد قدم بایش کنی ۔ گفت ای فوج ارتو فوای جدا ۔ ہنر گرد  
بر آرم انٹری ۔ بہر کفالی دل تو لشکر ۔ لیکل ز حوالا ۔ اگر کہ نہ گفت فی فی رضیم کہ تو مرا بہم کنی غرقہ اگر بایہ ترا  
ہر نام غرقہ میکن سن ہوشم ۔ حکم توہانت چون جان یکا شیم ہنگرم کس او گرم ہنگرم ۔ او مہانہ باشد تو نہ نظر  
عاشق بے معن توام در شکر و صبر ۔ عاشق مصروع کی باشم جو گہر ۔ عاشق صنع خدا با فوہ و عاشق مصروع او کا فوہ  
و بیان این دو فوہی بس نفیست ۔ خود شناسد انکہ در رویت صفتیست ۔ لہٰذا اطلال بافتح نشانہای سرای کند  
و دیران منشاخ بفتح جامی خواب و آسایش قینی میں تو ہمیشہ تجھی سے سخن کرتا رہا اور تیرا ہی نام لیا کیا نہ وہ کہ  
عاشق اطلال و ماہن کا ہوں اطلال مراد ہوں سے کہ قوم فوج کے کسی بہت تھے قیوق بصورت ہب  
قیوق بصورت شیر بصورت گرگس دو بصورت مرد و حوا بصورت دن کہ یہ انکی پرستش کرتے تھے اور  
رات دن اپنے مقصود کی تسلا و راگی طرح و ثنا کرتے تھے میں نے تو ان اطلال سے کبھی سخن نہیں کیا  
نہ ان ماہن سے کہ اپنے سوا اور کو نہیں سمجھتے تھے میں حیران تھا کہ یہ اطلال کی طرف متوجہ کیے ہوئے کسی  
و ثنا کرتے ہیں اور مخاطب انکا کس سے ہو شکر ہو کہ تو نے طوفان اپنی تعین کیا اور واسطہ اطلال کا کھو دیا  
اسوا سطل کہ وہ اطلال نہایت بہتھے کہ نہ مذا کرتے تھے نہ صدا اندایہ کہ کسی کو آپ بجا میں صدا یہ کہ کسی  
مرا کا جواب دین اور میں ایسے اطلال سے خطاب کرنا چاہتا ہوں کہ عندا خطاب کوہ کیط صدا سے  
جھکے جواب دے تو تیرے نام کا شنی اس سے سنوں میں جیسے میں نے کہا ویسے ہی وہ کہے کہ میں ہر  
نام جان آرام کا عاشق ہوں بار بار سننا چاہتا ہوں ہر شبی نے کوہ کو دوست و غریب جو رکھا ہو سچ و جھٹ  
کہ دناشینی تیرے نام کا سننے اور جو کہ بہت مثل سنگلاخ کے ہو وہ موش کے لائق ہو کہ انکے کسی سوراخ میں

گھس ہے نہ چاری خواجگاہ کے قابل میں ایسے کوہ سے جو کلام کرتا ہوں کہ وہ میسر ایا نہیں ہوتا ہے  
جواب نہیں دیتا میری گفتار کے وقت بے صدا ہوتا جس ایسے کو خاک برابر ہی کر دینا بہتر ہو ایسے  
کہ یہ ہدم نہیں ہو کہ ہمارا اسکا ایک دم ہو ایسے کا پامال ہی ہونا اچھا ہو انشاء تعالیٰ نے فرمایا اے لوگوں  
اگر تو چاہے تو ہم سب کو ابھی محسوس کرتے ہیں اور ابھی تحت الشری سے نکالتے ہیں ہم دنی کی گفتار  
کے واسطے تیری دلکشانی نہیں کرتے بلکہ اُسکے حال سے تجھے آگاہ کرتے ہیں حضرت نوح نے کہا  
نہیں نہیں میں تیری رضا پر رہی ہوں اگر تیری مرضی ہو تو مجھ کو بھی غرق کر دے بلکہ وقت مجھ کو غرق  
کر میں خوش ہوں حکم تیرا میری جان پر میں اسکو مثل جان کے سمیٹو لگا اول تو میں کسی کو دیکھو نکاحی  
نہیں اگر دیکھو لگا بھی تو وہ ایک بہانہ ہو مگر اصل منظر میرا تو ہی ہو گا میں صبر و شکر اور ہر حال میں شہادت  
تیری صنع کا ہوں میں گبر کی طرح عاشق مصنوع کا کب ہوں اس واسطے کہ جو عاشق صنع خدا کا ہو وہ  
نہایت فرخ و با فرو اور جو عاشق مصنوع کا ہو کا فر ہو بدینو کہ عاشق صنع کا در حقیقت عاشق صنع  
کا ہو مقید مصنوع کا نہیں اور عاشق مصنوع کا اسی کا مقید جو نہ صنع کا فراتے ہیں کہ ان دونوں  
یعنی صنع اور مصنوع کے عشق میں نہایت ہی فرق پوشیدہ اور مخفی ہو اور اسکو وہی بات چاہیے  
نزدیک برگزیدہ اور مخفی ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں شری کو تری لکھا ہے

توفیق در میان ان دو لون صدیوں کے الرضا بالکفر کفر رہی ہونا کفر پر کفر ہونے میں نہ ہر شخص  
بقضائی غلبہ طلب رہا سو انی جو کوئی رہی نہ میری قضایا تو چاہیے کہ وہ وہ ہے کوئی رہے وہ ہے  
قولہ دی سوالی کہ مسائل مراد از انکہ عاشق بود اور با جہاں گفت نکتہ الرضا بالکفر کفر + این پر معرفت گفت  
اوست بھرباز فرمود او کہ اندر ہر قضا + مسلمان را رضا باید رضا + بی قضای حق بود کفر و نفاق + اگر بین انی  
شوم باشد شقاق + ورنیم رہی بود ان ہم زبان + پس چہ چارہ باشد اندر میان + گفت مثل ان کفر مقصود  
فی قضاست + بہت آثار قضا این کفر است + پس قضا را خواجہ جازمقصد بیان + تا شکالت مل شود اندر  
جہاں + ارشیم بر کفر ان رو کہ قضا است + فی اذان ہو کہ نزاع کفر است + کفر از روی قضا ہو کہ کفر است  
حق را کا و مخوان اینما ماست + کفر جہلت و قضا می کفر علم + ہر وہ یک کی باشد از علم و علم از شقی خطہ شقی  
نقاش نیست + بلکہ از وی زشت را بنو و نیست + قوت نقاش باشد آنگہ او ہم تواند زشت کردن ہم کو  
کہ کشیم بحث این رہن ہما زہ تا سوال و تا جواب آید و رازہ و ذوق نکتہ عشق از من میرود و نقش صد  
نقش و گیریشود + المعنی شقاق ایک طرف اختیار کرنا اور مخالفی کرنا مقضی ادا کیا ہوا اور  
تمام کیا ہوا فراتے ہیں کل مجھے ایک سائل نے سوال کیا اس سبب سے کہ وہ اس لہجہ پر عاشق تھا

کہا کہ یہ ممکنہ جو کہ اگر رضا بالکفر کفر آنحضرت نے فرمایا ہو اور انکا فرمودہ نہ ہو یعنی سب کا ناما ہوا اور سدا اور  
یہ بھی فرمایا ہو کہ ہر قضا میں مسلمان کو رہنی برضا ہونا چاہیے اب بتاؤ کفر و نفاق کیا قضاے حق نہیں ہو  
کہ اس پر رہنی ہون تو حنا اذیت اور دشمنی ٹھہرے اور اگر راضی نہ ہوں تب بھی نقصان کی بات ہو اس واسطے کہ  
خدا کا تہا ہو جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو میرے سوا اور کوئی رب اپنا ڈھونڈ لے پھر کیا کریں ان دونوں  
مستفاد میں کچھ بن نہیں آتا بڑی حیرانی ہر تہیج اس سے کہ اگر یہ کفر مقصود یعنی قضا والیکہ ہو نہ قضا کا  
اور آثار قضا کے گویا عات اسکی ہیں جو خالی حکمت سے نہیں کہ تو نہیں جانتا اسی سبب تو اسے  
رہنی میں ہوتا اپنی مرضی پر رہنی ہوتا ہو ہی کفر ہو جس کو خواجہ قضا کو مقصود سے جان تو ساری کلین  
تیری جان میں آسان ہوں کوئی اشکال باقی نہ رہے ہم اس کفر پر بھی رہنی ہیں جو قضا سے ہو دونوں  
اور جابرے کفر کے اسلئے کہ کفر از روے قضا کے ہو وہ کفر ہی کہ ہو اگر حق تعالیٰ نہ ہو یا نہ کافر ہو تو  
وہ کفر قضا بھی کفر نہیں تو ایسے موقع پر مت اڑے اسلئے کہ جہل کفر ہو اور قضا کفر علم پھر جان عالم دونوں  
ایک کب ہیں جسے علم و ظلم ایک نہیں یعنی محل و ختم کہ ایک نقطہ میں کیا سے کیا ہو جاتا ہو مثلاً اگر کسی  
خط میں تو زشتی دیکھتے تو یہ مت جان کہ نقاش کی زشتی ہو بلکہ وہ زشت قصداً اسکی مائش ہو اس بات  
کی کہ مجھ کو تو زشت و خوب دونوں ملے نہ ہو کی ہو اب فرماتے ہیں کہ اگر اس بحث کو ہم کھولیں اور بار بار  
وہ سامان بیان کریں تا مل طویل سوال و جواب پیدا ہوں تو ہو سکتا ہو لیکن مزہ نکتہ عشق کا جس سے ہم  
لذت پارہے ہیں یہ جاتا ہو اور جس خدمت پر ہم مامور ہیں اسکے نقشہ کا نقشہ بدلا ہوا ہے

اس بیان میں کہ حیرت مانع بحث و فکر ت کی ہو

تو آں کی مردود ہو آدشتاب پیش آیا آئینہ وار مستطاب گفت از بیم سفیدی کون جدا کہ عروس نوگریم  
ای وقتی ریش او برید و کل پیش نہاد کہ تو گزین چون مرا کاری قضا و این سوال و این جوابت ای کوین  
کہ اس میں ہا ندارد مردین و این کیا وسیلے مرزید را حلقہ کردا و ہم برای کید را گفت سیلی زن سوالی می کنم  
پس جوابم کو و آنکہ میں نے ہم پر قضا تو دوم آمد طراق یک سوالی دارم اینجا در رفاق و این سوال تو جو می ہم  
آنکہ محل کن اشکال مرا اسی نیکو این طراق از دست من بدست یا از تفکا گاہ تو ای فخر کیا گفت از رو دین  
فراغت خستہ کہ دین فکر و مال استم تو کہ بیدوی ہی اندیش این دنیست صاحب در و این فکر چہ در و بدست  
را باشد فکر غیر خود در مسجد و خوابی بیدر غفلت و بیدر بیت فکر آورد و در خیالات کا یہ بکا آورد و جز غم دین  
نیت صاحب در و در مرشد و در و در حکم حق را بر سر و روی مند و حفظ فکر و پیش یک سو می نہ  
یعنی مستطاب خوش آمد و پاکیزہ ایک شخص دو مو یعنی کچھری دارھی والا ایک جام خوش مزاج کے پاس

آیا اور کہا کہ میں نے ایک نو عروس کی جو تو میری دائرہ سے سفید بال ہیں ڈال گئے گل و آرزو، مونہ کے  
 اُسکے سامنے رکھ دی کہ لے تو اب ہمیں سے میں مجھ کو اور کام ہی میں اپنا کام کروں جس میں حال سوال  
 جواب کا ہو جو اوپر پہننے کہا ہوا شخص گزیدہ کہ جو مرد میں کا ہو وہ سوال و جواب کا عاشق نہیں نہ اٹھا کہ  
 خیال پر وہ اب دوسری مثال ہو کہ ایک شخص نے زید کے سبیل ماری زید نے بھی اسکی بداندیشی سے اس پر حملہ  
 کیا اسکی ماری مارنے والے نے زید سے کہا کہ میں ایک بات تجھے پوچھتا ہوں اسکا جواب مجھ کو دے لے پھر  
 مارنا نیز تم میں جی رائد ہو اور زن امیر صغیر منصف اور وہ سوال یہ ہو کہ میں نے جو تیری گردن پر مارا  
 اور ایک آواز طراق کی ٹکلی اس آواز سے اس موقع پر مجھ کو ایک سوال اپنے رفیقوں میں تھا وہی سوال  
 اسکی جو تجھے کرتا ہے تو میری شکل کو حل کرینے یہ آواز طراق کی میرے ہاتھ سے ہوئی اس کی خبر کیا ہے  
 قضا کا ہے اُس نے کہا کہ درو کے مارے مجھ کو ہی فراغت کہاں کہ میں اس طراق کی فکر وامل میں پڑا  
 اور سوچوں جس اب مقولات مولانا رکے ہیں ایسے ہی تو بید رہی تو بھی ان سوال و جواب کو سوچتا رہا اور خبر  
 ہو جا کہ صاحب درد کو یہ فکر نہیں ہو گیا ہر دور و مندوں کو سوا سے اپنے درد کے فکر غیر کی نہیں ہوتی  
 چاہے کوئی مسجد کو جائے چاہے کوئی تہخانہ کو ساری فکر میں تیری غفالت و بیدردی پیدا کرتی ہو  
 اور تیرے خیال میں نئے نئے نکلتے جاتی ہو اور جو صاحب درد ہو اسکو سوا سے غم دین کے اور کچھ نہیں ہے  
 وہ مرد و کرد کو خوب پہچانتا ہو حکم حق کو وہ سرد و پر رکھتا ہو اور اپنی فکر کی حفظ ایک کنارے الگ  
 رکھتا ہو انجلاؤں شرح بحر العلوم میں کل کو کل لکھا ہے

اسکا بیان کہ درمیان صحابہ کے کوئی حافظ نہ تھا

قولہ در صحابہ کہ ہدی حافظ کسی ہر پہ شوقی بود جان شان ابی ذر انکہ چون مغرض در آگند رسید بہ کچھ تنہا  
 شد میں قیق و وا کفیدہ مغرض علم افزو دو کہ شد پوستش + ذر انکہ عاشق را بسوزد و دستش + فشر جو رفتش  
 با و ام ہم + مغرض چون آگند شان شد پوست کم + وصف سطلو بی چو صد طالعی است + وحی برق نور سوزان بجی  
 چون تہلی کرد او صاف قدیم پس بسوزد و صف حادث را گیم + راج قرآن ہر کرا محفوظ بود + جل فنا از صما  
 می شود و جمع صورت با نہیں یعنی ثرون + ہیست ممکن جز سلطان شگرت + دہین مستی مراعات ادب  
 خود نباشد + ہر بود با شر عجب + اندر ہنفا مراعات نیاز + جمع صند نیست چون گرد و دراز + جمع صندین از  
 نیاز افتاد و نماند + باز در وقت سیر امتیاز + چون عصا معشوق عیان میشود + کور خود و رونق قرآن میشود +  
 گفت کوران خود صنادیق اندر پرداز مروٹ + صحت و ذکر تہذیب + باز صند رونق پراز قرآن بہت + ذر انکہ صند  
 بود عالی بہت + باز صند و قی کہ عالی شد + بار + نہ صند و قیکہ پرموش + مار + حامل اندر و جل چون تھا درو

گشت دلائل پیش مرد سرود چون بطلوبت رسیدی ایلیح و شاربکاری علم اکنون قیج چون تندی بر با ماسی لیس  
 سرود باشت جستوی فردان جزیرای یاری تعلیم غیر سرود باشد راه غیر از بعد غیر آینه روشن که شد صاف و بلی بزل  
 باشد بر نهادن بلی پیش سلطان شش شسته در قبول چیل باشد جتن نامہ رسول و المعنی قشعر بندی بکل و پرست  
 تفسیق معرب پستہ جی اما نہ بنی لہم کا تنہا بین بہت کم ہوتا تھا جو کوئی حافظ ہو اور یہ نہیں کہ انکی جان کو قرآن  
 شوق منو شوق از مد گروہ یہ بھی کہ انھوں نے اس کے منہ کو خوب کوید ایتھا اور نہایت پیونچے تھے اس سبب  
 پرست آنکے سامنے باریک ہو کے پھٹ گیا تھا جب مقرر علم کا بڑھتا ہو تو پرست کم ہو جاتا ہو جیسے عاشق کو عشق  
 جلا جلا کے گشتا دیتا ہو دیکھو چکلا جزا و پستہ اور بادام کا جب منہ فرامین بجز ٹھنڈا ہو پرست کم ہو جاتا اور  
 طاہر ہو کہ وصف مطلوب کا بعد وصف طالب کا ہو وہ بدرجہ اعلیٰ بدرجہ اولیٰ اس سبب سے وہ وحی و  
 برقی نور کی ہر جلانے والی قرآن کی ہر وردہ تفاد میں استحا و کیسے ہو پھر حاجت قرآن کی نہیں رہتی شعر بعد  
 اسکی تفسیر ہو کہ جب اوصاف قدیم تجلی کرتے ہیں تو حادث کے وصف کی کملی بل جاتی ہو اس میں بھی صفت  
 قدیم کی ہو جاتی ہو جس کسی کو مصباح سے چوتھا قرآن بھی یاد تھا انکو صحابہ جلیل فیما بینے بزرگ ہیں ہم میں کتے  
 تھے گسوا سٹے جسکو ایسے معنی شرف و عین حاصل ہو اور وہ صورت کے ساتھ بھی جمع رہے یہ کہر کئی کام نہیں  
 سلطان شکوف و نادر یعنی عارف کامل کے کیسے ہو سکتا ہو کہ ایسی سستی و وجد میں مراعات ادب یعنی شرع  
 کی مرعی رکھے نہیں ہو سکتا بس اگر ہو تو تعجب ہو جیسے کوئی استغناء و الامراتب نیاز کے سبب لائے یہ جماع مذہب  
 کب ممکن ہو اور کیسے ہو سکے تاہو نیاز و دونوں باہم ضاربین لول تو یہ جمع ہو نہیں سکتے اور انکے ساتھ شعر پھر  
 کیسے امتیاز ہو کہ نازکیا ہو اور نیاز کیا ہو دیکھو جب عصا معشوق اندھون کا ہو جاتا ہو یعنی انکو نور نہیں ہوتا  
 تو اندھا مسندوق قرآن کا بنتا ہو غرض یہ کہ جو معانی و اسرار قرآن سے اندھا ہو وہ الفاظ و نظم قرآن کا  
 حافظ ہوتا ہو بس یہ صاحب اسرار معانی قرآنی اس حافظ الفاظ دانی سے بہت بہتر ہو جیسا کہ کہا ہو  
 اندھے صندوق میں حروف و الفاظ قرآن اور نوکر نذر سے بھرے ہوئے نذر ترس و بیم اب فرماتے ہیں  
 کہ نہیں پھر بھی وہ صندوق میں قرآن بھر ہو آفراس صندوق سے جو غالی کیلئے ہاتھ میں ہو بہت رہو  
 اور پھر بھی یہ بات ہو کہ ایک صندوق تو غالی اذباہ ہو لیکن بارے تو غالی ہو لیکن موش و مار اس میں بھرے  
 ہیں تو ایسے صندوق سے وہ غالی ہی اچھا ہو اب فرماتے ہیں کہ حامل ان سب کا یہ ہو کہ آدمی اپنے  
 معشوق کے وصل کی خاطر کشتیاں اور دلاک لگاتا ہو اور خاطر فوشا مانگی کرتا ہو اور جب وصل ہو جاتا ہو تو  
 وہ کشتیاں انکے سامنے سرودنا گوار ہو جاتی ہیں و لاد عجات و طاعت و عبادت سے ایسے ہی ایلیح جب تو  
 اپنے مطلوب کو پہونچ گیا اور خاطر بقصد ہو پھر طلب و تلاش علم حصول مطلوب کی مذموم و مہج



ہو جاتی ہو مثلاً جب آسان کے باہر پہنچ گیا تو پھر سیڑھی اٹھان پر چڑھنے کو کیوں مانگا یا کہ اتنا ضرور  
 کہ غیر کی مدد و تکیہ کیا سطرے جو کچھ کہنے لگے لیکن خود ہر وہ راہ غیر کہ جس سے خیر کو پہنچا ہو بعد حصول خیر کے  
 سر ہو جاتی ہو جیسے ایک آئینہ روشن و صاف و جلی ہو پھر اسکو کسی صیقل پر رکھنا محض جل و نمانی ہو  
 ایسے ہی بادشاہ کے سامنے تو خوش و خرم درجہ قبول میں بیٹھا ہو اور مہذ انامہ اور قاصد کا خواست نگار ہو  
 کیسی جہالت ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں موش و مار کو ہوش لکھا ہو

بیان اسکا کہ طلب الہی لیل عند حضور المذلول قبیح والا شتغال بالعلم بعد الوصول  
 الی المعلوم مذموم و ٹوٹا ہوا دلیل کا بعد سامنے ہونے المذلول کے قبیح ہو اور مشغول ہونا  
 علم میں بعد وصول معلوم کے مذموم ہو

قولہ آن کی را یا پریش خود نشانہ نامہ بیرون کرد و پیش یا رخاوند بیٹھا و نامہ و سرج و شتا و زاری و سکنی  
 بس لایہاء گریہ و افتخار و درو و خزن خویش و خواری و بیزارنی باہل و خویش و دوری و رنجورانی و جہان پرست  
 و کر پیغام و رسول از مغرب و پست و بیچارہ میخاوند با معشوق خود تا کہ بیرون شد و از عدد و رگفت معشوق این اگر  
 بہر منت گاہ چل این عمر ضائع کرد و دست و من پریشان حاضر و توانا و خوان بہت است این بجزی نشان عاشقان  
 گفت ایجان حاضری اما ولیک و من نمی یایم نصیب خویش نیک انچه میدیدم تو تو بارینہ سال و نیت اینم  
 اگرچہ می بینم وصال و من ازین چیز نالای خورده ام و دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام چشمہ می بینم ولیکن آب نی +  
 راہ آبم را گز در زنی و گفت پس من خیم معشوق تو ہمن سلینا و و مرادت و قوت و عاشقی تو ہمن و ہر حالے +  
 حالت اندر دست نبود ای فتی پس نیم گاتی مطلوب تو ہمن و جزو مقصودم ترا اندر من + خانہ معشوقم و معشوق  
 فی و عشق بر نقد است و بر صندوق فی و المعنی بقا و قوت و ہر دو نام شہر ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سانسے  
 بیٹھا یا اسنے ایک نامہ کھالا اور بار کے سامنے پڑھنا شروع کیا کہ حسین سکی سرج و شتا سکی اور اپنی زاری و  
 سکنی اور بڑی خوشامدین اور گریہ اور افتخار اور خزن و درو اور خواری اور بیزارنی خویش و اقربا سے  
 اور دوری و رنجورنی ہر دو دست سے اور کہ پیغام و قاصد کا غرض ہر طرح کا مغرب و پست ایسے ہی  
 معشوق کے سامنے پڑھتا تھا یہاں تک کہ مد و شمار سے گذر آیا سنے معشوق نے کہا کہ اگر یہ بیان تیرا  
 میرے واسطے ہو تو اب وصل کا وقت ہو حسین ایسی باتیں کرنا عمر ضائع کرنا ہو میں تیرے  
 سامنے موجود اور تو میرے آگے نامہ پڑھتا ہو بھلا عاشقوں کے یہی نشان ہیں کہ ایجان تو تو بیشک  
 موجود ہو مگر میں تو اپنا اچھا حصہ نہیں پاتا پار سال جو کیفیت تھے دیکھتا تھا وہ وقت تجھ میں نہیں پاتا  
 اگرچہ وصال حاصل ہو میں نے تو اس چشمہ سے آب دلالی پایا اور دیدہ اور دل کو اس آب سے تازہ کیا ہو

آب میں چہرہ تو دیکھتا ہوں وہ آب نہیں دیکھتا پانی کی راہ میری کسی راہزن نے مار دی کہا بس میں تیرا  
 معشوق نہیں ہوں میں بٹھا رہا ہوں اور تیری مراد تو میں پھر کہاں میں کہاں تیری مراد تو عاشق میرا نہیں  
 میری حالت کا ہو اور حالت کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتی بس میں تیرا مطلوب کلی نہیں ہوں میں تیرا زمانہ  
 میں جزو مقصود ہوں تین خانہ تیرے معشوق کا ہوں معشوق نہیں ہوں تیرا عشق فقہ پر ہو صند عرق پر  
 نہیں ہو اختلاف شرح بحر العلوم میں ایسا کہ کو ایسا لکھا ہو قول بہت معشوق کہ کہ او کی تو جو بدبتا و نہتہا  
 او ہو و چون بیا پیش نباشی منتظر ہم ہو دیا او ہو ہم نیز سر میرا حواست فی موتوف حال + بندہ این ماہ باشد  
 ماہ و سال + چون بگوید حال را فرمان کند چون بخواہد چہ شہاراجان کند بہتہا بنود کہ موتوفست او منتظر نہشتہ شہ  
 حال جو کیسی حال باشد دست او دست چہا نہشتہ دست او + گہ بخواہد مرگ ہم شہرین شود + خار و شتر  
 نرگس و شہرین شود + او ہو سلطان حال اندر روش + فی چو تو محروم از حال کوشش + آنکہ او موتوف حالت  
 آدمیت + کہ کسی افزون و گاہی در کمیت + لیک صافی فارغیت از وقت و حال + صوفی ابن الوقت  
 باشد در مثال + حالنا موتوف فکر دای او + زندہ الفیج میخ آسای او + عاشق حالی نہ عاشق برنی ہر ماہ حال  
 ہر سہ تہی + آنکہ کہ ناقص کی کامل ہو نہتہا معبود خلیل اقل ہو + آنکہ آفل باشد و گہ آن و این نہتہا لبر  
 لا احب الا فکلین + آنکہ او گاہی خوش و گہ ناخوش ست + یک مانی آب و یکدم آتش ست + برج مہ باشد  
 ولیکن ماہ فی نقش بت باشد ولی آگاہ فی + معنی آب مقولات مولانا کہ ہر کہتے ہیں عاشق  
 نے اپنے معشوق کو دوسرے حال پر پایا ایسا معشوق کس کام کا معشوق وہی ہو جو ایک حال پر ہو کہ تیرا  
 بہتہا نہتہا ہو اور تیرے عشق میں فتور نہ آئے اور ایسا کہ جب تو اسکو پاسے تو معرض ہتھار میں نہ پڑے کہ  
 منتظر دیا کہ بیٹھے ہیں کب برآمد ہو بلکہ ظاہر و پوشیدہ وہ دونوں حال میں پیش نظر وہ باو شاہ احوال کا ہو  
 جسے کیفیتیں تغیر ہوتی ہیں اسکا حال کسی حال پر موتوف نہیں بلکہ جملہ حال اسپر موتوف چنانچہ ماہ و سال نہیں  
 تغیرات ہوتے ہیں اس ماہ کے غلام ہیں جہت حال سے کہدے فوراً سجا آوری فرمان کی کرے اور جب  
 چاہے جہوں کو کہ گنیت ہیں جانوں لطیف سے بدل دے وہ منتہی نہیں ہر اس واسطے کہ موتوف ہو یعنی  
 ہمیشہ یکساں نہتہا جس وجہیوں کے کہ منتہی ہو نہ منتظر کسی حال کا کہ اس کے انتظار میں ہو اسکا تو ہوا تو خود کیسیا ہو  
 حال کا کہ ذرا ہلاتے ہی اسکا مست ہو جاتا ہو اور نہ لیتا ہو اگر دو چاہے تو مرگ مہی تلخ چہرہ میں ہو جا  
 اور خار و شتر ب نرگس و شہرین بنجائیں وہ ہر روش و طور میں سلطان حال کا ہو نہ تیری طرح کہ حال کشش و فلول  
 سے محروم نہتہا کشش تیرے حق میں نہتہا میں حال اس کے شوق کا بس جو موتوف حال و تغیر کا ہو آدمی ہو  
 کہ کبھی بڑھ جاتا ہو کبھی گھٹ جاتا ہو لیکن جو صوفی صافی ہو یعنی اب الوقت وہ وقت و حال دونوں کے

نہت ہو مگر صوفی ابن الوقت کے کہ بقیہ وقت و حال کا ہو اور جملہ حال اسکی فکر و اسے پر موقوف و موقوف ہوے اور اسکی نفع سے جو شل دم سب کے ہو زندہ و کھنچ ہو کہ صوفی ابوالوقت کے حال و وقت و نون و نایع ہوتے ہیں کہ جو وقت ہو گئے وقت اسکی فوراً قیل کرتا ہو چنانچہ انبیا اور بعض اولیا اور ابن الوقت تاج وقت و حال کا ہو کہ مناسبت کے منہ سے نکلتا ہو اور حال بھی اسپر غلبہ کرتا ہو کہ یہ حال اکثر اولیا کا ہو یہ کوگ عاشق حال کے ہیں نہ کسی من کے اور اگر من پر پور تے ہیں یعنی عاشق ہوتے ہیں تو وہ عشق بھی انکا بامید حال ہی ہوتا ہو اور جو کبھی ناقص کبھی کامل ہو وہ معبود خلیل کا نہیں ہو اس سبب سے کہ ڈوبنے والا نہکے شعر میں من مراد معشوق ظاہری سے کہ جو من و خودی سے بھرے ہوتے ہیں اور خلیل و دوست فی الحال اور جو آغل ہو اور تنہا الاحوال وہ دلبر نہیں ہو لہذا سب لافلیں سے ہو جیسے خلیل نے کہا تھا اور جو کبھی خوش ہو کبھی ناخوش ہو مثلاً آفتاب در ایسے ہی کبھی آب کبھی آتش اسکے عاشق نہیں ہو ہی من یعنی معشوق ظاہری ہو تو برج ماہ کا لیکن خود ماہ نہیں ہو اور ہر وقت نقش بت مگر آپ سے آگاہ نہیں کہ میں کون تو کہ بہت صوفی صفا چون ابن وقت و وقت را چون پر گزرتہ سخت ملک صافی غرق عشق ذوالجلال و این کس بے غارغ از اوقات و حال و غرق نوری کہ اولم یولدست و لم یلد لم یولد ان ایزد دست در و چن عشق گرین گردند و ورنہ وقت مختلف و بدند و مگر اندر نقش زشت و خوب خویش و بگراؤد عشق و بر مطلوب خویش و مگر این را کہ حقیر می یا ضعیف و بگراؤد بہت خود می شریف و تو بہر حال کہ باشی می طلب و آب می جو داما می خشک سب و کان لب خشک گواہی میدہد و کو در آفر بر سر منبع و در خشکی لب بہت پیغامی ز آب و کہ بات آرد یقین این منظر آب و کاین طلبکاری مبارک جنبش است این طلب در راہ حق مانع کشی است و این طلب منتزع مطلوبات است و این سپاہ نصرت و رایات است و این طلب و چون خروسی در صباح و میزند نعرہ کہ می آید صبح و گرچہ آلت نیست تو می طلب و نیست آلت حاجت اندر راہ رب و ہر کراہی طلبکارا می پسندد و یاد را شویش و انداز سر و کز جو را طلبان طالب شوی و در ظلال عالم ان لب شوی و اگر کی موری سلیمان نبی است و مگر اندر حقیق اوست سست است و ہر چہ داری تو ز مال و پیشہ و فی طلب بود اول و اندیشہ و اگر کی گنجی یا بذا درست و و رہاستہ از طلب ہم قاصرت و ہر کہ فیری خست و شک یافت او و چون بہہ اندر طلب و شیا یافت او و چون نہادی و طلب باپی پس یافتی و شد میری خطہ بہین باش از خواجہ یکدم فی طلب و آبیابی ہر چہ خواہی اسی عجب و عاقبت جویندہ یا بندہ بود و چونکہ در خدمت شتابندہ بود و و طلب چالاک شود ان فتیاب ہی طلب اندر عالم باصواب و بمعنی خواتے ہیں جو صوفی صفا والا ابن وقت ہو لہذا وقت کو ایست پکڑے ہوے ہو جیسے میا آب کو کہ مقتضیات اسکے ہرگز نہیں چھوڑتا مگر جو صافی ہو وہ حضرت ذوالجلال کے عشق میں غرق ہو تو اسکا ابن نہیں نہ اوقات کا نہ حال کا سب سے نہخت و نایع اور سب کو ٹک گیا ہوا

وہ اس نور میں غرق ہو جو لم ہو لہر کسی سے نہ جا گیا اور لم بیدار کی صفت خاص اس کی ہلک کہ وہ نورِ یزدانی ہو کہ کسی کو اسے نہ جانتا کسی سے جا گیا پس اگر تو زندوں میں کوم مارتا ہو تو جا ایسے عشق کو اختیار کر جو حیات جاودانی حاصل ہو نہیں تو وقت مختلف کا بندہ ہو جو کبھی کبھی کبھی ہو تو اپنے نقل و حرکت کو چاہے رشت ہو چاہے خوب اصلاً خیال مت کر عشق اور اپنے مطلوب کی طرف و حیاں رکھ داس بات کہ دیکھ کہ میں حقیر و ضعیف ہوں میرے مناسبہ کا عشق کب ہو تو بوشریف و اشرف المخلوقات سے ہوا اپنی ہمت کو غور کر بہت ہمت ہو تو جس مال میں ہو اگر اسکو ڈھونڈھے جاو بشت لب ہو کہ ہمیشہ پانی کی جستجو کہ جس جب تو شہ لب بیگا تو ہی تشنہ لبی تیرے لیے گواہ بیگی کہ آفر ضرور تو سرچشمہ پر ہو چنگا او سیراب ہو گا جانے کہ یہ خشک لبی تیری ہی پیغام ہو خود آب کی طرف تھکے کہ بظہن یہ منظر اب تیرا کھلو جاوے پاس لا گیا کسو اسطے کہ یہ طلبگار سی ہی فری مبارک ایک منیش ہو جو دل کو مطلوب کی طرف ہلانے جاتی ہو قرار پر نہیں جو طریقی اور راہ حق کے جو مانع ہیں انکی کشیدہ ہی طلب کنجی حلا مطلوبات کی جو اسی سے سارے مطلوب حاصل ہوتے ہیں اور سپاہ و ریایات نصرت کے یہ طلبہ ہو جو شمل مرغ صبح کے نعرہ مارا کے کپڑی ہو کہ اب کوئی دم میں خوب چھیل آتا ہو آفتاب ہو پیمان مراد آفتاب حقیقی ہو اگر تیرے پاس ساز و سامان نہیں ہو تو نو خدا کی راہ میں حاجت کسی سا جو سامان کی نہیں ہو تو اوپر ہو کہ طلبگار اسکا پائے اسکا یار بن اور اسکے سامنے ادب سے سر جھکائے رہ اسوا اسطے کہ طالبوں کے قرب سے آدمی طالب ہو جاتا ہو اور غلامیوں کے سایہ سے غالب اگر کسی مور نے طلب سلیانی کی کی تو اسکو موذیہ سمجھکے اسکی طلب میں سست سست نظر مت کرتیرے پاس جو کچھ مالی ہو اور جو پیشہ چاہتا ہو کیا اس میں پہلے سے طلب و فکر نہ تھی اسی طلب و فکر سے تو پایا اگر مور کو طلب سلیانی کی ہو اور وہ پائے تو کیا عجب بات یہ تو ہو کہ اگر خزانہ کسی کو ملجائے تو نادہر ہو لیکن اگر طلب سے باز رہے اور نہ کرے تو قاصر ہی ٹھہر گا اسطے کہ بیشہ جس چیز کو چھوڑ دھا بیشک اسکو پایا بشرطیکہ جدا ور طلب جو اور اس کے ساتھ جستجو اور کوشش کرے خوب سمجھ لے کہ جان تو نے کسی چیز کی طلب میں پاؤں رکھا میں اسکو پایا اور میری بونگی بخون و خطر کچھ اٹل ہی نہیں خبر دار کہ جو آدم بھرے طلب مدت رہ تو جو کچھ چاہے وہ پائے جیسا کہ کہا ہو آخر جو بندہ یا بندہ ہو کر قدرت میں قابل نہ و شائبہ ہو جس طلب میں چالاک ہو اور اسی سے کشود باب مقصود کی ڈھونڈو اور زیادہ کیا کہوں آگے اللہ خوب جانتا ہی اچھی طرح

حکایت اس شخص کی کہ حضرت داؤد کے وقت میں رات دن دعا کرتا تھا اور خدا سے رزق حلال مانگتا تھا پرنس کس کے

قول آن کی در محمد داؤد نبی و نذر دانا پیش رغبتی دین دعا میکرد و دائم کای خدا و شوقی بے رنج روزی کن مرا

چون مرا تو آفریدی کاہلی در خم خواری سست صیغی بلی + ہر خزان پشت ریش بر او + ہر سپان و کشتان نتوان نہاد  
 کاہلم چون آفریدی اسی علی + روزیم دہم در آہ کاہلی + کاہلم من سایہ خیم در وجود و فقیر اندر سایہ ہسان وجود کاہلم  
 سایہ خیم را اگر + روزی ہنما وہ فوج و گراہر کاہلی است جوید روزی + ہر کاہلی است کن و لونی در رقی راہ  
 بسوی این حسین + ابرابا دامن بسوی چرمین + چون زمین را پایا نباشد جو تو + ابرابا را اند بسوی او و تو طفل  
 چون پایا نباشد ما و ہش + آید و نیز و طیف بر سرش در روزی خواہم ناگہ فی عقب + کہ نہانم من ز کوشش جز طلب +  
 مدتی بسیار میگردد این دعا + روز تا شب شب ہر شب تا صبحی و خلق میزند بر گرفتار او + بر طمع غامی و بر یکبارہ کہ چہ  
 میگوید عجب اسی است ریش + یکسی و دوست + ہنگ بی ہشیش + راہ روزی کسب پنج ست و عقب + ہرگز این  
 نادر شد و رشد عجب + ہرگز او پیشہ او و طلب ما از کہ کسب عقب با پنج و تب + اطلبوا الارزاق من اسبابہا  
 او غلو الاطمان من ابوابہا + شاہ و سلطان و رسول حق کمون + ہست و او و غنی و ذوفنون + ہست و فرمان  
 او و محش و طیر و ہرہ + زمین او رست سیر با چنان غری و نازی کاہل رست + کہ گزشتش عنایتی است  
 معجزاتش بشمار و بسید و موج بخشایش مداند و مداند المعنی علی باہم تو انگر متبیل بالفتح کاہل و سست فرمان  
 ہین ایک شخص حضرت داؤد کے عہد میں ہر وانا و نادان کے سامنے یہ دعا کرتا تھا ہمیشہ کہ اجدا مجھ کو مالدار  
 بے رنج کے عطا فرما ایسے کہ تو نے مجھ کو زخم فور اور سست حرکت اور کاہل پیدا کیا ہو چہرہ جو کہ ہے پشت  
 و ہیرا دہین اپنی توجہ گھوڑوں اور اونٹوں کا نلین لاؤنا چاہیے جب مجھ کو تو نے اس تو انگر و غنی کاہل پیدا کیا ہو  
 تو مجھ کو روزی بھی اسی کاہلی کی راہ سے دے عین کاہل ہوں اور وجود میرا آرام طلب سایہ خیم  
 اور وہ سایہ بھی تر ہے ہی احسان وجود کا تو نے جو کاہل ہوں اور سایہ خیم کی عادت آرام طلبی کی کی ہو تو انکی  
 روزی کی صورت بھی دوسری قسم پر کی ہو جس کے پانٹون ہین وہ دوڑ چھٹ کے اپنی روزی ڈھوڑھ لیتا ہو  
 اور جس کے پانٹون نہیں ہین انکی ولسوزی تو کہ تو رزق کو مجھ غلگین کی طرف دوڑاتا رہ جیسے بار باران ہر زمین  
 کی طرف دوڑاتا ہو ایسے کہ زمین کے چپاٹون نہیں ہین تو جو تیرا بر کو و ہتا کر کے اسکی طرف دوڑاتا ہو  
 ایسے ہی بچ کے پانٹون نہیں ہوتے خود مان انکی اسکارا تب پہونچانے اس کے سر پر آتی ہو عین بھی ایسی ہی  
 روزی بچ و عقب چاہتا ہوں کہ یکایک مجھ کو ملتی رہے میں سواسے طلب کے اور کسی قسم کی کوشش  
 نہیں رکھتا اسی صل بہت مدت یہ دعا کرتا رہا دن رات اور صبح شام مخلوق انکی باتوں پر ہنستی تھی اور  
 نیز انکی طمع خام اور لڑائی پر کہ خدا سے لڑتا ہو اور عقب سے کہتے کہ یہ احمق سست ریش کیا بکتا ہو یا کہ  
 کسی نے ہنگ پیوشی کی دیدی ہو روزی ملنے کی راہ تو کہ بے رنج و عقب ہو بے اس کے غیر ممکن اور اگر  
 بے اس کے ہو تو عجب ہو آنے کہ سیکو ایک پیشہ بنا دیا ہو اور طلب رزق کی دیدی ہو اور کہدیا کہ اسی کسب

عقب اور رنج و تپ سے روزی کو خود بخود ہی اسباب اٹھنے کے ہیں جیسے گھروں میں آنے کی آواز دہکے  
 ہیں تمامی شاہ و سلطان اور غور و سلجوق جواب میں نے داؤد علی کہ ہر مند بہرین جنگے فرمان میں وحش و طہرین  
 اور جنگی تمامی زمین سیرگاہ ہو خواہ باعتبار رسالت خواہ بطاظ سلطنت اور کیسے غرت اور کیسے ناز و اے  
 خدا کے نزدیک کہ جنگ و اندک کی عنایتوں نے چھالیا ہوا اور سب متعینی کیا ہو حجرات اس کے بے گنتی ہیشمار موج  
 رحمت الہی کی جلی مدد و مدد کہ ایک کی دوسری آئی تیسری آئی اور علی ہذا قولہ پچاس اخو زرا دم تا کنون  
 کی ہرست آواں چمن ارغنون مکو بہر وعظی میر اند دولیت مادمی را صوت خوش کردیت و شیر و آہو جمع  
 گرد آفران مسوی تذکیرش منغل بن ازان مکوہ و مرغان ہم رسائل بادش + ہر دو اندر وقت دعوت  
 عمرش + این و صد چندان مر اور ہجرات و نور ویش بے جہات و در جہات + باہر تکیں خدا روزی او + کردہ پشد  
 بستہ اند چہ توبہ بی زہد بانی و رنجی روزی می نیاید باہر پیرویش + اینچنین مخدول و پس ماندہ و خانہ کندہ دون گرد  
 راندہ اینچنین ہر چہ بخوبی یاد کرد و پانچ روزہ ز آحق خواہد کہ ہر بخش روز و بی تجارت پر کند و اس ز سوز و ہلچین  
 گنجی نیاید و جہان کہ بر آید ہر فلک بی زبان + این ہی گفتش تہذیب دیگر + کہ سیدش روزی و آہو بشیر ز ان چہ نذیر  
 مارا ہم بدہ + روز سنجیابی ہر اسی سالار و + او ازین تشنغ مردم و نفسوس + کم نیکو را ز دعا و چا پوس + تا کہ شد  
 مشہور و مشہور و مشہور کو زبان سہی جو پیر و پیر شد مثل در خام طمی اکن گدا + او ازین خواہش نمی آمد جدا + کم نیکو  
 از دعا و ابتہال + کرد و اجابت مستعان و او بجلال و کبر کران و گرشا بندہ بود + عاقبت جو بندہ یا بندہ بود  
 + معنی آخون آرخن آرخون ہر یک مختلف ارغنون نام ساز وضع کردہ افلاطون تذکیر و عطا کننا مختلف  
 غنمت کنندہ سائل ہر امان و ہر زبان شہیر ہفت مشہور و ابتہال تشخ و زاری یہ آشا را ہی حضرت کی صفت  
 میں ہیں جو کہ کہتے تھے کہ حضرت آدم کے وقت سے اب تک کسکی ایسی آواز مثل ارغنون کے ہوئی ہو سکے  
 سوز و درد سے آدمیوں کو یہ حال کہ عطا کے وقت سیکرٹون مر جاتے ہیں پھر کسکی آواز ایسی ہو جو آدمی کو  
 نیت کرے کہ کام و عطا اس کے شیر و آہو کٹھے ہوتے ہیں اس وقت میں + و صفت مخالفت کے شیر سے آہو  
 آہو سے شیر و دون غافل و پیچہ ہوتے ہیں پہاڑ میں سب ان کے دم کے ہم رسائل ہوتے ہیں اسی ہر زبان میں  
 جو کہ کہتے ہیں وہی کہہ مرغلتے ہیں اور جب وہ دعوت دین کی کرتے ہیں یہ ان کے محرم ہوتے ہیں تہی اہل  
 یہ جو بیان کیا گیا ہو + ایسے سو گئے تو ان کے معجزات اور ان کے سوا اور انکی صورت کا جو بے جہات ہو اور رہتا  
 بے جہات اس سبب + کہ + نور نور الہی سے ہو جو بے جہات ہو اور رہتا اس وجہ سے کہ دنیا میں ہر خوشی  
 ہو پھر انکی حیات الہی نے با صفت اس تہہ کے روزی حیرت سے متعلق کی ہو تو اور کیا چاہا سچ بے زہد بانی اور رنج  
 روزی کے انکو ہی روزی میں ملتی تھی باوجود انکی پیروزی کے اور یہ مخدول پس ماندہ خانہ مریا و چہیز فلک کا

کھلا ہوا بخت چاہے کہ کین خزانہ پادشاه اور پادشاہوں میں کس جگہ سے چاہتا ہو کہ برکت  
 کسی رنج کے جھٹ پٹ بے تجارت دامن سو سے بھریوں ایسا خزانہ توجہ ان میں نہیں ہو بھلا بے زبان  
 کون آسان پر چڑھ سکتا ہو کوئی شہر سے کتنا کہ لے یہ زہر ہو کہ یہ تیری روزی ہو اور تیرے واسطے بشارت ہو  
 تو بہت خوش ہوتا اور بہت کتنا لہجہ کو دیدے اور جو کچھ خفہ سردار دہ سے پایا کرے ہلکے بھی دیا اگر گھر اس مستور  
 استنار سے اپنی دعا و خوشامدین کی نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ شہر میں معروف و مشہور ہو گیا کہ فلان خالی  
 انبان سے میز ڈھونڈ تھا ہوا تباہ مراد غلامان وغیرہ سے غرض یہ کہ تمام شہر میں خام طبعی میں مثل ہو گیا  
 خام طبعوں کو اس سے مثال دیتے تھے لیکن وہ اس خواہش سے جدا نہیں ہوتا تھا جیسی دعا و زاری  
 کیا کرتا تھا ویسی ہی کرتا ہوا ذرا نگشتا آخر اسکی دعا حضرت ستان خدا بکمال نے قبول کی شعور یہ قول  
 مولانا رکھا ہو کہ اگر گران ہو یعنی بھاری کہل نہیں سکتا یا شاہ بندہ مگر ہوئے جو بندہ بیشک یا بندہ ہوگا  
 دوڑنا گاؤں کا کھرمین اس دعا کرنے والے بزاری کے کسو اسٹے کہ دعا کنندہ میری حال  
 ہو حق تعالیٰ سے پس الحاج سائل کا اسکے سوال سے بہتر ہو قال انہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان اللہ یحب المؤمنین فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے الحاج کہ غلام ہو  
 قولہ تاکہ روزی ناگمان در چاشنگاہ این دعا میکرو بازاری و آہ ناگمان در خاندان اش گاوی و دیدہ شلخ  
 زوہشت در بند و کلیہ گاؤں گشتان اندران خاندان بخت مرد و بخت و تو انہماش بست پس گلوئی گاؤں  
 بریدہ انزمان و بی توقف بی تامل بی امان و چون سرش بر پیشد سوی تصاب تھا ابابش بر کند و رو شمشابہ  
 اسی تھا شاگرد و چون چہن چہن و چون تھا ضامینی تمام دین و سہل گردان رہنا توفیق دہیہ تھا ضار  
 سہل برامندہ و چون زلفاس نہ تھا ضامیکی و زرخیش در سراشی شاہ غمی و بی توقف و قافیہ شام و سحر و زہر  
 کی دادر کہ آید در نظر نظم جنینس تو افی اسی عظیم بندہ امر تو انداز ترش ہم چون سچ کر وہ ہر چیز امانت بی تیز و تہنیر  
 ہر کی تیج بر نوع و گرد و گرد و ارمال ان میں خیر آدمی منکر تیج جاودہ و ان جاودہ عبادات و ستادہ معنی  
 اباب بکیر ہویت حیوان فرماتے ہیں ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ یہ دیکھ کر وقت بہ آہ و زاری دعا کرتا تھا  
 کہ آگاہ اسکے خانہ کی طر ایک گاسے دوڑ کے آئی اور سینک مار کے گواڑ توڑ دیے کہ دروازہ کھلیا گویا  
 وہ سینک گشت و در کا کلید تھا جس گاسے گھر کے اندر گھس کر آئے چھپ کے اسکے ہاتھ پائوں باندھے اور  
 فوراً اسکا کلا کاٹ ڈالا ذرا توقف و تامل دیکھا اور مطلق الامان ندی جب سر کاٹ چکا تو تصاب کے پاس  
 گیا کہ جلدی سے اسکا پست اوٹھروے اب مقولات مولانا رکھے ہیں فرماتے ہیں کہ اسی تھا شاگرد  
 باطن کے تو ہر مثل نہیں کے جو اپنے خروج کی واسطے تھا ضامخت دروزہ کا دوا پر رکھتا ہے تھا ضامتمام دین کا

اگر باور کیسے کرنا ہو اتمام دین سے مراد عبادت کامل یا عشق ہوا سطر کہ اہل مکمل کو فی رنجانہ مدد کار یا تو اس  
راہ کو سہل کر دے اور رنجانہ و مددگار ہو یا تقاضا چھوڑ دے یہ تکلیف ہمہ مرت رکھ خوب جانتا ہو کہ ہم مفلس ہیں  
پھر مفلس سے تقاضا نہ کرنا کیسا تو باوجود شافعی اول اسکو خفیہ دیدے پھر تقاضا کرتا وہ دے سکے  
ایک ذرا سی بات ہو کہ یہ نظم و قوافی کہ صبح و شام ہم باندھتے رہتے ہیں انکا یہ زہر ہک بوجہ کسی  
نظم میں آئین علیٰ ذہن نظم تجنیس قوافی یا معلیم سب تیرے بندہ ملک کے ہیں تیرے ترس و بیم سے معذور کیا جو  
خلافت امر کر سکیں اور کیسکو نظر آئیں تو نے ہر کسی کو سبج اعلیٰ خوان بنایا ہو چاہے کوئی بے تیز و تہا  
سے ہو یا بے باقیہ سے اور ایک کی تسبیح دوسری قسم کی کہ سب سب اپنی اپنی تسبیح کرتے ہیں اور ایک دوسرے  
کے مال سے خیر آدمی جاد کی تسبیح کا منکر ہو اور مال یہ کہ وہ جاد اپنی اپنی عبادت میں استاد و قولہ  
بلکہ ہرقسا و دولت ہر کی بے سبب از یک گرو اندیشگی، چون دوزا طق را ز حال ہمد گدشت آگہ چون بود دیوار  
و درہ چون من از تسبیح ناطق غافلہ چون بداند نہ صامت دلم ہست سنی را یکی تسبیح خاص ہست جبری  
صد آں در خاص سنی از تسبیح جبری بخیر جبری از تسبیح سنی بی اثر بد این ہو گیا بد کہ او ضا لست کہ ہم بے از حال وہ  
دلم رقم و ان ہو گیا بد کہ این، اچہ خبر جنگ شان افگند یزدان از قدرہ گوہر ہر یک ہویدا ہو اسکنند و بشن از منہ  
پیدا ہو اسکنند قدر از لطف داند ہر کسی مد خواہ نادان خواہ دانایا ضی و لیک لطفی قدر و چنان شدہ، یا کہ قری  
و در لطف آمدہ، کہ کسی داند گر تباہی کوش بود در دل محک اجائی، باقیان زمین و کانی می برند  
سوی لاند خود بیک پرمی پرندہ لطفی قرأتے ہیں جادات ہی پر کیا تو قوت بہتر فرقتے جو اہل اسلام کے  
ہیں ہر ایک ہر ایک سے خیر اور رشک میں چہرب ناطق ناطق کا حال نہیں جانتا تو در و دیوار سے کیسے آگاہ  
ہو ظاہر کہ ہر گاہ ہم تسبیح ناطق سے غافل ہیں تو صامت کی تسبیح ہمارا دل کیا جانے اب دیکھو سنی کی تو  
ایک تسبیح خاص جاد ہو اور جبری جدھر کو جاتا ہو اسکی گریز گاہ جدا کر سنی تسبیح جبری سے خیر ہو اور جبری سنی  
کی تسبیح سے بے اثر یہ تو کہتا ہو کہ وہ گمراہ اور بہکا ہوا ہو اور اسکے حال اور اہم رقم سے خیر کہ یہ بھی اسی کے  
امر کا اٹھایا ہوا ہو اور وہ کہتا ہو کہ اسکو کیا خبر وہ خون میں حضرت یزدان نے فضا و قدر سے کرائی ڈال  
دی اس صورت میں گوہر نعل ہر ایک کی ظاہر کرتا ہو اور نا جنس سے جنس کو پیدا کرتا ہو کہ یہ فضل ہو یہ ہمت  
قدر و لطف میں تو دانا بیاد و ن یا نا چیز نا چیز سب تیز کر سکتے ہیں کہ یہ قدر ہو یہ لطف ہو لیکن جس لطف میں  
قدر چاہا ہو یا جس قدر میں لطف پوشیدہ اسکو کوئی نہیں جانتا کہ وہی جو ربانی ہو کہ واسطے کہ وہ اپنے دل میں  
کوئی کیا سوسنی کی ایک عمدہ جان ہو جس جو لوگ باقی ہیں یعنی عاشق حیات جاد وانی والے ان  
دو دنوں کے جھگڑوں سے بہا ہوا اور ایک پر سے جو توحید ہر کر کے اپنے تہانہ کو پہونچے ہیں جس آشیانہ سے یہاں آئے تھے



اس بیان میں کہ علم کے دو پرہیز اور کمال کا ایک پرہیز

قولہ مرغ ایک پر زود افتخار رنگوں، باز پر تو کو گامی یا فزون، فی فتنہ فی فتنہ آن مرغ گمان دیا سیکے پر  
بر امید شہیان، چون وطن دارست علمش رونود شد و پر آن مرغ و پر با واکشود و بعد از ان پیشی سویتا تقیم  
فی علی و جبکہ او تقیم، باد پر برمی پر چون جبریل بیگان و بی فکر فی قبال و قیل، مگر ہر عالم بگویش قوی، و بر و  
یزدان و دین ستوی، او نگر و گرہ ترا گفت شان، جان طاق او نگر و جفت شان، و ہر گویا و اورا گویا، کو  
پنداری و تو پر گہمی، او نقتدہ در گمان از طعن شان، او نگر و و در و دت از طعن شان، بلکہ گردیا و کوہ آگ جفت  
گویش با گری ہادی و جفت پیچ یک ذرہ نیاید و خیال، مطمئن و موقن و بی احتیال، یعنی فرماتے ہیں کہ  
مرغ ایک پر یعنی ایک باز و والا جلدی او نہ ہا گرتا ہو پھر گر کے دو ایک قدم یا زیا و اڑتا ہو پھر گرتا ہو  
پھر اٹھتا ہو اس امید پر کہ آشیانہ تک پہنچ جاؤں اور یہ مرغ ایک پر گمان ہو جبکہ وہی اس نمن سے چھوٹ گیا  
اور علم نے اس کو اپنی صورت دکھائی تو وہ دو پر ہو گیا اور پر پرواز کے لیے کھولے پھر تو برابر سیدھی راہ  
چلا جاتا ہو جیسے کہ فرمایا سو یا علی ہر اس تقیم فیضے برابر مطلق تقیم پر چلا جائیگا نہ ایسا جیسا کہ کہا ہو علی و جبکہ اپنے  
گر گر گر سے او نہ سے نمٹا جیسے بیار کہ مل نہیں سکتا بلکہ وہ دونوں دونوں کے شے چل چل کے اڑتا ہو اب گمان و فکر  
اور حال و قیل یعنی بحث و فکر اس سے پاک ہو اب اس کا یہ حال کہ اگر تمام جہان کے کہ وہ شخص تو ہی ہو جو  
راہ یزدان پر ہو اور دین رست پر تو تنگی جان جو ان لوگوں سے طاق و عباد ہو بھی جفت انکی ہنوگی یعنی  
کبھی خوش ہنوگی اور جو سب یہ کہیں کہ تو گراہ ہو ہر چند آپ کو کوہ ہا ہتا ہو مگر برگ کاہ بھی نہیں تو اس طمع  
بد گوئی سے بھی انکی وہ در و دت ہو کا طعن مزب نیزہ بلکہ اگر کوہ و دریا گفت و کلام میں آجا میں اور تو  
مکا لہ کی پا کر اس سے کہیں کہ تو بار و جفت گراہی کا ہو وہ ذرہ بھران کے خیال میں نہ پڑ گیا اور بخوبی  
مطمئن اور یاقین اور بے احتیال ہی رہ گیا کیونکہ علم لہیقین سے بہرہ یافتہ ہو گیا

رہن جو رہونا آدمی کا جو ہم تقسیم خلق اور رغبت شتر مین کی ہر طرف اور حکایت کو کوں کے معلم کی

قولہ کو دکان مکتبی از ادب و شایع دیدند و ملال و اجتناب و مشورت گردند در تعویق کار و تا معلم در فتنہ و ضلالت  
چون بنی آید و راجع ہوئی، کہ گیر و چند روز او دوری ہتا رہیم از جس از تنگی کار، ہست او چون کوہ خارا بر قرار  
ان کی فکر یک ترین بر کر و دیکھو گویا ہتا چونی تو روز و دیر باشد رنگ تو بر جانی غیت، این اثر یا از ہوا یا از تپے تا  
اندکی اندر خیال فتنہ ازین، تو برادر ہم مدد کن نہیں، چون در آئی از در کتب کو پذیر باشد دوستا احوال تو  
آن خیالش انکی افزون شود، کرنیال عاقلی مجنونی شود، آن سوم و ان چارم و پنج چنین، و در پی ماغم نمایند و چنین  
تا چوسی کو دکان تو ازین خبر متفق گویا بدست تقدیر کی گفتش کہ شاہ باش ای زکی، با و نہشت ہر عسالت متکی،

متفق گفتند در عمد متفق کہ نکر و انداختن را ایک متفق و بعد از ان سو گند و ادا و عکراہ تاکہ نماز سے نگو میا جہا  
معنی کتب کے لئے کون کے جو اساد سے ملال و رنج اور اجتہاد بہت سادہ کیا تو با خود مشورہ کیا کہ کسی طرح  
اسلام اضطرار میں پڑ جائے جو متوقف و درنگ اس کام میں پڑے کام بند ہو جائے یہ معلوم تو بھی جاری بھی نہیں تھا  
کہ چند روز کو تو جسے الگ ہو جائے تو ہم قید اور اسکے تنگ کرنے سے چھوٹ جائیں یہ تو کوہ غار کا طرح  
ہر وقت جہاں رہتا ہو انہیں ایک دیر تک تر تھا اسنے یہ تدبیر کی کہ میں کمون ادا اساد تم زرد کیوں ہو گئے  
خیر جو تھا راز نگ کیوں اڑا ہوا ہو منور یا تو ہو کا غفلت جو یا کسی پت کا میرے کہنے سے کچھ تھوڑا اس خیال میں  
پڑ جائیگا پھر دوسرے سے کہا اچھی بھائی تو اسی کی مدد کیجیو یعنی دروازہ سے مکتب میں جھپٹتے ہی کہنا غیر مجاز  
اساد تھا راز کیا حال ہو میرے کہنے سے وہ خیال تھوڑے سے بہت ہو جائیگا کسواسے کہ خیال ہی سے  
عاطل دیوانے ہو جاتے ہیں تفسیر اور چوتھا پانچواں ہمارے کہنے کے بعد نعم و مالہ ہر کرین میں جب تیس  
گڑے کے متواتر متفق یہ خبر کہیں گے تو ضروری جم جائیگی ہر گڑے کے نئے اسکو شاباش کر کے کہا کہ کیا کہنا ہو اسکو کی  
تو نے خوب سوچا خدا کرے تیرا نصیب سکی عنایت پر ہمیشہ تنگی رہے تیرے بے باہر گرو عہد مضبوط کیا کہ کوئی  
رضیعی اس عہد سے بدلے نہیں متفق ہو کے ایسا ہی کریں بد اسکے اسنے اردکون کو قسم دی کہ تا کوئی غلطی نہ کھائے  
اس بیان میں کہ عقلیں مخلوق کی اصل فطرت میں متفاوت ہیں اور معتزلہ کے نزدیک  
مساوی اور تفاوت عقلوں کا سبب علم کے ہو

قولہ رہی ان کو کہ کچھ ہذا زہد عقل اور پیش میرفت از مرہ ان تفاوت بہت عقل بشر کہ میثاق ہذا  
اندھوہ زمین قبل فرمود و احد و عقل مدور زبان بہان بود حسن چال و اختلاف عقلیا و عقل بود و ہر دون  
سنان بایر شوزد بہ خلاف قول اہل اقلہ کہ عقل از اصل و اندہ اعتدال و تجربہ تعلیم پیشہ کم کند ہذا  
ہذا کی حکم کند باطل ستاین زانکہ راہی کو وکی کہ مدار و تجربہ در کم تنی بگذر و زانہ پیشہ مردان کار را عاجز آید  
کارشان در منظر ابر و میداندیشہ زان طفل خرد پیر یا صد تجربہ ہوئی ثبوت خوف و فزون آن بہ کہ آن فطرت بہ  
ما زاف و زنی کہ جہد و فکر است تو گو وادہ خدا بہتر بود یا کہ لنگی را ہوا زانہ رود و معنی فراتے ہیں و کھوہ اس  
ارٹکے کی سب کی رائے پر غالب پڑی کہ عقل اسکی پیشوا اس کا کی عقلوں کی تھی آدمی کی عقل میں یا ایسا  
فرق ہو جیسے مشقون کی صورتوں میں ہوتا ہو کوئی کم کوئی زیاد اسی سبب سے حضرت احمد نے فرمایا ہو کہ  
آدمی اپنی زبان میں چھپا ہوتا ہو حسن و قبح اسکا جس معلوم ہوتا ہو کہ جب وہ کچھ زبان سے کہتا ہو جس اختلاف  
عقلوں کا اصل ہی سے چلا آتا ہو اسی کے موافق قول سنون کا ہو اسی کو سننا ماننا چاہیے برخلاف قول  
معتزلہ کے وہ کہتے ہیں کہ عقلیں اصل میں سب کلی برابر ہیں لیکن تجربہ و تعلیم سے کم و بیش ہوتی ہیں اسی سبب

ایک دوسرا ایک دوسرے سے اعلم و انا تر ہو جاتا ہو مولا فرماتے ہیں یہ قول باطل ہے اگر بارہویوں میں  
 اور تجربہ سے کم و بیش ہوتی تو اس لحاظ کے کی رائے یہی کیوں ہوتی جو کم سن ہو اور نا تجربہ کار جسکی ہنر  
 مردان کا رہے بڑھ گئی آئے اپنے معاملہ میں ایسی بات سوچی کہ تجربہ کا بھی نسوج سکے اور مضطر اہلین ہر کے  
 عاجز ہوتے ایسا اندیشہ اس طفل خرد سے پیدا ہوا کہ پورے ہونے با وصف سیکڑوں تجربوں کے اسکی بوجھ  
 یہ سونگھی اور جو فہم و تجربہ سے بڑھتا ہو تو وہ افزونی بھی وہی اچھی جو بقتضاے اہل فطرت کے ہر نہ وہ افزونی  
 کہ جہد و فکر سے ہر اسیلے کہ وہی کو کسی کب پہنچ سکتا ہو بے توہی تبا جو چال کہ خدا داد ہو وہ اچھی یا انگشتا  
 اچھی چال والوں کی طرح چلے وہ اچھا اختلاف شرح بحر العلوم میں کم سنی کو مسکی کی شکل لکھا ہو میں نے  
 تو ہر کو کم سنی سمجھا ہو سو لکھ دیا ہو

### دہم میں ڈالنا لڑکوں کا استاد کو مکر سے

قولہ روزگشت و آمدن کان کو و کان بر زمین قدرت بکشت شادان و جملہ استاد و دبیر و منتظر و تار و آید اول  
 آن یار مصر و انکہ منبع او برست این ماسی دما سر امام آمد ہمیشہ پامی را اسی مقلد تو جو پیشی بران رکوب و  
 منبع ز فہر آسان و اور آمد گفت استاد اسلام و خیر باشد رنگ رویت زرو قام و گفت استاد نیست  
 رہنی مر و اہل تو بر زمین بگو یا وہ طلاء نفی کرو اما غبار و ہم بد اند کی اندر دیش ناگاہ زد و اندر آمد و مگر گئی گفت  
 وینین بد اند کی آن دہم افزون شد برین و ہمچنین تا دہم اوقات گرفت دما نڈہ حال خود پس و گفت  
 المعنی حصر بضم کی کام پر کھڑا ہونے والا فرماتے ہیں جب دن ہوا لڑکے اسی فکر میں خوش خوش کتب کو  
 آئے اور سب باہر نظر کھڑے ہوئے تو وہ پہلا یار جو اس کام پر کھڑا ہوا ہو آجاسے اس سبب سے کہ یہ چشمہ  
 کھالا ہوا اسیکی رائے کا تھا جیسے ہمیشہ پاٹوں کا امام سر جواب فرماتے ہیں اسی مقلد تو جو پیشی امام پرست ہونے  
 کہ وہ چشمہ ز آسمان کا ہو اور نیزے پاٹوں کتنے جس ہی لڑکا آیا استاد کو سلام کر کے بولا خیر ہو تمھارا رنگ رو  
 کیوں زرد ہو استاد نے جھڑک کے کہا جا اپنی جگہ بیٹھ ہو وہ مت بک مچھکو کوئی رنج نہیں ہو اگر چہ اسکے قول کی  
 نفی تو کی لیکن غبار دہم بدکا بھی قدرے دل پر پڑا پھر دوسرا آیا آئے بھی ایسے ہی کہا اب اسکا کہنا اس  
 دہم پر پڑھا غرض ایسی ہی یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ دہم خوب قوت پکڑ گیا اب تو اسٹاپنے حال میں  
 متعجب حیران ہوئے کہ یہ کیا بات ہو ہلا کلمہ تہنید و زجر کا ہے

### رہجو رہو نا فرعون کا بسبب ہم کے عظیم مخلوق سے

قولہ سجدہ خلق از زنج از طفل و مرد و زود فرعون ارخو کر و گفتن ہر یک خداوند و ملک و چنان کن و ش و ہمچین ملک  
 کہ بدوئی آئی شد و لیر اند و گشت و ہمیشہ بیچ سیر عقل جزوی آفتش و ہمت وطن و ز نکر و دلالت شد و را و

ہر زمین کریم کر رہی ہو وہ آدمی بی وہم و بین میرود بر سر و بار عالی کر روی و گرو گز عرش شود کفر می شودی +  
 بلکہ می آتی ذکر دول وہم و ترس و ہی انکو بگنہ ہضم یعنی فرماتے ہیں و کیو اسن ہم ہی سے دل فرعون کا رنجور  
 ہوا جب مخلوق کیا زن اور کیا مرد اور کیا بچہ سجدہ کرنے لگے بس اس وہم سے کہ میں ایسا ہی ہوں دل اسکا  
 رنجور ہو گیا ہر طرف سے خداوند و ملک سن شکے ایسا وہم میں نہ ملک ہوا کہ دعویٰ خدائی پر ولی ہو گیا اور  
 بھی اس قدر کہ اثر و انگیا اس دعویٰ سے یہ ہی نہیں ہوتا تھا اب فرماتے ہیں ایک تو اسکی عقل جزوی  
 وراسی دلی آپس رفت وہم وطن کی اور خود اس عقل کا ظلمت میں وطن پھر ایسی عقل کو نیک و بد کیا سو مجھے  
 ظلمت سے مرا وہم و کیو یہ وہم ایسی چیز ہو کہ اگر زمین پر کادہ گزراہ ہو تو آدمی اس پر خوبی چل سکتا ہو اور نذر  
 ہو کے پھر گیا اور اگر کوئی دیوار بلند ہو اور و گز اسکا عرض تب بھی آپس چل سکیگا ٹیڑھا ہو ہو جائیگا بلکہ وہم  
 ایسا دل کا بننے لگیگا کہ گری پڑیگا بس اب تو وہم کے خون کی اچھی طرح فکر کر کے سمجھ لے اختلاف شرح بحر اودم  
 ترس و ہی اہلکھا ہو میری دانست میں عطا صبح نہیں ہوا سو اسطے کہ وہ ترس ہم ہی کا ہی ترس علی

### بیچارہ چوچانا آستانہ معلم کا وہم و خیال سے

قول گشت آستانہ سخت سست از وہم و بیم بر جیدوی کشا خندا و کلیم خشکین بازن کہ مہر است سست ہن  
 بین عالم سپید اوخت + خود مرا آگہ کرد از رنگ من + قصد دار و تار ہزار رنگ من + او کسین جلوہ خودست  
 گشت + بچہ کر نام من افتاد طشت + آمد و در را بہ بندی بر کشا و کو کوکان اندر پی آن او ستاد و گفت زن  
 خیرست چون زود آدمی + کہ مبادا ذات نیکت را بدی + گفت کوری رنگ و حال من بین + از غم گیا چکا  
 اندر زمین + قیروں خانہ از بغض و نفاق معنی بینی حال من از احراق + گفت زن + چوچا بہ بی نیست  
 وہم وطن لاش بی معینت + گفت ای تو بہندی در کجای + می نہ بینی در تغیر و ارتجاج + کہ تو کوہ کر شدی مارا چہ  
 جرم + مارین بنجیم و در اندوہ کرم + گفت + چوچا + بیارم آئینہ + تا بدانی کہ در ارم من گنہ + گفت + رور و چہ تو  
 چہ آئینہ ات + دوا کسا و بنفش و کینی و عنبت + جاسہ خواب مرار گستران + تا بنجیم کہ من شد گران +  
 زن توقف کرد و موش با بگ نزد مکی عدوز و ترزا این می نزد + یعنی آخر اقل سوختہ ہونا لاش  
 مخففت لاش + غبار اضم زن فاشہ کجای بفتح اول ستیرہ از تجلج بالکسر زیدن گرم باضم اندوہ عنبت  
 بفتح تین گنہ و فساد آجی اصل وہ وہم ایسا قوی ہوا کہ آستانہ وہم و خوف سے نہایت سست ہو گیا اور  
 فوراً آٹھ کے کل اوڑھ لیا اب جو وہ نہایت خفا کہ اسکو مجھے ذرا محبت نہیں ہو کہ میں اس حال کو پہنچا  
 اسنے پہلے مجھے نہ کہا اور میرے بغیر سے مجھکو آگاہ کیا وہ تو چاہتی ہو کہ کیس طرح میرے ننگ سے  
 جھوٹ جائے اسے کیا پرواہ اپنے حسن و جلوہ میں مت ہو میری اسکو کیا خبر یہاں تک کہ اب غار پر ملا

ہو گیا ایسا کہ لوگوں نے پہچانا لقصہ کیت سے گھر کو آیا اور مارے غصہ کے بڑے زور سے دروازہ کھولا اور لڑکے جو ان استاد کے استاد تھے پیچھے پیچھے عورت نے دیکھ کر کہا فیہو کج تم کیسے جلدی چلے آئے اندیشہ تمھاری ذات کو ہر جراثی سے محفوظ رکھے گا کیا تو اندھی ہو میرا حال نہیں دیکھتی ہاں تجھ کو میرا غم ہی کیا تو تو غیر دن کے غم میں غمزدہ ہو رہی ہو تو گھر میں موجود اور وہ جو تیرے دل میں بغض و نفاق ہو اس کے لئے میرا حال کب دیکھتی ہو کہ میں احتراق میں مبتلا ہوں عورت نے کہا ایسا جو تجھ کو کچھ رنج و بیماری نہیں ہو تیرا وہم و گمان محض لاشعرا و مجنی ہو کہا او فاشہ تو ابھی تک اسی ستیز و لجاج میں ہو نہ میرے بغیر حال کو دیکھتی ہو نہ کاپٹنے کو بس اگر تو اندھی بہری ہو گئی ہو تو میری کیا خطا مگر میں تو اس رنج و اندوہ سخت میں آلودہ ہوں عورت نے کہا ایسا جو بین آئینہ لاؤں تو اپنی صورت دیکھ تو جانے کہ میرا کوئی گناہ نہیں کہا جا چلی جا تو کیا اور تیرا آئینہ کیا تو ہمیشہ مجھے بغض و کینہ اور فساد ہی کرتی ملی آئی ہو جا میرا کچھ ناچکھا دے تا میں سو رہوں کہ میرا سر بھاری ہو رہا ہو عورت نے فراتو وقف کیا یہ بیاضہ اسپر چلا پڑا کہ امی دشمن جلدی کچھا اسوقت بھی یہ پائین تیرے لائق و زیبا ہیں الخلافہ شرح میں سخت دست بوا و غلط ایسے ہی ظن و لاش میں واو لکھ پڑ

میری دانست میں دونوں نہیں چاہئیں قتال

بستر پر چڑھنا اتنا دکا اور کراہنا بچو یکے دوسرے سے

قولہ جامہ خواب درو و گستر آن عجز بہ گفت ہکان فی و باطن پرز سوزہ گر گویم تلک دار درم و زگویم جد شود این ماجرا  
خال بد رنجور گر و اندھی - آوی را کہ نو بدتش غمی - قول غیر قبولہ یغضوا ان تمار رستم کہ یا تفرغوا - گر گویم او خیالی  
برزند فعل ار وزن کہ خلوت میکنہ - مر از خانہ بیرون میکنہ - فہرقی فعل افسون میکنہ - جامہ خواب با نکلند و تہا تو تہا  
آہ آہ و نالہ زوی می بزاوہ کو و کان آسناشت ستند و نہان - درس بخواند با صد اندہان - کانیمنہ کر ویم و ما زندانییم  
بد بنائی بود و ما بد باہیم - ہین و گرا ندیشہ باید نمود - تا ازین محنت فوج یا ہم زد و دہی - آہنی جب یہ عورت پر چلا یا تو نہ پیا  
اُس بڑھیا نے کچھ نالا کے بچھا دیا اور دل میں کہا کہ مجھ کو بولنے تو دنیا نہیں مگر کیا کروں دل میرا جل - با -  
اگر گستی ہوں تو مجھ کو تہمت لگا چکا اور اگر نہیں گستی ہوں تو خوف کرتی ہوں کہ یہ معاملہ کہیں ہزل سے جد  
نہو جائے یعنی سچی محبہ ہو جائے - اسلئے کہ خال بد رنجوری کی رنجور کردیتی ہو کہ اچھا چنگا بیغم ہو اور ہیا رہنے  
جیسا کہ حضرت پیغمبر کا قول ہو چکا نا نا ہمہ فرض ہو کہ اگر زبردستی بار نہو گے تو ہمارے نزدیک بھی ہیا ہو جاو گے  
بس اگر گستی ہوں تو فوراً یہی خیال کر گیا کہ فیصل اسکا خلوت کیواسطے ہو خاص مجھ کو اسی غرض کے لیے گھر سے نکالی  
کہ بدکاری میں مشغول ہو یہ سارے فعل و انون اسواسطے ہین چھو رہو کے اُسے کچھ نا بچھا دیا اب استاد اسپر  
پڑ گئے آہ آہ اور نالہ مئے پیدا ہونے لگے لڑکے سب وہین بیٹھے اور بڑے اندوہ کے ساتھ دل ہی لپیٹ

سبق پڑھنے لگے اور اندوہ یہ کہ سب کچھ تو ہم نے کیا کر رہے ویسے ہی قیدی یہ بنیاد اپنی دھنی بڑی مینا  
ہم نے ڈالی خبردار ہو کوئی اور تہیز کا لانا چاہیے تو اس محنت سے کٹھن حاصل ہو

دوسری بار وہ مین ڈالنا آتا کہ کو کہ اسکو قرآن پڑھنے سے دوسرے پڑھتا ہو اور صدراع ہوا  
قوله گفت کن کو کہ کہ اسی قوم سپہ درس خوانید و گنبد آوا بلند چون ہی خواندند گفت اسی کو دوکان ہانگ  
استاد و اوارواریان در دوسرا فراید استار از بانگ مار و دین کو در ویا دبہر دانگ گفت استار بہت میگویہ رفتہ  
دوسرا فرود خدم ہیرون شویہ سپہ کردند و گفتند اسی کریم در ویا دوا از تور بخوری و ہم پس ہیرون بستند سو  
خانہ ہمچو مرغان در ہوا ای دانہا المعنی پھر اسی رشک نے کہا کہ اسی قوم سپہ خوب زور سے چلا چلا کے  
سبق پڑھو جب وہ چلائے لگے تو کہا اسی رشک کو یہ آواز ہائے استاد کو نقصان پہنچا ئی کہ استاد کا دوسر  
بڑھا ئی پھر کب لائق ہو کہ ایک ایک دانگ ہم سے پانے اور اس کے واسطے ایسا درو آٹھائے آتا ہے  
نکلے کیا سچ کہتا ہو جاؤ محل جاؤ یہ در دوسر بھی پڑھ کیا سب سے اسکو سجدہ کے کہا احو کر یہ خدا تجھے بخوری و  
ہم دور رکھتے تو نے خوب چھڑا یا جس ہاں سے محل کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جیسے مرغ دانہ کے  
شوق مین او دھراؤ دھراؤ تے پھرتے ہیں

### خلاص پانا لڑکوں کا کتب سے بسبب اس کے اور پوچھنا مادر و نکا

قوله مادران شان خشکین گشتند و گفت در روز کتاب و شتابا لمو جفت و وقت تحصیل است اکنون و شتاب  
میگرید از کتاب و او شتاب و در آرد و نہ کامی مادر تو بایست و این گنہ از ما و از قصیریت و از قضا اسی سنا  
استاد و گشت رنج و سقیم و مبتلا مادران گفتند مکرست و دروغ و صد دروغ آری بہر بلوغ و ماصباح  
ایم بخشی او شتابا بہیم اصل این مکر شتابا کو دوکان گفتند بہم اللہ روید بہر دروغ و صدق ما واقع شویہ  
المعنی جب یہ تہی کے وقت سے پہلے گھروں کو گئے انکی مادر وں نے مناسبت غصہ سے اسے کہا کہ کتب  
پڑھنے پڑھنے کا دن برا و نرم ہو و بازی مین لپٹے ہوے جو یہ وقت تو تحصیل و سبق کا ہو اور ہم استاد و  
کتاب دونوں سے بھاگے ہوے ہو سب نے کہا احو اور تو پھر یہ گنہ ہمسے اور ہماری کوتاہی سے نہیں ہو  
بلکہ استاد ہمارے فضائے آسانی سے رنج و سقیم و مبتلا ہو گئے ہیں انکی مادر وں نے کہا کہ یہ سب ہمارا  
مکر و دروغ تو ہم وہ ہو کہ مٹھے کے لپٹے سے لیکڑوں مکر لاتے ہو ہم سب استاد کے پاس بیٹھے تا اس مکر کی ہل کو  
دریافت کریں سب نے کہا کہ بہم اللہ جاؤ اور دیکھو تو ہم نے جھوٹ کیا سچ کہا

### عیادت معلم کو جانا مادر وں کا علی الصبح

قوله مادران زندان داران و خنہ آہا چو کیا گران ہم عرق کردہ زیاری لحاف سر بہتہ رو کشیدہ در بخت

آہ اہی میگند آہستہ آہ جھگان گشتند ہم لاجول گوہ خیر باشد او شاوین درو سر جان تو مارا غیور دین جبر بد گفت  
 سن ہم بخیر بودم اذان آگم کردن این اور غران من مجرم غافل شعل قاتل قاتل بد بود و باطن جنین شمع قاتل  
 چون بید شغول باشد آدمی داود ویرنج خود باشد نمی داند زمان مصر بوسف شد سمر جلازم شغولی خود بخیر بد پاره پاره  
 کردہ ساعد ہای خولیش روح والہ کہ دین اندہ پیش ہای بسا مرد شجاع اندر حجاب کہ بد دوست یا پادش فریب  
 او ہمہ دست آورد و دیگر و دارد بر گمان او کہ بہت او بر قرارہ نمودنہ میند دست رفتہ در ضررہ خون از د  
 بسیار رفتہ بخیر یعنی سبحان کبر جو بجان مشہور ہو کہ فتح اور فون اسکا غلط ہو غرق سفیدی پیشانی الفرض  
 صبح کوادین لڑکون کی آئین دیکھا تو اشد و پڑے ہین ایسے کہ جیسے کوئی بڑا بھاری بیار ہو گئے بہت جہ  
 اور شمع پسینے میں تر سرہ اندھے مشہور سبحان میں چھپائے آہستہ آہستہ آہ کہتے ہیں بیابان لاجول کہنے لگیں کہ  
 ہم کس خیال سے آئے تھے جو لڑکون کی تصدیق تکذیب کا تھا خدا کرے امور ستا دیدور درہ تھارا خیر  
 گھڑی کا ہو تھاری جان کی قسم ہو کہ خبر نہ تھی استاد نے کہا میں بھی بخیر تھا مجھ کو لڑکون نے جو اپنی یادوں  
 کی پیشانی کے نور و روشنی ہین آگاہ کیا ہو میں اپنے پڑھنے پڑھانے کے شغل میں غافل تھا اپنے جان  
 سے خبر نہیں کہ ایسا بھاری رنج اس میں بھرا جو حمل ہو کہ جب کسی کام میں آدمی بید شغول ہوتا ہو تو اپنے  
 رنج کی دید و غور سے اندھا ہوتا ہو جیسے زمان مصر کہ حضرت یوسف توانکی کیفیت سے جان میں مشہور  
 افسانہ بنے اور یہ جلاؤں سے ہی مشغول کہ اپنے حال سے محض بخیر آنھوں نے اپنے پہنچے ٹکڑے ٹکڑے  
 کیے لیکن روح انکی ایسی فریفتہ اور پیچیدہ ہو آگے بچھے کی خبر نہیں آج مخاطب کثرت ہوتا ہو کہ کسی مرد شجاع کا کوئی  
 باہم ضرب لگانے والا لڑائی میں ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالتا ہو وہ اسی ہاتھ یا پاؤں کو اس مقابلہ گیر و دار میں  
 لاتا ہو اس گمان پر کہ وہ برقرار ہو ایسا بید مصروف ہوتا ہو وہ نہیں دیکھتا کہ میرا ہاتھ ضرر میں پڑ گیا اور چون

اُس سے بہت بہا ہو وہ اس سے بیخبر ہوتا ہو

اس بیان میں کہ تن آدمی کا روح کیواسطے ایسا ہو جیسے لباس چنانچہ ہاتھ اسکی استین  
 ہو اور پاؤں اسکا مونہ

قولہ تاذانی کہ تن آدمی چون لباس رو بہ لابس لباسی رہیں روح را تو حید اللہ غو شترست غیر ظاہر دست  
 و پای دیگرست دست و پا و خواب بینی اتیان آن حقیقت دان مدش از گرفت آن تو کی کہ بی ہ  
 واری بدن پس شترس از جسم جان بیرون شدن روح دارد بی بدن پس کا و بار مرغ باشد در قفس پس مقیر  
 باشد تا مرغ از قفس آید بیرون تا بہ بینی ہفت چرخ اور از بون و یک حکایت گویت کہ بشغولی در حقیقت بر  
 حقیقت بگردی یعنی اتیان و تنگی باہم گرفتار تے ہین کہ تن کو جو لباس روح کا بنایا ہو تو ہرگز اس

۱۲۴

ہات کو مت جان اور ہمیں گرویدہ مت ہو تو جا لباس والے کو ٹھوٹھو لباس کو مت چاٹ لینے اسکی تعظیم و توقیر نہ کر اور کونوالہ کی تویب ہی خوش آتی ہو اس کے ان ظاہری ہاتھ پاؤں کے سوا دوسرے ہاتھ پاؤں میں چھپنے خواب کو نہیں خیال کرنا کیسے ہاتھ پاؤں ہم آئینہ دیکھتا ہو اور یہ ظاہری ہاتھ پاؤں تو ہمیں پڑے ہوئے ہیں بس انھیں کو حقیقت جان اور گراف وہودہ مت سمجھ تو تو وہ ہو کہ تیرا بے بدن کے بدن ہو پھر اس سے کہوں مڑتا ہو کہ اگر جان بدن سے نکل جائیگی تو بدن چھوٹ جائیگا روح تیری بے بدن کے بہت ہی بہت کاروبار رکھتی ہو سیو قت اسکو فراغت نہیں جیسے مرغ درخت نفس میں پقرار رہتا ہو کھڑا رہ تو مرغ نفس سے چھوٹے تو دیکھیں گاکہ ہفت چرخ با این شمت و عظمت کیسے اس سے دبے کچے ہوے ہیں اب میں تجھے ایک نقل بیان کروں تا تو حقیقت حقیقت کا گرو ہو جاے الخلاف شرح بحر العلوم میں تا مذاتی کو تا باذاتی اور تیس کو تیس لکھا ہو مگر نسخہ میں تیس بھی لکھ دیا ہو جو ٹھیک نہیں معلوم تھا

حکایت زاہد خلوت نشین در کوہ کی اور بیان لذت لقطاع و خلوت اور دخل ہونا اس مشقبت حدیث قدسی انا جلیس من فی فیس من اساتس میں پیشین اسکا ہوں جو میری یاد کرتا ہو اور اس کا ہوں جو مجھے انس و جنوے شعر کرنا ہو جو بی بی ہو ورنہ جو نامی باہم

قولہ بود ویشی کباری قیوم خلوت اور ابوہذیل انیم چون خالق میریاد و اسمول بود از انفس مردوزن طول جینی کہ سہل شمار حضرت سہل شہ قوم دیگر سفر و آچنا کہ عاقی بر سر وی عا شق ست انخواجہ بر انگری و کسی اہم کاری ساقند میل آزاد ویش اندھنا و دست و پائی مل ضیان کی شود و خارج جس بی آب بادی کی و اگر بینی میل خود سوی ماہ پروت بر کشا چون ہا و در بینی میل خود سوی میں و نوہیکین پیچ پیشین از جن عاتلا خود نومہ با پیشین کند با بان آخر سر پیچند از اندای کارا خیر رہا میں ہا ناشی توشیان یوم دین و المعنی فرماتے ہیں کہ ایک زاہد ہاڑون میں رہتا تھا اور خلوت کے سوا کوئی اسکی بھڑا بھی نہ کوئی مکانیم حاصل یہ کہ سوتا تھا خلوت کے ساتھ سوتا تھا اور جاگتا تو وہی خلوت اسکی ہشتین تھی اور جو کہ خالق سے اسکو مشمول حاصل ہوتا تھا یعنی خالق اسکا جلیس نہیں ہوتا تھا جیسا کہ حدیث قدسی مرقوم لہد سے ظاہر لہذا اسکو تنہا کی خوش تھی مردوزن کی آمیش و انفس سے طول تھا اب بقولات مولانا رح کہ ہیں کہتے ہیں کہ سارا کارخانہ دین و دنیا کا میل و رغبت پرچو کہ زاہد کو رغبت خلوت و تنہائی کی تھی وہ اپنے خوش و سہل تھی ورنہ تنہائی و مشقت انگیز شہ کو کسکو خوش آتی ہو یا ہم کو رغبت حضر کی ہو کہو حضر سہل ہو دوسرے لوگ ہیں کہ انکو رغبت سفر کی ہو انکو سفر سہل ہو یا جیسے تو عاشق سروری ہو ایسے ہی ایک خواجہ کہنگری پر عاشق ہر وہ اس محنت ہی میں خوش ہو بس قضا و قدر نے ہر سیکو ایک کام کہو سٹے بنا یہو اسکی رغبت اس کے دل میں ڈال دی ہو کہ اسی رغبت سے ہاتھ پاؤں اسکی طرف ہلتے ہیں خیال تو کہ



غار و حش میں بذات خود جنبش کمان جو آب ویا و غیرہ کب چل سکتے ہیں جس تو دیکھ کر کثیر اہل کس طرف ہو اگر کوسان  
کی طرف جو عالم علوی جو تہ تو پر دولت کے کھول دے مثل ہا کے کہ ہوت میں تو وہ ہو کہ تیرے سایہ سے بادشاہ  
ہو جائیں اور جو ایل اپنا زمین کی طرف پائے جو عالم سفلی جو تو فوہ کر تارہ کیسوت فوہ کرنے سے بیعت و سلی  
عقلند جو نوے کیچھے کر تاپڑیں وہ پہلے کرتے ہیں اور جاہل جو نہیں کرتے آفرین وہ اپنا سریشٹے ہیں تو ہند  
کار سے انتہائے کار کو دیکھ تو قیامت کے دن پشیمان نہ رہے

عاقبت کار دیکھنا زگر کا اور موافق عاقبت اندیشی کے بات ترازو مانگنے والے سے کہنا

قولہ آن کی آمد پیش زر گری کہ ترازو دو کبریم زری گفت روخا جہ مغربالی نیت گفت میزان وہ برین قنر  
ماست گفت جاروبی ندام بر کمان گفت میں پس این مضاحک رہا مان پس ترازوئی کہ میخوام ہمہ اہم  
را اگر من ہر سو مجہ گفت بشنیدم سخن کہ خیر تم تانہ پنداری کہ بخینیتہم این شنیدم لیک پیری نقش دست لڑنا  
جسم تو ہانتش ہمہ کرم لیک پیری نا توان دوست از خدمت کرزان ہر زمانہ وان زر تو ہم قراضہ خود  
مرد و دست لڑد پس ہر ز زر خود پس بگوئی خواجہ جاروبی بیار تا بجویم زر خود را از بغار چون جاروبی خاک  
جہ آری گویم غریباں خواہم اسی حسی من زاول دیدم آخر اتمام جامی دیگر روانیجا و سلام ہر کہ  
اول ہیں بود اسی بود ہر کہ آخر ہیں چہ ہمانی بود ہر کہ اول ہنگو پان کار و اندر آخرا و دگر دوشہ سار  
حکم چون ہر عاقبت اندیشیت بادشاہی بنجہ و ریشیت عاقبت میان ہر دہ اہل رشادہ و دگر و اللہ اعلم  
بالسوادہ این سخن پایان نہ اور از گوی و قصہ آن مرد را ہر باز گوی کہ کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد کا  
کہ سار بود شواب خور و المعنی ایک شخص زر گر کے پاس گیا کہ مجھ کو ترازو تو لئے کو چاہیے ہو دیے گیا  
ایک خواجہ جاہر سے پاس چلی نہیں ہو کہ مجھ کو ترازو دے اس شخص مریت اڑے گیا میری وکان پر جا رو ب  
بھی نہیں ہو کہ میں پس یہ شخص کے چھڑ تین جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے آپکو بہراست بنا ہر طرف کو دامت  
پھر زر کرنے کہ میں بہر انہیں ہوں یہ اس واسطے ہو کہ تو یگانہ نہ کرے کہ میں معنی ہوں یہ جو کچھ تو نے کہا وہ تو  
میں نے سنا لیکن تو پیر نقش ہو یعنی رشتہ والا تیرے ہاتھ کا پتے ہیں اور جسم تیرا بی عیش و ما خوش ہیں  
پہلے ہی سمجھ لیا کہ تو پیر نا توان ہر تیرے تو ہاتھ صنف سے ہر وقت کا پتے ہیں اور وہ بھی جو تو لگا قراضہ اور  
ریزہ ریزہ اگر تو نے تو لا اور ہاتھ کا پتے سے وہ زر خود بکیر گیا تو کیسا ایسا خواجہ جاروب دے تا میں غیا  
سے اپنے زر کو ڈھونڈھ لوں پھر جب خاک جھاڑ کے جمع کر گیا تو چینی مانگیگا خاک کے چھاننے کو پہلے  
میں نے آخر تک سب پر نظر دھو کر لی صرف اول ہی کو نہیں دیکھا تو یہاں سے اور کہیں جا اور میر اسلام  
جس جو کوئی ادل ہیں ہو وہ اندھا اور جو آفرین ہیں کیسے ہمانی ہیں جو شخص پہلے ہی انجام کار کو سوچ

ایسا ہو آخرین شرمسار بنیں ہوتا لا جرم جب حکم عاقبت بنی پر تو بادشاہی غلام درویشی کی ہی بدین معنی کہ  
جو اول میں بادشاہ ہیں وہ بعد مرگ درویش کی طرح دنیا سے جائینگے اور جو اول میں درویش صفت ہیں وہ  
بادشاہ و پان بھی بادشاہ ہونگے غرض جو اہل رشاد ہیں وہی عاقبت میں ہیں تو خوب غور سے دیکھ لے  
آگے اٹھ غوب جاتا ہی رستی و رستی آب گریز ہو کہ اس بات کی کچھ حد نہیں تو راز کا بیان کر اور اس مرد زاہک  
قصہ پھر کہ جس اس شیخ فرد کی بات تمام کر جس کا اس کسار میں خواب و غور دھتا

بقیہ قصہ اس زاہد کو ہی کا جسے عہد کیا تھا کہ میوہ و رخت کا نہ توڑ دنگا نہ جھاڑ دنگا اور  
کسی سے صراحتہ اور کتنا یہ نہ جھاڑنے کو کہہ دنگا تا میں کھاؤں مگر جو کہ ہوا سے گرا ہوا ہو

قولہ اندران کہ بود اشجار شمار سب و امر و دانا و بشمار و قوت آن درویش بود آن میوہ و غیر آن چیزے  
نخور دی و انما گفت آن درویش یارب با توں عہد کردم کہ پیچیم در دامن خود نہ پیچیم میوہ را در کل صحن  
نیز غیری را گویم کہ بچین جز انان میوہ کہ با و انداز دوش دامن پیچیم از درخت منتعش و مدتی بر نذر خود بود  
وفاتہ ما در آمد امتحانات خدا نہین سبب فرمود ہشتا کنند کہ خدا خواہد بہ چنان بزدیدہ را کہ حکم کار در دست  
اختیار جگہ کان پست نہست ہر زمان دل را دہمیل و گریہ ہر زمان بر دل غم و غم کل اصباح نشان حدیث  
اکمل شیخ معن مرادوی لا خجندہ در حدیث آمد کہ دل همچون پرست + دریا بانی اسیر صحریت + باو پر را ہر طرف  
را ندگزان + گہ چپ و گہ راست با صدا اختلاف دور حدیث دیگر این دل وان چنان کہ کاب جوشان نہ تاشان  
تارخان + ہر زمان دل را گرد رانی بود آن نہ از دی لیکہ از جانی بود پس چرا این شوی بر رانی ل + عہد  
بندی ناشوی آخر جمل اینہم از تاثیر حکمت و قدر + چاہ می بینی ذوقانی حذر نہایت خود از مرغ پران این عجیب  
کو نہ بیند ام و افتد و خطبہ این غیب کہ دام میند با و تہ گز خواہد نہ خواہد می فتد چشم باز و گوش باز و دامن  
سوی وانی می پروا بہر خوش ما معنی تارخان دیک مسی یا کرٹھائی خطبہ بلا کی فراتے ہیں اس پہاڑ میں درخت ہشتا  
ہر قسم میوہ کے تھے کیا سب اور کیا امرو و اور کیا انان پس قوت اس درویش کا انھیں میووں سے تھا سوا  
میووں سے اور کچھ نہیں کھاتا تھا ہمیشہ ہر سہی کھاتا تھا ایک دن اس نے کہا کہ اگر ب میرے میں نے  
تیرے ساتھ عہد کیا ہو کہ میں کسی وقت میں میوہ اپنے ہاتھ سے نہ توڑ دنگا خود بھی کسی وقت میں نہ توڑ دنگا و  
نہ غیر سے کہہ دنگا کہ تو توڑ دے تو اس میوے کے جسکو ہو اگر اوسے میں کسی درخت بلند خوش عیش سے نہ  
توڑ دنگا جس ایک مدت اس نذر کو اپنی دغا کرتا رہا یہاں تک کہ وقت امتحانات خدا کا آیا اب بقولہ  
مولانا م کے ہیں کہ خدا میتا نے اسی سبب سے فرمایا ہو کہ ہر کام میں ہشتا کرو یعنی انا و اللہ کہو کہیے کہ  
اگر خدا چاہے گا تو اپنے بیان پر قائم ہو گے اور فرماتا ہو کہ حکم ہر کام کا میرے ہاتھ اختیار میں ہو اور سب کے

اختیار سے بہت ہیں جیسا کہ فرمایا ولا تقولن منی شئی الا فی غافل ذلک خدا لا الہ الا انت اللہ مت کہ تم کو کل کو ہم ایسا کرینگے مگر یہ کہ انت چاہے جین ہر وقت دل کو میل و رغبت دوسری دیتا ہوں اور ہر وقت دل پر فراغ جلا کر رکھتا ہوں یعنی شاعر عربی کے صریح جاری ایک شان نبیؐ ہوا کہ کوئی چیز میری مراد سے جدا نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہر کل یوم ہولی شان اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ دل آدمی کا ایسا ہے جیسے ایک پرک جنگل میں باو صریر کا ایسا ہو کہ وہ اس پر کو یہ وہ اڑانے اڑانے پھرتی ہے کبھی اٹھا کر قتی ہر کبھی سیدھا سبکڑوں اختلاف کے ساتھ اور حدیث یہ ہو مثل القلب کر شینہ بارض فلا تظلمہا الریان ظر البطن مثل قلب کی مثل پرک جو زمین جنگل میں لوٹ پوٹ کرتی ہو اسکو ہوا اٹھا سیدھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو انہی جان بیسے پانی گال سے کسی دیکھ سی یا کر رکھائی ہیں کھرتا ہو قلب المؤمن اشد غلیظا من البئر قلب المؤمن کا اشہر ہر شے میں دیکھ سے ہر دم دل کی دوسری راے ہوتی ہو اور یہ راے اس سے نہیں ہو بلکہ دوسری جگہ سے ہر چیز کو دل کی راے پر کیسے نچت ہوتا ہو اور بعد کرتا ہو کہ آخر شرمندہ ہوگا لیکن تو کیا کرے یہی تو تائید حکم و قدر سے ہو کہ کنواں دیکھتا ہو اور پتہ انہیں مرغ پران سے تو کچھ عجیب ہیں اور کہ وہ دام نہ دیکھے اور بلا کی میں جا پڑے نقب تو یہ کہ دام تو میخون سمیت دیکھتا ہو اور چاہتا ہو جب اور ملین چاہتا جب خواہی نخواہی انہیں گرتا اور بس وہ حال ہو کہ انھیں کھلی ہیں اور کان بھی کھلے دام سامنے موجود اور اپنے پروں آپ دھری اڑا چلا جاتا ہو اختلاف شے بحر معلوم میں کل میں کو میں لکھا ہو

تنبیہ بند دام کی قضا سے کہ بچا چھپا ہو اور اثر میں بر ملا

قولہ نگار در دلق ستر زاوہ ہر سر بہند در بلا افتادہ ہر مہامی نا بگاری سوختہ و اشدہ اطاک خود و ہر وقتہ خوار گشتہ در میان قوم خویش و مریش ناماب دول ریش مریش و خان و مان زوختہ شدہ و بدنام و خوار و کام دشمن سیر و اوار و بار و زاہدی مینہ بگودای کیا بہتی میدا را زہر خدا کا ندرین و اوار زشت قنادہ مال و زر و نعمت از کف دادہ ام بہتی تا بو کہ من نین و اہم و رین گل تیو بود کہ بر جہم این دعا خواہا و از عام و خاص و اخلاص اخلاص و خلاص دست باد و پاسی باز و بندی فی ماکل پریشانی آہنی باز کردہ بندی جوئی خلاص و زندگامی قید و خواہی مناس و بند تقدیر و قضای مختفی و مان نہ بیند ان بجزئیات صفی و گرچہ پیدائست آن و رکن ست ہر تراز و دمان بند آہن ست و آہنی قوتاتے ہیں دیکھ اور جو کہ کسی مہتر زاوہ و دلق پوش کو کہ اکثر ایسے پا بگیا اور سر بہند در بلا افتادہ کو شوق نا بجا چیزوں میں جلا ہوا کہ اسباب و املاک سب بیجا اور کھو یا اپنی قوم میں خوار و ذلیل مریم ناماب دول ریش و مریش ای سہ تپا و جی خان و مان سے چھوٹا ہوا بدنام و خوار دشمن کا صدر و ان پر وہ بوجھ ڈھو رہا ہو اگر کسی نا پد کو

دیکھتا ہو تو گستاخو اور صاحب خدا کی واسطے میرے حق میں دعا کرو کہ میں اس اور بارزشت میں پڑا ہوا ہوں  
مال و زنا و رفعت سب اپنے ہاتھ سے کھویا ہو میرے لیے دعا کرو تو شاید ایسا ہو کہ میں اس سے  
بقوت جانوں اور اس نیر میں جو اندھا ہوں مکمل جانوں اب ہر خاص و عام سے یہی دعا ہو کہ خلاص  
الخلاص خلاص ہو کر واسطے مزید مبالغہ کے ہی یعنی خلاص ہی خلاص چاہتا ہو اب فرماتے ہیں دیکھو  
ہاتھ کھلے ہیں پانوں کھلے ہیں کوئی قید و بند نہیں نہ کوئی موکل سر پرستین نہ کوئی بندہ سخی آہنی پیر  
وہ کوئی بندہ جس سے خلاص چاہتا ہو اور کوئی قید جس سے گریز گاہ ہو ورنہ ہوتا ہے یہ بند تقدیر کی  
ہو اور قضا پوشیدہ کی پھر اسکو کون دیکھے سوائے کسی برگزیدہ کے اگر یہ یہ بدطاہر نہیں ہی پوشیدہ  
اور اپنے کمن میں لیکن برزندان و زندان سے بدتر ہو کہ اسکا بھنسا ہوا خدا ہی چھڑائے تو چھوٹے  
الخلاص شرح بحر العلوم میں آتش کو آتش اور ریش مریش کو خوشل سچ مچ کے چر دل ریش اور مریش اور  
الخلاص میں دو جگہ داد عطف حالانکہ بجائے داد و عطا اعرابی میری دانست میں چاہیے کہ مصرعہ  
عربی کا ہو قولہ انکذا انکذا ہنگامہ آہنگندہ مفرہ گریہ شست زندان برکندہ این عجبے میں بندہ پناہ گران  
عاجزا کیسے آن آہنگران و دیدن آن بندہ احمد رارسد ہر گلابی بستہ جل من مسد ویدر پشت عیال لب  
سنگ ہیزم گفت حال کھٹ بجل و ہیزم را جزا و چینی ناید کہ پیدا ہو ہر ناپید ہا باقیانش جملہ تاویلی  
کنندہ کلین زیر پوشیت و ایشان پوشنہ لیک از تاثیر آن شیش و دو تو کشتہ و نالان شدہ او شیش  
کہ دعای و ہستی تا وارہم تا ازین بندہ نمان بیرون ہمہ آنکہ داندین علامتہا پیدا چون مراد شوقی را  
از سعیدہ داند پوشد با فرو و اجلال کہ نہ اند کشف را از حق حلال و این سخن پایان باروان فقیر  
از جماعت شد زبون و تن اسیر یعنی یہ جو کہ تھا کہ یہ بندہ ہر مذون زمان سے بدتر ہو اس سبب سے  
کہ یہ بندہ جو کہ کوئی آہنگار نہیں تو ہر سکتا نہ کوئی سرنگ نکالنے والا اس زندان سے ایک اینٹ  
آکیر سکتا ہو یہ عجب بن بست چو شیدہ ہو جسے توڑنے سے آہنگ عاجز ہیں ایسے بندہ کو دیکھنا حضرت  
احمد صائم کا حق ہو کہ وہ گلے پر بندھی رسی چال فرما سے دیکھتے ہیں کہ انی القرآن سے میلی ناراذات ہو  
واما اتہ حالت الحلب فی حبیب اجل من سد قریب داخل ہو گا آگ میں ابو لب و نسکی عورت اور وہ  
آگ میں کہ صاحب شلون کی ہو اس حال میں کہ اٹھانے والے اپنڈ میں کی ہو اور اس حال میں کہ گردن  
میں اسکی رسی پوست خراکی ہوئی اس سبب سے کہ عورت ابی لب کی کانٹے انکے دروازہ پر کہ پانوں  
میں چھیدن ڈال دیتی تھی بس اس سی کو ہیشہ اسکے گلے میں بندھی بھی دیکھتے ہیں اس بندہ خدا کی دید  
انھیں کو بر آئین نے اس عورت بوا ب کی پشت پر گٹھا ہیزم کا دیکھنے کا لڑا محط فرمایا تھا آخر ای

حالات و حیثیت سے ایندھن ناروا تلب کی ہوئی اسکی نسل و ہنرم کو سو اٹکے لیکر لکھنے نے نہ دیکھا نہ لکھا کی  
 آنکھ تھی جیسر پاید پید ہو باقی لوگ جو آنکھ بعد ہوئے وہ حالات آنکھ میں تاویلین کرتے ہیں کوئی اس سے  
 مراد سخن چینی سے لیتا ہو کوئی ترکیب بخوبی کے موافق اعراب میں اختلاف کر کے اپنے معنی بھالتا ہو  
 اسکا یہ سبب ہو کہ یہ لوگ اس عالم ظاہر کے ہوشیار اور عالم باطن کے بیہوش ہیں پھر کیسے تاویلین کریں  
 اور جو ہوشمند ہیں وہ خوب سمجھتے ہوئے ہیں چہرہ جوع ہو طرف اسی ذکر صدر کے جو معتز زادہ کے لفظ سے  
 مصدر کیا ہو کہ وہ ایسا قضاے نہانی کی تاثیر سے کبڑا ہو رہا ہو اور کسی زاہد کے سامنے نالان ہو کہ کچھ دعاوت  
 ایسی کر جس سے میں چھوٹ جاؤں اور اس بزدلان سے کھل جاؤں مگر جو شخص کہ ایسی علالتین ظاہر دیکھ رہا ہو  
 وہ ٹیکٹ و بد بخت کو کیسے یہ سچا نیگا لیکر باوصف پہچاننے کے چھپاتا ہو کہ حکم حضرت ذوالجلال کا اسکو  
 یوں ہی ہو اور اس راز کا ظاہر کرنا خدا کی طرف سے اس پر طلال نہیں عرض اس بات کی توانہا نہیں اور  
 وہ فقیر زاہد کو ہی بھوک سے عاجز اور تن اسکا جوع میں رہا ہو اسکا حال کہ

مصنطہ ہونا اس فقیر نذر کنندہ کا ساتھ توڑنے امر و د کے درخت سے اور گوشال حق تعالیٰ  
 کی بے صلت کے

قولہ خبر و آن باد امر و دی نرخت ہز آتش جوعش صبور میگر سخت + بر سر شاخ مروی چندیدہ باز صبری کرد  
 و خود را و کشیدہ باد آمد شلخ را سر زید کہ طمع را بر خوردن او چیر کرد جوع و وضوہ و قوت جذب قضا و کرد  
 زاہد را نذرش یو فا و چونکہ از امر و دین میوہ شکست + گشت اندر عمد و نذر خویش سست ہمہ دران ہم گوشال  
 حق رسید چشم او بکشا و دو گوش او کشیدہ غلصان بہتند اتم و خطراتی تھا نہا بہت در رہا ہی پسرایا کیلندی  
 کہ توانی وفا بہ خط نشین و بیرون جہ ہلا نذر را با بد وفا در راہ حق - لیک حق تا خود کراد بہ پیش و قوت آن  
 کو کہ پایاں آوریم + عاجزیم و ناتوان و مصطہ ہم کرد فضلت و شکیار شود وای بر باز آنکہ رسولی بود و نذر را  
 با وفا پیوستہ دار - محمد مارا از کہم وار ہتوار + باز گشتہ سوی قصہ کان فقیر و عمد چون شکست در دم شد کہ  
 غیرت حق گوشالش داوود و دزدانکہ فرمودست او فوالعقودہ بمعنی قوتائے بین یاخ دان ہو گئے کہ ہوا نے  
 کوئی امر و د نہ گرایا اسکا یہ حال کہ اسکی صبور آتش جوع سے بھاگنے لگی آسمین ایک شاخ پر چڑھا اور دیکھے  
 ان تو پیا تو پیا پھر چڑھا اور آپ کو روک لیا اتفاقا ہوا آئی اور اسنے شاخ کا سر لپا دیا اور اسکی طبیعت کو  
 آنکے کھانے پر دلیر کیا اسکو بھوک تو قتی ہی اور ضعف بھی اور ادھر کشش قضا کی کہ امتیاز منطوب تھا  
 سبب جمع ہو کے زاہد کو اسکی نذر سے ہونا کر دیا تبھی اسنے درخت سے امر و توڑا اور اپنے عمد و  
 نذرین سست ہوا آسیر وقت گوشال حق کی پہنچی اور آنکھیں اسکی کھول دیں اور کان کھینچے کہ یہ

کی گئی اب مقولات مولانا کے کہ اسی سبب سے جو اخلاص والے ہیں ہمیشہ کرتے رہتے ہیں اور جتنے ہیں  
 اس پر کہ اس راہ میں بڑے امتحان ہیں یا تو ایسی نذرست کرے جسکو وفا کر سکے کہ اگر ہندو خطا کی ہو خبر دے  
 اس راہ پر تپتھو اس سے الگ ہی رہے جو تندر و عہد کرے اسکو وفا کر لیکن کیا معلوم اس وفا کا حق  
 کہ کو سبق دے کہ سب اسی سے ہی جاری قوت ایسی کہاں کہ ہم اپنے عہد کو مد پر پہنچائیں ہم تو ہمارا ہونا  
 و مضطر ہیں اگر تیر افضل ہمارا دتگیہ نہ تو انوس ہم پر کہ ہماری رسوائی ہو تو ہی ہماری نذر کو وفا سے ملا ہوا کہ  
 اور تو ہی ہمارے عہد کو ہتھار کہ اب ہم پھر قصہ فقیر کیطون کوٹھے جسے عہد توڑا اور غور کا ہیر مواعیرت حق  
 نے جلدی اسکو گوشالی دی اسواسطے کہ اُسے فرمایا ہوا و خواہا بقود و وفا کرے خود کو اور عقود عام ہر چاہے  
 بافتہ ہو چاہے بالعبد بھر بپائے تاکید وفا کی زبانی اور کو کوئی توڑے تو کیسے غیرت اسکی گوشالی نکرے گی

استم ہونا اس شیخ کا چورون سے اور کاٹا جانا ہاتھ اسکا

قبول ہے از دزدان بیدار آتھا گریہ و بیان آوردہ میرسیم در زہ اتفاقاً دو چندی تاختند و اندران کسار نزل  
 ساختند بہت از دزدان بیدار آتھا گریہ و بیان آوردہ میرسیم در زہ اتفاقاً دو چندی تاختند و اندران کسار نزل  
 شخہ در افتادند زدود ہم بد انجا پائی چپ و دست راست و جملہ بریند و غوغائی بنجاست و دست چپ  
 ہم بریدہ شد غلط پاش را میخواست ہم کردن سقط و در زمان آمد سوار ہی بس گزین و بانگ برزد و بخوان  
 کما ی سگ بین و این فلان شخیت و ابدال بھلا دست اورا تو چر کر دی جدا و آن خوان بدید جاسہ  
 حیرت پیش شخہ واداکا پیش نقت شخہ آمد پابینہ مندر خواہ کہ نہ استم خدا برین گواہ و میں ہل  
 کن مرزا بن کا زشت ہادی کریم و سرور اہل بہشت گفت سید اہم سبب این پیش را و می شناسم سرگناہ  
 خویش و این شکر حرمت بیان او پس یمنیم برد و ارشاد او میں شکر عہد و دستم بہت و تا بہ ارشاد  
 شومی جرأت پرست و دست ما و پائی او مغرور پرست و بادایو الی فدای حکم و دست و کہنی کہتے ہیں  
 شاید ایک گروہ چورون کا وہاں تھا اور بہار سیم و در اسکے پاس تھا اتفاقاً چند چور اس جماعت سے  
 بھاگے اور اس کسار میں آگھے چھینا پیش آدمی سے زیادہ وہاں تھے اور اپنے مسروقات کو ہٹ  
 رہے تھے کو تو ال کو غماز نے خبر کر دی تھی چیکاک کو تو ال کے آدمی آپڑے اور وہیں سب کے اٹے  
 پانوں اور سیدھے ہاتھ کاٹ ڈالے اس سبب سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا انھیں میں زاجر کا ہاتھ  
 بھی غلطی سے کاٹ ڈالا پانوں کا ثنا چاہتے تھے کہ چیکاک ایک سوار از بس برگزیدہ منود ہوا اور سپاہی  
 سے لٹکار کے کہا کہ اس سگ دیکھ یہ فلان شیخ اور ابدال خدا کا ہو تو نے اسکا ہاتھ کیوں کاٹ ڈالا  
 یہ سنے اس سپاہی نے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑتا کو تو ال کے پاس گیا اور یہ خبر گرم اسکو سنائی

گو تو ال سنگے پائون مدد کرتا کیا کا اگر شیخ خدا گواہ جو میں نے تجھ کو نہیں جانا کیسا بڑا کام تجھے ہوا تو مجھ کو معاف  
 کر دے تو کریم کریم والا اور سرور و بہشت کا ہو کہا میں سبب اس نیش کا نوب جانتا ہوں اور اپنے گناہ کو  
 پہچانتا ہوں میں نے عزت اُسکے بیان کی توڑی اور انکی حرمت نہ کی اس واسطے اُسکے عدل نے میرا دانا  
 ہاتھ کھو دیا میں نے اُسکا عہد توڑ لیا حالانکہ جانتا تھا کہ یہ بدہو اسی سبب سے خورست اُس جرات کی میرے  
 ہاتھ کو پونجی میرا ہاتھ اور پائون اور مغز و پوست جو کچھ ہوا اسی حاکم سب حکم دوست پر خدا ہو یہ ہاتھ دیا چیز تھا اکل  
 شیخ میں دانا گلاہش کو دار و لکھا ہو قولہ قسم من بود این ترا کردم حلال تو نہ تھی ترا نمود و بال ہاتھ اور دست  
 اور فراموشست ہاخذ اسامان پچیدین کہست ہمای بسا مرغان ز معدہ و رخص ہا بر کنار بام مجوس قفص ہمای بسا  
 مرغ پرندہ دانہ جو کہ بریدہ حلق او ہم حلق او ہای بسا ماری در آب دور دست گشتہ از مرص کلو باغ و خوشست  
 اسی بسا ستور در پردہ بندہ شوی فرج و کلو سو اشد ہمای بسا قاضی جبر و کلو از کلیوی رشوتی از در و ہا اسی بسا  
 حاجی کچر رفتہ بشتق و وقت باز آمد شدہ او یا فریق ہا بلکہ در ہاروت و ماروت این سراب ماز عریض چرخ شان شد  
 ستور باب ہا بیا زبیر این کرد اقرار و دید در خود کا بلی نامہ رنما زہ از سبب ندریشہ کرد ان خود لباب ہا دید ملت خود ان  
 بسیار آب گفت تا سالی نخواہم خورد آب مانچنان کرد و خدیش واقاب ہا این کینہ جدا و بد ہر دین گشتہ او  
 سلطان و قطب انار فین ہا چون بریدہ شد ہر اسی حلق دست ہا مرزا ہما و شکوہ بہت ہا یمنین ہا شد جو کینہ  
 بستہ شد صد درو گیر و شکستہ شد کہ ہنی قسم ہا لکس ہرہ بخش منقص بفتح چش نام و درودہ و در دشکرم آہ ہکستا ہا کہ  
 ہاتھ کاٹا جانا میرا نصیب و معدہ تھاتیر کیا گناہ اور جو کھسے فیعل ٹھوڑین آیا وہ میں نے تجھ کو حلال کیا کہ تو نے  
 جان کے نہیں کیا اور جو جانتا تھا وہی حکم جاری کرنے والا کہ خدا ہر پھر خدا سے سامان اُجھنے کا کہو ہا  
 اب مقولات مولانا م کے ہن فراتے ہن کہ یہ معدہ و غیرہ ورنی چیز ہن نہیں کی ہوئی سے زاہکا ہاتھ کٹا اور ک  
 سوا یہ دیکھو سیکڑن منہ کہ معدہ م کے درو چیش کے مارے ہوئے ہن اُسکے سبب سے بالا خالون پر مجوس نیچا  
 میں لٹک رہے ہن قید ہام کی بدینوہ کہ خوش آواز نہ ہون کو او پنے پر لٹکتے ہن تا کوئی آواز انکی سنے  
 اور بہت مرغ پرندہ دانہ جو کہ لٹکے حلق انھیں کے حلق نے کاٹے اور ہزاروں مچھلیاں ایسے دریاؤں کی نہیں  
 کیا کا قابو نہ ملے کلہوی کی حرص سے شست میں نہیں اکثر عورتیں مستورہ پردہ نشین ہای حلق و فرج کی  
 بدولت رسوا و فحشیت ہوئیں گتے ہی قاضی و دشمنہ بڑے عالم اپنی ملق رشوتی کے سبب سے زور و جہو  
 بہت حاجی کہ بڑے عشق سے حج کو گئے جب لوٹ کے آئے فق و فجو رہیں پڑے یہ بھی پٹ ہا سبب  
 ہو اور یہی کیا ہاروت و ماروت تو فرشتے تھے یہ سراب اُنکے عروج فلک کا بھی سد باب ہو گیا بایزید نے  
 اس سے ایسوجہ سے اقرار کیا کہ ناز میں کا بلی لاتا تھا اور جو انھوں نے فکر کی کہ وجہ کا بلی کی کیا ہر تو

اوس مذہب کو یہ معلوم ہوا کہ اپنی بہت پایا جا رہا ہے اور اپنی مولد سروسی اور سوسی باعث کاہلی بایز میر نے  
 اپنی جھوٹو دیا اور عمد کیا کہ سال بھر اپنی نہیں پیونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدائے انگوار کے قتل کی تاب دی  
 یہ انکی ایک دنی جہدین کے واسطے تھی جب تو سلطان اور قطب العارفین ہوئے اور جوڑا ہر کا ہاتھ  
 حلق کے واسطے کاٹا گیا تو اسکے شکوہ کا بھی دروازہ بند نہ کیا خدا سے بھی اور کوتوال سے بھی ادویہ ایسا ہوا  
 کہ ایک دروازہ بند ہوا اور سو دروازے کھل گئے چنانچہ اسکی کیفیت حکایت مابعد میں آتی ہے

### کرامت شیخ اقطع کا بیان کہ خلوت میں زمبیل دو ونون ہاتھ سے بنتا تھا

قولہ شیخ اقطع گشت نامش پریش خلق و کرد معروض بدین انقلاب خاق و گرتو نام اولش خواہی وان  
 ہین برودو اخیر چٹائیش خوان و در عیش اور ایک زائر یافت و کو بہر دوست خود زمبیل یافت و گفت اورا  
 اسی عدو جان خویش و در عیش آدمی سرور و پیش دای چرا کردی شتاب اندر سابق و گفت از افرات مہر  
 اشتیاق پس تم کہ دو گفت اکنون بیا ملک منفی و اراہین ملا کیا تا نامہ میرم من گواہین کسی دنی قرینہ  
 فی حبیب فی خسی و بعد از ان قوم و گرا ز روزنش مطلع گشتند بر با فیض و گفت حکمت را تو دانی کردگار و  
 من کم نہ پیمان کہ کردی آشکارہ آمد الماش کہ یک چندی چہ بندہ کہ درین غم رہو نہ کنریشند کہ گرا سروس بود او  
 در طریق و خدا سواش کرد اندر فریق و من خواہم کان و مہ کا فر شونہ و رضالت در گمان ہر و نہ این  
 کرامت را بکردیم آشکارہ کہ بہت دست اندر وقت کار تا کہ این پیارگان بد گمان و رنگرند از جناب کسان  
 من ترابی این کرامتہا پیش و خود تلی و آدمی الزدات خویش و این کرامت بہر ایشان وادست و دین  
 چراغ از بہر این بہاد دست و توازان بگشتہ کز مرگ من و ترسی از تفریق اجزای بدن و وہم تفریق  
 از سراپی تو رفت و دفع وہم انصر رسیدت نیکفت ہا معنی یعنی بعد ہا تھ کٹ جانے کے مخلوق کے سامنے  
 انکا نام اقطع ہوا اور انکی خلق نے انکو اس انقلاب سے مشہور کیا اور اگر تو چاہے کہ پہلا نام انکا جاری کروں  
 تو خبر دار ہوا بخیر نیا نی انکو کہ یہ نام اول تھا ایک روز انکے جھوٹے میں انکو دائرے اس حال سے پایا  
 کہ دو ونون ہاتھوں سے زمبیل اپنی ہتے تھے شیخ نے زائر سے کہا کہ او دشمن اپنی جان کے میرے جھوٹے  
 میں سر جھکائے چلا آیا ایسی شتابی اس سبقت میں کہ میرے بلالے سے پہلے چلا آیا کیسے کہ کہا بخیاں تمہاری  
 محبت اور بسبب فطرت اشتیاق کے جس سکر کہ کما لیکن اسکو جو تو نے دیکھا چھپائے رکھا کسی سے کیو  
 مت جب تک میں مروں نہیں کسی سے مت کہ چھپائے رہ چاہے کیسا ہی کوئی ہمیشہ یادوست ہوا کوئی  
 ناپسند آدمی سے معنی کر بعد اسکے اس عیش یعنی جھوٹے کے روز فون سے اور لوگوں نے بھی اسکو جنتے  
 دیکھا شیخ نے کہا کہ اگر گار میں چھپتا ہوں یہ ظاہر ہوتا ہو اسکو تو تو ہی جانے کہ دشمن کیا حکمت ہو پس اسکو



الہام ہوا کہ چند لوگ اس غم میں جو قطعید سے جھکے ہوئے تھے ایسے ہیں کہ تیرے منکر ہوئے ہیں یا کہ کہتے ہیں کہ شاید  
 وہ طریق میں نکارہ سالوس تھا کہ خدا نے انکو اس طرح رسوا کیا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ گلا گلا کر ہو جائے اور اگر وہ  
 سے گمان بدین پرین لہذا یہ کرامت ہمیں ظاہر کی کہ کام کی وقت ہم جھکو ہاتھ دینگے تا یہ پیارے بد گمان جناب  
 آسمان سے رونمون یہ تو جھکو معلوم کہ میں جھکو بے کرا متوں کے پہلے ہی سے بذات خود دلاسا دیتا رہا ہوں  
 یہ کرامت تو میں نے جھکو ان شکر و ان کے واسطے دی ہو اور یہ چراغ تجو میں ان لوگوں کے واسطے رکھا ہو  
 تو تو اس بات سے علمدہ اور نکلا ہوا ہو جو ہر گرتن کے کہ آپ کو خدا کر چکا کہ جھکو خوں جرائی اجزائے بدکا  
 ہو اس صفت سے تو بری ہو چکا تو فرق کا وہم تو تیرے سراپے سے جاتا ہا مطلق باقی نہیں اور وہم کا رفع از سر نو  
 جھکو ہوئے نچا اور جھار کے خوب صاف کر دیا

### سبب جرأت ساحران فرعون قطع و صفت فیامی خود

فولہ ساحران رانی کہ فرعون لعین مکر و تدبیر و سیاست بزمین کہ کبر ہر دست و پاتان از خلاف پس او دیر  
 نزارم تان معان و او چنان پنداشت کایشان درہان و وہم و تنخو یفند و وسواس و گمان کہ بود شان از  
 و تنخو یف و ترس از توہمہما و تنخو یفات نفس و امید داشت کایشان رستہ اند بہر دریچہ نور دل نشستہ اند و سایہ  
 خود را خود داشت اند چابک و صیت و کش و بر جہتہ اند با وں گرد وں اگر قصد بار شان و غر و کو بہ اندرین گلزار  
 شان و اہل ان ترکیب را چون دیدہ اند از فرغ و وہم کم تر سیدہ اند و این جان خواہست اند و ظن بہت  
 گر و در خواب وستی با کنیت و گریہ خواب اند و صرت بریدہ نگاہ ہم صرت بر جاست ہم صرت دراز گرہ بینی  
 خواب در خود را و نیم تندستی چون بخیزی بی سقیم و چل اند خواب نقصان بدن و نیست با کی از دو صد پارہ  
 شدن و اینجہان کہ بصورت قنست و گفتہ پیغمبر کہ علم نداشت ازہر تقلید تو کردی قبول و ساکان این  
 دیدہ پیدای رسول و روحہ در خواب و گویا خواب نیست و سایہ غرمت اہل جز متا بہت و لہنی قنست این  
 ساحرون کو نہیں فرعون لعین نے دھمکایا اور ڈرایا تھا زمین پر کہ تمھارے ہاتھ پاؤں کا قوسھا کہ تھے فلان  
 مرضی میرے کیا اور سولی و دھمکایا جانی القرآن اے اے علم و اے حکم سن فلاں تم لا جلیکم آمین  
 ضرور کا ٹوٹکا میں ہاتھ پاؤں تمھارے غلاف سے کہ تھے بد و ان مرضی و اعجازت میری ایمان موسیٰ پہ  
 قبول کیا اور ضرور سولی و دھمکایا تم سب کو اسنے وہی ہی جانا کہ اسی وہم و غوف و گمان میں ہیں جیسے  
 مجھے تھے کہ کانپتے تھے اور اور دھمکایا تھے اور تیرے تو ہم اپنے بچاؤ نفس کے بہت تھے اور یہ  
 جانتا تھا کہ اب وہ جملہ توہیات اور زون و وسواس سب سے چھوٹ گئے اور ایمان لانے سے اس تہ کو  
 پہونچے کہ وہ بچہ نور دل پر بیٹھے ہیں اپنے سایہ کو آپ سے جانا اور اس سایہ سے چٹ چالاک اور خوش

محل گئے ہیں سایہ مراو جسم سے کہ اہل حق پر وہ جانتے ہیں کہ یہ ہاتھ پاؤں کالے جائینگے اور سولی دیا جائیگا تو  
 ہمارے لیے دوسرے جسم موجود ہیں اسکے ہم محتاج نہیں اب یہ بھیج دو انہیں کھلا ہو تو ایسے خوش ہیں کہ ہاؤں کر دوں  
 کی اس گلزار جہان میں اگر انکو سو و فوہ کوٹ کوٹ کے چور چور کر دے لیکن اب انھوں نے جو اہل اس  
 ترکیب جہانی کی دیکھ لی ہو لہذا وہ ہم کتنی ہی شاخیں نکالے وہ ہرگز نہیں ٹوٹے یہ جہان ایک خواب اور  
 اس میں فرما رہم و شکست کر سچ اگر خواب میں کیسا ہاتھ کوٹ کے اڑ جائے تو کیا غم ہوتا ہو مثلاً تیرا سر خواب  
 میں شمع کی طرح کسی قرائن نے کٹا تو یہ کیا بگڑتا ہو وہی سر قرار قرار ہو اور عمر تری دراز با لطف من اگر خواب میں  
 تو دور کرے ہو جائے کھٹوں کی بات نہیں جب کھینکنا تندرست دبی سقم اٹھیں گے اب فرماتے ہیں حال یہ کہ  
 خواب میں کیسا ہی نقصان بدن کا ہو یا سے حتیٰ کہ سیکڑوں ٹکڑے کچھ خوف کی بات نہیں یہ جہان جسکو تو  
 بصورت قائم دیکھ رہا ہو حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ یہ جہان سوتے کی خواب ہو چنانچہ تو نے بھی از رو تعجب  
 کے قول آنحضرت کو مانا ہو لیکن سالکوں نے جسکو ظاہر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو بدون تیری ہی تقلید رسول  
 کے غرض جب تک تو زندہ اس جہان میں ہو خواب جہان لے کر خواب میں ہوں اس لیے کہ اہل وہ جہان ہو  
 کہ دونوں کا ایسا حال ہو جیسے سایہ اور کتاب کہ کتاب مہل ہو اور سایہ فرعاً کھلاف شرح میں فرغ کو  
 فروغ ہاں کہ کپاں کھیا ہو قولہ خواب بیداریت آن دان ہی عصفہ کو بہرین خفتہ کو در خواب شدہ او گمان برو  
 کہ اندیم خفت ام پشیران کست در خواب دوم کو زہر کہ کو زہر را شکند چون بجا ہوا خود قائم کند و کورا  
 ہر گام باشد ترس چاہہ با ہزاران ترس می آید براہ مرد مینا دید عمرن راہ را پس با نذا و مغاک چاہہ  
 پاؤں انیش نہ کر دہم دمی و در ترس کی داؤ داؤ از ہر غنی و شیر فرعون کا آن شتیرم کہ ہر بانگے دعوے مستقیم  
 خرقة کارا پدر و زہر ہست و در خود مارا برہنہ تن بہت بی لباس خواب را اندر کنار خوش گیرم اسی حد  
 تا بکار خوشتر از تجرید از تن در میج و نیست ای فرعون بی السام کچھ بمعنی یعنی اس خواب سے بیداری اپنی  
 اسکو جان او عصفہ کہ سوتے ہیں جو کچھ سوتا آدمی دیکھتا ہو اور جانتا ہو کہ میں سوتا ہوں وہ تو گمان کرتا ہو  
 کہ میں سوقت سوتا ہوں اور اس سے بچ کر اب وہ دوسرے خواب میں ہی پہلی بگڑ کے دوسری قائم کی  
 جیسے لوز اگر کسی کو زہر کو ٹوٹے اور جب چاہے کچھ قائم کرے آندھے کو قدم قدم پر چاہ کا خوف ہوتا ہو  
 ہزار دن خوف سے راہ پاتا ہو جو مینا ہر راہ کی چورانی دیکھتا ہو وہ چاہ و مغاک کو خوب جانتا ہو  
 اسکا نہ پاؤں کانپے نہ زانو کانپے کیسے وقت نہ کسی غم سے شرمزدہ ہوئے بس ایسے ہی یہ ساحر جب تک  
 نامیٹا تھے تھے اب جو مینا ہو گئے لہذا فرعون سے کہا آخر فرعون جانٹھ جاب ہم وہ نہیں ہیں کہ کسی  
 غول کی آواز پر ٹھہر رہیں اور رک جائیں تو ہمارے خرقة کو بچاڑ ڈال جانا پسنے والا سوچ رہا ہے وہی دیکھا

اور اگر دیکھو کہ جو کچھ لوگوں کا دماغ میں ہے تو وہ تو خواب کے وقت کی طرح اُتار ڈالنے سے کیسی خوب  
خوش معلوم ہوتی ہے بس جب یہ دنیا خواب ہو تو ہم بھی اُسکے پیچھے ہوں گے خدا کے آغوش میں رہیں گے  
اور فرعون اپنے تن : خراج سے بھر دیا اور کھانا اس کے برابر کوئی اچھی بات نہیں ہے نہ کہ

تجسباتِ الہام سے وہ مغز  
حکایتِ خچر کی اونٹ کے سامنے کہ میں اکثر منہ کے بل گرتا ہوں تو نہیں کرتا گراہیت کہ

قوله گفت ہتر اشتراعی خوش رقیق و فراہ شیب در راہ عمیق تو نیانی در سر خوش میری من ہی ام  
بہر و چون غمی امن ہی اقامت ہو در بر جی خواہ دشمنی خواہ اندر می ساین سبب بارگوا من ز بیت تابان  
من کہ چون بامیت دریت گفت از چشم تو چشم من یقین و یگان روشن ترست و دورین بعد انان ہم  
از بلند ہی ناظم زمین سبب در روئے مقام ماضی خوش بر آیم بر سر کو بلند آخر عقبہ پیہم ہوشمند پس ہوسپی در  
بالائی را دیدہ ام را و انما یہم کہ ہر قدم من از سر بنیش غم از غمار و اوقات دن و ام ہم تو بینی پیش خود  
یکدو سہ گام وانی بینی و بینی سبج و ام و پیوستی الاعمی لیکم و لہی فی المقام و النول لمہیر چون جہن اور تو  
حق جان و ہر جذب اجزا و فرج او تند از خوش او جذب اجزا می کند تا رو پو قسم خود را می تند تا چل  
بجذب جزو و حق حریفش کردہ باشد در نما جذب اجزا روح تعلیم کردہ چون ندان جذب اجزا شاہ فرود جان  
این زندہ بخوشیہ بود بی غذا اجزات را و اندہ بود آفرینی کہ رانی تو ز خواب ہوش جس رفتہ را خواہ شد  
آبادانی کان از غائب شد باز آید چونکہ فرما کہ عہد المعنی عقبہ بفتوحان او شدہ اگر از غمار کبیر کے بل گرتا  
ایک خچر نے اونٹ سے کہا اور رفیق کیا سبب یہ کہ نشیب فراز راہ عمیق میں تو گونا گونا نہیں خوب چلا  
جاتا ہی میں کے بل گراہ کے مانند گرتا ہوں میں ہر وقت منہ کے بل گرتا ہوں خدا خشکی ہو جا دیا تا تو چھو  
اسکا سبب کیا ہی تو چھو طریقہ گزران کا معلوم مہجائے اسی راہ پر چلون اونٹ نے کہا میری آنکھ اور تیری آنکھ  
سے فرق ہے میری آنکھ یقیناً تیری آنکھ سے روشن تر ہے اور بیشک دو بین ترا کے بعد یہ بات کہ میں اونٹ  
سے ہر شے کو دیکھتا ہوں اس سبب سے منہ کے بل نہیں گرتا کہ اس شے کے سامنے ہی موجود ہوں اور حاضر  
میں خوش خوش اونچے پہاڑوں پر چڑھ جاتا ہوں اور جو راہیں دشوار گزرا رہیں اُنکا آخر اپنی ہوشمند ہی  
و کچھ لیتا ہوں جس تمام اونچے راہ کی میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے جن ہر قدم از روئے پیش  
کے رکھتا ہوں لہذا سر کے بل گرنے اور ویسے گرنے دونوں سے بچا رہتا ہوں تو کیا قدم بھانسنے کے  
و کچھ ہر مایہ و وجہ دو بین قدم اور کوئی نہ بین ایسا کہ وہ دیکھتا ہے اور سبج دام کا نہیں دیکھتا پس تم کچھ  
نزدیک اندھے اور اگلیار کے ایک ہیں بلکہ مقام اور سیر و منازل سو جھتے ہیں سوچو اللہ تعالیٰ بچہ جین کو

رحم میں جان بختا ہوتا ہے اس کے قوت جذب اجزا کی رکھ دیتا ہے کہ جو جو رش یہ کھاتا ہو اس کے اجزا کو جذب کر کے تار و پود اپنے جسم کا بناتا ہو اور جسم کو بڑھاتا ہو چالیس برس تک اللہ تعالیٰ مریض جذبہ جزا کا رکھ لیا کا کام لیتا ہے روح کو جذب اجزا کا اسی نے سکھایا اس لیے کہ وہ ایک شاہ فرد و مجرد ہے جزا فانی نہیں من روحی کا وہ جذب کو کیا جائے جامع ان ذروں یعنی مخلوق کا وہ غور شدہ ہے جو عبارت اس کی ذات سے ہو کہ بے غذا بھی تیرے اجزا کو چلا پھر اس کا ہوا و کچھ تو جب تو سب جاتا ہو ہوش جو اس تیرے سبب از جا فانی ہوتے ہیں جہاں تو خواب سے جاگا اور تو نے ہوش و حس فانی کو چاہا فوراً اس کو بکھاتا ہو ایسا کہ تو جانے کہ اس سے غائب ہی نہیں ہوئے تھے ایسے شائبہ حاضر تھے کہ میں جہاں فرمایا عبد بنہ و نورانیہ یہ جو در پر ہوتی ہے اجتماع خرغیر علیہ السلام کا بعد مرنے کے حکم خدا سے اور مرکب ہونا سانس کی آگ لکھوں

قولہ میں غریزہ اور نگراند خیرت کہ جو پسند و ناپسند برتا پیش تو کرد اور ہم اجزا شہداء ان سر و دم و دو گوشت و پاش را دوست دینی و عزیز بہ ہم می نهم + پارہ ہارا اجتماع می ہم + دیگر و صنعت پاہ منی کہ کہی و دو گوشت بی سوزنی در میان بی سوزنی وقت خیزد زانچنان دور و کہ پیہ نیست و در چشم بشتا حشر پیدا بینا کا زمانہ شہادت دریم دین + تا پیمانی جامع تمام تامل زری وقت مردن زاتہ تمام + ہمنجا کہ وقت نفقہ اسنی از نفوات جملہ جسمانی دینی + ہر جو اس خود نگرانی وقت خواب + مگر چہ گیر و پریشان و خراب + معنی خیز زماختہ سوزہ سینا خرغیر نام فی علیہ السلام کہ انھوں نے بیت المقدس کی آبادی پر بعد خرابی کے تعجب کیا تھا و اللہ تعالیٰ نے ان کو بار آورہ و بزرگی سی بگڑا پھر رکھا حالت چوانی میں بار اٹھا اسی بدن سے پھر زندہ کیا اور ان کا دیکھ دیکھ ہی ہستہ رکھا رہا نہ بگڑا نہ بگاڑا کہ ہام کے شکل کیا تھا اس کے اجزا البتہ پریشان ہو گئے تھے ایک نہایت اسم تعالیٰ فرماتا ہو کہ خبردار پیدا ہی غریزہ اور غور کر اپنے گدھے کی طوفان جگلا شرا بکھڑا ہوا تیرے پاس چراغ و تاب ہم تیرے سامنے اس کے اجزا جمع کرتے ہیں یعنی سر و دم اور دونوں کان ہاتھ پاؤں اور بزرگوں سب جمع کر کے ان ٹکروں کو اجتماع دیتے ہیں دیکھ تو صنعت کا طے جو ٹٹ والے کی کہ کیسے پرانے ٹکڑے بے سوزن کے ستیا ہوئے تو سینے کے وقت ڈورا ہوئے سوئی ہو اور ستیا ایسا ہو کہ کہیں دور زوہد و معلوم نہیں اب تو کبھی کھول اور کیفیت حشر کی بر ملا دیکھ لے تا تجھ کو شبہ روز قیامت کے پیدا ہونے میں نہ رہے اور میری جامعیت کہ دیکھ کہ کیا جمع کرنے والا ہوں تا مرنے کی وقت اپنے ہتھام بگڑنے کے خیال سے نہ ڈرے کہ میرے جسم کا ہتھام بگڑ جائیگا جیسا کہ سونے کے وقت فوت ہوئے ہو اس سے نہ پتہ ہوتا ہے کہ سب جو موت میں جوتہ ہوا لگا یہ جو اس دنی میں کوور تجھ کو ان حواسوں کا ڈر نہیں ہوتا اگر پریشان و خراب ہوتے ہیں الخلافہ شرح میں تو کوئی لکھا ہو

نہ رونام شیخ کا اپنے فوجند کے مرتے پر

قوله بجزینی رہنما فی پیش ازین ہر آسانی شیخ بروی زمین چون پیر در میان استان بدر کشای روضہ  
 دار البنان و گفت پیغمبر کی شیخ رفتہ پیش چون بنی باشند میان قوم خویش یک صبا جمی نقش لہ بیت او  
 سخت دل چونی گواہی نیک خود ساز ہر و مرگ فروندان تو دنو میداریم با پشت و تو تو غمی گری نمی زار  
 چرا بیا کہ حجت نیست در دل ای کیا چون ترا حجت نباشد در ورون زمین چو امیدست بالذکر کنون بابا  
 تو ایم اسی پیشوا کہ نہ بگزاری تو مار و غنا چون یار ایند روز سختت و خود شفیع ما توئی آنروز سخت و در جان  
 روز و شب بی رہنما بابا کرام تو ایم امیدوار دست ما دہن دست آنزمان کہ نہ نماند هیچ مجرم باوان گفت  
 پیغمبر کہ روز رستخیز کی گذارم مجربان را شکستہ زمین شیخ عاصیان باشم بجان و تار باہم نشان را شکستہ گران  
 عاصیان و اہل کبار را بکشد و ارباب نام از غنا بقض عمدہ صاحبان ہستم خود را غنا از شفا ستای  
 من روز گزندہ بلکہ ایشان را شفا عطا ہو و گفت شان چون مکہ نہ میرود هیچ و از روز غیری بر نہ آشت  
 من نیم و از خدا ایم بفرشتہ یعنی فراتے ہیں کہ لگے زمانہ میں ایک شیخ رہنما آیا تھا کہ گویا کیا سہانی  
 شیخ زمین پر روشن تھی ایسا تھا جیسے استون میں پیغمبر کہ ہر ایت سے لوگوں کے لیے دروازہ روئے جناب کا  
 کھولتا تھا چنانچہ حضرت پیغمبر نے بھی فرمایا کہ اگلے جیش گدے ہیں ایسے تھے جیسے بنی اپنی قوم بن میں مجھے ہیں  
 گمانی ایسی ہشت شیخ فی قومہ کالشی فی ہمتہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہو جیسے بنی اپنی امت میں ایک صبح اُس کے  
 اہلیت میں سے کسی نے کہا کہ تم ہو تو بڑے نیکو مگر سخت دل کیوں ہو تم تو تھا رسے فزدندوں کے  
 مرگ و ہجر میں نوے رکھتے ہیں اور بار غم سے دو تار ہیں تو نہ رہا ہو نہ زاری کرتا ہو کیسب سے ہو  
 یا کہ تیرے دل میں اے صاحب رحم ہی نہیں ہو کچھ جب تیرے دل میں رحم نہیں ہو تو ہم تجھے کیا امید  
 رکھیں ہم تو تیری ہی امید پر اسی پیشوا ہیں کہ تو بیکو شیخ و عنا میں نہ پتھر بیکجا حشر کے دن چو رب العالمین  
 سخت آرا ہو گا اُس سخت دن کا شفیع ہوا تو ہی ہو گا ہم ایسے روز شب بلے پناہ میں تیرے ہی لطیف  
 و کرم کے امیدوار ہیں قبل اسوقت میں ہا بار ہاتھ ہو گا اور پیرادہن جہت میں کسی مجرم کو امن نہ ہو گی  
 حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں کسی مجرم کو ہرگز تو مانسوسا نہ چھوڑو گا جیسا کہ حدیث میں  
 ہو تم استغفہ فی حد الفرج و اخریم من النار و ادخلہم الجنة حتی لا یبقی الا من جبر القرآن پر شفاعت  
 کرے گا میں پھر کہیں گی میرے واسطے ایک حد واسطے نکالنے دوزخ میں سے سو میں اپنی حد سے  
 محل جانو گا اور نہ کوں گا انکو دوزخ سے اور داکل کو ثابت میں یا نہ کہ کرنی دوزخ میں باقی نہ رہے گا  
 گروہ جبکہ قرآن فقیر کیا ہو جیسے شرک یا کفار جہنم قیامت میں دوزخ کی ہر میں دل و جان سے شفیع

گنگارون کا ہو گاتا ناگو شکستہ عذاب سے چھڑاؤں جو عاصی و اہل کبار میں نہیں کے چھڑنے اور عقاب سے  
 بچنے میں کہ انھوں نے اپنے قول توڑے ہیں کوشش و جہد کر رکھا آئینے کے صلح تو میری امت کے  
 خود فارغ ہیں میری شفاعتوں سے اور اُس و زکریا سے بے گزند بلکہ انکو خود شفاعتیں ملیں گی اور انکی بات  
 حکم نافذ کے مثل جاری ہوگی اُس دن میں کہ کوئی جو جہد والا ہو جو غیر کا نہ اٹھائیگا سب بد جو اٹھائیو گے  
 ہو گئے سوائے میرے کہ مجھکو خدا نے افرشتہ کیا ہوا انخلاف شرح بحر العلوم میں سخت دل چون نے  
 لکھا ہے چونی کو اور ماہر کو باہر قبولہ آنکھ بی وزرست شینت ایوان و وقبول حق چو اندر کھ کمان  
 شیخ کہ بود پیر یعنی موسفید یعنی ابن مودان ای نا امید بہت آن ہوی میہ ہی تو ہوتا رہتیش نماز  
 ناموہ چو کہ ہمتیش نماز پیراہست ہر سیدہ مو باشد او خود یاد دوست بہت آن ہوی سیدہ وصف بشریت  
 آن ہوی پیرش ہوی سرمد و عیسیٰ برآمد صد نصیر کہ جو ان ناگشتہ پیر دگر پیرا بعض اوصاف بشر  
 شیخ بنوہ کھل باشد ای پیر و پیکر ہوی سیدہ کان وصف ماست و نیت بر شین و مقبول خدمت چو آن بود  
 ہوی سیدہ اربا خودست و او پیرست و نہ خاص نریدست و در سر ہوی جو خوش باقیست و او نہ از عرض خدا  
 آفاقیست و نامہ اسید واران توایم و ریزہ چین خوان احسان توایم و لیک با نیلچہ چون بی شہتقی و بہر نور  
 چرابی رفتی یا اگر قبول نہی سوز و ترا باؤگو ای شیخ مارا جوا یعنی بس معلوم ہوا کہ اُس دن کوئی بلا و زار  
 نہیں گراں شیخ جوقبول مرحق ہیں ایسا ہویہ ہاتھ کی کمان چاہو میسے پاؤ جھکاؤ شیخ کسکو کہتے ہیں پیر کو  
 جسکے موسفید ہوں اب اس ہوی کے معنی امی نا امید جان اور سمجھو کہ وہ جو سیاہ تیرے ہیں وہی تیری ہستی  
 ہر سارے پندار و غرور و خودی و منی ہی سیاہ ہوی میں ہوئی ہوا جرم اس ہستی کی ہستی کا ایک تار ہو گرا  
 نہ ہنے پائے بس جیکہ اس ہستی کی ہستی نہ ہی تو پھر وہی پیر چاہے اُسکے بال بال سیاہ ہیں چاہے وہ ہوی  
 ہو وہ جو ہوی سیاہ ہیں وہی وصف بشری ہو کہ وہ نہ ہوی ریش ہوی ہوی سر ویکھ تو حضرت عیسیٰ جب مد  
 میں تھے سیکڑوں آواز کرتے تھے کہ ہم جو ان ناگشتہ شیخ پیر ہیں کما جازنی القرآن افی عبد متہ انانی لکنا  
 و جملنی نبیا و جملنی مبارک ایا نکنت و اوصافی بالصلوۃ و الکوکۃ و ادمت قیالے میں بندہ اللہ کا ہوں کوئی  
 مجھکو کتاب اور تھرا یا مجھکو نبی اور کیا مجھکو جہان کمین میں ہوں برکت والا اور وصیت کی مجھکو ساقہ  
 صلوة و زکوۃ کے جب کتاب میں زندہ ہوں کہ یہ باتیں ایسے وقت میں ہوئیں کہ اصلا وقت کلام کا نہ تھا  
 اور جو بعض اوصاف بشرت چھوٹ گیا ہو بعض ہیں ہر تو ای پیر وہ شیخ نہیں ہر دو ہوی ہر جھکاؤ عیسیٰ کہتے ہیں  
 اور اگر ایک بھی ہوی سیدہ جو چار اوصاف ہر جھکاؤ مستی ٹھہرایا ہو اگر اُسکے نہ پندہ میں ہو تو وہی شیخ و مقبول  
 خدا کا ہوا تو جو موسفید ہر اور اپنی خودی میں گرفتار نہ ہوی ہر وہ خاص نرید کا ہر اگر ایک سر ہوی

وصف سے اس میں باقی بڑھ کر عرش خدا سے نہیں پر آخانی جو اسے دینا والا آدمی پھر جمع کس حکایت  
کیطرت ہو جو شروع کی تھی وہی اہلبیت کستی جو کہ ہم سب تیرے امیدوار ہیں اور ریزہ چین خوان اہل بیت  
تیرے کے ہیں مگر باوصف ان سب باتوں کے تو کیسا بے شفقت ہو اور فرزندوں کے حق میں بے رحمت  
یا تیرا دل ہمیں نہیں جانتا پس ایسی شے بتا تو یہ کیا ماجرا ہو اختلاف شرح بعد اعلیٰ میں بیان نا امید بجا سے  
بے نا امید اور جو ان گشتہ بجائے جو ان گشتہ برود کو برود سے لکھا ہو

### عزیز شیخ مہرنا گشتہ برود کی فہرست

تو کہ شیخ گفت اور امیدوار ایسی رفیق کہ نہ ارم رحم و مہر دل شفیق بر بہ کفار مارا رحمتت ہر کس  
جان جلاہ کا فرقتت ہر سکا غم رحمت و بخشایش است کہ چرا از سنگما شان مالش ست ہاں سگی کہ  
نی گزند گویم دعا کہ ازین خود مارا کشت ایستہ این سگان را ہم دین اندیشہ و در کہ ناشد از ظاہر  
سنگسار و زان بیاورد او لیا را پر زمین تا کنش ان رحمتہ للعالمین خلق اخوان و در گاہ خاص حق را  
خواند کہ و آخر کن خلاص ہر چند تبار ازین سو بہرینہ چون نشہ گوید خدا یا در بندہ رحمت جزوی بود و عام را  
رحمت کلی بود ہام را رحمت جزویش ترین گشتہ کل رحمت و ریاست ہادی سل رحمت جزوی کل ہیست  
رحمت کل اتو ہادی بین بود تا کہ جزو است او ندارد و کار بجز ہر غدیری را کند اشباہ بجز چون نہ اندر اہم  
رو کی بود و سوی و ریاض خلق را چون آورد و متصل گرد و بجز آنگاہ او را و بر و تا بجز چون سل جو و در کند و عوت  
بتقلیدی جو و نہ از عیان و وحی و تباری بود گفت بس چون رحم داری بر بہ ہر چو چو پانی بگرد و این  
چون نداری نوخہ فرزند خویش ہر چو کہ فضا و اہل شان زویش چون گواہ رحم اشک دید ہاں ہر چو  
بی نام و گریہ حراست ہر چو کہ معنی شیخ نے بجا سوال اپنی اپنی کے کہا کہ یہ مت گمان کر کہ مجھ کو رحم و رحمت  
اور یہ اول شفیق نہیں ہی ہیں تو کفار پر بھی رحمت کرتا ہوں اگرچہ جانیں انکی کا فرقتت ہیں یعنی  
دین کی نوبت سے منکر مجھ کو تو کہتے ہیں پر بھی رحمت و بخشایش ہر چو لوگوں کو پتھروں سے امان دیکھتا  
ہوں کہ کیوں ان کو اتے ہیں اگر گناہ کیس کو کاٹ کھاتا ہوں اس کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا یا یہ دعاوت ہا  
اسکی اس نے چھڑا دے ہیں ان کہتوں کی ہر وقت یہی فکر و اندیشہ رکھتا ہوں کہ ظالم سے شکست  
منوں آپ بقولات حضرت مولانا رحمہ اللہ کہ خدا تعالیٰ اولیا کو اسے اسے زمین پر لایا ہر نہ انکو  
رحمت للعالمین بنائے جیسے آنحضرت رحمۃ للعالمین تھے اسلئے کہ او لیا بھی انکے نام پر ہیں  
ہاں مثل انکے منسوب پر رحمت کریں انکو در گاہ خاص حق تعالیٰ کیطرت بلاتین اور خدا سے دعا کریں کہ انہیں  
خلع و صدق چھائے اپنی طرف سے انکی ہر ایت و نصیحت میں کوشش کریں جو نہ ہو سکے دعا کریں

کہ خدایا انہر دروازہ رحمت و ہدایت کا بند مت کر کھول دے یہ رحمت جو عالم میں وریاں عام مخلوق کے اور  
اس رحمت کے مقابل جو ان کے ہمارے اور رحمت لعا لکین کو ان سے ہوتی جو ہندی ہو اور انکی رحمت کلی ایسی کہ اسکی  
رحمت ہر قرن خدا کے ہر جو کل ہو اور ایک دریا ہو جیادی راہوں کی ہر جب رحمت جزوی کل سے ملگئی اور جاگلی  
تو رحمت کل کا جیادی ہو تو اسکا بیندہ ہو جائیگا اور جب تک جو کوئی جزو ہو وہ دیا کا کام نہیں دیکھتا اس سے  
وہ ہر تالاب کو شایہ بحر کے کہرتیا ہو گا ہر جو راہ دریا کی نہیں جانتا ہو اور خود ہی دریا کی طرف نہیں جاتا  
پھر مخلوق کو دریا کے پاس کیے لاسکے لیکن جب متصل بحر سے ہو جائے تو اسوقت راہ ہجرت کا ضروریہ پاسے جیسے  
سیل نہر کا دریا کی جستجو کرتا ہو اور ہوتے ہیں کہ دریا تک نہیں پہنچتا ہو دعوت مخلوق کی کر گیا تو وہ تقلیدی  
ہوگی نہ ایمان اور وحی و تائید سے جتنے نہ انکے کی دیکھی نہ حکم الہی سے جو وحی ہوسنی نہ انکو ہینگلی آئندہ  
رجوع ہو پھر اہلی ذکر کی طرف یعنی اسی اہل توحید کے کہا جب بپر رحم رکھتا ہو اور ایسا ہی جسے گلہ کے گرد  
چہ پان تو اپنے فرزندوں کے واسطے فوہ و زاری کیوں نہیں کرتا جب کبھی فساد پھلنے لگے فشرار تو  
غیر نہیں ہوا اور تیرا کیا کہ نسبت بہا جو رحم کے گواہ ہیں پھر اگر رحم ہو تو تیری انگلیں بے نرم و بے گریہ کے  
کیوں ہیں تو کہ شیخ داماد ان غائبش گرم شدہ و سرخن کیا رہ بے آرم شدہ و بزن آورو گفتش ای  
عجزہ خود نہ باشد فصل می همچون تموز و جلد گردن داریشان در حی اند و غائب و پنهان نہ چشم دل کی اند ہن  
چو نیم نشان حسین پیش خویش مدازہ و رور کنہ همچون توریش و گرچہ بیرون داد و دوزان و با منند و گردن  
بازی گمان مگر تیر ہجران بودیا از فراق و با عزیزانم و صالست و عناق و خلق اند و خواب می بیند نشان  
من بہ بیداری عجیب نیم عیان نہ زنجہاں خود را وحی پنهان کنم بہر گس از درخت افشان کنم و حل سیر  
عقل با شادی فلان و عقل سیر مچ باشد ہم بان و دست بستہ عقل امان باز کرد و کار پای بست را  
ہم ساز کرد و چسما و اندیشہ بر آب صفاء ہچو خس بگرفتہ روی آب را دست عقل انگش یکایک سو می برد و آب  
پیدا میشد و پیش خود رخس ہن از بہ بود ہر جو چون حباب رخس چو یک سو رفت پیدا گشت آب و چونکہ بست  
عقل نکشاید خدا رخس فریاد ہر آب را آب را ہر دم کند پوشیدہ او از ہوا خداں و گریان عقل تو  
چونکہ تقوی بست و دوست ہوا حق کشاید ہر دو دست عقل را بس حواس چہرہ محکوم تو شدہ چون خود  
سا لاری مخدوم تو شدہ حس را بنیواب خواب اندر کند نہ تا کہ غیب تہا ز جان سر بر نہم بہ بیداری بیند و باہا  
ہم نہ گردن بر کشاید باہا و المعنی جب اطمینان نہ شیخ کو بچون پر نہ روی کے معاملہ میں غائب کیا تو شیخ  
بھی اسیر گرم و بیروت ہو اور ہر طرف ٹنڈ کر کے کہا ای عجز و دوسرین تمزکب ہوتا ہو جو تو نے خیال کیا  
یعنی غیر ممکن بات مجھے چاہتی ہو جتنے جو مر گئے ہیں سب میرے گردین ہیں اور زندہ میری چشم دل سے



وہ غائب و چہان ہی کب ہیں جہاں کہیں میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں تو مثل تیرے چہرے پر  
پہٹ کے کیوں زخمی کروں اگرچہ وہ دور زمانہ سے باہر ہیں لیکن میرے پاس میں اور میرے لڑکھل  
رہے ہیں تو ناتھ بچہ و فراق سے ہوتا ہوا وہیں عزیزوں سے جملہ عشاق میں ہوں یعنی ہفت  
ہو رہا ہوں پھر کیوں روؤں غفلت تو اپنے عزیزوں کو خواب میں دیکھتی ہو میں بیداری میں ظاہر و بر  
دیکھتا ہوں جب ذرا دیر کو چہان سے میں کپ کو چھپا لیتا ہوں اور جو اس کی پی جھاڑو اتا ہوں اب  
مقولات مولانا رح کے ہیں کہ اگر غلام یہ جان لے کہ جس تو اسے عقل کی ہو اور عقل اسیر جان کی عقل  
کے ہاتھ بندھے ہوئے جو مراد عدم و شمس سے ہو رہی کھولتی ہو اور اس کے مشکل کاموں کو جان ہی راست  
و درست کر دیتی ہو جیسے اور انہی شے ایسے ہیں جیسے آب صاف پر گھاس کوڑہ کہ اُسکے منہ کو چھپائے  
ہوئے ہو تاہو جس عقل کا ہاتھ اُسکے اتار کے جب ایک طرف کر دیتا ہو تو عقل کے نزدیک وہ آب صاف  
گھل جاتا ہو اسلئے کہ حس و اندیشوں کا نہر شیل جاب کے بڑا انہوہ تھا جب یہ جس ہوا ایک طرف ہو گئی  
آب ظاہر ہو گیا تب اگر عقل کے ہاتھ کو خدا نہ کھیلے اور کثودہ بخشے تو جس ہوا سے اُڑاڑ کے ہوا سے  
آب پر نہایت ہی جمع ہو جائے ہوا سے مراد ہوا سے نفسانی اور ہوا سے آب کو یہ ہوا چھپاتی ہی رہی  
یہ وہ ہوا ہے کہ اسی سے عقل تیری خندان اور گریاں ہو یعنی جب خواہش نفسانی کے موافق ہوا  
خزم و خندان ہوئی اور جو خلاف اُسکے گریاں آلبتہ تقبی جو ہوا کے دونوں ہاتھ باندھ دیتا ہو تو اسد تھا  
عقل کے دونوں ہاتھ کھول دیتا ہو تب یہ جو اس جواب تجھ غائب ہو رہے ہیں تیرے محکوم ہو جاتے  
ہیں اور خرد تیری سالار و مخدوم ہوتی ہو تو خسرو جس کو جو خواب کی وقت جاتی رہتی ہو سچو اب کے خواب  
میں داخل کر دیتی ہو سب بیکار و بیکار ہو جاتے ہیں تو غیب کی باتیں اور چیزیں جان سے تجھ  
کھو کر ہیں اور جیسے خواب میں غیب و غریب چیزیں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھے اور آسان  
سے بھی اس پر دروازے کھول دیتے ہیں انخلا و شرح بحر العلوم میں آرم کو آرم آناش گولہ گس لکھا ہے  
قصہ پڑھنا شمع نہر کا قرآن کو آرم و مصحف کے اور وقت پڑھنے کے مینا جو با حکم خدا

قولہ دید در ایام آن شیخ فقیر مصحف در خانہ پر ضریر پیش او مان شد او وقت تہو ہر روز با جمع کشتہ  
پندر روز گفت اینجا ای عجیب مصحف چراست چونکہ نامیاست این درویش رہت ہ اندرین اندیشہ تقویش  
فروہ کہ جزا و نہایت اینجا باش و بودا دست تنہا مصحف آ وینہ میں نیم گستاخ یا آمینتہ تا پیرسم فی خمس  
صبری گنم تا بصدے ہر مرادی بر زخم صبر کرو و بود چندین در موج کہ کشف شکا نصرت فتح افحج + خبرست  
ای برا و صبر کن تا شفا یابی تو زین سنج کمن + صبر سو کشف ہر سر و برست + صبر تم آمد برا و شکرست +

انھیں غواتے ہیں کہ اس شیخ فقیر نے انھیں دونوں میں قرآن شریف ایک اندھے کے گھون میں دیکھا  
اور یہاں کے پاس گیا کہ وہ ایام توڑتے اور یہ دونوں زاد چند روز وہاں اکٹھے رہے اس نے  
نے تعجب سے دل میں کہا کہ فقیر تو بیچ کا اندھا ہو پھر یہ قرآن بیان کیوں ہو اسی سوچ میں کہ  
بہت تشویش پیدا ہوئی کہ اس درویش کے سوا اور کسی بودا بشیمان نہیں لکھا وہ درویش جو لکھا ہوا  
کیسے پوچھوں زمین ایسا گستاخ ہوں نہ ایسی بڑی میری اس سلت ہو بہتر یہودی پے ہوں صبر کروں  
تو صبر کے سبب سے مراد پوچھوں تو صبر کیا اور چند روز اس نکل میں رہا آخر اسے کھل گیا اس واسطے کہ صبر  
مفتاح الفج ہوا یہی راہ صبر ایک خزانہ ہو تو صبر کر تو اس رنج کمن سے شفا پائے صبر ہر بھید کے کشف کی  
راہ تھا تو صبر اگرچہ تلخ ہو لیکن پھل اسکا شیرین ہو

صبر کرنا لقمان کا جو دیکھا کہ حضرت داؤد و آہن سے زرہ کے ٹکڑے درست کرتے ہیں  
اور نہ اپنی جھپٹا اور صبر کرنا

اقولہ رفت لقمان سوی داؤد از صفاد وید کو سیکہ و زامہن حلقما + جلد را با ہدگر دوشی فلانہ زامہن پو  
آن شاہ بلند چمنوت زرا او کم دید بود + در عجب میماند و سوکاش فرود کا پنج شاہ بود و اپر سم ازو +  
کہ چہ میسازنی حلقہ تو بتو + باز بانو گفت صبر اولی ترست + صبر با مقصود تو ترست + چنان چہ سنی تو  
کشف شود و رخ صبر از جلد تیران تر بود + و رہ برسی دیر تر حال شود + سہل از بیہریت مشکل شد + ہونکہ  
لقمان جن ہواند زمان + تمام از صنوت داؤد و آن پس درہ سازید و پشید او پیش لقمان حکیم  
صبر خواہ گفت این نیکو لباس است امی قتا + در صاف و جنگ دفع زخم را گفت لقمان صبر تو چہ صبریت  
گویناہ و دافع چہ چاہیست + صبر با حق قرین کرد ای غلام + آخر و بصرا لکھ خوان + صد ہزار ان  
کیسیا مق + کو فریہ کیسیا کیسیا صبر تو نہ + نہ راستی زرا درہ ساز ایک دن حضرت لقمان از درے صفا  
دین صفا حضرت داؤد کی طرف گئے دیکھا کہ وہ لوہے کے حلقے بنانا کے ایک دوسرے میں ڈالتے تھے  
انھوں نے صنوت زرہ گری کی نشین دیکھی تھی انکو دیکھ دیکھ کے تعجب و ہراس بڑھا کہ ان حلقوں کا  
کیا ہوگا ان سے پوچھوں کہ ان تو بتو حلقوں سے کیا بناتے ہو پھر دل میں کہا کہ صبر بہتر ہو صبر مقصود  
کی طرف جلدی رہبری کہتا ہوا سیلے کہ ہر بات نہ پوچھنے سے جلدی مصلحتی ہو رخ صبر کا جامہ پہنہا کہ  
پرنہ تر ہو + اگر پوچھے تو دیر ہوتی ہو اور پھر صبر کے سہل نیز مشکل ہو باقی جو بس جب لقمان نے  
صبر کیا اور خاموش رہے دم بھریں وہ صنوت حضرت داؤد کے ہاتھ سے تمام ہو گئی پھر  
انھوں نے ان حلقوں کی زرہ بنانے سے منہ پھنی اور کہا اس جوان یہ بھی ایک اچھا لباس ہے

بنک و مصاف میں زخم بچانے کی واسطے لٹکان کے کما یہ توہو لیکن صبر بہت ہی اچھا ہدم ہی ہر لمحہ کی پناہ اور ہر لمحہ کا ہر لمحہ دفع ہو اللہ تعالیٰ نے صبر کو قرن میں کا کیا ہو تو ای فلان آخر سورہ والحصہ کو فرجہ کہ تو صبر ہا بہت تو صبر ہا صبر یعنی وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے جس صبر کو موادہ میں حق کے رکھا ہو لاکھوں طرح کی کیا حق نے پیدا کی ہیں گرا دم نے صبر جیسی کوئی کیا نہ دیکھیں اختلاف شجہ بحر العلوم میں کہ یہ کو گریہ لکھا ہو

### بقیہ قصہ اندھے کا اور قرآن پڑھنا اسکا

قولہ مردمان صبر کرو دنیا گمان کشف گشتش حال شکل در زمانہ شب آواز قرآن را شنید بہت از خواب آن عجائب را دید کہ مصحف کو میخواند درست گشت بی صبر و زکوار آن حال بہت کہ گفت چون در چشم بہت نیست نور چون بجائی ہی خوانی سطور + آنچه میخوانی بروا قداؤہ + دست را بر حرف او بندائہ + اصبت در سیر پیدا میکنی بکہ فطر جرح واری مستندہ گفت ای گشتہ ز جمل تن جدا + این عجب میداری از صنع خدا این حق و خواہم کامی مستعان + برقرارت من مرعیتم ہی جان پیغمبر حافظہ را نوری بہہ + درود دیدہ وقت خواندن بی کہہ + باز درود دیدہ ام با آن زمان ملک گیرم مصحف و خوانم عیان + آواز حضرت نذاکای مروکارہ اسی ہر بخنی ببا امیدوار حسن ظن است و امید ہی خوش تر + کہ ترا گوید بہر دم + ترا + ہر زمان کہ قصد خواندن باشد + یا مصحف قراوت بایت + من در اندم وادیم چشمے ترا بہ تا فرو خوانی معظم جو بہر المعنی مردمان نے جو صبر کیا نگمان و سپر فوجا حال اس مشکل کا کشف ہو گیا اور کھل گیا آدھی رات کو اسنے آواز قرآن کی سنی سوتے سے چونکہ پڑا اور وہ عجائب دیکھا کہ اندھا مصحف کو ٹھیک ٹھیک پڑھ رہا ہو اسکا صبر جا رہا اور اندھے سے سال پوچھا کہ تیری آنکھوں میں نور تو جو نہیں تو کیسے دیکھتا ہو اور کیسے سطریں پڑھتا ہو تو کچھ پڑھتا ہو کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ کو ٹھیک سے پڑھ رہا ہے تو انکی تیری مرفون پر ایسی ٹھیک پڑھ رہا کہ نہی ٹھیک پڑھ رہا کہ تو مرفون دیکھتا ہو اندھے نے کہا ای شیخ تو توجہ لے تن سے جدا ہو اسکو صغ اکی سے کیسے عجب جانتا ہو کہ نے اللہ سے دعا کی کہ اتو ربہ استعان مجھکو دل جان سے قرارت قرآن کی حرص ہی میں حافظہ نہیں ہوں مجھکو فورے اور پڑھنے کے وقت دونوں آنکھیں روشن کر دے بیکرہ و کرہ نتیجہ اول و کثرانی کہ یہ و نام مرغوب اسوقت میری آنکھیں مجھکو پھیر دے کہ قرآن اٹھاؤں اور ظاہر پڑھنے لگوں جس حضرت عزت سے ندا آئی کہ اے مردکار اپنے ہمارے کام کا آدمی ہر دو ہر پنج میں تو ہے امیدوار ہوا ہو مجھکو میری نہایت خوش گمانی ہو اور امید بھی تیری اچھی ہو کہ مجھکو ہر دم ہماری طرف کو کہتی ہو کہ بڑھو اور بڑھو جسوقت مجھکو قصد قرآن پڑھنے کا ہو یا مصحفون سے قرارت کا خواہان ہو اسوقت میں مجھکو آنکھیں دو ٹھکانا تو اس معظم جہر کو پڑھ سکے جو بآئینہ اللہ جہر جیسے سلطانیا دور دنیا میں

قولہ چنان کہ در ہر گاہی کہ سن و وا کثرت مصمت اندر خواندن و آن غیر می گوشتد عاقل و کارہ آن کرار  
بادشاہ کردگار و ہر بخشہ بنیشم آن شاہ فرد و در زمان چگون چراغ شب نورد دین سبب نبود ولی را اعتراض  
ہر چہ بتانہ فرستہ از اعتیاض و اگر بسوزد باغت انگوری دود و در میان ماتمت سوری دود و آن شل بدست  
و سقی دودہ کان عمار اول متی دود و لاسم و اعتراض از ما برفت و چون عومض می آید از مقدمہ و رفت  
چونکہ بی آتش را گرمی رسد و بنیم گرم آتش کار کثرت چونکہ سیمیت بخشہ دیدنی و اینچنین کورست چشم روشنی  
بی چراغی بدین دود و روشنی و اگر چراغت شد چہ افغان سبکی و سبکی اعتیاض عومض دینا اندھا کتاہو  
جیسا آنے مجھے فرمایا تھا و یہاں ہی رہتا ہی جسوقت میں قرآن پڑھنے کو کھولتا ہوں جس وہ غیر بھی اپنے  
کام سے غافل نہیں اور وہ گرمی بادشاہ کردگار شاہ فرد فوراً بھگو مینا کی لوٹ کے دیتا ہی جیسے چراغ  
شب نورد کہ بجھنے کیوقت کہیں یہ معلوم ہوتاہو کہ بجھ گیا اور اسی حال میں وہ چمکٹھٹھا ہی علی ذابار باراس  
قسم سب سے ولی کو تو با اعتراض ہوتا نہیں ہوا سطلے جو چیز وہ لے لیتاہو آسکا عومض بھتیجاہو اگر تیرے بلخ کو  
جلادے تو بھگو کچے پکانے انگور سے اور اگر ماتم میں ڈالے تو اسی ماتم سے سیر و خوشی پیدا کر دے شل  
بے ہاتھ والے کو دست و قوت دیتاہو اور فوطم سے جو لوگ کان ٹکے ہو گئے ہیں انکے دلون کو انھیں  
عومض میں متی بخشتاہو کہ وہ اس میں ست ہوتے ہیں جسے تو لاسم و اعتراض سب گئے اور مچو ہوئے جو ہسکو  
عومض موٹے مقصود سے مل باہو شلآج بجاگ کے بھگو گرمی پہنچاہو ہاری ناگ کو وہ بھجادے تو ہم  
اسی ہرین ہار اگڑا کیاہو اور بنتاہو اور جو بے لکھون کے بھگو و خوشی بخشے تو کیا کتاہی کوری جو بنیشم  
روشنی ہر جب بے چراغ کے وہ روشنی دیتاہو تیرا چہ راغ ہو گیا تو کیوں افغان کرتا ہی بھگاری کیاہو

قصہ اولیا کا کہ راضی احکام الہی پر تھا اور تبدیل جام خوشا بدین کر تھا

قولہ بشنو اکنون قصہ آن بہرہ وان کہ اندر اندر اعتراضی دجہان و زاولیا اہل دعا خود بیکند کہ سمید و  
و گاہی میدرند قوم دیگر می شناسم زاولیا کہ دہان شان بستہ باشد از دعا و از رضا کہ ہست ام آن کرار  
جستن دفع قضا شان شد حرام و در قضا ذوقی ہی مینہا ص کفر شان آیطاب کردن خلاص جس نطنے  
بر دل ایشان کشود کہ پوشہ از غمی جامہ کہود ہر چہ آید پیش ایشان خوش بود و اچہوان گرد و آتش بود نہر  
در علقوم شان شکر بود و سنگ اندر راہ شان گوہر بود و جلی کیسان بود شان نیک و بد دعا نہ باشد این  
ز حسن ظن خود کفر باشد نزد شان کردن دعا کاسی آکہ و ما بگردان این قضا ما معنی فرماتے ہیں کہ اب  
قصہ آن راہرون کائن چہ جہان میں کسی قسم کا اعتراض نہیں رکھتے آو کیا میں ایک فریق اہل علم و عاہلین  
کہ وہ کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں کہ مراد دعا نیک و بد سے ہو اور ایک قوم اور ہیں اولیا سے کہ

میں آنگو سپاتا ہوں کہ انکے منہ سے بندہ میں بس خدا کی رضا کہ ان بزرگوں کی مطیع و رام جو ایسی بات کا  
 ڈھونڈھنا جس میں دفع قضا کا کوئی نکتہ نہ ہو۔ نزدیک ورام جو وہ قضا میں ایسا ایک خاص مزہ پاتے ہیں کہ اس  
 نجات ڈھونڈھنے کو کفر مانتے ہیں انکے من میں نے انکے دل پر ایسا دروازہ کھول دیا ہو کہ ہرگز کسی  
 غم سے سیاہ پوش نہیں ہوتے جو انکے سامنے آتا ہو۔ یا اس سے خوش ہیں اگر آگ ہو تو آجیوان جانیں زہر  
 انکے حلق میں ہو شکر جانیں تپڑا نکی راہ میں ہو گوہر ہو جائے جلنیک و بوجھ ہو سب کو کیسا جانتے ہیں  
 اور یہ بات انیس کس سبب سے جو من میں سے کہ سیکوٹا جانتے ہی نہیں انکے نزدیک پکارنا کہ او مجھ کو  
 مجھے اس قضا و حکم کو لٹا دے کفر ہے

### سوال بہلول کا ایک لرگ سے اور جواب اسکے

تو کہ گفت بہلول ان کی درویشی و اپنی ہی درویشی واقف کن مراد گفت چون باشد کسی کہ جاودان و برادر  
 اور دو کا چہان، میل جو با برادر اور دند و اختران انسان کہ او خواہد شو مند و زندگی و مرگ سرنگان او  
 برادر اور داند کو بگو، ہر کجا خواہد فرستد تو فرست + ہر کجا خواہد پیشد تیت + ساکان راہ ہم ہر کام او داندگان  
 راہ ہم در دام او ہیچ دندانی نہ بندد در جہان بی رضا و امر او فرمانروان بانی رضای او نیست ہیچ برک و بقیقتا  
 او نیاید ہیچ مرگ و بی مراد او نہ بندد ہیچ رگ + در جہان زاوچ شریا تا سبک + گفت امرت رہت گشتی پچنین  
 در فرسیای تو پیدہست این دآن و صد چندانی ای صادق و لیک + شش کن این را بیان کن نیک نیک  
 آتینا کہ فاصل و مرد فضول و چون بگوش او رسد آر و قبول + آتینا شش شرح کن اندکلام + کہ از ان امر  
 بہرہ یا بجان عام + ناطق کامل جو خوان بشی بود و بر سر خوانش دہراشی بود + کہ نماند ہیچ جان بیوا +  
 ہر کسی یا بدغذای خود جدا + ہیچ تو قرآن کہ معنی ہفت توست + خاص را ہم عام را طعم درست + گفت این  
 باری یقین شد پیش عام + کہ جہان در امر زودانت را ہیچ برگی در پیفتد از درخت + ہیقتا جو حکم آن  
 سلطان بخت + از دہان القیشت سوی گلو تا نگوید لغوہ الحق کا و غلو + میل و رغبت کان زام و سیک  
 جنبش و آرام امر آن غنیست + در زمینہا و آسمانہا ذرہ + پر جنبانہ نگرد و پیرہ + المعنی بہلول نے ایک ویش  
 سے کہا کہ تیرا کیا حال ہو مجھ کو خبردار کر کہ آیا جیسے کسی شخص کی مراد پر ہمیشہ جہان چلتا ہو تو دیکھنا کہ جب  
 مراد اسکے چلین تیارے وہ جیسا چاہے ویسے ہو جائیں موت و حیات یہ دیوین سرنگان کی مرضی ہو باقی  
 گلی گلی میں پھرتے ہوں جہاں چاہے وہاں تو فرست بھیج دے جسکو چاہے مبارکباد و بخشے ساکت او خدا  
 کے بھی اس کے قدم پر چلین و امانت سے راہ کے اسکے جال میں پھنسے ہوں کوئی ایک دانت جہاں میں  
 بی رضا اور امر اس فرمانروا کے نہ بل سکے نہ بی رضا اسکے کوئی تپا کسی و رفت کا گرے نہ ہیقتا اسکے کسی کو

مرگ آوے تب کہ مراد اسکے جہان میں اوج تریا سے سکت تک کوئی رنگ بل کے جملوں نے کہا اور بادشاہ تو نے  
 سچ کہا ایسے ہی ہو اور تیری فریاد سے یہ سب ظاہر لگے یہ سب اور ایسے سوچنا اور ای صادق سب کچھ تو ہو سکتا  
 اپنا اس بیان کی نوبت بھی شیخ تو کر دے اور بیان بھی کر ایسا کہ فاضل و فضیل جسکے کان میں پہنچے وہ  
 انکو مان لے اور ایسی شرح کر اسکی اپنے کلام میں جس سے جان عام بہرہ یاب ہو ظاہر ہو ناطق کامل جو  
 خوان باش ہوتا ہو اسکے خوان پر ہر قسم کا آتش و طعام ہوتا ہو خوان باش سردار خوان تا کوئی مکان بھوکا اور پیڑا  
 نہ رہے ہر کوئی اپنی جلدی غذا پائے جیسے قرآن حسین سات تہ کے معنی میں خاص و عام سب کا طعام ہمیں موجود  
 درویش نے کہا بھلا یہ تو عام کے نزدیک بھی یقین ہو کہ جہان حضرت ایزدگار رام و مطیع ہو کوئی تپا و درخت کا  
 پر خضائے اسکے اور بے علم اس سلطان بخت کے نہیں کر سکتا سلطان بخت یعنی چاہے جیسا جسکا  
 نصیب کرے جیسا کہ فرمایا و اتقوا من ورتقوا لا یعلیٰ فیہ کوئی تپا و درخت کا نہیں ٹوٹتا ہو مگر وہ ہلکو جانتا ہو  
 عقوہ کو لیا ہو کہ ذہن سے گھٹو کہ فقر با سکے جب تک حق تعالیٰ لقمہ سے فاد غلوانہ کے ایڈل پوسل غنیمت  
 جو مراد ہوا ہوسے ہو کہ یہ انسان کے لگام مینی ہیں اور اسکو کھینچے کھینچے پھرتے ہیں انکی جنبش و آرام  
 بھی اسی غنی بٹہ پر داکے امر سے ہر دونوں سے چاہے جسکو دبا دے چاہے جسکو تیز کر دے ساری زمینوں  
 اور تمام آسمانوں میں ایک درد پر۔ ہلاکے نہ کوئی پرہ یعنی برگ کاہ لوٹ پوٹ ہو سکے اختلاف شرح  
 بحر العلوم میں فقہاء خاص کے بعد رہ گیا ہو قولہ جزا بقرآن تدیم نافذ شہ شرح فتوان کرد بیلدی نیست  
 خوش کا شمار برگ در خطان را تمام بے نہایت کی شود و نطق رام۔ اینقدر بشنو کہ چون کل کارہ می نگردد  
 جزا بمرکارہ چون قضای حق رضای بندہ شد حکم اور ابدہ خواہند شد۔ بی محکف فی پی مزد ثواب۔  
 بلکہ طبع او چنین شد مستطاب۔ زندگی خود بخود بہر خود۔ فی پی ذوق و حیات مستند۔ ہر کجا امر قدم را  
 مسکیت۔ زندگی و مرگی پیش کش کمیت۔ بہر زمان میزانی بہر رخ۔ بہر زیان و میر و نر خون و رنج  
 بہت ایمانش برای خواہ او۔ فی برای جنت و انوار وجود ترک کفرش ہم برای حق بود۔ فی ذمہ انکدر  
 آتش شود۔ اینچنین آہ زاصل آن خوی او۔ بی ریاضت فی وجبت و جوی او۔ آنگنان خند کہ او  
 بینہ رضا۔ بچو خلوا و شکرا و اقصاء بندہ کش خود و تعلات این بود۔ فی جہان برامرو فرانش رود۔ پس  
 چرا لا بکند او بادعا کہ گردان ای خداوند این قضا۔ مرگ او و مرگ فرزندان او۔ بہر حق پیش چو عطا  
 در گلوہ نزع فرزندان بر آن با وفا۔ چون قطائف پیش شیخ پیو او پس چرا گوید و عطا الی مگر در دعا میں  
 رضای داد گردان شفاعت و ان دعا نر حم خود۔ میکند آن بندہ صاحب شدہ رحم خود را و بہر دم شست  
 لریاغ عشق حق و فرشتہ۔ دور رخ اوصاف او عشق ست و او۔ سوخت مرا و صاف او را مرعوب

ہر طرہی این فروغ کی شناخت، چون وقوفی کو درین دولت تباخت، اسنی طروق راہ روندہ ایسے ہی فوق  
 فرق کنندہ قطائف نوزیدہ مال نوزیدہ و سجان دہی و پیش کشا و تم ایسی جلدی اسکی شرح چاہتے ہو گھر شرح اسکی  
 بدون زمان قدیم و ناقد حق کے نہیں کرنا چاہیے اور جلدی اچھی نکلیں جبکہ یہ حال کہ مثل برگ درختوں کے ہو  
 پھر برگ درختوں کے کون گن سکتا ہو اور جو شر بے نہایت ہو وہ نطق کی مطیع کب ہو سکتی ہو جس تو اتنا ہی  
 سن لے کہ کوئی کام بدون امر و کار کے نہیں ہوتا اور جب قضاء حق رضا و شنودی بندہ کی ہوئی اور اس کے  
 حکم کا بندہ خواہندہ ہو گیا تو بے تکلف اس میں مزدوری و ثواب کو کچھ دخل نہیں ہو بلکہ خود اسکی طبیعت مستطاب  
 ایسی جاتی ہو کہ وہ بندہ زندگی اپنی اپنے واسطے اور مزہ لذت زندگی مستند کے واسطے کہ جسکو پیچھے دے چکا ہو  
 نہیں چاہتا جہاں کہیں امر حق کا مسلک ہو وہاں اس بندہ کے سامنے اپنی زندگی و مردگی اس امر کے  
 مقابل ایک ہی خدا کے واسطے جتنا ہو گنج کے واسطے ایسے ہی خدا کے واسطے قراہونہ خوف و رنج سے  
 اسکا ایمان خواہش خدا کی ہو نہ جنت اور اس کے میودن اور نہ رن کی واسطے اس نے جو کفر کو ترک کیا ہو وہ بھی کسی  
 لیے ہو نہ آتش و دوزخ میں داخل ہونے کے خوف سے غرض اسکی اہل ہی سے ایسی خواہونہ کچھ ریاضت و جستجو سے یہ  
 بات ہو وہ آسوقت خرم و خندان ہوتا ہو جو خدا کی رضا و شنودی دیکھتا ہو اسکو قضا مثل علو و شکوے کے ہو  
 جس وہ بندہ جسکی ایسی خود فصاحت ہو کیسے نہیں جہاں اس کے حکم میں چلے گا پھر کہیں وہ عبادت کرے یا دعا کرے  
 اور خداوند اس حکم کو پھر دے جس اسکو اپنی موت اور فرزندوں کی موت اپنی شیریں جیسی کسی کی خلق دین  
 علو ہوا اسکو نزع اپنے فرزندوں کی ایسی جیسے نوزیدہ یا ستیان اور وہ کیوں دعا کرے مگر اس خیال سے  
 کہ اس کا دعا دگر کی رضا و دعائیں ہو جیسے کہ فرمایا دعویٰ استجب کہم بگو مجھے میں قبول کرے گا واسطے تمہارے  
 اس رضا مند کی راہ سے تو رضا نقہ نہیں کرے گا اور نہ وہ محتاج دعا کا کب ہو سوا اس دعا کو بھی اور وہ کہ  
 حق میں شفاعت سمجھو نہ یہ کہ اپنے اوپر رحم کھلے دعا کرے وہ صاحب ارشاد و رن کی ہدایت کو دعا  
 کرے گا اس نے تو اپنے اوپر رحم کرنے کو اسوقت پھونک دیا جو وقت کہ چراغ عشق کا جلایا اوصاف بشری جو  
 کچھ اس میں تھے ان اوصاف کا دوزخ اسکا عشق ہو اور اس نے اس دوزخ میں بال بال ان اوصاف کا  
 پھونک دیا ہر راہ چلنے والوں نے جو اس اد میں چلے ہیں ایسا فاروق بن کب پچھتا ہو اور کون ایسا فاروق  
 ہوا ہو کسکو ایسی تیز ملی جان و وقوفی البتہ وہ اس دولت میں سامی و شتابند ہوا اور مثل اس کے کون گزرا ہو

قصہ وقوفی رحمۃ اللہ علیہ اور اسکی کراماتیں

قولہ آن وقوفی داشت خوش دیا نہ دعا شوق و صاحب کرامت خواجہ بزرگین مشید چوہر بر آسمان ہشت بہ انرا  
 گشتہ نور و روشن روان و در مقامی مسکن کم ساحتی، کم دور و زاندر دہی انداختی، گفت در یک خانہ باشم کرد و درویش





کھینے شیر کھا لیکن شیر مٹا کر کب ہو گا کھائے کہا اب فرماتے ہیں کہ تو شمال و شل اور ان کے فرق سے الگ

ہوا اور قانونی کی طرف لوٹ میل

لو سنا طرف قصہ وقوفی رحمۃ اللہ علیہ کے

قولہ آنکہ دقتوی امام خلق بود و گوی تقوی از فرشتہ میر بود، آنکہ اندر سیرہ مرات کرد و ہم زمین داری او دین  
 رشک خود، با چنین تقوی و اہرارد و قیام طالب خاصان حق بودی مدام و در سفر معظم مراوش آن شبہ  
 کہ می بایندہ خاصی زدی و این ہی گفتی چو میرفتی براہ کن قرین خاصگانہ ای آنکہ و یار گاہنہاراکہ شناسد علم  
 بند و بستہ میان مجمل و آنکہ شناسد توای یزدان جان و بر من محبوب شان کن مردان و خضرش گفتی کہ ای صفا  
 ہمین، این چہ عشق است و چہ تہشفاست این و مہر من داری چہ یوئی و گر چہ چون خدا با ت است چہ جوئی بشر  
 او گفتی یارب ای و انامی رازد تو کشودی و در لہ راہ نیازد در میان بحر اگر نشستہ ام طمع در آب جو ہم بستہ ام  
 چہ و دادہ ام نو بچہ مرست طمع و نفعہ جہریم ہم بجا است و مرص اند عشق تو فرخست جاہ و مرص اند غیر تو نیک تابا  
 شہوت و مرص از ان شبی بود و آن نیز ان نیک درویشی بود و مرص مردان از رہ پشی بود و در مرخش مرص سو  
 پس زد و آن کی مرص از کمال مردیت و آن دگر مرص فہمضل و سرودیت و آہ تیری ہست اینجا بنیان  
 کہ سوی خضری شود و موسی دوان ہمچو شستی کز آبش نیریت و بر ہر انچہ یافتی با مندا بایت بی نہایت حضرت  
 این بار گاہ و صدر را بگبار صدرت راہ و لہ معنی و ہو قونی علم و فتوی میں تو ایسا کہ امام خلق کا محت اور  
 تقوی میں گیند فرشتوں سے لیجاتا اور فرشتوں پر سابق تھا سیر میں تو ماہ کو مات کیا یعنی نہایت پھر  
 کہ ماہ بھی با این سریع اسیری اس سے ہر اتھا اور دین میں ایسا کامل کہ دین خود اس پر رشک کرتا تھا کہ  
 مثل اسکے میں کامل ہوتا با وصف ایسے تقوی اور عود و طاعت اور قیام نماز کے ہمیشہ خاصان خدا کا  
 طالب بھی سفر میں بڑی مراد کی ہی ہوتی تھی کہ ایک دم کو بھی کسی بندہ خاص سے مل لیتا اور ملاقات  
 ہو جاتی جب راہ چلتا تو ہی کہتا جاتا کہ اے محبوب میرے مجھکو مصاحب اپنے خاص کو کون کا کر اور  
 میرے وہ لوگ مجھکو میر دل پہچانتا ہوا کھائیں میان بستہ اور خدنگارا در محل یعنی بار بردارندہ گویا غلام  
 اور بوجہ ڈھونڈھونے والا ہوں محل بھنم بھینہ فاعل بار بردارندہ اور مجھکو میرا دل نہیں پہچانتا اور میں آنسے محبوب  
 و پوشیدہ ہوں اچھو تو ای یزدان جان مجھپر مہربان کر دے اسکے جواب میں حضرت زب العزت اس سے  
 کہتے کہ اے صد فرشتیں میں یہ تیرا کیسا عشق مجھے ہے اور یہ کیسا استغنا عشق کا مجھکو ہر کہ عشق سے تیری پائی  
 نہیں کھتی تو تو میری محبت رکھتا ہے پھر اور کو کیا ڈھونڈھتا ہے جب خود خدا تیرے پاس ہر پھر بشر کی تلاش  
 مجھکو کیوں ہو تو وہ کہتا ہے اے اور اناے راز تو ہی نے میرے دل پر یہ راہ نیاز کی کھول دی ہے کہ اگرچہ

خود دیرا میں بیٹھا ہوں دیرا مراد عشق الہی سے ہو کر طبع مجھ کو گھڑوں کے پانی میں بھی ہو کر اُن سے بھی کچھ پی لوں  
گھڑے مراد اور کانون سے میں حضرت داؤد کے مثل ہوں کہ نوے بیٹیرن ہانکے پاس تھیں اور ان کے حریف کے  
پاس ایک بیٹھ تھی انکو اس ایک کی بھی طمع تھی وفتح ہو کہ حضرت داؤد کی نوے بیسیان تھیں اور دیرا جو اچھا  
سالا تھا اُس کے ایک بی بی تھی اُسکو بھی یہ لینا چاہتے تھے آخر یہ وہ مارا گیا تو انھوں نے لے لی جیسا کہ  
قرآن مجید میں ہوا ان ہذا فی کس تسعون فیۃ ولی ثبوت واحد فقال الکفلیہا وغری فی الخطاب یعنی بیشک یہ پیرا  
بھائی جو اسکی نانا نوے بیٹیرن ہیں اور میری ایک ہی جو سو یہ کہتا ہو کہ وہ بیٹھ بھی یہ حوالہ کر دے اور با تو نہیں  
وہ مجھ کو دبا لے لیتا ہو کہ میری بیٹھ بیسے حضرت داؤد نے کہا کہ اسے ظلم کیا جو تیری ایک بیٹھ تجھے مانگتا ہو  
باوصف اتنی بیٹھوں کے مختصر بیان اسکا یہ ہو کہ اوریا کی عورت سے انکو عشق ہو گیا تھا آخر اسکو ایسے موقع  
پڑا مٹی پر بھیجا کہ وہاں وہ مارا گیا اور عورت اسکی آنکھوں نے کر لی حضرت رب العزت نے دو فرشتے بھیج دیے  
پارہم جھگڑتے ہوئے انکے پاس بھیجے اور انھوں نے اُن سے سوال کیا جو آپ کریمہ سے ظاہر اور بعد اُنکے جواب کے  
غائب ہو گئے حضرت داؤد متنبہ ہوئے کہ استغفار و زاری میں مشغول ہوئے تھے مولانا کے شعر میں نووے مراد  
کثرت پرہ عدو معین تا مخالفت آید کریمہ سے نہو حرص تیرے عشق کی فخر و ماہ ہوا اور غیر کے عشق کے تنگ  
و خواب ہو جو لوگ نرا و مرد وہیں اوکو خواہش و حرص پیشی کی ہوتی ہو کہ ہم سب سے آگے بڑھ گئے ہوں اور  
ہر بات میں سب سے آگے اور جو چیز و نامرد وہیں اُنکے ملک و حصہ میں تنگ و محتاجی ہو مردوں کی  
حرص پیشی کی راہ سے ہوتی ہو کہ ہر دم قدم آگے کو بڑھا رہے اور محنت میں اس بات کی حرص کہ پیچھے کو جا  
وہ ایک حرص تو کمال مردانگی سے ہو اور وہ دوسری فضیحت و سردی سے ہو اب مولانا مرح بڑی  
صبر و افسوس سے ایک آہ عاشقانہ کر کے فرماتے ہیں کہ یہاں ایک بڑا بھید چھپا ہوا ہو کہ حضرت  
پیچھے جو صرف نبی تھے حضرت موسیٰ کو جو رسول اولو العزم تھے دوڑایا چنانچہ حضرت خضر کے ساتھ انکو حکم سفر  
ہوا تھا اوپر کچھ راز خضر سے کہے گئے تھے اُن نے نہیں کہے تو مستحق بن جیسے وہ پانی سے سیر نہیں ہوتا اور  
جو کچھ تو نے پالیا ہو قسم پر خدا کی اس پرست ٹھہرا اور بس مت کر یہ بارگاہ بڑی بے نہایت حضرت ہو یعنی  
جسکو تو حضرت سمجھا ہو حضرت نہیں ہو حضرت بہت دور ہو ابھی تو راہ ہی ہو تو صدر حکومت سمجھے صد کا خیال  
چھوڑ یہ راہ کی ہو تو اس راہ سے صدر جا کر سرمت ہوا سیلے کہ اس راہ کی انتہا نہیں ہو  
ابھی دھو دھو دھو مہر ہو کہ حضرت سے باوجود کمال حضرت رسالت کے

قولہ اذ کلیم نور ہا موزا کی کہ ہم جن کی سگدی نہایت قیمتی ہے چنانچہ وہ تو بے قیمتی ہے مطالب خضر ز خود نبی ہر  
مہر سیاہ تو مہر نور ہوتا ہے پانی آن سیدی کہ شہر کی قبا دی ہند از حوت ورجا و ہند و ہند لری تاکجا

ان کو بابت و قود و اقصا برین داسا چاند پیاپی زمین بگفت موسیٰ این ملامت کہ کشیدہ آفتاب را رادہ  
 کہ زندہ میرودم تا مجمع البحرین من تا شوم سوب سلطان زمین و اجلی انصر لامری سببا و خاک او افضی  
 و اسری حقا بہ سالہا پیم ز پربالہا بہ سالہا چہ بود ہزاران سالہا میرودم یعنی بی ازندہ ان عشق جانان  
 کہ بدان از عشق زمان و این سخن پایان مدار دای عمود داستان آن وقوقی بازگو بہ افضی فرستے ہیں کہ کہ  
 تو کہ حق سے شتافی یکہ دیکہ تو کیسے ایک مشتاق سے بیان کرتے ہیں کہ باوصف ایسے مرتبہ و اسری سچیک  
 کے طالب انصر کا ہوں اور حالانکہ خود بینی سے بری گھا اوس موسیٰ کہ وہ پیشہ ہیں تو نے اپنی قوم کو چھوڑا جو  
 اور اسے کو واسطے اس نیک کے پریشان بنایا جو تو تو خود کی قبا و جو خوف ورجا سے خلاص تشبہ کی قبا  
 سے نظر اٹھک عیاشی و جہی کے ہو تو کما تک انصر کی تلاش میں رہیگا اور کما تک اس کے پیچھے پھر گیا تیری  
 ملکیت جو جو تھی مینے نبوت و رسالت وہ تیری تیرے پاس اور تو چہرے خوبی و واقف پھر آسمان کما تک  
 زمین نا پنیگا اور پھر تار پنیگا موسیٰ نے کہا ایسی ہی ملامت کہ وہ آفتاب ماہ کے راہزن مت بنو کہ محال ہو  
 ایسی ہی ملامت سے میرا باز رہا محال میں مجھ البحرین تک جاتا ہوں تا سوب سلطان زمین کا ہوں مجمع البحرین  
 وہ جگہ جہاں دریا سے روم و فارس ملے ہیں کہ اسی موقع پر انصر و حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی ہو شعر  
 عربیہ کے معنی کہ انصر کو میرے کام کی واسطے تا میرا مقصود مجھ کو حاصل ہو نہیں تو تیرے کو لگا اور پھر دیکھا تھو  
 حقب باضم و بفتہ تین شہاد سال و روزگار و تقبیس ہو آئے کریم سے قال موسیٰ لقتاہ لا ابرج حتی ابلغ  
 مجمع البحرین او افضی حقا کہا موسیٰ نے اپنے قنا سے کہ بوش علیہ السلام تھے ہمیشہ پھر تار ہو گیا جبک  
 مجمع البحرین پر نہ پہونچوں چاہے مجھ حقبے گز جائیں میں برسوں پر وبال سے اس تنہا میں آؤنگا اور برسوں  
 کیا چیز ہزاروں برس پھر تار ہو گیا میں پھر تو ہوں لیکن یہ پھر تار میرا عشق جانان کے برابر مت جان و فی  
 کے عشق میں نہیں پھرتے ہیں پھر عشق جانان کو عشق زمان سے کہ کیوں جاتا ہو اب فرماتے ہیں اس  
 سخن کی تو اوسو کچھ مد نہیں ہو پھر وقوقی کی داستان بیان کر

لو سنا حروف قصہ وقوقی رحمۃ اللہ علیہ کے

قوله آن وقوقی رحمۃ اللہ علیہ بگفت سافرت مذی فی خافقیدہ سالہا رقم سفر از عشق ماہ و سینہ از راہ و  
 حیران در آکہ پا پرہنہ رفتہ ام در خار و سنگ از آکو من حیرانم در سنجوش و گنگ و تو میں میں پا پنا راہ  
 زمین و آکہ بول میرود عاشق یقین و از رہ و منزل رکوتاہ و در از رہ دل چہ دانکہ دست مست و بلند  
 این در از کو تہ ای صاف غمت و رفتن ارواح دیگر غمت و تو سفر کردی ز لطفہ با عقل فی کما می  
 ہو و منزل نہ نقل و سیر جان بچون ہو و در و در ویر جسم از جان یا موندید سیر جان ہر کس بنید جان



میں نے کیا دیکھا یہ مجھے بیان کروں تو کچھ بھید اسکا ظاہر ہو کہ میں نے سات شمع دور سے جلا کر ایک جگہ لگا کر  
میں دیکھیں چنانچہ آنکھوں کو دیکھ کر میں انکی طرف دوڑا اور وہ شمع لہیں کہ اُن سے ہر ایک کے نور و شعلہ سے  
کات آسان تک خوب بھرا ہوا تھا میں نے انکو دیکھ کے حیران و حیر ہو گیا اور میں کیا نور و حیرانی حیران ہو گئی اور  
عقل کے سر سے موج حیرت کی تیر ہو گئی حیرت میں غروب گئی کہ کسی کی سی شمعیں روشن ہیں اور یہ دونوں  
آنکھیں مخلوق کی کیسے انیسے پچائیں ہیں اور عجب حال مخلوق کا ہے کہ کسی شمع کو جو نور و فروغ میں ماہ سے  
بڑھی ہوئی ہو چھوڑ کے ایک چراغ کشتہ کے طالب میں کیسا چشم بند لوگوں کی آنکھوں پر ہوا اور یہ چشم بزدلی  
من و شاکا ہو اسی نے انکی آنکھوں کو بند کیا ہوا سیلے کہ ہر ایسا کسی کے اختیار میں ہوا اختلاف یہاں کیسی تیری  
اشعار و رنجی بجز العلوم میں ہوا اور طولانی تقریر غار جی اور کثرت مشغول کی اور اہل معانی سے غرض نہیں

### ایک مثال پر ہو جانا ان ساتوں کا

قولہ باریدیر کم میشد ہفت یک - نور او بشکافنی جیب فلک - باذان کیا رو گئے ہفت شد مٹی و حیرانی  
من زوت شد - اتصالاتی میان شمع ہوا کہ بنا یہ زبان گفت ما - آنکھ یک دیدن کنڈاراک آن ہمالہ  
نموان نمودن از زبان - آنکھ یک - ہم پیدش ادراک و ہوش - سالما نتوان نمودن آن گہوش - ہونکہ پانچ  
نہ - درو ایک - از آنکہ لا احصی ثناء و علیک - بیشتر رقم دوان کان شمع ہوتا چہ چیزست از نشان کہ با  
یشدم - ہوش و ہوش - خراب ہوتا بقیادہم ز تحصیل و شتاب - ساعتی معقل و ہوش اندین - ملوفا دم  
سرخا کر میں - بازار ہوش آدم ہر خاتمہ در روش مگوئی نہ سر و پا ہتم - المعنی و توفی کہتے ہیں کہ پھر یک  
دیکھا ہوں کہ وہ ساتوں شمع ایک نور ہو گئیں اور وہ نور جو گریبان فلک کو پھاڑے فلک سے پار ہوا جاتا  
تھا پھر وہ اکبارگی دوبارہ سات شمعیں ہو گئیں یہ دیکھ کے مٹی و حیرانی میری از بس قوی و سطر ہو گئی  
اس جمع اور تفریق میں جیسے اتصال - اندین ہوتے تھے ہا می زبان پس کہاں جسے بیان میں وہ آچے  
جو شخص کہ ایک دیدہ انکی پائے جو زبان سے نہ بیان کر سکے - اور اگر ادراک و ہوش ہونکہ ایک دم دیکھ میں  
تو ہر سون آسواچنے کان میں - لاسکین پس - افزونی انکی ہوا - نہاتے ہیں کہ جب یہ کیفیت ایک - ہو کر  
ہو تو پھر اپنی طرف کو گھوڑیں نہیں لڑتا یعنی جو ذکر بشرت تھا اسکی طرف - اس سب سے کسا ہا می کہے ہیں  
احہ - کر گئی جسکو آنحضرت نے فرمایا ہوا احصی ثناء - علیک انت کا امنیت علی انھما میں تیری ثناء پھر مھا  
نہیں کر سکتا جسے کہ تو نے اپنی ثناء آپ کی پر میں - ان شمعوں کو دیکھ کے اڑے اور آگے بڑھا کہ یہ نشان آیت  
کہا سے کیا چیز ہو میں ہوش اور بخود و دوست ملا جاتا تھا کہ بلند می و شتابی کہ - گے کر گیا تھوڑی دیر تو  
اُسی حال میں معقل و ہوش خاک زمین پر پڑا ہوا پھر ہوش میں آیا اور اٹھا اور ایسا چلا کہ گویا اپنی چال نہی ہون پا چلا

معلوم ہونا ان سات شمع کا نظر کج بین کردہ سات آدمی ہیں

قولہ ہفت شمع اندر نظر شمع ہفت مردہ نور نشان میثاق ہفت لاجورد پیش آن انوار نور روز نور و ماز صاف نور پارامی سپرد باز میران گشت اندر صغ رب ہکا چنبن چون شد عکسنت ای عیب بیشتر دفتر کہ عکس جگر م تا یہ حالت ایک میزدوسرہ معلوم میثاق پیرہ ساتون شمع پیری نظرمین سات مردہ ہو گئے جنکا نور ہفت لاجورد ملک بانا تھا اور وہ نور بھی ایسا جسکے سامنے نور دکانا خواہ دن خواہ آفتاب کا گاد اور پیرہ تھا اور خوب سختی سے پائون جائے ہوئے ہیں اس کیفیت کو دیکھ کر میران ہو گیا کہ ای پروردگار یہ تیری کسی صنعت ہو اور یہ معاملہ ایسا کیوں ہوا میں او آگے بڑھ گیا اس قصد سے کہ اچھی طرح دیکھوں یہ حالت کیا ہو کہ میرے خواہ جگر میں ہیں اور سر گردش میں

پھر معلوم ہونا ان ساتون مرد کا ہفت دخت

قولہ باز ہر یک مرد شد شکل درخت چترم از سبزی ایشان نیکیست + ز انہی برگ پیدائست شاخ ہر برگ کہ گشت از میوہ فراخ ہر درختی شاخ بر سدرہ دروہ و سدرہ چہ بود از فلا بیرون شدہ و بیخ ہر یکے قند و قمر زمین + زیر تر از گاد و ماہی بقیقین بیخ شان از شاخ دندان روی تیر عقل ازان اشکال ہا پرور بہ میوہ کہ بر شاخ فیدی عیان ہر چو آب از میوہ تہی نور آن + معنی پیرہ ہر مرد ایک ایک درخت ہو گیا اور ایسا سبب جسکی سبزی سے آگہ نیکیست ہوتی تھی اس نورانی جیسے کہ سبزی مویہ نور بصر کی ہر چوون کا ایسا انوہ کہ شاخیں چھپی ہوئیں اور میوہ کی یہ کثرت کہ پتے بھی کمی ہوئے ہر درخت کی شاخ سدرہ سے لگی ہوئی اور سدرہ کیا ہو سارے علاقے باہر لگی ہوئی اور علاقہ کی حد نہیں جڑ ہر ایک کی قعر زمین میں گھسی ہوئی کہ گاد و ماہی سے بھی زیادہ نیچے بقیقین جڑیں آگے شاخ زمین سے زیادہ تر دندان روا و تر و تازہ سبز و لطیف جسکی شکل سے عقل لوٹ پوٹ ہوتی تھی جو میوہ کہ ظاہر اشکاف تہ ترقیہ تھا مثل پانی کے اس میوہ سے نور جھلکتا تھا الخلاف شرح بحر العلوم میں ز انہی کو زان بھی لکھا ہو

یوشیدہ ہونا ان درختوں کا حکیم خلق سے

قولہ لایں عجب ترکیب ایشان میگذاشت + صد ہزاران خلق ز نور و زار دوی سایہ جان میباختند از کلمی سا با جان میباختند سایہ آنرا نمیدیدند پیچ و صد تھوہرہ کہ ای پیچ پیچ و ختم کردہ قمر حق برودہ با کہ زمین ماہ را بنید نہا + نورہ را بنید و نور شیدنی و لیک از دھن و کرم نو میدنی + کاروانہا بیوا دین ہوئے بہشت میرز و چہ سحرست ایضا + سبب پوشیدہ بھی چہند خلق و در ہم اتفاقہ ریفا خشک خلق کہ نہ تر برگ و شکوفہ آن نصد + مید مر یا لیتہ قوی طریق + باگاہی آید ز سوی ہر درخت + ہوگا آب و خلق شوش

پانچویں آدمی غیرت پر شجر چیم شان بستم کلا لا وزیر ہو کر کسی میگفت شان کا می شود ویدتا ازین اشجار  
 مستعد شود۔ جملہ میگفتند کہ کاین مسکین مست + از قضاء اللہ دیوانہ شدست ہنرا میں مسکین نے سودا می در  
 وزیر پانچ گشت فاسد چون پیاز و ادویہ سی ماند یارب حال صیت وفاق را این پر وہ اضلال حیت +  
 خلق گوناگون با صد رمی و فضل + یک قدم این ہوئی آرند نقل + عاقلان و دیر کان شان از نفاق بکشتہ  
 منکر و پندین باغی و عاق + یا منم دیوانہ و غیرہ شدہ + و دیو بر من غالب و چہرہ شدہ چشم میا لم سبر لوط کہ من +  
 خواب می بینم خیال اندر زمین + خواب چہ بود بر زخاں میروم پیوہ ہا شان میجوہم چون نگر و م + لکھی اور پست  
 تعجب کا تمام ہو کہ لاکھوں مخلوق اودھر صرا و دشت سے آتی جاتی گذرتی ہر آن درختوں کے پاس چو  
 اور سایہ کی آرزو میں عاب جانے کی نوبت پہنچتی ہو کس و غیرہ کے سائبان بناتے ہیں مگر انکا سایہ  
 کوئی نہیں دیکھتا ہر دوسرا مصرعہ مولانا رحم کا قول ہو کہ اسی آنکھوں حج بیچ پیکڑوں تنہا اور تنہا کہ ہو  
 اللہ تعالیٰ کے قہر نے انکی آنکھوں پر قہر کر دی تا ماہ کو ندیکھے سہا کو دیکھے کہ ماہ کے مقابل کیسا ناہیز  
 بے نور ہو اور ذرہ کو دیکھے خوشید کو ندیکھے لیکن اس کے لطف و کرم سے فویدہ نہیں جو قافلے کو بیوہ  
 ہیں اس کے لیے یہ سوے ہیں کہ پکے پکے کرتے ہیں یہ کیسا سحر ہوا ایذا کہ سب پوشیدہ تو اس کے مخلوق بنیتے  
 ہیں اور ایسے انکی ٹوٹ میں پڑے ہیں کہ ٹوٹ کی محنت سے ان کے خلق شک ہو رہی ہیں ہر برگ و شگوفہ  
 انکی ڈالیوں کا کتا ہو کہ کاش ہماری قوم کو ہمارے حال سے آگاہی ہوتی اور ہماری طرف جمع کرتی  
 اور ہر درخت کی طرف سے آواز آتی ہو کہ اسی خلق شو بہجت ہماری طرف کیوں نہیں آتی ایک سوچہ  
 کہ وہ درخت بھارتے اور آگاہ کرتے ہیں اور کوئی اودھر نہیں جاتا غیرت درختوں پر آواز کر کے کہتی ہو  
 کہ میں نے انکی آنکھیں بند کر دیں ہیں تم ان کے بلانے سے باز آؤ یہ سچ نہیں رہینگے اگر ایسے لوگوں سے  
 جو ان درختوں سے بھاگتے ہیں کوئی کہتا کہ اودھر کو چلو تا ان درختوں سے سعادت حاصل کرو تب سب  
 ہی کہیں کہ یہ غریبست قضا و القی سے دیوانہ ہو گیا ہو دیوانگی میں بکنا ہو اسکو بڑا لبا سودا ہوا ہو  
 جسے سب سے اونیز شدت ریاضت سے مغز اسکا بالکل خراب ہو کے پیار کی طرح پوست ہی پوست ہو گیا  
 بس یہ تو اسکو دیوانہ بناتے ہیں اور وہ متعجب ہو کے کہتا ہو کہ اسی یہ حال کیا ہو اور مخلوق پر یہ پودہ گرا ہی کا  
 کیوں پڑا ہر طرح طرح کی مخلوق پر جکی سیکڑوں راسے اور سیکڑوں عقلیں اور ایک قدم اور طرف سے  
 س طرف نہیں بدلتے جو قائل ہیں اور دیرک ہیں انہیں وہ بھی تو نفاق کے مارے منکر ہو گئے  
 اور ایسے باغی اور گمراہ ہو گئے کہ ہرگز غور نہیں کرتے یا میں ہی ان کے کہنے کے موافق دینی پادشا  
 حیران ہو گیا ہوں مجھی پر شیطان غالب و چہرہ ہو گیا ہو میں تو خوب لکھیں مل ملکے دیکھتا ہوں ہر دم

عین جاننا کہ زمانہ میں جو خیال خواب ہوتے ہیں وہ دیکھتا ہوں یا کیا ہو چکر فرماتے ہیں کہ خواب کیسی  
 ہوتی ہے بہت تندرستوں پر چڑھا ہوا ہوں اور میوے کھاتا ہوں پھر اٹھا کر دیدہ اور تھکے سے ہوں قولہ  
 باز چون ہی بنگم در منکران کہ جس گیرند ازین بستان کران، با کمان متیان و انتقار، زار و روتی میوزہ چاسپان  
 اشتیاق و محبت ایک برگ درخت، نیز خندان مینوایان آہ سخت دور ہریت زین درخت درین شمار، این  
 خلایق صد ہزار اندر ہزار، باز میگیم عجب بن خودم، دست بر شاخ خیالی در دوم، بان جوان استیاس الرسل  
 ای عورتا بطنوا انہم قد کذبو، این قہرات خوان تجفیف کذب، این بود کہ خویش میند چہ اور گمان افتاد بہان  
 انبیاء و اتفاق منکری اشتیاق، جادہ ہم ہد ہلک نصر، ترک شان گو بردخت جان برآ، میوزہ وہ بہان  
 کشم و زیت، ہر دم و ہر خط سحر آموزیت، خلق گویان ای عجب این بانگ صیت، چونکہ صحر اور درخت  
 و بریتیت یکج گشت از دم سودایان، کہ ترویک شہا ہفت، و خوان چشم میا کہ انجا باغ نیست، یا بیابان  
 یا شکل ہست، ای عجب چندین دراز این ماجرا، چون بود میوہ و ہنر و خطا بن ہیگویم چو ایشان  
 ای عجب، اینچنین مہری چار و صنع رب، زین نماز عہد محمد و عجب، و تعجب نیز مادہ بولسب زین عجب  
 تا آن عجب و رقیت زرت، تا چہ خواہد کہ سلطان شگرف، ای و فوفی تیز و ترہین خوش، چہ گوی  
 چند چون قسط گوش، المعنی بتنے پھر چو دیکھتا ہوں منکرون کہ جو اس بستان سے کتارہ کش ہیں تو  
 ایسا پاتا ہوں کہ کمال حاجت مند اور نہایت ہی محتاج تر از رہا کہ مرے جان دینے والے ہیں کہ اس  
 درخت کے اشتیاق و حرص میں سخت آہیں مار رہے ہیں کہ ایک برگ ہی بکو لیا، اور خجوں نے کہا  
 درخت اور اس میوہ سے ہریت کی ہر ہزاروں لاکھ ہیں پھر کتا ہوں میں عجب سیوہوں ایک خیال کی  
 شاخ پکڑے ہوئے تیر وار تو آید استیاس الرسل قد کذبوا کذب تو پڑو چنانچہ پوری آیت یہی حسی از  
 استیاس الرسل فظنوا انہم قد کذبوا پرانہا کہ مایوس ہوئے رسول اور گمان کیا آنھوں نے کہ ایک  
 ہم مکذب ہوئے پھر شکایت کیا ہو اگر لاکھوں ہزار اس درخت اور اس میوہ سے بھاگے انبیاء  
 رسل پر کیا کیا گزرا ہو جیسا کہ آیت سے مترشح ہو اور اس آیت میں کذبوا کو تجفیف پڑو نہ بتشہید کہ ہیں  
 کچھ حجاب نہیں ہر صاف سخن ہیں تکذیب کیے گئے وہ مگر جو محبت ہو وہ بھی قرات تجفیف ذال ہو اور عجب  
 جان انبیاء کی کہ گمان میں چڑ گئی اتفاق منکری اشتیاق سے کہ بالاتفاق سب ہمارے منکر ہو جائینگے  
 پھر بعد اس تشکک انبیاء میں انبیاء جیسا کہ اختلاف کذبوا میں ہو جاو ہم نصرنا یعنی فی نصرت ہمارے  
 نازل ہوا تو اٹھا کر کہ اور درخت جان پر چڑھا اسلئے کہ اس سے میوہ وہ کھاتا ہو جسکی قسمت میں ہو  
 اور جان ہر دم ہر خط سحر آموزی ہو جیسے مخلوق کہ رہی ہو جبکہ صحرا میں پھل ہو نہ درخت ہو تو آواز



کیا ہو اب میں کہتا ہوں ان سودا گروں سے کہوں میں تو خود دیوانہ ہو گیا جو کہتے ہیں کہ کھارے  
 نزدیک جو باغ ہو وہ کہاں ہے ہم تو آنکھیں ملنے دیکھتے ہیں کوئی باغ نہیں معلوم ہوتا یا تو سیاہان  
 یا سخت مشکل اور لیکن مجھ کو تعجب آتا ہے کہ ایسا طویل ماجرہ بیہودہ اور بے عمل و خطا کیسے  
 ہو جائیگا اگر انکی طرح میں بھی کہتا ہوں کہ ایسی مہر کیوں منع الہی نے لگائی جو کیونہ سوچھے ان  
 جھگڑوں سے آنحضرت آپ کو تعجب میں تھے اور بولے کہ حضرت اس سب سے کہ بولے بے ہمت  
 وغیرہ دیکھتا ہوں اور نہیں جانتا اور بولے اس گمان پر میں کہ یہ سب جادو و جادو ہر پھر کیسے جادو پر  
 نازان میں جب چشم بندی منکر و کیوں سٹے تھی لیکن حضرت کے تعجب اور بولے کہ تعجب میں چراگرا  
 فرق ہے کہ آپ کا تعجب صحیح موافق دید کے اور اس کا تعجب غلط بوقت نماز سے تھا تو اب دیکھیے سلطان  
 دانا و شکر ت اس کے ساتھ کیا کریگا اب فرماتے ہیں کہ وقوفی تو بڑا تیز و ہوشیار و خوش ہوتا تو کہاں تک  
 کیگا سنتا ہی کون ہو گا نہ کہ تو قوطی و اختلاف شرح بحر العلوم میں زار و روی کو زار و روی نیم درہ کو  
 یم غورہ اور اسیناسا لکھل کے ساتھ لگا دیا ہو اور پوچھ کو سیدہ کھا ہو

ایک درخت ہو جانا ان ساتوں درختوں کا اسکی نظر میں

قولہ گفت اندم پیشتر من یکجہنت و بارشدا کن ہفت جہدیک درخت و ہفت میشد فرد میشد ہر دے  
 من چنان میگشتم از حیرت می بعد از ان دیدم درختان در نماز صدف کشیدہ چون جماعت کردہ سازد  
 یک درخت از پیش ما نذاہم و دیگران اندر پس اور قیام و آن قیام و آن رکوع و آن سجود ہا درختان  
 بس شکستہ می نمود و یاد کردم قول حق را آنرا ان و گفت و النجم الشہر السجدان و این درختان از نماز  
 فی میان و این چہ ترتیب نماز است آنہاں و اما لہام خدا کا می با فرزند می محب داری ز کار ما ننوز  
 المعنی یعنی پھر وقوفی نے کہا کہ امی یکجہنت میں جب اور آگے گیا پھر وہ ساتوں جملہ ایک درخت ہو گئے  
 اور یہی حال تھا کہ دم بھر میں سات ہو جاتے تھے اور دم بھر میں ایک میں انکو دیکھ کے کسایت میں  
 ہو ہو جاتا تھا من بعد میں نے ان درختوں کو نماز میں دیکھا کہ جماعت کی طرح صدف کشیدہ اچھی راستی  
 درستی سے کھڑے ہیں اور ایک ان کے سامنے مثل امام کے ہو اور قیام میں ان کے پیچھے ہیں پس وہ  
 قیام اور وہ رکوع و سجود ان درختوں سے مجھ کو نہایت ہی عجب معلوم ہوا میں نے اسوقت قول  
 اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کہ وہ جو قرآن شریف میں فرماتا ہے و النجم و الشہر السجدان درخت بے تنہ والے جیسے  
 کہ دو غیرہ اور تنہ والے سب انکو سجدہ کرتے ہیں وہ یہی بات ہو لہذا مجھ کو تعجب نہ رہا اب خیال کرتا تھا  
 کہ ان درختوں کے نذرانہ میں نہ کمرہ پھر جیسی چاہیے وہی ترتیب نماز کی کیسی ہر اسمین خدا کی

طرف سے الگام ہوا کہ باو سمع نور و فرغ حاصل ہو جانے کے تو ابھی تک ہمارے کاموں میں تعجب ہی کیے جا رہے

### پھر سات آدمی ہو جانا آل ساتون درخت کا

قولہ بعد دیرے گشت آٹھ ہفت مرد و چار و قد پے یزدان فرد و چشم میاں کہ ان ہفت ارسلان +  
 ہا کیا تہ و چہ و از دہان چون بزدکی رسید من دریاہ و کردم ایشان را سلام و از انجاہ + قوم  
 گفتند جواب آن سلام + اسی وقوفی مغر و تاج کر ام گفتہ آفر چون مرادشاختند پیش ازین بر من نظر  
 نہ افتند از من بہ ہستند رہو و یکہ گر را بگریہ نماز فرد و پانچم وادند کامی جان عنبریزہ چون  
 پوشیدہ ست آٹھ بر تونیز ہر ولی کو در تیرہ پانچہست + فی شو پوشیدہ و از پ و رہست گفتہ از سوے  
 قحاطق بنگھنیزہ چون ز اسم و معرفت رسمی واقفیدہ گفت اگر اسمی شو عیب ادولی دآن دستغراق  
 وان نزجالی بمعنی ارسلان شیر پیر کہتے ہیں کہ کچھ دیر بعد وہ پھر سات مرد ہو گئے اور سب قعدہ میں  
 یزدان پاک فرد کے تھے اب میں انھیں ملنے دیکھتا ہوں کہ وہ ساتون شیر کون ہیں اور جان سے  
 کیا صفت در تیرہ رکھتے ہیں آیا ولی ہیں تطب ہیں کون ہیں جب میں راہ سے کتراکے اُنکے نزدیک  
 پہونچا تو میں نے بقتضاے انتباہ کہ قعدہ لار کا ختم کر چکے ہیں اُنکو سلام کیا انھوں نے جواب  
 سلام کا دیکر کہا کہ علیک السلام اسی وقوفی مغر و تاج کر ام میں نے اپنے دل میں کہا آفر کیا جو  
 کیسے انھوں نے مجھ کو سپان لیا قبل اس سے تو مجھ کو دیکھا بھی نہیں ہوگا فوراً یہ میرے بھیدہ دل سے  
 واقف ہو گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے لفظ فرد و داندہ ہو پھر مجھ کو جواب دیا کہ ایمان عزیز  
 جیسے تجھ پر ورن کا حال و اسم و رسم چھپا نہیں ہوا یہی ہے ہر سچی چھپا نہیں ہو سکتا ہوں جو ولی مقام  
 حیرت میں خدا کے ساتھ ہو اس سے راز و معادھر کا چھپا نہیں رہتا میں نے کہا تم حقائق کی طرف  
 شگفتہ ہو یعنی حقائق اشیاء سے واقف ہو جب تو نام اور معرفت رسمی نام سے جسے وہ نام مرکب  
 ہوا ہو واقف ہوا وہ پیر نام جان لیا کہا میں حقائق کے علاوہ ولی سے کوئی اسم پوشیدہ نہیں  
 ہو سکتا البتہ حالت استغراق میں نہ جالی سے قولہ بعد از ان گفتند مارا آرد و ست + افتد اکرون  
 بتوا ہی پاک دوست + غم آرمی الیک یک ساحت کہ من + مشکلاتی وارم از دور زمین و تا شود آن مل  
 بصحبہ تہا ہی پاک کہ بصحبہ رویدانباری از خاک + واندہ پرنغز از خاک و درم + خلوتی صبح بتی کرد از کرۃ  
 خوشین در خاک کلی محو کرد کہ ماندش رنگ و بوی سرخ و زرد از پس کن مختل بعض او ناندہ بر کشادہ  
 بسط شد مرکب باندہ پیش اصل نویش چون بخوبی شد رفت صورت جلوہ معنیش شد سرچین کرد  
 ہیں فرمان تربت + لفظ دل زان سرچین کردن بجاست + ساعته با آن گروہ مجتبے +

چون مراقب شتم از خود جدا و جدا ران ساعت دست راست جان بزا که ساعت پیر کرد و جوان  
جلد تکیوینا ساعت خاستست دست از تکیون که از ساعت برست چون از ساعت سستی بیرون شوی  
چون نماز محرم بیچون شوی ساعت از میان می آید و زانکه آنسو بر تیر راه نیست و هر نفر را  
بر طویل خاص و بسته اند از جهان جستجو منتصب بر هر طویل را یعنی و جز بدستوری نیاید در فتنی و از هوش  
او یک طویل گیرود و در طویل دیگری اندر شود و در زمان آخر میان چست و خوش دگر و افشار او گیرود  
کش حافظان را اگر نه بینی اسی عیار را متقیارت را برین بے اختیار اختیار می میکنی و دست و پا بهر کشا  
بستت چرایی چاروی و انکار حافظ برده نام تمیدان نفسش کرده این سخن پایان ندارد و تیز زود  
بین نماز آمد و قوفی پیش مشو و آهنی بجا گفتگو و کوبه کے سبب و قوفی سے کہا کہ او دوست پاک ہو کر دوسو کو  
جبری اقدار کن ایسی کہ حدیث شریف ہوں علی خلع لقی کا ماضی خلق نبی بنے نماز پڑھی پیچھے حتی کے جو  
ترسندہ او پر بزرگوار کے معنی میں آیا ہو گویا نماز پڑھتی اُسے پیچھے نبی کے تین رنے قبول کر کے کہا اُسے  
لیکن ایک ساعت کی مدت ہو کہ میں جو شکلیں اس دور زمانہ سے رکھتا ہوں وہ اس صحت پاک میں  
آسان و حل کر لون ایسے کہ صحبت پاک بڑی چیز ہو کہ صحبت کی برکت سے کیسا بار خاک سے پیدا  
ہوتے ہیں مثلاً تخم کا دانہ پر مغز بھر اہو اس خاک افسردہ میں ڈالا جاتا ہو یہ اپنے کرم سٹاپا خلوتی و جنتی  
کر لیتی ہو آروا نہ بھی اسپین پڑ کے ایسا اُس سے آئینہ ہوتا ہو کہ آپکو بالکل محو کر دیتا ہو وہ اسکا  
رنگ رہتا ہو کہ سرخ تھا یا زرد وہ بوجب واد آپکو ایسا محو کر دیتا ہو تو اس فیض سے جو خاک کے اندر  
تھا چھوٹ جاتا ہو قبض نہیں رہتا اب آپکو بسط و کشاد حاصل ہوا اور اسی بسط و کشاد میں اسکا قدم بجا  
پھر طہا ہو جیسے اسکو ترقیان جم کے خاک سے نکل آنے کے بعد ہوتی ہیں اور کیسے انبار و فائز اس سے  
حاصل ہوتے ہیں ایسے ہی جسے اپنی اہل کے سامنے آپ کو کھومیت دیا اُس سے صورت نکلی اور جلوہ  
معنی کا اسکو ہو گیا اب لے یہ نکلے سر سے اشارہ قبول کا کیا اور کہا آگاہ ہوا سو وقت حکم تیر سے  
واسطے ہو جو تو کہیگا اسکو مانگیں اور عجب وہ اشارہ سر کا تھا جسکے کرتے ہی گرمی میرے دل کی بے انتہا  
بمگر کی ساعت بھر اُس گروہ بر گزیدہ کے ساتھ جو میں مراقب اور آپ سے جدا ہوا جیسا حضرت نظامی نے  
لیفیت مراقبہ میں کہا ہو شعر تن نویش در گوشہ بگذاشتہ دلیحی جان تو بے بداشتہ فدا بجز مراقب  
ہونے کے اسی ساعت قید ساعت سے چھوٹ گیا اور نور مطلق و سیرجین میں داخل ہوا اسکا واسطے کہ  
قید ساعت کی جوان کو موڑھا کرتی ہو یعنی جب تک قید ساعت و چون و چگون سے مطلق و جیتید  
نہوگا بیچون و بیچون تک ہر گز رسائی نہ پاے گا ساری رنگارنگیاں ساعت و وقت کی کو کہیگی کہ

تو بیا کچھ بھی کچھ اسی سے پیدا ہوئی ہیں اور یہ سیرنگی و بیچونی کے مندر خلافت پس جو ساعت سے چھوڑا وہ  
 رنگارنگی سے چھٹنگا یہ ساعت وہ چیز ہو کہ اگر ساعت بھر کو بھی تو اس سے الگ ہو جائے تو چون چاچان  
 جو توجہ میں لگی ہوئی ہو سب جاتی رہے عمر بچپن کا ہو جائے ساعت و بیساعتی کے لطیف و خوبی سے  
 آگاہ نہیں اور کیسے ہو کہ اسکو توجہ کے اس پار راہ داخل ہی نہیں ملا جو کچھ کیسے جانے توجہ حیرت محوہ  
 جو معرفت ہو اور کیسے راہ تھی کہ اس جہان تجوین ہر شخص کو طویل و مختصر پر پانہ ہا ہو کہ وہ اسی کے مطابق  
 اس کا جو نیدہ ہو تا ہی اور طویل یعنی ایسے نہیں بلکہ ہر ایک پر ایک چاک سوار و محافظ متعین کہ کوئی  
 راض اپنے طویل کو دھچکوں نے پائے راض راض سے ہر چھوڑ دینا ترک کرنا اگر مہوس سے کوئی ایک  
 طویل سے نکل کے دوسرے طویل میں گھسا ہو فوراً محافظ تھان کے حسنی و چاچی سے بخوشی اٹکی تھی  
 یکے نے ہن اور دوسرے طویل پر جانے نہیں دیتے پس اگر تو محافظوں کو عیاری نہیں دیکھتا تو اپنے  
 اختیار کو دیکھ کیسا تو بے اختیار ہو گیا کہ قرآن مجید میں ہر اکمل نفس لہا علیہا حافظہ بیشک ہر نفس رضو  
 ایک حافظہ ہو کہ وہ ملائکہ ہیں ظاہر تو ایک امر اختیار کرنا ہو اور دست و پا اس میں کھولنا ہو کچھ کیسے آسکو  
 کر نہیں لیتا کس سب سے اور کس واسطے اس میں جس و بس ہو کے رہتا ہو لیکن تو بالکل انکار حفاظ  
 میں جھکا ہو اہی اور اس کا نام رکھا ہو تہذیبات نفس کہ میں اپنے نفس کی تہذیب کرتا ہوں الخلاف  
 شرح بحر العلوم میں، ویدا نگوی لکھا ہو میں اسکو انباری جانتا ہوں ایسے کہ اشعار لا حلف اسکے  
 مناسب انبار کے ہیں نہ مناسب لگو کے کلی کو کلی اور نجاست کو نجاست رست کو رست لکھا ہو شریعت پر گز

### اس کے جانا و قونی کا واسطے امامت اس قوم کے

قول کہ اسی پیمانہ میں دو گانہ بر گزرتا مفرین کرواؤ تو روزگار دای امام چشم پوشش اصداء چشم روشن بایہ  
 اندر پیشوا در شرفیت ہست کردہ اسی کیا دور امامت پیش کردن کو راہ اگر یہ حافظ باشد اوست و  
 فضیلت چشم روشن اگر باشد سفید و کور را پر نیز نبود اقدار چشم باشد اصل پر نیز و حذر و اولیاد را  
 نہ بیند و رعب و دانکہ اندر فعل و قولش نیت نور و کو بظاہر در نجاست ظاہرست و کور باطن در نجاست  
 رست و این نجاست ظاہر از آبی رود و این نجاست باطن افزون میشود جز باب چشم نقوشانستن  
 آن و چون نجاست جو اطن شد عیان و چون نجاست اندست کا قرا خدا و آن نجاست نیت  
 اور ظاہر و اظہار کا قلمبوش نیت زین و آن نجاست ہست در اطلاق این و این نجاست بوش  
 ادوی بہت کام و ان نجاست بوش از دیر تا بشام و بلکہ بوش آسمان ہر روز و ہر دماغ حورو  
 از عنوان بر شود و اینچہ میگویم بقدر فہم ست و ہر دم اندر مسرت فہم درست و فہم آہست و وجود و تن سہو

چون سبب شکست دین و کباب و دایین سوراخ پنج سوراخ ست طرف د اندرونی آب اند خود نہ ہر نہ د امر غصہ و غصہ  
 ابصار کم د ہم شنیدی رہت منداوی قدم د اند و ملت فطرت قیمت دابر د گوش چون رنگت غمت را خورد  
 ہچنین سوراخ خاص و گرت دیکشا یاد آب غم نہمت (معنی سبب) و قوفی سے کہا اسی گمانہ خبر ہوا اور  
 دو گنا دوا اگر قویتری برکت سے ہمارا وقت فرین اور منور ہوا و اما چشم روشن کے اوصلا کہ یعنی احسان  
 اکرام کی آواز کہ تو چشم روشن ہوا و چشم روشن ہی کا پیشوا ہونا چاہیے دیکھ تو امر کیا شریعت میں بہت  
 اندھے کی نکر وہ ہوا اور اسکا امام کرنا رو نہیں چاہے کیسا ہی جت طاقت ہوا دیکھ ہی فقہ ہو گا  
 بہتر چشم روشن ہو وہ کتنا ہی سفید ہوا سیلے کہ کور کی طاہرات مقبرہ نہیں اسکو قافور رات سے پرہیز نہیں ہوتا  
 کیونکہ اصل پرہیز و حذر کی آنکھ کو رہا پنے چلنے پھرنے میں نجاست سے بچ نہیں سکتا کہ دیکھتا ہی نہیں کہ  
 اس کے قول و فعل میں نور نہیں جو ظاہر کا اندھا ہر وہ نجاست ظاہر میں ہوا اور جو باطن کا اندھا تو وہ قہری  
 نجاستوں سے آلودہ ہر یہ نجاست ظاہر تو پانی کے دھونے سے جاتی رہتی ہوا اور نجاست باطن کی  
 روز بروز بڑھتی ہوا اسکو سوا آب چشم کے کوئی وجہ نہیں سکتا جو وقت یہ اپنے اوپر عیان و برہا ہو جائے  
 خدا سے تعالیٰ نے جو کافر کو بخش کما ہر جیسے انا اللہ کون بخش بیشا لشکر لوگ بخش میں تو یہ نجاست بظاہر  
 احسین نہیں ہر ظاہر کافر کا آلودہ اس سے نہیں ہو بلکہ وہ نجاست اخلاق دین کی اس میں ہر اس نجاست  
 کی جو تو حد درجہ میں ہی قدم جاتی ہوا اور وہ نجاست جو کفر کی ہو اسکی جو تم سے شائبہ تک بھیلی ہوئی ہو اور  
 رت و شام ہر کسا آسمانوں پر جاتی ہو اور جو عنوان کے دماغ میں بھرتی ہو جاتے ہیں بائیں تو کچھ  
 اور ہی ہیں مگر میں تیرے فہم کے اندازہ موافق کہتا ہوں اور اسی حسرت میں مرقا ہوں کہ کوئی فہم درست  
 نہیں ملتا جس سے دل کھول کے کہوں ہم ایسا ہی جیسے آب و آدمی کا تن و وجود مثل سب کے جو آب  
 فہم کی جگہ ہو لیکن جب گھر اثبات نہیں شکستہ ہو تو پانی کیسے ٹھہرے بکھر ہی جائیگا پھر فہم کہاں آویں گشتہ  
 ہونا اسکا یہ کہ اس میں پانچ سوراخ گہرے گہرے نہیں نہ پانی رہے نہ ہون رہ سکے یہ امر جو غصہ و غصہ ابصار کم  
 ہو تو قرآن شریف سے اقتباس ہو اور قرآن شریف میں یون یوقیل المؤمنین انہ یصلوا من ابصار ہم یبصر کہ انہ  
 محمد ایمان والوں کو بد کریں اپنی بینائیوں کو نادیرشی سے یہ نازل ہوا اور تم نے سن لیا لیکن قدم اپنا  
 سنبھال کے نہ رکھا کوئی تاویذی سے آنکھ ڈاکی شہ کے سوراخ کا یہ حال کہ تیری فطرت تیری فہم کو گھبرا  
 رہی ہو مفرخات اور نوازش کہنے سے اور کان کے سوراخ مثل ٹنگ کے یہ جانہ کہ کھانے پانے  
 ہیں ایسے ہی او سوراخ کہ جب قدر تیرے فہم کا آب جمع ہو سب کو یہ جو اس ہی ہمارے ہیں انھیں بہنے  
 ہر طرف سے اسکی نہ کھولنی ہو انخلا مت شرح میں اردو کو اردو لکھا ہو قول کہ اردو یا آب ہر طرف

بیوض آن بجز اہل مومن کنی و بیکشت ارد بگویم چال را بہ داخل عواض او ابدال اندکان عووضاوان بدایا  
 بجز اہل اولیٰ بکشد بعد از چہا صد ہزار ان جانور و بیچر نہد ابرہم ابرو نش می بر نہد باز دریا آن غنہ  
 میکشد از گیہا و انہا صاحب رشد و قصہ ہا آغاز کردیم از شاب و ماندہ فی مخلص و رون این کتاب  
 ای ضیاء الحق مسام الدین راود کہ فلک و ارکان چو توشاہی نزادہ تو بنا در آمدی در جان و دل دای  
 دل و جان از قدم تو خجل و چند کردیم منج قوم ہستی و قسب من از انہا تو بودی ز اقتضا و خانہ خود را شناسد  
 خود عاقل تو بنام ہر کہ خواہی کن شاہر کسان منج از ہر فعل و حق نہاد دست این حکایات و مثل مگر چہ آن منج  
 از تو ہم آہ خجل و یک بپڑی و خدا جہد افضل حق بکیر و کسور و اور و عاف و کر و ویدہ کور و قطرہ کفایت مرغ و  
 نامی و انہا آن اسہام را کہ ستودیم خجل این خوش نام را ہتا ہر و آہ حسودان کم و در و ہتا خیلش را ہدندان  
 لم کرد و خود غیاثش اکیا یا حسود و در و شاق و شوش و طوطی کی غنودہ آن خیال او بود از احتیال و ہنوی  
 ابروی ویت آن لی ہلال ہلشی مخلص بہضم دفع لاخضاصہ کردہ شدہ و خالص کردہ شدہ ہنوی گذشتہ  
 جیز و دانہ گذشتہ اقتضا اتقا خدا کرنا بتائید صد فرماتے ہیں کہ ہنوی جو کہما ہنوی فہم کب ہو اور وجود اسکا جو  
 پھر غور تو کر سہو کی ہل کیا ہو جب دریا کا یہ حال کہ اگر تو پانی او کا کمال دے اور عووض اسکا دے تو  
 دریا بھی سو کو کے شکل و جوا بیکساویسے ہی حال آب فہم کا سمجھ لے کیا کروں ہوقت ہو ورنہ تجھ سے حال بیان  
 کرتا آن داخل کا جہان سے آمد عووض و بدون کی ہوتی ہی مینے بعد فرعون کے آب دریا کا پھر عووض بدل  
 ان فرعون کا کمان سے پانا ہو جس سے لاکھوں تو جوا نور پیتے ہیں اور سواے جانوروں کے کبھی اس کے  
 خارج سے لے بھاگتے ہیں لینے بنارات سے پھر وہ دریا عووض اٹھاتا ہو تو کمان سے اٹھاتا ہو لیکن اسکا سوا  
 اصحاب رشد کے کون جائے آب دوسری بات ہو تہذیب و کرامت کی فیض ہنوی جلدی کر کے قصے شروع کر دیے  
 اس سبب سے دل اس کتاب کا بے مخلص گیا یعنی فلاح اور فاصلہ ہاتھوں سے خالی کہ وہ درج  
 مسام الدین کی ہر چہ چاہیے فرمایا کہ ایضیاء الحق مسام الدین راود ای جوا فرود تو وہ شخص ہو کہ اخلاک نے جوا باہی  
 ملوی کلاستے ہیں اور ارکان یعنی عناصر و بعد نے جسے ساری مخلوق مخلوق ہوئی تجھ یا دشاہ و وزیر  
 کیسے نہ بنا گویا تو اپنی صفت میں معیذ ہر جو تو میرے جان و دل میں سایا ہوا ہو یہ اکیان در بات ہو  
 جان و دل اس قابل کب تھا اس سبب سے دونوں شرمندہ او خجل ہیں ہر چہ میں نے منج قوم گذشتہ  
 لی کی ہو لیکن ان سبب میں میرے قصہ کی خواہش و اقتضا تیری ہی منج کی طرف رہی اسلئے کہ عاؤنا اپنا  
 لہر خوب پہچانتی کہ ہل دل دیت کہ جوئی ہو وہی اکیا گھر ہو پھر چاہے کیسے نام پر کرتے ہو وہ اسی کی ہوگی  
 ہر گز نہت و خواہش ہر سبب جو بیکشت و مثل میں جو توقع تھا نے نہیں چاہا کہ ہر سبب نام و ربط ہر ہو

ایسے لوگوں کے چھپاؤ کے لیے یہ کیا ہو اگرچہ وہ مدح خود بھی تیرے لائق نہوئے کے سبب تجھ سے غفلت نہ  
مگر تو قبول فرما کہ خداے تعالیٰ بھی جہد قتل کو جو معنی سہی اندک کے ہر قبول کر لیتا ہو اگر اس کے نام پر کوئی ایک  
مکر اوٹیا ہو وہ ہلکے بھی قبول کر لیتا ہو اور دینے والے کو معاف رکھتا ہو کہ اس سے یہی ہو کر کا کسوا سے  
اندھے کی اندھی آنکھوں سے وہی قطرے کافی ہیں یہ ہم کہنا میرا سب پر ظاہر ہو حتیٰ کہ مرغ و ماہی  
بھی جانتے ہیں کہ میں نے گول گول تیرے نام خوش کی تعریف کی ہو اتساو سے کہ اگر حاسد اس صفت  
سے واقف ہو جائینگے تو ضرور حسد سے جل چکے آہن مارینگے جس میں چاہتا ہوں کہ تیرے نام خوش ہو  
آہوں کی نہ چلنے پانے اور اس سبب سے کہ اسکے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹنے پائیں غرض اسکے نام و  
خیال پر جو دون کی آہن اور دندان خانی نہونے پائے پھر کہتے ہیں کچھ غم نہیں اسکے خیال کو پاہی  
کب سکتا ہو بھلا موش کے گھر میں طوطی کب سو سکتی ہو اس لیے کہ مسود کے خیال کرو چیلہ کے ہن گواٹکو  
مثل بلال کے روشن جلنے گردہ ہیں ایک موی ابروی کج جھکو ملال جان رہا ہو اختلاف شرح  
بحر العلوم میں پذیر و کو پذیر و اور دو قطرہ کو دو قطرہ لکھا ہو اور معنی جو لکھے ہیں انکی نسبت تو مجھ کو غرض  
نہیں سب کے معنی لکھنا اور ربط و نیا سہل نہیں چلائے غرض ہو جکا کھا مشکل

آگے جانا و قوفی کا واسطے امامت اس قسم کے

قولہ مدح تو گویم برون اپنی ہفت ہر نویں اکون و توفی پیش رفت ہر بتیارات و سلام لہا لیکن مدح جملہ  
انبیا آمد عجیب مدح شاد جلکی آسمندہ کوزہ ہار یک لکن در ریختہ ہر انکہ خود مدح جز یک پیش نیست کیشہ  
زمین روی جز یک کیش نیست ہر انکہ ہر مدحی مؤثر ہو و ہر صورت و اشخاص بتاریت ہو و ہر صاحب جز توفی را کی کنند  
لیک بر پنداشت گمرہ می شوند بچو نوری تافہ بر جاعلی ہا کلا آن انوار را چون رابطی ہا اہم چون سایہ سو  
اصل اندہ ضال مہم گمرہ و زہانتاش بہ اندہ یا پچا ہی عکس باہی و انہود و سر سچ و کرد و کا زامی ستودہ و حقیقت  
مدح ماہ نیست او مگر چہ چہل انہو عکسش کہ در و مدح او مدہ رہت فی آن عکس اکفر شد چون آن غلط شد و چرا  
کو شتھاوت گشت گمرہ آن ولیہ ہا ہا بود آن پنداشت زیر زمین بان خلقان پریشان ویشوند شہوتی  
راندہ پشیمان می شوند ہر انکہ شہوت با خیالی راندہ اندہ و حقیقت و ورترو اندہ اندہ با خیالی میل تو چون  
پر بود تا بدان پر حقیقت بر شتو و چون بر اندی شہوتی تیرت بر حیت و ننگ گشتی وان خیال از تو گزشت  
پر نگدار و چنین شہوت مران ہتا پرمیلت پر و سوی جان خلق پنداشت و شرت میکندہ بر خیالی پر خود  
پر میکندہ و ام و شرح این نکتہ شدم و ملتوہ معسر زمان تن زدم ہا ز گمرہ ز انکہ قصہ شد و راز و وقت  
ننگ و خلق موقوف نازد معنی فرماتے ہیں مدح تیری میں ایسی کہوں جو بیخ حسد و ہفت افلاک سے

باہر ہو لیکن اب تو یہی لکھ کہ وقوفی نماز کے لیے لگے گی امتحانات میں جو السلام علینا وعلیٰ عبادنا الصالحین ہو  
یہ لفظ ایسا کہ جلد انبیاء کی روح اس میں خمیر و لفظ صالحین سب کو شامل ہو آئین سب کی مدح میں آئینہ ہین گویا  
ایک لکھ میں گزے کے گزے لوٹ ویسے ہیں اس لیے کہ جو مدوح ہو وہ خود واحد ایک ہی ہو اور ہی سب سے  
جتنے مذہب ہیں سب میں سوا ایک مذہب کے مذہب نہیں ہو ویسے چاہے کتنے مذہب ہوں اور وہ جہیز ہو  
کہ ہر مدح نور حق کی طرف جاتی ہو اور جو صورت و اشخاص کی مدح کرتے ہیں عبارت ہو اس کی مدح کی کہ اصل مدح ہو  
اس لیے کہ گو مدح کی ہر ایک ہر ایک ہو جو شایان اس مرتبہ اس مدح کا ہو مگر تو اپنے پندار و گمان کی بدولت  
مگر ہی میں پڑا ہو اور جدا جاتا ہو یہ ایسا ہو جیسے کسی دیوار پر انوار ہیں اور دیوار ان انوار کی رابطہ پس جب  
سایہ نے اس نور کو اپنی اصل کی طرف ہانکا جیسے کہ سایہ بچھے نور کے پوتا ہو مثل راندہ اور راندہ کے قویہ گراہ  
راہ گم کر وہ اس کی تعریف و تحسین سے باز رہ گیا ہر چند کہ وہی صورت و شخص ہو جو نور کے وقت میں تھے اور  
نور روح یا ایسا سمجھو کہ ایک چاہ سے عکس ماہ کلنا ہو ہوا اور کسینے سر کنوئین میں جھکا لیا اور تعریف کر رہا  
تو وہ حقیقت روح ماہ کا ہو نہ عکس کا اگرچہ عکس کی جہالت و نادانی عکس کی طرف متوجہ ہو رہی ہو اس کی مدح مدح  
ماہ کی ہو نہ عکس کی اگر اس میں غلطی کی اور مدح عکس ہی کی جانی تو کفر ہو گیا اس لیے کہ وہ اپنی بد نصیبی سے گراہ  
اور اس بات پر دلیر ہو گیا کہ اوپر نہیں دیکھتا نیچے ہی دیکھ رہا ہو کنوئین کے عکس کو مدح اہ کو جو اوپر ہوا ان  
بتوں سے جو ہر قسم مخلوق پر غلو پریشان موتی ہو کہ مندر و زکر کی خواہش اور شہوت رانی ایسی ہوتی ہو  
پھر آخر پشیمانی اور رجسہ کی یہ کہ شہوت رانی انکی خیال سے ہو چکی کچھ اصل نہیں اور جو حقیقت ہو اس سے  
بست ہی بہت دور ہیں خیال کی طرف تو تیری رغبت شل پر کے ہونا چاہیے کہ اس رغبت کے پر نہ  
بلند ہی حقیقت پر چڑھ جائے اور جو تو نے اس خیال کے ساتھ شہوت رانی کی تو کیا گذرا جو کچھ اپنے  
پر تھے وہ بھی کھو دیے تو لنگڑا رہ گیا اور خیال تیرے پاس سے لٹکا ہوا خبردار اپنے پر بچائے رہا اور یہی  
شہوت رانی ت کر تو تیرے میل کے پر تھک و جنت کی طرف لیجا نہیں مخلوق تو گمان کرتے ہیں کہ ہم اس شہوت  
سے عشت کر رہے ہیں اور ہو یہ کہ انکی خیال کے گزشتہ ہو کے پر اپنے فوج رہتے ہیں اب فراتے  
ہیں کہ میں اسکو چھوڑتا ہوں اور اس کی شرح کرنے کے واسطے تیرا قندار ہوں ضرور اگر دیکھا گیا افضل  
مجھ کو ملت دے کہ میں تکی د عشت میں ہوں لکھ ابس کہ کے اس قصہ کی طرف لوٹتا ہوں جو شروع تھا  
اس واسطے کہ قصہ بہت دراز ہو گیا اور وقت تنگ ہو اور قوم نماز کے انتظار میں انخلاف شرح ضال

رہ گم کردہ کو مہ گم کردہ لنگ کو لیک

آقدا کرنا قوم کا وقوفی کے پیچھے



پیش در شد آن وقوفی در نماز بقوم چون طلسمی مایه طراز اقتدا کرد همان شاہان قطار در پی آن مقتدا علی مدار  
چونکہ با کبیر مقرون شدند ہجو قربان از جہان بیرون شدند معنی تکبیر نیست ای اہم بکایند پیش تو اقربان شدیم  
وقت لودج رفتند کبیر سکتی ہمچنین در فوج نفس کشتی گوئی انداکبر و این شوم را دسر برتا وارہ جان از دنیا  
تن جو امیل جان ہجون غلیل کرد جان بکبیر جسہ غلیل بگشت گشتہ تن در شلو تھا و از شد بد ہم اللہ بسل در  
نماز چون قیامت پیش حق ایستادہ دور صاحب دور مناجات آمدہ مدیتا وہ پیش یزدان اشک زید بشال  
راست نیز رستخیز حق ہمیکوید باوردی ملا اندرین مہلت کہ وادوم من تراہ عمر خود را در چہ پایا این بدو  
قوت و قوت در پہ فانی کردہ کہ ہر دیدہ بکا مسودہ ہنچ حسن در کجا پا لودہ بگوش چشم و ہوش کو ہر پاس  
عرش بخرج کردی چہ خریدی تو ز فرش ملک منی اب فراتے ہین کہ تو فانی ناز کے لیے آگے ہوئے پس  
قوم ایسی تھی میسے طلسم ساوہ اور یہ افس طلسم کا طراز آخر کرب و نصبت آن شاہون نے قطار بہ  
مقتدیون کی طرح اس مقتدا ز نامدار کی اقتدا کی جبکہ تکبیرون سے مقرون ہوئے تو ایسا حال ہوا  
قربانیان فوج ہوتی ہین اس جہان سے جنت کو ملی جاتی ہین اب فراتے ہین و امام ہی معنی تکبیر کے ہین  
کہ اے خدا ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے فوج کے وقت تو کیا اللہ اکبر کہتا ہے ایسے ہی نفس کشتی کے  
فوج میں مقتدا کبر کہ اور اس شخص کا سر کاٹ کے اس کے پنج سے اپنی جان کو چھڑا حق تیرا امیل جو جان تیری  
خلیل ہو اس جان نے اگر اس جسم فریب تکبیر کسی ہو اور وہ شہوتوں اور آرزو سے کشتہ ہو چکا ہے تو وہ ہمہ  
سے نماز میں بسمل ہوگا جب قیامت کے دن خدا بقالے کے سامنے صفین باہر مٹی جائیگی اور صاحب  
و منامات میں پڑینگے اور سامنے اس کے کھڑے ہو گئے آنسو بہاتے ہوئے جیسے اور است نیز رستخیز  
کے سواے کچھ دن معذب کے اسوقت اللہ تعالیٰ پوچھ گیا کہ میں نے اتنی مہلت تجھ کو دی تھی تیرے  
لیے کیا لایا تو نے عمر اپنی کس بات میں تمام کی اور قوت و قوت کس کام میں لایا دو گوہر بے ہوا آنکھوں  
کے بنے تجھ کو دیے تھے تو نے انکو کہاں رکھا اور سچ حس کو کہاں صاف دیا لودہ کیا گوش چشم ہو  
کیسے یہ ہارے گوہر عرش کے تھے جو تجھ کو دیے تھے تو نے انکو فوج کر کے فرش خاک سے کیا خرید اقولہ  
دست و پا و دست چون بیل و کلند میں بنشد نہ خود ان کی شدند ہمچنین پیما ہای در دنا کہ صد ہزاران  
آید از ہوان پاک مدور قیام امین گھنٹا دار و جوع و زخالت شد و قوام آد ربوع و قوت استادان زحمت  
نماند در رکوع از شرم قیسے بجا اند باز فرمان میر سردار سردار کوئی راسخ حق پشہ سر ہار داز رکوع  
آن شرمسار باز اندر رفتہ آن ظلم کار باز فرمان آیدش بردار سر از سجود و داد و داد و غیرہ یہ آواز  
و گرہ شرمسار اندر افتد باز در رو ہموار باز گوید سر بر آرو باز گو کہ بخوار ہم جسب او تو موبہ

قوت پائیدار بودش کہ خطابت بیہی بر جان زدش پس فشیند مقدمہ زان بار گران و محضرش گوید  
سخن گو بایان ہفتت و ادم کہ شکر پدید بود و اومت سرمایہ بین بنای سود چون نہ سرمایہ بود اور  
نہ سود شافی باید کہ آرد عذر دود المعنی اللہ تعالیٰ فرمایگا کہ میں نے تجھ کو ہاتھ پائون جو کلند و سیل  
مثل ہیں کہ عبارت آلات جوارح سے ہر چیز اور ہر چیز ہی ہوتے ہوئے ہیں اگر میں نہ تھا تو آپ سے  
وہ کب ہو جاتے غرض ایسے ہی لاکھوں پیغام دردناک یزدان پاک سے آئینگے اور قیام میں یہ بیان  
اس سے رجوع کر سکی یہ انہی ہی نہ امت اٹھا لینگا کہ بار دامت سے دہرا ہو جائیگا کہ وہی رکوع ہی جب بار  
خجالت سے قوت کھڑے ہونے کی نہ ہی تو رکوع میں جھک کے تسبیح خوان ہو اچھو حکم آئیگا سر اٹھا رکوع  
سے اور اللہ تعالیٰ کے سوالات کے جواب کہ پھر یہ شرمسار خاک رکوع سے سر اٹھا کے منہ کے بل گر پڑیگا  
پھر اسکو حکم آئیگا سر اٹھا سجدہ سے اوڑھنے کیے ہوئے سے غبر دے دوسری بار سر اٹھا کے اوٹھ منہ پچو  
سانپ کی طرح پھر منہ کے بل گر پڑا پھر کیگا سر اٹھا اور بتا کہ میں تجھے بال بال کی جستجو کر دینگا اسوقت ہسیت  
حق سے قوت پائون پر کھڑے ہونے کی نہوگی بیاعت اس بار گران ہسیت کے بیٹھیکا حضرت رب العزت  
سے خطاب ہو گا کہ خوب بیان کے ساتھ بات کہہ بنے تجھ کو نعمت دی تو بتا اسکا شکر کہاں ہو بنے تجھ کو سرمایہ  
دیا تو دکھا اسکا سود کہاں ہو تو نے کیا ہو جب نہ سود ہو گا نہ سرمایہ و نہ خون نہ ارد تو لا بد ضرورت کسی  
شافع کی ہو گی کہ وہ فوراً اسکی طرف سے عذر کہے

بیان اشارت سلام کا جو سیدھے ہاتھ کی طرف ہو گا قیامت میں ہسیت محاسب حق تھا  
سے اور انبیاء سے ہمتانت کرنا اور شفاعت چاہنا

قولہ رہت رہت کہ در سلام سوی جانان انبیا و آن کرام یعنی اسی شاہان شفاعت کا میں کہیم  
سخت و کمر اندیش یا اسی کلیم انبیا گویند روز چارہ رفت + چارہ آجا بود دوست افزا رفت مرغی ہنگامی  
ای بد بخت رو + ترک ماگو خون ما اندیشو + روگردانہ بسوی دست چپ + در تبار و خویش گویش کہ نہ  
ہیں جواب خویش کو با کر گارہ ما کہ ایم ایچو اچہ دست از ما بردنی ازین سو فی از ان سو چارہ شد + جان کن  
بیچارہ دل صبارہ شد + از ہمہ نومید گرد و آن دغا + پس بر او ہر دو دست اندر ہوا کہ ہمہ نو گشتیم ایخدا  
اول و آخر توئی بیشمار ہست امید کی غایت درسد + گرد و او این رحمت من مسدود نمازین خوشا شاد تھا  
بین تبارہانی کہین بخوابند یقین بچہ بیرون آراہینہ نمازہ سر من چون مرغ بی تعظیم و سازہ یعنی منبہ الفتح  
سکار و جلا کر و فریب داوون تجھے پھر سیدھے ہاتھ کی طرف سلام میں منہ کرتا ہی طرف از انبیا و کرام کے  
کہا کہ بادشاہ جو میری شفاعت کر دے کہ مجھ کو اسی کلیم اس کیچرے کہ میں اندھا ہوں نجات لے انبیا کیلئے

یہ دن تیسرا چارہ کا نہیں جو وہ دن کیا اور چارہ اور اس کے ہتھیار سب وہیں تھے مجھے دنیا میں وقت  
 و سطر بتواتر ہی بد نصیب بوقت کام غائب تھے غرض کہ کیا ہمارا خون کرایا چاہتا تھا چہرہ پائین  
 ہاتھ کی طرف متوجہ اپنی قوم و کتبہ کی جانب کریگا سب کھینکے کہ اسی مکار جگہ کہ خوار اپنا جواب کہ وہاں سے عرض  
 ہم کو نہ ہین جو تھے کتا ہو پس اور خواجہ سے الگ ہی رہ اب خیال کرو نہ اور اسے کوئی تدبیر نہ تھی  
 نہ اور اسے لہذا جان پہچان رہی اور ول صد پارہ ہوا آخر جب وہ وہاں سے فرمایا تو ہاتھ دعا کے  
 اٹھانے لگا کہ اے خدا میں سب سے نوید ہوا اور اول و آخر تو ہی ہوا اور تجھی پر ہر شے کی منتی مجھ کو امید ہے کہ تیری  
 عنایت پہنچے اور وہ گلے کی رسی سے بچ جائے بس نماز میں اس قسم کے اشارے خوش ہیں پانچ روز کے  
 تو تو جانے کہ بالیقین یہ سب باتیں جو مٹی یہ نماز اسی پر صیغہ انڈا اور یہ اکتھم و سامان اسکا مثل بچ سکتے  
 تو اس اثریہ بچہ کمال اور تعظیم و ساز کے ساتھ بچا لا ورنہ یہ وہی طرح کی طرح سرست مار جیسے وہ چکا تار بہت ہو  
 بانگ دیتا ہو بانگ کو جانت نہیں

### سننا و قونی کا نماز میں شور اہل کشمی کا ڈوبتے وقت

قولہ آن و قونی و رامت کر دسا د اندران ساحل در آمد و نماز و ان جماعت دینی اور قیام د اینت  
 زیبا قوم بگزیدہ امام د ناگماں شمش سوی و زیبا قتا و چون شین از سوی دریا و او و دریاں موج دید او  
 کشتیہ در قضا و در بلا و در شتے ہم شب و ہم ابر و ہم موج عظیم د آن سہ تاریکی و از غرقاب ہم تند باد  
 ہجو عزرائیل خاست د مہجہا آشوبت اندر چپ و راست د اہل کشی از جماعت کا ستہ د نعرہ و واو لیلیا  
 بر خاستہ د دستا در فوج بر سر سوزہ کافرو ملی ہر مجلس شد بد با خدا با صد نعرہ آخراں د محمد با و نذر نام  
 کروہ بجان د سر رہنہ در سجود آغا کہ بیچ دوی شان قبلہ ندیدہ از بیچ بیچ گفت کہ بیچارہ ہست این بادیگی  
 و انزان ویدہ و مان صدندگی د از چہ امید بزیہ تمام د ووشان و فحال د ہم بابا و امام د زاہد و فاسق شد  
 آدم متقی د چو در ہنگام جان کنڈن شقی د بی زبیب شان چارہ بودونی ز رست د میلہا چون مرد ہنگام  
 و عاست د و دعا ایشان و در زارچی آہ د ہر فلک زایشان شدہ در کسپاہ د یو آدم از عداوت تیرین  
 بانگ دوحامی گنگ پر شان لعین د مرگ و حبس کی اہل انکار و نفاق د عاقبت خواہد بد ان اہل نفاق  
 چشم تان تر باشد از بعد خلاص د کہ شویہ از ہر رشوت د یو خاص د یا دمان ناید کہ روزی در خطر دوست  
 تان بگرفت یزدان از قدر د معنی حکم بالفتح در دو بلا و بیچ فرماتے ہیں کہ قونی اس سائل پہناز  
 بین داخل ہوا اور اچھے طور پر امامت میں موافقت کی اور وہ جماعت پیچھے اس کے قیام میں قائم ہوئی  
 بس کیا ہی دھبی قوم جو جماعت میں تھی اور کیا ہی چیدہ پر گزیدہ امام ناگاہ آئے وریا سے جو آواز

ہو اور وہ کی سنی تو اسکی آنکھ دیا پڑ پڑی دیکھا کہ ایک کشتی موج دریا میں تھما ہوا اور خرابی میں ٹری ہوئی ہو  
 آدھی رات اور بادل اور موج عظیم ان تین تواندھیر یوں میں ہو اور غور و فکر بنے کا ہر ایک تہذیب و  
 مثل عزرائیل کے تھی آٹھی جسے موجوں کو اوہڑا دھرے جوشش و شور میں ڈال دیا اہل کشتی ہریت  
 کے مارے سوکھ گئے اور غرے اور دوا دیا کے شور مچائے تو دیکر کہ سر پٹے تھے اور کافروں کے  
 اسوقت میں با اظلاص ہو گئے تھے سیکڑوں عہد اور نذرین اسوقت خدا تعالیٰ کی بڑے عجز و ذاری  
 مابین تھیں شگے سرحدوں میں وہ لوگ پڑے تھے کہ کبھی انھوں نے سبب شیخ پیچ و نیا کے قبل کا  
 سمجھ نہ کیا تھا ویسے تو کہا کرتے کہ اس طاعت و بندگی سے کیا فائدہ ہو اور اسوقت بندگی میں سلاطین  
 و زبکیان دیکھیں تھیں ہر ایک کی امید ایک دوسرے سے منقطع تھی خواہ دوست تھے خواہ خان و  
 خواہ مان باپ کہ اب کوئی دم میں تفرقہ کامل ہو اجاتا ہو وہ ایسا وقت تھا کہ زاہد و فاسق رب متقی و کفر  
 جیسے جان کنڈن کے وقت کشتی سعید بنام پانہا و غرض انکو چپ و رہت کسی طرف سے امید نہ تھی  
 نہ کچھ بن آتا تھا بس معمول ہو کہ جب جیلے نہیں رہتے تو دعا کا وقت ہوتا ہی بنا برین سب و عامین تھے  
 اور طرفیہ کہ اہل کشتی تو دعا و آہ و زاری میں تھے ایسے کہ جلی آہ کا دو سیاہ فلک تک پہنچا شیطا  
 کو کہ اسکو عداوت تو نبی آدم سے ہو ہی کیا بن آئی اور یہ تیز بینی اسنے کی کہ کشتی والوں کو اسنے لگا کر  
 کہ اے لعین سب پرستو اور اہل بحار و نفاق آخر بھی کبھی مرگ جبکا اتفاق پڑ گیا بلکہ کبھی تہذیب و خلاص ہر آفت  
 تیرے من اچھا کہ اس شہوت کے ساتھ جو نذرین ملتے ہو اور عہد کرتے اور توبہ و تہنکار یہ تو غلوں میں ہوتے  
 تو اس کے نزدیک خاص شیطان بنو کے ٹکڑے ہرگز یا دلوں کا کہ کسی دن کسی عمل خطر میں خدا تعالیٰ نے تمھاری  
 ہستگیر کر کے بچو قدر سے بچا لیا ہو غرض اسکی یہ تھی کہ یہ لوگ بے توبہ کے ڈوب جائیں اور خدا سے  
 منحرف ہو جائیں قولہ امین بھی آمند و از دیو لیک + امین سخن رہش و جز گوش نیک + رہت فرمودست  
 یا مصطفیٰ قطب و شاہنشاہ و دریا می صفاء کا سچے جاہل و یہ خواہد عاقبت + عاقلان بنید زاول مرتب  
 کار ہار انکا از غیب ست و سر عاقل اول وید و آخر ان مصر و ایش پوشیدہ باشد و آخر ان + عاقل و  
 جاہل نہ بیند و رعیان + ورنہ بینی واقعہ غیبی عمود + حزم و سیلاب کی اندر ہو بود المعنی الحاصل یہ ندا  
 شیطان سے اسوقت آ رہی تھی لیکن اسکو سوا گوش نیک کے سن کون سکتا ہو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ قطب و شاہنشاہ اور دریا صفاء کے تھے کسی ٹھیک بات سے فرمائی ہو کہ جاہل جو  
 کچھ نتیجہ کام کا انہا میں دیکھنا پاتا ہو عاقل اسکو پہلی ہی دفعہ سے دیکھ سوچ لیتے ہیں حلیہ کام غیب و  
 پوشیدہ سے شروع ہوتے ہیں عاقل اسکو دیکھ لیتا ہو اور مصر جو جہالت پر اڑا ہوا ہو آخر اسکا دیکھتا ہو

ذکر سوم  
 اے! ہمتان معرفت شرح شہنوی مولوی درود  
 اگر قویہ کہے کہ جو بات غیب سے ہوتی ہو اسکا نہ اول ظاہر میں کسی عاقل جاہل کو دکھایا  
 دیتا جو آخر اسکا نسبت اُسکے فراتے میں کہ اے مومنو اگر یہ اقتدا غیب کو تو دیکھتا نہیں ہو لیکن جزم  
 و احتیاط تو مت چھوڑے کہ جزم ہی شہر ہو جسکو سیلاب بھی نہیں بہا سکتا

### تصویرات مرد و حازم

قولہ جزم چہ پوید گمانی ورجہان + و مہدم دیدن بلائی ناگمان + انچنانکہ ناگمان شیریں رسید +  
 مرد را بدید و دریشہ کشید + او چہ اندیشہ دران برون بہن + تو بہان اندیش امی اوستا وین + میکش  
 شیر قضا دریشہ باد جان ہشغول کار ویشہ باد + انچنان کہ ز قفری ترسند خلق + زیر آب شور زفتہ + کجالت  
 از تیر سیدی ازان مقررین + کجماشان کشت گشتی در زمین + جلمہ شان از خوف غم در عین غم + در سبے  
 ہستی قتادہ و در عدم + ہستی فراتے میں جزم کیا چہ ہوید گمانی ہو کہ جہان میں ہر وقت ہر قسم کی بگمانی  
 کرتا ہو اور وہ ہم سہی سمجھے رہے کہ ایسا نہ کوئی بلاناگمانی آجائے مثلاً یہ خیال کہ ناگمان گمان جنگل  
 سے شیر آگیا اور فلان کہ بچھاڑ ڈالا اور کھڈر کے جنگل میں لیگیا پس ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسے  
 خیال میں کیا کیا باتیں اور تجویزین سوچ گیا لا بد اساتو وین وہی اب بھی سوچتا رہے دیکھ تو یہ کیا  
 غلط ہو کیا شیر قضا کا جنگلوں میں کھینچ کھینچ کے لیے لیجا رہا ہو اور ہمارے جانین اپنے کام و پیشوں  
 میں مشغول ہیں اور ساری مخلوق فقر و محتاجی سے ایسی ڈرتی ہو کہ گویا حلق تک آب شور میں دوڑے  
 ہوے ہیں یعنی انہیں تلک کام اگر ایسے ہی اُس مقررین سے ڈرتے تو سارے خزانے زمین کے  
 اپنے نہ کھل جاتے تمامی یہ لوگ غم سے تو ڈرتے ہیں کہ مبادا کہ جہی سے نہ آجائے اور عین غم  
 میں ہیں گویا ہستی کے لیے عدم کو دوڑتے ہیں

### دعا و شفقت و قونی خلاصہ اہل کشتی و کشتی میں

قولہ چون وقونی آن قیامت را بدید + رحم او جویشہ و اشک او وید + الفت یارب بنگاہ و فضل شان  
 دست شان گیر اسی شہ نیکو نشان + خوش سلامت شان با صل با زبرد ساری رسید + دست تو در بخور  
 اسی کریم و امی رحیم سرمدی + در گداز از بد سگالان این بدی + اسی بدادہ و رایکان صد چشم و گوش +  
 فی از شہوت بخش کرد کہ عقل و ہوش + بیش از استحقاق بخشیدہ عطا + دیدہ از انا جملہ کفران و خطا +  
 اسی عظیم از ناگمانان عظیم + تو توانی عضو کردن در جرم + باز حرص و کاز خود را سوختیم + دین و عار اہم  
 ز تو آموختیم + حریت کن کہ یک آموختی + در چنین ظلمت میراث او و مفتی + ہوشگیر و رہنا تو یقین دو + جرم  
 بخش و عقوبت کبشا گرد + اے معنی جب وقونی نے وہ قیامت اہل کشتی کی دیکھی اُسکا رحم جوش میں آیا

اور انہوں نے اپنے لئے آج کہہ کر امور بے عمل پر نظر مت کرانکی و شکری کر تو بادشاہ بیکستان پر  
 ہو جو خوش بخش اور سلامت کنارہ پر لگا و سے کہ تیرا ہی قابو ہو جو پر جلتا ہو تو کہیم و جیم سرمدی جو تیرے  
 ہمیشہ ہمیشہ ان پر سگانوں سے اس ہی کو میث دے تو نے چشم و گوش سی شو کو سارا اطمینان دلی  
 اسے ہو سیکڑوں مفت دیے اور بے مزد و رشوت عقل و ہوش سپیں خیر عاتق تقسیم کی ہمارا کچھ اتفاق  
 یہ تھا اتفاق سے قبل ہو کو سب کچھ عطا کیا اور ہم سے ہمیشہ ناشکری و خطا دیکھی اور عظیم ہمارے گناہ ہیں  
 جو گناہ عظیم ہیں ہو کو کوئی نہ بخشے ایسے فحش و منکر و کو تو بخش سکتا ہو جتنے حرص و ہوا کے گو کہ کچھ  
 جلا دیا لیکن اب و عابھی تو جتنی سے لکھی ہو سہی کرم کی برکت سے کہ جس سے تو نے یہ دعا  
 سکھائی ہو گویا ایسے اذہاد و ہدین یہ چراغ روشن کیا ہو ہمارا ہاتھ پکڑا رہا تو بنیق یعنی اسباب حصول  
 مطلوب کے موافق کروے اور گناہ بخش دے اور معاف کر اور گناہ یعنی مشکل جو اپنی پڑی ہو  
 آسان کر وے تو قولہ ہمین میرفت بظقتش دعا آزمائے چوں مادران با وفا، اشک میرفت از دو  
 چشمش ہاں دعا بنچہ و ازوی می برآمد برسا، آن دعا می بخودان خود و گریست، آن دعا از  
 نیست گفت داورست، آن دعا حق سیکند چوں او فداست، آن دعا و آن اجابت از خداست  
 واسطہ مخلوق فی اندر میان، بیخیزان لا بکردن جسم و جان، ہندگان حق جیم و ہر دبارہ خوی حق  
 داور مرد و مصلح کار و مہربان بی رشوتان یاری کنان، در مقام سخت و در در گران، ہمین بچو این قوم  
 اسی مبتلا، ہمین غیبت و ارشاد پیش از بلا، رست کشتی از دم آن پہلوان، و اہل کشتی را بحبس خود  
 گمان، کہ گریز زوی ایشان، در مذرہ بر ہفت انداخت تیری از ہنر پارہ نذر و بہان، اور شکا  
 ہوان نوم دانند و بابان غرار عشقتا با دم خود و باز نکین، میر با ندر جان مارا از کمین، از ضلالت سہا  
 ہر دم و نذر قفس گہر بند و زشادی بر چوند، رو بہا پارا نگہار از کافج، پا چوند و دم چہ سودا می چشم شوق  
 پا چور و بابان و پای ما کرام، میر بانداں ز صدگون ہتھام، میلہ بار یک ما چوں دم ماست، عشقتا  
 با زیم با دم چہ و رست، دم چہ بنیا نیم ز ہند لال و مکر تا کہ میران گرو و از بازید و بکد طالب حیرانی  
 خالقان شمیم، دست طبع اندرا الوہیت زویم، تا با فسون مالک و نیا شویم، این فی بینیم کا کدور  
 گویم، در گوی و و جہی اسی قلمبازان، دست و ادار از سال دیگران، چون بدستانی رسی و بیاو  
 خوش، بعد از ان دامن طلقان و کیش، اسی مقیم جس چار پنج و شش، نذر جان و دیگر از ہم کیش  
 المعنی مولانا ز فرماتے ہیں کہ جیسا کہ ہم نے او پر بیان کیا ایسی ہی دعا اسوقت اس کے فلق پر مثل مادران  
 مہربان با وفا کے ہماری مٹی آنسو کے دو آنکھوں سے متے تھے اور یہ دعا بے اختیار آسان پر چڑھی

جائی تھی فرماتے ہیں دعا بخود اور ہر پوس خود دعا بخود ہو وہ گفت داعی کی نہیں ہو خود دعا  
کی ہر ایسے کہ دعا تو مقام فنا میں ہو کہ کچھ ہی نہیں تو بس وہ دعا حق کرتا ہو اس وقت میں دعا واجب  
و دون حق سے ہیں اس وقت اس دعا میں کچھ واسطہ مخلوق کا نہیں ہوتا اور جسم و جان اس سے  
بیخبر ہوتے ہیں جو خوشامد و ذاری کر لیں بلایسے ہی جو خاص بندے حق کے ہیں اور مرہبان و ربوبان  
وہ اصلاح کار مخلوق میں عادت حق کی رکھتے ہیں اور یہ لوگ مرہبان بے رشوت مددگار ہوتے ہیں  
جہاں کہیں کوئی مقام سخت ان پر پڑتا ہو یا کوئی رد و گران اپنا کرتا ہو یا جس تو ظوار ہو یا مبتلا اور  
اس قوم کو ڈھونڈو اور خبردار قبل بلایں پڑنے سے انکو غنیمت جان اب فرماتے ہیں عجیب عالم  
ہوا کہ وہ کشتی تو اس وقوفی پہلوان کے دم سے چھوٹی اور ہلاک سے بھی اہل کشتی کو یہ گمان ہوا کہ  
ہماری کوشش ہے مگر کہ ہمارے بازو نے ایسے خوف کے موقع میں کیسا تیرا پسے ہنر کا نشانہ ہے  
لگایا مولانا فرماتے ہیں رو بہا ہوں کوشکاری کے پنجہ سے پائون تو بچاتے ہیں اور اس بچاؤ کو رو بہا ہوں بے  
نا آزمودہ کاری و عدم و حقیقت کے دم سے جانتی ہیں یہ عاشق دم کی بنی ہیں اس خیال سے کہ یہی  
ہماری جان شکاریوں کی تاک لگات سے بچاتی ہو اور ایسی ہستی ہیں کہ دم ہی کو چومتی جانتی ہیں  
اور ارارے خوشی کے ناحق کو دتی ہیں اب گتے ہیں اور رو بہا سنگ و کھنجر سے اپنے پائون کو بچا رہے  
اسے شمع چشم پائون ہونا چاہیے دم سے کیا فائدہ ہوا نہ تو بس ہم بھی رو بہا ہیں اور کرام لوگ  
ہمارے پائون کہ وہ ہکو سیکڑوں طرح کے انتقام خدا سے بچاتے ہیں اور جو آسمین ایک جیسے  
باریک ہمارا ہوتا ہو وہی ہماری دم کی طرح ہو جسکے ہم عاشق ہر طرح ہو رہے ہیں کیسے ہم اپنے تہلال  
و مکر پر دم ہمارے ہیں اور نازان ہیں کہ زید و بکر و بکو و کیک کے حیران ہوں آپسے طالب ہرانی  
مخلوق کے ہم ہونے کے دست طرح کا الوہیت میں والا کہ اس انھوں سے مالک دنیا کے موبچان  
اور یہ نہیں جانتے کہ ہم تو ایک گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں ملک دنیا کیسا چھرا تو قتلستان کا  
تو کھنڈن اور گڑھے میں پڑا ہو تو اردن کی مونچھوں سے ہاتھ الگ کیوں نہیں رکھتا جیسے خوشا  
کے وقت خوشامدی دائرہ مونچھوں کی طرف ہاتھ لیجاتے ہیں غور تو کر جب تو کسی بستان زیبا و  
خوش میں پہنچے جہاں ہزاروں سایے پھر مخلوق کا دامن سایہ کے لیے مت کھینچ آجو تو ہر قیمتی  
چار پنچ و شش کا ہونچھو لازم ہو تو اردن کی جان سے جو عمدہ چیزوں کو دیکھئے اوکو کھینچ آجو  
بہل گر چار سے مراد عنما مرابع اور پنچ سے پنچ حس اور شش سے شش بہت قولہ ای جو خرمبہ  
مرعب کون خرمبہ گاہے یافتی بابا ہر چوں مذات ہندگی دوست و ست پیش شاہی انکی بہت

کجاست و در ہوا می آنگاہ گویدت زہی بہتہ از بر گردن جانت رہی در وہا این دم ملیت رہل وقت  
 کن دل برخداوندان دل و در پناہ شیر کم نایک باب در وہا تو سوی جیفہ کم شتاب و تو ولا منظور حق آنگاہ  
 نشوی بہ کہ چہ جزوی سوی کل خود وی بحق ہوگیو نظر ما بردست نہیت بر صورت کہ آن آب گلست  
 تو ہوگیو مراد دل تیر بہت و دل فرار عرش باشدنی بہت ہوگل تیرہ یقین ہم آب بہت  
 لیکل زان آب نشاید بہت و ذاکہ اگر آبست مغلوب گلست پس دل خود را لگو کا نیم دست  
 آن دلی کہ آسانا بر ترست و آن دل ابدال یا پیہ بہت و پاک گشتہ آن ز گل صافی شدہ و ز  
 تو نوی آمدہ وانی شدہ و ترک گل کردہ سوی بحر آمدہ و رستہ از زندان گل بگری شدہ و معنی کون غم  
 احمق و بی تیر کہتے ہیں از شل غریبہ کہ درین کون خمر کے تونے ایک ہوسہ گاہ جو دم ہر مع  
 راہ ہر کے پانی ہو ہوگیو چاہا کر تو کہتا ہو بندگی خدا یقانی کی ہماری و دود شکاری ہنیں کرتی پھر  
 کیسے بندگی کریں کیا کہنا ہو میل بادشاہی خوب تیرے دل میں اٹھتا ہو یہ کہاں سے آیا بندگی کا  
 ہمیں اٹھتا اس شوق میں کہ کوئی ہوگو واہ واہ کہے اور تیرے ریت کرے کیسی کوئی راہ تونے اپنی  
 گردن جان کے ذمہ کر رکھی ہو آخر وہاہ اس حیلہ کی دم کو چھوڑ اور اپنا دل جو ایل دل ہیں اپنہ  
 وقت کر دے اور یرت سمجھ کہ یہ میرا دل ہو تو ان شیروں کی پناہ میں ہو جا تو پھر کجے کباب کی کمی  
 کب رنگی آہر وہاہ لیا اس مردار جیفہ دنیا کی طرف مت دوڑ تو ایل اس وقت منظور نظر حق کا ہوگا  
 کہ جس کل کا جزو ہو اسی کل کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ہماری نظر دل پر ہوتی ہو نہ صحت  
 یہ کہ صورت ایب یا پھر شہ آب و گل سے ہو کتا قال ان اللہ لا یطرا علی صورکم و اما لکم ذلک من نظر الی قلوبکم  
 و اما لکم شہادۃ یہ تعاری نمودین و دیکھتا ہو نہ تھارے مال لیکن تھارے دلون اور سانوں کو  
 دیکھتا ہو تو یہی کہتا ہو کہ میرا بھی دل ہو دل تو بالائی عرش ہوتا ہو نہ پستی میں جو گل تیرہ ہوا می ہوگیو  
 اس میں بھی پانی ضرور با یقین ہوتا ہو لیکن اس پانی سے وضو نہیں ہو سکتا اس سبب سے کہ گو  
 پانی اس میں ہو لیکن مغلوب گل کا ہو پھر تو اپنے سنے لٹھرے دل کو کیسے کہتا ہو کہ دل ہو جان وہ  
 دل کہ آسانوں سے برتر ہو وہ دل ابدال یا پیہ کا ہو کہ وہ گل سے پاک ہو کے صافی ہو گیا  
 اندکے فضل و فروزی سے تھا لہذا کافی وافی ہو آسلیے کہ گل کو چھوڑ کے بحر کیرن آیا ہو اور زندان  
 محل سے نجات پائی اب وہ دل گئی ہنیں ہو ہماری ہو قولہ آب و مہوس گل ماندست ہیں و بحر جہت جہت  
 کن مارا نظیں و بحر گوید من ترادر خود کشم و لیک میدان کی کہ من آب خوشم و لاٹ تو محمود میدار و ترا  
 یکن آن پنداشت کن و من در آد آب گل خواہ کہ در دریا رو و گل گرفتہ پامی اور امیکشت



گر ہند پانی خود از دست گل گل باند خشک او شد منتقل آن کشیدن چیت از گل آب و جذب تو نقل  
 و شراب ناب را بچھین ہر شوقی اندر جہان و خواہ مال و خواہ جان و خواہ نام و خواہ باغ و مرکب تیغ و  
 مجن و خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن و ہر کی زانہا ترستی کند چون پانی آن خمارت نشکند این خمار  
 غم دلیل آن شدست کہ بدان قصودستی ات بدست و جزا بدارہ ضرورت زین گیر و تا نگرود غالب بر تو  
 کشیدی تو کہ من صاحب دلم و حاجت غیری ندارم و اسلم و آتخا کہ آب در گل سر کشد مکہ منم آب و چرا جویم ہر  
 دل تو این آلودہ را بپشت آتی و لا جرم دل اہل دل برداشتی و خور و اداری کہ آن دل باشد این کہ  
 بود و عشق شیر و آبین و لطف شیر و نگاہین عکس دست ہر خوشی را آن خوش از دل حاصل پس بود دل  
 جوہر و عالم عرض سایہ دل چون بود دل را غرض بمعنی زواتے ہن خبر و ہوا می بحر رحمت ہمارا آب بھی  
 محبوب گل ہو گیا ہو تو اسکو مٹی سے جذب کر لے جو کہتا ہو کہ میں تو بچکا تیغ لون لکین تو تو اس شبنی میں ہو  
 کہ میں آب خوش ہوں بس یہی لاف تیرا بچکو خر و مگر رہا ہو اس گمان و پندار کو ترک کر بھر مجھ میں آ اور  
 جو آب گل ہو پیئے کپڑے پانی وہ بھی چاہتا ہو کہ میں دریا میں جاؤں لیکن اسکا پائون گل گرفتہ اسکو کھینچتا ہو  
 اور اسے پائون اپنا گل سے چھڑا یا تب تو گل خشک ہو کے رہ گئی وہ دریا کو چلا گیا اور یہ کشیدن مئے گل سے  
 آب کو کھاننا کیا ہو تیرا جذب اور تیری کشش جو نقل و شراب بیطرت رہتی ہو اور اسکی طرف کھنچا ہوا ہو اس  
 جذب کو اپنے آپ سے نکال لیتا ہو کشیدن نقل و شراب سے عام شرب و اکل مقصود ہو جہیں شراب و  
 گز کہ بھی دخل ہو اور ایسے نکالنا جذب ہر خواہش کا جو جہان کی اشیا سے ہن انہیں خواہ مال ہو  
 خواہ جان و نام و خواہ باغ و مرکب کہ جہاز راعت و سواری کو شامل ہو خواہ تیغ و سپر کہ مراد تانی  
 اسلحہ سے ہو خواہ ملک و مکان خواہ فرزند و زن کہ انہیں سے ہر شے بچکو مست کرنے والی ہو جسد  
 انکو پانچا وہ خار جو انکے جذب کا بچکو ہو رہا ہو ہرگز نہیں ٹوٹے گا یہ نہ جان کہ خار میں شراب پینے سے  
 خار جاتا رہتا ہو اس سے جسد بچکو لیگا اس قدر خار تیری حرص کا بڑھیکا بس یہ خار غم کا دلیل اس  
 بات کی ہو کہ اس سے جو مقصود تیرا دستی ہو یعنی خوش عیشی یہ مقصود ہو بچکو چاہیے کہ اشیا و مذکو لہذا  
 بقدر اپنی ضرورت کے اختیار کر زیادہ مت لے تا بچھیر غالب و ماکم نہو جائیں بچکو یہ غرور و سرکشی کہ  
 میں صاحب دل ہوں اور کسی غیر کی حاجت نہیں خود بخود و اہل ہوں ایسا ہی جیسے آب در گل سر کشی کرتا ہو  
 کہ میں آب ہوں میں کیوں کسی سے مدد کا طالب ہوں تو نے اس دل آلودہ گل کو دل گمان کیا ہو  
 اسی سبب سے اہل دل سے دل اٹھالیا ہو کہ اسکا طالب نہیں ہو اچھا ہم تجھی سے پوچھتے ہین کہ وہ  
 دل جو عاشق ہو ایسا ہی ہوتا ہو کہ شیر و شہد کے عشق میں آلودہ ہو دل ایسے لطف کی چیز ہو کہ شیر و

شہد کی طاعت میں جو لطف دیکھتا ہوں اس کے لطف کا عکس ہے کہ ان پڑ پڑا ہوا اصل لطف وہ ہے کہ ہر خوشی میں جو خوش چیز ہو وہ اس خوشی کو اس دل سے چاہل چوس جان لے کہ دل جو ہر جہاد رسا جہان عرض پھر جو یہ دل ہیں انکو سایہ دل سے کیوں غرض ہوگی کہ ہل کو فرج سے کیا مطلب ہے جو کہ آن ولی کو عاشق مالت و جاہ و باز بون این گل و آب سیاہ و باخیا لاتی کہ در ظلمات و دہی پرستہ شان برای گفتگو دل نباشد غیر آن دریای نور دل نظر گاہ خدا و نگاہ کورہ بی دل عرضہ ہر ان خاص عام و در یکی باشد کہ امت آن کہ نام و ریزہ دل بہل دل بوجہ تا شود آن ریزہ چون کوہی از وجود محیط اندرین خطہ وجود زہری افشاں از احسان وجود اسلام حق سلامتہا تا بیکند بر اہل عالم اختیار ہر کردہن در سرت و معدن این شمار دل بر انکس میرسد و دہن تو آن نیازت و حضور ہرین منہ در دہن آن سنگ فجورہ تا بدو دہنت آن سنگ تا بدانی نقدرا از رنگہا سنگ پر کردی تو دہن از دنیا ہم ز سنگ سیم و ز جوں کو دکان ما آن خیال سیم و ز جوں زربوہ دہن صدقت در بدو غم فرو برد کی نہاید کہ کو دکان را سنگ سنگ تا نگاہ عقل دہن شان سنگ پیر عقل آمدن آن مولی جو شیر و موئی کنج درینجا اسی خیر و لمعی جو دل کہ عاشق مال و جاہ کا باز بون و دبا یا ہوا اس گل اور آب سیاہ کا ہر پاؤہ خیالات کہ جنگی ظلمات میں انکو بوجہ کہ یہ مجھے گفتگو کریں وہ دل نہیں ہو دل تو ایک دریائے نور ہر سوائے ایسے نورانی دل کے دل نہیں ہو نور غور تو کہ وجب دل نظر گاہ خدا کا ہو تو کو کہیے ہو سکتا ہو وہ دل نہیں جو لاکھوں خاص عام میں ہو بلکہ امنین سے جو ایک میں ہوتا ہو وہ دل ہے بس اکو ڈھونڈ کہ وہ دل کو شاہو کراد اسلے تاکید کے ہو یہ دل جو تیرا ہی یہ ایک ریزہ تا پیر ہر اسکو چھوڑا و جیکو دل کہتے ہیں وہ ڈھونڈ کہ وہ اور ہی شو کہ وجب وہ عجائبا قویہ ریزہ بھی اس سے ایک بہادر جو جانیگا دل اس فطرہ وجود میں بسبب غفلت و شوکت اپنی کے ایک محیطا ہوا و دریائے عظیم اپنے احسان وجود سے زرقشانی کرتا ہو اور سلام حق سے جو ہمینی بگڑ مذی و بی بی کے ہو ہزاروں سلامت اہل عالم پر اپنے اختیار سے شمار کرتا ہو بس جس کیکا دہن درست اور طیار ہوا سکتا شمار دل کا پھونچتا ہو اور وہ دہن کیا ہو تیرا نیاز و حضور بس خبردار ہو جا اور ایسے دہن میں جو جو سنگ ہو اسکو ت رکھتا یہ سنگ نور کے تیرے دہن کو نہ پھارٹا لین جس سے شجکوم اصل و ذات شرا عیب و عار اسکا معلوم ہوے کہ یہ نقد ہوا و یہ رنگ رنگ کے بہت معنی لغت میں لکھے ہیں منجملہ آنکے اکثر بیان چپان ہیں تو نے دہن کو جہان سے سنگ پر کیا یعنی سنگ بھر لیے اور نیز سنگ سیم و زر سے مثل لڑکوں کے یعنی بیسے لڑکے اپنے خیال میں پتھروں کو سیم و زر ٹھہرا لیتے ہیں اب تیرے

خیال میں تو دیکھیں اور ہواور سیم و زردہ ہیں نہیں بحقیقت پتھر ہیں لا بہرہ میں پتھروں نے پھرے  
و اس صدق کو بھی پھانسا اور تیرے لیے تم بھی بڑھایا جیسے لڑکوں کو پتھر پتھر نہیں معلوم ہوتے سیم و زردہ  
سمتے ہیں کھجکھجی سیم و زردہ کہ بحقیقت پتھری ہو پتھر نہیں معلوم ہوتے ہاں جب پتھر معلوم ہوں کہ عقل  
تیار اس پر کے اپنی طرف کھینچے اس واسطے کہ پھر عقل پر مابہ ہو یا ہ ہو چاہے موسفید ہو یا شیریں ہے  
فقیر یہ اپنی حجتی تولی بات ہو جہیں ایک بال کی گنجائش نہیں خوب سمجھ لے

انکار کرنا اس جماعت کا دعاء و شفاعت و قوفی پر اور ناپید ہونا انکار پر وہ غیب میں اور  
حیران ہونا و قوفی کا کہ یہ ہوا پر اڑ گئے یا زمین پر چھپ گئے

قولہ چون رسید آن شئی و آمد بکام شد نماز آن جماعت ہم تمام و منجی اقامت و شان باہر کہ بدین منقولی  
کہ کروا ناو شر ہر کی با یکدیگر گفتند سر از پس پشت و قوفی متکبر گفت ہر یک ہن نکر و تم کنون و این عانی  
از بدون فی ابودون گفت مانا کاین امام مازدردہ بوالفضل لادہ مناجاتی بکر دہ گفت آن و گیر لای یار  
آزین و مراد ہم تیار انجمن و او فضولی بودہ است و انقباض و کرد و بختار مطلق اعتراض و چون نک کر و  
سپس تا بکرم کہ یہ میگونیذ ان اہل کرم یک از ایشا زامیدم در مقام و رفتہ بوند از مقام خود تمام  
فی پ و فی راست فی بالا ویر چشم تیر من شدہ بر قوم خیر و زور ہا بود ناگوئی آب گشت و فی نشان پا  
و فی گرومی بدشت و در جناب حق شدہ اندر رہہ و در کد امی روضہ رفعت آن رہہ و در تعمیر ماندہ ام کہ من  
چون پوشانید حق از چشم ما و انجمن نہان شدہ از چشم او مثل غوطہ ماہیان در آب جو یعنی منجی بضم اہستہ  
باتین کسی پر کرنا جب وہ کشتی اٹخ قاپ ہے کبی اور او دھر نماز اس جماعت کی تمام ہوئی بعد نماز باہر  
منجی پڑ گئے یعنی ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ فضولی اور یہ شرمسے کہنے کیا و قوفی کے پس پشت تو  
یہ لوگ تھے ہی پوشیدہ ہر ایک پیچھے چھپے کہ رہے تھے اور ہر ایک شکوا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہر بیٹے  
دعا بجا و کشتی کی نہ ظاہر کی نہ باطن کی کہ شاید ہمارے امام نہ دیکھا کے دعا کی اور بوالفضل لادہ  
کی طرح نمازات قرائی دوسرے نے کہا کہ ہاں امویہ نے ہم کھجکھجی ایسا ہی معلوم ہوتا ہوا سنے کہا سیکو  
قبض اور کرنگی مٹی اسی نے یہ فضولی کی اور بختار مطلق پر کہ جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو اعتراض کیا یعنی  
حائل ہوا اور بیچ میں پر گیا اب و قوفی کہتا ہوں کہ میں نے اپنے پیچھے بنگاہ کی تو دیکھوں کہ یہ اہل کرم کیسے  
کہ رہے ہیں لیکن میں نے ان سے ایک کو بھی اپنے مقام پر جہان کھڑے تھے نہ دیکھا سب اپنے اپنے  
مقام پر چلے گئے تھے نہ جاب ہست پایا نہ چپ نہ زبرد نہ بالا یہ حال دیکھ کے جیت کے مایہ گوشت تھیں  
نیرتھیں خیر ہوتیں کہ یہ سب دوسرے تھے جو پانی ہو گئے کہ نہ ان کے پانوں کا نشان ہو نہ کہیں جھگن میں گرد



انی محال رخ و کوپ انتقال بدیش ازین گفتم بعض از مال و دلیک تقویق آمد و شد پنج تو بهرسم  
 بگویمش کجا خواهد گریخت + چون از ابر فضل حق حکمت بر ریخت + صاحب گادش بدید و گفت این +  
 ای اطلت کجا دهن گشته رہین + این چرخش بگو گا و مرا + ابله طرا انصاف اندر آگفت من روزی از حق  
 میخو اتم + قبله را از لایمی آرا اتم + سالها بود دست کار من دعا و تا که بفرستاد گا وی را خدا + چون بدید  
 گاو را بر خاتم + روزی من بگو کش میخو اتم + آن دعا می کند نام شد متجرب + روزی من بگو کشتم نک  
 جواب + او کشتم آدگر بیانش گرفت + پندش ز درویش ناشگفت + المعنی فراتے ہیں وہ حکایت  
 عقیر کی جو رات دن فریاد و فغان کرتا تھا اور خدا سے روزی حلال انگلتا تھا اس طور پر کہ نہ کوئی رنج  
 کسی شکل کا اٹھائون نہ بکرون و کوبین اپنی جگہ سے نقل کروں مجھ کو یا و آگئی کہ سابق بعض مال اُسکا  
 بمنے بیان بھی کیا لیکن ایسی تقویق آگئی کہ دین چ تو ہو گئی یفے نہایت ہی پوشیدہ پھر فراتے ہیں کہ کمان  
 پہاگ کے جانیگی بین اُسکو ضرور کو بھگا کسواسے کو ابر فضل حق سے یکمت مجھ پرٹ چکی ہی پھر کیسے نہ کہوں  
 پنا سپد فرمایا کہ تکی گامے اُسے گھڑن گھیر کے نبج کر ڈالی تھی اُسے اس سے کہا کہ اترے ظلم میں میری جگا  
 پھنسی تو وہ شخص ہوتا تو نے میری گامے کیوں مار ڈالی ای امرن چالاک انصاف تو کر اُسے کہا میں وہی  
 خدا سے مانگا کرتا تھا اور قبلہ کو اپنی خوشامد و زاری سے آراستہ کرتا تھا جو کہ مقابلہ و شکے بپرو زاری  
 مانگتے ہیں لہذا میرا لہ کتا ہو کہ میرے ریا عباد و بیانیان کیوں قبلہ کی بھی آرایش ہو گئی حسین بگو میں کہ دعا کے  
 سیر کام ہر سو خدا سے قتالی سے ایکے گامے میر سے واسطے بھیجی بین نے جو گامے کو دیکھا اُتھا  
 اسلئے کہ وہ روزی میری تھی جو میں مانگا کرتا تھا جس وہی دعا مدت کی میری مقبول ہوئی وہ روزی  
 میری تھی میں نے مار ڈالی اسلئے یہ جواب اسکا ہو جو تو پوچھتا ہو وہ شخص شکے غصہ میں بھر گیا اور گریان  
 اسکا پکڑا اور چند گھوٹے اُسکے منہ پر پرچہر ہو سکے مارے شگفت شگفتن سے صبر کرنا اخلطاف

شرح بین کہ جواب بنون کو تک بتا لکھا ہو

جانا و نو نون حق صم کا سانسے داؤد علی نبینا و علیہ السلام

تو لے میکشد شتاب و او دہنی کہ کیا ای ظالم کیج غی + حجت بارور پاکن ای دعا عقل و حرتن آورو  
 باخویش + ایچہ میگئی دعا چہ بد مخند + بر سر ریش من و خویش ای لوند + گفت من با حق دعا ہا  
 کردہ ام و اندرین لایسی خون خور و دام + من یقین دانم و عاشد متجرب + سر زین ہر سنگ ای شکر  
 خطاب + گفت گرد آید پان ای سلین + اثر بنید و فشارین یصین + ای دغانا چند خائی ز اثر را  
 حجت قاطع بگو چہ بود دعا ای سلمان + مال مرا + چون ازان او کند بہر خدا + اگر چنین ہو دی ہمہ عالم بین

ایک عالم اکبر ہندی میں مکر خلیج ہو رہی گدا میں ضرر پہنچ گئے ہندی و امیر و رور و شیلہ و رور و عا و اند  
 تیار لہ لہ گویا کہ تو وہ مال ہی خدا تہ تو نہ ہی چکیں نہ پر یقین مای کشا یندہ تو بکشا یندین و کسب کو  
 ببولہ دعا و جزلہ فی تیا بند از عطا تو کہ گفتند این مسلمان کوست و دین فروشنہ دعا با علم جوت  
 این دعا کی باشد از اسباب ملک و ملک کشا ین این را شریعت خود بملک بیع بخشش یا وصیت یا عطا  
 یا زبیر این شود ملک ترا مگر کہ ایمین و فقرست این شرع تو گنا و را تو باز دہ یا جس و اعنی یہ شخص کہ حضرت  
 اہل و دے کہ پاس کھینچے لیے جاتا تھا کہ آخر ظالم احمق دیوانے آنکے پاس چل یہ سر و سر و جتین ناگوار چھڑ اور  
 ای و غنا ہم ہوش میں جو اور آپ میں آئی کیا دعا و گنا کر رہا ہو جس سے لوگوں کو آپ پر بھی ہنسوتا ہوا اور تحقیر  
 کہ ایمین نے خدا سے دعائیں کہیں ہیں اور اس خوشامد و زاری میں جبری تختین اٹھانی میں مجھ کو خیر یقین ہی  
 میری دعا قبول ہوئی تو جا رہی منکر میرے خطاب کے اب اپنا سر تھیرے مار بھر آنے کہا ای مسلمان تو ذرا اپنا  
 آکے اس لعین کا تار و نشا را تو بنیان تو دیکھو کیا بک رہا ہو آخر دعا باز کب تک راز خانی کر گیا کوئی حجت  
 تہ طبع لا و دعا کیا کر رہا ہو ای مسلمان تو خدا کی واسطے یہ تو ہوا و شکی دعا میرے مال کو اسکی ملک کیسے کر سکتی  
 اذ ایسا ہی ہوتا تو لوگ عام جہان کے ایک دعا کرتے اور اماک ہر کمین کی بیبی تے آندھے فقیر بہت  
 و عا میں مانگتے ہیں یہ تو بڑے ہی متشتم و امیر ہو جاتے کہ دن رات دعا و ثنا میں رہتے او کیسی خوشا  
 و زاری سے کہتے ہیں کہ ایچھا اہل مال دے تو ہی دینے والا ہو اگر تو نہ دے تو کون دے سکتا ہے ایمین  
 کچھ شک ہی نہیں تو ہی اس شکل کو آسان کر کہ تو ہی مشکل کشا ہو جو آندھے ہیں اکھا کسب یعنی کائی کی  
 جگہ خوشامد دعا کی ہو اسی سے وہ کھاتے کھاتے ہر گلاب مان سے زیادہ عطا سے نہیں پاتے لوگ  
 جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ مسلمان ہو یا بیل ہو دین فروشنہ اور سراسر دعا اور ظلم ہو ہی اسی دعا اسباب  
 ملکیت سے کہ بیہوشی ہو اس بات کو شریعت اپنی لڑی میں کب پروگی یعنی قبول کرگی بیع ہو بہ ہو کہتے  
 ہو یا اور کوئی عطا اسی قسم سے وہ ملک تیری ہوگی یہ جو تو کہ رہا ہو یہ شرع کو جسے ذکر کا ہو جس لازم  
 یہ ہر کہتا تو گائے دیدے یا فنیہ کو جاقول اندر آدر جس در زندان او و در نہ گاوش را بدہ حجت گو  
 او بسوی آسان کھیر در و کا یخا و نہ کریم لطف خود سن دعا با کردہ ام زمین آرزو و واقعہ مارا کہ و اند غیر تو  
 و دل میں آن دعا اندا حتی و صد امید اندر و لم افرامتی سن نیکو دم کرا فہ آن دعا ہو یوسف دیدہ ام  
 بس خواہما دید یوسف آفتاب و اختران پیش او سجدہ کنان چون کافران و اعما و دش بود  
 بر خواب درست و در چہ دزدان جزا زامی نہ حجت و زاعما و ابوہو دش بیچ نعم از غلامہ زلام دش و کم  
 اعتقاد و داشت او بر خواب خویش کہ چو شمعے میفر و زیتیں زیتیں چون در افگندند یوسف ایسی

بانگ آمد سمع اور ادا کہ کہ تو روزی شہ شوی امی پہلوان دانا فی دین جبار روی شان و قائل این  
 بانگ ناید در نظر نیک دل و شناخت قائل از اثر توفیق و رحمتی و مسدیدی و در میان جان و قناعت و شادان بید  
 چاہ شد بروی بدان بانگ طلیل بگلشن و بزخمی چو آتش جلیل ہر چہ کہ بعد از انش میرسد و او بدان قوت  
 بشادی میکشد و چہ نکہ ذوق آن بانگ است و در دل ہر مومن تا مشربست و تہا بشاد شد در بلا شان  
 اعتراض و فی زمر مومن حق شان انقباض و اضمحنی و ہی لو کہ جو جمع ہو گئے تھے اس سے کہتے تھے  
 یا تو اسکے قید و زندان میں جایا اسکی گلاے دیدے زیادہ حجت مت کر وہ آسان کی طرف منہ کرتا تھا کہ  
 ایچا و نہ کریم لطف خود میں نے جو دعائیں تیری جناب میں اس آرزو سے کہیں ہیں اس واقعہ کو میرے  
 سوا سے تیرے اور کوئی نہیں جانتا تیرے دل میں یہ دعا تو نے ہی ڈالی اور سیکڑوں امیدیں پیدا کیں  
 میں نے یہ دعا کچھ پہودہ نہیں کی یوسف کی طرح میں نے بہت خوابیں دیکھی ہیں جیسا کہ قرآن میں عزرائیل  
 راتِ احد عشر کو کہا و افسس انقرایتم لی ساجدین بیشک میں نے دیکھا گیا رہ تاروں اور چاند سورج کو  
 کہ ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسا کہ یوسف نے دیکھا کہ آفتاب و ستارے ٹھکو سجدہ کرتے ہیں جیسے کاف  
 انکو سجدہ کرتے ہیں انکو بھر و سا اپنے خواب پر تھا اور خوب تھا و رستہ پر کھتے تھے کہ چاہ میں بھائیوں  
 ڈالا جب اور زندان میں زلیخا نے بھیجا جب وہ اٹکی جستجو میں ہے اور اٹیکے بھروسے پر انکو کسی  
 بات کا غم نہ تھا نہ غلام چوئے کا نہ کسی کی ملامت کا ہے کوئی کسی کے انکو اپنے خواب پر  
 اعتقاد تھا کہ قبل از وقوع اُسکے شوق میں شمع کے مثل روشن ہو رہے تھے جب یوسف کو بھائیوں نے  
 کنوئین میں ڈالا تو اُنکے سمع باطن میں خدا کی طرف سے ندا آئی کہ تو ایک دن امی پہلوان بادشاہ ہوگا  
 اور یہ ظلم اُنکے اُنکے سامنے انکو بتایا گیا کہ جارفی القرآن و او ضینا الیہ نبیہم بامر ہم ہذا ہم لایسخر من حی  
 کی ہمنے طرف یوسف کے ضرور ضرور خبردار کر گیا تو انکو اس کام سے جو کر رہے ہیں اور وہ نہیں جانے  
 کہ تو یوسف پر اب مقولے مولانا مرح کے ہیں کہ یہ بانگ جو خدا کی طرف سے آتی ہے اسکا کوئی قائل و  
 بانگ کنندہ نظر نہیں آتا مگر نیک دل اُنکو پہچانتا ہو یعنی قائل کو اثر بانگ سے کہ اس نیک دل کو ہنس پاپ  
 سے ایک قوت و راحت اور بھر و سا اُنکی جان میں پیدا ہوا ہے ایسے ہی جب بانگ طلیل یوسف کو  
 پہونچا تو چاہ اپنے ایک گلشن اور ایک ہزم ہو گیا جیسے آتش خلیل پر کارار ہو گئی پھر بعد میں لینے اس بانگ  
 کے جو ہر بانگ کو پہونچتی تھی وہ اُسی کی قوت سے بخوشی اسکو اٹھاتے تھے جیسے است کی آواز کا مزہ شکر  
 ہر مومن کے دل میں رہیگا اور جو آوریہ مزہ بانگ کا اسواسطے چکھایا جاتا ہے اسکی بلا سے انکو اعتراف  
 اور کسی امر و مومن حق میں دل گرفتگی و انقباض منوالخلاف شہج میں نہائی کو بالی لکھا ہو قولہ

۱۸۲  
 لقمہ تھے جو شکر میٹھو وہ غار ریحان سنگ گوہر میٹھو وہ لقمہ ملی کہ تخی می مندہ گلشن راز دان گویش میدہ  
 گلشن کز آنکہ بدوستیہ دقت از انکار ادنی میکند و هر که خوابی دید از درد دست بدست باشد در ره طاعت  
 مست و یکشدر چون شتر است اینجوال بی فتور و بی گمان و بی ملال و کفک تقدیش بگرو پوزا و  
 ریحان گوشت و لیسیدار است از قوت چنانچه ترشده و زیر قفل بباراند که خورشید در آواز روی ناقه صد  
 فاقه بروی آید گوشت پیش تر رسد و زانست آنکو چنین خوابی ندیده اندیرین دنیا نشد بنده سرید و شرب  
 از ریش و صد کہ یک زمان شکر مستخرج سالی گلہ پای پیش و پای پس در راه دین مدنی نند با صد  
 از روی بقیہ بدوام و اشرح اینم نگردد و شتابت از الم نشرخ شود چون در آواز شرح خمی کران  
 از بسوی مدعی گادوران کہ گفت کورم خواندین جہم آن دعا پس بلیسانہ قیاس است ایضا پس دعا  
 کورمانہ کی میگردد ہم اجزینجا لقمہ کی آوردہ ام کہ کو از غلات ان طبع دار و زجبل بر من توکز نست ہر شوا  
 صہل آن کی کورم کوران بشربیدہ او نیاز جان و اخلاصم مدیدہ کورنی شش مست این کورہی من جب  
 بمعنی و بصمست لقمہ کورم از غیر خدا نیاید و دست قضای حق این باشد لقمہ تو کہ بینائی ز کور انم دارد  
 و انہم ہر گز لفظ این ندارد آنچه کہ حق صدق را خواب نبودی گوشش مشکام مر مر لطیف تو ہم خواب  
 نمودہ آن دعا ہی بہ بازی نبودہ می ندانند شش ہر ار مر از امید اند گفتار مرا معنی یعنی جبکہ  
 یہ اعتراض و انقباض بین جائے جاتے ہیں تو بچہ لقمہ تلخ آنکو شکر بدہ جائے یعنی جو سختی و ناگواری  
 پیش آئی خوشی سے نہ تو را کرتے ہیں غار انکو سچان ہوجاتا ہو سنگ گوہر جاتا ہو وہ لقمہ تلخ جو حکم  
 آسکا و دنیا کرتا ہو یہ ایسا شیرین ہوتا ہو کہ شکر گوہر گوشت دینا ہو گوشت مرعہ اسکا ہوا رش کہ  
 نہایت جہد و محنت سے حاصل ہو کہ بہار بہار ہو تو اس لقمہ کی گلشن سے جو ستہ نہیں پاو  
 قلم شرعی اس بات نہیں ایسا کھو رکھتا ہو کہ اگر کسی رحو کے سے کوئی لقمہ کھا بھی لے تو فر  
 گردنیا ہو آجہا کہاتے ہیں جسے روز است کی خواب دیکھی ہو یعنی است بر کلمہ کہیکے کان میں پوچھا  
 کہ جسے اللہ سے ہوا تو کہی کہ یہ اقرار مستحب ثاعت ہو وہ اُسی اقرار میں مست ہو اور راہ تھا  
 میں ہی مست وہ مست اوست کی طرح اس جوال طاعت کو اٹھاتا ہوئے نہ تو رو گیا ان بی ملال  
 اور اس بات کے گواہ اندا سیکہ جبکہ کہ دین عباد کے وہن کے کہ رہیں گواہی دیتے ہیں کہ اس کے  
 ران میں جوش سی و سو زکا با رہی و دیوہ تو اوٹ حدی کی آواز سے کیسا مست ہو کے مشہر شیر زکے  
 قوت نہ بدہوتا ہو و بجا ہی ہو اٹھاتا ہو اور قور اٹھاتا ہو اور آواز و ناقہ سے ہم مطلوب ہو  
 سیکر کون لقمہ کر تا ہو و بعد ازاں اس کے سامنے ایسے جیسے بال کا تار گرا است میں جسے ایسے خواب



نہ کیجئے وہ اس دنیا میں آگے بندہ صاحب بہت واراوت نہوا است کو شب بلحاظ پوشیدگی اور خواب یا اعتبار گزشتگی کے کہا ہو اور اگر کوئی ہو بھی تو ترو کے ساتھ اور عدد کہ اگر بالفرض ہم بھر کر کے تو سال بھر شکایت کرے راہ دین میں کبھی قدم بڑھاتا ہو کبھی بٹاتا ہو بڑے ترو کے ساتھ اور بے چین اس کا یہ حال ہونے خواب است کی نہیں دیکھی آئندہ تمہارا فرمایا کہ اب زیادہ شرح اسکی بھر کرینگے آخر مئی طلب تو ہو گیا اس معاملہ میں اپنا قرضدار سمجھ لے اور اپنے پاس گروہان لے اور اگر مجھکو جلدی ہو تو اہم شرح سے سن لے اور یہ بھی ہو کہ اس بابت کی ایسی کچھ شرح سخت و گراں بھی نہیں اہم اتوانے گدھے کو گائے کے مدغی کی طرف ہانک اور حوالہ اہم شرح کا اسوجہ سے ہو کہ فرمایا رب لغت نے اہم شرح لک صدرک و وضعنا عنک و زرک کیا نہیں کھولا ہمنے تیرے واسطے سینہ تیرا اور لک کیا ہے تجھ سے بوجہ تیری بشرت کا بنے کشود سینہ کی بشرت سے الگ ہوئے میں ہو الفرم وہ دعا جو آسمان کی طرف منہ کیے کہ رہا تھا منجملہ انھیں بقولون کے یہ بھی ہو کہ کہا ایذا اس جرم کے سبب مجھکو مدغی نے اندھا کہا ہو یہ قیاس اسکا ابلیس کا سا ہو کہ آپکو اچھا جانا میں اندھا کہی طرح دعا کب کرتا رہا ہوں سوا خالق کے میں نے بھیک کس سے مانگی ہو اندھا تو مخلوق سے بقتضاے جہالت امید رکھتا ہو میں خاص تجھ سے امیدوار رہا ہوں کہ تجھی سے ہر دشوار سہل ہوتا ہو ایک اندھے نے کہ خود اندھا تھا مجھکو اندھوں سے شاکر کیا لیکن اپنے اندھے میں سے میری جان کی نیا ز و خلاص کو نہ دیکھا مجھکو تو عشق کی کوری کی کوری ہو میسا اوحسن کہا ہو جبک المشی یعنی ویم محبوب رکھتا ہو کسی شو کو اندھا بہرہ کر دیتا ہو میں تو اندھا غیر خدا سے ہوں نہ خدا سے بلکہ خدا سے خوب مینا بس اونیکی میں مقتضا عشق کا ہو اب تو کہ بنا ہو مجھکو اندھوں میں مت رکھو اسی دھن نہ کر یہ جو دائرہ دنیا کا ہو جسکا ملاذ نقطہ تو ہو اس نقطہ پر میں گھومنے والا ہوں مینے تیری ہی ذات کے گرد رہتا ہوں اور تصدق ہوتا ہوں بس جیسے تو نے یوسف صدیق کو خواب دکھائے کہ امیر انکو ناکیم ہو گیا تھا خاص مجھکو بھی تیرے لطف نے خواب دکھائے جس و عابجی میری بازی اور کھیل نہ تھی تو میرے بھید کو جانتا ہو مخلوق نہیں جانتی جو میرے اسرار میں یہ میری باتوں کو راز و بیودہ جانتے ہیں الخرافت شرح میں خوابی نزدیک کو خوابی خربسوی کو جزو اند کو خواہم بازی ہو کو کو منو قول حق نہا است و کہ و اندر از نینب بغیر عام سر و ستار عیب فہم گفتش رہ من کن حق بگو رہوچہ سوی آسمان کردی نمود شیدی آری غلطی گائی لا عشق و لاف قربت میرنی با کلامی روی چون دل مردہ روی سوی آسمان کردہ غافلے در بشر افتادہ ازین آں مسلمان می ہند رہو بر زمین ہمای خدا این بندہ را کو کن گر ہم من سر من پویا کن

تو ہمیدانی و شبہا می درازد کہ میخوانم ترا با صد نیاز و پیش خلق این را اگر تو قدر زیت پیش تو چون چراغ  
روشنیت مگاہی خواہند از من بچوہا و چون فرستادی نکردم من خطا یعنی جوابات کہ حق ہو وہ بھی  
ہوئی ہو پھر سوائے علام السورہ تارعیب کے اس بھی بات کو کون جانے یہ توہ دعا گو کہ ہاتھ کا سینہ می  
نے اس سے کہا اماندھے آسان کی طرف کیا دیکھ رہا ہو میری طرف منہ کر کیسا مکر تارہا ہو اور کیسا غلطی  
ڈال رہا ہو کہ عشق و قرب الہی جتا ہو ولی تیرا مردہ ہو پھر ہی صورت ہو چو منہ آسان کی طرف کرتا ہو غرض  
شہرین ایک شور مچا کہ وہ مسلمان منہ زمین پر رکھ رکھ کے کستا ہو کہ ایذا تو مجھ کو رسواست کہ میں اگر یہ  
ہو چون مگر بھید میرا چھپا میں نے صیبا تجھ کو مجنونانہ کے ساتھ لبنی لبنی را توں میں یاد کیا ہو یا تو جانتا ہو  
یا وہ راتیں جاتی ہیں اگر محافاتی کے سامنے اسکی قدر نہیں ہو کہ نہیں جانتے تیرے سامنے تو چراغ  
روشن کے مثل ہو احو بار خدا یا یہ لوگ مجھ سے گلے مانگتے ہیں میں کہاں سے دوں اگر ایسا ہی تھا  
تو تو نے میرے گھر کیوں بھیجی پھر اس میں میری خطا کیا ہو

سننا حضرت داؤد کا بات متنی صیغہ کی بظاہر

عقل چونکہ داؤد نبی آمد بر دین گفت ہین چو دست این احوال یون مدعی گفت ای ہبی اندو او دگا و  
من در خانہ او اوقاتہ کشت گام را پیرش کہ چرا دگا و من کشت او بیان کن ماجرا گفت داؤد ش  
اگو اسی بوالکرم چون تلف کردی تو ملک محترم ہین پرانگندہ گو حجت بیا رہتا بیکسو گردا این دعوی و کار  
گفت اسی داؤد بودم ہفت سال در روز و شب اندر دعا و اندر سوال ہین جی ہتم زبوان کا سی خدا  
روزی خواہم حلال دہی عنایہم روزن بڑا کہ من واقف اند کہ دوکان این ماجرا و اصف اند تو پس  
از ہر کہ خواہی این خبر تا بگویدی شگجہ بی ضرر ہم ہویدا پرس ہم نہان ز خلق کہ چہ میگفت این گدا می  
زندانہ و لوق بعد ازین جلد دعا و این فغان گدا و اندر خانہ دیدم ناگہان ہستم من تاریک شدنی بہر وقت  
شادی آن کہ قبول آمد منوت ہستم آزارا ہم در شکر آن کہ دعا می شنیدان غیبدان مدعی جب  
حضرت داؤد نبی باہر نکلے انکو دیکھا کہ ہین یہ کیا حال ہو اور کیسا ماجرا مدعی نے فریاد کر کے کہا اے  
نبی اندو میری گامے اسکے گھر میں چلی گئی اسنے اسکو مار ڈالا اب اس پوچھیے کیوں مار ڈالا اور وہ میر  
گامے مار ڈالنے کی بیان کرے حضرت داؤد نے اس سے کہا کہ بتا اے بوالکرم تو نے اسکی ملک  
محترم کو کیوں تلف کیا اور نہ در پیہودہ مت بک حجت معقول پیش کرتا یہ دعوی اور لحاظ فیصل ہو گامہ  
داؤد سات برس ہوئے کہ بت دن یہ دعا و سوالی خدا سے کرتا رہا ہوں اور زبوان پاک سے یہی مراد  
تو بخونہ تھا کہ ای خدا در حق حلال بے عنایہم جو دے سب مرد و زن میرے نالہ پر واقف ہین اور سب کے

اسکو بیان و وصفت کر کے دے گا کہ جس سے چاہو اس خبر کو جو چھو بے تکلف۔۔۔ دن کی عمر ایک ماہہ انتہا تھا  
کے کہیں تھکا راجی چاہے ظاہر ہو چھو جی پاس ہے پوشیدہ چھو ساری ممانعت سے کہ یہ فقیر پانی کی  
والا لکھا کہا کرتا تھا بس بعد ان جلد و عافان کے ناگمان اپنے گھر میں تین نے ایک گھر سے چھو ساری  
آکھین اندھی ہو گئیں مگر قوت کے واسطے نہیں بلکہ اس خوشی سے کہ معاشری قبول ہوئی میں نے اسکو  
بارڈالا اس نیت سے کہ اسکو اپنی دعا کے شکرانہ قبول ہو سکے

احکم کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا گائے مارنے والے پر

قولہ گفت داؤد این بہنما رہنمود حجت شرعی دین دعویٰ بگو + تو روا داری کہ من بی حجتہ بنم اند شرع باطل  
منستہ این کہ بنیادت فریدی واری در یج را چون بیستانی حارثی بر کسب ان چون در اعمت دان عورتی و کجای  
وخل بود آن تو داؤد انچه کاری در روی آن کانتیت و در این پیدا بر تو شد و دست + رز و بد مال مسلمان کے گویا  
رو بوجہ و ام و بد باطل مجبہ گفت ای شہ تو ہمیں سگویم کہ مسکوینہ اصحاب تم۔۔۔ لکھنی راجع بفتح افزونی مزد عات  
و محال زراعت حضرت داؤد نے اسکا عذر منکے کہا کہ یہ دعا و عافان کا بیان اسکو دل سے دھو والی اور  
اس دعویٰ میں حجت شرعی بیان کرتا اس بات کو روا رکھتا ہو کہ میں بدون کسی حجت کے شرع میں کوئی راہ  
باطل پیدا کروں یہ گائے کسی نے تھکا پختی تھی یا تو نے فریدی تھی یا تیری وراثت کی تھی تو جو محصول کھیت کا  
لیتا ہو گیا تو اسکا کاشتکار ہی اس کا مال ہے حال کسب کا ہوا عمو کہ جب ملک نہ ہو گیا محصول اسکا نہ پا گیا جو  
ہو گیا اور کاٹ گیا وہی تیری ملک ہو نہیں تو یہ ظلم پھر ٹھیک ہو گیا با مال مسلمان کا دیدے ٹیر ہی باتین  
امت کر اگر پاس خمین ہو کسی سے قرض لے اور اسکو دے یہ وہ باتین مت بنا اسنے کہا کہ اے بادشاہ  
تم بھی ایسی ہی کہنے لگے جو یہ اصحاب بتم جھکو کہ رہے ہیں

دراری کرنا اس شخص کا فیصلہ داؤد سے خدا کے سامنے

قولہ پس دل آہی بر آورد و گفت + اسی خدا ہی ہر کجا طاقی و جفت + سجدہ کرو و گفت ای دانای سوز  
در دل داؤد مانڈا نازان فروز + عرویش نہ انچہ تواند رد و لم + اندرا انگندی برازای مفضل + این گفت و گریہ و شہ  
ہائے ہائے + تا دل داؤد بیرون شد + باہی گفت ہمیں اموز ای خواہان گا و ہستیم و دایں عاوی را مکاتو  
تا روم من سوی غلوت در نماز پرسم این احوال از دانای راز + خوی دارم و نمازنان التفات + معنی قہ  
معنی فی الصلوٰۃ + در وزن جانم کشاوت از صفا + میر سید بیواسطہ + اسعد الدائم و باران نور از رزم +  
می فتد در غلہ ام و معدنم + و وزخت آن خانہ کان بی روزنت + اسلم من ای جلد + وزن کردنت +  
بشہ در ہر پیشہ کم زن پیا + پیشہ نین و رکندن وزن + بایا منیا فی کہ نور آفتاب + عکس جزو شہد برونت از حجاب

تو ران دانی کہ حیوان دیدیم پس چہ کرتا بود بر آدم من چون نور شدیم درون نور غرق من عالم غویش کرد  
 از نور فرق و از غم سوس نماز و آن خلا بہ تعلیم است رہ مطلق را کہ ششمار است گردان جهان در حرب  
 خد عاین بودای سلکوان نیست و ستوری و گردہ رستم گرد و ازوری را از انجمن پیمین و او میگفت این شق  
 خست کشتن عقل خفاں مقرر پس گریانش کشید از پس کی کہ علامہ در یکی دانش من شکلی بمعنی پس آس  
 و خاکو نے دل سے ایک آہ کر کے کہا کہ ایذا تو ہر جگہ طاق و ہفت ہو یعنی سب سے علو بھی اور سب سے  
 ساتھ بھی اور سجدہ کر کے کہا ایسا سوز و دل و او کے دل میں وہ چمک ڈال جاوے صاحب فضل  
 تو نے پوشیدہ میرے دل میں ڈالی تھی یہ کہا اور گریہ شروع کیا اور بے ہوشی سے لگا یہاں تک کہ  
 واؤد کے دل نے بھی اپنا کھانا چھوڑ دیا اور بے اختیار ہو گیا اور مدعی سے جو گالے اپنی چاہتا تھا کہا  
 آج مجھکو مصلحت دے اور ان دعویٰ کو مت گردیدے تا میں نماز کی واسطے اپنی خلوت گاہ میں جاؤں  
 اور اس حال کو دانا سے راز سے پوچھوں میری نماز میں توجہ الی اللہ سے ایسی عادت پڑی ہوئی ہو  
 جیسا کہ پیش میں جہلت قرۃ عینی فی الصلوۃ قرار دینے پائیگی اور شہرانی ہوئی ہو قرار دینے کی سیر کی گئی  
 کی نماز میں مسبب محنوں کے و نیز شاہدہ کے سیری جان کا ایک روزان نہایت صفا کے ساتھ کھلا ہوا  
 کہ اس سے بڑا مسئلہ نامہ خدا کا مجھکو پہنچتا ہونا نہ اور باران نور و دونوں اس روزان سے میرے گھر میں  
 پڑتے ہیں نامہ سے مراد حکم اور وہ نور بھی میرے ہی سعدن کا ہو کہ اصل کھانا میلا وہی ہو اور روزان اس  
 سبب سے ہو کہ جس گھر میں روزان ہو وہ روزان ہو اور یہی روزان کہنا اور بندہ چلن کی ہر شے لیے بن کا شتا  
 درختوں کے پائوں پر مارتا پھرتا ہو یہ مت کر فیہ دار اس روزان کھودنے میں جہاں تک ہو سکے تیشہ چلا  
 یا تو یہ نہیں جانتا کہ نور اس قباب کا عکس اس خورشید طاہر کا ہو کہ حجاب سے اس پر ٹپتا ہو خورشید طاہر عبارت  
 اسی آفتاب سے اور آفتاب الی نور لگی سے کہ دونوں جہانیں ظاہر ہو ہوا ہو تو نور ٹھکو جاتا ہو جسکو حیوان نے بھی  
 دیکھ لیا ہو تو نے بھی دیکھ لیا پھر جب یہ حال ہو تو آدم پر چھکو بڑگی کیا ہوگی جب حیوان سے بنائی میں بار  
 ہو پس مثل خورشید کے نور میں ڈوبا ہوا ہوں اور نور سے ایسا وصل آپ میں اور نور میں فرق نہیں کر جاتا  
 اب اس حالت میں جو نماز و خلوت گاہ کو جاتا ہوں یہ مخلوق کو تعلیم ایک راہ کی ہو صرف اس واسطے خلوت و نماز  
 ہو ورنہ مجھکو کیا حاجت ہو میں جس منزل و مقام پر ہوں وہاں یہ نماز و خلوت سب کچھ و زشت ہیں لیکن میں  
 اس کچھ کو قائم کرتا ہوں تا جہاں سیدھا اور رہت ہو جائے جس کی پہلوان وہ جو حدیث ہو الحرب خدع  
 لڑائی و حوک کا ہر وہی بات جو ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ امر کچھ ہو لیکن جہاں تو بغیر اسکے سیدھا نہیں ہوتا  
 کیا کہ ان اجازت نہیں ہو ورنہ ویکھے کیسے راز بکھیرتا اور کیسی و حول دریا سے راز کی آٹا تالیاں ڈال

فقیر سوم  
۸۷  
ہی قسم کی باتیں کہہ رہے تھے کہ مخلوق کی عقل نے چاہا کہ عتیق ہو جاؤں یعنی لوگ سچو دہوش ہو گئے  
قریب ہو گئے جو پیچھے سے کسی نے گریبان دکھا کھینچا اور کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا سب سچ ہو چھکوان  
سب باتوں سے ایک بات میں بھی شک نہیں ہے

جاتا داؤد کا خلوت میں اور ان اسرار کو یاد کرنا

قولہ یا خود آمد گفت را کہ تادہ کرد لب بدست و عنم خلوت گاہ کرد و در فرو بست و برفت آنکہ شتاب  
سوی محراب و دعای سبب و حق نمودش انچہ نموش تمام بگشت واقف بر سزا و انتقام و وید احوال  
کہ کس واقف نبود بر از پنهانی کہ ویزنی فرو و روز دیگر جلد قتلان آمد نہ پیش او و میر صفت نہ و نہ پچنین  
این ماجرا ہا ز رفت و زود و آن مدعی تشیع ز رفت و زود کاوم را بدہامی تابکارہ از خدا ہی خوشتر شمری  
بداد پچنین ظلم صریح ناسزا میر و در عہد پیغمبر کا و کشتہ خوردہ بی ترسی و بیم در جواب از خودہ تزویران  
نہیم کہ چہ چندین سال ہودم و در دعا بدن طلب کردم ز حق و او او مرا اسی رسول حق چہین باشد روا  
ملک من نہ کا و چون داؤدش خدا یعنی حضرت داؤد اس گریبان گیرنے سے حالت بیخودی و وحشت سے  
آپ میں آئے اور باتیں کہ کین لب بند کر لیے اور خلوت گاہ کا قصد کیا دروازہ بند کر لیا اور جلدی سے  
طرف محراب و دعای سبب کے گئے حق تعالیٰ نے پورا پورا کچھ انکو دکھایا وہ دکھایا بس یہ اس معاملہ کا  
کہ سزا و انتقام پر واقف ہو گئے اور درہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا اور ایسا راز پنهانی کہ جس سے  
یہ حیران ہوئے تو سراوان ہوا مخلوق حاضر ہوئے اور داؤد کے سامنے صفت مار کے بیٹھے پھر ویسے ہی  
اس ماجرے کا ذکر شروع کیا اور مدعی نے بڑی موٹی تشیع کے ساتھ کہا کہ اتنا بکار جلدی میری گاے  
دیدے اور اپنے خدا سے شرا ایسے ظلم صریح نالافتخاؤس کہ پیغمبر کے وقت میں ہوں کہ گاہے  
میری مار کے دکھایا نہ کیس کا خوف نہ کیس کا ڈر اور کہا تو جواب میں کہ وہ فریب اس لہیم نے ملائے کہ میں تو  
کتنے برسوں سے دعا میں خدا سے مانگتا تھا اُس نے مجھ کو دی جہلا احوال رسول حق یہ بات روا ہوگی  
کہ گاہے تو میری ملک تھی خدا نے ہکو کیسے ویسے اختلاف شرح میں گاہے گشت کو کشتہ بکان عربی لکھا  
حکم کرنا داؤد علیہ السلام کا گاہے والے کو کہ تو خیال گاہے کا چھوڑوے اور تشیع  
کرنا اسکا حضرت داؤد کو

قولہ گفت داؤدش خوش کن رہیبل و این سلمان را ز کاوت کن بکل و چون خدا پوشیدہ بتوایحوان و نموش  
کن حق بتاری بدن + گفت داؤد پلا چہ حکمت این چہ دادہ از پی من شرع تو خواہی نہادہ زنتہ است  
آوازہ عدلت چنان کہ معطر شد زمین و آسمان و برگان کو این اتم زنتہ زمین تقدی ملک کہ شہادت زنتہ



مرد و بیگاہ کو دیکھا پھر ہوا فوس تپو سے گدھے اور خاشاک راہ سے کہ تو نہ سمجھا کام سے صدر  
 و بیگاہ کو دیکھنا کہ کام کے بننے بگڑنے سے دربار کا حکم تحقیق کے حکم کو جانے رہے کہ وہاں سے  
 جاری ہوا جاتے رہے بالی بچے اور تیری جو رو سب کے بندے ہوئے زیادہ مت بک پھر تو دونوں  
 ہاتھوں سے اپنے سینہ کو پتھر سے کوٹا کھٹا اور جہالت سے کبھی آسمان پر جاتا کبھی زمین پر آتا  
 اور مخلوق بھی اس حال کو دیکھ کر ملامت کرنے لگی اس لیے کہ حضرت داؤد کے بھید سے غافل  
 تھی مولانا فرماتے ہیں کہ ظالم مظلوم سے اس شخص کو کیسے معلوم ہو جو خود بیکاری و مسخرہ حرص  
 ہوا کا مثل تنگ کے بنا ہوا ہو وہ کیا جانے ظالم کون ہو مظلوم کون ہو ہاں وہ شخص ظالم کا پتہ  
 مظلوم سے لگا سکتا ہو جسے اپنے نفس ظالم کا سرکاش ڈالا ہو ہمیں تو یہ ظالم جو نفس ہر تیرے درون  
 میں دشمن ہر مظلوم ہی کا ہوتا ہو اپنی دیوانگی و غضب سے یہ نفس ہر گاہ ہر لمحہ ہر لمحہ ہر لمحہ  
 ہر لمحہ ہمیشہ حملہ مسکین ہی پر کرتا ہو اور جہالت ہو سکتا ہو مسکین کو کاٹتا ہو یہ تو شرم شیریں کو ہو  
 دکتوں کو تو خوب جان لے شیرہا یہ کاشکار نہیں چھپتا ہو ایسے ہی یہ گامے والا کتے کی طرح  
 ہر کہیں دیکھا پڑا ہوتا ہو اور حملہ کے لیے چھپتا ہو یہ بھی سگ کی طرح داؤد کی طرح چھپتا اس لیے کہ عام آدمی  
 مظلوم کو مار مار کے بڑا ظالم ہوتا ہو جیسے اس فریق کے لوگوں سے سبے داؤد کی طرح تنگ کر کے کہا  
 کہ ای نبی برگزیدہ تم ہمہ نہایت تحقیق ہو تے ایسی بات نہیں ہونا چاہیے یہ تو ظلم فاش ہو کہ تنہا ایک  
 ٹیک نام کو ایک مردہ تن کے سبب قہر کیا کہ وہ ایک شہر ہی پر کشت مضافات ہو

اراکوہ کرنا حضرت داؤد کا خلق پر بھید شکار کرین

قولہ گفت ای یاران زمان آن رسیدہ کان سر مکتوم او گرد و پدیدہ جملہ بخیر تہا بیرون ویم تا ازا  
 سر نہان واقف شویم در فلان صحرا درختی بہت ثمرت دشا خدائیش انہد و بسا رخصت سخت راسخ  
 نیمہ گاہ بیخ او بروی خون می آیدم از بیخ او خون شربت اندر تن آن خوش درخت خواجہ بہشت  
 این منوخ سخت سال او بہر بہشت این قلعہ تباہ دین غلام دستای از او کان + این جوان  
 مر خواجہ را باد سپر طفل جو و راوند از دین خبر تا کنون حکم خدا پر شد آن آخراں شکاری نین قلعہ تباہ  
 کہ عیال خواجہ از دین نمدیدہ فی بہ نوروز و نہ موسمہای عید پیشوایا از ایک تہذیب سخت + یاد او  
 او نہ مقہای سخت تا کنون از ہر یک گاہ و آن لعین + عزیز فرزند او را بہ زمین + او بخود بہشت  
 پروردہ از گناہ + در نہ می پوشیدہ ہریش را کہ کافر و غاسق دین وہ گزندہ پروردہ خود را بخود پروردہ  
 ظلم مستورست در ہر جان + می نہد ظالم پیش مردان + کہ پسندیم کہ دارم شاخا + گا و دوزخ را بہ جہنم از ملا

انجمنی حضرت وادوئے کہا کہ ایسا رواج وہ وقت آگیا کہ یہ مجید چھپا ہوا ظاہر ہو جائے حساب کھو  
 تو باہر چلین اور اس راز نہان سے واقف ہوں قلاتے جنگل میں ایک بڑا موٹا درخت ہو شاخیں انہو  
 اور بہت ایک دوسری پریشی ہوئیں نہایت مضبوط فیہ گاہ کہ اس کے نیچے خیمہ کھڑا کر لے اور کھجکین  
 گاڑ لے گاڑا کی جڑ سے جھکونو ٹھون کی کٹی ہو اس درخت خوش کے تن میں بچ سے خون ہو گیا ہو کہ اس  
 منوس سخت لے جان اپنے خواجہ کو مارا ہو اور مال اسکا سب اس وٹوٹ لے لیا ہو اور یہ اسکا غلام ہو  
 اور آزاد لوگو یہ کیفیت اسکی ہو اور سنیہ جوان جو یہ خاص اس خواجہ کا لڑکا ہو یہ اسوقت میں سچہ تھا  
 اسکو اس بات سے کچھ خبر نہیں ہو اب تک خدا کے حکم نے اسکو چھپایا آخر اس وٹوٹ کی ناشکری سے  
 کہ خیال خواجہ کی روزی کبھی نہ کھی کہ اپنے مال سے انکو دے کہ آخر یہ مال انھیں کا ہو بیاتک کہ  
 کبھی نوروز عید کو بھی نہ آیا جو اسکے پیشوا تھے انکو ایک رقم میں گل گیا اور حقوق سابق سے کوئی یاد  
 نہ لایا چنانچہ ایک یہ لعین ایک گاہے کیواسطے یہ کر لہو کہ اس کے بیٹے کو زمین پر شک دون و ذلیل  
 کروں اسنے پردہ اپنے لٹا ہ سے آپ اٹھایا نہیں تو اس کے جرم کو اللہ تعالیٰ چھپا ہی رہا تھا  
 کا و فاسق اس دور گزند میں اپنا پردہ خود آپ پھاڑ بے ہن ظلم ایک شہر مستور ہو جیسے جان میں  
 اور اسرار رکھے ہن یہ بھی ہو مگر ظالم اسکو لوگوں کے سامنے رکھ دینا ہو کہ دیکھو جھکوکہ میں ایسے  
 سینکے کھتا ہوں اور کھتا ہوں بلکہ ظاہر و بر ملا و نوح کا بل

گو اہی ویا دست و پاکا و زبان کا ظالم پرو نیا میں بھی

تھو کہ پس جین ہا دست و پا ت در گزند و بضریر تو گو اہی سید ہند چون موکل مشو و بر تو منیر کہ گو تو  
 اعتقاوت و اکیو خاصہ در ہنگام شرم و گفتگو و می کند ظاہر سرت را موبو چون موکل مشو و ظلم و جفا  
 کہ موبو اکن مرا ای دست و پا چون بریگیر دگو و سرگام و خاصہ وقت جوش شرم و انتقام پس جان کس  
 کہ موکل می کند تا لوای را ز بر صحرا ز ند پس موکلہای دیگر روز مشر ہم تو آمد آفرید از بہر شر ای بدو  
 آمد و ظلم و کین و گو ہر ت پید است حاجت نیست این و نیت حاجت شہر گشتن و در گزند و بضریر  
 آتشیت و آفتند و نفس تو ہر دم بر آرو صہ شرار کہ بہ بینید مہنم اصحاب نارد جز و مارم سوی کل غ  
 روم من و مارم کہ سوی حضرت شوم و ہمنان کا میں ظالم حق ناشناس و بہر گادی کرد چندین البکا  
 واد و صد گاد و برد و صد شر و نفس نیت ای پر از دوی بر و تیر روزی با خدا زاری تکر و یار بے  
 ناما و روزی بر و کای خدا خصم را خشنو و کن و گرنش کرد و مایان تو سو کن و کرد خطا شتم ویت  
 و با قست و عاقبت جان ز بردی در دست و شک میگرو با شفقار و اور این بود و انصاف نفس میان شہ



المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تو اعضا گواہی دیں گے یہ تو ثابت دیکھیں ہی ہو گیا حال  
اللہ عزوجل شہد علیہم سمیع و البصیر ہم باکالوایعولون و قالوا جلد ہم لما شدتم قالوا لقطعنا الشکائی  
الناطق کل شیئی گواہی دیں گے اوپر ان کے کان اور آنکھیں اور جلد میں جو کچھ وہ کرتے ہیں اس پر اور اپنی جلد  
سے کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیسے گواہی دی وہ کہیں گے کہ ہلو اللہ نے گواہ کر دیا ایسا اللہ کہنے پر چیز گواہ کیا یہ تو  
جب ہو گا جب ہو گا تیرے تو ہاتھ پاؤں حالت گزند میں آتے درخت میں چوتھے ظہور میں آتا ہو تیرے دل سے  
یہیں گواہی دے سبے ہیں شہر بعد میں بتیائے مرضی کہ ضمیر اور دماغ شخص کو علامہ علیہ رحمۃ فرما کیا ہو فرمایا کہ  
جب دل تیرا تجھ کوکل و مسلط ہو تو کہتا ہو کہ تو اپنے اعتقاد کو جیتے دل سے جاری رکھا ہو ظاہر کر کے کہ  
خاصہ وقت ختم و گفتگو کے تو موبو تیرے راز و پوشیدہ امور کو ظاہر کر دیتا ہو اور جب ظلم و جفا تجھ کوکل بتا ہو  
تو ہاتھ اور پاؤں سے کہتا ہو کہ تم مجھ کو ظاہر کر دو اور جب سب کا گواہ لگام اپنی پکڑتا ہو تو وہ خاصہ وقت  
کہ جس وقت میں جوش خشم و انتقام کا ہوتا ہو میں ہی شخص کہہ دو کہ تو کوکل کہتا ہو کہ مطلب یہی ہو کہ تیرے بھیک کا جھنڈا مٹا  
کھا کر اپنی خوبیاں شرفیت کے ساتھ چھین یہ مادہ ہر پھر وہی شخص دوسرے کوکل مشر و نشر کے دن اس مشر و  
مشر کے واسطے پیدا کر سکتا ہو کہ یہ دل و سر اور ہاتھ پاؤں خاک ہو جائیں اسو فلان تو وہ ہو کہ دولوں  
ہاتھ سے ظلم و کین میں پلا ہو اکیا یہ بات تیرے اہل و گور سے ظاہر ہو کچھ حاجت اسکی نہیں ہو کہ نور  
ظاہر ہو نہ اسکی حاجت کہ تو گزند و درخت میں شہر ہو قضا و قد تیرے دل آتش میں کو غوب جانتے ہیں نفس  
تیرا ہر دم پیکر توں چنگاریاں اور شعلے بھالتا ہو اور کہتا ہو کہ مجھ کو دیکھو کہ میں اصحاب نابہوں میں جزو خاک  
ہوں اپنے کل کی طرف جاتا ہوں میں نور میں ہوں جو طرف حضرت حق کے جاؤں ایسے ہی اس ظالم  
حق ناشناس نے ایک گائے کی واسطے کہنے اور کیسے کر بھپایا رکھے ہیں اور خود اس سے سو گائے اور  
دو سواوٹ لیکیا بولیں ہر نفس یہ ہو تو اس سے الگ ہو جائے کہ جس خدا کے ساتھ زاری نہ کی کسی  
دن درو کے ساتھ آہ کی نہ کہہ کہ اسید امیرے دشمن کو فروش کر جو میں نے اسکا نقصان کیا ہو تو فائدہ کہ  
اگر میں نے خطا سے باز آلا تو اسکی دیت یعنی خون بہا عاقل پر ہو اور عاقل میری جان کا کون تھا تو ہی  
روہیت سے ہر پھر ستم فار سے کہہ ہو جاتا ہو یعنی کیسا ہی دل سخت ہو سنگ بے نور ہو مگر ستم فار سے  
وہ ہو جاتا ہو اسنے ستم فار بھی نہ کی جیسا کہ فرمایا اولئک یدل اللہ علیہم سبلت یعنی ستم فار تو بچ

سیات منات ہو جاتے ہیں

جانا مخلوق کا اس درخت کی طرف

قولہ چون ہوں رفتند سوی آن درخت گفت و تش از پس بندید بخت تا گناہ و جرم ادب را کہتم

تا تو ای عدل چھرا نغمہ گفت ای سنگ جبر این را کشیدہ تو غلامی خواجہ زمین رو گشتہ خواجہ رکشتی و بروی  
مال اوہ کردیزدان آفتکار حال اودمان رفت اورا کینرک بودہ است و باہمین خواجہ ہنجا بنودہ است  
ہر صبح او را نچیدہ مادہ یا کہ نہ بلک وارزش باشد آہنا سرسبز تو غلامی کب و کارت بلک ورت شرع  
جستی شرع بتان رو گوشت و خواجہ رکشتی باہتم دار زار ہم مینجا خواجہ گویان دینارہ کار دراز شتاب  
کردی دیر خاک و از خیالے کہ بدیدی سہناک بد بک سرش باکارہ در زیر زمین و باز کا وید این زمین ا  
ہچنین نام این ساک ہم نوشت کار و برد کرد با خواجہ چہین مکروہ و ہر چہین کرد و چون بشکا قندہ  
در زمین آن کار و با سار فکندہ و بد و در خلق یافتہ آرتان بدی کی نہا میرزا از میان و دانگی سکو  
درخت آورد و روہ گفت زمین حالت و میدانی گیدہ و زمان از شاخ و برگ آن و رفت آمد از صنغ  
علاؤ و از سخت ہکامی رسول حق بگفتی نورست و صنغ بالمہین گفت گوشت خواجہ ان  
برینا چون کشت و از فولادک و شہنا بودش بہت جہل از دلو گشتہ عدو خواہ و زانکہ در نطن گشتہ بود  
و شاہ و ملحنی فولاد و بود و معروف پولاد کات و بچہب شہر سے باہر اس و بہت کیطون گئے  
حضرت داؤد نے کہا کہ اسکی شکین باندہ ہوتا ہے درگناہ و جہم کیا ہو ظاہر کروین اور جہٹ اعدا کا  
صو امین کھرا کرین جو خوب ظاہر ہو جائے اور اس سے کہا کہ اسی رنگ تو نے اسکے دادا کو مار ڈالا ہو  
تو غلام اسکا تھا اسکو مار کے خواجہ بنا ہو تو نے خواجہ کو مارا اور مال اسکا لیکیا اب خدا نے تیرا حال  
بہ کما اربابک چھپا رہا اور تیرے ہی ہوا اسکی کینرک ہو جو خواجہ پر تو نے ظلم کیا ہی جس جو کچھ آئے جانا  
لڑو فایا لو کی سب مذک وارت آئے ہرین جو غلام ہو نیز اسکے کار اسکی بلک تو شرع بہت ڈھونڈا تھا  
لے شرع یہ ہو جا اچھی بات ہو تو نے خواجہ کو کیا ظلم سے زار و زار کر کے مارا اسی بگہر کہ وہ داری کرتا  
اور پندہ مانگتا تھا اور چندا سے بچتی نہیں ہرین کا خیال سے جو سہناک چھک کو معلوم ہوا  
کہ جو سہناک چھک چھری کے زمین کے تلے واپس چھری کے کہ گھوڑو جیسے آئے گھرو کے چھری اور سہ  
اٹھا ہو کہ ہم اس اسکا اس چھری بگہر ہوا جیسا کہ نے اپنے خواجہ سے کیا ہو اور ایسا ضر  
اسکو ہو پنا یا ہو لو گراں سے ایسے ناپائیدار کہ بہت دوا تو امین سے وہ چھری اور سہ نکلا بس معلقین  
شورہ کو لو لڑ گیا ہر ایک سہناک ہوا اسکا سہناک چھری سے چھری وادہ نے ورت سے طیب  
بودنے نہا کہ تو اس حالت سے جو کچھ واقع ہو بیان کر اسی وقت شاخ و برگ اس درخت کے صنغ الہی  
سے آواز میں آئے اور از سخت سے کہا کہ اسی رسول حق جو کچھ تم نے کہا سب ہی تمھاری بات کا  
صنغ عالم گواہ ہوا اس گئے نے جو اپنے خواجہ کو بیان مارا تو فولادکے و شنے آئے ہاتھ میں تھے

علا

یہ حال دیکھ کے سب داؤد سے عذر خواہ ہوئے اس واسطے کہ انہیں بندگان ہوئے تھے اور گناہ تھے

الخلافت شیعہ میں مرثیہ ملک شریف بدیع الدین بنیہ کے لکھا ہے

قصاص کرنا حضرت داؤد کا خون کی کو

قول بعد از ان گفتش بیانی داؤد خواہ داد نو دبستان تو دین روی سیاہ، ہم بدان پیش بفرمود راو  
 قصاص کی کند مکش ز علم حق خلاص، علم حق گریہ مویا سا با کند چونکہ از حد بگذر و رسوا کند خون  
 نجس در فتد و ہر دلی بیل حبشہ وجود کشت بشکل، مقتضای داوری ربین، سر بہ آرد از ضعیف آن امین  
 کان فلان خواہد چہ شد حالش چہ گشت، پہنچا نکہ جو شد از گناہ گشت، جو شش خون باشد آن رہبنا  
 خارش و لہا و بخت با جہاں چہ نکہ پیدا گشت بہر کار او، سحر و او دوشد فاش و دو تو د خلق جلد سر پہنہ آندہ  
 سر سجدہ ہر زمینہا سیزدہ ما ہمہ کوران آلی بودہ ایم، و انچہ میفرمودہ بشنودہ ایم، ورتو ما حد گون بجا  
 دیدہ ایم، یک معذویم چون بی دیدہ ایم، سنگ با تو در سخن آید شہید کز برای غم و طاعت ہم گیر، تو بے  
 سنگ و فلاخن آدمی، صد ہزاران حصہ ابرہہ ہندی، سنگہایت صد ہزاران پارہ شد، ہر کی غم قصہ را  
 خود خواہ شد تا چن اندر دست تو چون بوم شد، چون زہ سازی ترا معلوم شد، کوہا با تو ز سائل شد شکوہ  
 با تو میخوانند چون قری ز نور، صد ہزاران چشم دل بکشا وہ شد، از دم تو غیب را آماہ شد، وان تو خیر  
 از ہمہ کان وائم ست، و مدگی بخش کہ سر دقا تم ست، جان جلد سبغات اینست خود کہ بخشد مردہ را جان  
 ابد گشتہ شد ظالم جہانی دہہ شد، ہر کی از اذرا بندہ شد، یعنی طاقت و نام ایک سرور بنی اسرئیل کا  
 کہ سقا تھا جالوت نام کا فرسے لڑا تھا داؤد نے کہ یہ جالوت کے سپاہیوں سے تھے جالوت کو مارا یہ طاقت  
 اپنے وعدوں سے چھو گیا او حضرت داؤد کا دشمن ہو گیا اسکے مرنے کے بعد داؤد حاکم ہو گئے فلان  
 ہندی گوہین پھر حضرت داؤد نے اسی دعا کو کہا کہ اے داؤد خواہ آ اور اس رو سیاہ کے اپنی داؤد  
 کہ تیرے بد گواہنے مار دو جس اسی چھری سے اسکا صا صر و انتقام فرمایا ہر سو کہ علم حق کا تو بہت بڑا ہو  
 جس سے اب تک بچا رہا مگر اسکا کر ب برابر چلا جاتا تھا وہ کب خلاص ہونے دیتا اسکے لیے کہ علم حق کا  
 رعایت و مدد کر سکی کرتا ہی جلدی انتقام میں نہیں کرتا لیکن جب وہ حد سے گد زعیا تا ہو تو رسوا کرتا ہر  
 خون ایسی چیز کہ یہ ہرگز نہ ستوا، اوچین نہیں لیتا خود بخود اکی جتو اور جو میں شکل ہوا اسکے کشف کی بہت  
 دراز و ہر دل میں ضرور پیدا ہو جاتی ہر آ، وہ جو مقتضای داوری، رب دین یعنی روز قیامت کی اہم  
 کہ اس دن وہ ہر شے کی داد دیکھا ہر قریب و بعید کے دل سے بے اختیار ظاہر ہوتا ہے اور رب ہی  
 داد ہو جاتے ہیں اور ہر کوئی ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ فلان خواہ کیا ہوا اسکا کیا

حال پر جیسے گلزار شکستہ ہونے سے اسکی کشت ویر کا جوش پیدا ہوا اور جو خارش دلون میں اور  
 بحث و کوریہ ماجرا کی پیدا ہوتی ہو غوب جان لو کہ یہی جوشش خون کی ہو جیسے اسوقت میں بعید اس  
 کام کا کھلنے والا ہی تھا سوچو داؤد نے اسکو فاش اور قہرا کر دیا ساری مخلوق ننگے سر و درتی آئی اور  
 سب سرزمین پر رکھ رکھ کے سجے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو سب کو رحلی ہیں ہر کو کچھ نہیں  
 سوچتا جان جو کچھ تم فرماتے رہے ہو اسکو مٹنے سنا ہو اور تھے ہم نے لیکڑون رنگ کے محاسب  
 دیکھے ہیں لیکن ہم معذور ہیں کہ بے دیدہ ہیں پھر نے تھے باقین کین کہ مشور ہو پھر نے خود کہا کہ  
 مخلوق کی لڑائی کیوں اسطے لو تم تین پھر اور فلائن لیکڑے اور پھین تین پھروں سے لاکھوں شمنو کو  
 لوٹ پوٹ کر دیا چنانچہ وہ ہر ایک پھر تھا راسکڑون ٹکڑے ہو کے دشمن کا غوغا رہا تو ہاتھارے  
 ہاتھ میں موم ہو جسوقت کہ درہ سانی تمکو معلوم ہوئی اور مٹنے کی پہاڑ تھا رے رسائل و شکو ہوئے  
 رسائل یعنی ہر زبان اور ایسے شکر گزار جیسے اندھا مار داد نود پائے سے شکر گزار ہو لاکھوں چشم دل کی  
 مچی ہوئی تھیں کھول دین اور تھا رے دم کی برکت سے عالم غیب و معرفت کے جانے کو لائق و اما وہ  
 ہوئیں اور یہ قوت انکی ہر مخلوق سے قوی تر اسلئے کہ وہ دالم جو اور زندگی بخش اور ون کی کسوٹ  
 کہ سر ہر اور سر قدیم جس اور پھر سے تو ہیں ہی یہ عجزہ سب معجزوں کی جان ہو کہ مردون کو حیات اپنی  
 بخشتے اردہ مراد دم دنیا دار سے وہ ظالم تھا مار گیا لیکن یہ کیسا اچھا ہوا کہ ہر ایک ہمسے ندا کا بندہ ہو  
 کفر و ظلمات سے چھوٹا ایمان سے بہرہ ور ہوا اختلاف مشن میں غزو کو غلبہ  
 تشبیہ نفس کی خوفی سے جو مدعی گامے کا تھا اور وہ کشندہ عقل اور داؤد حق پانچ کہ  
 مناسب حق ہو اور اسکی یاری و قوت ظالم کو مار سکنا اور تو نگر ہونا ورمی بکسبج سے  
 قولہ نفس خود را کش جہانی زندہ کن و خواہ را کششت اور ابندہ کن مدعی گام و نفس تست ہیں +  
 خوشی تن را خدا جبروت و مبین دآن کشندہ کا عقل تست رو بر کشندہ گام تن شکر شو عقل ہیست  
 و ہی خواہد ز حق در ورمی پیرنج و نعمت بر طبق در ورمی پیرنج او موقوفون ہیست + آنکہ کشندہ گام و را حاصل  
 بد ہیست + نفس گوید چون بکشتی گام و سن در آنکہ گام و نفس با ش نقش تن و خواہد زادہ عقل ماندہ بیوہ نفس  
 خوفی خواہد بکشت و پیشوا در ورمی بی سرخ میدانی کہ حییت و قوت ارواح است از ذاق سنیت + لیک  
 موقوف مست بر قمر با لگنا و بکشی اندر گام و وان ای گنج گام و + دوش چیز خورده ام و در تمام دوش  
 و در دست نہ تو زمام دوش چیز خورده ام افسانہ است + ہر چی آید ز پنهان خانہ است چشم بر آسا  
 از یہ دو قسم کہ از خوش چنان کرشم آموختم حبیب + اسباب ہابی و کرد و سبب مگر و ان سنگن نظر

انبیاء و قطع اسباب آمدند و سبوات خویش بر کوبان زدند و فی سبب هر کس بر الیگا نقد و بی زحمت چنان  
گندم یا قندہ رنگیام آرد و شد از سعی شان بیشم برابر بیشم آمد کس کشان، جلد قرآنست و قطع سبب  
غزور ویش و ہلاک بولسب، لمغنی چاش خرمگاہ سے صاف کیا ہوا فرماتے ہیں جیسے حضرت  
داؤد نے ایک نفس مردہ کو ہانکے ایک جہان کو زندہ کیا میں نے کفر سے خلاص دین سے مشرف ہونے  
تو بھی اپنے نفس کو مارتا تجھے بھی رشد و ارشاد پا کر ایک جہان زندہ ہوا اور اس نے تیرے خواجہ کو  
جو روح ہی مارتا تو اسکو سبذہ کر نفس تیرا ایسا ہو جیسے وہ خون فی دعویٰ ارگاہے کا تھا خبردار ہوا اسنے خواجہ کو  
مار کے آپ کو خواجہ اور بزرگ بنایا ہوا اور وہ جسے گاہے اری ہو وہ تیری عقل ہی جو کشندہ گاہے تن  
کی ہو اسکا انکسارت کر عقل ایک سیر ہو اور خدا سے روزی فی رنج و نعمت پہ طبق مانگتی ہو آب روزی  
بیرنج ہلکی کس بات پر موقوف ہو اس بات پر کہ گاہے تن کو جو اصل ہی کی ہی ہمارے تا نفس کہے کہ  
نہ نے میری گاہے کو کیوں مارا اس سبب سے کہ گاہے تن بھی نقش تن کا جو افسوس کی بات ہو خواجہ عقل  
تو مفلسی و فنا کشی میں لے ہے اور نفس خونی خواجہ او پیشوا ہو جائے یہ بھی جانتا ہو کہ روزی بیرنج کیا ہو  
ایسی چیز ہو کہ فوت احوال کی ہو اور ایک رزق روشن و بزرگ ہو لیکن یہ رزق سنی موقوف اسی پر ہو کہ  
گاہے تن کو قربان کرے اور جان لے کہ اسکے اندر گنج ہو بلکہ گنج کیا گنج گاہے تن کو بھرا ہو اور گنج گاہے تن کو بھرا ہو  
جسید سے تھا کہ ہر ام گور کے وقت میں ایک کمیست میں تنہا کے اندر عمارت وسیع مکی حسین حسین  
گاہے تن اور ہر قسم کے چرند پرند مرصع باقسام ابر غرض سید و سیماب زندہ تھا ہلو گاہے میں سمجھ کے ضرور ہی  
مارے دوست سے مراد و زرا دل ہو فرماتے ہیں کہ میں نے روز و رات میں کچھ نعمت عشق کی کھائی ہو اور  
لذت اس نعمت سے پائی ہو اس سبب سے کہ کچھ نہیں سکتا مجھ کو تنہا راز ناگفتنی کا منظور ہو ورنہ  
تیرے فہم کے ماتھ میں پوری لگام دیدیتا چہر اسی کے ٹالنے کو فرمایا کہ یہ جو میں نے کہا کہ دوست پر ہیز  
خودہ ام انہ اس سبب نہیں کہ سکتا اور اس بات کو سبب پر موقوف کر کے مدربیان کا کیا فرماتے ہیں  
یہ تو ایک افسانہ جو جو کچھ ظہور میں آتا ہو سب پنهان خانہ یعنی غیب ہی سے ظہور کرتا ہو میں نے جو  
آنکھ اسباب پر لگا کی وجہ یہ ہو کہ خوش مشیون سے کرشمے سیکھ لیے ہیں دیکھو وہ کیسے جیلے حواسے  
کاموں میں کرتے ہیں تو بھلا ہر جنکو اسباب سمجھتا ہو فقط سی نہیں ہیں انہر اور اسباب ہیں تو انکو کو  
اس طہر پر نظرست کر انبیاء بھی جو مبعوث ہوئے اور یہاں آئے انھیں اسباب کی قطع برید کو آئے  
نا تو سید ہو جائے اور سب سے کیوں پینے نیک ہفتہ تک پہونچائے جسے سب کے دریا کو بھرا دینے  
اس سبب سے جو بی ہری ہو الگ ہو اور بے زراعت صاف صاف گندم پائے انھیں کی سعی سے

شخص کے قودے آتا ہو گئے اور بڑی کیشم پشیم بنے۔ خود کہہ جی ہوئی اور دوسے انہی کے سارے اقراں قطع سبب میں ہر جسمین عز و دیش کی اور ہلاک ہو گئے کی ہو تو کسب سے مراد کفار جنگی شہم سبب پر جو

### مشل

قولہ مرغِ پاپلی دوسہ سنگ انگند، لشکرِ زفت جیش را بشکندہ پیل را سورخ سورخ انگندہ سنگ مر  
کو سیا لا برز مردہ دم گدا کشتہ برقتولن تا شہ و مردہ ہاندم کہ فتن حلق بریدہ ہمداز جای خویش  
خون خود جو بر خون پالامی خویش ہمچنین ذرا ذرا قرآن تا تمام بر نفس اسباب و علت والسلام  
کشتہ این نزع عقل کا افراسو و بندگی کن مائے امید اشو و بند معقولات آمد فلسفی ہشوار عقل عقل  
آمد صنفی عقل غفلت مغر عقل تست پوست بعد حیوان ہمیشہ پوست جوست ہنغر حوازی پوست ارد  
سد لالہ مغر نوزد لالہ لالہ حلال، چونکہ کشتہ عقل بعد بر بان و ہر عقل کل کی کام بی اقبال  
عقل مغر بکند یکسر سیاہ عقل عقل آفاق وار و پر راہ و از سیاہی و ز سپیدی فارغت، نورناش چل  
جان بازغت، یعنی جائیدہ فرماتے ہیں کہ تو غور کر! بیل جیسے مرغ خرد و کو چاک و عین تجھڑا لیں  
اور ایسے بڑے لشکر ہشہ کو شکست دے کہتے ہیں جب لشکر اہل بیل کا لشکر ہشہ پر آیا جسمین ہاتھی بہت تھے  
تو در و کنگریاں انکے بچوں میں فقیں اور ایک ایک منقار میں انکے ڈالنے سے یہ حال ہوا کہ ہاتھوں  
کے جسم سورخ سورخ ہو کے چلنی ہو گئے پھر اومی کی کیا حقیقت اب بھلا بتاؤ تو ایسے پھر کسی مرغ کے  
کسان چلوتے ہیں جو ایسی بندی و زیارتی پائین سوائے قدرت حق کے ایسے ہی حضرت موسیٰ کے وقت  
میں عایل نے ایک بنی اسرائیل مارا گیا تھا اسکا قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا حکم ہوا کہ سامری کی گائے دج  
کو بکے اسکی دم مقتول کی لاش پر اور وہ قاتل کو تبا و گجا او۔ اسوقت کہن میں زندہ ہو جائیگا چنانچہ  
ایسا بن جا کہ وہ متن بریدہ آٹھ کھڑا ہوا و نیم اپنا اسنے اپنے خون پالا سے طلب کیا اور بلی بنا  
ابن ایسے ہی تمام قرآن میں اول سے آخر تک بالکل نفس اسباب و علت سے مذکور ہو کر ان ردون  
سے دور جاتا رہے اسکا دن میں انکو فضل مدے یہی سلامت کی بات ہو خوب جان لے ان  
ہا تو ان کا کشف و علم عقل کا راز کا جو اور ضبط بن ڈالنے والی ہو کام نہیں ہو اگر تو اسکا کشف چاہتا ہو  
تو نہ کی کرتب تجھ پر کھل جائیگا ایسے کہ معقولات یعنی عقلی باتیں فلسفی کیوں اسے سمجھ نہ سکتے اور قید  
ہیں وہ نہیں کہہ رہے تا و طرٹ اجائیں اور جو صنفی و ہرگز یہ ہیں وہ اس عقل کی عقل ہو ای و مغر  
تخلاص ایک شہسوار ہیں یہ عقل کی جو عقل ہو وہ مغر ہو او تیری جو عقل ہو پوست ہر جی اس عقل ہو  
کہا طالب ہو حیوان ہو کیونکہ اکثر حیوان ہی طالب پوست بھوسی بھوسہ چھلکے بھل ہی کا ہوتا ہو اسکا سوسہ

اسی کا خواہاں ہو اور جو منہ خرم ہیں اس پست سے سیکڑوں بیاریاں اور زاراضیاں رکھتے ہیں ان کے لیے  
 صدمہ نہیں دینے مگر حلال ہو کر اگر بار بار لفظ تاکید عقل جو قشرینے مجوسی شکل اس عقل کی ہر سیکڑوں حجت برائے  
 میں چھوڑا الٹی ہو جاتا تو سے شک شکوک کے ہیں اور وہ جو عقل پر اس کا کوئی قدم بے اقیان و یقین کے نہیں  
 جو قدم رکھتی ہو اقیان پر کھتی ہو قہر ہی عقل و فکر کے دفتر بالکل سیاہ کرتی ہو اور جو عقل کی عقل ہو حسان کو  
 ماہ سے بہرہ رکھتی ہو چہرہ شدت نور سے ہر عقل سیاہی و سفیدی سے نچت ہو اور کاغذ و درشتائی سے  
 اور نور اس کے ماہ کا دل و جان پر تابان و فروزان تو کہ این سیاہ و کان سپید از قدر یافت و دان شب  
 قدرت کا خروار تافت و تیت ہمایان و کیسہ از درت ، بنی زری ہمایان و کیسہ از برت و چہنما کہ  
 قدرتن از جان ہو و قدر جان از پرتو جان ہو و اگر تیری جان زندہ بی پر تو کیون و ہیج گفتی کا دران ا  
 سیتون و ہین بگو کہ ناطقہ جو سیکندرتا بقرنی بعدا کی رسد و گرچہ ہر قرنی سخن آری بود ایک گفت  
 سابقان یاری بود فی کہ ہم نوریت و بخیل و زہور شد کہ او صدق قرآن اسی شگورہ و زری بے رخ  
 جو فی بی حسیب و کو بہشتت اکو و میریل سبب بلکہ زرقی از حداد و بہشت و بی صدراع غبار و ہیج و کشت  
 و انکہ نفع مان دران مان دادا دوست ، بہریت آن نفع بی توسیط دوست و ذوق پنهان نفس نمان  
 چون اسفروہت نمان بی سفر و ملی را بہرہ است ، رزق جانی کی بری با سے حیت و جزو بدل شیخ  
 کو داد و دست نفس چون شیخ بیہ کام تو و ازین و ندان شود و رام تو و صاحب این گاورام آگاہ شد  
 کہ وہم و او داد آگاہ شد و عقل گاہی غالب است و در شکار و پر سنگ نشت کہ باشی شیخ یا رہ نفس از دست  
 با صد زور و فن و روی شیخ اور از تر و دیدہ کن و اگر تو خواہی اپنی از اثر و بد و دستش از دوان کن یکدم رہا  
 خاک شود پیش شیخ با صفا و تاز خاک تو بود یکدیا کہ تو صاحب گاورا خواہی زبون و چون نہران  
 سبخت کن آن موسی حرون و چون بنزدیک ولی اللہ شود و آن زبان صدر گزشت کو تہ شود صد زبان  
 اور ہزار نش صد لغت و رزق و دستا نش نیاید و صفت و دعوی کا و نفس کہ فصیح و صد ہزاران حجت آورد  
 تا صبح و المعنی اور یہ رنگ سیاہ و سپید کی صفین جو دونوں ہیں ہین دونوں نے تقدیر سے پائی ہیں  
 کہ ایک کو سیاہ ملا دوسرے کو سفید و وہ دونوں عقلمین مذکور ہیں مغز و قشر اور اسی شب قدر کے  
 نور سے ہر کہ تہ و میطح و دونوں میں چمکا بس جو عقل اس رنگ سے خالی ہو ایسی جو جیسے ہمایان کعبہ  
 بے زکرہ و دونوں کی قدر زہر ہی سے ہو چاہے کیسہ ہو چاہے ہمایان ایسے ہی قدرتن کی جان سے ہو  
 اور جان کی قدر پر تو جانان سے بس اگر تو جان ہو اور زندہ ہو اور کبھی تنگ پر تو جانان کا تیری جانین  
 نہیں صحت میں جو تو نے کافروں کو میٹھون کہا تو بڑی ہیچ بات کہی تو تو خود مردہ ہو اور ان کا فروں کا

جنگ و جدائی کے فرمایا جو تھا اسے مسیح مسیح کی نظر سے لے کر اور زمین پر تو اسے کھدینا والا اس کو جو جیتے جی مردہ درگور ہو آب جو کا فزون کو مسیہوں کہنے سے منع فرمایا اسی کی نسبت فرماتے ہیں کہ زمین خردار ہو کے جاتی تھی تو تھانہ ایک نہر کھود رہی جو اس میں ہے ایک قرن بعد پانی آئیگا یعنی اس کا درگور ہمارے جاری زندگی میں نور و نور ہوگی زمین جیسے اکثر شجرانے یہ منہوں ادا کیا ہو البتہ بعد سے جب ایک قرن گزر جائیگا اور قرن چاہے سو برس چاہے اسی برس چاہے چالیس برس اور چاہے تیس برس اور اس عرصہ میں اگرچہ اور سن آریاں بھی ہونگی یعنی لوگ اپنا اپنا سخن ظہور میں لائینگے لیکن کیا ہو گا کلام سابقوں ہی کے بارہو جائینگے اور اُس سے طلبائینگے کیا نہیں جانتا تو اسے شکور کہ توریست و انجیل زبور قرآن سے پہلے ہیں آفریدہ سب گواہ صدق قرآن ہی کی ہوئیں جابجا مصدق لما نعم آما ہو آب کہتے ہیں وہ روزی و حوثہ جو میریج و حسیاب ہو یعنی ایسی کہ نہ کوئی شیخ اُس کے ساتھ گاہو نہ حساب اس ایسی کہ گونا گوبریل نے تجھ کو بہشت سے سب لادیا بلکہ بہشت کیا خداوند بہشت سے وہ بڑی مانگ جو بے صداع باغبان اور کھیتی کے ہو کسوا سٹے کہ وٹی میں جو نفع ہو وہ اسکا عطا کیا ہو اور اسی کی داد ہو اسکا مطالب ہو کہ ان سے جو نفع قوت جان کا ہو وہ حاصل ہو جائے اور بے توسط پرست وہ تجھ کو دے کہ خود ان بھی ایک پرست ہو اسکا واسطہ بھی نہ رہے ذوق نامان کا جو پہنان ہو یہ نفس ہو کہ وہ بھی پہنان ہو اور وٹی ایسی جیسے سفرہ کہ دونوں ظاہر ہیں لیکن وہ باطن ہے سفرہ ہو وہ حاصل ہو گا ہو تو کسی سنی حیت اور کوشش تمام کہ گیارہ ذوق جانی اپنی سنی سے نہیں پاکیگا البتہ شیخ کے عدل سے جو داؤد تیرے وقت کا ہو جیسے داؤد نے عدلی کر کے اس دعا کو روزی پر ہو نچایا اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہ جب نفس تجھ کو شیخ کے ساتھ دیکھینگا اور تیرے کام کے موافق تو یہ بھی بن و دمان یعنی نہایت دانت اگچہ اس کے تیرا مطاع و تابع ہو جائیگا دیکھ لے صاحب گاہے کا جو بدن تھا اُسے بھی تو اس وقت تک چن نہیں لیا جب تک دم داؤد سے آگاہ نہوا عقل بھی تیری جی سگ نفس پر غالب ہوگی اور اسکا شکار کرے گی جب شیخ تیرا بار و بد و کار ہو گا نفس تیرا ایک اثر دہا ہو چکر و فن اور شیخ اُس کے حق میں زمر و آنکھ پھوڑنے والا کہتے ہیں شام کے ملک میں ایک سانپ چڑھا ہو جسکے دیکھنے سے آدمی مر جاتا ہو مگر زمر دے اندھا ہو جاتا ہے ایسے اسے اس ملک کے لوگ زمر و اپنے پاس رکھتے ہیں اب اگر اس اثر دہا سے خبیثی اور ناروغ البالی چاہتا ہو تو دم بھر دامن شیخ کا مت چھوڑا اور اُس شیخ باعفا کے سامنے خاک ہو جاتا تیری خاک سے کہہ پیدا ہوئے کہ تو چاہتا ہو کہ میں صاحب گاہ کو جو نفس ہو اور گاو تن و باکون اور زمر کر دوں تو گدھوں کھچ اسکو اور حوں خوب بنی بدشت میں رہے کہ کہ حقیقت کسی دلی اثر کے پاس جاے تو وہ زبان اکی



سوزنی ہو رہی ہو گواہ ہو جائے اب فرماتے ہیں ایک زبان کہوں نہیں سیکڑوں زبانیں اور پھر انہیں  
 سیکڑوں لہٹ پٹے بولیاں پھر اسکے کہ وہ جیون کی کوئی کیا صفت کر سکے مدھی گما وچن کا نفس ہو گئی کسی  
 جہتیں اس گما وکے معاملہ میں لانا ہو اور کیسی فصاحت سے انکو ادا کرتا ہو حالانکہ وہ جہتیں سب صحیح و درست  
 ہیں غرض یہ کہ تن پروری کے لیے کیا کیا باتیں بتاتا ہو قولہ شہر ابغیرہ الا شاہ ما درہ تاندر و شہ  
 گما درہ نفس اتیج معصفت دیہین و خیر و شیر اندر شہتین مصفت سالوس او باور کن و خوش با او بر  
 ہر مکن و سوی جو صفت آور و بہر و ہنود و اندر اندر و ترا و قروج عقل نورانی و نیکو طالبت نفس  
 ظلمانی بروچن غالب ست و زانکہ او در خانہ عقل تو غریب و بر و خود سگ بود شیر مہیب و باش شیران  
 سوی پیشہ روز و دین سگان کور انجا نگر و ندید مگر نفس و تن نہ اندام شہر او گر دو جز بوجی اقلب قمر  
 ہر جناب دست یار و شود و جز گرد او و کہ سخت بود و کہ مہل گشت جس تن نامد ہر کہ احتی در  
 مقام خود کشاند و خلق جملہ علی انداز کہیں و یا علت میشود علت یقین و ہر نفس و دعوی و او دوی کنند  
 ہر کہ بی کینہ کف دروی زندہ از صیادی بشنود آواز لیلہ مرغ اہلہ میکند ان سوی سیر نقدہ از قلب  
 شتاب غریبیت ہرین از و بگریزا اگر بہ منو بست و رستہ و بر بہتہ پیشا و یکیت و گر بقیض عوی  
 او در شکیت و یخچین ہر گز نہ کی مطلق ست و چو نش این تئیر ہو و موت ست و ہین از و بگریزون  
 آہو شیر سوی اوشتاب می دہا لیلہ و لہمنی تبا سید صدر فرمایا کہ نفس گورہ مار فریبی ہو ایسا کہ  
 تمام شہر کو فریب دے و ہو کہ میں لائے مگر چو شاہ شہر کا ہو اسکو غریب نہیں دے سکتا اسلئے  
 کہ وہ آگاہ ہو آکی راہ کیسے یا سکتا ہو نفس وہ مسکا ہو کہ مطلق ہو تو شیخ ہو اور ہاتھ میں مصحف مجید  
 لیکن ستہین میں خیر و شیر نہان اسکا قرآن بالکل کر کا ہو ہرگز اسپر یقین مت کر اور نہ اسکا ہر  
 آپکو بنانہ اسکا اپنا ہر ہننے دے ہر سہ کے معنی برابر والا ورنہ انکو واد نفس پر اطلاق تائیت کا بھی ہو  
 یہ وہ ہو کہ و جنو کا و ہو کا ویکر تجھکو حوض کے پاس لائے اور نہ قعر جوین و الدے سینے ادنی کی کے قریب  
 سے بہت بڑے کنادہ میں تجھکو ہو بونے ہو چتے ہیں یہ تو تبا و عقل تو ایک نورانی شوط لب خدا کی  
 نور غلامانی ہو کیسے اسپر غالب غفلت تو نور کے سامنے نہیں ٹھہرتی اسکی وہ یہ ہو کہ نفس تو گھر میں کیا  
 مالک بنا بیٹھا ہو و عقل ایسی ہو رہی ہو جیسے مسافر کو ٹھہرا پھر کیسے دل نہوا سلیے کہ اپنے گھر پر گنا شیر  
 ہوتا ہو ورا ٹھہرا د کہ شیر اپنے بیٹوں کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ مراد و ج سے ہو پھر یہ کہے کہ نہیں ٹھیک  
 سیکھنے مگر نفس و تن کے عام لوگ شہر کے نہیں جانتے اسواسطے کہ یہ سوائے وحی قلب کے جو خدا تعالیٰ سے  
 اسپر نازل ہو کسی سے مقولہ و زبون نہیں ہوتا بس جو اسکی جس سے ہو وہ اسکا یار ہو جاتا ہو سب

اور انوکے کہ وہ تیرا شیخ ہو کسواسطے کہ وہ بدل گیا اور جنس من سے مراد جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے مقام پر بٹھایا اور یہ ساری مخلوق ایک بڑی علت ہو کہ گھات میں اپنا کام کر رہی ہو اور سب ایک دوسرے کی طرف رجوع ہیں اور کیوں نہ ہوں اسواسطے کہ علت کی طرف علت ہی جاتی ہو اور اسکی یار ہوتی ہو ہر شخص ناچیز و عہوی کرتا ہو کہ میں دانو ہوں جیسے منے منہ ظہور میں آیا کہ جو تیرا کو پکڑتا ہو اور بیعت کرتا ہو جیسے مرغ احم صیاد سے آواز مرغ کی سنتا ہو اور آدھر کو دوڑتا ہو جسکو بیعت شاخت و تیرہنو کہ نقد کون پر قلب کون وہ نگراہ ہو خبردار تو اس سے بھاگ اگرچہ معنوی ہی کیوں نہ ہو اسکے سامنے ہیر و آزاد سب ایک ہیں اور ہر چند عہوی یغین کا کرے ہرگز نہ جان وہ بیشک شک میں ہو تیرا یا شخص چاہے تو کی مطلق کیوں نہ ہو جب اسکو یہ تیر نہیں ہو تو احم ہو خبردار ایسے شخص سے تو ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن بھاگتا ہو تو اسکو دانا بیدھڑک دلیہ ہو کہ آوہرست جا اختلاف شرح بجز اہل دم میں کو بہل کو گویا بھاگ عجبی اور جنس کو جس لکھا ہے

بھاگنا عینی علیہ السلام کا پہاڑ پر اور ایک شخص کا پیچھے آنکے جانا اور ہول کرنا

قولہ جیسی مریم کیوہی میگہ سخت شیر کوئی خون او میخاست رحمت در آن کی در پی و دید و گفت خیر و در پست کس نیست چہ گزیری چہ طیرہ ہشتاب و آسپان امتیانت جفت و گزشتاب بود جواب او گفت ایک وہ میدان دینی جیسے برآمد پس سجدہ و عیسیٰ ابجوانا و گزنی و مضات حق یک خطہ بایت کہ مراد بکر گزشت شکایت داز کہ این موسیٰ گزیری ای کریم نہ سپت شیر و نہ خضم و غوف ہم گفت از احم گزیری ہر دو میرا تم خویش را بندم مشوہ گفت آخر ان سچا نہ توئی کہ شود کور و گرازد مستوی گفت آری گفت آن شغیبتی کہ فہم خیب اما یوتی ہ چون بخوانی آن منون ہر مردہ ہر جہد چون شیر صید آورده گفت آری آن تم گفتا کہ تو بئی زہل مرغان کنی ای خوبہ و ہر دو بروی بروی سبک تا جان شود و ہر ہوا اندر زمان ہر آن شود بھمی حضرت عیسیٰ بن مریم کو دیکر ایک پہاڑ کی طرف بھاگتے جاتے تھے ایسے جیسے کہ کیکے پیچھے مار ڈالنے کو شیر ڈرا ہوا ایک شخص اسکے پیچھے دوڑا اور کہا خیر ہو تمھارے پیچھے تو کوئی نہیں ہو پھر بزد کی طرح کیوں بھاگے جاتے ہو مگر یہ ایسی تناسبی سے جفت شدہ ہوے جاتے تھے کہ تناسبی کے نام سے اسکو جواب بھی نہ دیا و شخص ہوا ایک میدان تو انکے پیچھے دوڑا پھر رعبی گوش سے آنے انکو بلایا کہ واسطے مضیات خدا کے ایک خطہ ٹھہرو کہ جسکو تمھارے بھاگنے میں ایک بہت بڑی مشکل و تہم از کریم کس سبب اس طرف کو بھاگتے ہو نہ تمھارے پیچھے شیر ہوتا ہو نہ دشمن نہ خوف ڈر کی کوئی بات کہا احم سے بھاگتا ہوں نے بس جا اسواسطے کہ میں لوگوں سے آپ کو چھڑانا چوں لو سیرا

پہنچا اور بندہ مت بنے کہا اگر وہ سہیا کیا تم نہیں ہو جسے اندھے بہرے لپٹے ہوئے ہیں کہا جان  
 میں ہی ہوں پھر اسنے کہا کیا وہ شاہ تم نہیں جو جواضون عینکے مادا و موطن ہو کہ حیثیت میں پراسون  
 پڑھتے ہو تو خوشی کے مارے شیر شکار اور وہ کی طرح کلہاڑی مارنے لگا ہو کہا جان میں ہی کیا تم وہ  
 نہیں ہو کہ تنے مٹی سے مرغ خوبصورت بنائے اور اسپر دم بھیجے نکلنے سے غور آنہ جان پڑ گئی اور وہ  
 نہ اڑ گیا قول کہ گفت آری گفت پس یامح پاک + ہرچہ خواہی می کنی از کیت پاک + با چہین برہان  
 کہ باشد و جہان + کہ باشد مرزا از بندگان + گفت عیسی کہ بذات پاک حق + مبدع تن خالق جان در حق  
 حیرت ذات و صفات پاک + کہ بود گردون گریبان پاک + اور کان منون و اسم اعظم سا کہ سن + بر کرد  
 بر کور خواندم شد حسن + بر کہ سنگین بخواندم شد شگاف + خرق را برید بر خود تا بناف + بدین مردہ بخواندم  
 گشت جی + بر سر لاشی بخواندم گشت شی + خواندم آنرا بول + حق بود و عدد ہزاران با در دانی و شد  
 شاگ خاما گشت و دان خوب گشت + در یک شد کردی ز روی حق گشت + گفت حکمت حیت کا بنی اسم حق  
 سود کرد اینچا بنیواد اسبق + آن جہان رخت و این ربی چاہا دانشد اورا و این را شد و اورا لغلی  
 چہ آئے حضرت عیسی سے کہا کہ اسی روح پاک تم تو جو چاہتے ہو سو کرتے ہو پھر تمکو کسا ڈھڑی اسی برہان  
 قومی بد تمکو حاصل ہوا کے ساتھ کون ایسا ہو جو تمہارے ہندون سے نہو حضرت عیسی نے کہا کہ قسم  
 ہوزات پاک حق کی جو بنائے والا تن اور پیدا کرنے والا جان کا ہو سابق یعنی روز ازل میں اور قسم ہو  
 اسکی ذات صفات پاک کی حرمت کی جسکے شوق میں گردون گریبان پاک ہو اور وہ ہر روز حق کا چہلو  
 چاکہ گریبان ہو وہ اسون اور اسم اعظم جو میں نے کور کر پڑھا اچھے خاصے ہو گئے اور کوہ سنگین پر  
 چڑھا تو اسنے صفات ہو کے اپنے فرقہ کو ان تک بھاڑ ڈالا مردہ کے تن پر چڑھا زندہ ہو گیا اور لاشی  
 کے سر پر چڑھا شو ہو گیا اور سیکو میں نے احمق کے دل پر دوستی کے ساتھ لاکھون + پڑھا اور کچھ علاج  
 نہوا و بالضم و تشدید دوستی تنگ خارا تو اس سے بل گیا اور احمق کی غوغا بدلی گویا رنگ ہو گئی  
 کہ جس سے کچھ کہتا ہی نہیں اس شخص نے پوچھا کہ میں حکمت کیا ہو کہ وہاں تو اسم حق بیجا کہہ گیا اور  
 یہاں اُسے سب تن پڑھایا یہ سچ احمق اور کورنا کری سب ایک ہی ہیں جیسا کہ دیکھا وہ پھر کیا سبب  
 اسکی دوا ہوا اسکی منہ اختلاف شرح میں بیت کونیت اور بخواندم کہ بخواندم لکھا ہو کہ گفت رب  
 احمق قمر خداست + رب رب کوری نیت قمران ابلاست + ابلا بخوبیت کان رحم اور وہ احمق رخت بیت  
 کان رحم اور وہ اپو داغ دوست ہوا و کردہ است + پارہ ہر وہ نیا روز بدست + از آفتان بگریز چون  
 عیسی کر نیت + محبت احمق ہے خونا بر خین + بر سر آرد زخم ربخ احمق + جم بود چارہ جوئی کان رخت

انکے لاندہ کب را و دود ہوا + و آئین دزد و ہم احمق از شما گریست را و دود و سردی و دہلہ چمنیں کو دیر سر  
 سگے مندہ آن بسیار اذرتہ از بیم بود + ایمنت او آن بی تعلیم بود + نہ مہر را پر کند آفاق را + نہ غم آن  
 خورشید با اشراق را + معنی حضرت عیسیٰ نے کہا کہ رنج احمق سے اور کوری سے بڑا فرق ہو رنج احمق خدا کا  
 تہوہ اور کوری خدا کا قہر نہیں ابتلا ہو بیٹے اسکی آزمائش بس ابتلا ایسا رنج ہو کہ رحم پیدا کرتا ہو اور  
 احمق ایسا رنج ہو کہ زخم لاتا ہو یعنی عذاب و عقاب جو شو کہ عالم میں اسکی داغ زدہ اور زہر کردہ ہو کئی  
 چارہ اس پر تاکہ نہیں ڈال سکتا ہو کسی کا مقدم کیا گیا کہ فرما طبع علی قلوبہم من گئی انکے دلوں پر آب  
 فرماتے ہن جیسے حضرت عیسیٰ احمقوں سے بھاگے تھے ایسے ہی تو بھی بھاگ انکی محبت نے بہت خون  
 بسائے ہیں جس سے مراد خرابی میں ڈالنا ہے جو احمق کے رنج میں مبتلا ہو سرور و خرم کاری کھاتا ہو اور  
 اس بد نصیب کی چارہ جوئی کا رحم متلاشی نہیں جو احمول ہو کہ ہوا تھوڑا تھوڑا کر کے پانی آبادوں کا  
 پیرا تھی ہو ایسے ہی احمق تھے تمھاری خوبیاں چراتا ہو تھوڑی تھوڑی کر کے چنانچہ فرمایا کہ گرمی تیری جو  
 مراد حرارت عشق سے ہے چراتا ہو سردی تیرے والہ کرتا ہو اور ایسی ہی سنگت ہے نیچے رکھتا ہو جو مراد تہمت  
 سردی سے ہے کیلئے کہ جہارے میں پتھر بہت سرد ہوتا ہو آب فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کو جو احمقوں سے حد تھا  
 تو کسی خون کے سبب سے نہ تھا اسیلئے کہ وہ تو ہر خون ویم سے سخت تھے مگر یہ بھاگنا اور دن کی تعلیم  
 تھا تو یہ کیفیت کہ اگر زہر سردی سے تمام جہان کو بھرو دے تو اس خورشید با اشراق کو کیا غم انکی گری  
 و روشنی تو کھو نہیں سکتا اختلاف شیعہ بجا العلوم میں برودست کو دوست جوئی کو چوٹی لکھا ہے

قصہ اہل سبا اور حاکم انکی اور نشانہ نصیحت انبیا کا این

قولہ یادم اہل سبا کہ زدم احمق صبا شان شد و باد آن سبا ماند بشہر بس کلان + ورفسانہ بشہری  
 از کو دکان دکان افسانہ می آورند درج ورفسانہا بس سر و پند ہر لہا گویند ورفسانہا گنج میجو  
 و رہبہ ویرانہا بود شہری بس عظیم و مدلی + قدر او قدر سکہ پیش فی بس عظیم و بس فراغ و بس از دست رفت  
 تو تو بچوں پانید مردم وہ شہر مجمع اندر و دلیک جلدہ تن ہشتہ روز اندر و نوع خلافت بشمارہ لیکان حبلہ  
 سہ نام سخنیہ کا بہ جان کہ اہل سبا ان تاخلفن مگر نہ راست باشند نیم تن مدآن کی بس دور بین و دیدہ کوثر  
 از سلیمان کو دیدہ پای مور مدآن و گریس تیز ہوش و سخت کرد گنج و روی نیست کیچو سنگ درد و ان و گر غور و  
 بہ ہند لا رشتہ لیک و امنہای جامہ او و رازد المعنی سگر و نصتین و را و شد و کاف فارسی شمی کا پالہ خرم  
 فرماتے ہیں کہ او پر میں نے اہل سبا کا قصہ شروع کیا تھا وہ رہ گیا اب ان احمقوں کے ذکر سے بھر دیا گیا  
 الحمد اسکہ بیان کروں کہ وہ بھی ایک احمق ہی کے دم سے خراب ہوا اور صبا وطن کی وہاں کے لوگوں پر

و با ہو گئی اور وہ سیام شاہ ایک بڑے شہر کلان کے تھا کہ لڑکے بھی اس کا قصہ پڑھتے ہیں ایسا مشہور  
 تو چاہے تو افسے اسکو سن لے کہ لڑکے اس کے قصے لاتے ہیں کہ ان کے قصوں میں نہایت ہی سر و نصیحت  
 درج ہوتی ہو اب فرماتے ہیں کہ ان کے افسانے بڑے ہی لیکن چوہیہ کہ چوپایہ کے ہرل سے جو حاصل کرے  
 اسلئے کہ ہر چند جلد ویرانوں میں گنج نہیں ہوتا مگر طالب گنج کو چاہیے کہ کبھی ویرانوں میں ٹوہو ٹوہے کا آخر  
 گنج کا ٹھکانا ہو تو ویرانہ چنانچہ فرمایا کہ سب تھا تو ایک شہر عظیم بزرگ لیکن قد میں ایسا جیسے ایک چوہا  
 سیالہ مٹی کا اس سے زیادہ نہیں دیکھی چوڑائی لمبائی و بزرگی نہایت ہی نہایت مگر آبادی میں زلفت نہیں  
 گچھ چچھ کھا کھس تو بتوتے تھے اوپرشل پایز کے جس سے پرت اور بونے نافوش دونوں مقصود ہیں آدمی جتنے  
 دس شہر میں ہوں اس ایک اکیلے میں جمع تھے لیکن سب سے تن نجس ناپاک کہ چوہو بھرائی تھو پر نہیں ٹپتے  
 تھے مخلوق میں بشما جمع تھی لیکن وہ سب تین قسم کے کہ سب خام اور پختہ حواریئے کرانجان و کدہ  
 آگئی جانوں کے کبھی جانان کیطون ایک دیر بھی کی گئے کبھی توجہ جدا انوے بس اگر ایسے ہزاروں ہوں  
 تو ایک تن کیا نیم تن بھی نہیں جس ایک قسم تو وہ کہ دور میں تو بڑے مگر انکھوں کے اندھے اور اندھے کیسے  
 کہ سیلیان کو تو دیکھیں نہیں اور رور کے پانوں دیکھیں اور دوسری قسم تیز گوش مگر سخت بہرے حسین نام کو  
 گنج نہیں اور زر کے بجائے پتھر پئے اچھی باتوں سے بے بہرہ اور بڑائیوں سے بھرے ہوئے اور تیری  
 قسم ننگے برہنہ لاشہ تازہ و زار و زار لیکن دامن جامہ کے نہایت لنبے چو کہ گفت کو را ایک گروہی میرند  
 من بھی نیم کہ چہ قومند و چند گفت کر آری شنیدم باگ شان و کہ چہ یگوندیدہ واد نہان و آن برہنہ  
 گفت ترسان دان منم کہ میرند از درانی و امنم کہ گفت ایک بنزدیک دیدہ و نیز گریزیم پیش از رخ و بند  
 کہ میگیدہ کہ آری شعلہ پیشو و نزدیکتر یا ان ہلہ و آن برہنہ گفت آوہ و امنم از طمع بر بندن اما ایمنم و شکر را  
 ہشتند بیرون آمدند و زہریت در دہی اندر شدند اندرمان دہ مرغ فریاد فتنہ و لیک ڈرہ گوشت بر  
 وی فی شرد و کورید و آن کر آوارش شنید و عجب گرفت و بہمن و کشید و مرغ مردہ خشک و زخم کلاخ و آتشی نہا  
 زار گشتہ چون باغ و پس طلب کردند و یکی یافتند بی سرو بی بن سبک نشناختند بہرہ سر آتش نہا و دآن ستن  
 مرغ فریاد بگیلہ در زمرن آتش کرد و چندان ای سپر کا ستوان شد پختہ کوش پنہ دران ہموچو نہ چون  
 از صید شیر ہر کی از خور و نش چون پلی سیر ہر سہ دان خور و ندیس فریاد شدند چون سہ پل بس بزرگ و سہ  
 شدند و آتشیان کرد و فرسہی ہر یک جوان و در گنجیدی ز زرقی در جہان و با چہین کبری و ہفت اندام رفت  
 از شگاف در بون جہنم و رفت و راہ مگر غلق ناپید ابرہیت و ز نظر ناپاک کہ آن ہوا بہریت و نیک پیانی  
 کار و انہا تفسہ و زین شگاف و در کہ بہت گشت مفتی و بہرہ درار چوئی نیابی و آن شگاف و سخت ناپیدا و و چندین یافت

اسی دنیا والی مسام الدین جان دانا بایگفت شرح این بیان ای سپر حضرت شمس المصطفیٰ فیضانہ نیت در آستانہ را  
روی در بیگانہ نیت المعنی کہ گویہ تبیین خبردار باش آوہ آوہ تہذیب بکسر بفتح پست و خوار بناغ بفتح جوب  
خشب و تار عنکبوت بہت اندام سرستینہ پشت ہرود دست چہرہ پا بجم غلاب و کسب باطن و داغ دل و گل  
تلی بقیہ چہرہ پتہ عمدہ بعض نے چہرہ گوش زبان بطن فہ دست و پا کو کہا ہر دو فاف بہینا عروس کا شوہر کے  
گھر اور ہم بستر کرنا اب فرماتے ہیں کہ بخدا انھیں تین ہشتاد روئے کوئے کما کما کہ میں گیا دیکھ رہا ہوں کہ  
کوئی دم میں ایک گروہ چکی قوم کو میں جانتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ میں کتنے آرہے ہیں ہرے کے کہا کہ  
ہاں میٹاک آتے ہیں میں نے اکی آوا دینی اور جو طائر انھوں نے کسا وہ بھی رشتا اور جو چھپا کے کہا  
بھی رشتا جس نگے نے کسا کہ درتا میں بھی ہوں اس بات سے کہ میرے دہن لینے دیکھ کے نہ گزرتے لیکن میں  
انہ سے نے کہا لودہ نزدیک گئے اٹھو خبردار ہول خنی ہونے پر طے جانے سے پہلے بھاگ چلیں  
بہرے نے کہا ہاں خبردار ہر جا شور غل تو ہے بہت نزدیک ہو گیا ہر جگہ نے کہا اے دہن میرا لایح  
سے کاٹ لینے میں مزور نیست نہیں ہوں غرض اس اندیشہ سے شہر کو چھڑ دیا اور شہر سے بھاگ کے  
ایک گاؤں میں گھس پڑے اُس گاؤں میں انھوں نے ایک مرغ فرو پایا اور ایسا فرجیر ذرہ بھر گوشت  
نہیں نہایت لاغر و ضعیف آہ سے نے اسکو دیکھا بہرے نے آواز سنی نگے نے اپنے دہن میں دبا لیا  
اور وہ مرغ مردہ اور خشک کہ قون کا لویا گر دیا ایسا چکی طریان دار مثل تار عنکبوت کے پتھر انھوں نے  
تلاش کی اس مرغ کے پکانے کو تو ایک دیگ ایسی پائی جسکا نہ سر نہ بن جلدی اسکی طرف دوڑے بس  
ان تینوں نے اس مرغ کو دیگ میں کر کے من و ہر سے اگل پر رکھ دیا اور اسکے نیچے اوپر اتنی اگل  
جلانی کہ طریان تو اسکی بچتہ ہو گئیں لیکن گوشت کچھ خبر نہیں ہوا پھر وہ تینوں اس دیگ میں سے کھانے  
لگے جیسے شیر شکار کھاتا ہر بڑے بڑے چٹے اور ہر ایک اسکو کھا کھانے باغی کے مانند سیر ہوا یہ تینوں  
اسکو کھا کے خوب موٹے ہوئے ایسے جیسے تین ہاتھی بزرگ و کلان آہ رہا تھا موٹے ہوئے کہ ہر ایک  
جوان مٹائی کے مارے جہاں میں نہیں ساتا تھا لیکن باوجود ایسی بزرگی و کلانی اور زہنی و موٹاپے  
کے شکان دروازہ سے نکل کے چلے گئے اب فرماتے ہیں کہ راہ مرگ خلق کی بڑی ایک راہ نامیدہ کہ  
کہ نظر نہیں آتی اور بڑی بے ٹھکانے دیکھ لے اسی راہ میں سے پڑ پڑ قافلے قدم بقدم ایک دوسرے  
کے رکھتے چلے آتے ہیں اور اسی شکان در سے کہ وہ مخفی ہو اور جو دروازہ پر تلاش کر گیا اس شکان کو  
تو ہرگز نہیں پائیگا سزا ناپید ہو اور اسی میں یہ سب زفات یعنی شباب و گمان ابھیا راغنی  
کی طرف متوجہ ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا والی شرح اسکی پھر بھی خوب ظاہر بیان کرنا چاہیے اور ہر خفقہ

ایمانہ مدت جان اسلئے کہ آشنا بیکانہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہو

شرح کور دوبرہن اور گرتیر شتوا اور برہنہ دہن اولی

خو کہ کرا مل ادا ان کہ مرگ ماستینہ مرگ خود نشینہ و نقل خود نریدہ مرص نامینا ست مینہ موبو عجیب  
 خلقان و بگوید فاش او عجیب خود یک ذرہ چشم کور او اہمی نہ مینہ گر چہیت او عیب جو بدو پیش  
 کہ دالانش بر بندہ اسن مرد برہنہ کی درندہ مرد دنیا مفلس ست و ترسناک بیسج اور نہیتا از دوزخ  
 پاک و او برہنہ آمد و عریان رود و زخم دزدش جگر خون مینو دہ وقت مرگش کہ بود صد فوجہ پیش  
 خندہ آید جانیش ازین ترس خویش و آترمان و اند غنی کش نیست نہ ہم ذکی و اند کہ بود او بی ہنر  
 چون کنار کو کی پراز سفال بد کو بران لرزان شود چون بال بد گرتا فی پارہ گریان شود و پارہ گریان  
 وہی خندان شود چون باشد طفل را دالانش دمار دگر یہ و خندش مدار اعتبار بد مختشم چون عاریت ملک یت  
 پس بران مال دروغین می طپیدہ خواب می مینہ کہ او نہت مال بدترسد از دزدی کہ بر باید جوابی بد چون ز  
 خوابش برکت ید گوش کش پس از ترس خویش شتر آیدش بدھچنین ترسائی امین عالمان بد کو ہوشان  
 عقل علم اینجہاں معنی فرماتے ہن کہ تو قوال کو جان کہ ہر چند ہمارا دمناس کہ ہم مرجانیگے مگر اپنا دمناس  
 حالانکہ ہمارے ساتھ ہی یہی مرجانیگے ایسے ہی ہمارا نقل ہونا عالم باقی کو عالم فانی سے دیکھا اپنا نہیں  
 دیکھا اور کور کون ہر مرص ہو کہ مخلوق کے تو بال بال کا عیب دیکھتی اور فاش کرتی ہو اپنا ذرہ بھر عیب  
 نہیں سو جھٹا اور یہ بھی نہیں کہ عیب جو نہو عیب جو حد و جواب رہا عورینے نگاہی ڈرتا ہو کہ میرا دامن  
 کترینگے بھلا تگے کا دامن کب کوئی کترنگا بس یہ عور مرد دنیا کا ہو کہ نفاس ہو اور ترسناک اسکے پاس یا اسکے  
 واسطے کچھ نہیں مگر چرون کا ڈور اسکو چوتا ہو یہ نہیں جانتا کہ نگا کیا تھا عریان جانگیا اسکا ہو ہی کیا  
 لیکن چرون کے غم سے جگر خون ہوا جاتا ہو جیسا کہ فرمایا و لقد جئتمونا فزادی کا خلقنا کم اول مرة ضرر و  
 تم ہمارے پاس تنہا مال و ماستیا سے جیسا کہ نگو ہمنے پیدا کیا تھا پہلی دفعہ اسکی مرگ کے وقت سیکڑون  
 نوے تو ہونگے مگر اسکی جان اسکے خوف ہنسکی کہ دیکھ تیرا تھا ہی کیا جکے لیے ڈرتا تھا تب غنی جانگیا  
 کہ میرے پاس کچھ نہ نہیں ہو شخص بے زر ہوں اور ہر دور کو سو جھیکا کہ مجھ میں مطلق ہر نہنیں کھل بے ہنر  
 ہوں جیسے لڑکے کہ گٹیوں سے جھولی بھر لیتے ہن اور اسپر کیسے لرزان و ترسان کہ کوئی لے نہ لے  
 جیسے خاص مال کا مالک کہ اگر ان گٹیوں سے تھوڑی تو لے لے تو روئے لگیں اور اگر اور تھوڑی دیک  
 تو نہیں خوش ہوں اب جو لوگوں کو دالانش سے دمار نہیں ہوتا اٹھا گریہ اور خندہ بھی بے اعتبار ہو  
 لیکن عجب تو مختشم سے ہو یہ کیسے مال عاریت کی ملک دیکھ کے اس مال دروغ پڑ پڑتا رہتا ہو

جنین جاتا کہ خواب دیکھ رہا ہو کہ میں مالدار ہوں اور اسی مال خوابی کے خوف سے کہ کوئی چال میری  
 نہ کرے اور میرا جو حق کاں کھینچنے والا کان کھینچے گا تو خواب نہ چوکیگا اور اپنا سحر آپ  
 کرچکا کہ کیوں غیر مال کے چوری جانے سے ڈرتا تھا ایسا ہی خون ان عساکروں کا ہو جو عقل و  
 علم کا واسطہ حصول جاہ و مال دنیا کے ہو اختلاف شرح میں زمین ترس کو داندین کشان کو کشاید  
 قولہ از کئی این عاقلان خود فزون و گفت ایزد در شبی لایعلون نہ ہر کسی ترسان نہ روزی کسی نہ خوشین  
 علم پذیر کسی نہ گمیدار کہ روزگار ہم می برند خود داند و زگار سودمند نہ گوید او کارم بر آورد خلق و عرق  
 بیکار بیت جانفش تا بخلق و خود ترسان کہ نعم دامن کشان چون رہا نم دامن و چنگال مشان نہ  
 صاحبزادان فضل انداز علوم و جان خود را می زند انداز علوم و داندان خاصیت ہر جوہری و دویان  
 جوہر خود چون غری کہ سپید انم جوہر لایچہ خود اندانی تو جوہری یا مجربہ این روادان نادر و ادانی و لیکن  
 خود را دایمان وائی بین تو یک نہ تیت ہر کار میدانی کہ صیت قیمت خود را اندانی حقیقت نہ سہ باد  
 مسہاد فتنہ و نگرسی سہی تو یا مشقہ جان جملہ علمہا نیست این کہ بدانی من کیم در دین دینہ آن  
 اصول دین بدستی و یک نہ بنگار در اصل خود کو صیت نیک و از صولت ہول خویش نہ کہ بر ہونے  
 اصل خود اسی ضرورہ یعنی انھیں عاقلان خود فزون کے حق میں ایزد پاک نے قرآن شریف میں لایعلون  
 فرمایا ہوا لا انهم ہم لسفہاء بلکن لایعلون آگاہ ہو تحقیق و منافق ہو قوت ہیں لیکن آپ کو نہیں جانتے  
 ہر کوئی راو کی چوری سے غرتا ہو یعنی مال تو اور کا ہو یہ عابری مالک بناؤ گداؤ تہا ہوا در تاشاید کہ  
 آپ کا یہ عالم کیا خود علم ہی جانتا ہو اکثر کتا ہو کہ لوگ میری اوقات ضائع کرتے ہیں اور حال اسکا یہ کہ  
 مطلق نہیں جاتا کہ اوقات سودمند کون ہیں کبھی کتا ہو مخلوق نے مجھ کو میرے کام سے بیکار کر دیا  
 اور جو یہ کہ جان اسکی خلق ناک بیکاری میں ڈھلی ہوئی ہو تنگ کتا ہو میں اپنا دامن اس کے چنگل سے  
 کیسے چھڑاؤں مشکل یہ کہ میں دامن کشان ہوں بس لاکھوں طرح کے فضل اور انداز علوم سے وقت  
 اور جان جیسی تاریکیوں میں ٹری ہو انکہ اصلاً نہیں جانتا ایسے ہی ہر جوہر کی خاصیت تو جانتے ہیں  
 اور اپنے جوہر کے جاننے میں مثل گدھے کے ہیں و دعویٰ یہ کہ میں جوہر لایچہ نہ کہ جانتا ہوں تو اسے  
 عجز و ضعیف نہ کہ جانتا ہی نہیں بہر وادار تو تو ہر شے کا جانتا ہو لیکن خود کر کے اپنے بھیمین دیکھ  
 تار و انار و آئینہ کو معلوم ہو کیسے بڑے حق کی بات ہو تو ہر شے کی قیمت جانے اور اپنی قیمت نہ جانے  
 ستاروں کے سعد و شمس تو خوب جانتا ہو آپ کو نہیں دیکھتا کہ سعد ہو یا رے ناشتہ یا شمس ساجے  
 علموں کی جان و ملاصہ ہی بات ہو کہ قیامت کے دن تو آپ کو جان لے کہ میں کون ہوں ہول



جو دین کے ہیں وہ باخود علم اصول توفیقے جان لیے مگر جیڑی ہل چکے جو جان چکے ہو کیونکہ وہ ایک کدہ بلند ہو  
خوب جان کے کہ تیرے ہولی ہونے سے تیرے حق میں اپنے ہول کا جانا بہت بہتر ہوتا تو  
اپنی ہل کو اسے مرد بزرگ جانے پیچانے

فصلہ اہل سبا کی خیر محی و ناشکری میں

قول اہل شان بدبودان اہل سبا میر سید ندی را صاحب لقاد وادہ شان چندین ضیاع وبلغ رانغ +  
اویب وازہست از بہر فراغ + بیکہ می افتاد از تپہ شمار تنگ میشد معبرہ بر بگزار + آن ہنشا میوہ  
رہ را میگرفت + از تپہ میوہ رہر و در گفت + سہ بر سر درختستان شان + پر شدی ناخست از ہوشان  
باد آن میوہ فشانہی بیکے + پر شدی دان میوہ و امنہا ہی + خوشہ ہی رفت تا دیر آئوہ + بر سرور دے  
روند و میوہ + مر و گنن تاب از تپہ زرد بستہ بودی بر میان زین کم + سگ کلچہ کو فنی در دیر + تخمہ بودی گرگ  
صوا از نو آگشتہ این شہر و وہ از دزد و گرگ + برتر سیدی ہم ادگر گرگ شکر + جامہ ایشان اگر چہ کشی می  
آتش سوزندہ شان صابون شدی + ورتور انداختندی جامہ را + بعد یک ساعت شدی خوش با صفاء  
اگر گویم شمع منمتہ سے قوم + کہ زیادت میشد آن پو یا فیوم + مانع آمد از غنہا می ہم + اہل یار دند امر فاستقم  
الغنی قلیع بکے گاٹون درین مزرعہ باغ جنگل معبرہ بالفتح جایی عبور سکہ بالفتح + تشدید لام پاره کلچہ  
نان میدہ خمیری اہل سبا جو را با با نقاسے بھاگتے تھے یہ سب نقا کہ انکی ہل بد تھی آتش لٹائی سنے  
انکو کہتے گاٹون اور زمینیں مزرعہ اور باغ و جنگل واسنہ اور باہنیں دو ٹون طون سے دیے تھے  
تا بفراغ نما طرندگی کرین از ہیکہ کثرت سے میوے کرتے تھے راستون پر کل جانے کی جگہ راہرو کہ  
میں ملتی تھی و رخت ایسا میوہ شمار کرتے تھے کہ راہ روک لیتے تھے اور راہرو کثرت میوہ سے  
متعجب ہوتے تھے اگر کوئی پچارہ سر پر رکھ کے ذرا دیر کو درخت کے نیچے جانا ایسا میوہ خود بخود  
گرتا تھا کہ دم بھر میں پچارہ اُسکا بکھ جانا جیوا ہش اُسکے ہوا بدون توڑنے بھاٹنے کسی کے ایسا میوہ  
ہوئی تھی کہ دامن بھر جاتے تھے پیچھے خرما کے چولہے لہائے اوپر سے نیچے گرتے تھے سرور و رخت  
پر زور سے لگتے تھے در کایہ حال کہ بھاڑ جھونکنے والا بھی تو کمزورین باندھے ہوتا ہو ایسی کثرت درگی  
کتی کتے میدہ کی روٹی خمیری پاٹون کے تلے کھل ڈالنے تھے بیٹریون کو اسقدر جنگل میں شکار و  
توشہ لٹا کہ ہمیشہ خرمین ہوتے تھے اسی بیٹریون اسنیت ایسی کہ شہر و گاٹون دزد و گرگ سے سخت  
تھے بڑے بھڑپے سے ادنی بیٹریون ڈرتی تھی کپڑے انکے اگر میلے ہو جاتے تھے تو آتش  
سوزندہ اُسکی صابون ہو جاتی تھی اس طرح سے کہ کپڑے اپنے مغور میں ڈال دیتے تھے

ایک ساعت کے بعد اپنے صاف و پیر صفا کمال لیتے تھے اب اگر انکی نعمتوں کی جو مثالیں آکھیں  
کی تحسین شرح کروں اور انہی کہ یہ نافیہ مافیہ روز بروز زیادہ تو ان باتوں سے جو میری مقصود ہیں  
مانع ہو جائیگی اس واسطے اسکو چھڑکے لکھتا ہوں کہ انبیاء انکے پاس حکم فاسق لے گئے یعنی فاسق  
کما ائمتہ او امر حق پرستقیم رہ

### آنانا تیرہ پینیرون کا واسطے نصیحت اہل سب کے

قولہ سیزوہ پیغیر استجا آمدند مگر بان را جگر ہر شیدند کہ ہا نعمت فزون شد شکر گوید مرکب شکر انجینہ جگر کو  
شکر منعم واجباً مدد در خود و درنہ بکشاہ و چشم انداہین کرم ہینید و این فوہوس کند کہ جنین نعمت بشکرے  
بس کند سرخشت بشکر خواہ سجدہ را یا بخشہ شکر خواہ فقہ را بشکر نعمت فزون کند صد ہزار  
گمل نہ خاری سرزد لہ یعنی قوت ہے تیرہ پیغیر اہل سب میں ہوے اور گمراہوں کے راہ ہر بنے کہ  
خبردار ہو جاؤ تمہاری نعمت نے بہت افزونی پائی ہو تم شکر خدا کا کرو اور اگر کب شکر کا نہ ملے تو تم اسکو  
ہلاؤ خیال تو کہ عقل کے نزدیک بھی تو شکر منعم کا واجب ہو اور جو شکر نہیں کرتا آپس دروازہ غصہ کا  
کھولا جاتا ہو اور خبردار کرم کو دیکھو اسکے موافق شکر کر دے کسی نے مانا ہو کہ اسی تو الفارون نعمت اور ایک فیہ  
شکر کہا اور بس کر کے بیٹھ رہے سخت ہوا اسکے شکر میں سجدہ چاہتا ہو یا فوہون سخت ہوا اسکے شکر میں  
جو عبارت مدام قیام نہانہ سے ہو اگر شکر نعمت کا کر گیا تو تیری ہی نعمت بڑھ گئی الا کھوں گل اکیا رہے  
بچھینکے کما جارفی القرآن لکن شکر تم لازیم اگر شکر و گے نعمت بڑھے گی اختلاف شرح میں  
مر کو آکھیں کو کھیا ہو

### جواب قوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قوم گفتہ شکر را بروہ غول دماشیم از شکر و نعمت ملول ہا محنتے چہ سیر شدہ جان ما ازین  
شکرہ گوئیم بر گوئید ہین پیش ما این نعمت آمد محنتے بشکر محنت کس نگفتہ است اوی قے ما چنان شرمزدہ  
محنت از عطا کہ نہ طاعت مانوش آید نہ فطرت مانیشوہیم نعمت با باغ دما علی ہوا ہم اسباب فراہ  
المعنی قوم نے انبیاء کی نصیحت سنے کہ کہ شکر ہو کہا ان شکر تو ہمارا شیطان لیگیا ہم شکر و نعمت و تو  
مانوش این نعمت کیسی ہماری توجان اس سے سیر ہو گئی اب ہم شکر کس بات کا کریں تم ہی بتاؤ ہمارا  
نزدیک تو یہ نعمت ایک بڑی محنت ہو پھر امانتی محنت کا شکر بھی کسی نے کیا ہو ہم تو اس عطا سے ایسے  
شرمزدہ و اندر و خاطر ہیں کہ نہ ہو کو طاعت خوش آتی ہو نہ خطا ہم دونوں سے بیزار ہیں ہم یہ باغ و بہشتیں  
کچھ نہیں چاہتے نہ سامان و اسباب فراغ کا اختلاف شرح میں نعمت کو نعمت محنتی کو محنتی لکھا ہو



دوست را خود انفسہ دوستی عقل ہا عاقل گیر از سموم نفس من باطنی ہر چہ گیری تو من را آستند  
 اگر گیری گوہری سنگی شود اگر گیری مہرول جنگی شود و اگر گیری نکتہ بکر لطیف بہر دورکت گشت  
 سیدوق و کشف و نکتہ این اسب شنیدم کہ نہ شد و چیز دیگر کہ بجز آن ای عصفہ چیز دیگر تازہ گو گفتہ  
 باز فرود و شوی زار و نفیر دفع علت کن چہ علت خود شود بہر حدیث کہ نہ پیشیت نوشو و تا کہ از کہ نہ  
 بر آرد شاخ نو بہ شکند صغیرہ کہ نہ ز نو بہ طبیبانیم شاگردان حق بہر فلزم و دیدار انا نطق آن  
 طبیبان طبیعت و مگر کہ کہ بدل از راہی بنزد آمد مابدل ہو اسطہ خوش بگویم کہ نہ فرست مابا علی  
 منظریم لہنی تینے اگر چاہتا ہو کہ کل کو دوست سے نفیر و شکایت نہ کروں تو دوستی عقل و عاقل کی  
 اختیار کر بہ کلفت ہو اسکے کہ جب تو ہو از ہر ناک نفس سے علتی ہو رہا ہو جو چیز اختیار کر لیا خود اگر  
 کا ہے گا اگر گوہر تہ میں لیا تھر ہو جائیگا اور اگر محبت دلی وہ جنگ بنجائیگی اگر کوئی مکتہ بکر و لطیف  
 یا لیا جب اسکو دریافت کر لیا ہو اور کثیف ہو جائیگا ایسے ہی یہ جو تو کہ رہا ہو میں نے اسکو بہت  
 سنا یہ سب پرانا ہو گیا اب اور کوئی چیز اسکے سوا احو عصفہ میرے سامنے بیان کر فرماتے ہیں کہ ایسے  
 تازہ نو کا اگر تو طالب ہو تو یہ لے ہرے کہا ہوا جان مگر تو عقل کو اس سے بھی بیزار و متنفر ہو جائیگا اس  
 کیا فائدہ تو علت جبکہ فساد ہو اسکو دفع کر جب یہ تجھے جدا ہو جائیگی تو ہر بات پرانی تیرے آگے نئی  
 ہو جائیگی تو بالفح کیا خود را و اور کا نا دور کرنا بس یہ تو تو کہ نہ میں سے نئی شاخ نکھائیگا اور کیا پائو  
 خوشے پرانے سے تیرے حق میں شگفتہ ہونگے ہم طبیب شاگرد حق کے ہیں کہ بحر قارم نے جو  
 ہمکو دیکھا پھٹ گیا اور ہمارے لیے راہ کردی چنانچہ رودیل حضرت موسیٰ کے حکم سے پھٹ گیا تھا  
 یہ قول انبیاء ہو اور آئندہ نیز اور دنیا کے طبیب کثیف طبیعت کے ہیں کہ دل کو نبض کی راہ سے  
 دیکھتے ہیں اور ہم دل کو بہر اسطہ دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ ہم فراست میں ان طبیبوں سے اعلیٰ  
 منظر پر بیٹھے ہیں منظر بالفتح کو کی صورت آنکھ اختلاف شرح میں گوہر بچاوت فارسی کی جگہ کہ اور  
 جو علت کو چہ علت قولہ ان طبیبان غذا اندہ ثمارہ جان حیوانی بدایشان استوار و طبیبان فعالیم  
 مقالہ علم پر تو نور جنال مد کا تخمینہ عقلی ترافع ہو و و پنجان فعلی ذمہ قاطع شود و اینچنین قولے ترا  
 پیش آورد و پنجان کو بزرگتر از پیش آورد و پنجان و اینچنین از نیک و بد پیش تو بہنیم و بنا ہم جد کہ تو خود ہی  
 حق گرین در خواہی آن بہر و شرک سنگ و گوہر شد عیان و آن طبیبان را بود و بویہ دلیل این دلیل ما  
 بود و میں دست مزدی می بخوام از کسی بدست مردار سداز حق ہے بہرین صلا بیمار می ناسور راہ و آری  
 از یک باب بخور و لہنی تو طبیب تو غذا و بیویون کے ہیں انکے فساد کی اصلاح کرتے ہیں اور

روح جہانی کو قوت پہنچا تے ہیں ہم طیبہ اقبال و افعال کے ہیں ہم قول و فعل کی درستی کرتے ہیں اور جلال کے پر تو سے ہکو الہام متوہا ہے کہ یہ فعل اس قسم کا ہے کہ نافع ہوگا اور وہ مکمل اسطرح کا تیرا راہ مار ہوگا اس قسم کی بات شجرہ مالک کے منصوبہ میں پہنچائی گئی اور اسی بات میرے لیے ٹونک یعنی عذاب پیدا کر گئی جس پر آنچنان اور آپنیں دو طرفہ قسم کی باتیں نیک و بد تمھارے سامنے رکھ دیں گے اور سب پر تمام دکھا دیں گے اس وقت میں یہ اور وہ دونوں تمھارے سامنے ہونگے چاہے جسکو اختیار کرو دہر و شکر اور رنگ و کہ ہر سب عیان ہوگا آں طلبیوں کے لیے بول دلیل ہو یعنی راہِ طرف مرض کے اُس سے حال مرض کا دریافت کرتے ہیں اسی واسطے بول کو دلیل کہتے ہیں ہمارے لیے وحی خدا جلیل کی دلیل ہو وہ اپنی اس منت کی دست مزد چاہتے ہیں ہم کسی سے نہیں چاہتے ہماری کسم پرسی خدا سے ہو جو بہت بہت ہو ملتی رہتی ہو جیسا کہ قرآن میں ہے قل ما اسألكم عليه اجر ان اجرى الا اعلیٰ واللہ نہیں چاہتے ہیں ہم تے اسکی مزدوری ہماری مزدوری سوا اللہ کے کسی پر نہیں ہو تو اب ہماری دار و کی طرف سے اکیسا کیسے بخور اور اُسکو جو بیماری سے ناسور رکھتا ہو صلا ہو آئے اور شفا پائے

### معجزہ چاہنا قوم کلہ من غیر و ن سے

قولہ قوم گفتند ای گروہ دعویٰ ہو کہ گواہ علم طب نافعی و چون شائبہ ہمیں خواب و غوریدہ پہنچو با شہید و درویش و پیر و چون شمار دامین آب و گلیہ بکلی شام صیا و منزع و لید و جب جاہ و سروری دارہ بدان کہ شمار و خویش از پیو زبان و ماخواہیم اینہ لاف و دروغ و گردون اندر گوش و افتاد و بدوغ و انبیا گفتند کاین دان علتست و مائے کوری حجاب و دست و دعویٰ مار آشنید و شامی نہ بینید این گہ در دست و اما شحاتت این گہ مرغلط را و ماش گردانیم گرد چشمہا ہر گاہ کہ دیکو گوا گفتش گواست و کوئی بیند گہ منس عاست و آفتابی در سخن آہ کہ خیر نہ کہ برآمد روز و برجہ کم ستیز و تو گوی آفتابا کو گوا گویدت ای کور از حق وید و خواہ روز روشن ہر کہ او بجا میراغ و عین جہت کوریش و ارد بلاغ و المعنی قوم نے انبیا سے کہا کہ ای گروہ دعویٰ ہو کہ تو کرتے ہو لیکن تمھارے علم طب کے نافع ہوگا کوئی گواہ بھی ہو ہم تو دیکھتے ہیں جیسے ہم مقبہ خواب و غور کے ہیں ویسے ہی تم ہو جیسے ہم اس کو نہیں چہ تے کھاتے ہیں ویسے ہی تم ہو کما جافی القرآن یا حل مائنا کلون و یشرع مایشر یون کھاتا ہو جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہو جو تم پیتے ہو دوسری جگہ مالک الدار رسول یا کل الطعام ویشی فی الاسواق کیا ہو اس رسول کو کہ کھاتے کھاتا ہو اور بازار و ن میں پھرتا ہو پھر جب تم اس آب کھانے کے دام میں پھنسے ہوئے ہو تو میرے دل کے صیاد کیسے ہو تم میں اڑان ہی کہاں ہو اصل یہ ہو کہ لالچی اور محب جاہ و سروری کے ہو

یہ لاج تلو معینہ پاتا ہو کہ کوک عورت کہیگے اور اپنا سر وار بنا بیٹھے بس یہ تھکا رالات دور فرع ہمارے دیکھا بجا  
 نہیں فی پیش ہر گزوں تو کا لون میں موجود اور اسکی تلاش میں مٹھے میں پڑنا آبیائے کہا کہ یہ بھی اسی علت کا  
 فساد ہو کہ بایہ کوری اور حجاب رویت کی پر دعویٰ تو ہمارا تھے سنا لیکن یہ گہر نہوت کا جو ہمارے ہاتھ  
 میں ہوا سو تم نہیں دیکھتے سو یہ استی ان خلق کا ہو کہ دیکھیں کون اس کہ کو مانتا ہو کون نہیں مانتا ہم  
 اسکو کہ کون کی انگلیوں کے سامنے پھرتے ہیں جس جو کوئی گواہ چاہتا ہو اسکی یہ بات بیٹھے کہ اہی  
 چاہتا اسپ کہ اہی دیتی ہو کہ وہ گہر نہیں دیکھتا گرفتار کوری کا ہو اسی اثنا میں ایک ایک نقاب جو مرد کسی  
 شخص پر اہل ہندو رانی سے ہو بول ٹھاکا کہ آٹھ مہدی کر دیں مکمل کیا جھپٹ لڑائی حضیہ ست کر تو تو  
 اس سے بھی کہتا ہو کہ اگر نقاب اسکا گواہ کہاں ہو تو وہ تجھے کہتا ہو کہ اے اندھے تو خدا سے انگلیں مانگ  
 دین تو کھلا ہوا ہو اور تیری انگلیں اندھ کی حالت سے بھی ہیں لہذا تو چراغ ڈھونڈھتا ہو بس یہ  
 یہی میں سمجھتا ہوں اور یہی پڑھتا ہے کہ بیٹھی کی مشعل در روشن گئے ہو اور گواہ ڈھونڈھنا  
 جو چراغ سے مراد ہو کوری و بزل ہی ہو قولہ ورنہ بنی گمانی برہہ کہ خطیاہست و تو اندر پردہ +  
 کو جس فیور اکمن زمین گنت داسش داسش دور انتظار فضل مایش فضل سعیت مگر درایدت زمین  
 شقاوت روی دل ہر ہادت - و رہانی در چین کوری ابہ آمینہ پنهان شاد تو درندہ و در میان و  
 گنہ گنہ روز کوہ فیر ہر سو اگر دست ای تندہ صبر و خاموشی جذوب حمتست و دین نشان جہان نشان  
 اندھ - و اندھ اندھ ایہ پیر تا بر جان تو آید از جانان جزای انصتو کہ گر بخو اہی گس نش این طیب  
 ہر زمین نہ - و سر را ای طیب گفت افرون را تو نظروش و سخن بدل جان و بدل باہ و بدل ہر  
 نشان و اگر جو فضل ہو کہ حسد از رونق کابرجاہ تیرہ چون طیبان انکھ دراید دل و خود ہر سپید و شہید  
 در خود بخل و نہ این کوری - ہر سنت شہادت - لیک اگر ام طیبیان از دہست و این طیبیان را  
 بجان ہارہ سوزیدہ آشاک و عجز کنندہ شہید - معنی گس ٹوٹا مار ص کا تیرہ اگر تو دیکھتا نہیں اور کہاں  
 جھکوہ شہی کا ہو کہ میں ہی اس سے پردہ میں ہوں تو خاموش رہ اور اپنے منہ سے کچھ کہے اندھ  
 کوئی ہر نہ کر اور نہ داکے فضل کا مہظرہ شاید وہ فضل بے علت تیری فیر لیلے اور اس شقاوت سے  
 تیرے دل کے منہ کو پیکر دے اور گرا بیسی ہی کوری میں ہمیشہ رہا تو جان سے تیرا آئینہ منہ چھپ گیا  
 پھر تو تیرے کیسے پائے ذرا انصاف تمہ کوں تو کھلا ہوا ہو وراعت خواہیے ظاہر حال میں پوچھتا ہو  
 کہ دن کہاں ہو کیسا آپ کو فیضیت کرتا ہو جس صبر و خاموشی کہ باذہب بیٹھے کھینچنے والی رحمت کی  
 بین اختیار کرو نشان کہ دن کہاں ہو اسکی جہت مست کر کہ یہی علت ہو دیکھ تو خدا سے قسائے - نے

اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے: **اذا تری الکفر ان قاتمو الہ ولہم تعذاب** پڑھا جائے قرآن کو یہ کہہ سکتا ہے  
 جیپ ہو جاؤ تو اس جانان سے جسکا تو نے حکم مانا تبھکو بدلانے اگر چاہتا ہو کہ کس سے بچا رہو نہ بچے  
 لو جیہ کے یہ پیار نہ ہو باؤں تو جلدی اسودنا طبیعے سامنے سرزمین پر رکھے راہ اطاعت سے غافل  
 رت ہوا اور گشتگو فضول و بیہودہ کو چھوڑا، رنڈل جان و نڈل جاہ و نڈل سرین دیرین مت کر سیکو  
 اختیار کرتا فضل خدا یتقالی کا ایسی شایہ منت تیری کرے جسکو شکے فلک کو بھی تیرے جاہ چرند  
 جب تم طبیعوں کے دل کی نگہداشت کرو گے کہ ناخوش نہونے پائین تو خود اپنا حال دیکھو گے اور  
 شرمندہ ہو گے کہو گے کہ اس کو رہی کا وقع کرنا مخلوق کے قابو میں نہیں ہو لیکن پختہ بش طبیعوں کی  
 ہر ہماری ہدایت کے سبب سے ہو جس ان طبیعوں کے بیان و دل بدلے بنو تو مشاک و غریبیں لبست  
 ہو جاؤ جو اعمال صالحہ میں اختلاف شرح میں صنیا کو صبا اور ربانی کو مائی بہیز کو بد جاہ تو کو جاہ و کھانا

### قسمتہ کرنا قوم کا انبیاء کو علیہم السلام

قولہ قوم گفتند اینہ نہ رقت و کفر کہ خدا نالاب کند از زید و کبریا ہر رسول شاہ بایہ منس و آب بگل کو  
 خالق افلاک کو چھوڑ کر خود ویتما چون شام پیشہ نرا دایم ہزار ہا کو ہا کو پیشہ کو گل کو خدام از آفتاب چرخ  
 چہ بود و در راہ اینچہ نسبت وینچہ پیوندی بود و تا کہ در عقل و دماغی در رود تا کجا این گفنت ہیود کجا  
 اینچہ ز رقت و پریشدست و عشاء خود کجا کہ آسمان کو لیسان دمی نگیر و مغز این داستان مدحاً لبا ما  
 عقل دایم اینقدر گندنا مائی شناسم از گندنا یعنی مخفی تر ہے کہ شجہ میں اس حکایت کو گندنا و گزر پر تمام  
 کر کے باجہ کجا حکایت کو این بدان باندہ ہے مصدر کیا ہو سیری دہشت میں این بدان الخ اور کز مہ الخ اور  
 حیلہ کر نہ یہ تینوں شعر تہذیب اور ہی کی داستان کے اور قصہ پر داستان ہد کی اضر کہ الخ سے مناسب ہو  
 معانی ہتھار میں اختلاف و پریشانی صنف و غیرہ کی ظاہر ہوگی جیسے کہ متذہن پریشی نہیں ہو قوم نے پھر  
 یہی جواب دیا کہ یہ سب تمھارا کمر و فریب ہو کیا ضرور ہو کہ خدایتالی اپنے بزاروں سے نکل خید و کبر کیا اپنا  
 نائب کرے تم قاصد خدا کے ہو اور قاصد ہر شاہ کا اسکی جنس سے ہوتا ہو پھر تم آب و گل اور در خالق افلاک  
 تم ایک جنس کب ہو کیا ہمنے منور گدھے کا کھایا ہو جو تمھاری طرح ہم بھی مجھ کے ہمراز ہا کا بنا میں کیسا ہما  
 کیسا پیشہ کیسی گل اور کمان خدا بھلا زہ کے پاس سامان آفتاب چرخ سے کچھ ہوتا ہو تمھاری اکی کیسی  
 نسبت اور کیا ہو پھر کچھ کچھ کچھ ملاؤ ہی نہیں تا عقل و دماغ میں ہمارے یہ بات تمھاری گھنٹے تم کہاں تک یہ  
 گفتگو ہیود و ہمسے کرو گے یہ کیا تمھارا کمر و فریب ہو اور کیسی دغا سوچو تو خود کیا چیز اور سی کیا اور کہاں کیا  
 جسکو بانہنا چاہتے ہو ایسی مجال و ہیود داستان ہمارا مغز قبول نہیں کرتا اور کچھ نہ سی اتنی عقل تو ہو

جب بھی ہو کہ گننا اور سیکہ پیمان لین

## حکایت خرگوشوں کی قوم کی طرف سے بطور مثال

قولہ این بدان ماند کہ خرگوشی گفت دمن رسول ماہم با ماہ جفت و کز مرہ پیلان بران چشمہ لال بمسہ  
 شچیران بدنا ماند ربال و جو محروم و زخوف از چشمہ دور و جیلہ کردند چون کم بودہ دور و از سرکہ باگ دو  
 خرگوش دال و سوی پیلان و در شب غرہ ہلال کہ بیا رابع عشری شاپیل تا درون چشمہ یابی این دلیل و  
 شاہ پیلان من رسولم بیش نیست و بر رسولان چشمہ زجر و بیش نیست و ماہ میگویہ کہ اسی پیلان و دیدہ چشمہ گشتا  
 و ان کیسہ رویدہ و در نہ من تان کور کردہم و ہم ستم کہ گفتہ از گردن بردن انا ختم ترک ان چشمہ گویند و رویدہ  
 ناز و خم تنخ من امین شودید و یک نشان نہت کا ندر چشمہ ماہ مضطرب گرد و در پیلان جوادہ اسی فلان شب  
 حاضر کا اکی شاہ پیل تا درون چشمہ یابی این دلیل و چونکہ ہفت و ہشت از مرہ گذریدہ شاہ پیل اندر چشمہ  
 میچریدہ و چونکہ زو فرطہم سل ان شب در آب مضطرب شد آب و مرہ کرد و مضطرب پیل باور کرد و از روی  
 این خطاب و چون درون چشمہ مرہ کرد و مضطرب و ترس ترسان باز گشتند آن مرہ و بعد از انان نامہ کے  
 و ایشان ہمہ ماہ نازان پیلان گویم اسی گروہ و کا مضطرب ماہ آردہ ان شکوہ و احسنی گول بکاف فارسی  
 وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ مثل ہوئی جو خرگوش نے کہا کہ میں رسول ماہ کا ہوں اور ماہ کا جفت کہ فلان چشمہ  
 لال پر ہاتھیوں کے گلہ سے سارے پنجو جگل کے برابر ہیں میں جس پاس بن لال سے محروم و مرہ کے مارے  
 پاس نہیں جاتے تھے وہ دور رہتے تھے سب کمزور ہاتھیوں کے مقابل کب لہذا یہ جیکہ کیا کہ ایک بڑھے  
 خرگوش نے سرکوہ سے بزور ہاتھیوں کی طرف شب غرہ ہلال میں آواز کی کہ اے رابع عشر شاہ پیل اور اندر چشمہ کے  
 تو جیکہ دلیل میرے جوئے کی معلوم ہو رابع عشرہ درجہ اندازہ ہاتھی کی اونچی فانی کا ہوا و کیا عجب چودہ ہاتھ سے مراد  
 ہو آتشا ہلوان کے میں ہوں زیادہ کچھ نہیں در رسولوں چشمہ زجر و بیش نہیں ہی جو چاہیں کہیں سن ماہ کا کتا کہ  
 اے پیلو بھاگو یہ چشمہ میری ملک ہے اس کے کنارہ کرو ورنہ میں چکوا اندھا کرو ونگا تنھا کے سبب لہذا  
 میرے دمہ جیکہ بتا دینا تھا بتا دیا اور گردن اپنی اس بار سہل کی کرتی ہم اس چشمہ کو ترک کردہ اور چلے باؤتا میری تنخ کے  
 زخم سے بچے رہو ایک نشان یہ ہے کہ چشمہ میں پا پیل کے پانی لینے سے کیسا مضطرب و تھرا تھرا و تر فلان شب میں تا ستر  
 اندر چشمہ کے دلیل دیکھ لینا جب ہفتہ ہشتہ چاند کا تیرہ موگیا شاہ پیل یا اور چشمہ کی گھاٹ غرہ سے چرنے لگا جب پیل  
 اس رات میں کہ ماہ کی روشنی برحق ہوئی تھی سو بڑا اپنی باقی میں ڈالی پانی کی جنبش سے ماہ بھی لٹنے لگا  
 اور صورت مضطرب کی نمود ہوئی پس نے دیکھا کہ خطاب خرگوش کا یقین کیا کہ چشمہ میں ماہ کا مضطرب  
 دیکھا اور ایسی ہی اُس نے آواز دی تھی جس وہ مرہ کا نپتا ڈرتا سب ہاتھیوں کا کچھ لوٹ گیا اور پھر



انہیں سے کوئی ایک وہاں نہیں آیا بساں ذکر وہ ہم ان حق باقیوں سے نہیں کہیں گاہ کا خطرناک کو رہا

### جواب انبیاء کا انکی طعن پر اور مثل لانا انبیاء کا

قولہ انبیاء گفتند راہ بند جان بدست ترک و ای سفیدان بدتان دای و دنیا کہ دوا از سچ تان بدگشت ہر  
 قہ جان آہنج تان بخلت افرویدین چنانچہ آن چشم را چون خدا بگماشت بر دل خشم را و چہ میس جہش ہم  
 از شام کہ ریاست نافروست از شام چہ شرف بکشتی بجز درہ خاصہ کشتی ز سرگرم کشتی چہ دای و دنیا آن دیدہ  
 کور و کبود آفتابی اندر روزہ نمودہ کا دمی کو بوشیل و ندیدہ دیدہ اہلس خبطینے ندیدہ چشم دیوانہ بہا شرفی  
 نمودہ دران طرف جنبیدہ کورا خانہ بودہ ای بسا دولت کہ آید گاہ گاہ بدیش بید دولت گرد و از راہ مای بسا  
 معشوق کا بدناشت بدیش بختی نماز عشق باخت و احمقان را انچنین حرام جہت و مے نسانہ  
 گر طران را راہ رست و این فطردہ دیدہ را حوان ماست و دین مقابہ قلب اسوار القضاست  
 چون بت سنگین شمارا قبلہ شدہ لغت و کوری شمارا طلہ شدہ چون بشاید سنگ تان انبار حق و چون شاید  
 عقل و جان ہر از حق بدیشہ کمرہ ہمارا شریک بد چون نشاید نہ ہزار مالیک دیاگر مردہ تراشیدہ  
 شاست بدیشہ کمرہ تراشیدہ خدایت و عاشق خویش و منتظر ز خویش بدوم باران را سراست کیش و  
 فی ورا مدد دولتی و نمستی و فی دران سراستی و ملاقاتی و معنی انبیاء کے آئیکے جواب میں کہا کہ اسی سفید  
 تنے را نصیحت کی اپنی جان پر بہت ہی سخت کر کے بند کر دی حسین مطلق گزہ زمین آئے ہنسوس تھا را  
 وہ رنج ہو جس سے وہ از ہر و قہ ہو کے تھا رسی جان آہنج ہو جاے یعنی جان کی لیا و امنے جو بد را  
 نصیحت کا جلایا انکی آنکھ کی آنسے اندھیری بڑھائی اس سبب کہ مذائقے تو اپنا انکے دل غصہ  
 تعین کر دیا ہو تم کہتے ہو کہ بہ خیال سرداری کے یہ ایسا کرتے ہیں اور ہماری بیسی ڈھونڈتے ہیں  
 تم بچارے کیا چیز ہو جو ہم سے رسی چاہینگے ہماری ریاست تو تھا رسی ریاست سے بہت زیادہ ہو  
 جو دیا کہ بحر دہر کو ایک کشتی در سے کیا شرف اور خاص شئی بھی ایسی کہ گوہر کی بھری ہاسے اسوس  
 ان آنکھوں کو روکے جو حسین ایسا ترا آفتاب درہ معلوم ہوا جیسے حضرت آدم شرف و جمال میں  
 بیشل و مکتا تھے مگر اہلس کی آنکھوں نے آنکھوں ہی دیکھا یا جیسے دیوانہ کہ اسکی آنکھ کو بہا حنہ ان  
 معلوم ہوے اسواسطے کہ اپنی اصل خانہ سے جنبش کرتی ہو اکثر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ دولت  
 بیدولت کے پاس آنا چاہتی ہو اور اسکی بیدولتی کے باعث راہ سے لوٹ جاتی ہو اور اکثر کوئی  
 معشوق ناشاخت انجان میں کسی بدبخت کے پاس آ جاتا ہو اور وہ اپنی بدبختی سے اُسکے ساتھ  
 عشق بازی نہیں کر سکتا جس احمقوں کو ایسی ہی محرومیاں بدلا ہیں اسواسطے کہ راہ رست گمراہوں سے

مواظقت نہیں کرتی ہیں، زمان ہمارا ہماری آنکھ کو غلطی میں ڈالتا ہے کہ کچھ سوچتا ہے اور یہی سچا  
 قلب کو بدل کے سوچنا کی طرف لیجاتا ہے جسے ست سنگین کو اپنا قبلہ بنا یا کوری و لعنت تمھاری  
 زیب و زینت ہوئی اس لیے کہ سوچتا نہیں ہے کہ قبلہ کیا ہے آب خیال کرو جب پتھر تمھارے نزدیک  
 شریک خدا کا ٹھہرا تو جب کچھ ہنوا اور عقل جان اگر ہر از حق کی ہوتی تو بڑا غضب ہو ایک دے  
 پستہ مردہ تو شریک ہا کا ہوا اور جو زندہ ہر از بادشاہ عظیم کا ہو تو تعجب ہو یا شاید بد بخوبی کہ پستہ مردہ  
 تراشا ہوا تھا ماری اور زندہ تراشا ہوا خدا کا لہذا اپنے تراشے کی عزت کرتے ہو تم اپنے عاشق ہو  
 کہ ذرا ایذا پاس ہلین آنے دیتے اور عاشق اپنی صنعتگی کے حتی کہ پتے ہو خوب دم مارا اور طرہ  
 میل ملا ہے کہ ایک مذہب کے ہیں اس سب سے کہ اسکی دم سر کٹھی رہتی ہے جیسے ایک مذہب والے  
 متحد ہوتے ہیں او کیا خوب کیفیت ہے کہ دم میں اسکی نہ کوئی دولت و نعمت نہ اس کے سر میں کوئی راحت  
 ولذت نہ اختلاف میں آہ پند کی جگہ آوہ بر دل کو پردہ جزا ست کو چراست اور قبلہ کو قید لکھا ہے  
 قولہ کہ دگر گردان ہو دان دم مارا لافق اندو در خور عیان ہر دو بار استچنان کو چکیم غزوی در  
 اکسی نامہ گر خوش شبنوی کہ کم فضولی کن تو در حکم قدر در غور آید شخص غریبا گوش خرد شد مناسبت سبب عضو  
 و ابدانہا شد مناسب و صفا با جاننا و وصف ہر جانی مناسب باشد و بیگان جانی کہ حق تراشا  
 چون صفت با جان قرین کر دست او پس مناسب دانش چون چشم و رو شد مناسب و صفا در خوبے  
 زشت و شد مناسب حرفا کہ حق نبشت و دیدہ و دل بہت میں الہا صعبین چون قلم در دست کا تب  
 اسی حسین و صعب نصرت و قہر اندر میان ہر کاک دل بہتیں لوطی زین تہاں ہا سی قلم نگار کز اجل  
 کہ میان صعبان کہیتی و جملہ قصد و جنبشت زین صعبت و فرق تو بر چار راہ جمع ست و این حروف  
 حالات از نسخ اوست و مظم و منحت ہم غم و منج اوست و جز نیاز و جز تضرع راہ نیت و این قلب  
 ہر قلم آگاہ نیت و این قلم اندو لی بر قدر خود و قدر خود کہ نہ بکند و نہ بکند و نہ بکند و نہ بکند  
 تا ازل را بھل میخندے کے رسد ان این شدہ سا خدایہ رسوی آمد گاہ پاک لہذا حق و این مثل کہ در  
 آن حضرت کہ بعلم سر و چہر او آیت ست و اسی بخصیق صدر فرمایا و کھو دم مار کی بھیم گھام کے  
 سر کی طرف جاتی ہے اس سبب سے کہ وہ دونوں یا رہیں با ہم لافق و سزاوار مناسب یکدیگر شمر رہیں  
 اشارہ ہو طرف قول صمیم الہی غزوی کے چنانچہ فرمایا کہ حکیم غزوی نے بھی الہی نامہ میں کہا ہے میں مجھے  
 کہوں اگر تو خوش ہو کے مئے اور وہ یہ ہو کہ تو حکم قدر میں فضولی جو اپنی طرف سے زیادتی کرتا ہے  
 ہر تکرار اس واسطے کہ تقدیر الہی نے جیسا جبکہ مناسب سمجھا ہے ویسا اسکو پیدا کیا ہو مثلاً گوش خرد کے

مناسب شخص جسم مرکب ہیں جس خرمین مادہ تیری نصیحت سننے کا نہیں ہی کیسے جسے گناہ پھر تو بہت سے  
 و فضول مت بنے جیسے اعضا مناسب اجسام کے بنا کے ہیں ویسے ہی مناسب جانوں کے جانوں میں  
 وصف پیدا کیے ہیں اس میں کچھ گمان نہ ہو کہ جس موقع پر خدا تعالیٰ نے جان کو تراشا درست  
 کیا ہو اسی وقت مناسب اس کے اس کے وصف بھی اس میں رکھ دیے ہیں پھر غلام اس کے کیسے ہو سکتا ہو جس  
 ہر گاہ اس نے صفت کو جان کا فرین اور صاحب کر دیا ہو تو بھی اس صفت کو جیسی کچھ ہو اس کے مناسب  
 جان لے جیسے چشم و رو کہ موقع چشم رو ہی پر تھا ایسے ہی خوب درشت میں جو وصف ہیں وہ ان کے مناسب  
 ہیں خوب میں خوب درشت میں درشت کہ ہر حرف سب سے لکھے ہوئے ہیں اور اس کے مناسب یہ کہ دل  
 ہر گاہ کا ایسی انگلیوں میں ہر جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ہر اس کو اختیار ہو جیسا چاہا دیا ان حرفوں کو  
 بنایا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہو قلب المؤمن بین الاصلعین من صاحب الرحمن یقلبها کیف یشاء  
 قلب مومن کا درمیان دو انگلیوں کے انگلیوں جن سے ہر ہر پھرتا ہو وہ قلب کو جیسا چاہتا ہو اور  
 ان دو انگلیوں سے ایک لطف کی ہر ایک قمر کی اور ان کے ج میں قلم دل کے چاہے اس نے اس قلم کو  
 قبض کی طرف پھیرا چاہے بسط کی طرف جو کہ قلم دل کو کہا ہو لہذا فرمایا کہ اس قلم آپ کو دیکھا اور غور کر  
 اگر تو اجالی ہو کہ کسی انگلیوں میں تو ہی تیرے جملہ قصد اور چہریش انھیں انگلیوں سے ہی خواہ  
 سماعت خواہ شقاوت اور تیرا سر جو راہہ مجمع پر رکھا ہو مجمع سے مراد حشر کہ نیک و بد کا حال کھینکا  
 یا چار راہ سے مراد شریعت طریقت حقیقت معرفت کہ ان چاروں باتوں میں تیرا سر رکھا ہو ان کو اختیار کر  
 تیرے جملہ حال کے حروف اسی کے طالع کے لکھے ہوئے ہیں اور تمامی غرم و فسخ تیرے ہی نے ہی غرم کرنا  
 وہی فسخ کرنا ہی جیسا کہ فرمایا و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ نہیں چاہتے ہو تم کر دہی جو اللہ چاہے اس حسب  
 حال یہ ہر تو سوائے نیاز و نفع کے کوئی ماہ نہیں ہو نہ ہر قلم کہ وہی دل ہر اس گردش سے آگاہ کہ ان  
 آتش ہو جتنا کہ اندازہ اس قلم کا ہو اور اس کی گردش سے ہر نیک و بد کا اندازہ پیدا کرے زیادہ غیر ممکن ہے  
 خطاب انبیاء کا قوم سے ہو کہ یہ جو تم ملی و خرگوش کی مثل میں ہے کہ حکم ازل کو حیلہ سے ملایا یعنی ازل  
 پانی اس حیلہ کا پلویں کی قسمت میں نہ تھا نہ خرگوش کے حیلہ سے نہ کوئی شہلین بنانا اور اس نگاہ پاک  
 کی طرف ڈالنا یہ کب دنیا ہو اور کب تمھارا حق ہو مثل لانے کی مالک تو وہی درگاہ ہو جو علم ظاہر و باطن کی  
 آیت ہو کہ وہ ہر شے کے حال سے بخوبی واقف ہو جیسا کہ فرمایا و لدہ اشل الاعلیٰ اور واسطی اللہ ہی کے  
 مخصوص ہو مثل علی الخلف شرح میں آؤ پختہ اور پختہ بصیرت غائب لکھا ہو میری دانست میں ناظر ہونا  
 چاہیے کہ بعد میں بھی خطاب ہو نہ غیب بہت

بیان اسکا کہ ہر کسی کا حق مثل لائے کا نہیں ہوا اور خاص کار خا خدا تعالیٰ میں کہ بے انتہا ہی  
 قولہ توجہ دانی سر نہی ہاں کل تا بزلع و یا بخر آرمی مثل موسیٰ آزا کہ عصا دید و نبودہ اژدہا ہر اسرا  
 لب بر کشودہ چون چنان شاہی مانند سر جوب + توجہ دانی سر این دام و محبوب + چون غلط شد چشم موسیٰ  
 در مثل + چون شود موسیٰ مغضوبی مثل + آن مثل را چو اژدہا کند تا پیاخ جزو جزوت بر کند یا مثل  
 آورد پس لعین تا کہ شد و دود حق تا یوم دین + این مثال آورد قارون از الجاح + تا فرود شد در زمین سخت  
 و تاج + این مثل آورد و مرد و جوب + تا کہ پشہ مغرور و دلش غول + این مثال بدیش گشتہ قوم عاد + کا تھو  
 شان خورد و ہر و آرد ز باد + این مثال آورد شداد لیکم تا کہ شد محروم اد ہر دو نعیم + این مثال آورد و فرعون  
 از غلط + تا کہ اندر آب سیاشد سقط + این مثال آورد ہر بد بخت دون + تا کہ شد در قعر و نرغ سرگون + این  
 مثال را چو از غ و بوم دان + کہ لایشان سپت شد صد خاندان + لغنی کل ترک میں گنای عربی میں  
 گوئی کا سقط یعنی مردن اسب و خورد و غلط و خطا قبول نشانہ تو کسی چیز کا بھید کیا جائے پس بہتر یہ ہو  
 کہ گویا ہمارہ نہ یہ کہ زلف یا رخ کے ساتھ کوئی مثل اسکی لائے موسیٰ نے جسکو کہ عصا دیکھا وہ عصا نہ تھا  
 اژدہا تھا جب اسکے بھید نے خود ہی لب کھولے تو جانا کہ اژدہا ہو آب خیال تو کر جب ایسے بادشاہ  
 بھید ایک لکڑی کا نہ جانیں تو تو اس دام و دانہ کا بھید کیا جانے دام و دنیا و آنہ مخلوق یعنی یہ دنیا  
 اور یہ مخلوق کیسے کیسے اسرار مخفی رکھتے ہیں اور جبکہ چشم حضرت موسیٰ کی بیان و صفت عصا میں غلط ہوئی  
 تو بیان موسیٰ میں فضول مثل کیسے ہو سکتا ہو یعنی کیسے ہو سکتا ہو منقول ہو کہ عالم ارواح میں حضرت  
 موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے یہ کیسے فرمایا ہو علما رہتی کا نبیا ربی ہر اہل عالم  
 سیری امت کے ایسے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل کے بھلا کیسے ہو سکتا ہو کہ عالم ہر رتبہ نبی کا ہو آپ نے  
 اسوقت روح پر فتوح امام غزالی رحمہ کو سامنے کیا حضرت موسیٰ نے اپہر سلام کہا اسخون نے جواب سلام  
 میں درجۃ اللہ و بکاتہ زیادہ کیا حضرت موسیٰ نے کہا تم نے یہ منقول کیوں کیا علیک السلام کافی تھا امام صاحب  
 نے کہا کہ تم نے مالک جبینک یا موسیٰ یعنی کیا ہو تیرے ہاتھ میں یا موسیٰ اسکے جواب میں اللہ کا علیہا  
 و اہل علی غنی ولی فیہا ماربا خرمی ٹیکتا ہوں میں اسکو کھڑے ہونے کے اور چلنے کے وقت اور اپنی  
 بکریوں کے واسطے تپے جھاڑتا ہوں اور اور بہت میرے مقاصد اس عصا میں ہیں کیوں فضول کیا  
 جواب تو صرف یہی تھا ہی عصا یہ لہذا فرماتے ہیں کہ اور وصف عصا کے بیان کیے اژدہا ہونے کا  
 بیان کیا اسکے بیان سے چشم انکی غلط ہوئی اسواسطے کہ اژدہا بھی ہو جانا اسکا انکو معلوم نہ تھا جب  
 معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا انصا یا موسیٰ وال دے اسکو ای موسیٰ فالتھا فاذا ہی حیۃ تسعے

پہنچاں ڈال دیا اسکو سنا گمان وہ ایک اژدہا ہو گیا رہیگتا ہوا حضرت موسیٰؑ اور اسے خطاب ہوا اذہم علیہ السلام  
 سیرتہ الاولیٰ اٹھالے اسکو ابھی ہم اسکو پہلی عادت پر لٹا رہے ہیں حاصل یہ کہ جب راز اشیا کے چھپے ہوئے  
 ہیں ہم کیا دیکھتے ہیں اور وہ ہو گیا لہذا رب الفرت کی مثل میں ہر شے کو نہیں لانا چاہیے اور نیز عذر  
 و اعتراض فقہوی حضرت منشی کا ہو جو مثال کہ تو اسکی شان میں لانا ہو اگر وہ چاہے تو اسی مثال کو اٹھو یا بھاؤ  
 اور وہ اژدہا اس طور پر جھکو جواب دے کہ ترے جز جز کو اکٹھے ڈالے دیکھ تو یہی مثال تو ابلیس لعین لایا تھا کہ  
 آدمؑ میرا بی فو قیت جہائی تھی پھر کیسا قیامت تک مرو و رہو اور ایسا ہی لجاج قارونؑ نے کیا کہ مع  
 تحت فلان زمین میں دھس گیا اور یہی مثال تھی کہ فرد نے جو سخت جاہل تھا اپنے پیہر سے کی کہ ہم تم  
 ایک سے ہیں جسکے سب سے پیشہ نے کیسا جھٹ پٹا اسکے سر کا منظر کھالیا قوم عاد نے بھی یہی مثال سوچی  
 کیے طوفان باد نے انکی پڑیاں غرق و کرکین کیسے ہی شدا و لکیم بھی یہی مثال لایا جسکے باعث دونوں  
 نعیم سے محروم رہا نہ اپنی بنائی بہشت سے بہرہ و یاب ہوا نہ خدا کی بنائی بہشت سے من بعد فرعونؑ نے  
 اپنی غلط فہمی سے موبئی کے ساتھ دعویٰ مساوات کا پیدا کیا پھر دیکھو کیسا آب دریا میں سقط ہوا سینے  
 گدھے کی طرح مر گیا اکیسکل جو بہ سخت ناپا چیز یہ مثال لایا قرد و زخ میں او نہ حاسر کے بل ڈھکیلا گیا جس تو  
 ان مثالوں کو ایسا جان جیسے زاغ و بوم کہ دونوں نخر و شوم ہیں ان ہی آوازوں کی بدولت سیکڑوں  
 اونچے اونچے خاندانوں نے نیچا دیکھا ہوا الخلاف شرح میں عصا وید کہ مدیہ لکھا ہوا اور شروع داستان  
 پہلے مصرعہ میں باتوکل لکھا ہی میں نے تو اسکو بائش کل بنا دیا ہوا آگے نا طرین نعیم انصاف منہ جو سمجھیں  
 یا کہیں سے اسکی دوسری صورت پر صحت ہو

مثال لانا قوم نوح کا استنار طیارہی کشتی میں اور بنانا اسکا

قولہ نوح اندر باو کشتی بساقت ، صد مثل گوازی تسخر تباقت ، دریا بانی کہ چاہد آبیت ، بیکند کشتی چہ  
 نادان ابلیست ، آن کی میگفت ای کشتی تبار ، وان کی میگفت یرش ہم ببار ، آن کی میگفت و بناش  
 کثرت ، وان کی میگفت بپشت کثرت ، آن کی میگفت پالاش کجاست ، وان کی میگفت پایش کثر  
 چراست ، آن کی میگفت کین مشک ہستی ، وان کی میگفت کین خربہ کیت ، آن کی میگفت جو چون  
 میخورد ، درد بارت کی بنزل می برد ، آن کی میگفت بیکاری نگریا شد می فروقت عقالت شذر سر ، او  
 ہی میگفت این بغمان خداست ، این بچہ کہا سخن او گشت کاست ، بمعنی کثر و کثر مبدل کج و ثراج کثر و کثر  
 ظفر و سحر و دروغ و خوشاد حضرت نوحؑ نے جنگل میں کشتی بنائی سیکڑوں شل گوا سٹے استنار جنس کے ڈھرنے  
 جیسا کہ قرآن مجید میں و یصنع الفلک و کلما مر علیہ ملا من قومہ تسخر امناہ اور بنانا تھا وہ کشتی اور جبوقت کہ

کہہ دے کوئی گروہ اہل قوم سے جو جیتے اور تسخیر کرتے تھے اور کہتے کہ ایسے بیابان میں جان نہ کنواں پائی  
کشتی بناتا ہوں کیسا بھاری ہو اور کیسی ہو تو فنی ہو ایک کہتا تھا اس کشتی کو ڈرامیک کہتا تھا کہ اسکے ذرا پر بھی نہ پائی  
کوئی کہتا تھا دنیا لہ اسکا کج ہو کوئی کہتا تھا کہ پشت اسکی کڑھڑ ہو کوئی کہتا تھا یا لان اسکا کمان ہو کوئی  
کہتا تھا کہ اسکے پائوں کیوں ٹپڑے ہین گویا اسکو گدھا ٹھہراتا تھا ایک کہتا تھا یہ تو ایک غالی رنگ ہو  
کوئی کہتا کہ یہ گدھا کیسے واسطے ہو ایک کہتا کہ یہ گدھا دانہ کیسے کھاتا اور اگر دانہ نہیں کھاتا تو تیرا چوب  
نزل پر کیسے لیٹا ہو ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکاری ہو یا شدت بڑھائیے سے عقل تیری سر سے جاتی رہی  
حضرت فوح کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہو تمہارے تسخیر سے ہر گز کم نہ ہوگی نہ کٹھے کی جیسا کہ قرآن میں در باب  
تسخر مائل ہو قال ان تسخروا منا فانا منكم کما تسخرون من قبلنا و انما نبارئ غلاب بخیر و یحییٰ علیہ عذاب مقیم  
لہما فوح نے اگر تسخیر کرتے ہو ہم سے سو بیشک ہم بھی تسخیر کریں گے تم سے جیسے تم تسخیر کرتے ہو پس قریب جان لو گے  
تم اسکو کہ آتا ہو وہ انقضیت کر گیا وہ اسکو اذنا دل ہو گا اسپر عذاب ہمیشہ کا الخلاف شرح میں بجائے  
اس کشتی کے اس کشتی لکھا ہو

فکر اسکا کہ گڑھا کھودتا تھا اور کہتا تھا ڈھول بجا تا ہوں

قوله این مثل بشنو کہ شب دزدی حینہ درین دیوار حفرہ می بریدیم بیداری کہ اور بخور بود و طفق آہستہ آہستہ  
می شنود رفت برہم و فرو و آہستہ سر گفت اور در چہ کاری اسی پیرد فیما شد نیم شب پسکینی و تو کوئی  
نفتا و ہلن ای سنی اور چہ کاری گفت میگویم دہل گفت کو با بگ و ہل ای بوسل گفت فردا بشنوی  
این بانگ آمدن و یا حسترا و ایلنا دمن چو نرم بشنوی بانگ دہل آوازمان واقف شوی بر جزو کل آن  
بر وقت و گزیر پیرا ختمہ سران کی را تو ہم نشناختہ و در غلط افتادہ ای نیم خام بختہ شود آتش اور اسلام  
معنی قرآن میں کہ موافق ذکر صدر کے ایک مثل مجھے اور میں لے کہ ایک چور سرکش نے ایک دیوار کی  
بڑھین نقب لگایا ایک نیم بیدار کہ بخوری سے کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا اُس نے اسکی کھٹ کھٹ جو آہستہ آہستہ  
کر رہا تھا سنی اور حجت پر گیا نیچے کو سریشکا کے اس سے کہا کہ او پر کس کام میں تو ہو کیا کر رہا ہو خیر تو  
اس نیم شب میں کنواں کھودتا ہو تو کون ہو کہا دہلن ہوں اسی رفعت و بلندی والے پوچھا کیا کام  
کرتا ہو کہا ڈھول بجا تا ہوں کہا او بوسل ڈھول کی آواز کمان ہو تو بوسل نے اسو باپ را ہوں کے کہ  
نئی نئی راہیں بھاتا ہو کہا کل سس آواز میں لینا کہ نعرہ یا حسترا و ایلنا کا بلند ہو گا آب قول خنیں ایشاک  
ہو کہ ہم تو پہلے اب تو جب آواز دہل کی سنیں گے اسوقت واقف ہو گا جو کچھ جزو کل ہو کہ وہ دروغ و کرا اور  
بناوٹ ہو اور تو نے اس کج کیا بھیجی نہ جانا غلطی میں گر گیا میں او ادھر کچھ بختہ ہوئی آگ میں اور سارا اسلام



سوئے میں بڑا نام ہوں ہر شیا رہنمائی ہوں جو ایسی سوراو بی کرتا ہوں کہ ان کو کمان وہ کمان آفتاب کہ اُن کے مقابل ایک ذرہ بھی نہیں آتی بدگوہر و لاکھوں شہروں کو اس بادشاہ کے خشم غلبہ نے سرنگوں کر دیا جیسا کہ فرمایا و کہ من فرقتہا بلکنہا بہت قرین کہ ہنئے انکو ہلاک کیا شہان میں اللہ نون دانکہ ہو گوہر و آسمان سے بیٹے آسمان اُن کے حکم کی ہیبت سے سیکڑوں شگاف اپنے پیچ میں پیدا کرتا ہو کہ انھیں کے گرد آفتاب و مانتاب طواف کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اُن کے خشم کا تو کچھ کہنا ہی نہیں جو مرد و عورت اور ان کے ہین اُن کا خاتمہ ہو کہ بدل کے جگر کا پانی خشک ہو جائے اور اُن کے خشم نے ہی عالم کو خراب ویران کیا ہو تو تم جو مرد و بے حنوط خور کرو اور دیکھو شہرستان لوٹو کہ وہ سیا سنگاہ ہو کیسے لوٹ پوٹ کر دیے گئے تم پل پل کر رہے ہو پل ہو کیا چیز دیکھو تین پرندوں نے کیسے بڑے بڑے ہاتھیوں کی ہڈیاں کو تین چوہا برہ کے ساتھ تھے تھر تھر سے مرادقات ہو نہ عدد میں سوچو تو کیسے ہنوت مرغ اہل اور جنے ہاتھیوں کہ ایسا پھارٹا میرا جکار نو محال الخلاف شرح بین دو شعر پہلے اس حکایت کے آخر میں حکایت سابق کے بھی لکھے ہیں یعنی کہ زمین تو کہ گیت کو نشید آں طوفان نوح و یہاں لکھ کر فرمایا روح و موج شان بیکشت و اندر آب ریخت ذرہ ذرہ آب شان برمی گیت کہ گیت کو نشید احوال ٹوٹا و انکہ صبر عادیان رومی ربوہ چشم باری در چنان چلیان کشا کہ بدنہی پل کش اندر و غنا و استخوان چلیان و شایان ظلم و زیر خشم دل ہمیشہ در جوہر تا با دہار ظلمتے در ظلمتے و سر و نہ و نیت غوث و حمتے و نام نیک و بد گرنشیدہ ایہ جلد و بد و شانا و بدہ ایہ دیدہ و رانا دیدہ می آرید لیک چشم تا زوا کشاید مرگ نیک و گردو عالم تر ہو و خورشید و نور و چون رومی در خلعتی مانند کورہ بی نصیب گئی اذان نو و عظیم بہتہ روزن باشی از ماہ کریم و نور و نون چاہ فرشتی دکلی و چہ گندہ دار و دہا نہای فراخ و المعنی شود نام ایک شخص کا کہ نسل نوح علیہ السلام سے انکے پیغمبر حضرت صالح تھے کہ بسبب نافرمانی کے آگ کے عذاب سے بے عا د بھی نام ہو ایک شخص کا نسل حضرت نوح سے انکے ہو و پیغمبر تھے کہ طوفان باد سے ہلاک ہوئے غوث بالفح فرمایا و فرمادرس یہ بھی قول نہیں انبیا کا ہو کہتے ہیں کون ایسا ہو جنے ذکر طوفان نوح کا نہیں سنا یا زاری انھوں کے لشکر و روح کی نہیں نشی روح سے مراد حضرت موسیٰ باعتبار پاک جبلیتی کے کیسا موج نے اُنکو تیر پھوڑ کے پاؤں کے انکے کیا اور بیانی نے اُنکے ذرہ ذرہ کو توڑا اور کون ہو جنے احوال خود کا نہیں کیا کہ آگ نے اُنکو جلا دیا کیسے باؤں و یوں کو اٹھا اٹھا لیا تھی اور زمین پر لپکتی تھی ایک بار تو انھیں کھلے اور ان ہاتھیوں کو دیکھ جو زانی میں تھے کہ اُنکا کشندہ کون تھا کیسے پہلے تھے اور کیسے اُنکے کشندے تھے ایہ اب تک زیر خشم دل اور رجوم ہیں اور اب تک ایک ظلمت سے دوسری ظلمت میں بیٹھے



نہ کوئی فرمایا پس نہ مطلق رحمت آگے حال پر اب بطور ظفر کے کہتے ہیں کہ تم بھی اسے کہا جانو مٹنے تو  
 ایک دہر کا نام بھی نہیں سنا چاہے اور سب سے دیکھا ہو مگر تپنے کو نہیں دیکھا حالانکہ سب کو دیکھا لیکن ناویہ  
 بنتہ بوٹھر و تھاری اکھیں مرگ خوب کھول دی گی اگر دونوں جہان نور شیدہ نور سے بھر جائیں جو مراد ہریت  
 سے ہوا اور تو اندھے کی طرح ظلمت میں چلے جو عبارت ضلالت سے ہوتو تو اس نور عظیم سے بے نصیب ہو  
 اور اس کو کریم سے اور زن بستہ اسے کہ تو تو خود کلج چھوڑ کے چادہ میں گھسا ہی ہر جان فلح کا کیا گناہ وہ تو  
 تنگ نہیں قولہ جانکہ اندر وصف گرگی مانا و چون بہ سید روی یوسف را کوہ کن داودی سنگ کہ سید  
 گوش آن سنگین و لانش کم شیدہ آفرین بر عقل و بر انصاف با و ہر زمان و اللہ اعلم بالرشاد و صدقوا  
 رسلا کرانیا سب باد صدقوا و حاسبا ہا من سب باد صدقوا ہم ہم شمس طالعہ یمنو کم من مخالفی و القار عہ  
 صدقوا ہم ہم بدور ہرہر قتل ان یلقو کوا بالساہرہ و صدقوا ہم ہم مصلح الدبی ما کرہوا ہم ہم مفتاح الرجبہ  
 صدقوا من لیس یہو اخیر کم بلا تعلقوا لا تصد و غیر کم پارس گویم ہین تازی ہل سہ وی آن ترک باش  
 از جان دول یعنی یہ مثالیں بھی کلام سابق پر ہیں کہ جو جان کہ ہمیشہ وصف گرگی میں رہی ہو وہ  
 یوسف کی صورت کو کیسے خوبصورت کیجیگی دیکھو کن داودی سنگ و کوہ تک پہونچا اور آن سنگین و کوہ  
 کانون نے نہیں سنا یعنی تھرا شہزید ہوا اگر یہ نہوے جس ہر دم تھاری عقل و انصاف پرا فرین ہو کیسا  
 بڑا کام کیا کہ انبیاء کی بات دُستی اور اللہ رشد و ہدایت کا خوب جانتے والا ہو اب مولانا م فرماتے ہیں  
 کہ او اہل سبا ان رسولون کرام کی تصدیق کرو اور تصدیق کرو ان روحوں کی جنکو اُس نے اپنی قید میں کیا کہ  
 اس عالم سے اور تصدیق کرو انکی کہ وہ آفتاب و شمس ہیں کہ امن دینگے وہ تمکو زبان و رسوائی کے  
 موقعوں سے قیامت کے دن اور تصدیق کرو کہ وہ بدر روشن ہیں قبل اس سے کہ وہ ملاقی ہوں گے  
 زمین حشر میں اور تصدیق کرو انکی کہ روشن چراغ اندھیرے کے ہیں اور بزرگی کرو انکی کہ وہ کہیں ان  
 امید کی ہیں اور تصدیق کرو انکی کہ امید وارتھاری خیر کے نہیں ہیں اور گراہمت ہوا و تغیر کو منع  
 کہ وہ اب فرماتے ہیں کہ ہم تو پارس گویم ہین پارس کہتے کہتے عربی کہنے لگے اب عربی کو چھوڑیں اور  
 اپنے ترک کے جان دول سے ہند و و غلام ہیں

### بیان معنی حزم و مثال مرد حازم

قولہ ہین گواہیہا می شاہان ہشوزید بکر وید نکساہا بکر وید یا بجال اولینا ان بکر وید یا سہم گنج  
 بحر مخی بر پریدہ حزم چہ بود ورتبیر احتیاطہ از دوکان گیری کہ درست از خباطتہ آن کی گوید ورتب  
 ہفت روزہ نیست آب و سہت یک پانی سوزہ وان گر گوید دروغت این زبان کہ بہر شب چہرہ سنی روا ہے

حرمِ آں باشد کہ برگیری تو آب و تار ہی از تنس و باشی و صواب و اگر بدو در راه آسین را بریزد و بر باد  
وای بر مرد تنیز و ای خلیفہ داؤد گمان وادی کنید و حرم بہ روز میعاد کی کنید و آں عدوی گرد پرتان کہ گشت  
سوی زدنش ز عیسیٰ کشید و آں شہ شطرنج دل رما ت کرد و از بہشت ہنر آفات کرد و چند جا ہندش  
گرفت اندر برود تا بکشتی و رنگدیش روی زد و دینچین کردست با آں پہلوان بہست سستش منگرید  
ای دیگران و مادر و باسی مارا از جود تاج و پیرایہ بچالاکی رہود و کردشان آنجا برہنہ خوار و زار و  
سالمہا بکسیت آدم زار زار و معنی خبر واد ہو جاوگواہیان شاہون کی جو پیغمبر ہیں سنو ایسے گواہ کہان  
ملنگے اور سابقان آسمان ہر ایمان لانے ہیں تم بھی ایمان لاؤ یا اولین کے حال پر غور کرو کہ ان کے  
کیا حال ہوے یا آخرین کی طرف حرم و ہوشیاری کے ساتھ اڑو حرم جانتے ہو کیا چیز ہو و تدبیر ہیں  
احتیاطا کرنا اور دونوں سے اسکو اختیار کرنا جو خط سے دور ہو مثلاً ایک شخص کو تا ہو کہ اس آدین  
سات و ن تاج پانی نہیں ملتا اسلئے کہ پانی و مان مطلق نہیں جو ریت پانوں جلائے والا ہو اور  
دوسرے کو تا ہو کہ یہ جموٹ ہو تو بہان رات کو ٹھہر گیا چشمے روان دیکھ گیا آب حرم یہ ہو کہ تو پانی اپنے  
ساتھ لپی تو غوف سے چھوٹے اور صواب سے قرین رہے جس گراہ میں پانی ملے تو اسکو چھوٹے  
اور چونو تو واسے مرد تنیز پر ایسا ساؤگا کہ پر جو منافع حرم سے ہو آؤ خلیفہ زاد و بیٹے اس کی آدم سو  
بوجب اتنی جاعل فی الارض خلیفہ کے آدم کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہو فوب داؤد کرو اور عدل سے  
متجا و زہد اور درمیا دکیو اسطے حرم ہی لاؤ وہ دشمن جسے تمھارے باپ سے اپنا کینہ لیا کہ وہ شیطان  
ہو و رباپ آدم و علیہین۔ یہ اس پر ان کی طرف کھینچا زندان دنیا موافق الدنیا سجن المؤمنین دنیا  
زندان مؤمنون کا ہوا و نسبت دشمنی کے خود خداے تعالیٰ نے فرمایا ان ہذا عدو لک لڑو جبکہ آدم  
یہ ابلیس ترا اور تیری زوجہ کا دشمن ہو اسی نے انکو جو بادشاہ شطرنج ول کے تھے مات کیا اور بہشت  
سے نکال کے بیکاری اس آفات کا بنایا انکی لڑائی میں کتنی جگہ اسنے داؤد چلائے یہاں تک کہ ایک  
کھیت میں دسے زرد انکو چھوڑا رہی ڈالا یہ کہنے یا آدم مل دلاک علی شجرۃ الخلد و ملاک لایلی ای آدم  
راہ تباون تنگو درخت خلد پر جس سے ہوشیار ہیں رہو اور وہ ملاک پوچھ پڑانا ہی ہنو آب جانا تنے لئے  
ایسا کام آں پہلوان کے ساتھ ہوا کہ تمہیں کیا ہو پس درون کہ ہم جتانے دیتے ہیں کہ اسکو بہست  
مرست دیکھو یہ دوسرا ہو جو چشمہ چھوٹے مان باپ دونوں کا تاج و لباس چھین لیا اور چالاک سے  
بنگیا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ لیسوا الشیطان لعیب ہی لہما دوری عنہما من سواہما سو سو سے میں الا  
اؤن و زمان کو شیطان نے غرور سے جو کچھ چھپایا گیا ہو انکی عورات سے یعنی ننگے ہو جائیں

اتنے انکو وہاں پر پہنکا اور غور و نظر کر کے آدم برہون اس غم سے زار زار روئے رہے منقول ہو جب گندم  
 اٹھون نے کھایا کھلے ہشتی اُنکے جسم سے چھٹ پڑے ننگے ہو گئے بھاگے پھرتے تھے اور درختوں کے  
 پتوں سے آپ کو ڈھانپتے تھے اختلاف شرح میں پائے سوز کو شہزاد لکھا جو اور دادی کو وادی ۔  
 قول کہ زرا شک خیم اور دیکھ نہت دگر چرا اندر بیدہ لاست تبت توقیاسی گیر طریش اب کہ چنان سر  
 در کند ز طریش اہل خد کو کل پرستان از شرش پیغ لافونی زندہ اندر سرش کہ ہی بیدہ شمارا رکین مکہ شہا  
 اور انی پیندہ میں ہوا تھا صیاد ریز و دانا ہوا نہ پید ا باشد پیمان و غامد ہر کجا و اندہ بیدی الحذر  
 تا بہ بند و دام بر توبال و پر و چو نکہ دانہ دیدی بگریزای حمام و درہ چون خوری در افتادی بلام و شاہ  
 کو تیرک دانہ گشت و وزیرا من قدس ہر ش گل شکفت ہمہ بیان قانع شد وادام بست پیچ و دے  
 تیر و بالش انبت و المعنی او پر جو فرمایا ہو کہ برہون روئے اب اس روئے کا بیان ہو کہ اُنکے روئے  
 سے گھاس جم اٹھی اور جو ہر صورت سے زاری کرتے تھے قبول نہیں ہوتی تھی لہذا کہتے تھے کہ اُنکی ہر  
 وقت میں یہ کسی لاشت ہوئی ہو آخر کار جب کچھ کلمات رب العزت ہی سے اُنکے قاب پر آقا ہوئے اُنکے  
 موافق گریہ و زاری کی تب توبہ قبول ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں منقول ہے و من رب کلمات تبارک علیہ  
 انہ ہوا التوباء لہم پس کچھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سو تو بہ کہ چہرہ بیشک وہی جو معاف  
 کرنے والا اور مہربان اب توقیاس کرا سکا طاری کو لایا یہ رشتہ جگہ انڈیا بحال ہوا جو اس سے  
 انکار کرتے ہیں چو احوال پرستو پیستہ تین پروردگار کے شہادت اور توحید اوحیائے سر پرستے ہو کہ یہ  
 شکوگشت سے تاک رہا ہو اور تم اسکو نہیں دیکھتے ہو موانع فواح اندر ایقاع کے اندر یہ اتم ہو قبیلہ  
 من حیث لا تر و نمہ بیشک دیکھتا ہو وہ شکوہ اور اس کے گرد وہ اس شہادت سے کہ تم اسکو نہیں دیکھتے  
 ہمیشہ صیاد وانی بکھرتا رہا لیکن دانے ظاہر ہونے میں اور پوشیدہ و خامس تو جہان وادہ ہوتا  
 اس سبب تا تیرے بال و پر کو دام نہ اندھا لہذا اسی حمام جب وقت غور و دیکھنے وہاں سے بھاگ  
 اور اگر تو نے کھالیا تو جان لے کہ حال میں پھنس گیا کیسا خوش و مرغ ہو جسے ترک دانہ کا کیا اور پنا  
 قدس سے اُنکے واسطے گل کھلا اور وہ اسی گل کی جو سونگھ سو گنگھ کے رہا اور اسی پر قانع ہو کر وادہ  
 چٹکیا پھر کسی دام نہ اُنکے بال و پر نہ بندھے اختلاف پہلے شعر کے معنی شرح بحر العلوم میں بھی لکھے  
 اور میں نے بھی نظر میں انکو بھی غور فرمایا لیکن انکو بھی میں اُنکے معنی کما شاک لگوئی وہاں دل ناپے شرح میں بھی لکھے

و خاصت حال اس مرغ کی کہ فرم لو جہر صوفیہ اسے ترک کیا

قولہ باہر غے فوق دیداری شست + دیدہ سوی دانہ وادی بہت ایک نظر اوسوی صحرا می شست

ایک نظر حرمش بداندی کشیدہ این نظر با آن نظر چالیش کردہ ناگمانی از فرد خالیش کردہ رفت و روانہ خود روانہ دامنہ صائمہ شگشت و بخورد و کام را اندہ بان مرغی کان نزد در گذشتہ و دان نظر کند و بر صحران گماشت و شاہ پر وبال اوخت کہ تا امام جلد آزادان شدہ و ہر کہ اورا مقتدا سازد و برست و در مقام امن و آزاد دی شست و در آنکہ شاہ مازان آمد و لیش ہتا گلستان و چمن شد و نیش و حرم ازہ راہنی و اورا ہنی و حرم و اینچنین کن گریختی تدبیر و عزم و بار بار در دامن حرم صاف قادی و حلق خود را در بریدن او بازت آن تو آب لطف آزاد کردہ و توبہ پذیرفت و شاہ لاشا و کرد و گفتان عدتم کذا بعدا کذا و نمن و جن و افعال باہر از المعنی چالیش فرامیدن تو آب تبشیدہ و توبہ پذیرندہ یسے ایک مرغ کسی دیوار پر بیٹھا اور نگاہیں طرف دامنہ و دامن کے گائین یعنی خاصانہ کے ساتھ دامن بھی تھا و او حسین معیت کی ہو جا ایک نظر تو اسکی صحران کی طرف تھی کہ اڑ جاؤں اور ایک نظر حرم کی تھی وہ دامنہ کی طرف پھینکتی تھی کہ اسپر گرون آخر اس نظر نے جو اس نظر کے ساتھ فراموش کیا تو یکا یک اسکو خود سے خالی کردیا کہ یہ نہ پیر گیا اور دانہ کھایا اور جال میں رہ گیا شکاری نے اسکو مارا کھایا اور کامران ہوا اور وہ مرغ بنے اس نزد کو چھوڑا اُسے دانہ سے نظر اٹھا کے صحران کی طرف متعین کی وہ سفا و ہر اور پر وبال اس کے اُسے واسطہ نجات اسی سبب سے وہ جلد آزاد و دن کا امام ہو اب جو کوئی اسکو اپنا امام بنائے وہ بھی چھوٹ جائے اور مقام امن و آزاد دی میں بیٹھے اس سبب سے کہ جو لوگ حرم والے ہیں دل اسکا اُن سب کا بادشاہ ہو اسوجہ سے گلستان اور چمن اسکا گھر ہو اُس سے حرم راہنی وہ حرم سے راہنی بس اگر تو کوئی عزم و تدبیر کرتا ہو تو ایسا ہی کر تو بھی بابا دامن حرم میں پھنسا ہو اور اپنا حلق بریدن کے حوالہ کر دیا پھر بھی بھکوں کے لطف توبہ پذیر نے آزاد کر دیا توبہ تیری مان لی اور بھکوں شاہ کیا اور اسی سبب سے کہا ہے کہ جیسے تم لوٹو گے ویسے ہی ہم لوٹینگے یسے جو گناہ سے توبہ کی طرف لوٹو گے ہم قبول کرینگے اور بخش دینگے اور اگر توبہ کے بعد گناہ کی طرف لوٹو گے ہم اسکا بدلہ لاکرینگے اور سزا دینگے ہمنے افعال کو معرفت جزا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے بلکہ ان یہ حکم دان عدتم عدنا قریب ہو کہ رب تمہارا تہرہ رحم کرے اور جو پھر لوٹو گے تم بعد رحمت کے توبہ لوٹینگے بلکہ میں انخلا و شرح بحر العلوم میں صحران میکندیا ہے ایک کشیدہ کھار قول چونکہ جفتے را بر خود آورم و آید آن جفتش روانہ لاجرم و جفت کریم این عمل را با اثر چون رسد جفتے رسد جفتے و گر چون باید غارتی از جفت شوی و جنت می آیدینی او شوی جوی و بار دیگر سوی این ام آید خاک اندر میدہ توبہ را دیدہ و بازت آن تو آب کی شود ان گروہ گفت ہن بگریز این سو پامنہ و باز چون پونا فسیان بریدہ جان تازا جانب آتش کشید کہ کن این پروانہ نہ یان و شکہ در پر سوزیدہ ہن گرتو کیے

چون رہیدی شکر آن باشد کہچہ سوی آن دانہ نداری پیچ و تا ترا چون شکر گوئی بخشد او را و زیہ  
بی دام و بچون عدد و شکر آن نعمت کہ تان آزا کرد و پشت حق را بایدا کرد و چند اندر رنجا دور بلا  
گفت از دامن پاکس ایخدا تا چہین خلعت کمر احسان کمر خاک اندر بیدار شیطان رزم و چون صفت  
و او حق از امتی آن رہی نیستی کہ بودنی ہمچنان و چون بر ما کدوت و او مش کر و پیش جان خود رہست  
و پیش کر و پیش یعنی بوجہ و جانا الفعالی الخ کے فعل جزا کا زوج ہو اور جزا فعل کی پیچ  
ایک ہفت کو ہم اپنے پاس بلا نیٹنگے یعنی کوئی فعل ماضی میں لائیٹنگے تو دوسرا ہفت اسکا ضرور  
جو جزا ہی مناسب عمل کے سبب اس عمل با اثر کہ ہم ہفت ہوے اس سبب سے کہ سبب ایک ہفت آتا ہی  
تو دوسرا ضرور آتا ہو جب نے غارت اس ہفت کے چھین لی تو وہ ہفت شہنوی ہو جو اسکے پیچھے آئے  
اسکے سبب سے یہ تم اس دام کی طرف رجوع ہوے اور تو بہ کی آنکھوں میں تنے خاک ڈالی پھر اس  
تو بہ پذیر نے وہ گرہ تیری کھول دی اور شکل آسان کر دی اور کہدیا کہ خبر دار یہاں سے بھاگ جا  
اب کبھی قدم ادھر مت رکھنا بعد اس فہمائش کے نسیان کا پروانہ تھا کہ پاس آیا اور اسے تھاری  
جان کو آتش کی طرف کھینچا تو فہمائش تو آب کی مت بھلا اور اس پروانہ نسیان و شک ہی کو کھوے  
اور اپنے بلے ہوے پروں کو جو ایک دفعہ بل چکے ہیں دیکھے رہ اور شکر گزار ہو کہ تجھ کو اس دام سے  
چھڑایا پس شکر ہی ہو کہ پھر اس دام کی طرف ہرگز رغبت نہ کر اور پیچ میں نہ پڑ جب تو اسکا شکر گزار ہو گا  
وہ تجھ کو روزی بے دام و بچون دشمن کے خبیث گام شکر اس نعمت کا گزائے نہ کہ آزا کیا ہی ہو کہ نعمت  
حق کو یاد کرو بھولو نہیں جیسے رنج و بلا میں دل سے کہتے تھے کہ ایخدا ہکو اس رنج و بلا کے دلم سے  
چھڑا اگر چھڑا دیکھا تو تیری بندگی کرینگے اور تیرے واسطے احسان کرینگے جیسے کہ نذر و غیرہ مانتے ہیں  
اور شیطان کی آنکھوں میں خاک جھونکینگے جب نے نکو اس امتحان و بلا سے خلاصی بخشی تو ویسے ہی  
ہو گئے جیسے تھے اب جو اسے چھڑو یا تو اسکو بھول گئے اور اپنی جان کو مست و مہوش بنا لیا کہ کچھ  
مانتے ہی نہیں الخلاف شرح بجا العلوم میں اس پروانہ کو اور پروانہ لکھا ہو

حکایت نذر کرنا کمون کا ہر چاہے میں کہ جب گرمی آئی تو جاڑوں کیلئے گھر بنائیے  
تو کہ ایک درستان چچ کر وہ استخوانش بہرہم سراغ دکر واند چانش کہ کو بویکا میقدرت کہ منم خانہ از سنگ  
اید کر منم چونکہ تابستان بیا پس سچک بہرہم سراغ خانہ سازم ز سنگ چونکہ تابستان بیا یلا ز کشاڈ  
استخوانما پس کر و دیو بست شاد و زفت گرد و پاکشد در سایہ کماہلی سیری غری خود را نہ بگو یا و چون  
زفت بہند غیش را و دیکھا می خانہ گنج ہی کیا و گویش ل خانہ سا اہم عمو بگو یا و در زمانہ گنج بگو



نعمت خیر و ن کو بخشید گا اور سیرم کے طعام و قفل حق سے لوش کر گیا تو پھر سے یہ حکم نواری و گلابی اہل باقی برکی  
 تم اپنے بخشندہ کی نعمت کا شکر کرو تو اپنے منہوش کے سر کو نہ توڑو یعنی جسٹہ آتمہارا بلند رہے کرنے نہ پائے منہوش  
 بہ دل منہوق ماہو علم شکلیہ کی شش والا ہو کہ نعمت وافر تو کو اپنی طرف کھینچتا ہو اور کفر نعمت کا آدمی کو  
 کا تو کرتا ہو جیسا کہ فرمایا کہ شکر تو لازماً کم و لکن کفر تم ان عذابانی لشد یا اگر شکر کرو گے ہم نعمت تمہاری بڑھایا  
 اور اگر کفر کرو گے تو ہمارا عذاب بھی سخت ہو گا فرہین فتحہ کا بھی جائز ہو الخلاف شرح پورا العلوم من  
 شکا بارہ بار موصدہ لکھا ہو بارہ یعنی ایسا س بارہ کے معنی تو مجھ کو خوش نہیں پر چشم کو چشم منہوش کو منہوش لکھا ہو  
 منع کرنا منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت اور حجت لانا موافق طریق جبریل کے

قولہ قوم گفتند ای نصوحان میں ہوا۔ اپنی گفتیدار و برین وہ کس بود و قفل بردہا می ابنا و حق  
 کس نہ اندر بود بر خالق سبق و نقش این کرد ان تصویر گریہ این خواہ شد بگفت و گو و گرد سنگ اصل  
 گوئی عمل شود کہ نہ راصد بار گوئی باش نوہ خاک را گوئی صفات آب گیر آب را گوئی غسل شویا کہ شیر  
 نار را گوئی کہ نور محض شو، پشہ را گوئی کہ سوی ماہور و قاب را گوئی کہ در پاک شو، یا کہ اکیر سے شو  
 چا لاک شویا چ از ان اوصاف و دیگرگون شوند آب کی گرد عمل امی از جہنہ خالق افلاک و ہسم  
 افلاکیان، خالق آب و تراب خاکیان آسمان را واد ووران و صفا + آب و گل اترہ روئی و  
 ناء کی تواند آسمان در وی گزیدہ کی تواند آب و گل صفوت خریدہ مستی کر دست ہر یکے ار ہے + کئی  
 کئے گرد و یکدست چون کئے، المعنی نصوح بیا نصیحت کنندہ پھر رجوع ہو طرف و کراہل سہاکے کہ قوم  
 نے کہا اے نصوح تو ہم بڑے ناصح ہو جو کچھ تمنے کہا اگر اس گاؤں میں کس سے یعنی اس مذہب مشرب کا  
 تو اسکو یہ نصیحت کافی و بس ہو لیکن ہم کیا کریں ہمارے ولوں پر تو اللہ نے قفل لگا دیا پھر تم ہی  
 بتاؤ کہ خالق پر کبھی کوئی بھی سبقت لیگیا ہمارا تو نقش ہی اُس مصور نے ایسا بنا دیا یہ تمہاری گفتگو سے  
 کیسے بدل جائیگا تم پھر سے سیکڑوں برس کہتے ہو کہ لعل ہو جا اور پڑانے سے سود فوہ کہو نیا ہوا  
 تو کیا وہ لعل اور یہ نیا ہو جائیگا خاک سے کہو کہ پانی کی صفت اختیار کر لیا آب سے کہو کہ شہد ہو چکا  
 یا شیر ہو جا تو کیا وہ ہو جا تا ہو نار کہ نور محض نہیں ہو کیسے نور ہو جاے مجھ کو کہ ہوا سے بھاگتا ہو کیسے  
 انکی طرف جا کے در قلب زر خالص یا اکسیر بن سکتا ہو عرض جوا و صاف جکے ہیں آنے بدل  
 نہیں سکتا پانی شہد نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ جسے افلاک اور افلاک کی مخلوق پیدا کی ہو اور آب  
 و خاک و خاک آنے آسمان کو نوہ صفا و گردش وی اور آب و خاک کہ تیرہ روئی و بالیدگی آگ لے  
 اس میں دوسری بات کیسے اختیار کر سکتا ہو اور آب و گل صفوت و صفا کیسے پاسکتے ہیں گزہ باہر

گزینیان سے پہلے کرنا اختیار کرنا غرض خالق نے ہر کسی کے حصہ میں ایک راہ کی ہو پھر تیری کو شش سے  
کاہ مثل کوہ کے کب ہو جانیگی

جواب انبیاء علیہم السلام کا جبرائیل کو

قولہ انبیاء گفتند کاری آفرید و صفہای کہ شان زان کشیدہ و افزید و صفہای عارضی و دائمی ہوں  
سیکرو دینی و سنگ اکوئی کہ زرشو بیدست ہس راگوئی کہ زرشو راہ بہت و ریگ اکوئی کہ گل شو عا جز  
خاک اکوئی کہ گل شو جا زست و رنج باد دست کا ترا چارہ نیت و آن مثل گنگی قیطع عمیت و رنج  
داوست کا ترا چارہ بہت و آن مثل لقوہ و در و سرست و این دو اہاسانت بہر اتیان نیت  
این در و دو و با از گزاف و بکے اخلت پنجہ را چارہ بہت و چون بعد جوئی بیایان بہت و معنی  
رضعی نوشو فطرس بین مینی ہوا عقی اما کما کوری انبیاء نے کہا کہ ہاں ایسے وصف آئے پیدا کیے ہیں کہ  
انے تم سرچین بحال کیے تورا لگائے ہیں ہو سکتے آورا نے ایسے وصف عارضی پیدا کیے ہیں کہ جسے  
کبھی تم مغوص ہوتے ہو یا ناخوش اور کبھی نوشو و اگر رنگ سے تو کہے کہ زربو جا بیودہ ہی ہاں اگر  
مس سے کہے کہ زربو جا تو راہ کی بات ہو کہ ایسا ہوتا ہو اور جورت سے کہے کہ گل ہو جا وہ اس سے عاجز  
ہو گا کہ اس میں گل ہونے کا اصلا مادہ نہیں پھر کیسے ہو اور اگر خاک سے کہے کہ گل ہو جا تو جا زربو بہت  
رنج آئے ایسے میں جنگی علاج نہیں مشا کو چکایا انجہایا چوڑی تاک والا ہونا اور بہت رنج ایسے  
ہیں جکا علاج ہو جیسے لقوہ یا در و سرس یہ دوا اٹنے انھیں کے اینکاف کیواسطے بنائی ہو لا جہت  
در و در و بیودہ نہیں ہیں بلکہ اکثر بخون کے علاج ہیں اگر تو فوٹے ہو کہے کہ گوش کے ساتھ ڈھٹوئے تو بہت سنگ

دو بارہ حجت ان سکروں کی جبرائیل

قولہ قوم گفتند ای گروہ پنج ما نیت زان رنجیکہ پذیر و دوا سالما گفتند زین فہون و پند و سخت و سخت  
زان بر خط بند کرد و ارا میں مرض قابل مہی و آخر از وی ذرہ زائل شدی و سدہ چون شد آبایہ  
در عبادہ کر خور و دیرا و وجای کرد و لا جرم کما س گیر و دست و پا تشکی رنگند آن تھا و المعنی قوم نے  
کہا اگر گروہ پنج ہمارا ایسا نہیں ہو جو دوا پذیر ہو بر سین ہو گئیں تو گوئیں نے ہم پر اخون پھونکے نصحتیں  
کیں فائدہ کیا مٹے سرور ہر جاری اور مضبوط ہوئی بس اگر مرض ہمارا قابل دوا کے ہوتا تو کوئی ذرہ  
تو اس سے کہہ دیتا یہ ایسا ہی جیسے سدہ پڑ جاتا ہو تو پانی جگہ میں نہیں پہونچتا اگر ویا پی لگا دیا معلوم  
وہ کہاں پہنچا لگا اسی سبب سے ہاتھ پاؤں سوچ جاتے ہیں مگر وہ پانی پینا اس تشکی کو  
نہیں پہنچاتا



## پھر جواب انبیاء کا جبر لیون کا

قول انبیاء گفتہ نمیدی بدست بفضل و جنتی ہری جیت ۱۰ اور چند جس کی نشانی نا امید دوست و قزاق  
 این رحمت زبید ای بسا کاری کا اول صعب گشت + بعد از ان بکشاوہ شد سختی گذشت + بعد نمیدی  
 بے امید ہست + از بس ظلمت ہی خورشید ہست + خود و گرفتہ کہ شام سنگین شدید + قفلہا برگشت و بزل  
 برزید و پیچ مارا با قبولی کار نیست + کار تسلیم و فرمانبرداریست + او بفرمودست ما این بندگی نیست  
 مارا از خود این گویندگی + جان برای امر و دایم ما گر بر کی گوید او کاریم + او حق را با گروہ بے ریا +  
 میرسانیم این رسالت با شما + شیر حق جان منی را یاز غیبت + با قبول و در قلمش کا زیت + شربت سلخ  
 رسالتش از دست در زشت و دشمن و شدید از بہر دوست + ما برین در کہ ملولان مستقیم + تا زہر راہ  
 ہر جا ہستیم + دل فرو بستہ نول انگس بود کہ قزاق یار و مجلس بود + ولیہ و مطلوب با جا حضرت + در  
 شہار جنتش جان شاکرست + در دل مالالہ را و گشتے ست پیڑی و پڑمروگی را را نہایت + بمعنی قزاق  
 ہا لکسر کار ہذا پتہ + کہ ان کو گوہ نا امید ہی جبری چیز ہوا + امید ہست ہو خدا کی رحمت ہی در حساب ہو چلا  
 ایسے حسن کے کہ جسکے احسان بابر دیکھتے چلا آئے ہوتا امید ہونا چاہیے نہیں اسی کی رحمت کے قزاق  
 کو بکرم و بہت ایسے کام ہوتے ہیں کہ اول بین سخت معلوم ہوتے ہیں اور جب کشور دہن پیدا ہوتی ہو تو  
 سختی نہیں رہتی تم اس نا امید ہی سے نا امیدت ہو اسکے پیچے بڑی بڑی امیدیں ہیں اور اس ظلمت کے  
 پیچے بہت سے آفتاب ہم خود اسکو مانتے ہیں کہ تم سخت دل ہو گئے اور گوش و دل پر قفل لگ گئے  
 تم کہتے ہو کہ ہو تو کیے قبول سے کام نہیں ہو چار کام تو تسلیم ہو بیٹا اسکے حکم پر کون نہاد ہونا اور  
 حکم کو کون کے پاس لیجنا جیسا کہ فرمایا علی الرسول لا یبلغ انہیں ہو رسول کے نور کا پہونچا دینا  
 اسی نے ہو کو اس خدمت کا حکم دیا ہو ہم خود یہ گفتگو نہیں کرتے جاری جان اسی کے حکم کو واسطے ہو  
 اگر کہے کہ ریت میں ہو ہو ہم ایسین ہو نہیں چاہے جے چاہے نہ جے جو حکم خدا کا ہو ہوا ہوا کی رست  
 ہم لوگ بیر یا رتے ہیں تمھارے پاس یہی ہو چکا اپنی جان کا خون کسی سے عین ہو تم ہی ہیں  
 ہماری جان کا مددگار سوا خدا کے کوئی نہیں ہو نہ ہو کسی کے رو و قبول سے مطالب ہم کسی سے  
 مزدوری اس تبلیغ رسالت کی انگلتے ہیں یہ مزد بھی ہماری اسی سے ہو جیسا کہ ماہی و اجبری لا علی ہما  
 نہیں ہو مزدوری ہماری + اید پر ہم اسی اپنے دوست کے پیچھے زشت و دشمن رو ٹھہرے ہیں کہ کوئی  
 ہو کو زشت جانتا ہو + چہاں ہماری صورت دیکھی جانا کہ دشمن آتا ہی ہم اسلی + اہ میں ملوان سے  
 نہیں ہیں جیسے نول آدمی بغداد سے جگہ جگہ پڑا ہو ہر تھا ہو اس واسطے کہ ملول اور بستہ دل و شخص ہو آگ

کہ فراقی یار کے دوزان میں پڑا ہو پارتو دلاؤ و مطلوب دونوں حاضر ہیں اور اسکی جنت جو بہن شاکر کر رہی ہو  
 ہماری جان اسکی شاکر پارسے دل میں تو ایک گلشن اور ایک لالہ زار شکفتہ ہو پیری و پیر مردگی کو  
 انیس و خل ہی کمان پر اختلاف شرح بجا العلوم میں پہلے دونوں شعر اخیر داستان صدر میں گئے  
 ہیں میں نے مناسب جان کے اس حکایت کو اتنے مصدر کیا اور با کردہ کو با کردہ اور دل فریب  
 طول میں واد عطف جو محل دونوں میں ضرورت پر در دل کو در دل لکھا ہو قولہ وائما تروجوا فیم لطیف  
 تازہ و شیریں و خندان و طریف پیش اصد سال ایک ساعت یکیت کہ دراز کو تہ از ما تنگست  
 ان دراز کو تہی و جہمہاست خود دراز کو تہ اندر جان کجاست بیصد و دسال ان اصحاب کہت  
 پیش شان یکت و زنی اندوہ لفت و وانگی نمودن شان یکت و زہم کہ بتن باز آمدار و لاج از عدم چون  
 نیا شد روز و شب باہ و سال و کی بود پیری و پیری و طلال در گلستان عدم چون بخودیت یستی  
 از سواقی لطف ایندویت لہذیق لم یدر کس کو بخور و کی بوہم آرد جعل انفاس در و نہیت موہوم  
 از پیری موہوم آن پہچو موہومان شدی معدوم آن و فرخ اندر وہم چون آرد بہشت و یح تا بر کو  
 خوب از فوکل زشت ہین گلوئی خود بہرید اسی همان و انجمن لغیر سیدہ قادیان را ہمای صعب پایا  
 مہوہ ایم درہ بر اہل خویش آسان کردہ ایم ہین بکونید از بجوم سعد راہ و زانکہ در ظلمت درید و قوجاہ  
 ہر کہ مارا کشت پیر و پادست ماز عذاب نار و در جنت نشست و دانکہ نشند از شقاوت پندما و در عذاب  
 جاودان شامیلا یعنی طریف ناد و نو زادہ لفت در رخ کھانا اور اندوہ گین ہونا سواقی باہم قوج  
 بزرگ و کوزہ لولہ دارومی و پیالہ می و ہی انبیاء فرماتے ہیں کہ ہم ہمیشہ تروتازہ اور جوان و لطیف  
 اور تازہ و شیریں اور خندان اور طریف ہین ای نو زاد چارے نزدیک سو برس و ایک ساعت  
 برابر ہو اسواسطے کہ ہمسے دراز کو تہ جو عوارض ہین جو ہر سب مہد ہو گئے اسلیے کہ دراز کو تہ  
 یہ صفات جسموں کے ہین اور ہم روح مجبور گئے پھر روح میں دراز کو تہ کہان ہین تہ و حسا کہت  
 جنکو تین سو نو برس گزری تھیں اور انکے سامنے ایک دن تھا جس میں نہ کوئی اندوہ تھا و طلال  
 جیسا کہ قرآن مجید میں ہو و لبثوا فی کھف ثلث مایہ سنین و از داوود تسعا اور رسے وہ اپنے غار میں  
 تین سو نو برس پھر جب عدم سے انکے تن میں روح آئی اور پوچھا کہ تنکو کتنا وزنگ ہو یعنی کم ہستم  
 تو کہا لبثنا یوم او بعض یوم رسے ہم ایک دن یا بعض ایک دن سے اب بتاؤ وہاں روز و شب یا  
 سال و ماہ ہو وہاں پیری پنے کھلی اور پیری و طلال کیسے ہو گا اور گلستان عدم میں جو بخودیت  
 یستی سواقی لطف ایندو کی ہو کہ انکے لطف نے ایک بڑا پیالہ شراب لطف کا بھر کے پلا دیا ہو

اور جو کوئی پیالہ اس کے لطف کا نصیب نہ ہوا وہ لم بقیق ولم ین فقل ہمینے نہ چکا اُس نے معلوم کیا اُس نے وہ  
ایسا رو صیغے جعل کے وہم میں کہ گلاب کی نہیں کئی اس واسطے کہ یہ کتاب کی اس کی موت ہو وہ ظاہر و یقینی ہو  
وہ وہم اگر وہ وہم ہوتا تو وہم میں کی طرح ہوتا مطلق ہو وہ بھی معدوم ہو جاتا جیسے یہ معدوم ہو جاتے ہیں  
دوسری بہشت کے وہم میں کہ گلاب کا پتھر بھی روئے نو بہا جو کہ رشت سے چکا ہو غرض یہ کہ برنی بھلائی  
عین ہو سکتی تمام چیز کو اپنا گلاب سمجھتا ہے کہ تو کیا اچھا لقمہ یا کچھ نہ تھا اسے دہن کے پاس گیا ہو پھر کہیں  
نہیں کھاتے لقمہ وہی ہدایت انگلی اگر راہوں کی سختی سے دور تھے تو اس سے مت ڈر داسلیکے کہ زمین  
سخت ہونے کی وجہ سے اپنے کو کون بیٹھے بیرونی پر کسان کر دی ہیں قبر وار ہو نجوم - عدد موجود ہیں  
اپنی راہ دھوٹا دھو اس سبب لانا چھری اور قمر چاہ میں پڑے ہوتے ہیں جو کوئی ہمارا پر و ہوا خدا  
دور رخ سے چھوٹ گیا اور نہشت بہشت کی اسکو نصیب ہوئی اور جسے اپنی اسیسی سے نصیحت  
ہماری نہ سنی خوب جان لو کہ عذاب جاودان میں مبتلا ہوا اختلاف شرح کجا معلوم میں ہیں ہاں  
آہ کوہ تن اور سپہی کو سپہی اور صعب یایان کو بایا یان رہ کو رہ و گنگسا ہو

مکر را عرض قوم کا انبیاء علیہم السلام پر

قولہ قوم گفتند از شما خود دیدہ و شنیدہ و صدیدہ و مدیدہ جان ما خارج بدار از ہمیشہ و در غم و غم و غم  
مارا و عذاب و ذوق و جمیعت کہ موجود اتفاق شدہ و حال و شت و تان در افتراق و طبعی فضل و شکر  
بودیم ماہ و مرغ و گل انیش گشتیم از شما ہر کجا افسانہ غم گشتیم ہر کجا آواز و ہر گشتیم ہر گشتیم  
ہر کجا از جوان خال و پست و ہر کجا اس کمال وحدیت و در مثال قصہ و حال شہادت و نور و نمونہ  
شمار شہادت یعنی مسخ بالفتح بدل جانا صورت کا پہلی صورت سے جو ہو ہر کمال بقیع عقوبت و  
ریح او پر جو قول نبیا کا کہ بخون سعد سے رہنمائی چاہو یہ آریکا جواب ہو کہ قہ نے کہا بالآخر نور سعد  
تو اپنے ہی واسطے ہو ہمارے لیے تو بخون و صند و مزہ ہو ہم اپنے خاصے جدا ذیہون سے بہشت اور  
سارے رنجون سے خارج جان تھے تھے ہلو رنج و غنا میں ڈال دیا جیسا کہ اس قسم کے قول  
کفار کے منقول ہیں قالوا انا قلیلنا بل لئن لم تنہوا العزیم لکنسک منا عذاب الیم کما کافون سے  
یشاک ہم بدنامی و بدنگونی اپنی تھے جانتے ہیں کہ تمہارے سبب سے رنج و بلا میں پڑے اگر  
تم باز نہیں رہو گے تو ضرور ضرور ہم تمہارے سنگسار کر دیں گے اور ضرور تمہارے عذاب و کدو و الا پتھر  
ہمارا لطف و مزہ کہ جمیعت کے ساتھ متفق و جمع تھا یہ معنی ہر مجموعی تمام مزے اڑاتے تھے سو تمہاری  
بدنگونی سے سب خراب و متفرق ہو گیا ہم شل طبعی کے سرے سے نفق و شکر کھاتے تھے اب تمہارا



از روئے گمان کے آگاہ کرتے ہیں اور ہم خود نظر بردار تھا کہ ہم دودھ و آتش کو اپنی آگاہی سے دیکھتے ہیں  
 کہ منکر و نکر کی حد کر رہے ہیں تو کھلے ہوئے غیبی قوتیں کنزین مقالہ کد زبان ماست قال شہر قال  
 ایک فصیح ناصحان لکھنوی بہ قال بہ باتت ہر جا میری و ایشی برشت تو بر میر و او ز باجی بہیت  
 آگاہ کہ گوتیش خاموش ٹھیکہ من کہ گویا خوش باش خود رفت این سخن چون زندانی وہاں برگشت  
 تلخ گرد و جلد شادی کر دنت پس بد و گوتی چہن ہو وای فلان چون نہ بریدی گریبان و فغان  
 باز بالا یم تو سنگے میزدی تا مرا از جد نمودی کان بدی و او بگویند کہ می آزد وہ تو بگوئی فی کر شام  
 کردہ و گفت من کہ دم جو اندری و پندہ تا رہا من ترانین جنگ بندہ از لہمی حق آن نشاختی مایا زدا  
 وطنیان ساختی این بود خوی طغیان دنی بد کند با تو چون گویا کنی نفس ازین جبریکین بخش  
 کہ لیم ست و نسا و نیکویش با کریمی گری احسان سزا ہر کی را او عوض مہ قصہ بد بالیمی چون کنی  
 قہر و جفا بندہ گرد و ترا بس با و نا کا فوان کارہ و ز نعمت جفا باز در دوزخ نہا شان رہنا کہ لیمان در  
 جفا صافی شونہ و چون دغا بیند خود جانی شونہ ایشی چہر آبیا فرات ہیں تو کہتا ہو اس گفتگو سے  
 خاموش ہو کہ یہ قال بہ قال تھا را چارے حق میں دیان ہو تو او فلان ہم تجھے یہ کہتے ہیں کہ جب تو  
 نصیحت ناصحون کی نہیں سچ گیا تو یہ قال بہ ہر حکم تیرے ساتھ ہی آسکہ ہر جگہ لیے پھر گیا یہ ایک ایشی ضحک  
 کا ساتیری پشت پر سوار ہو ناصح جو کسی بام سے تھکا اس حال میں دیکھ کا آگاہ کر گیا بام سے مراد  
 علورنگی اور تو ناصح سے کہیگا خاموش ہو مجھ کو غمگین مت کر ناصح بھی کہہ گیا با خوش رہ اس ہنگام  
 جانے دے لیکن جب وہ ایشی تیری گردن پر منہ مار گیا تب سارا خوشیاں کرنا تیرا ہو جائیگا تب  
 اس ناصح سے کہیگا کہ او فلان وہ ایشی ہی تھا اس وقت میں تو نے میکر گریاں شور و فریاد میں کہیں  
 نہ بچاڑ ڈالا یا بام پر سے ایک پتھر نہ مار دیا تا مجھ کو بخوبی وہ بدی معلوم ہو باقی ناصح کہیگا میں کیا کیسے  
 کرتا تو تو مجھ سے آزد وہ ہوتا تھا تو کہیگا کہ اب تو نے مجھ کو بہت شاد کیا وہ کہیگا میں نے تو بڑی  
 جو اندری کی اور نصیحت تجھ کو سنائی تا اس جنگ بندہ سے تھکا پتھر اڑوں تو نے اپنی لہمی سے حق کا  
 نہ سچانا اور مجھ کو مایہ اید و طغیان کا بنایا اور کیوں نہ تو یوں دنی کا خاں ہے یہ جو کہ تو جو اس  
 ایگی کرے تو وہ تجھے بدی کرے اب مقولات مولانا رحمہ اللہ ہم ہوتے ہیں کہ تیرا نفس بھی لیم ہو  
 اس پر میر کر کے کہو مخنی با جبر کے معنی بزدلی سے کام لینا نیکی اسے موافق نہیں آئیگی اگر کسی کریم  
 ساتھ احسان کرے تو لائمن ہو کہ ایک ایک احسان کا عوض وہ سات سات سر دیکھا لیم کی جہت  
 ہو کہ قہر و جفا سے بندہ مطیع و بار تابشا ہو کا فر نعمت پار ہے ہیں جفا کر رہے ہیں پھر جب دوزخ میں پڑینگے



میں نے اسکو اور جو کچھ میرے ساتھ تھا سب کچھ لے کر اسکو اپنے گھر میں لے گیا میں نے اسکو پس لینے کو دو دھڑکے کر کے دیا اور طاعت کرین اور کرکھون پر عطا کرنا اسے پھل حاصل ہو لا جرم حق نے اکرمتہ و آفتہ دونوں پر پیدا کیں لہذا یہ کہ وہ درخ اور کرکھون کو افرونی اور فری

بیان اسکا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا واؤ تملکوا واخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منها حیث شئتم غذا واخلوا  
اللباب سجدہ وقلوا خطۃ نفقکم خطایاکم وسترہم یہاں اور جب کہا سمجھئے کہ داخل ہو جس قریہ میں  
اور کھاؤ اس سے جو کچھ چاہو پور غبت اور گھسور ووازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو خطۃ  
یعنی بخش گناہ ہمارے کہ بخشین ہم خطائیں تمہاری اور قریب ہو کہ بڑھائیں ہم واسطے  
اسان کی مویالون کے

قولہ ساخت موسیٰ قدس در باب غیر متا فرود آمد سر قوم دیر دنا کہ جیاران جہند و سر فرادہ و درخ آن  
باب صغیرت و نیاز آنچنانکہ حق زحم و اتخوان از نشان باب صغیر می ساخت شان مابل دنیا سجدہ  
ایشان کنند چنانکہ سجدہ کبریا و دشمنی ساخت سرکین و انگلی محراب شان دنام آن محراب  
میر پلوان ملائق این حضرت پاک نیندیشکر فی لیک وہ صورت نیندہ این سگان این حرن  
خاضع شونیدہ بشیر اعارت کھو ابگر دندہ گناشد شخنہ ہر موش خود موش کہ بوت نامہ شیران تیر سداؤ  
خوف ایشان از کلاب حق بود و خوف شان کی آفتاب حق بود و ابی الاعلیٰ ست درو آن دہا  
ربا دنی در غور این اہلوان المعنی حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں جو مراقدس سے ہر  
ایک دروازہ صغیر یعنی چھوٹا سا بنایا تا قوم دیر کہ آپ کو سجدہ سے باز رکھتے تھے سر چھپکائیں جو  
صورت سجدہ کی ہو اس سبب سے کہ وہ قوم دیر بیا لوگ تھے بڑے گردنکش اور سر فرادہ وہ  
دروازہ صغیر انکے واسطے اور وہ نیاز دینے سر چھپکائے اسمین گھسا و درخ ہو جیسا ہی حق تعالیٰ نے  
لحم و اتخوان بادشاہوں سے ایک باب صغیر بنایا کہ اہل دنیا انکو سجدہ کریں اس واسطے کہ یہ لوگ  
سجدہ خدا کے لئے دشمن ہیں اور اسکو سجدہ نہیں کرتے اسنے ایک تپڑ سرکین داکو انکی محراب بنایا  
کیا اس محراب کا نام میر و پلوان ہو سرکین مان بنظر تحقیر فرمایا جو جیسے ہندی میں کہتے ہیں گونا گونا  
یہ اس نظر سے کہ جب ملائق سجدہ اس درگاہ پاک کے نہیں ہیں گو بصورت فو کے ہین شکر تو بہتر  
یہی ہو کہ یہ گئے ان گھون کے سامنے عجز و نیاز کریں اس واسطے پھر کھانکے عجز و نیاز سے ننگ و عا  
ہو جو موش خود ہین انکی شخنہ گریہ ہو کہ اس سے ڈرتے رہیں نہ موش اس ملائق ہو کہ وہ شیر سے ڈرتے یہ  
لگ خدا کے کتوں سے ڈرنے واسطے ہین پھر خوف انکا آفتاب حق سے مناسب کہ ہو اور جہا آفتاب

حق سے ڈرنے ہیں ان کے حصہ میں یہ خوش ہواں سرداروں کا دور بری اعلیٰ پر رب اولیٰ لائق انھیں  
 وحق میں کے ہر اختلافِ شرح میں سرگین دان کے بکاف تھن کو بکاف غاری اور گریہ بات کو گریہ بات  
 لکھی ہو تو کہ بدیش کی تیرہ ویشان مصافحہ ہلکے آن آہو بکاف شک نافت، رو بہ پیش ویک لیس اسے  
 کما لیس بدکش خداوندہ ولی نعمت قیوس بدیش کن اور شری بگویم دور دست ختم گیر و میر ویم دانہ کہ بہت  
 حال آن آمد کہ بدکن ای کریمہ بالینان تاندر گرون لیمیم بالیمیم نفس چون احسان کند، چون لیمیم آن نفس  
 کفران کند، بدین سبب بدکاہل نعمت ثنا کر بدکاہل نعمت طاعنی اندوہ کر بدہت طاعنی بکار بدین سبب  
 بہت ثنا کر فتنہ صاحب جہاد شکر کی روید از املاک و نعم شکر سیر وید بلو او سقم، المعنی جگر بدون خستہ  
 بکاف غاری بامیر و بزرگ ترکی جو بلو بلا و زمت بتا یہ صد فرماتے ہیں کہ موش جلیگی شیرون سے کب ڈرتا ہو  
 شیرون سے تو وہی آہو بزرگ ڈرتے ہیں جو شک نافت ہیں جس تو اسی پالہ چاٹنے والے کو ٹانڈی چاٹنے کا  
 کے پاس جا جیسا تو ہو ویسا ہی وہی اور اسی کو خداوندہ ولی نعمت لکھا کر عیسا کر عیاض امر میں  
 لکھتے ہیں طلب یہ اسی کو خداوندہ ولی نعمت جان کر اب مولانا اپنے دل سے کہتے ہیں کہ بس کر اگر ایسی  
 شرح کرتا ہوں جسکو ہاتھ نہ پہنچ سکے تو میرے حصہ ہوگا اور یہ بھی جائیگا کہ گاہ ہواؤ کم قدر میرے سے مراد مولانا  
 کی ہواؤ کے ذہن میں حاصل کلام یہ ہو کہ اسی کریم لیمیم کے ساتھ بدی کریم گرون شاو و طبع فرمان ہو  
 اور بکاف لیمیم نفس ہو جو کوئی اس سے احسان کر گیا یہ لیمیم کی طرح اسکا کفران ہی کر گیا ایسا بد ہو اور  
 اسی سبب سے یہ ہو کہ اہل نعمت سے شاکر ہیں اس لیے کہ نفس پرور نہیں ہیں اور اہل نعمت نئی یعنی نئے  
 گذرے ہوئے اور مکار کہ نفس پرور ہیں طاعنی ایسا ہو جیسے ایک سردار بدین با اور شا کر ویش  
 صاحب جہاد اس لیے کہ شکر املاک نفس سے کب پیدا ہوتا ہو بلکہ اس سے طحان و کر پیدا جوتا ہو شکر پیدا ہوتا  
 بلو او سقم سے سینے بلا و زمت بدین اور جاری سے اختلاف شرح میں کش کو کش کی صورت اور  
 اور شری بزرگ اور کفران کا الف نعمت کو نعمت بلو او کو بصورت بلو کے لکھا ہو جس سے برا طحان ہوتا ہو

قصہ عشقِ صوفی کا سفرِ خالی ازینہ شایر

قولہ صوفی ہر صبح روزی سفر دید چرخ میزد با ہمار امید دید بانگ میزد کچ نوای مینوا قحط ساو  
 در و پار انک دوا چو نکہ درو و سوزا و بسیار شد ہر کہ صوفی بود با او یار شد و کئی وہابی جوے میزد  
 تاکہ چن بین مت وینو ویشہ ندو بلو لفظو کے گفت صوفی را کہ چیت سفر او سیمتہ از نان تہیت  
 گفت رور و نقش ہمینست پیچہ از خویش عاشق نیست عشق نان فی نان خدا می عاشق ست بہت  
 ہستی نیست ہر کو صافقت عاشقا کا بنو دبا و جو عاشقا زابست ہی سراہے سود مال فی و گر د عالم ہے پر مد



دست فی و گو زمینان می بر تہد آن فقیری کوڑ معنی ہو ہی یا طت دوست پر مر ہو ہی ز غلیل باکت عاشقان  
 اندر عدم خنجر دہد چو بی عدم یک رنگ و نفس و اندر اعنی تیج مبدل میز کر سی طعام حبیبے روڑ کا مبدل  
 روج ہو کج کج سر و کاف آواز نفرت و خندہ و سرخہ ایک صوفی نے ایک دن کسی تیج پر دستار خوان  
 ویکھا دیکھتے ہی وجہ سے ناخچہ اور کپڑے پھاٹنے لگا اور چلا تا تھا کہ یہ بے قصے کا لڑکھہ ہو اور قوطان  
 اور روون کی دو جیکہ رو و سوز و جھوٹا ہو گیا جو کوئی صوفی تھا وہ بھی اُسکا یار و شریک ہو گیا بی شریک  
 ہا ہی چو چائی یہاں تک کہ اور کتنے مست و بخود ہو گئے بس ایک ہو افضل نے کہا صوفی سے کہ  
 کیا ہو ایک دستار خوان خالی از زمان لکھا ہوا ہو صوفی نے کہا پلا جا تو نقش ہمیں ہو اور کپڑے  
 بیخبر کہ میں کون ہوں نہ عاشق ہو مجھ کو عشق نان کا ہو اور نان غذا عاشق کی بس جو عشق میں صوفی اوق نہ  
 وہ مقید ہستی و وجود شکر کا نہیں ہو عاشقوں کو جو دوسے کام نہیں ہوتا انکو بے سرمایہ کے سود ہر  
 بار و ان کے نہیں ہوتے اور گرو عالم کے اڑتے ہیں بے ہاتھ کے گیند میدان سے لیجاتے ہیں  
 وہ فقیر جکا ذکر اوپر مذکور ہوا کہ اُسکے بومنی سے پائی تھی کیسے ز غلیل کٹے ہاتھوں سے بہتا تھا  
 عاشقوں نے اپنا خیمہ عدم میں کھڑا کیا بس مثل عدم کے یک رنگ و نفس و اندر میں جیسے عدم آپ  
 آپ ہر نہ ہمیں کوئی رنگ ہو نہ کوئی شکر انخلا و شرح میں پہلی ہم اندر تیج کو بیخ لکھا ہو قولہ شریخ  
 کی شتاب و فوج لوت و مر رہی را ہوئی باشد لوت پوت و آدمی کی بو برداز ہوئی او و چونکہ غوی دوست  
 ضد غوی را پیش قطبی خون بر دکان آب نیل و آب باشد پیش سبطی جیل و جاوہ باشد بجز اسرا کیلیاٹ  
 عرق کہ بابت ز لڑن خون و باو بدیدر عادیان گرو تہر و لیک بدیدر ہو و بر قوش ظفر و گلستان باشد  
 برابر اہم ہر نار دیکہ بر فرو و باشد ہر مار ہر سمندر باشد آتش خاندان و لیک باشد ہر دگر مرغان یا  
 نزد عاشقوں در دو غم حلوا بود و لیک حلوا بر خان بلوا بود و معنی لوت پوت اقام طعام ہمارے لذت  
 ایسے لوت طعام لذت قطبی قوم فرعون سبطی ایک شخص سہا کا سے کہ وہ بارہ مرتبہ بنی اسرائیل کے تھے  
 شیر خوار و مزہ طعام لذت کا کب پچا تھا ہو اور پری کو صرف ہو ہی طعام کی لوت پوت ہوتی ہو وہ کہانی  
 نہیں پری تو آدمی کے طعام سے ہو پاتی ہو آدمی کو پری کی بو نہیں مانتی ایسے کہ اُسکی خواہمی کی غ  
 کے منہ پر غل کا پانی قطبی کے لکے نے خون تھا اور سبطی کے لیے وہی پانی کا پانی اسرائیلیوں کی ہوسٹے  
 نیل راہ بن گیا اور فرعون عالم کو غر گماہ ہو گیا ہوا عادیوں پر گرو تہر ہو گئی لیکن ہوا و انکی قوم ہو  
 باو ظفر تھی آگ ابراہیم پر گلستان ہوئی مگر فرود کے حق میں نہر مار بنی سمندر پر آگ ایسی ہو گویا اُسکا  
 خاندان اوپر ہندوں کے حق میں سراسر زیاں ایسے ہی عاشق کے نزدیک در دو غم حلوا ہو گئے

یہ علاء خان دنیا پر رحمت دیا

مخصوص ہونا یعقوب علیہ السلام کا روی یوسف علیہ السلام سے بجا م محبت حق تعالیٰ کے اور کھینچنا بوی حق کا بوی یوسف سے اور محروم رہنا بجا یوسف کا ان دونوں کے

قولہ اپنی یعقوب ازخ یوسف پریدہ و انچه او از بوی او اندر کشیدہ و انچه در وی بود و اندر وی ہدیہ حاصل و بدان باخوان کی رسیدہ این در عشقش خویش در پد میکند و ان کہین از ہر او پسکندہ سفر او پیش این ازمان تہیت و پیش یعقوب تہیت پر کو شہتی رت مددی ہاشمہ نہ میزد روی حورہ لا صلوة گفت و لا با صلوة بحق باشد فوت پوت جانہا و جوع زین رویت فوت جانہا و جوع یوسف بود و یعقوب ابوی نانش پریدہ از دو چاہہ انکہ بہت پیر ہن راجی شناخت مہوی پیرا پاں یوسف می نیافت و انکہ صبرا فرنگ رہ ز انسو بہا و چونکہ بہ یعقوب می بویہ ہوا معنی جو کچہ یعقوب نے صورت یوسف سے دیکھا اور جو کچہ انھوں نے انکی بوسے جذب کیا اور جو کچہ انھیں تھا یعنی ہزار انکی انھوں نے اسیکو دیکھا یہ خاص انھیں کیو اسطے تھا اخوان ہر چند اخوان تھے مگر یہ حصہ انکو کب پہنچا یعقوب انکے عشق میں آپ کو کہنوئین میں گراتے ہیں اخوان بقتضاے کینہ انکے واسطے کہہ ان کھود تے ہیں انکے جس کا رستاخوان انکے سامنے روٹی سے خالی تھا یعقوب کے سامنے نعمت سے بھرا ہوا اسواسطے کہ انکے بھوکے تھے جھلکاروے ہاشمہ جسکی ہندی دلہری ہوئے حور کا کب دیکھے اسواسطے حضرت نے فرمایا ہوا لا صلوة الا بحضور القلب نہیں ہونا نہ لکھ حضور قایم کے ساتھ کہ یہ حضور کہیں کو میر نہیں عشق جانوں کیواسطے فوت پوت ہوا و اقسام طعام لذہ جوع نے اسی سبب سے گھڑی فوت جانوں کی ہاندھی ہو کہ اسطے کہ اچھی چیز کو ہر کوئی سبب تا بٹوٹا ہو دیکھو یعقوب یوسف کے بھوکے تھے کتنی دور جگہ سے انکی روٹی کی ہوا انکو پہنچتی تھی وہ شخص جو چاہتا تھا کہ میں پیرا ہن لیلوں اور اسی گناہوں میں تھا وہ پیرا ہن یوسف کی بوجہ اس میں تھی نہیں پاتا تھا اور وہ جو سو فرنگ راہ سے بھی آدھ تھے چونکہ یعقوب تھے اسی عاشق ہوا انکی سو گتھے تھے قولہ اسی بسا عالم ز دانش بی نصیب و حافظا حکمت انکس بی نصیب ہستع از وی جی یا بدشام اگرچہ باشد مستع از جنس عام اگرچہ پیرا ہن پیش عاریت و چون بہرست آن نغاسی جاریت و جاریت پیش نغاسی سرسریست و در کف او از ہرے شتریت و قسمت حق ست روزی خواہ فی ہر کسی اسوی دیگر راہ فی یک خیالی نیک بلغ آن شدہ یک خیالی رشت راہ این زدہ مابین خیالی الاثر باغی شدہ و ان خیالی عالمی بر ہر دودہ آن خدائی کر خیالی بلغ ساخت و وز خیالی دوزخ و جائے گداخت و پس کہ دامن راہ گاشنہای را

پس کہ دانہ جامی گھنٹنی او + دیقہ بان دل بد بند ورجال مکر کہ امین مکر جان آپ خیال + جبر مکر ان دل  
کہ دار و عون حق مکرانیت کرد و کون حق + گریہ پید می طلش از اذھیال + بگرودی راہ برنا خوش خیال +  
العتنی فرماتے ہیں جو مخاطب بہت عالم ایسے ہیں کہ دانش جو ایک شرو اس سے بے نصیب ہیں اور  
وہیے حافظ علم بحساب کے میسا کہ حدیث شریف میں ہر رب حامل فقرہ فقیہ بہت اٹھانے والے  
فقہ کے فقیہ نہیں ہیں اور شہنا اور وٹش سے مراد معنی اور اکثر معنی ایسے جو ان بید نشون سے مشام  
پاتے ہیں جس سے جو معنی کی سو گتے ہیں اگرچہ دست معنی عام سے کیوں نہ تو اس سبب سے یہ پہرہ بن علم کا  
اُس کے قبضہ میں عاریت ہو جیسے نخاسی کے قبضہ میں چھو کر می کہ نخاسی کے سامنے وہ بار یہ سرسری ہو  
ایسے کہ اسکا تو یہی کام ہو لانا اور چھپنا آخر نخاسی تو ہو جس یہ چھو کر می اُس کے پاس شری کے واسطے ہو  
کہ وہی معنی صاحب مشام ہونے اپنے واسطے اور یہ بات قیمت تمام ازل کی ہو جیسا جکا اُسے حصہ کیا  
روری خواہ نے اپنے واسطے نہیں کر لیا ہر ایک کو سوا اسکے دوسری طرف راہ ایک تو ایسا ہو کہ اسکا  
خیال فیک اُس کے واسطے باغ و جنت ہو گیا اور ایک ایسا ہو کہ اُس کے خیال بنے اُسکی راہ ماری یہ  
خیال تو اپنے اثر سے باغ ہو گیا اور اس خیال نے ایک عالم کو خراب کیا جس وہ خدا بنے ایک خیال  
سے باغ بنایا اور ایک خیال سے دوزخ اور جگہ گئے گھٹنے کی اُسکے گلشنوں کی راہ کون مبانے  
اور اُسکے گلشنوں کی جگہ کون جانے دل جو بڑا دیدہ بان و جاسوس ہو اُسکی مجال بھی نہیں جو اُسکو  
دیکھ پائے کہ یہ خیال کون سے کر کن سے جان کے آتا ہو مگر وہ دل چیکو عون و امداد حق سے ہو  
اور اُسکے کون کو کون حق نے نیت کر دیا یعنی فنا فی اللہ ہو کے بقا باللہ ہو گیا اگر دل ان خیالات  
کے مطالعون کو کسی حیلہ سے دیکھ پاتا تو راہ خیال ناخوش کی ضرور بند کر دیتا قولہ کی رسد جاسوس ہا  
استقام قدم + کہ بود مرصاد و در بند قدم + دوسرے فضولش کہ کن کو روار + قبض اعمی این بود اعمی شہر یار + وہن  
ادام و فرمان و سیت + بیکجہ کتقی جان و سیت + آن کی در غر غر جوی آب + وان کی پہلوی او  
اندر غذاب + او عجب ماندہ کہ ذوق آن در سیت + وین عجب ماندہ کہ این در سیت + ہین چرخ کی  
کہ اینچا چشمہ است + ہین چرا دروی کہ اینچا صد و دست + ہین بیا اسی ہنشین در کنج + گوید ایمان من  
نیارم آمدن + ہین بیا جانان کہ پائت بستہ نیت + گوید ہین فی فی تامل تو با سیت + یک سشل آ  
وینین بگفت + جو کہ یابی زین بیان مرصفت + اندرین معنی بگویم قصہ + گوش بکشا تا بر می ان حصہ  
العتنی مرصاد و دروزن مخراب راہ فراخ قبض کر فکی تھا بزم پرینہ کاری اگر کہ دل بڑا جاسوس ہو  
لیکن اس جاسوس کا قدم وہاں کیسے پہونچے جہاں کی راہ فراخ بند قدم ہیں ہو قدم ہیشگی جو

اوقات حضرت رب العزت کی جو توائف کیلئے وہاں اس کے فضل کا پکا کسبہ ملے اور شہر یار گرفتار سے  
کی یہی برآوردہاں کیا ہو اسکا امر و فرمان پس کیا وہ نیکویت و نیکی جان پر ہز گاری ہو چنانچہ ایک تو وہ  
کہ مرغزار وجہ آباہین پر جو شریعت ہو کسواسے کہ شریعت کے معنی لغوی جوے درگ کے ہیں اور ایک  
وہ کہ ایسے پہلو میں عذاب میں ہیں یا مرے شرع اور اذنان اور دونوں ایک دوسرے سے متعجب  
تو اس بات سے کہ اسکو ایسا فوق و درہ کس سبب سے ہو اور یہ اس سبب سے کہ ایک کے جس وقت قیدین  
جوا و حرجوع نہیں ہوتا یہ کہتا ہو قبر دار ہو ایسا نکاح لب کیوں ہو یہاں کہ یہاں چٹے کے چٹے ہیں  
اور کیوں زندہ ہو رہا ہو یہاں سیکڑوں و دانین ہیں قبر دار ہو اور ہنشین اس انہن میں آوہ کہتا ہو  
ایمان میں نہیں آسکتا یہ کہتا ہو اور علان تیرے پانوں تو کیسے نہیں بانہ دیے ہیں پھر کیوں نہیں  
آیا یہ کہتا ہو نہیں نہیں میں نہیں آسکتا تو ہی امین کفرارہ اور ٹھہراپ کہتے ہیں اس مٹی میں پیشل گفت  
میں کافی شاید اس سے راز فتنہ کو تو معلوم کر لے چنانچہ ایک قصہ بیان کروں تو کان کھول کے سن  
تو اس سے قصہ پائے اور ہز باب چو

حکایت ایک امیر اور اس کے غلام کی واپس غلام کا ناز و نیاز بات میں

قبول و زمانی بود امیری از کرام بود مستقر نام اورا یک غلام پیر شد محتاج گریا و سحر با بگ و دستقر  
پلا بر دایره طاس و ایزار و گل از آلتون بگیر تا بگریا و پیروی ناگزیر مستقر آه طاس این از نکو بهر گرفت  
رفت با او و بدو مسجدی در ره بدو با بگ صلا آید از نکوش مستقر پلا بود مستقر سخت موقع در  
شمار گفتندی میر من ای بنده نواز تو درین دکان زمانی سیر کن تا گز از غم فزونی تو انم کم کن و نیت  
مستقر میر و دکان نشست مستقر از باره پذیرا است میر از بهر دل آن زنده جان و کر دیک ساعت  
توقفت بر دکان چون امام قوم بیرون آمدند از نماز و رو با لایع شدند مستقر آنجا ماند تا نزدیک  
جاست میر مستقر از زمانی حشد شدت گفت ای مستقر چه زمانی بیرون گفت می نگذارم ای ذوق من  
تیر کن تک آید ای روشنی بستم غافل که در گوش من با المعنی آلتون بافتح و دایره و معروف کیند  
نام حرم طغشاہ ایک وقت بین ایک امیر تھا بزرگون سے اور مستقر نام اسکا ایک غلام تھا  
صبح کو امیر محتاج حمام کا ہوا مستقر کو پکارا خبر دا ہو سرٹھا طاس و ازار اور می آلتون سے لے حمام  
چائیکے کہ ضرورت ہر مستقر نے طاس و ازار لیا اور اسکے ساتھ چلا راہ میں ایک مسجد بقی اُس سے  
آواز با بگ صلا ککان میں مستقر کے آئی صلا آواز انعام و طعام یہاں تمینا فرمایا ہر مستقر نہایت  
مریص نماز کا تھا کہا امیر سے امیر ای بنده نواز تو اس دکان میں تھوڑی دیر صبر کر تو میں فرض

ادا کر لیں اور کم کم پھر لوں شاہد اسکا ورو ہوگا جس منکر مسجد کو گیا اور میری کان پر بیٹھا تھا نظر اسے نفرت کرنے والا نماز سے اور شراب غرور و گمان سے سرست تیر نے پاس خاطر اس زندہ جان کے ایک منٹ تو قوت کیا جب ماقوم نماز دو دروسے خارج ہو کر باہر نکلے منکر نہیں نکلا چاشت تک وہیں رہا تیر منٹوں کی دیر منکر کی توقع لگائے رہا آخر کچھ را کہ اسے منکر سب چلے گئے تو کیوں نہیں نکلتا ہو گا ابھی مجھ کو جھوڑا نہیں ہو کیسے آؤں تو آؤ دو فنون اور اسے روٹی ذرا صبر کریں اب آتا ہوں میں تجھ سے غافل نہیں تو تو گمان میں میرے خود ہی موجود ہی پیر کا تار کیا ہو اختلاف شرح میں غوام لم کمین کی نسبت لکھا ہو کہ دیر نکر ونگا قرأتِ قصیر لم کمین کے ساتھ پڑھ کے آتا ہوں یا کم کمین سے یہ مراد کہ آپ کو فنا کروں انتہی مولانا نے فرمایا ہوتا کہ اگر فرض و غوام لم کمین یعنی فرض ادا کر لیں اور لم کمین پڑھ لوں اور جب بانگِ صلوٰۃ سکے یہ مسجد میں گیا ہو تو ضرور نماز بجا عت ادا کرے جسکی قرأت کا اختیار امام کو ہونے اسکو لم کمین پڑھنے کا ہاں ورو اسکا بعد نماز فجر کے لم کمین ہو تو بعد میں اور فنا سے مراد تو یہاں جیسی ہو جیسی ہی ہون کیا کہوں قولہ ہفت فہت صبر کردہ بانگ از و تا کہ عاجز گشت از تیر باش مرد و پاشش این بودی نگذا روم تا برون آیم ہونو زای محترم گفت آخر مسجد اندر کس نماز کیست امیدارہ استیلاکت نشاند گفت آنکہ بہت است از برون بہت است ادھم مرا اندر برون آنکہ نگذا روم تا کانی ہون می نگذا روم را کا برون آنکہ نگذا روم کہ ایو پانی او برون سو بہت پانی ایو ہی مایان را بھر نگذا روم برون و خاکیان را بھر نگذا روم ورون اصل ہی ناب و دیوان از گشت و حیلہ و تیرا بچھا ہلاکت و قتل زہقت و کشایدہ خدا و است و تسلیم زان و اندر رضا و قورہ و رہ گرسٹو و منھا مہا و این شیش نیت جزا د کبریا چون فراہم شست شود و تیر خوش و بیابی از بخت جوان از پیر خوش و چون فراہم خودی مایوت کنند و بند گشتی آنکہ آنرا دت کنند و گرۃ خواہی خری و دل زندگی و بندگی کن بندگی کن بندگی از خودی بگذر کہ تیا بی خدا و فانی حق شو کہ تیا بی بقا و گزرا باید وصال رہتین و نحو شو و اندا علم با یقین و المعنی یعنی اسطرح اسل میر نے سات دفعہ اسکو پکارا اور صبر کیا یہاں تک کہ اسکی تیرا سے عاجز ہو گیا تیرا بکسر دفع کرنا اور انتظار و عشوہ اسکا جواب یہی ہوتا تھا کہ اسے محترم مجھکو ابھی چھوڑنا نہیں ہو جو میں مھکوں اسیر نہ کہا کیسی بات ہو مسجد میں اب تو کوئی رہا نہیں وہ کون ہو جو مجھکو وہیں رکھا ہو اور مجھکو وہاں جہاں ہو گیا وہ ہر جسے مجھکو باہر باندھ رکھا ہو اندر نہیں آنے دیتا اسی نے مجھکو اندر باندھ رکھا ہو باہر نہیں نکلتے دیتا وہ جو مجھکو نہیں چھوڑتا کہ اندر آئے مجھکو نہیں چھوڑتا کہ باہر مھکوں وہ کہ مجھکو اور حرقہ رکھنے کو نہیں چھوڑتا اسی نے پاؤں اس غلام کا اندر باندھ رکھا

اب مقبول مولانا کے چین کھیلوں کو تو دیا باہر مٹنے کو نہیں چھوڑنا اور خدا کیون کو اندر نہیں لے دیتا  
 اس واسطے کہ اصل باہی کی آب سے ہوا اور حیوانات کی گل سے یہاں میلے اور تیر سب بیہودہ اور  
 باطل ہیں پڑا مضبوط و مستحکم قفل اس بات پر لگا ہوا ہے کہ سوا خدا کے کوئی اسکا کھولنے والا ہی نہیں  
 پس اس صورت میں سوائے قلیلم و رضا کے کیا چارہ ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے ذرہ ذرہ دنیا کا اگر  
 گنجیان ہو جائے تب بھی اسکی کشائش سوا جناب کبریا کے ممکن نہیں البتہ ایک مابت ہو کہ تو اپنی  
 تہ پرین بھول جائے اور میٹ دے تو تجھکو یہ سخت جوان اپنے پر سے ضرور حاصل ہوا سیکھے کہ جب  
 تو آنکھوں و اموش کرگیا تو قضا و قدر تجھکو یاد کر گئے اور جب بندہ بنے گا تب ہی تو تجھکو آزاد کرے گی بلکہ  
 تو آزادی و دل نہندی چاہتا رہے تو بندگی گراؤ نہ کرنا کہ اگر بندگی کی بنظر حریہ تاکید خدا کو تو جب ہی پاگیا جو خود  
 کو چھوڑ دینا اور بقا جب ہی ملے گی جب خدا میں آپ کو فنا کرگیا لا جرم اگر تو طالع وصال راہین  
 یعنی ٹھیک ٹھیک کام ہو تو محو ہو جائے گا اللہ شہر جانشین والا ہو یقین الخلاف شرح میں عاجز ہو  
 عابد مقتدا جا کر مقتدا چھا لکھا ہے

نومید ہونا انبیاء کا قبول منکروں سے قولہ تعالیٰ حتی اذا اتیہا السر

قولہ انبیاء گفتند باخاطر کہ چندہ میہم این ادا آرا و غطا و پنہ چندہ کویم آہن سروی زنی، در میدان  
 در قفس ہیں تا یکی جنبش خلق از قضا و وعدہ است و تیزی دندان رسوز معدہ است و عقل اول نہ  
 بر عقل دوم نہا ہی از سر گذارہ گرونی زوم، لیک ہم میدان و خبر بیان چو تیرہ چونکہ بلغ گفت حق  
 شدہ ناگزیر، تو نیدانی کہ آخر گیتی، چند کن چندا کہ دانی چستی و چون نہی پرشت کشتی بار بار، بر تو کل  
 میکنی بکار را، تو نیدانی کہ زمین ہر دو کئی و غرقہ اندر ستقر یا ناخوشی و گویائی تا ندانم من کیم و در نخواہم  
 یافت در کشتی و ہم من درین رہ ناہیم یا غرقہ ام، کشف گردان کر کہ دانی فرقہ ام، من نخواہم رفت  
 این رہ با گمان، ہر امید شکستہ چون دیگران، هیچ باز رگانی نہاید تو، دانکہ در غیب است سر این  
 دور و دتا جبر تر بندہ طبع شیشہ جان، و مطلب فی سوز دار و فی زریان، بل نہان دار و کہ محروم است  
 و خوار و خوار دیا، کہ باشد شعلہ خوار و چونکہ بر گوشت جملہ کار، ہر کار وین اولی کران یابی رہا،  
 نیست دستور و درینجا قریع باب، ہر امید اللہ اعلم بالصواب، المعنی آنہا نے اپنے دل سے  
 کہا کہ کب تک ہم این و ان کو و غطا و پنہ کریں یہ کھٹکٹا لوہا جسین کہ مطلق گرمی ہدایت کی  
 نہیں کب تک کو طین اسکو درو ہی جانے رہ خوار ہو اس پنجرہ میں کیون بھنسیں آہن سرو کو فتن  
 بیخاندہ کام کرنا ساری جنبش مخلوق کی حکم و وعدہ الہی سے جو جیسا جسکو جو جیسے تیزی دندان کران کا

سوزِ مدہ سے ہوتی ہے یعنی جہدِ مدہ سہرش و جوشش کرتا ہے ویسے ہی و انت طعام تیر ہوئے ہیں  
 و کچھ عقلِ دل سے عقلِ دہم پیدا ہو چکی کو سر کی طرف سے کاٹتے تھے تھے ہیں نہ دم کی طرف سے  
 یعنی جب ابتدا سے محروم ہوا تھا میں کیا ہو گا لیکن پھر کہتے ہیں کہ سید ان بھی ہوا و زخم بھی تو لاؤں  
 کہ تو نہ کو اپنے تیر کی طرح لانے جا بیٹھت رہا اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے بلغ کہا ہے یعنی یا ایہا الکمل  
 بلغ ما انزل الیک من ربک اسی رسول ہو سنا و تم مخلوق کو جو کچھ نازل کیا گیا ہے تمہارے رب سے  
 پس اس کی تعمیل ضرور تو بھی تھی یہ نہیں جانتا کہ میں کون ہوں بس یہاں تک جہد کر کہ جان لے کہ میں یہ ہوں  
 خیال تو کر جب تو پشت کشتی پر بار پانا لاؤ تا ہوا تو نوکل پر اس کام کو کرتا ہے تو نہیں جانتا کہ ان دونوں کے  
 تو کون ہے یعنی آیا غرق اندر ستر یا ناجی یعنی اس ستر میں ڈوبنے والا یا بچ جانے والا اگر تو یہ کہے  
 کہ جب تک یہ نہیں جان لوں گا کہ میں کون ہوں کشتی و دریا کی طرف نہیں جاؤں گا شہدہ تفسیر اس شعر  
 کی ہے یعنی یہ چھوڑ کر دے کہ میں کون فرقہ سے ہوں آیا اس اہ میں ناجی ہوں یا ڈوبا ہوا ہوں  
 میں راہ میں جو گمان کے ساتھ ہوں نہیں جاؤں گا جیسے اور لوگ اس امید خشک پر جاتے ہیں تو پھر جب یہ  
 اندیشہ تیرے دل میں پیدا ہو گئے تو تجھے کوئی بازگانی نہیں ہو سکی اس سبب سے کہ ان دونوں  
 طرفوں کا بھید تو غیب میں ہے نہ کھلیگا نہ تو بازگانی کریگا جو تازہ طبع اور شیشہ جان یا نام و نمر  
 وہ اپنی طلب میں نہ سو رہا تھا ہوا زبان بلکہ زبان ہی رکھتا ہے کہ محروم و خواہی ہو اس لیے کہ نور ہی پاک  
 جو نور خواہی ہو یعنی سخیاں اٹھانے والا اور ہر گاہ کہ جگہ کام امید پر موقوف ہیں تو بس کام دین کا اچھا  
 کہ اس میں نجات حاصل ہوگی چنان اجازت و روا نہ جانے کی نہیں ہے سوائے امید کے اور اللہ خوب  
 جانتا ہے ساتھ ہی کے قریح بالفتح و زین و کو فتن

### بیان اسکا کہ ایمان مقلد کا خوف ورجا ہے

قوائم دای در ہریشہ امیدست و بوی کہ چہ کردن شان ز کو شش شد چہ و دل + باداوان چون سحر  
 و کان رود + ہر امید و بوی روزی مید و دہ بوی کہ رہی نبود چہ نہ روزی + خوف حریان بہت تو  
 چونی قوی + خوف حریان ازل و کرب تو + چون + روضہ مست + نہ بترجو یا نیدین کاہل و دین باز + ہر چہ  
 سو نہ اندہا و اولیا + یا نیدانی کر نہی + خدا کو + نہ میخو اندا + نہ بک + نہ دین و کان رفتن چہ کا شان  
 رو نہ و اندرین بازار چہ بہتند سود + آتش آزار نہ چون خانی + شد + بجا این + آرام چون حال شد  
 از دم آفرودہ زندہ شدہ + ابراز اسبابانی آمدہ + آہن آزارم + چون موم شدہ + باد آزار بندہ + و محکوم شدہ  
 شد و در دفع دشمن چہب مار + شکبوتی + شہر این را پر وہ + دہا یعنی ہو کہ بود و معروف شاید و مکر فرائین

واسے اس بات پر کہ ہر پیشہ میں امید کی یقینی شے نہیں اور ہر کسب جو معنی شاید ہمارے ہر کسب کی طرح ہی نہیں  
 آگ ہوئی ہو اگرچہ گردن پوشہ دانے کی منت و شقت سے مشکل تھک کے کیون نہو جائے مگر ہوگا وہی جو  
 قدر ہر کسب کو جو ہر کوئی اپنی دکان کی طرف جاتا ہو امید ہو کہ روزی پر و ڈرتا ہو لیکن شاید وہ روزی  
 یہی نہو تو کیوں اُسکے پیچھے جاتا ہو اس واسطے کہ خوف حرمان تو اس میں لگا ہوا ہو پھر تو کیسے اس پر مضبوط  
 قوی ہو رہا ہو اور جب ازل سے خوف حرمان کا تیرے کسب میں ہو تو کیا سبب اسکی جستجو میں سست  
 نہیں ہوتا اور دین کے کام میں سست ہوتا ہو یا تو فی اہل اس بازار کے نہ دیکھے بیٹے انبیاء اولیاء کہ وہ  
 فائدے میں ہیں یا تو فائدے کے کرموں کو نہیں جانتا کہ وہ جھکواپنی طرف بلاتے ہیں کہ ادھر آجئے انبیاء  
 اولیاء کا بلانا اُسکے کرموں کا بلانا ہو جب اس دکان سے گئے کیسے کان مشروبات اخروی اُنکے سنے  
 آئے اور جب تک اس بازار میں رہے کیسے کٹھے فائدے کے باندھے چٹا پتہ ایک وہ تھے کہ آگ  
 اُنکی مٹے ہوئی اور پائون کی غفلت بنی اور یہ وزیر و زیور کہ وہ حضرت ابراہیم میں ایک وہ جھکا فرمانبردار  
 و حمال دیا بنا کہ اُنکے بار اٹھا کے کنارہ پر رکھ دیے اور صحیح سالم پار کرویا وہ حضرت موسیٰ میں ایک  
 وہ جنگلے دم سے مردہ زندہ ہوا میں حضرت عیسیٰ ایک وہ جھکا ابراہیم سائبان بنا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم میں ایک وہ جھکا تابع آہن ہوا کہ اُنکے ہاتھ میں مثل موم کے ہو گیا یہ حضرت داؤد میں ایک  
 وہ جنگلی سپوا بندہ اور محکوم ہوئی میں حضرت ہود جنگلی امت پر طوفان باد کا آیا تھا ایک وہ جنگلے دفع دشمن  
 میں لائٹھی سانپ لگئی کہ یہ حضرت موسیٰ میں ایک وہ جنگلی مکرٹی پر وہ دار بنی کہ آنحضرت میں کہ مکرٹی نے  
 غار کے منہ پر چال پور دیا تھا جس غار میں شورش کفار سے آپ پیچھے تھے اسلئے کہ مکرٹی کے جال سے  
 گرفتار نہ ہو اور نہیں جانتا کہ اس میں نہیں ہیں سلام اللہ علیہم جمیع الخلافہ شرح میں یا منیالی  
 انہی شعریان بعد میں بعد اس شعر نام شاعرانہ کے لکھا ہوا اور چاہیے تھا داستان صدر میں بعد از نیری  
 کابل الخ کے جھکو دھوکا ہو کہ میں نے بیان بد کو نہ دیکھا جو یہ حاشیہ جھکو لکھنا پڑا شرح میں جو کچھ اسکی نسبت  
 لکھا اور بیان بعد میں محض بے ربط ہو

بیان حدیث نبوی کا جو فرمایا ہوا ان اللہ تعالیٰ اولیاء اخفاء ربیبک واسطے اللہ تعالیٰ  
 کے اولیاء پوشیدہ ہیں

قولہ قوم دیگر سخت پیمانہ میردندہ شہرہ خلتان و دیگر کی شونہ + ایندہ و اردو چشم ہیکیس + بر تہیتہ بر کیا پاشا  
 یک نفس ہم کرامت شان ہم ایشان و حرم نام شان بشونہ اہل ہم پیشش جہت عالم ہم  
 ہا کرامت + ہر طرف کہ بگری اعلام اوست ہا کرمی گویدت آتش در آہ اندر از زود و گو سوزد مرا +



کوڑا آتش نرگس و نسرن کند و زمیانش غنچہ با سر بر زلف و حقیقت آتش از ہیبت چو است بگاز سوزان  
 اہلبیاست + المعنی یعنی سدا انبیا و اولیا کے ایک قوم اور ہین کہ نہایت ہی چھپے پھرنے ہین اور وہ  
 سوائے علم خدا کے اور مخلوق میں مشہور نہیں ہوتے یہ لوگ سب کچھ رکھتے ہین بزرگی و عزت لیکن  
 وہ مہر کو بھی انکی بزرگی پر آنکھ کیسی نہیں پڑتی سبنا چڑھاتے ہین خدا نے انکو کرامت بھی دی اور  
 اور حرم ایروسی کے رہنے والے لیکن ہین ایسے پوشیدہ کہ ابدال نے بھی جو بڑے مقرب ہین  
 اور نظام عالم اپر منصف نام آنکا نہیں سنا شش جہت عالم کی سب آنکے اکرام سے قائم ہر جہت  
 کہ تو دیکھے انھین کے نشان برپا ہین اب اگر کوئی کریم تجھے کہے کہ آگ میں گسٹو تو فوراً گھس  
 یت کہ کہ مجھ کو جلاوگی اس واسطے کہ وہ آگ سے نرگس و نسرن بنا سکتا ہو اور ہمین سے غنچہ  
 پیدا کر سکتا ہو وہ آگ آگ نہیں ہوا انکی ہیبت سے پانی ہو اور انبیا کے دستار خوان کی وجہ

### حکایت ڈالنا اس بن مالک کا منہ دل تو زمین اور نہ جانا اسکا

قولہ از اس فرزند مالک آمدہ است کہ بہائی و دہخستہ شدہ است ما و حکایت کرد کہ بعد طعام دید  
 اس دستار خوان را در وہام دچرکن و آلودہ گفت ای خادمہ ما اندرا فگن در تنورش یک دہ  
 و ز نور یہ زالش در فگندہ آفریان دستار خوان را ہوشمند جلد ہمان دران حیران شدہ انتظا  
 و دکنہ وری بزد بعد یک ساعت برآورد از تنور بپاک و سپید و از ان او ساخ دورہ و قوم گفت  
 ای صحابی عزیز چون نسوزید و نوقی گشت نیز گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہان ہین بانیہ  
 اندرین دستار خوان و ای دل ترسندہ از نار و عذاب و با چنان دست و لبی کن اقتراب ہچون  
 جاوی رہنچین تشریف داد و جان عاشق را چاہا خواہشا و در مکلخ کعبہ را چون قبلہ کرد خاک  
 مردان باش ایجان و رہنروہ المعنی کند وری بالفتح دستار خوان و سخ ہفت تین چرک و ریم بندی ملی  
 او ساخ جمع اس بن مالک کی پھل جو کہ ایک شخص انکی معافی میں گیا تھا اس شخص نے رایت  
 کی کہ بعد تناول طعام کے اس نے دستار خوان کو زور زنگ و کھیا مہلا اور آلودہ خادمہ سے کہا  
 کہ اسکو تھڑی دیر تو زمین ڈال دے اسنے تو پر آتش میں نہایت اس دستار خوان کو ڈال دیا  
 اسکو دیکھ کر سب معان حیران ہوئے اور اس انتظار میں کہ اب دھواں دستار خوان سے  
 اٹھتا ہو ایک ساعت کے بعد اسنے توڑ سے نکال لیا صاف و سپید تھا سبیلون سے دور  
 قوم نے پوچھا ای صحابی عزیز کیا وجہ کہ یہ جلا بھی نہیں اور صاف بھی ہو گیا کہا حضرت مصطفیٰ  
 نے اس سے ہاتھ بہت پوچھے ہین اور منہ بھی پوچھا ہو آپ مقولات مولانا رحمہ کے ہین کہ

اسی آل کر تو نار و عذاب سے ڈرتا ہو تو ایسے دست و پا سے قربت حاصل کر جب جہادی اپنے کپڑے کو  
 آنکھ سے دست و پا سے ایسا غلعت بٹھاتا تو جان عاشق کو کیسے کشوین نہ بٹھینگے اور جنہوں نے کعبہ  
 کے پتھر و ان کو قبلہ بنا دیا ایسے ہی مردوں کی خاک بن اسلئے کہ جو ایسوں کی خاک بنتا ہو وہی لڑائی  
 میں فتحیاب ہوتا ہو انخلا و شرح کی سرخی میں منہ دل کا ڈالنا آگ میں لکھا ہو جو ہمیشہ و شمار و جہاد  
 کے ہو اور حکایت سے ڈالنا و ستارخان کا ظاہر قول بعد ازاں گفتند با آن خادمہ + تو گویا حال خود بتا رہی  
 چون گفتندی ز دو این از گفت وی + گیرم او بر دست و را سر لپی + اینہیں و ستارخان مہتمی + چون  
 گفتندی از آتش ای سہی + گفت و ارم از کربان عثمید + از عبا و اند و ارم میں مید + میزری پر  
 اگر او گویدم + در و اندر عین آتش بلے ندیم + اندر اقم از کمال اعتقید + نیتم ز اکرام ایشان نامہ  
 سرور اندازم نہ این و ستارخان ہذا عقدا و ہر کریم + از دوان دای برادر خود برین کیسز + کم بنا بد صدق  
 مرد از صدق زن + آن دل مردی کہ از زن کم بود + آذلی باشد کہ کم دشکم بود + المعنی بعد اس سے  
 تو گویا نے اس خادمہ سے کہا تو ان سب سے حال اپنا نہیں کہتی تو نے جلدی انکے کہنے سے کیسے  
 آگ میں ڈال دیا ہے نا کہ وہ اس کے بھید سے واقف تھے ایسا و ستارخان قدر و قیمت والا تو نے  
 انکی ذات کیون آگ میں ڈال دیا تو بھید سے واقف نہ تھی مگر ظاہر حال تو اسکا دیکھتی تھی کہا ٹھیکو  
 کریں پر اعتماد ہو میں اللہ کے بندوں سے یہ کیا بات ہو بڑی بڑی امیدیں رکھتی ہوں یہ سبزی کیا  
 چیز ہو اگر وہ مجھ سے کہیں کہ ذات آگ میں بے پچھتاوے کے گھس جا تو کمال اعتقاد سے فوراً گھس جائیں  
 اور فوراً بچھتاؤں کہ یہ کام کیوں کیا اس واسطے کہ میں انکے اکرام سے نا امید نہیں ہوں خوب جانتی ہوں  
 جیسے یہ کرم ہیں میں تو یہ و ستارخان کیا ہو کریم راز دوان کے اعتماد پر اپنا سر جھونک دوں اب  
 مولانا مہ فرماتے ہیں ای راز تو بھی آپ کو اسی کہہ رہیگا اسلئے کہ مرد کا صدق عورت کے صدق سے کم  
 نہیں ہونا چاہیے وہ دل اس مرد کا کہ عورت سے کم ہو وہ دل ہو جو شک سے بھی کم ہو جو عمل بول و براہی  
 قدمہ فرمادہ سی کرنا رسول علیہ السلام کا کاروان عرب کی کہ تشنگی و بے آبی سے  
 ورا نہ اور دل بر ہلاک نہادہ تھے اور بارکش بھی انکے قریب بہلاکت تھے

قولہ اندران وادی گردی از عرب ہشک شد + خط باران شان قرب + و میان آن بیابان ماندہ  
 کاروانی مرگ بر خود خواندہ + ناگہانی آن مغیث ہر دو کون + مصطفی پیدا شد از رہ ہر خون + وید کا کجا  
 کاروانی بس بزرگ + بر تفت ریگ + درہ صعب شرگ + اشتراں شان رازبان آوینتہ + خلق اند  
 ریگ ہر سو رنجتہ + جوش آمد گفت ہیں + و تردید + چند باری سوئی کن گنجان دید + کیا ہی بڑا شرمشک آورد

دوی میر خود بدوی میر و دو اک شتر بان سید با شتر بدوی من آرید یا فرمان فرما سوی کشتان آمدند ان طالبان  
 بعد یک ساعت بدیدند آنچنان بد بنہ می شد سید با شترے + راویہ چر آب چون بدیدے پس بدو گفتند  
 میخا آمد ترا این طرف مخرا بشتر فیہ لوری + گفت من نشناسم اورا کیت او گفت او آن ماہ روئے  
 قند غو + سید و سرور محمد نور جان + مہتر و بہتر شفیع مجران + نو علم تفرین کردندش کہ بہت + گفت مانا  
 او مگر آن ساحت بلکہ گریہی راز بون کرد او بسو + من نیام جانب او نیم شہر + المعنی قرب بکمر اول و فتح  
 ثانی مشکماے آب جمع قرب کشتان بلغم خاک قودہ بلند اور ریگ تودے بلند جمع کتب راویہ + ماہ و او شتر  
 آبکش و ظون آب از چرم شہر + لکسر ہندی بالشت فراتے ہیں ایک جنگل کا ذکر ہو کہ اس میں ایک گرہ عرب  
 تھے پانی کا وہاں قوط تھا میر نہ تھا اس سبب سے مشکین انکی خشاک ہو گئی تھیں اس میں یہ جانب  
 پڑے تھے اور خالہ کا توافلہ تھا سب کہتے تھے کہ اب ہم مرے اتفاقا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کہ فریاد رس و دونوں عالم کے ہیں انکی مدد کو پیدا ہو گئے دیکھا کہ ایک بہت بڑا قافلہ ریت گرم پڑ  
 پڑا ہوا اور راہ انکی سخت دور دور از ہوا وٹ زبان منھ سے نکلے ہوئے ہیں اور مخلوق ریت پر ہیں  
 کے مارے پڑی ہوئی ہو آپ کو رحم کیا فرمایا جلدی دوڑو اور چند آدمی متفق ہو کے اس ریگ تودہ کے  
 پاس جاؤ ایک جھٹی اونٹ پر شک لیے آتا ہو اور جلدی اپنے امیر کے پاس لیے جاتا ہو اسکو مع اونٹ  
 موافق اس حکم تلخ کے ہمارے پاس لے آؤ وہ طالب آب کے بموجب حکم اس ریگ تودہ کی طرف گئے  
 بعد ایک ساعت کے ویسا ہی دیکھا جیسا آنحضرت نے فرمایا تھا کہ ایک غلام جھٹی مع اونٹ لے  
 ہوئے پانی کے جاتا ہوا اور ایسا جیسے کوئی تحفہ لیے جاتا ہو اس میں ہستی سے لگا کہ جھکو خیر اور سے  
 مخرا بشتر اپنی طرف بلاتے ہیں گناہین نہیں جانتا وہ کون ہیں کہا وہ ماہر و قند غو سید و سر دار یعنی  
 محمد بن جو نور جان ہیں اور مہتر و بہتر اور شفیع مجرمون کے ہیں اور سواے اسکے ہر قسم کی تعریف انکی  
 جیسی کہ انکی ہو کہ شاید یہ وہی ساحر ہو جسکے سحر میں ایک گرہ دبے ہوئے ہیں میں اسکی طرف  
 آؤ ہے بالشت بھجی نہیں جانا چاہتا ہوں قہو کہ شکش نشا کو ریدند انطرف + او فغان ہوا داشت  
 بالشتیغ و تفت + چون کشیدہ نش پیش ان غزیزہ گفت نوشید آب و بردارید نیزہ جلد راز ان شک او  
 سیلاب کرد + اشتران و کہس لان آب خورد و راویہ چر کرد و مشک از شک او + ہر گردون خیرہ مانہ از  
 رشک او + این کسی دیدست کہ نیک راویہ + سرور کرد و سوز چندین ماہیہ + این کسی دیدست کہ نیک  
 مشک آب + گشت چندین مشک پربے اضطراب + مشک خود رویش بود از موج فضل + میر سیدنا ملو  
 از بحر اہل + آب از جوشش ہیگید و ہوا + وان + اگر دوز سر دی کہما + بلکہ بی سباب برین زمین مکرم +

آب رویا نکونین از عدم + توڑ طعلی چون سبھا دیدہ + در سبب بھل چھپیہ + با سبھا از سبب غافل +  
 سوی یارین رو پوش از رو با ملی + چون سبھا رفت بر سر میزنی + ربا و ربا با میسنی + رب میگورید بر و سوی سبب  
 چون رصنع یا و کروی ای عجب + المعنی آفت با لضم آب دهن انداختن و بالفتح گرمی با وینام طبقہ کوونخ  
 غرض وہ صلیقی تو آنا نہیں چاہتا تھا لوگ اسکو کھینچتا ان کے لئے اُسے بدگوئی و غصہ پر شور اٹھایا  
 جب اسکو انفریز یعنی حضرت کے سامنے لینگئے کمالویہ پانی پیو بھی اور بھر بھی تو سب کو اُسی مشک سے  
 سیراب کیا اونٹون نے اور ہر کسینے اُس پانی سے پیا اپنے اونٹ با کرش کو اسکی مشک سے اور او  
 مشکون کو بھریا یہ معاملہ دیکھ کے ابرگروون بھی رشک سے حیران رہ گیا کہ ایسی آب رسانی میں بھی  
 کرسکتا آب مقولے مولانا رح کے ہیں کتنے ہیں ایسا کسینے دیکھا ہو کہ ایک شتر آبکش سے سوز کتنے  
 باویون کے سرد ہو جائیں یعنی ان لوگوں کو ایسا سوز شگی کا تھا کہ کتنے باویے جمع ہوں تو کہیں ایسا  
 سوز ہو جائے ایک باویہ کی کیا اصل ہو پھر کتنے ہیں ایسا کسینے دیکھا ہو کہ ایک مشک آب سے اتنی  
 مشکیں بے اضطراب بھر گئی ہوں بے اضطراب سے یہ مراد کہ پکویہ گھبراہٹ نہ تھی کہ پانی کم ہوا جائے  
 یہ مشک کا بیکو تھی ایک موج فضل کی تھی ظاہر رو پوشی لینگئی مشک بنگئی کہ سبب نئے حکم کے بحر سے یہ  
 اصل اسکو سوچتی تھی پانی پیدا ہونے کی از روئے حکمت یہ صورت ہو کہ پانی جوش کھانے سے ہوا  
 ہو جاتا ہو اور وہی ہوا سردی سے پانی ہو جاتی ہو وہ پانی ایسا تھا بلکہ بے اسباب و خالی اس حکمت سے  
 کہ اس پانی کو نکونین نے عدم سے پیدا کیا یعنی وہ نکونین جس سے ہر شے عدم سے عالم کون میں آئی  
 اور ہست ہوئی کہ وہ آفریدہ خدا کی ہو غرض یہ پانی خاص خدا کی طرف سے تھا تو نے لڑکا نہیں سے  
 سبب کچھ ہیں لہذا سببوں پر چپکا ہوا ہو اپنی جہالت سے اور ایسا سببوں سے مشغول کہ سبب سے  
 محض غافل اور اس رو پوش کی طرف مائل جب یہ سبب جو ناپایدار شے ہیں جاتے رہتے ہیں تو سرشتیا ہو  
 اور بہت ہی ہست رہنا بنا کرتا ہو پھر سبب یا ہو تا ہو اسوقت میں رب کہتا ہو جائے کیا غرض سبب  
 کی طرف رجوع ہو اب قبضے صنعت کو چھوڑ کے کیسے مجھکو یاد کیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہوا الحلاف  
 شرح میں بیشک خود رو پوش و دو موج بجائے خود رو پوش اور دو موج کے لکھا ہو اور بجائے زان رو با ملی کے  
 زان مائی قولہ آفت زین پس من برا یدم ہمہ + نگر کم سوی سبب ان دمدہ + گویدش ردو العاد و اکار  
 تست + ای تو امدت + ہمیشہ توست + لیک من آن نگر کم رحمت کمند + رحمت پرست بر رحمت تنم +  
 نگر کم عہد بدت ہم عطا + از کر کم ایندم چہ خواہی مرا + از من آید جملہ حسان و وفا + وز تو بد عہد بی نسیان  
 و خطا + حاصل آنکہ در سبب چھپیہ + لیک معذوری ہمین را دیدہ + قافلہ میران شدہ انداز کاراڈ

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ روپوش مشک فروراء غرقہ کردی ہم عرب ہم کردار۔ المعنی لینے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تو تو سب کا گرفتار تھا اب میری طرف کیسے رجوع ہوا تو کہتا ہو کہ میں نے اس سبب فریب سب کو دور فرج کیا اب میں کیسے طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھو گناہ اللہ تعالیٰ کہتا ہو کہ یہ بات تیری بھی سبب نہیں ہو تو توبہ و عہد میں نہایت شست ہو کچھ اسکا اعتبار نہیں تیرا کام تو رد و العاودا ہو پانچ فرماؤ لو رد و العاودا لہما نہوا عندہ وانہم لکان ذنبان اور اگر ٹوٹا ہے جاوین طرف دنیا کے تو ضرور پچھ گناہوں کی طرف لوٹیں بیشک وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم عمل صالح کر گئے لیکن تیری ان باتوں کو ہم نہیں دیکھتے ہم رحمت ہی کر گئے اس واسطے کہ رحمت جاری ہوتی ہے ہم اس پر عمل کر گئے ہم تیری بد عہدی پر لچا نظر نہیں کرتے ہم اپنے کرم سے پچھ عطا ہی کر گئے سوتا تو اس وقت مجھے کیا چاہتا ہو کہ توجہ جملہ وفا و احسان ہی ہونگے اور تجھ سے بد عہدی اور خطا و نسیان ہی ہو گا اب مولانا رحمہ فرماتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ تو سبب میں لپٹا ہوا ہو و جب یہ ہو کہ تو نے سبب ہی کو دیکھا ہو اگر اس میں سچیدہ ہو تو کیا عجب معذوب ہو پھر رجوع طرف اصل حکایت کے ہو کہ قافلہ کے لوگ کیفیت مذکورہ دیکھ کے حیران ہوئے اور پوچھا اے محمد یہ کیا ہے یعنی مجھ کو کہ ایک چھوٹی سی مشک کو تنے روپوش بنایا اور اس سے عرب و گرو سب کو ڈوبو دیا کرو با لفظ ایک قوم صحرائی ہیں ایسے ہی عرب سے قدم عرب مراد ہے اہل خلافت شرح میں برائیم کی جگہ برائیم اور عہد بدت کی جگہ عہد بدت بدیم جو موزون نہیں لکھا ہو بھر جانا مشک اس غلام کا غیب سے بوسیدہ معجزہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سپید ہو جانا غلام سیاہ کا

قولہ اے غلام اکھنڈ تو چہ میں مشک خود بتا گئی در حکایت نیک و بد۔ آن سید میران شہداد برہان اور سید سید اولاد امکان ایمان اور شہید دیدار ہوا برہان شہدہ مشک اور روپوش فیض آن شدہ۔ آن نظریہ پوشش ہم بدورید۔ تا معین شہید غیبی رسید چشمہ پُر آب کرد آمد غلام شہد از موشش ز خواجہ در مقام دوست و پائش ماند از رفتن براہ و زلزلا انگند در جانش آگہ باز بہر صلت بازش کشید کہ خویش آبار و امی مستفید۔ وقت حیرت حیرت بڑھت۔ این زمان درہ در آچالاک و حیرت۔ دستہ می صطفی بر رو نہاد۔ بوسہ بامی عاشقانہ پس بر او صطفی دست مبارک بر رخسار آن زمان مالید و کرد و فرخش۔ شد سپید آن رنگی زادہ حبش۔ ہچو بدرو روز روشن شد شبش۔ المعنی بعد سیرابی قافلہ کے حضرت نے کہا کہ اے غلام اب تو اپنی مشک بھری ہوئی دیکھ لے تا حکایت میں جھوٹیک دید نہ کہے وہ سیاہ انگلی یہ برہان تو ہی نبوت کی

دیکھ کے حیران ہوا اور غنچہ اسکے ایمان کا لامکان سے کھلنے لگا یعنی ہدایت ہوئے لگی دیکھا اُس نے  
 کہ ایک چشمہ ہوا اور عالم بالاسے تو ریزان ہوا اور میری مشک اُسکے فیض کی روپوش ہوئی اور  
 میلہ ظاہری بنی من بعد اُس نظر نے ان روپوشوں کو بھی بھاڑ دیا تو ارمین چشمہ غیبی کو بھی بچکپا  
 یعنی اصل مہر کی طرف رجوع ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا خواجہ اور مقام دونوں کو بھول گیا  
 ہاتھ پاؤں اُسکے سچیں حرکت ہو گئے خدایتعالیٰ نے ایک زلزلہ اسی جان میں ڈال دیا آپ نے  
 اُسکو پیڑوی سے پھر قودی کی طرف کھینچا اور کہا کہ اوس عقیدہ پھر اپنی طرف متوجہ ہو کہ تو بہت غائدہ پائیوالا  
 بیخود کیوں ہوا جانا ہو یہ وقت حیرت کا نہیں ہے حیرت تو تیرے سامنے گھڑی ہو کہ ایک وقت میں حیرت  
 جھکھو ہو جائیگی اور حیرت سے مقصود حیرت محمودہ جو عین معرفت ہے اسوقت تو ہوش کے ساتھ اس راہ میں  
 چلت و چالاک ہو کہ داخل ہوا اُسے ہاتھ مصطفیٰ کے اپنے منہ پر رکھ لے اور عاشقوں کی طرح  
 چومتا تھا بس آپ نے دست مبارک اپنا اُسکے منہ پر رکھا اُسکے منہ کو مبارک و فوج کر دیا یعنی وہ لنگی زاوہ  
 حبش کا سپید ہو گیا اور رات اُسکی ایسیا رنگی دیسا ہی بدراور روز روشن ہو گئی قولہ پوسنے شد در  
 جمال و در دلالہ گفت و اکنون بدہ و اکوی حال او ہمیشہ بی سرو بی پایست بی پای می نشست  
 در رفتن ز دست پس بیاد باد و مشک پر روانی و سوسوی خواجہ از نواحی کاروان و خواجہ برادرہ منتظر  
 بنشستہ بود و کان غلامش دیر می آمد نہ زود و خواجہ از دورش بدید و خیر و مانہ از شیر لالہ نہ رہا بخواند  
 و ادبہ ما شتر با دست این پس کجا شہ بندہ رنگی جہیں اعلیٰ و لالہ بکوش و بفتح ناد و کرشمہ کہنے وہ غلام حبشی پاتو  
 سیاہ رنگ تھا یا آپ کے ہاتھ پھرانے سے یوسف حال غنچ و دلال والا ہو گیا پھر آپ نے کہا اب  
 اپنے کانوں کو جا اور سے یہ حال کہ بس وہ کانوں کی طرف چلا اور اس حال سے کہ نہیں جانتا تھا  
 کہ میرا پاؤں کہاں پڑتا ہو اور ہاتھ کہاں ہے ایسا بے سرو پا بہت چلا جاتا تھا بس دوشکین بھری  
 لیکے قافلہ سے اپنے خواجہ کی طرف روان ہوا خواجہ راہ میں منتظر بیٹھا تھا کہ غلام جلدی نہیں آیا دیر  
 لگائی جب در سے اُسکو دیکھا تو حیران ہوا اور حیرت سے قاتوون والوں کو بلایا اور کہا کہ شتر کش  
 تو جارا ہی شتر ہو لیکن غلام رنگی صورت چار کہاں گیا وہ نہیں ہوا الخلاف شرح میں جہیں کو چین لکھا ہو  
 میری دہشت میں جہیں ہوا رنگی صورت موافق ذکر جزا و راہہ کل کے

دیکھنا خواجہ کا غلام کو سفید رواور بھیانا اُسکا اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے  
 غلام کو مار ڈالا اور اُسکے خون نے مجھ کو کھڑا کر دیا

خود کہ ان کی ہر ریت می آید ز دور و دین ز دور و دین از روش غور کو غلام ہا اگر گشتہ شد یا بد و گرگی ریب و گشتہ

یا اگر آویز گشت این بگم و اختر شش و دوا سجا از قدر چون سایه پیش کش کیستی و زمین داوی و  
یا ترکیستی و کو غلام را چه کردی رست گو بگر گشتی و اما حلیت مجو گفت که گشتم تو چون آدم چون  
سپای خود برین خون آدم گفت فی نی در نگیر و امانت رست باید گفت سر این فست و کو غلام من  
گفت ایک منم کرد دست فضل بزوان روشنم و دیده ام صدری و دبر بری گشته ام و صاحب غنلی و قدح  
گشته ام و بی چسبگونی غلام من بکاست و این سخاوی رست از من خبر بہت گفت اسرار تر آبان  
غلام جلد و اگو م بیک من تمام دزان زمانی کہ خریدی تو را دنا با کنون باز گویم اجرا بتا بدانی کہ  
ہام در وجود مگر چه از شد نیز من صبحی کشود ہر رنگ و گیر شد و لیکن جان پاک و فارغ از رنگت و زار کا فلان  
تن شناسان زو و را گم کنند و آب نوشان ترک مشک و خم کنند یعنی بی بالفتح کلید زجر و تنہیہ  
خواجہ کوشتا ہو میرا غلام تو زنگی صورت تھا یہ تو ایک بدر ہو جو دوسرے جلا آتا ہو جسکی صورت کا نور  
نور روز پر غلیہ کر رہا ہو میرا غلام کہاں ہو مگر وہ گم گیا یا اگر گم نہ اُسکو بایا جو مارا گیا یا اسی بد گہرنے  
اُسکو مار ڈالا خدا کی قدرت سے اُسکا اونٹ لیکر آیا ہو غرض جب وہ سائے آیا اُس سے کہا تو کون ہو  
آیا کوئی میں زاوہر یا ترکی ہو تیا میرے غلام کو کیا کیا سچ سچ کہ اگر مار ڈالا ہو تو ہا ہر کردے حیدمت  
و حوث سے کہا اگر میں نے مار ڈالا تو تیرے پاس کیسے آیا کوئی بھی اپنے پانوں آپ سے اپنے  
خون میں آتا ہو کہا نہیں نہیں اس بات سے ماسن جھکو نہیں بجا گیا جھکو سچ سچ بھید اس  
فن کا کنا چاہیے بتا میرا غلام کہاں ہو کہا یہی ہو جو میں ہوں خدا کے فضل نے مجھ کو اس  
تاریکی سے روشن کر دیا میں نے ایک صدر کو دیکھا ہو اور بدر ہو گیا ہوں اور صاحب فضل  
و قدر ہو گیا ہوں پھر خواجہ نے جھک کے کہا کیا بکتا ہو میرے غلام کو بتا کہاں ہو خبر دار ہو سکا  
سچ کے بھ سے خلاص دیا گیا غلام نے کہا تیرے بھید جو وہ غلام جانتا تھا لے ایک ایک  
پورے پورے جھکو بتانا ہوں جسوقت سے کہ جھکو تو نے فرید اب تک کی ساری سرگزشتیں  
تو تو جان لے کہ میں اپنی ذات و وجود میں وہی ہوں اگر چہ میرے رنگ سیاہ نے جوشل  
شہر کے تھا صبح کھلائی ہو اے سپیدی رنگ تو میرا بدل کے ضرور اور ہو گیا لیکن جان پاک  
میری سب رنگوں اور ارکان خاک سے فارغ ہو گئی اب مفید تن کی نہیں ہو مگر جو تن اس  
ہیں وہ جھکو ملدی یخول جاتے ہیں اور جو آب نوش ہیں یعنی معنے کے طالب ہ وہ مشک  
خم کو ترک کرتے ہیں اُدھر نہیں جوع ہوتے قولہ جان شناسان اذ عدد ہا فارغند و غرقہ ویرا  
بچوند و چند جان شود از راہ جان باز شناس + نارتیش شود فرزند قیاس چون ملک عقل یک شتر نام

ہر حکمت پر دو صورت لکھتے اند، آں ملک عقل ایک گوہر نور در پی ہم بحر و نال و سرور، آں ملک چون مرغ  
 بال و پر گرفت، آں مرد و گنہاشت پر و گرفت، لا جرم بر و مناصرا آوند و پر و خوش روشت ہمیکہ شدند  
 ہم ملک ہم عقل حق را و اجری، پر و آدم، احین و ساجدی نفس و شیطان نیز اول واحدی، بودہ  
 آدم را عدد و حاسدی، آنکہ آدم را بدن دید اور مید، و آنکہ نور موئن دید اور خمید، آں دو دیدہ روشن  
 بودہ آں، وین دورا دیدہ ندیدہ غیر طین، آں بیان اکنون چو خود رخ بہا ند، چون نشاید بر جود بخل  
 خاں کی توان شہید گفتن از غم کی توان بر باد دین و پیش کرد، ایک گرد و دم بگوشت یک کس است، ہای و  
 ہوئی کہ بر آورد ہم بس است، شتی شرح را سنگ و کلنج و ہاقلی گرد و شرح بار سخی، یعنی تن شناسون کا  
 توحش شایب جان شناسون کا شن کہ وہ عدو سے خارج ہیں انہیں توحید پر اور در باہر چون و چندین  
 و بے ہوئے جیسا کہ حدیث میں ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے  
 رب کو پہچانا تو بھی اس تن سے جس میں تعدد ہو الگ ہو کے جان جو با اور جان کی راہ سے جان کو پہچان  
 تو نازلین و لڑت جان کا بن غور نہ قیاس کا جو ملک و عقل دونوں ایک رشتہ کے سر ہیں اور یہ حکمت خدا  
 تعالیٰ کی ہو کہ دونوں کو دو صورت پر پیدا کیا ہو اصل و نژاد دونوں کی ایک ہی ہو اور دونوں ایک دوسرے  
 کے پیچھے ایسے جیسے دم اور سر تن، آنا فرق ہو کہ ملک نے تو مرغ کی طرح بال و پر اختیار کیے عقل نے بال  
 پر چھوٹ کے فرائض کی بس جیہ کہ یہ مال ہو تو دونوں محل نفرت ایک دوسرے کے ہوئے اور دونوں  
 خوش روشت و بدکار ایک دوسرے کے ملک بھی اور عقل بھی دونوں خدا کے پائے والے ہیں اور دونوں  
 آدم کے بد نگار اور سجدہ کرنے والے ایسے ہی نفس و شیطان بھی پہلے سے ایک تھے مگر آدم کے شے  
 دشمن و ماسا اور وجہ یہ کہ جس نے انکو بدن اور جسم خاکی دیکھا وہ تو بھگا اور جس نے انکو نور موئن دیکھا انکا ہمین  
 نور امانت ہو چھکا اور سجدہ کیا وہ دونوں نے ملک و عقل اس نور سے آنکھیں روشن دیکھتے تھے  
 اور ان دونوں کی آنکھ سوائے طین اور مٹی کے نہ تھی آب فرمتے ہیں کہ یہ بیان تو ہمارا یہاں کا  
 یہیں ایسا رہ گیا جیسے خچر میں گدھا رہتا ہو اس واسطے کہ یہود پر انجیل پڑھنا کہ منکر انجیل کا ہوا لائق  
 نہیں ہو جیسے شیخہ کے سامنے حضرت عمر کا ذکر کرنا کہ ان کے دشمن ہیں یا ہرے کے آگے بربط بجا نا  
 لغو نہیں چاہیے، مراد یہ کہ شمع کو جب لیاقت اُس کے شے کی نہیں ہو تو کیسے کہا جائے بس یہ دونوں  
 شعر کلام سابق میں ہیں لیکن اگر کائنات کے کسی گوشہ میں کوئی کس باطنی پڑا پڑا یا ہوا اُس کے لیے  
 اتنی ہلے ہو جو چمکنی یہ بھی کافی ہو اس واسطے کہ جو شتی شرح کا ہو کہ اُس کے سامنے شرح کیجاے  
 اسکو تو پھر ڈھیلے بھی ناطق و گویا ہیں جی مضبوطی کے ساتھ وہ انہیں سے عبرت پذیر ہو سکتا ہو



انکشاف شرح میں از عدد ہا کہ عدد اول و حکمت را بجایے بر نور مومن کو نور ملن اور ازین کو دین اور  
شرح کو شرح لکھا ہو

اس بیان میں کہ حق تعالیٰ نے جو کچھ دیا اور پیدا کیا سب واسطے امتد عارضہ  
کے پیدا کیا کہ آپ کو محتاج دوسری چیز کا کرنا چاہیے تا وہ وہی جیسا کہ فرمایا  
اسن یحب المضطرا و افاواہ و یکشف السور کون ہر کہ قبول کرے وہ مضطر کی  
جسوقت کہ وہ دعا کرے اور کون ہر کہ اس کے رنج کو کھوے

قولہ ان نیاز مری بود دست دروہ کہ چنان طفلی سخن آغا ذکر وہ جزو ادبی اور برای او بگفت و جزو  
جزوت گفت و اردو زلفت و دست و پاشا ہر شونت ای رہی ہنکری را چند دست و پاشی  
و رہا شئی مستحق شرح و گفت ہا ناظرہ ناظر ترا دید و بخت ہر چہ روئید از پی محتاج رست تا یا بدست  
چیزیکہ حبت و حق تعالیٰ کہین سہوات آفریدہ از برای رفع حاجات آفرید ہر کہ جو یا شد یا بدقت  
نایہ در دست اہل رحمت ہر کہ دروی دوا آخار و دہ ہر کہ فقری دوا آخار و دہ ہر کہ مشکل جواب  
آخار و دہ ہر کہ پستی ست آب آخار و دہ آب کم خوشگی آرد بدست تا بچو شد آب از بالا و پست  
تا از اید طہلک نازک گلو کی روان گرد و در پستان شیر او رویدین بالا و پستیا بدو تا شوی تشنہ  
حرارت را گرد و بعد از ان از بانگ زبورہ ہوا ہا بانگ آب جو نوشی ای کیا حاجت تو کم نباشد  
و خوشی ہا آب را گیری سوا و می کشیش ہا گوش گیری آب را دمی کشی ہا سوی نزع خشک تیا بد خوشی  
نزع جانرا کش جو ہر حضرت ہا بر رحمت پرنز آب کو شربت ہا تا سقاہم بہم آید خطاب ہا تشنہ  
باش اللہ اعلم بالصواب ہا المعنی یعنی وہ نیاز ہی مریم کا تھا جو درد سے پیدا ہوا اور کیا یا یعنی مت  
قبل ہوا و کنت نسیا نسیا سینے اور کاش میں اس سے پہلے مرعاتی اور بھولی بھری ہو باقی جس  
ایسے بچے نے سخن شروع کیا اور وہ طفل عیسیٰ علیہ السلام تھے انھوں نے گواری اپنی ماکہ پاکی پر دی  
اور کہا انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا دینا کنت میں بندہ اللہ کا ہوں دی اپنے  
مجھ کو کتاب اور کیا مجھ کو نبی اور کیا مجھ کو برکت والا جہان میں ہو ہوں آپ تو خیال کر کہ مریم کے  
جننے بے کلام مریم کے مریم کی واسطے گواہی دی ایسے ہی تیرا جزو جزو بھی پوشیدہ کلام رکھتا ہو  
تجھ کو اہی و یگا تیرے ہاتھ پاؤں بھی تیرے شاہرہ ہونگے پھر تو نے منکری کو کیوں ایسے ہاتھ  
پاؤں دے رکھے ہیں جیسا کہ فرمایا بھلنا اید ہم و شہدا رہیم ہا کونوا کیسوں باتین کر ایشیکہ ہم  
انکے ہاتھوں سے اور گواہی دلائیگا انکے پاؤں سے اسکی جو کچھ کہنے میں وہ آور جو

تو مستحق شہر و گفت کا نہیں ہو تو تیرا طلق خود خاموش رہند ہو جائیگا میں نے اس شعور میں دھوکا  
 کھایا شیخ میں یہاں لکھا ہوا مستحق اسکا ہو کہ بعد مستحق شیخ را رنگ و کلونج کے ہو یہاں محض پر بطور جسکو  
 ربط سے ربط ہے وہ اس خط کا تب کو ملا خط فرامین عزیز کریں آئندہ شعور سب محل کے ہیں فرماتے ہیں  
 اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہو بندہ محتاج کیواسطے کیا ہوتا طالب اسکا جو کچھ طلب کرے پاسے اعظم  
 مخلوقات سے آسان ہو یہ بھی رفع حاجات ہی کیواسطے ہو دیکھو کسی حاجت میں اس سے رفع ہوتی ہیں  
 جو کوئی جو بندہ بننا ہو آخر کار یا بندہ ہوتا ہو اور اہل رحمت سے مایہ پاتا ہو غور کرو دوا و غذا دونوں  
 سعدہ میں جاتی ہیں لیکن درد کی جگہ دوا جاتی ہو اور بھوک کی جگہ غذا ایسے ہی جہاں مشکل ہوتی ہو وہیں  
 جواب جاتا ہو اور جہاں نیچا ہوتا ہو وہیں آب جاتا ہو تو پانی مت دھو ٹھنڈی کا طالب ہو جو عشق ہو  
 تا تحت و فوق سے پیچہ آب جوش کرے یعنی راد و اسرار تعلیم کیا ہو جب تک بچہ نازک گلو نہیں پیدا ہوتا  
 شیر لپٹان سے کب جاری ہوتا ہو اور اسی شہر کے طفیل ہندیوں اور پستوں میں پھر یعنی آسان زمین  
 میں تو ایسا تشہ ہو جائے کہ گویا حرارت میں گرمی ہو گیا بعد اسکے زبورہ ہوا سے جو نام سا لکھا ہو  
 بانگ ابجو کی اسے کیا سنیگا آج خود جھکے بلا نیگا بھلا تیری حاجت گھاس سے تو کم سنو کہ جب و تشہ  
 ہوتی ہو تو ہی خوابی لیتا ہو اور اسکے واسطے اسکی طرف کھینچتا ہو اور پانی کا کان پکڑے اپنی  
 زراعت خشک کی طرف لیجاتا ہوتا وہ سبز و تازہ ہو جائے آب فرماتے ہیں کہ تیری جان کا کھیت  
 جبین جواہر چھپے ہیں اسی کے لیے تو ابر رحمت آب کوثر سے بھرا ہوا ہو پھر کیوں نہیں تشہ مبتا تو  
 شطابم رہم شرا بطور اکا خطاب آئے لندا تشہ ہی بنا رہ آگے اندر خوب جاننے والا ہو ساتھ  
 صواب کے انخلا و شیخ میں آب او کیشی کو آب را وے کشی لکھا ہو

آنا ایک عورت کا فر کا مع طفل شیر خوار یا س آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے اور گویا ہونا بچہ کا آپ کے معجزہ سے

قولہ ہم از ان وہ یکنے فی ادکار ان + سوی پیغمبر و ان شد در امتحان پیش پیغمبر آمد با خار و کوہ کے  
 دوا ہونے رادر کنار + گفت کوہ سلم اللہ علیک + یا رسول اللہ قد جننا الیک + اور فی زخم گفتش  
 ہیں نموش + کیت افگند این شہادت را بگوش + این کیت آموخت ابو طفیل صغیر کہ زیارت کرد  
 و طفلی جریر + گفت حق آموخت و انکہ جریر + در بیان با جبرئیل سن سئل + گفت کو گفتا کہ ابلا ی شہ  
 می نہ منی کن بالا غنطرت + ایستادہ بر سر توجریل + در مرا گشت بعد گوہ دلیل + یعنی خار یکبر اور جہنی  
 جریر نام شاعران ریسل جہاد و فرستادہ فرماتے ہیں اسی گانوں کی ایک عورت کا فر جہان کا دوا

غلام تھا حضرت کی طرف بطور اسحق ن آئی خود اور حنی اوڑھے تھی اور گوہر میں دو مہینے کا بچہ تھا بچہ لے  
 لیا اور رسول خدا سلام تہرنازل ہو میں تمہارے پاس آیا تان نے اہلی عقد سے کہا خبردار چپ ہو  
 لئے تجھ کو یہ شہادت سکھائی ہو اور کہنے تیرے کان میں ڈالی اور طفل صغیرہ تجھ کو کہنے سکھایا کہ تیری زبان  
 طفلی ہی میں جبریل کا حق نے سکھایا اور پھر جبریل نے میں اپنے بیان میں جبریل کا سبیل ہو  
 یعنی ساتھی عورت نے پوچھا جبریل کہاں ہیں کہا تیرے سر پر تو نہیں کیجی تو آؤ لکھو تو اوپر اٹھا کر  
 تیرے سر پر کھڑے ہیں اور تجھ کو سیکڑوں راہیں بتا رہے ہیں قولہ گفت می بینی تو گفتا کہ بلے و بر سر  
 نامان چو بد رکاشے و می بیا بود مرا و صف رسول مدبر عاوم میرا مذہب غول و ہیں سولش گفت آ  
 طفل رضیع و حبیبیت نامت بازگو و شو مطیع و گفت نامم شبی حق عبد العزیز عبد غنی پیش کشیت  
 چیز میں مرغی پاک و بیزار و برسی و حق آن کہ رادت این پیغمبری و گوید یک دو ماہ نہ بچوں ماہ بدر  
 درس بالغ گفتہ چون اصحاب صدر ہیں حنوط آذم زجت در رسیدہ تا دماغ طفل و مادر بو کشیدہ  
 ہر دو میگفتند کہ خوف سقوط و جان سپردن بہ برین بوی حنوط و آنکہ توفیق شہادتہ خود کند و جامد و  
 نامیش صد مروق و زندہ آنکسی را کو معرفت حق بود و جامد و نامیش ضد صدق زندہ آنکسی را کش خدا  
 حافظ بود مرغ و ماہی مرد و احارس شور و معنی رضیع شیر خوار حنوط خوشبو مردہ کیوا سطر طیار کرین  
 سقوط مرنہ چار پایہ کا اور حمل گر جان مروق بالکسر و فتح و لذت مجاہدین لانا و خوشحال کرنا لڑکے نے کہا  
 توجہ سبیل کو دیکھتی ہو کہا ہاں دیکھتی ہوں کہ تیرے سر پر چودھویں رات کے چاند کی طرح کھڑے ہیں  
 اور مجھ کو وصف رسول کے سکھاتے ہیں اور پستون سے منگو کو ہونچاتے ہیں پھر رسول مقبول نے  
 اس سے کہا کہ اے طفل شیر خوار تیرا نام کیا ہو تیا اور چار اطیع ہو گئے اللہ تعالیٰ کے سامنے تو میرا نام  
 عبد العزیز ہو اور یہ لوگ جو ایک شہت چیز ہیں انکے آگے عبد غزی ہیں غزی سے پاک و بیزار و برسی ہوں قسم  
 ہو اسکی جسے شکو پیغمبری دی ہو غرض وہ لڑکا دو مہینے کا کہ مثل بدر کے تھا ایسا درس بالغ کہہ رہا تھا  
 جیسے اصحاب صدر کہتے ہیں من بعد ایک خوشبو جنت سے پہونچی جب دماغ طفل و مادر نے اس سے  
 بو پائی دونوں کہتے تھے کہ فون سقوط سے تو یہی اچھا تھا کہ اسی خوشبو پر جان دیدیتے خوف سقوط نہ  
 مرنے کا جو ہر یک کو لگا ہو جس وہ شخص جسکی تعریف خدا تعالیٰ خود کرے حجر و شجر تو سیکر ملان قسم کی  
 خوشحالیاں کرین اور جبکا موعود خود حق ہو شجر و حجر اسکی صدہ تصلیقین کر گئے صدق سے مراد  
 تصدیق اور جبکا حافظ خدا تعالیٰ ہو مرغ و ماہی اور جملہ مخلوق اسکے عارس و نگہبان بن الخلاف  
 شرح میں حق آگے کاف عجبی لکھا ہے میری سمجھ میں بجاہ عربی ہو

لیجنا امورہ رسول مقبول کو ایک عقاب کا اور ہوا پر لپکا کے ٹکون کرنا اور ایک ماریاہ کا اس سے کرنا

قولہ اندرین بودند کا و از صلا مصطفیٰ بشیہ از سوی علامہ خواست آبی و وضو را تازہ کر دہ دست دروا شست اوزان آب سرد و ہر دو پشت و ہوزہ کردہ را می ہوزہ را ہر دو یک ہوزہ رہا می شد سبوی ہوزہ ہر دو ان خوش خطاب و ہوزہ را ہر دو از دستش عقاب و ہوزہ را اندر ہوا پر دوا چو باد پس لگون کرد و ازان ماری قناد و در قناد از ہوزہ یک ماری سیاہ و ازان عنایت شد عقابش نیکو خواہ پس عقاب آن ہوزہ را آورد باز کہ گفت میں بتان ورو سوی نمازہ از ضرورت کہ دم این گستاخی و من راوب دارم شکستہ شایخی و وای گو گستاخی می منہ بیہرورت کش ہوا فتوی دہد پس رسولش شکر کرد و گفت ماہ این جفا دیدیم و خود ہر دو ان و فاء ہوزہ بر بودی و من دہم شدم و تو غم بردی و من از غم شدم و اگر چہ ہر منی خدا مارا نمود و بدل و ان لفظ بخوشنول بود کہ گفت دراز کہ غفلت از تورتست و دید غم ان عیب را ہم عکس است ہار و ہوزہ بہ نیم دہوا پیش از من عکس است اسی مصطفیٰ عکس نورانی ہر دو شن بود عکس لفظانی ہم لفظی بود عکس عبادہ شدیم ہوزی بود عکس بیگانہ ہمہ کوری بود عکس ہر را ہان اچان بہین ہر دو بی منی کہ یخا ہی نشین ہر منی تفسیر آنحضرت اسی حال میں تھے ناگمان آواز صلا و شیش کی آنکے کان میں عالم بالاسے پہنچی بس پانی منگایا اور وضو تازہ کیا اور ہاتھ منہ اس آب سرد سے دھو چا پھر پانی ان دھوکے ہوزہ کی طرف رائے ہوئی ناگمان ہوزہ ایک ہوزہ رہا لیگیا یعنی وہ خوش خطاب جب جی ہوزہ کی طرف ہاتھ لیگے ہوزہ کو آنکے ہاتھ سے عقاب لیگیا اور ہوا کی طرح اٹھ کر ہوا میں جواوندھا کیا تو اٹھیں سے ایکٹا سیاہ گرٹا اس اہتمام و رنج سے عقاب نکالا نیکو خواہ ہوا چہ عقاب ہوزہ کو لوٹ کے لایا اور کہا لو اور نماز کی واسطے جاؤ میں نے ہر صورت یہ گستاخی کی ہو کہ ادب سے شرمندہ ہوتا ہوں اس واسطے شکستہ شایخی شرمندہ ہونے کے منی میں ہو کہ شاخ شکستہ سر جھکانے ہوتی ہو او شرمندہ بھی سر جھکانا ہو اب تھو کہ مولا نام کا ہو کہ پرند تو باوصف نیک خواہی کے ادنی بات کو بھی گستاخی سمجھیں غرض کہین و اسے اُسپر جو گستاخ ہو کے وہ ان قدم رکھے اور بیہرورت موافق حکم اپنی ہوا و خواہش نفسانی کے جس صورت نے اسکا شکر کیا اور فرمایا کہ ہم اسکو جفا سمجھے تھے وہ بحقیقت سخی و لاف تو ہوزہ لیگیا میں اس کے در ہم ہوا تو بحقیقت میرا غم لیگیا تھا میں اٹھا غم میں پڑا اگرچہ ہر غیب خدا سے تقابلے نے ہم پر ظاہر کر دیا ہو مگر اسوقت میرا دل ذرا دیر کو جمال خود مشغول غافل ہو گیا تھا عقاب نے کہا خدا نہ کرے آپکو غفلت ہو غفلت تو آپ سے دور و محبوب ہی ہو گئی ہو میں نے جو اس غیب کو دیکھا یا یہ بھی عکس کی

یہ بھی کہ بہترین نے جو مارا کھوڑا میں ہوا پر دیکھ لیا بیش میری اور مصطفیٰ آپ ہی کا عکس جو عکس کے عکس پر آتی  
سب روشن ہوتے ہیں اور عکس ظہانی سیاہ و تاریک مثل ظن کے جو عکس کا ہوا اس کا عکس بھی ہوتا ہوا  
بیگانہ کا کوئی بس تو ہر ایک کے عکس کو دیکھو اور سمجھو جان اپنی مرضی موافق پائے اسی کے پہلو میں بیٹھ جا

وہ عہدت پکڑنے کی اس حکایت سے اور معنی ان مع العسر لیسر کے

مذکورہ عبارت میں قصہ ایسا بیان کرتا ہے کہ تاشی رہی تو وہ حکم خلافت کا دیرگ باقی و نیکو گمان بہون  
یہ مینی واقعہ ہذا گمان و دیگران گرد زور و ابریم آن و تو چو گل خندان کہ سود و دیان ہذا انکے گل گر برگ  
برگش میکشی خندہ گزارد و نگرو نشستی گوید از خاری چو اقم نغم خندہ راسن خود ذخا آورده ام بہر  
از تو یادہ کرد و از قضا و تولیقین دان کہ خیریت از بلا و العاصفون قال و بعد ان الطرح فی الخوا  
عندائیان السج و آن عتابش سرغھابی دان کہ او در دیو دان مودہ راز ان نیکوختار ہا نہ پاش را از  
رخم بار اسی خنک عقلے کہ باشند بی عشارہ گفت لا اسوا علی ما تا کم و ان اتی اسر خان اردی شاکم یک  
ہرچہ آن فیرت شرمگین مشوہ زانکہ گردش کہ نہ آید باز نو بگر بلا آید ترا نہ مبر و زریان بینی علم او ہوا  
کان بلا دفع بلا ہای بزرگ و دان زریان منہ زیا نہای بزرگ و راحت جان کہ ایسا جان فوت مال  
مال چون صحیح آمد ایسا جان شد و بال و معنی نشستی بالضم سرنگون و دو تا فراتے میں ایسا جان یہ قصہ  
تیرے واسطے عہدت ہو تو تو رہی حکم میں ہو جو کچھ مسکی بارگاہ جلال سے صدور پائے اور دانا نیک  
گمان ہو جائے اور وہ یہ ہو کہ اگر ناگمان کوئی واقعہ ہو دیکھے تو گو اور لوگ اس کے خوف سے زرو  
ہو جائیں تو مثل گل کے خندان رہ چاہے موقع سود کا ہو چاہے زیان کا اس واسطے کہ گل کو غور کر  
کہ اگر تو اسکی چٹھری پنکھی الگ کر دے وہ اپنے خندہ کو نہیں چھوڑے گا اور دو تا و ہر گونہ میں  
ہوگا کہ نکلے مارے کر لپا سے یا سرنگون ہو جائے و یا ہی خندان رہیگا اور یہ کیگا کہ کسی جا  
میں غم میں کیوں پڑوں میں تو خندہ کو خارجی سے لایا ہوں خارجی میں تھا جو شگفتہ ہوا ہوں تو  
چیز جیسے جاتی رہے اور کم جاسے تو یہ عین اس بات کو جان لے کہ وہ گم نہیں ہوئی بلکہ اسنے  
تجھ کو بلا سے چھڑ لیا اسکا صدقہ بنی ہو کسی نے پوچھا کہ تصوف کیا ہو کہا فرحت پانا اپنے دل میں  
وقت آنے بج کے پھر تمثیلاً فرمایا کہ تو نے یہ تو سنا کہ مونہ لیجانے سے عقاب مایہ عتاب او رنج و غم  
آنحضرت کا ہوا جیسا کہ اوپر کہا ہے تو غم بودی و من و غم شدم ہیں اس غم کے قیام بد میں جو مودہ  
لیجانے سے ہوا تھا وہ غم بس عظیم تھا کہ پائے مبارک ز غم مارے رنج پاتا حاصل یہ کہ ادنی نقصان  
بزرگ حاصل ہوتا ہو لہذا کیسی خوش و عقل ہو جو بے عشار ہو کہ ذرا میں سر کے بل نہیں گرتی

ہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو لکھنا اسوہ علی ما فی کلم ولا تقر جاہا انکم یابوس مت ہو اس چیز پر جو تم سے جاتی ہو اور  
خوش مت ہو اس پر جو تم کو ملے گی پر دوسرے مصرعہ کے معنی اگر بھڑایا آئے اور تمھاری بکریاں ہلاک  
کر ڈالے لیکن جو فوت ہو جائے اس پر غم نہ ہو اس سبب سے جو جاتا رہا وہ پرانا تھا اسکی عوض نیا بھگ  
لجایا گیا میں یہی شعر گویا جزا مصرعہ ثانی عربیہ کی ہوا اگر بلا تیرے سامنے آئے غم مت کر اور جو زبان نکلتے  
ہم سے بھی غم نہ من مت پڑا سو اسطے کہ وہ دفع بڑی بڑی بلا لکھا ہو اور وہ زبان منع بھاری بھاری زبان کا  
اور جان میں تو کس خیال میں ہر مال کا جاتا رہنا خاص راحت جان کی بھی ہو اور ایمان والی کا جمع ہونا بھی  
سنت و بال ہر مال جمع ہوا اور و بال میں پڑا

استدعا کرنا ایک شخص کا حضرت موسیٰ سے واسطے زبان بہانہ کے

تو کہ گفت موسیٰ را یکی مرد جوان کہ بیا موزم زبان جانوران ہوتا ہو کر زبانگ حیوانات و درود عربی  
جمل کلمہ دروین خود چون زبانہائی بنی آدم ہمہ و در پی اکبت و مان و درود ہر جو کہ حیوانات اور درود  
ہاں از تیرہ ہنگام گذر گفت موسیٰ و گذر کن زمین ہوس کاہن خط دار و بسی در پیش و پس و عبرت  
سیار می از یزدان طلب ہذا از کتابت ز مقال و حرف و لب و گرم تر شد مردان منش کہ گرد و گرم تر گرد  
ہی از منع مرد گفت ای موسیٰ چون تو تہافت ہر کہ چیزی یافت از تو چیز یافت و مرا محروم کردن  
زیر مرادہ لائق لطفت نہا شد ای جو و اس زبان قائم مقام حق قوی و یاس ہاں گر مرا منع شوی  
گفت موسیٰ یا ربین مرد سلیم و سخوہ کہ پیش کرد یوحیم و گر با یزیدم زبان کارش بود و ورنیا موزم منش  
پیشہ و لکن حضرت موسیٰ سے ایک مرد جوان نے درخواست کی کہ مجھ کو زبان جانور و انکی سکھاؤ  
تا شاید آواز حیوانات و چار پائیوں سے کچھ عبرت اپنے دین میں مجھ کو حاصل ہو میں نے جو دیکھتا ہوں تو بنی آدم  
کی زبان کو اسے آب و مان و کر و فریب کے پاتا ہوں شاید حیوانات کا دوسرا درود ہو جو میں تہذیب و  
عاقبت میں ہنگام گذر یعنی مرے بقوت کی جو حضرت موسیٰ نے کہا جا اس ہوس سے باز آ کہ ہمیں پیش  
و پس دونوں طرف سے بہت خطر ہے میں تو عبرت و بیداری چاہتا ہوں تو خدا سے مانگ یہ اسے  
عطا سے ہو نہ کتاب اور قال اور حرف و لب سے اس کہنے سے یہ شخص اور بھی گرم تر ہوا سو اسطے  
کہ ہر شخص اس بات میں جبکو منع کرو منع کرنے سے گرم تر ہو جاتا ہو چنانچہ حدیث ہوا انسان حرص  
فیما منع کما ای موسیٰ جب سے نور تھا را چمکا ہو نیچے تھا را ہوا تو جس کسی نے کچھ پایا جو وہ تم ہی  
سے کچھ پایا ہو مجھ کو تم اس مراد سے میری محروم کرتے ہو یہ بات ای جو اد تھا رے لطف کے لائق  
نہیں ہوا سو وقت میں ہمیں قائم مقام حق کے ہوا اگر منع کرو گے تو مجھ کو یاس ہو جائیگی اور یاس

حق سے نہیں ہوتا چاہیے حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب یہ عجیب بیوقوف سا وہ دل ہو کہ اسکو  
 شیطان برہم نے اپنا بیگاری مسخر بنایا ہو اگر میں اسکو یہ زبان سکھاتا ہوں تو اس کے حق میں دیا گیا  
 ہو نہیں سکھاتا ہوں تو بدول ہوا جاتا ہو تو کہ گفت ای موسیٰ بیا موزی کہ ما رہ نہ کر دیم اذ کرم ہرگز عا  
 گفت یارب اے پیشانی خورد، دست خایہ جا ہمارا برورد و دینیت قدرت ہر کسی رو سازوار و عجز بہتر  
 مایہ پر ہیزگار، فقر ازین رونق آمد جا ودان، کہ تقویٰ مانع دستش جاودان، دزدان غنا و زان غنی مردود  
 کہ قدرت صبر با پرورد شد، آہمی را عجز و فقر آمدان، از بلای نفس پر حرص، دغان، آں علم آمد  
 آرزو ہای فضیل، کہ بدان جو کردہ است آں صید غول، آرزوی قل بد و گنجوارہ را گنجشکر نگوار  
 آن بیارہ را، اے حق تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ سکھا دے کہ بہنے اپنے کرم سے کبھی کسی دعا و  
 نہیں کی ہو کہ اے رب میرے یہ تو سیکھ کے بہت پیشانی کہا گنگا با تو انوس سے پانی پیرے پیرے  
 تیری تقدیر تو ہر کسی سے سازوار و موافق نہیں ہو پس عجز فیض، زبانی فیہ ہریش سے بہتر مایہ پر ہیزگار  
 ہو فقر کو جو فقر کہا ہو ہی سبب تو ہو کہ ہمیشہ اسکا تقویٰ میں ہا تو رہا ہو جیسے کہ حدیث شریفہ و الفقہ فی  
 فقر و فقر و آو غنا و غنی جو مردود ہوے ہی وجہ ہو کہ انکا صبر تری تقدیر سے رخصت ہو گیا ہو آدمی ایسا  
 عجز و فقر نفس پر حرص و غنہ کی بلا سے بچنے کی بڑے امان کی چیز بن ہو وہ غم کیا بین آرزو میں فضول  
 خارج از مقدر جبکہ یہ نفس صید غول ہو کہ وہ ہو رہا ہو صید غول یعنی غول کا خشکا اور طہر ہو کہ وہ گنجوارہ  
 یعنی مٹی کھانے والا اسکو آرزو گل ہی کی ہوتی ہو اور چیز اسکو اچھی نہیں معلوم ہوتی جیسے بیارہ کہ  
 با آن لطف و جلالت گلشکر ناگوار ہوتی ہو اور گلشکر ایک قسم شیرینی لطیف سے ہو الخ  
 شرح میں بیارہ کہ سچا ہو لکھا ہو

شرح میں پیارہ کہ پیارہ لکھا ہے

وحی آتاقی تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ اس کا بھائی وہ اسے مدد کرتا ہے  
تو کہ بعد ازاں وحی آمد از حضرت کہ رو بہ رعب و ہراس ہو گیا یہ بلطف خود متذکرہ گفت : میں کہ بہرہ بہشت  
برکش در اختیار آن دست ابد اختیار کرد عبادت را ترک نہ کرے گا ۔ اور میں فلک سے  
گردش اور انہ اجر و فی عقیاب کا اختیار آمد نیز وقت حساب جملہ عالم و این سبحانہ و تعالیٰ نیست  
زمان سبحانہ چری سودمند تیغ و دوشش نہ از عجزش بلین نہ تاکہ زاری کی ۔ و یا را ہرین و زانکہ کرنا  
شد آدم ز اختیار بد نیز دینور عمل شدیم مار و موشان کان عمل نہ ہو ۔ کہ در ان خود تازی ہر  
ہیچو مار و زانکہ موش خورد بگزیدہ نبات و تا چو کلی گشت ریت او بہشت و باز فافر تیرہ زان  
صدید و حم و قوتش ز ہر شد در وی پدید آمدنی بعد اسکے وحی حضرت رب العزت سے آئی کہ

جا اور جو کچھ وہ کہتا ہے اپنے لطف سے اس کو سن لے اور حکم دیا کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اس کو دے اور اس کے اختیار  
 میں اس کا ہاتھ کھول دے اب مولانا مرحوم کے مقولے میں فرماتے ہیں کہ اختیار عجیب چیز ہے عبادت کا  
 نمک بھی اختیار رہی ہو کہ جو عبادت و عمل کرے اپنی خوشی رضا سے بلا اکراہ و اجبار خاص واسطے  
 خوشنودی و مرضی خدا کے کرے اور یوں تو آسمان بدون اپنی خواہش کے ایسا ملت و دن پھرنا ہی اسی  
 سبب سے اس کی گردش سے نہ اس کو اجبر ہو نہ عذاب کس واسطے کہ وہ ہنر سے جو اختیار ہو خالی ہو اور پھر  
 حساب میں آتا ہو تمام اہل جہان جو سچ ہیں کہ اختیار کو احمقین و غل نہیں لہذا اس نتیجے سے مثل انسان کے  
 سود مند بھی نہیں ہیں اگر کوئی کہے کہ میرے پاس تیغ نہیں جو جہاد کروں عاجز ہوں تو اس عجز میں اس کو  
 مت جھوٹے تیغ اس کے ہاتھ میں دیدے پھر دیکھ کہ غرا کر کے غازی بنتا ہو یا راہزنی سے راہزن ہوتا ہو  
 بنی آدم کی نسبت جو کہا ہے و لھذا کرنا بنی آدم یہ محض اختیار کے سبب سے ہے کہ احمقین بنی آدم میں  
 آدھے تو ذنب و عسل ہیں اور آدھے زہر مار ہیں مومن تو کان عسل کی ہیں و ذنب و کپڑج اور کان کپڑج  
 مثل مار کے کس واسطے کہ مومن نے تو ایک نبات گزیہ کھائی تو یہ ایک ذنب و عسل کے مثل ہوا جبکہ آٹ بن  
 مایہ حیات ہو جیسا کہ شمد کی صفت میں فیہ تفرقا للناس فرمایا ہے پھر کافر نے شر بہت سے پایا اور جہاد  
 زرد آب زخم اس کی قوت سے احمقین زہر ظاہر و پیدیا ہو جیسا کہ فرمایا ہے یقی من ما یرصد یدہ من عرہ پلانے جہاد  
 کافریم زخم سے گھونٹ گھونٹ قولہ اہل الہام خدا عین الحیات و اہل تسویل و ہوا سم المہمات و در جہان  
 این مدج و شا باش و زہری و زاختیار و نفاط و آگہی و جملہ زندان چونکہ در زندان روند و تہقی و زاید  
 حق خوان شوند و چونکہ قدرت رفت کا سر شد عمل و ہین کہ تا سرمایہ نشاند اصل و قدرت سرمایہ سویت  
 ہین و وقت قدرت را نگہدار و بین و آدمی بر خشاک کرنا سوار و در کشت و کیش عنان اختیار  
 باز موسی و او پندار ابھر کہ مرادت زود خواہد کرد چہرہ ترک این سودا گو در خود تہرس و دیو داقت  
 برای مکر دست و ہین برود و در خود کم طلب و کاین مرادت انگند و در سد تعب و گفت باری نطق  
 کو برد دست و نطق مرغ خانگی کاہل پرست و المعنی الہام بالکسر خبر غیب جو خدا دل میں کیسے ڈال دے  
 غیر و شر سے تسویل سوال کرنا اور کراستہ کرنا و عطا و عار و حمت اور مواظبت کرنا جن لوگوں کو  
 خدا سے الہام ہوتا ہو اور خبر غیب کی ان کے دل میں پڑتی ہیں و چشمہ حیات کی ہین کہ خود بھی  
 حیات والی اور ارووں کی بھی حیات بخش اور جو اہل تسویل ہین بیہودہ بائین بنانے والے  
 اور اہل حرص وہ زہر موت کے ہین کہ خود بھی مردہ اور ارووں کے لیے بھی موت دیکھ لو اس  
 جہان میں جو کچھ کی تعریف و شا باش و واہ واہ ہو وہ بھی اختیار اور ہوشیاری اور ہمیشہ ایک



کام کرنے سے ہر قدر دن کو جو وقت ہانگ کے زندان میں ایسا جینگے یعنی دو نرخ میں تودہ سب تفتی و زائد  
اور حق خوان ہو گئے لیکن کیا ہوتا ہو کہ اسطے کہ وہ اپنی قدرت سے خارج ہوگا جس جگہ اپنی قدرت او  
اپنا اختیار اس میں نہیں بلکہ بجز لدا وہ عمل نکھا کا سب ہوگا جس خبردار ہو جائے سرایہ پیرا اجل نہ چھینے کہ وہ  
سرایہ ہی قدرت ہو جس خبردار اس وقت قدرت کی خوب نگہداشت رکھ اور تکر رہ ضائع نہونے پائے اسکی  
سو دیا جیگا غور کر آدمی کو خنگ کرن پر سوار کر کے باگی اختیار کی اس کے ورک و دریافت کے ہاتھ میں  
ہو پری ہو جس ایکو شمسوار اس خنگ کا ہونا چاہیے اب طرف اہل ذکر کے رجوع ہو کے فرمایا کہ حضرت  
موسیٰ نے بتقدضاے حق و محبت پھر اسکو نصیحت کی کہ مرا تو تیری جلدی تیرے سامنے آجائے گی مگر تو اس  
خبر کو ترک کر اور اپنے اوپر ترس کھا یہ شیطان نے اپنے بکر کھیا اسطے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہو اور اوہ  
کھینچ لایا ہو یہ پیرا اور دوسرے خبردار ہو حکومت دھوٹا ہے کہ اسطے کہ یہ مراد تیری جھکوکیرڈن پنجین  
ڈالے گی تمہا بھلا اور نہیں تو نطق کش کی جو میرے دروازہ پر ہتا ہو اور نطق مرغ خانگی کی جو پر والا  
جانور ہو بجلی جا رہا ہوں اور برتر کے ان دو کی تباہی و انکلاف شجہ میں نہ راہ کو دہ لکھ ہو  
قانع ہونا اس شخص کا تعلیم زبان سک و مرغ خانگی پر اور قبول کرنا موسیٰ علیہ السلام کا

قول کہ گفت موسیٰ میں تودانی در سیدہ نطق این ہر دو شود بر تو پدید باہدادان آن برامی امتحان +  
استاد او منتظر آستان + خامہ سفرہ بنفشہ مذوقتا و پارچہ نان بیات آثار زادہ در بود آزار خود  
چون گرد گرفت سک کردی تو بر ناظم و دانہ گندم تودانی خورد وین + عاجزم در دانہ خوردن و دین  
گندم و خورد و باقی خوب + تو توانی خورد و میں فی امی طروب + این لبتانیکہ قسم راست آن ہیرا  
انقدر از سگان + امشی سیات نام شبنہ حضرت موسیٰ نے کہ مے خبردار تو جان حکم آگہی پہونچان  
و و نون جانورون کی نطق پھر ظاہر ہو جائیگی صحیح کو یہ شخص نظر امتحان آستانہ پر منتظر کھڑا ہو کہ دون کچھ  
کومین اس میں خامہ نے دستار خوان جھاڑا ایک شکار و فی کارات کی کچی روٹی سے گرا کہ یہی ہم  
نفلک کے آثار پیدا ہوے مگر غاس کڑے کو جھپٹ لگیا جیسے کوئی جیتی ہوئی شرط لیجاتا ہو کتے نے  
کھا خیر جالیجا تو نے مجھ پر ظلم کیا تو تو گمراہیوں کے دانے بھی کھا جانتا ہو میں تو اپنے وطن میں دانہ کھانے  
سے عاجز ہوں تو تو گندم و خورد و باقی خوب یعنی دانے کھا سکتا ہو اور میں امی طروب نہیں  
کھا سکتا طروب بفتح اول شادمان یہ لب نان کہ ہمارا حصہ ہو و لتنے سے کو بھی ہم سے چھینتا ہو

جواب قروس کا سک کو

قولہ پس خرویش گفت تن زن عم مخور کہ عوض بدہ خدا زین بد و گراہ پلین خواجہ سقط خواہد شد

روز خود اسیر غلام گنم زن و مرسان را بیدار شد مرگ اسب و روزی و آخر بوجہ پید و کب اسب را  
بفرودخت چون بپشید مرد و پیش سگ شد آن خر و سگ روی زد و روز دیگر همچنان نان را فرو و دکان  
خروس و سگ بر و لب بر کشت و تکامی خروس مشہودہ چند این دروغ اٹالی و کافلی و بیغروغ و اسب  
کشت گشتی سقط کرد کبی است و کو را خرگویی محرومی در ہت و گفت اورا آن خروس با خبر کہ سقط شد  
اسب او جای دگر و اسب را بفرودخت جبست او از زبان آن دیان انداخت او بر دیگران ایک  
فردا اشتر شتر گرد و سقط مرسان را بپشید این نعت فقط و زود اشتر را فرو شد آن حریص و بیانت  
از نعم در زبان آندم میس و روز ثانی گفت سگ با آن خروس مای امیر کا زمان باطل و کوس  
ساکب کوئی دروغ بیغروغ و دو غمی ای نا اہل دو غمی دروغ و غوغ و گفت او بفرودخت اشتر شتاب  
کیا فرو ایش غلام آید صاب و چون غلام او میر و نا نہا و برسگ و خواہندہ و ریزند اقربا و پشید  
اورا آن غلامش را فروخت و رست از خزان و رخ را بر فروخت و شکر با میکرو دشا دیہا کہ من و رستم  
از سہ واقعہ اندر زمین و تازبان مرغ و سگ مو ختم و دیدہ سود و فقدا را و ختم و معنی جس مرغ نے سگ  
بات سکے کہا کہ چپ رہ نعمت کہ اس سے بہتر عرض فدا آنجک اور دیگا یعنی کل اسکا گھوڑا مرگا تو خوا  
سیر ہو کے کھا یو سبج مت کر کتوں کو گھوڑے کے مرنے سے عید ہو جائیگی اور بڑی دزدی ملگی  
ب کو شمش و کٹائی کے خواجہ نے سکے گھوڑے کو بیچا لا اب گتے کے سامنے مرغاش مندہ ہو و  
دوسرے دن ویسے ہی روشنی کو کچھ بڑھا دیا پھر اس گتے مرنے نے اسپر گفتگو کی گتے نے کہا اے مرغ  
وہ کہ باز آتا بھی جھوٹ تو بڑا ظالم و کاذب و بیغروغ ہو تو نے کہا تھا کہ اسکا گھوڑا مر جائیگا سو  
کہاں ہو تو اندھا بخومی جو جبکو ستارے ہنیں سو جھتے پھر کیا بخوم اور ٹھیک بات سے محروم  
پھر اس مرغ با خبر نے کہا کہ گھوڑا اسکا دوسری جگہ مرا اسنے بیچا لا لقتان سے بچ گیا اپنا نقصان  
دوسرے پر ڈال دیا لیکن کل اسکا اونٹ مر گیا کہ یہ نعمت خاص کتوں کو ملیگی اس مرد و مرغ  
فردا اونٹ کو بیچا لا اسکے بھی غم زبان سے اسی وقت خلاص ہو لیا تیسرے دن کتے نے  
مرغ سے کہا اے جھوٹوں کے بادشاہ اور بادشاہ بھی کیسا کہ باطل و کوس بڑی دھوم دھام والا  
یہ دروغ بیغروغ کب تک بلیگا آج نا لائق تو بالکل مٹھا ہی مٹھا ہو کھن کھن بین نام کو نہیں تکرار بنظر  
مزید مبالغہ کہا اسنے اونٹ بھی جھٹ پٹ بیچا لا اب کل کو اسکے غلام کی باری ہو و مرغ رسدہ ہوگا  
جب وہ مکیا نو بڑی رویمان اسکے اقربا کتوں کے گے بھی ڈالینگے اور سائلوں کو بھی دینگے  
اسنے یہ سکے غلام کو بھی بیچا لا بس اس نیا کھاری سے بچ کے بہت ہی خوش اور شگفتہ رہا

بڑے شکر کرتا تھا اور بڑی خوشی مناتا تھا کہ میں دنانین تین اقداروں سے بھی کیا جب سے میں نے  
 زبان کٹے مرنے کی گئی ہو سو لفظ کی انکھیں ہی دین ہیں کوئی حکم نہ مجھ کو پانچیں سکتا جو ضرور ہو سکتا

شرمندہ ہونا فروس کا سامنے کئے کے سبب جھوٹ ہوئے تین عددوں

قولہ روزیگر ان ملک محروم گفت مکانی فروس ژاژنا کہ طاق جفت دہن دینا آخر دروغ و مکر تو خود  
 پیرو جہ دروغ اور ذکر تو گفت ماشا ازین وادیں من کہ بکریم اور دروغی متحن با فروسان چون دن  
 رہت گوہم رقیب آفتاب وقت جوہ پاسبان آفتابیم اور دن اگر کنی بالای ہشتی نگون پاسبان  
 آفتاب بند اولیا نہ بشر وقت زاسرار خدا اہل مارا حق پی باہگ غار وادہ یہ آدمی را دہبازہ کرنا ہنگام  
 سہوا زار وود ورازان آفتاب قتل مایہ شود گفت ناہنگام حی علی اصلاح خون مارا میکند خوار و مباح  
 آنکہ معصوم آدمی پاک از غلطہ از فروس و می جان آمد فقط آن غلامش مرد پیش مشتری بدش زین  
 مشتری آن کیسری او گر زید مالش اولیک خون خود را بخت آن وریا یک یک یک یان وضع  
 زینا نہ میشدی جسم و مال است جانہا را ہدی پیش شاہان در سیاست گسری و می بی تو مال را  
 میخری و می چون گشتہ اندر قضا و میگیزانی رد اور مال را یعنی دوسرے دن کئے محروم نے  
 کہا کہ او فروس ہیودہ بکنے والے وہ طاق جفت تیرا جو پرے ساتھ کھیلا تھا اور دھوکہ بازی کی تھی  
 کہاں ہو کہ ظہور ہیں نہ آیا اس کرو دروغ کا تیرے آخر کچھ اعوانہ و مقدار بھی ہو یا اندازہ سے باہر ہو تو نے  
 جو کچھ ذکر و بیان کیا تھا اس سے تو اونٹ گھوڑا کسکا سواے جھوٹ کے ایک چڑیا بھی نہ اڑی فروس  
 نے کہا ماشا جھٹھے اور میری منس سے نہایت بعید ہو کہ ہم کسی دروغ سے متحن ہوے ہوں یعنی جھوٹ  
 کے امتحان کہہ شدہ ہم جتنے فروس ہیں سب ہونڈی کی طرح رہت گوہن اور رکھو لے آفتاب کے بھی  
 اور وقت جو بھی یعنی جب آفتاب اس زمین کے افق پر آتا ہو ہم باہگ بلند جتا دیتے ہیں اور وقت  
 کو بھی ڈھونڈتے ہیں کہ صبح صادق صادق ہوئی یا نہیں ہم پاسبان آفتاب کے ہیں اور روے درون و  
 باطن کے اگرچہ تو بظاہر ہمارے اوپر ایک طشت او نہ ہا کے ہر کر دے اور چھپا دے ایسے ہی  
 پاسبان آفتاب حقیقی کے اولیا ہیں کہ وہ بشر ہی میں سے ہیں اسرار خدا سے واقف دیکھ تو ہارنگ  
 اصل سے حق تو نے آدمی کو باہگ نما دیکھو اسطے بطور تحفہ کے دیا کہ حضرت نوح کے جہاز میں  
 لوگ ہر وقت جاری باہگ پر نہ پڑتے تھے اسوا سوا کہ آفتاب تو طوفان کے ابر میں چھپا  
 ہوا تھا اور اگر اذان دینے میں ہمسے سو ہو اور بیوقت بول اٹھتین تو وہ سو ہی ہمارا قتل  
 ہوتا ہو کہ سہو کے ساتھ ہی مارے جاتے ہیں یہ گفت بے ہنگام جاری جو ہم سے صادر ہو

کہ حی علی الفلاح یہی گفت بسبب یہ وقت ہونے کے چارافون پہنچ کر دیتی ہو اب بقولہ مولانا رحم کا ہر  
کہ خروس نے تو اتنی دلیکین اپنی راستی کی بمان کین لیکن ہو یہ کہ وہ جو معصوم اور پاک غلط سے ہو  
وہ خروس وحی جان سے ہو یعنی جان سے جو وحی ہوتی ہو وہ اسکا خروس ہی ہے پھر منع کہتا ہو کہ وہ  
غلام اسکا جو اسنے پیا تو مشتری کے سامنے ہی مر گیا جس سے بالکل زبان مشتری کا ہوا کہ اسنے تو  
اپنے مال کو بھگایا پچا یا لیکن خوب چھ طرح جان لے کنون اپنا ہایا بعض وقت ایک زبان  
ایسا ہوتا ہو کہ بہت سے دیا فون کوٹا تھا جو ایسا واسطے اکثر لوگ عاقل جسم و مال کو جان پر خدا کرتے  
کیسا پاوشا ہون کے سامنے جب وہ سیاست گتتری کرتے ہین تو تو مال دیتا ہو اور سچا تا ہو پھر  
کیون حکم قضایین عجبی بنا ہو یعنی ناوان اور حاکم حقیقی سے اپنا مال بھگاتا پچانا ہو اول تو بچ نہیں  
سکتا اور کیا معلوم کہ اس نقصان مال میں تیرافع ہوا بخلاف شرح میں محروم و گفت بطف لکھا  
میری دانت میں عطف بیکار ہو اور گرنا ہنگام کو گو

### خبر و تیا خروس کا مرگ خواجہ سے

بقولہ ایک فروخوا ہوا مردن یقین + گا و خوا پر کشت وارث دھین + صاحب خانہ بخوا ہر دو وقت  
روز و فوانک رسیدہ فوت رفت ہمارو ہای نان و لانگ و طعام + در میان کوی یا بدخاص و عام  
گا و قربانی و نا نہای تنک + برسگان و ساٹان ریز و سبک + مرگ سپ و مشتری و مرگ غلام + بدقضا  
گردان این مغر و خام + از زبان مال و درو آن گر سخت + مال افزون کرد و خون خویش ریخت +  
این ریاضتہا سے درویشان چراست + مکان بلا برتن بقای جانہا ست + تا بقای خویشا بد  
ساکے + چون کند تن را سقیم و بالکی بدست کی جبکہ با تیار و عمل + تانہ مید وادہ را جانش بدل +  
آنکہ ہر ہر بی امید سو ہا + آن اخلاصیت + آنکھایت آن جدا + آن ولی حق کہ غوی حق گرفت + نور  
گشت و تابش مطلق گرفت + او غنی بہت و بزا چہلہ فقیر + کئی فقیری بی عوض گوید کہ گیر دتا + بینہ  
کودکی کہ سیب بہت + او پیاز گندہ راند ہر دست + بمعنی لانگ بفتح لام ثانی و کاف فارسی  
زلہ و پس خوردہ یعنی خواجہ نے مال تو اپنا قضا سے بھگایا پچا یا لیکن یقینا کل وہ مر گیا وارث کے  
اسکے موتہ میں گاسے و بچ کرینگے صاحب خانہ تو مر گیا اور چلا جائیگا کل کار و زاب آیا اور  
موٹی موٹی نعمتیں آئین روٹیوں کے کڑے اور پچے ہوئے کھانے سب خاص عام کلی میں پانچ  
قربانی کی گاسے کا گوشت اور چپاتیان تلی تلی کتوں اور ساٹوں کو خوب دینگے وہ گھوڑے اور  
اونٹ اور غلام کا مرنا اس مغر و خام کی قضا کا ٹانے والا تھا سونان مال اور اس کے

درود سے تو یہ بھگتا اور مال بڑھایا لیکن خون پاپا بہایا آب مقولے مولانا مدد کے ہیں مثلاً ایسے فقیر کو  
 محنتیں دیا سختیں جنہا کی کیوں کرتے ہیں سیدھے تو کہ بلاش سے بقا جان کی حامل ہو جب تک کہ کوئی ایسا  
 راہ خدا کا بقا اپنی ند کیونگیا تو تن کو اپنے ستم و ہلاک میں کیوں ڈالیکا آدمی کا ہاتھ جو سخاوت و عمل کو  
 جنبش کرتا ہے اسی امید پر ہوتا ہے کہ جان انکی بدل اسکا دیکھ لیتی ہے کہ جو میں دیکھتا ہوں اسکا اور جو  
 بے اسید فائدوں کے دینے والا ہے وہ خاص خدا تعالیٰ ہے خدا تعالیٰ ہرگز اپنے نظر ناگید کے ہر آدمی کو جو ولی حق نہ ہو جسے  
 عادت حق کی اختیار کی ہو اور نور ہو گیا اور تابش و روشنی مطبق و بے قید پائی وہ بھی غنی ہو  
 جیسے اللہ غنی ہو اور جملہ خزا بے بدل اور اور سب فقیر پھر فقیر بے عوض کب کہتا ہے کہ آہ سے  
 جسے لڑکا جب سب دیکھ لیتا ہے کہ ہاں ہر تب پیار گندہ ہاتھ سے چھوڑتا ہے ورنہ نہیں چھوڑتا  
 اختلاف شرح میں خون خویش کی جگہ خویش لکھا ہے لفظ خون نہیں ہو جائش کو جائش اور جزا و  
 جملہ میں داد عطف کا کہ موزوں نہیں ہوتا قولہ ایندہ بازار بہارین غرض ہر دو کا نہاشت بہارین خون  
 صد شاع خوب عرضہ میکند و ندر و دل عوضنا می تند یک سلامی نشوئی ای مرد دین کہ گایو آخرت  
 آن آیتین بی طمع نشنیدہ ام از خاص و عام من سلامی ای برادر و سلام و جز سلام حق تو ہیں آرا بگو  
 خانہ خانہ جابجا و کو بکو داز و بان آدمی خوش شام ہم پیام حق شنیدم ہم سلام دین سلام باقیان بر کو  
 آن من ہی بوم بدل خوشتر جان و زان سلام او سلام حق شدہ است کاش اندر دو مان و بدو خان  
 مردہ است از خود شدہ زندہ برب و زان شدہ اسرار خوش دل و درو لب و مرو تن دریا منت مرشد  
 رنج این تن روح را پائید گیت و گوش بہنادہ بر آن مرضیست و می شنود و از خوشش این حدیث  
 المعنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ یہ سارا بازار یعنی دنیا اسی غرض سے ہے اور سب اپنی اپنی  
 کوکانوں پر عوض کیوں اسطے بیٹھے ہیں سیکڑوں شاع خوب و نفیس پیش کرتے ہیں مگر دل میں مانا  
 عوض کا یہ ور رہے ہیں یہاں تک کہ آدمی مرد دین اگر ایک سلام بھی کسی سے سینگا تو آخر کو تیری آیتیں  
 وہ عوض کے لیے ضرور پکڑ لینگا ممکن نہیں کہ خرابان عوض کا نہو میں نے تو خاص ہوں یا عام کسی  
 سلام اے برادر بے طمع کے نہیں سنا بس سلام ہی ہو تو اے سلام حق کے معنی اسے کہ جب سلام حق  
 طمع سے خالی ہو خبردار ہو تو اسکو ڈھونڈھ گھر گھر جا بجا گلی گلی البتہ جو آدمی کہ خوش شام ہیں کہ  
 خوش خلق کہ خلق کو خوشبو سے تغیر کرتے ہیں اُسے تو پیام حق بھی سنا اور سلام حق بھی سنا اب جو  
 باقی سے خوش شام لوگوں سے انکا سلام بھی اسی سلام کی بویو سونگتا ہوں دل و جان سے  
 خوش ہو کے اور جو چھنے اوپر کیا ہو سلام حق وہ سلام حق اس سبب ہوا ہے کہ اسنے اپنے خانہ لانا

ہاں کو تک دیا اور فضا فی اللہ ہو گیا اور وہ اپنی ذات کے ساتھ تو مردہ ہو اور رب کے ساتھ زندہ اس لیے  
اسرار حق کے اس کے لبوں میں ہیں اگر یہ تن زہد و ریاضت میں مرجاسے تو میں زندگی ہو اور بیخ اس  
تن کا موجب پابندی روح کا ہو آئندہ شواس خواجہ سنگ و غروس والے کے بیان میں ہر کہ یہ موش  
خوب کان لگائے اپنے مرغ سے یہ باتیں سن، ہاتھ انخلا ف شرح میں من ہی نوشم لکھا میں اس کے  
پیچ جا سا ہوں اس واسطے کہ نوش کی کوئی رعایت شومین نہیں مگر یوم کی لفظ ہو گے

دوڑنا اس شخص کا پاس حضرت موسیٰ کے واسطے پناہ کے خبر اپنے مرگ کی سنکر  
قولہ چون شنید اینہاروان شد تیز و رفت بہر دو موسیٰ کلیم اللہ رفت بہر وہی مالید بر خاک اور ہم  
کہ مرا فرما دین میں امی کلیم گفت رو بطروش خود را و برہ + چونکات گشتہ بر جرزہ + بر سلمانان  
زبان انداز تو بگو کہ وہی ہمارا کن دو تو بہن درون خشت دیدم این قضا کہ در اکینہ عیان شد  
مرزاہ عاقل اول میندا خرابا بدل + اندر آفریند از دوش مقل + باز داری کرد کای سیک و فضا  
مرد اور سرخون در سو حال + از من آن آمد کہ بودم نامزا + نامزا ایم را تو وہ سن الجزاہ گفت تیرے  
جست ارشت امی سپر نہ نیت سنت کا یاد او پس دگر + لیک در خواہم ز نیکو ادوی + تا کہ ایمان از ک  
با خود بری + چونکہ ایمان بر وہ پاشی زندہ + چونکہ با ایمان روی پائیند + مسجد و کروش مروکین بارے کن  
من بریدم فوش را ازینج وہن + گفت موسیٰ کہیں دعا از حق کم نہ چنگ در و امان فضل از زم + ہمدار ہم حال  
بر خواجہ بگشت + تا دلش شورید و کاور و دظشت + شورش مرگشت فی ہرینہ طعام + فی چہ سودت وارد ہے  
بہ بخت خام + چار کس بر و نہ تا سوی و ثاق + ساق میا لیدا و بر پشت ساق + بند موسیٰ نشوئی شوئی کنی  
خویشتن بر تیغ فلاوی دنی + شرم نہایتیخ را از زبان توہ آن است این ای براور آن تو + المعنی نقل ہم  
میں دو کسقاوت در ویش و فقیر و اندک و ثاق لفتح و کسر خانہ حبیبی سے اس شخص نے یہ سب کیفیت اپنے  
مرنے کی سنی گھبرا اور جلدی تیز و تند حضرت موسیٰ کے دروازہ پر گیا اور خاک دروازہ پر اس کے موت کے  
خون سے منہ ملتا تھا اور گستا تھا اور کلیم اللہ میری فرما دے کرو اور اس سے بچاؤ حضرت موسیٰ نے  
کہا جیسے اونٹ اور گھوڑا اور غلام مرنا ویکے نقصان مال سے بچ گیا ہو اب آپ کو بچ کے نقصان  
جان سے بچ جا اور چھوٹ جا ہر گاہ کہ تو خود اٹا ہو گیا تو اس کو ٹہن سے کیوں نہیں نکلتا سکتا تو پھر  
نقصان ڈال اور اپنی تھیلی اور ہریانان دونی کر لے جیسی کی ہیں جن نے تو تیرے بدن کی تعمیر نہیں  
ہوئی تھی خشت ہی تھی نیسے مٹی سے یہ حکم قضا کا تیری خشت میں دیکھ لیا تھا جواب گیندہ سے  
تجہر عیان ہوا آئینہ وہی خبر مرغ کی عاقل ہر کام کا آخر پہلے ہی سے دیکھ لیتا تھا اور جو دھڑلے سے

فقیر و غفلت ہو اور بدیہات وہ آخر میں جب اسپر شریعتی ہو تب دیکھتا ہو کچھ اسنے زاری کی اور کہا کہ اس کو  
 ٹیک نکال اب تم میرے سرور پر پڑنا چنے مت مارو مجھ سے جو کچھ خطا ہوئی ہوئی کھواسطے کہ میں اس کو  
 تھا تم میری ناسزا کو حسن جزا سے بدل دو حضرت موسیٰ نے کہا یہ تیر تو شست سے نکل گیا اسکی عادت  
 نہیں ہو کہ یہ پیر لوٹ کے آئے یہ تو جو ہونا تھا ہو چکا مگر میں تیرے واسطے اچھے قصد دل کے ساتھ  
 دعا اس بات کی کرونگا کہ جب تو میرے تو یہاں سے ایمان کے ساتھ جائے اسواسطے کہ جب ایمان  
 کے ساتھ جائیگا تو گویا مرا نہیں زندہ ہو اور پامندہ ہو اور یہ حیات دنیا کی ناپائیدہ کہ اب تجھ کو نہیں  
 مل سکتی اسکے بدل میں یہ فہم البدل پاسکتا ہو اس شخص نے سجدہ کر کے کہا کہ اچھا ایسا ہی کرو اور یہ تو  
 میں نے اپنی طرح دین سے آپ ہی کاٹی ہو حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ دعا حق سے میں کرتا ہوں اور  
 اسکے فضل کا دہن پکڑتا ہوں پس ہیوقت حالی خواجہ کا تغیر ہوا اور ول میں ایک مشورہ دکھوں  
 پیدا ہوئی اور تو کیواسطے طشت سامنے لائے مولانا فرماتے ہیں یہ تو مشورہ مرگ کی ہو نہ ہر بیضہ عام  
 کا پھرا ہو بہت خام تو تجھ کو کیا فائدہ کر گی غرض چار آدمی اٹھا کے اسکو گھر لیکے یحییٰ سے ساق پر  
 ساق رگڑتا تھا پھر حقوے مولانا رحم کے ہن تو بھی نصیحت موسیٰ کی نہیں سنتا اور شوخی کرتا ہو اور خود کو  
 تیغ فولاد پر ڈالتا ہو پھر تیغ کو تیری جان سے کیا شرم ہوگی اور کیا پاس کر گی وہ حاصل ہو ہر دیر تیری  
 آن و ملک ہوگی بار بار تجھ کو بتائے دیتا ہوں اختلاف شرح میں نامہ انیم یا کی جگہ راہ اور شریعت کے  
 شخصت اور نام کو از تم لکھا ہو

### دعا موسیٰ علیہ السلام کی واسطے سلارے ایمان اس شخص کے

قولہ بادشاہی کن برنجشاد او دہو کر دو غیرہ روفی و علو کفتمش این علم فی دفعہ دست مدفع چارم  
 تو لم راوست دست را بر اثر و آگس زندہ کہ عصا را دستش از درہ کند بد مرغیب آرد اسرو  
 آموختن کہ ز گفتن لب تواند و فتن ہو و دریا نشد جز مرغ آب و فہم کن دو خدا علم بالعدو آید  
 او بدریا رفت و مرغابی نبود و گشت غرقہ دست گیرش ای دو و دہانی حضرت موسیٰ نے اسکے حق  
 میں اسطرح دعا کی کہ ای بادشاہ تو اپنی پادشاہی کر اور اسپر رحم فرما اسنے سو کیا اور بیوقوفی اور غلو  
 کہ اپنی حد سے بڑھ کے ایک شیو کا طالب ہو این نے ہر چند کہا کہ یہ علم بے سیفے کے اذیت نہیں ہو و  
 سمجھا کہ مجھ کو مانتے ہیں اور یہ کچھ ایسی سست و ضعیف سی بات ہو جو مجھ کو منع کرتے ہیں چنانچہ  
 کہ اثر دے پر ہر تہ ڈانٹا اسی کا کام ہو چکا ہاتھ عصا کو از درہ نکالے سمید غیب کا اس شخص کو کھینچا  
 چاہیے جو اب اپنے گفتگو سے سی لے پس دیکھا کرے اور تھو سے کچھ نہ کہے یہ ایک دریا ہو اور دریا

لاحق طرح آئی ہے نہ ہر منہ بس کہیکو بھلے آگے اٹھ بڑا جاننے والا ہو تو بی کے ساتھ اور یہ الحق دریا میں  
گھسا حالانکہ مرغابی نہ تھا آخر ڈوب گیا اب تو اسے دودھ کی دنگیری کر

قبول کرنا حق تعالیٰ کا موسیٰ کی دعا کو

تو کہ گفت نجشیدم با وایمان نہ عم و در تو غولہی این رخ مان زندہ اش گنم بلکہ جلد مردگان فک راہ  
زندہ سازیم این زمان بہر تو ما گفت موسیٰ این جہان مردست و آسمان انگیز کا بنجار و شنت  
این فنا جا چون جہان بودیت و بازگشت عاریت پس سو دیت و رحمتی افشان برایشان ہم کنون  
در نہا شمانہ دنیا محض در تا بداند این زبان جسم و مال و سود جان باشد را ہذا از وبال و میں فیت  
بجان شوشتی و چون سپردی تن بندست جانبری و در ریاضت آیدت بی اختیار و سر پہ شکرانہ  
ای کامیاب چون حق واد این ریاضت شکر کن و تو گروی از ریاضت زار کن و این حکایت بشود  
عظمت شمر تا گروی خست از نقص و ضرر معنی اب فرماتے ہیں یہ حکایت سن اور نعمت عظمیٰ جان تو نقص  
و ضرر سے دلختہ نہوے بعد و عاصفت موسیٰ کے حکم ہوا کہ ہم نے اسکو ایمان بخشا نہ غم دیا کہ غم بے ایمانوں  
کے واسطے ہوا اور اگر تو چاہے تو تیری خاطر سے ابھی اسکو زندہ کر دین اور وہ کیا ہو بلکہ جتنے مردے خاک  
کے ہیں تیری خاطر سے ابھی سب کو زندہ کر دین حضرت موسیٰ نے کہا کہ یہ جہان تو مرنے کی جگہ ہے اسکی  
زندگی کس کام کی اس جہان میں زندہ کر کہ وہ روشن جگہ ہے یہ فنا کی جگہ ہے جو مقام ہمیشہ بود باش  
پھر اگر بازگشت عاریتی ہوئی تو کیا فائدہ آخر مرنے پر چکا پس ان مردگان خاک پر رمت افشانی  
جو ابھی نہا شمانہ دنیا محض ہیں ہیں مہیا کہ فرمایا و ان کل لما جمع لہ دنیا محض و ان بیشک سب  
ہمارے پاس جمع کیے گئے ہیں تا یہ جانیں کہ ہمارے جسم و جان کا جو زبان ہوا وہ زبان نہ تھا سو  
جان کا تھا اور ہم بڑے وبال و آفت سے بچ گئے یہ جسم و مال و وبال تھا اب مقولے مولانا رحمتی  
جب یہ حال ہو تو تو بھی ایسی ریاضت کا خریدار ہو اسیلے کہ جب تن حوالہ خدمت کے کر دیکھا تو ضرور  
جان بچا لیا اور جو کوئی ریاضت اسکی طرف سے تیرے سامنے آئے تو بے اختیار سجدہ شکرانہ میں رہ  
رکھوے اور احوال جان لے کہ تو بڑا کامیاب ہو یعنی تیرا مقصد پیرایہ و دگر اسیلے کہ جب حق نے  
یہ ریاضت تجھ کو دی تو شکر کر کہ تو بچا لایا یہ بھی اسی کے امر کن سے ہو ورنہ بدون اسکی توفیق کے  
تجھ سے کیا ہو سکتا ہو الخلاف شرح میں تا بدانی لکھا ہو نہ معلوم یہ خطاب کسکی طرف ہو خدا تعالیٰ  
کی طرف تو ہو نہیں سکتا سوائے مردگان خاک کے پس میری دہشت میں تا بہانہ ہے جو مردگان  
خاک ہیں اور شکرانہ در کہ شکرانہ وقت کو حجت



حکایت اس عورت کی جس کا بچہ نہیں جیتا تھا کہ حق تعالیٰ کے سامنے زاری کی اور جواب آیا کہ یہ عرصہ تیری ریاضت کے اور بچے مجاہدہ کے ہی

قول کہ آن زنی ہر سال زائیدی پس ہیش از شش مہ نبود می نمود یا سہ مہ یا چار مہ گشتی تب نہ مالہ کرد آن زن کہ افغان امی اکہ نہ مہم بارت و سہ ماہم فرج و نعمت زوتر و از قوس فرج و پیش مردان خدا کرد می فقیر این حکایت آن زن از روزید بہست فرزندش چنین در گور رفت و آتشہ ورجان ادا قدا لغت و اشہی نبود اور آفتہ باغکے بنسے خوشی جی صنعتہ باغ گفت نعمت جی کینہ حاصل نہ تھا ستمج باغما وورد لا عین رات چہ جاسے باغ و گفت نورغیب ایزدان چراغ ہوش نبود آن شال کان بود تا برو بویگہ او حیران بود حاصل آن دن دیدن آراست شدہ زن تجلی آن غمغیمہ اور دست شدہ اپنی صنعت بالکسو تشہیدون بکل و بعلی ایک عورت ہر سال لڑکا جنتی تھی مگر چھ مہینے سے زیادہ کوئی عمو لا نہواتین مہینے یا چار مہینے میں مرجاتا تھا اس عورت نے جناب باری میں مالہ کیا کہ اے میری فرادو جو مہینے تو میں بارحل کا آٹھاؤن اور تین مہینے خوشی کروں میری نعمت قوس فرج سے بھی زیادہ جلد رو ہو کہ فرادو میں جاتی رہتی ہو اور سو جناب باری کے مردان خدا کے سامنے بھی فرادو کرتی تھی اور شکایت اس دروڈرمانے والے کی کہ جب حل ہوتا تھا اسکو دروڈرمانے ہونے اور مرجانے کا پیدا ہوتا تھا ایسے ہی پس لڑکے اُسکے قبر میں گئے اب تو ایک آگ گرم اگلے دل میں پڑ گئی تو ایک رات خواب میں اسکو ایک جنت معلوم ہوئی اور کیسی جنت کہ ایک باغ عظیم نہایت سبز و خوش بے بکل پھر تریدا فرماتے ہیں میں نے اسکو باغ کہا کیا باغ وہ ایک نعمت بچوں و چند جو اہل سب نعمتوں کی ہو اور مجمع جملہ باغوں کی اور جو نعمت و باغ نہیں تو وہ لا عین ات ہو بھر باغ کا کیا ٹھکانا جیسے کہ حدیث قدسی ہو اعدوت یسادی و الصالحین مالا عین رات و لا اذن سمعت و لا خطر علی قلب بشر میں نے طیار کی ہو اپنے بندوں صالح کیواسطے ایسی چیز کہ کسی لکھنے نہ دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گذری مگر یہ باغ و نعمت کہنا براے مثال نہ چنانچہ خود اُس نے بھی نورغیب کو تشبیہا چراغ کہا ہو جیسا کہ قرآن میں ہو مثل نورہ کشکافہ فیہا معراج مثل اُسکے نور کی ایسی ہو جیسے کوئی تشبیل اس میں چراغ اسکا مثل تو کوئی ہو نہیں البتہ اسے مثال ہو سو یہ اسواسطے کہ جو کوئی اسکی ذات و صفات میں حیران ہو کہ وہ کیا ہو تو اس مثال سے اسکی دوپالے اور میرانی رفع کرے آب بطور مصرفراتے ہیں کہ الحاصل وہ عورت اسکو دیکھ کر کہ مست ہو گئی اور اس تجلی سے وہ ضعیف کہ جس تجلی کی طور و موسیٰ تانبہیں لائے تھے بخود ہو گئے

قولہ دیدور قصری بنیشتہ نام خویش + آن خود دستش آن محبوب کیش، بعد ازاں گفتند کہین نعمت و دست  
کوی بناری بجز صادق نہاست + خدمتی بسیار میبایست کرد + مزار تا بر خوی زمین چاشت خورد +  
چون تو کابل بودی اندر التجا، آن مصیبتہا عوض دات خدا بگفت یا بہتا بصد سال و فرزندان  
آختیم وہ بیز از من تو خون، اندران باغ او چا پیش پیش، دید روی جملہ فرزندان خویش بگفت این  
کم شدار تو گم گشت بچی دو چشم غیب کس مردم نشد + تو کردی قصہ و از بینی دوید + خون افزون تار و تار  
رہید + مغر ہر مہوہ بہت از پوستش بدیست تن را دان و مغر آن دوستش + مغر مغری دارا آخر توئی  
یک دمی آرا طلب کر ز آدمی لہنی فراتے ہیں اسی حال میں اس عورت نے ایک قصر میں ایسا نام  
لکھا دیکھا اور اسکو اس محبوب کیش نے اپنی ملک جانا تھا اسکے اس سے کہا کہ یہ نعمت آتے  
واسطے ہو جو بازی میں سی ٹکرا اسکے واسطے بہت ہی خدمت و بندگی مجھ کو کرنا چاہیے تھی تب  
اس خورش چاشت سے پھل پاتی اور تیرا حال یہ کہ تو دعا و التجا میں از بس کابل لہذا یہ یقین  
لہ کوں کے عوض میں خدا نے مجھ کو دین عورت نے کہا اور میرے سو برس بلکہ زیادہ میرا خون بہا  
اور یہی چیز مجھ کو دے آخرب وہ عورت باغ میں داخل ہوئی تو اسنے آگے آگے صورت اپنے  
جملہ فرزندان کی دیکھی انکو دیکھ کے بولی کہ گو مجھ سے یہ کم ہوئے لیکن تجھ سے تو کم نہیں ہوئے ہر جملہ  
آنکھیں غیب سے نہیں ملی ہیں وہ مردم بھی نہیں ہو آسی پر آئندہ مقولے مولانا رام کے ہیں  
کہ دیکھ لے غیب کا یہ حال ہو کہ تیرے بدون مقصد کے تیری ہاک سے بہت سا خون بچتا ہو  
کہ اسکے سبب سے تیری جان تپ سبج جاتی ہو ظاہر ہو کہ مغر ہر مہوہ کا اسکے پوست سے بہر  
ہونا ہو پس تو تن کو پوست او مغر اسکا اس دوست کو جان آدمی بھی عجیب مغر مغر لکھتا ہو  
اس میں بھلا ہو پس اگر تو آدمی ہو تو دم بھر تو اسکی طلب و تلاش میں مصروف ہوا خلاف شریعہ میں  
دیدور قصر بنیشتہ نام نہاست کو نہاست آدم کو آید ز آدمی کو زان آدمی لکھا ہے

اوگر بے زرہ کے جنگ میں آنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا

قولہ درجوانی حمزہ عم مصطفیٰ باز رہ میشد ادم اندر و غا + اندر آفر حمزہ چون در صف شدے +  
بے زرہ سرست در غر و آدمی + سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش + در فگندی در صف شمشیر خویش +  
خلقی پر سید ندکای عم رسول + ای ہر بر صفت شکن شاہ غول + فی کہ لا تعلقوا بایکم الی + ہر ملک  
خواندی پیغام خدا + پس چرا تو خویش را در تہلکہ + می در اندام آدمی چہن و مہر کہ + چون چان  
ہووی و زلفت و سخت زرہ + تو میرفتی سوی صفت بے زرہ + چون شدی پیر و ضیعت و مہنی +

پروہ ہاں لاکھالی میزنی، لاکھالی وار پتلی و شادی میں شادی راز کو یہ دیکھ کر حیرت میں آ گیا۔  
 سر راہ کی بود کینہ تیغ و تیر راہ کی رو پا پا کہ شیر سے مجھ کو تو کرشنہ گوارا ہے۔ دست و دست، عدد و عدد،  
 غنوار گان پیکر و پند و انداز و از عجز و انقیاد حضرت امیر حمزہ چچا سے نہ ہوا، اللہ جل جلالہ کے ہوا۔  
 تو ہمیشہ درہ پہنکے لڑائی میں جلتے تھے اور آخر عمر یعنی پیری میں جو حد تک جنگ میں جاتے وہ  
 کے مستون کی طرح لڑائی میں گھس پڑتے تھے۔ یہ کہہ کر اس نے ہنسنا شروع کیا کہ آگے کے تلواریہ ان کے  
 آپ کو ڈال دیتے تھے تو کون نے پوچھا کہ اس عمر رسول اور امیر شریف شکر میں بادشاہ مردوں سے کیا  
 لاتلفظا بایکدیگر الی التملک یعنی نہ تو ان کو اپنے طرف ہلاکت کہ یہ پیغام ہوا۔ یہ میں نے  
 اور گر پڑھا تو کچھ کیوں آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہو اور ایسے معرکوں میں گھسے ہوئے ہیں تم  
 جوان اور سخت و مضبوط و سخت زہ تھے تب تو بے زہ صفت جنگ میں جاتے نہیں تھے اور اب قوی  
 و ضعیف و مخفی ہو گئے ہو پھر یہ لاکھالی میزنی، لاکھالی وار پتلی و شادی میں شادی راز کو یہ دیکھ کر  
 تیغ و شمشیر کی لڑائی لڑتے ہو اور آزمائش کرتے ہو تم خوب جانتے ہو کہ تیغ کسی کی غرت مرمت نہیں  
 جانتی کوئی ہو خواہ پیر ہو خواہ جوان برابر ہی ہو یہ تیر تیغ و تیر میں یک ہو جو تمہاری حرمت و رعایت  
 کریں تم اسکو رو انہیں رکھتے کہ تم جیسا شیریں و شمشیر کے ہاتھ سے مارا جاوے اسکو سج جان تو غرض  
 غنوار پیکر کے مافی الضمیر سے واقف نہ تھے ایسی عبرتوں سے انکو نصیحت کرتے تھے اختلاف  
 شج میں ہنس کر گوسق لکھا

### جواب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مخلوق کو

قوله گفت حمزہ چونکہ بود من جوان، مرگ میدیدم و دلغ ایجنہاں، سووی مردن کس بر غبت کو  
 پیش از دور با برہنہ کی شود، لیک از نور محمد من کنون، نیمتم این شرفانی ساز بون، و از بون حسن  
 لشکر گاہ شاد و پریمی پیمو ز نور حق سپاہ، ہمہ در خمیدہ طناب اندر طناب، لشکر آنکہ کردیدارم ز خواہ  
 آنکہ مردن پیش چشمش شنگاہ است، و امر لا تقوا بیکہ واد بدست، آنکہ مردن پیش او شد فتیاب و رطل  
 آمد و اورا در خطاب، و اندر ای مرگ بینان و ارجو، و العجل از دین و از سار عواد، و العجل  
 لطف بینان و ارجو، و البلاء ای قہر میان از خواہ، ہر کہ جو سہ نہ دید جان کر و ش، و از ہر کہ  
 دید رگشت از ہدی، مرگ ہر یک ای پیر ہر نگہ دوست، آینہ صفائی بینان ہر نگہ دوست  
 پیش ترک آئینہ را خوشتر گشت، پیش رنگی آئینہ ہم نہ رہا، یعنی حضرت امیر حمزہ نے کہ جب  
 میں جوان تھا تو مجھ کو اس جہان کا رخصت کرتا گویا جو یہاں کا سامنا تھا میں خیال کرو و نہ

برطیت کوئی کپ جلدی اور آؤ ہے کے سامنے نکالے ہوتا لیکن اب فور محمدی سے میرا یہ حال ہو کہ میں اس  
 شرفائی کی محبت میں مغلوب ٹوبا ہوا نہیں ہوں بلکہ اسی کو بد اور زبون جانتا ہوں اب میں غایب ہوں  
 ظاہر کے ص باطن کے ساتھ ایک لشکر گاہ شاہ کا دیکھ رہا ہوں کہ فور حق کی سپاہ سے بھرا ہوا جو جہ  
 و خیمہ طناب و رطاب بنے گھما گس ناجہر شکر گرا اس بات کا ہوں کہ مجھ کو خواب ثقات سے بیدار  
 کر دیا وہ شخص جس کے سامنے مزا تملکہ ہو وہ اس حکم لا تقوا کو دستا پر اپنے بچاؤ کی بناتا ہوا و غیبا  
 کرتا ہوا اور جس کے نزدیک منزل قبح الباب اور باعث کشہ ہوس کے لیے سارے عالمی مفقود من کمر و منہ  
 جھپٹو تم طرف مشغول اپنے آپ کے اہ جنت کے آیا ہو اور اسکے ساتھ خطاب فرمایا ہو میں و مگر  
 دارعوا کہ بڑے عاقل ہوا اور موت کو موت جلتے ہو موت سے ڈر دیکھو زہ پہنوا اور ای شتہ و شر کے جلدی کروا  
 موت کی طرف چھٹو خشکا دلہ حصول مطلوب کا ہو بارعوا امر ہو باپ مفاہلت کا براعت سے جسکے  
 معنی میں عقل میں تعلق جزا اپنے اقران پر اور بجائے دارعوا کے بارعوا بھی ہو مگر بارعوا سے دارعوا  
 بہتر و فینے زہ پہنوا سلے کہ اپر سے ذکر زہ کا جو بین نے اسکو اختیار کیا اور ای لطف بینو جو  
 موت کو لطف جانتے ہو تمکو صلاہ و آؤ اور انعام اکرام پر دو گار کا دیکھو اور ای قہر ہو کہ تیر مزا قہر ہو  
 تمہارے واسطے بلا ہو اسکا غم کرو جسے موت کی پوسٹ دیکھا اُسے اُسے جان فدا کی اور بنے اُسکے  
 بیٹریا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا تو پیر مرگ ہر ایک کا ہرنگ اسکا ہو اچھے کا اچھا بڑے کا  
 بڑا گویا یقیناً ایک آئینہ صاف جیسی صورت ہوگی ویسی آئینہ میں جیسی مثلاً کوئی ترک صبح خوش رنگ  
 اس کے سامنے آئینہ بھی خوش رنگ ہو جائیگا اور جو رنگ سیاہ ہرنگ ہو اسکے مقابلہ میں آئینہ بھی رنگی و  
 بزرگ معلوم ہوگا الخلاف شرح میں این فسق الخ اس شعر کو اوپر کی حکایت کے آخر میں لکھا ہوا  
 اس حکایت کے صدر میں بھی ایسے ہی یہ شعرا الخ زامیخ کر رہو فحباب کو فحباب لکھا ہوا قولہ ایک  
 می ترسی نمرگ اندر فرار دامن زخو تر سالی ایجان ہو شدار زشت روحی رقت فی رشا مرگ  
 جان تو بچون درخت و مرگ برگ۔ از تو رستت از کویت اور بدست دنا خوش و خوش ہم غمیرت  
 از خود ست مگر بخارے خستہ خود کشیدہ در حیر و قزوری خود رشت و لیک بنو دخل ہرنگ خزا خچ  
 خدمت نیست ہر رنگ عظام مرزد و روان نیما نہ بکار و کان عرض وین جو ہرست و پایدارہ آئندہ  
 سختی و زور رست و عرق وین ہر میست و زہر طبعی مگر ترا آید رجائی تبتہ و کردہ مظلومت و عا و رختہ  
 تو بیگہ کی کہ سن آؤا ہم ہر کسی من تہمتی ننہا وہ ہم نہ تو گناہی کردہ شکل و گرد و اندکشتی و اندکی  
 ہر اوڑنا کہ وہ خزانہ چہ بود گویا دامن کی زخم کس را بعد و فی جزای آن زنا بود این بلا

چوب کی مانند مار اور خزانہ مار کی مانند عصارا ای کلیم درونی مانند دانا ای کلیم قوی بی کی آن گھا آب منی چون بیگندی شد آن شخص سنی مایر شد یا مرشد آن آب توہ زمان مصاپوست این اعجاب تہیج ماند آب آن فرزند را ہیج ماندیشکر مرقدہ ایلمنی فرماتے ہیں یہ جو تو مرگ سے ڈرتا ہو اور اس سے بھاگ رہا ہو یہ خوف تیرا ایمان اپنے ہی آپ سے ہو خوب ہوش کر لے جس سے تو ڈرتا ہو وہ تیری ہی بد صورتی ہو نہ رشا مرگ کی اس لیے کہ جان تیری ایک درخت ہو اور مرگ برگ کہ تجھی سے پیدا ہوا چاہے تو نیک ہو چاہے بد جیسا تو ہو دیا ہی وہ ہوا اب اس سے خوش و ناخوش ہونا یہ بھی حیرے اپنے دل ہی کا معاملہ ہو اگر کسی کانٹے سے زخمی ہو تو آپ ہی سے ہو اور جو میر و قمرین ہو تو بھی آپ ہی سے یہ بھی تیرا ہی کاتا ہوا ہو اور خار بھی تیرا ہی ہوا ہوا اب فرماتے ہیں اگر چہ خار و قمر تیرا ہی ہوا اور کاتا ہوا ہو لیکن نہ فعل ہر برگ جزا کے ہوتا ہے نہ خدمت ہر برگ عطا کے فعل و خدمت اور ہرین اور جزا و عطا اور شلا مزدوری مزدور کی مشابہ اُنکے کام کے نہیں ہوتی کس واسطے کہ مزدوری عین ہوا اور کام جو ہر اور پایا کہ اسی پر مزدوری قریب ہوتی ہو کام تو بالکل سختی و دور اور خرق و محنت ہوا اور مزدوری بالکل سیم و زرب طریق اگر کوئی محنت سمجھ کسی طرف سے آجائے اور وہ کسی مظلوم کی دعا سے ہو جو کہ تو نے رنج و محنت میں ڈالا ہو تو تو اس محنت سے حیران ہو کے کتا ہو میں تو اس سے آزاد ہوں میں نے تو کسی پر محنت نہیں لگائی ہو پھر پھر یہ محنت کیوں ہو اور وہ جو کہ تو نے جو گناہ کیا تھا اسکی شکل اور بھتی اور جزا کی شکل اور ہوئی جیسے دانہ بونے سے جو جنگل میں کھیرتے ہیں وہ جنگل دانہ کی نہیں رہتی یا مثلاً کسی نے دنا کیا اسکی جزا سو ڈنڈے ہیں تو اب وہ کہے کہ میں نے تو ڈنڈہ سے کسکو نہیں مارا میرے ڈنڈے کیوں مارتے ہیں خود ہوا و معروف چوب مطلق یہ بلا تو جزا ناک کی نہیں تھی زنا سے اور چوب سیاست سے کیا مناسبت جو چوب ذنی کرتے ہیں لے تو کلیم قوی بتا مار عصارے کیا مناسبت رکھتا ہو جو عصارا ہو گیا اور ای کلیم دوا و درو کی کیا مشابہت ہو جو درو کی دافع ہوتی ہو حضرت موسیٰ نے عصارا میں پر ڈالا مارا ہو گیا تو نے جو آب منی ڈالا وہ ایک جسم روشن و تابان ہوا یعنی انسان آب وہ آب چاہے یا رہو چاہے مار ہو پھر اس گناہ سے سمجھو یہ تعجب کیوں ہوا جس کا ہلا چوب ہو بھلا وہ جو فرزند تیرے آب منی سے ہوا بتا تو اسکو کچھ بھی اس آب سے مشابہت ہو یا نیشکر سے قند بنتا ہو لیکن کچھ بھی کشت باہر گر عوتی ہو انکلاف شرح میں سمیت کو سمیت اور درجزا کو در خلا لکھا ہو قولہ چون سجودی پار کر گئی مرگشت ، شد در ان عالم سجودا و بہشت ، چونکہ پیرا اندوہش محرق ، مرغ جنت ساختش باطلوٹ ، صحت جنت نامہ مرغ را اگرچہ لطف مرغ بلورست و ہوا ، چون دست رفت ایثار و ذکات ، گشت این بہت اظط

مخلی و نباتات آب صبر است آنچه می خورند و جوی شیر خلد مرست و دود و دوق طاعت گشت جوی گشت  
مستی و شوق تو جوی غریب این سببها آن اثر باران اندکس اندازد و نشانی آن نشانه این سببها  
چون بفرمان تو بود و چاره چو هم مترافران نمود و بطرف خواهی روانش میکنی و این صفت چون  
چون نشانی میکنی چون منی تو که در فرمان است نسل تو در امر تو آید چیت و سپرد و در امر تو فروزند تو  
که منم جزوت که کوشش کرد و منی تو با نعم و تشدید دال دوستی جب رکوع یا سجود کسی شخص نے اس عالم  
بین پویا اس عالم بین و سجود بهشت ہو گیا اور جو کچھ منہ سے صحت کی نگلی اشکور بالفلق نے مرغ نبت  
بنایا خلق سپید صبح آب حد و تسبیح تیری کب مشایخ مرغ کے پورا ہو جاتی ہوں اگرچہ نطفہ مرغ کا بھئی فقو  
و باد ہوا ہو اور پوچھ تیرے ہاتھ سے ایسا روز کوۃ ہوتا ہو یہ دست تیرا اس طرف نخل و نبات ہوتا ہو  
آب تیرے صبر کا خلد کھرا ہو و شیر خلد کی تیری محبت و دوستی ذوق طاعت کا شہد کی مرستی و  
شوق تیرا جو سے شراب طور یہ سارے سبب ان اثر و ان کے ہیں جو منہ پیدا ہو سے مشابہ نہ تھے اب  
کون جانتا ہو کہ ان سببوں کی جگہ یہ اثر کیسے لگائے اور کیسے جانے اور جب یہ سبب اس جہان بین  
تیرے مطیع اور تیرے حکم میں تھے تو پھر جو جنت نے بھی تبرا حکم مانا اور کہا کہ جدھر تو چاہتا ہو اور  
روان کرتا ہو اور جیسی وہ صفت تھی ویسی ہی کرتا ہو اور پھر بوسبت کی کوثر تسنیم تسبیل تجلیل میں  
دیکھ تو منی تیری کہ تیرے حکم میں ہو اس سے جو نسل ہوتی ہو کیسی تیرے حکم میں چت و چالاک ہوتی  
دیکھ تیرا فرزند تیرے حکم میں کیسا و دوتا ہو کہ میں تیرا ہی جزو ہوں کہ تو نے مجھ کو دوسری جگہ پہنچا دی ہو  
کہ وہ وجود فرزند کا جو تیرے صورت اختلاف شرح میں مرگشت کو جو کاشتین سے ہو گشت لکھا ہو کہ  
گشتین سے ہو قولہ ان صفت درام تو بود این جهان ہم در امرت آن جو باروان و آن  
و رتھان مترافران بر ندگان و رتھان ان صفات بابرند چون بامرت ایجا این صفات ہیں بامر  
تست ایجا آن جزات چون دوست زخم بر مظلوم رست و آن و رختی گشت اذان و قوم رست  
چون زخم آتش تو دور و لہ از دی و یایہ نار جنم آمدی کاشتہ ایجا چو آدم سوز بود و ایجا ازو سے زاد  
مراد و فوز بود آتش تو قصد مردم میکند نار کزوی زاد و مردم زندہ آن سخندای چو مار و کزوم است  
مار و کزوم گشت و میگردد و مت و اولیا را دشتی در انتظار و انتظار رتھان گشت نادر و عدہ قواد  
ہیں و فدای تو و انتہی رحمت آمد و ای تو بخت طرمانی و ان مدد و راز و حساب آفتاب با نگاہ  
ہما سامانہ نظر میداشتی و تو فروارہ مردم میکاشتی و ختم تو ختم سیر و دورخت ہیں کبش این دورخت  
چون غمت بکشتن این نار بود و فرور و نورک اظفار و سخن اشکور بگر تو بی نوری کنی خامی بخت

آتش زندہ ہوتا اور خاکستر ست مان محکمت باشد و روپوش بین ہزارا نکشد غیر نورین تمامہ بینی  
نورین امین مہاش کاتش پنهان شود کہ روز غاش غشی نفع بفتح نوی از دلم قران یعنی  
جب وہ صفت اس جہان میں تیری فرمانبردار تھی تو بس نہرین بھی تیرے ہی حکم میں روان بین اور وہ  
ورث بھی تیرے ہی مطیع فرمان کہ تیری ہی صفات سے بارودین بس صفیتین تیرے حکم میں جی میانی بین  
وہی ہی وہاں انکی جزا تیری محکوم ہو آئندہ دوسری صورت کا بیان ہو کہ اگر تیرے ہاتھ سے کسی مظلوم  
کے زخم پیدا ہوا ہاں لے وہ ایک ورث از قوم کا ہو کہ ہم اٹھا آورا اگر تو نے اپنے قصہ سے ولون کو  
جلایا تو یائے نار جنم کا ہو گیا یہاں تیرا بویا ہوا جو آدم سوز تھا لہذا جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ مرد و عورت  
ہو ایسے جلانے والا تیری اک ختم لوگوں کا قصد کرتی ہو اس سے جو آگ پیدا ہوتی ہو وہ مرد و عورت  
ہو اور باتین پر خشت تیری جو شال مارو کر دم کے جاگزاہین وہی مارو کر دم ہین جو تیرا دم گھوٹے ہین  
دوستوں کو تو نے انتظار میں رکھا انکے حق مخلوق ادا نہ کیے کہ وہ انتظار تیری رستخیز کیا سطر و نچ  
ہو گیا آتے وعدے فردا و پس فردا کے کرتار با کہ گویا وہ وعدے انتظار حشر کے تھے جیسے کہ شکر کا طہ  
فردا پر کرتے ہین بس افسوس ہو تجھ کو ایسے ہی تو بھی اس روز صابین منتظر نجات کا ہو گا اور سدا  
و مباد خندہ میں پڑیگا اس آفتاب جاگذاہین کو سوا سطر کے تو نے آسان کو بہت منتظر رکھا ہوا و ہری  
تخ تبار ہا ہو کہ آج تک جو ہو گیا وہ ہو گیا کل سے سیدھی راہ چلو گیا اور راگراہ ہی ختم تیرا ختم سیر و نچ  
ہو اس سے دوزخ پیدا ہو گا خبر دار ہو اس دوزخ کو اپنی بچا کہ وہ جوش پہرے میں غصہ اور دوزخ کی نار  
سواے خورایمان کے نہیں کچھتی جیسا کہ حدیث میں ہو کہ مراد میں غان ذک المظناری پنے مؤن سے  
دوزخ کیلگی کہ تو میرے پاس سے جا بیٹھ تیرا نور میری آگ کو بجھائے دیتا رہا کہ اگر تو بے نور ہو اور  
خامی کر رہا ہو تو وہ بد ہو اگر تیری زندہ ہو لیکن خاکستر میں چھپی ہوئی بے خورایمان کے کیسے کہے ان  
خامیوں کو کہ جو سواے ایمان کے دوسری قسم کی طاعت ہو محکمت اور روپوش سمجھے کہ اپنے روے  
درشت کو چھپائے ہوئے ہوتا دوزخ کو بجھانے والا سواے نورین کے کوئی نہیں ہو جس جیتا کہ  
کہ آپ میں نورین کا تونہ دیکھ لے نینت مت ہو کہ سوا سطر کے وہ آگ جو دہی ہوئی ہو کسی دن غاش  
و ظاہر ضرور ہوگی الخلاف شرح میں کشتہ اینجا کو کشت ختم کو چشم نو خامی پرست کو خامی پرست لکھا  
تو کہ نوآبی دان وہم برآب چس و چونکہ داری آپ از آتش ترس بہ آب آتش بخود ہی بخود  
نسل فرزندان او دوسوی آن مرغ آبیان رو در چند تا ترا در آبیوانی کشند مرغ خاکی مرغ آبی ہم نشند  
لیک ضد آند و آب و رو غنند ہر کے براصل خود آندہ آندہ احتیاطے کن ہم مانندہ آندہ

ہیچانگہ دوسو سو ووجی است، ہر دو معقولند لیکن فرق بہت، ہر دو دلالان بازار ضمیر و رشتہ ساری ستا  
ای امیر اگر قوصرت و منی فکر شناس و فرق کن سر دو حکمت چون شناس بد و دنیا فی این دو حکمت  
گمان دلا خلا بہ گوشتاب و مران ہتا نماند در تفکر جان تو غنیمت ناپید بر تو و بر خزان تو بد المعنی  
چندین چغیل چکنا کسی چیز سے تو نور دین کو آب اس مار کا جان اور اسی آب سے چیک جا پھر جب  
آب تیرے پاس ہو تو آگ سے مت ڈر آب کا خاصہ آگ بجھانے کا ہوا اور آگ کی عادت یہ کہ آب مجھ کو  
بجھاتا ہو میں اسکی نسل کے فرزندوں کو جلاؤں کہ وہ بنی آدم ہیں جب آب منی سے مخلوق بن قیام لوگوں  
کے پاس جو مرغ آبی ہیں میں نے اہل اللہ چند بزرگ حاضر ہوئے تھے کھینچ کے چشمہ عیوان میں لیجا میں اگر یہ مرغ  
خاکی اور مرغ آبی بظاہر ایک ہی جسم و ترن ہیں لیکن حقیقت خدا ایک دوسرے کی ہیں جیسے آب و روغن کہ آگ  
آگ کو بجھاتا ہو اور روغن آگ کو بڑھاتا ہو آہ ہر ایک میں نے خاکی و آبی اپنی اپنی منزل و تر اوپر روان  
اب تو اختیار کر کے خاکی سے آبی کو چھانٹ لے کہ بظاہر دونوں شاہ اور مانند ہند ہیں جیسے  
دوسو سے شیطانی اور وحی الہی دو دونوں معقول ہیں یعنی عقل کے مانے ہوئے لیکن دونوں میں  
فرق بھی ہو یہ دونوں ایسے ہیں جیسے دلال بازار می سو یہ تیرے بازار دلال کے دلال ہیں ہر قسم  
کے رفت امیر اس بازار سے لینے ہیں پس اگر تو پرکھنے والا اور فکر شناس نہیں ہو تو دونوں کے  
بھید میں مثل شناس یعنی بروہ فروش کے کہ خوب غلام و کینز کو دبا دبو کے ٹھول لیتا ہو فکر کر اور اگر  
ان دونوں فکر کن کا گمان نہیں رکھتا اور شک و یقین میں ترجیح نہیں کر سکتا تو لا خلا بہ کہ اور شاہ  
اس طرح کہ مت و ڈرا و رت جا خلا بہ بفتح و فیض زبان حکایت بعد میں قریب لا خلا بہ کے تشریح معلوم  
ہو جائیگی تا جان تیری تفکر میں نرسے نہ تجھ زبان آوے نہ تیرے خوان یعنی عمل میں اختلاف  
شیخ میں بازار ضمیر کی ساری شہی ہو اور گرو کو گرو لکھا ہو

حیلہ و مخ موزان ہو گئے کا خرید و فروخت میں

قولہ آن کی یار پیچرا کہ گفت کہ منہ دہیم یا باغبان جنت مگر کس کو غرض شہادہ ہرچہ سحرست و  
زراہم میر و گفت دے کہ ترسی از غرارہ شرط کن سہ روز خود را اختیار کہ تانی بہت از زبان بھین  
بہت تعجیل سے شیمان لینے پیش گے چون لغوی ناز و غنیمت دے کہ دے از خود را مقلقتی ہو او پہنی ہو  
کہ باغرو دہم بتویش معقل و تقدہ تانی گشت ہو جوہر دے دانا پشہش روز این زمین وین چہنا و روز  
قادر بود او کہ کن گون ہصد زمین و چرخ آوردی ہرون آوچی را اندک اندک اسی جام ہتا چہل سالش  
کند مردم تمام مگر چہ قادر ہو و کا نہ یک نفس از صدمہ پیکر کند چاہا کس بدو عیسی را دمی کنز یک دعا



بی تو وقت برجہا ہدی مردہ را داخل عیسیٰ و بتھا نکا و بی تو وقت مردہ آرو تو بتو + المعنی غار انقطاع  
 سرمایہ دار و سرمایہ دہندہ متفقہ روشن جام سردار ایک صحابی نے پیغمبر سے کہا کہ میں خرید و فروخت نہیں کرتا  
 کیا جفت ہوتا ہوں ہر کسی کا کرچا ہے وہ کچھ مجھ سے بیچے پاس ہے کچھ خرید کرے میرے حق میں جادو ہو جاتا  
 اور مجھ کو ہبکا دیتا ہو فرمایا جس خرید و فروخت میں کہ نقصان سے ڈرے تو تین روز کی شرط اپنے واسطے  
 اختیار کر چنانچہ حدیث ہو انا با بعت نقل لا خلاۃ ولی الخیار تکمہ ایام حقیقت کہ خرید و فروخت کرے تو کہہ دے  
 کچھ فریب نہیں مجھ کو تین دن تک اختیار ہو یہ وہی بات ہو جس کا اوپر میں نے اشارہ کیا تھا کسو واسطے کہ تانی  
 بیٹے کام میں تامل کرنا یقیناً خدا سے تعالیٰ سے ثابت ہو اور شاہی تیری شیطان سے ہو کہا جائی کہ  
 انسانی من الرحمن والعبد من الشیطان آہنگی خدا سے ہو اور جلدی شیطان سے و کچھ تو گتے کے  
 آگے جو تو لقمہ آہی تو وہ بھی پہلے سو گتہ لیتا ہو پھر کھاتا ہی نس وہ ناک سے سو گتہ آہی ہم خود سے  
 آگے سو گتہ لیتے ہیں کہ خود روشن چیز ہو اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ چھ روز میں آسمان و زمین پیدا  
 کیے جیسا کہ فرمایا ولقد خلقنا السموات والارض وما بینا فی ستۃ ایام و وہ تھا در تھا کہ صرف امر  
 کن فیکون سے ایسے ایسے سیکڑن آسمان و زمین دم بدم پیدا کر دیتا اور کچھ آدمی کو اسی کام کیا  
 تھوڑا تھوڑا کر کے چالیس برس میں تمام کو پہونچا یا حالانکہ ایک دم میں پچاس آدمی عدم سے چریوں کی طرح  
 آکر اپنا پاس سے کثرت مراد ہو نہ مدد معین حضرت عیسیٰ کو ایک دم آسیکا بنشا ہوا تھا کہ بے تو وقت  
 انکی دعا سے مردہ اٹھ بیٹھا تھا تو جو خالق عیسیٰ کا ہو بے تو وقت مرے تو جو زندہ کر دے تو کیا نہیں  
 ہو سکتا تو بتو سے یہ مراد کہ ایک ایک قبر میں جانے کتنے کتنے دفن ہو چکے ہیں سب کو نہ بیدار کھلے  
 الخلاۃ شرح میں آو کا لفظ بود و کرنے در میان میں نہیں لکھا اور ٹکون کو فیکون اور ان جام  
 میں بجائے آن کے آرا اچھا جاتا ہوں اور آن میں سونا و سب سمجھنا ہوں قولہ ایزد تانی از پے  
 تعلیم بہت اگر طلب بہت یا بلی شکست چوبک کو چاک کہ وائیم سرودہ فی نفس کر وہ گندہ و مشودہ  
 دین تانی را یا اقبال و سرور این تانی بعیہ دولت چون بطور رہا ش تا اعضاء تو چون بیض +  
 مر نماز اید اندر اید ابیضا ارجہ مانہ رشبہ بیضہ کنخیشک را و دوست رہ + وانی امی عاقل کہ ما نہ میں  
 پوشین + و رفیق شتن ایک اندر نقطہ میں + وادانی بماند سبب نیز + کہ چاند فرما دان او غرض ہر گما  
 ہر گما باشد و نظر میں ہر یک بود نوع دگر ہر گما و جسم ما نندہ انہ ایک ہر باکی برینی زوہ انہ  
 خلق و رہا باز آریاں سرودہ آن کی با ذوق و دیگر و وسندہ ہمنان ہر گما کیساں سرودیم نیم و شتر  
 نہی خسرویم + این سخن پایان ندارد باز کہ انہ لال و از ہلال و کار او + المعنی یعنی یہ تانی جو خدا سے بنے جاوے

ہیں کی سوا اور حکمتوں کے ایک حکمت یہ بھی ہو کہ جاری قیام منظر ہوتا مافی اختیار کرین اور جانیں کو طلب  
آہستہ بے شکست کے اپنی طلب کو پہنچتا ہو چھوٹی نہر جو ہمیشہ آہستہ آہستہ جاری رہتی ہو نہ کبھی با  
ہوتی ہو نہ کبھی پانی اس کا گندہ اور نہ ہو ہوتا ہو یہ تانی وہ چیز جس سے اقبال و سرور پیدا ہوتا ہو اور  
یہ تانی ایسی ہو جیسے لٹا اور دولت میں طیور تو کھڑا رہ تو تیرے اعضا بھی مثل مائٹوں کے انتہا میں  
درج ہیں جیسا کہ اوپر کہا ہو کہ جو حد تیرے منہ سے نکلتی ہو خدا سے تعالیٰ اس کو جنت کا مرغ بناتا ہو مگر یہ بھی  
لبیضہ مار کا اور بیضہ کنجنگ کا اگرچہ دونوں ایک صورت ہوتے ہیں لیکن راہیں انکی دو ہیں ایک سے  
ارہو تا ہو اور ایک سے کنجنگ آدرا و عاقل اس بات کو بھی جانے رہ کہ صورت سین و شین کی  
یکساں ہو مگر نقصان کا فرق ضرور ہو ایسے ہی ای غریبی اور سب دونوں مشابہ ایک دوسرے کے  
ہیں لیکن انکے لطف و خواص میں جو فرق ہیں وہ بھی تو جانے نہ دیکھنے میں تو پتے و دونوں کے  
ہر رنگ ہیں مگر مہرہ و دونوں کا اپنی اپنی قسم کا برگ جسم سب درختوں کے مشابہ یکہ گیر ہیں لیکن ہر نوع  
اپنے اپنے حال میں زندہ ہیں رنج بالفتح محصلی زراعت آوردیکہ مخلوق بازار کو یکساں بتاتے ہیں  
یعنی جانے والے سب ایک سے ہوتے ہیں مگر کوئی با ذوق ہوتا ہو کوئی دروند ہوتا ہو ایسے ہی  
مرگ میں سب یکساں ہیں لیکن یہ کہ آدھے انہیں کے غرائز والے اور دیا کھار ہیں اور آدھے  
خروینے بادشاہ ہیں آب فراتے ہیں اس بات کی قیود و نہایت نہیں تو قصہ بلال و بلال اور  
انکے معاملہ کا بیان کر اختلاف شجر میں بیضہ مارا رہ کو ارا چہ نچ کو برع لکھا ہو

### وفات پانا بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی سے

قولہ چون بلال از ضعف شد چون بلال ہر رنگ مرگ افتاد بر روی بلال، جفت او دیدش گفتا  
و اعرب پس بلالش گفت نی فی و اطرب تا کنون اندر حرب بودم ز زیست، تو چہ دانی مرگ چہ  
میشست و صیت، این ہمہ گفت و رخس در عین گفت، مرگس بگلبرگ و لالہ می شکست،  
تا ب رو چشم ترا و ارمی گویا ہی و او بر گفتار او، ہر سہ دل خود سہ دیدی و را مردم دیدہ  
سہ آمد چرا، مردم ناویدہ باشد رو سیاہ، مردم دیدہ بود مرآت ماہ، خود کہ بیضہ مردم دیدہ ترا  
در جہان جز مردم دیدہ ترا، چون بغیر مردم دیدہ اش غریب پس بغیر او کہ در رنگش رسید، المعنی  
حرب جگہ و چشم دے ہر گی جب بلال ضعف سے شل ہلال کے ہو گئے اور رنگ مرگ کا انکے  
چہرہ پر چھایا جی بی نے انکی دیکھ کے کہا و اسے حرب ای بے ہر گی بلال نے کہا نہیں نہیں  
ایسے مت کہو بلکہ و اطرب کہو یہ حرب نہیں ہو طرب ہو آب تکاب جو میں زندہ تھا تو اس

زینت کے سبب سے ضرور حرب بین تھا اب جو مقرر ہوں تو بھی عیش ہوا اور اس حسرت کی وحش کو تو کیا جانتا  
 کہ کیا ہو سکی ہے تھے کون کھائیں گے گلو میں ایسا شگفتہ ہوا کہ نہ گس و گلبہرگی و لاہ کو گس گسہ و  
 بیقدر کرتا تھا آنکے چہرہ کی چکا اور چشم پڑا نور انکی بات پر گواہی دیتی تھیں اور چونکہ ہلالی بخشی تھے  
 اس سبب سے جو شخص خود سیاہ دل تھا انکو سیاہ دیکھتا تھا مگر یہ مثل مردم دیدہ کے تھے  
 جیسے وہ سیاہی میں روشن ہو ایسے ہی سیاہی میں روشن تھے آئینہ کی آنکھ کی پتی رو سیاہ  
 ہوتی ہوا اور جو مردم دیدہ جو اپنے آنکھیاں سے کی پتی وہ آئینہ ماہ کی ہو اپنے ماہ کو دکھائی ہو حاصل یہ کہ  
 اندھے انکو سیاہ دیکھتے تھے اور آنکھیاں سے ماہ جانتے تھے اب کہتے ہیں جہان میں جو یہ مردم دیدہ  
 ہیں یہ سچا پرے کیا تمکو دیکھینگے اور کب دیکھ سکتے ہیں سو انکے جو مردم دیدہ فراہین یعنی اور ان  
 کی آنکھیں روشن کرنے والے وہ تمکو دیکھ سکتے ہیں بس ہر گاہ جنسے دیکھا اسی دیدہ سے دیکھا لہذا  
 سوائے انکے رنگ سیاہ کے نور نہیں دیکھا الخلاف شرح میں و احرب کے معنی ٹھگین شدن کے  
 کچھ ہیں گوہن لیکن یہاں تو چپان نہیں البتہ بے ہرگی کے چپان ہیں قولہ پس جزا و جملہ مقتل  
 آئندہ و در صفات مردم دیدہ بلند گفت بخش الفراق ای خوش خصال گفت فی فی الوصال  
 الوصال گفت جفت امشب غری میری و از تبار و خویش غائب می شوی گفت فی فی بلکہ امشب  
 جان من میرے خوش از غری دور وطن گفت ای جان و دلم و احترام گفت فی فی جان من و دولہ  
 گفت آن رویت کجا پیغمبر گفت اندر خلوت خاص خدا مخلوق خاصش تو پیوستہ است مگر نظر بالا  
 کنی فی سوی پست و اندر آن حلقہ زربا عالمین و نورینا تا بد چور حلقہ گمین بگفت ویران گشت  
 اینخانہ ویرغ گفت اندر نہ مگر شکر میغ و المعنی بس اس شخص کے سوا جو مردم دیدہ فراہین سب  
 مقتل ہیں غیر تحقیق کے پروان گوگون کے صفات ہیں جو بلند دیدہ ہیں کہ سنی سانی کہتے ہیں  
 یہ کہ اپنی دلچسپی جانی ہو یہاں تک صفات ہلال کے فراموش اب پھر ایشیاں ہر طرف اصل حکایت  
 کے پھر ہلال کی فی فی نے کہا ای خوش خصال اب خاص فراق کا وقت آگیا کہا نہیں نہیں خصال  
 ہر وصال ہو فراق کیسا پھر کہا اس رات میں تم مسافر کی طرح خوبش و تبار سے جاتے ہو کہا نہیں نہیں  
 اس رات میں میری جان خوش و فرم مسافرت سے وطن میں جاتی ہو پھر کہا ای میرے جان و دل  
 ہاے کیسی حسرت کی بات ہو کہا میں نہیں ایجاں میری و احترام کہ وادو تاکہ کہا اب بختاری صورت  
 میں کہاں دیکھوں کہا خلوت خاص خدا میں اور وہ حلقہ جو خاص اسکا ہو مجھے ملا ہو اور الگ نہیں ہرگز  
 جب کہ تو بالا نظر رہی نہ پست نظر اور اسی حلقہ میں جو مجھے ملا ہو نور رب العالمین کا چمکتا ہو

جیسے حلقہ سے گلین چلتا ہی پھر دو بہ نے کہا افسوس یہ گھوہراں ہوا کہا تو اہ کو دیکھ ابر کو مت دیکھ

### حکمت ویران ہونے بدن کی مرگ سے

تو کہ کرد ویران نہ کند معمور تہ قوم انہ بود و خانہ مختصر من چو آدم بودم اول جس کرب پر شد اکنون  
نسل جانم شرق و غرب + من گدا بودم درین خانہ چو چاہ + شاہ کشم قصر بادید بہر شاہ + قصر با خود  
شہان را مانس ست + مردہ را خانہ و مکان کوری بس ست + ابنیا رنگ آباد این جہان + چون شہان  
رفتند اندر لامکان + مردگان را این جہان نبود و فرط ہر شرفت و بمعنی تنگ تر + گر نبود سے  
تنگ این افغان ز چہیت + چون دو تاشد ہر کہ روزی ہش زست + در زمان خواب چون آواز شد  
درین مکان نگر کہ جان چون شاد شد + روح از ظلم طبیعت باز دست + مرد زندانی ز فکر حبس ست +  
این زمین و آسمان بس فراخ + سخت تنگ آمد ہنگام مناس + چشم بند آمد فراخ و سخت و تنگ + خندہ  
او گر بہ فخرش جلہ تنگ + المعنی یعنی خدا تعالی جو اس خانہ تن کو مرگ سے ویران کرتا ہو حکمت  
یہ کہ کہ کو معمور تر کرے ورنہ نوم بہان آنے والی جو مراد ارجح سے ہی بہت تھی اور گھر مختصر تھا  
کیسے سائی ہوتی تین بھی آدم کے مثل اول اس قید کرب میں تھا جیسے وہ یہاں آکے گھبرائے  
تھے لیکن اب میری جان ایسی ہو چکی نسل سے شرق و غرب بھرا ہوا ہو جیسے آدم کی نسل سے بھرا ہو  
وہ نسل انکی جان کی معارف ہیں تین ایک وقت میں گدا اس خانہ بچو چاہ کا تھا جس وقت میں  
کہ میرفت تھا اب شاہ ہو گیا اور شاہ کیواسے تصرعیا جیسے جہین انکی سائی ہو طہ ہر ہو کہ  
بادشاہوں کے محل انس قصر ہی ہوتے ہیں انھیں سے انس پادیر ہوتے ہیں اور مردہ کیواسے  
خانہ و مکان گوری کافی ہوتا ہو آئینا کیسے اس جہان کو چھوڑ کے شاہوں کی طرح لامکان کو چلے گئے  
اگر تنگ نہوتا تو کیوں چلے جاتے مردوں کو اُسے فرود یا فاش اپنی دکھائی جیسا کہ طاہر اسکا  
زفت و وسیع ہو انھوں نے ظاہر کو دیکھ لیا معنی کو نہیں دیکھا کہ از بس تنگ ہو اگر تنگ نہوتا تو یہ  
شکایتیں اور فریاد و فغان اسکی کیوں ہوں اور جو کوئی بہت دن جیسے تو وہ ٹیرھا کہوین ہوا اسکی  
غم اٹھا اٹھا کے گھبرا ہوا جاہو آپسے روزمرہ ہی کو غور کر کہ وہ خواب ہو دیکھ تو تیری جان جب خواب میں  
اس مکان سے آزاد ہو جاتی ہو کیسی شاد و بیغم ہوتی ہو ظلم طبیعت سے جھوٹی ہوئی کہ جس بات کو اسکا  
جی نہیں چاہتا طبیعت وہ کام اس سے لیتی ہو جیسے کوئی شخص زندانی قید سے نکلا ہوا خوش ہوتا ہو بس  
یہ زمین و آسمان چو نہایت فراخ معلوم ہوتے ہیں نہایت ہی تنگ ہیں کہ یہ کیفیت ہنگام خواب معلوم  
ہوتی ہو ورنہ تو یہ ایک پشیمند ہو کہ درحقیقت ہو تو ایک شہ نہایت تنگ اور معلوم فراخ ہوتی ہو اور ہر

گرچہ جہنم جانتے ہیں اور تنگ کو خوش سمجھتے ہیں  
تشیہ دنیا کی کہ بظاہر فراخ ہوا اور حقیقت تنگ اور تشبیہ خواب کی موت سے  
جس میں تنگی سے خلاص پاتا ہوں

قولہ عجیب گویا کہ تفسیر وہ بود تنگ آئی جانتے پسیدہ بود مگر کہ گریا بہ عریض ست و طویل و زان پیش جنگ  
آیت جان کا یل تا برون نائی نہ کشاید رات پس چہ سودا ندر فراخی منزلت و یا کہ کفش تنگ پوشی  
ای غوی و در بیابان فراخی میری و آن فراخی بیابان تنگ گشت و بر تو دندان آمد آن صحرای بخت  
کہ دیدام تر از دور گفت کہ در آن صحرا چو لاله بر شکفت و او دندان کہ تو چھون طالان و از برون دور  
کشتن جان در فغان و خواب تو آن کفش برون کردنت کہ دمانی جانت از دندان پرست و اولیا  
را خواب ملکست ای فلان و همچو آن اصحاب گفت اندر جہان خواب می سیند و اینجا خواب نی و در عدم  
میر و ند و باب نی و خانہ تنگ و برون چنگ کہ مکرده ویران تا کند قصر طوک و چنگلو کہ چون چنین اندر رحم  
نہ گشتہ و نقل آن ہمہ مگر نباشد دروزہ برادر ہم من درین دندان میان اوزم و آلمعنی پسیدہ  
پیر مردہ و گداختہ گیل سست و غیرہ چنگلو کہ جسک ہاتھ پاؤں ٹیرے ہوں یعنی اس جہان کا حال ایسا  
ہو جیسے کوئی خوب بچہ کا ہوا حمام گرم کہ اگر تو اس میں جا چکا تو ضرور جان تیری تنگ و گداختہ ہوگی اگرچہ  
حمام عریض و طویل جبکہ ہر لیکن تیری جان سست اس پیش سے تنگ ہی ہوگی جب تک باہر نہیں نکل  
اچھا کہ گویا تیرا کشادہ منوگا پھر اگر اس عریض طویل جبکہ فراخ میں تیری منزل ہوگی تو کیا فائدہ یا  
مثلاً تو نے تنگ جوتیان پہنیں اور لہجے چڑے جنگل میں چلا جاتا ہو وہ فراخی بیابان کی گوتی ہی ہو  
تجیر تنگ ہو جائیگی اور اس صحرا و دشت کو ایسا جا چکا جیسے دندان کہ کپاس سے بھلون جو کوئی  
دور سے بھلو دیکھیں گا کہ کیا کیا خوب جنگل میں لالہ کھلا مگر اس سے کہ کیا خبر کہ تیرا حال ایسا ہوں  
کا سا ہو کہ ظاہر گلشن ہو رہا ہو اور جان میں فغان بھرا ہو بس سونا تیرا ایسا ہی جیسے تھوڑی دیر کو  
اس تنگ جوتی کا آثار ڈالنا کہ کچھ تو جان تیری اس دندان سے چھوٹ جاتی ہو لیکن یہ خواب دیا  
کی ملکیت ہو جیسے اصحاب کہت اس جہان میں ہیں اور خواب میں اسکی تنگی سے چھوٹے ہوئے  
ہیں اور یہ عجیب خواب کہ تو دیکھ رہے ہیں اور خواب وہاں ہو نہیں اور عدم میں کو جاتے ہیں  
لیکن کوئی اسکا دروازہ ہی نہیں آہ پھر قول بلال کا ہو کہ خانہ تنگ نہ برون چنگلو کہ جسک ہاتھ پاؤں  
کج و نامست تھے ویران کیا تا مقرر طوک اس کے واسطے بنائے اور چنگلو کہ میں ہوں جسوت کہ نہیں  
تھا اور رحم میں تھا ہاتھ پاؤں مکرے سے ٹیرے ٹیرے جب نوہینے کا ہو گیا تو دندان وینا رہی

نقل کا ہوا کہ ہم سے دوسری جگہ نقل کروں تو دروازہ مادی پر رکھا گیا کہ اگر وہ دروازہ پر نہ  
 آئیں اس زندان میں ایسا رہوں جیسے کہ کوئی آگ میں بیچیں رہتا ہے اختلاف شرح میں  
 چھپسیدہ کو تشبیہ اور معنی میں بصورت چھپسیدہ خانہ تنگ و درون میں وادعطف اور نقل کن کو  
 بصورت نقل کن لکھا قولہ مادی طبع ذر و مرگ خویش بدیکند زہ تار ہر تارہ زیش تا چروان برہ  
 صحرای سبز ہرین رحم کشت کہ گشت آن ترہ گنزد در درہ گریخ آبتن شود بدہر جنبین شکستن زندان بود  
 حاملہ گریان زردہ کاین المناص بدوان جنبین خندان کہ پیش آمد خلاص ہر چہ زیر جرخ ہستند اموات  
 اور جاودا و زبیمہ و زنبات ہر کی لاد و غیر می خاکند و جز کسانیکہ نبیہ و عاقلند و انچہ کوسہ انداز  
 تمام کسان بدہلہ از خانہ خودش کی دانماں و انچہ صاحب دل بداند حال توہ تو در حال خود ندانی امی غم  
 انچہ بیند و جینت لیل کی بیہی در خود امی از خود مجمل بمعنی گنبد بالفتح دکات فارسی قوی و سطر  
 بیہ آگاہ و آگاہی دہندہ کوسہ بود و مجہول جسکی طارحی مبدکل جانے وقت و ارحی نکلنے کے مکمل بلکہ  
 بالفتح وادیش تطبیق صدر فرمایا کہ جب نہ مینے ہو جاتے ہیں تو میری مادی طبع اپنے در و مرگ سے  
 دروزہ پسیدہ کرتی ہے تا بچہ ہمیش سے چھوٹ جائے اس واسطے کہ طبیعت ہی دفع ہر ملک موزی  
 شکر کی ہو وہ اس در و کا جملہ پیدا کرتی ہو اپنے پی و کو تا وہ ترہ صحراے سبز میں چرے اس واسطے کہ  
 کہ خبر دار ہو کہ کھول دے ترہ قوی و سطر ہو گیا بس یہاں رہنا نہیں چاہیے اب دیکھو وہ دروزہ کا  
 حاملہ کو تو بچہ دنا گوار ہو تا ہی او جنبین کو ایسا ہی جیسے قید خانہ کا ٹوٹنا اور قید سے چھوٹنا حاملہ تو دروزہ  
 روتی اور بچا کی جگہ دھونڈھتی ہے او جنبین نہتاں کہ مجھ کو خلاص ملی الغرض اس جرخ کے نیچے جو اموات  
 ہیں شامہ موالید ثلاثہ کہ وہ جادات و حیوانات و نباتات ہر ایک دوسرے کے دروے غافل  
 ہیں اپنا سچا و چاہتے ہیں ہوا ان لوگوں کے جو آگاہ و عاقل ہیں مشہور ہو کہ آدمی کم ریش عقیل ہوتا ہے  
 اور ریش دراز احمق پس فراتے ہیں کہ کوسہ صبا حال لوگوں کے گھر کا جانتا ہے ریش دراز ایسا نہیں جانتا  
 بلکہ وہ خود اپنا ہی حال نہیں جانتا گھر سے مراد وجود ہو اور کوسہ صاحب دل کہ اکثر ریش و غیرہ نہیں جانتے  
 اور ریش دراز اہل ظاہر چنانچہ فرمایا کہ امی عمو صاحب دل جیسا تیرا حال جانتا ہے تو اپنا حال ایسا کہاں جانتا ہے  
 اہل چوکھتیری پیشانی سے دیکھ لیا تو امی از خود مجمل اپنے آپ میں کب دیکھ سکے گا

بیان اس بات کا کہ جو کچھ غفلت کاہلی و تاریکی ہو سب تیرے تن سے ہی

قولہ غفلت از تن ہو چون تن روح شد بدیناں اسرار ربی بیچ بد چون زمین بر خاست از چوٹ  
 فلک بنی شب و فی سایہ ماندنی و لک ہر کہا سایہ ست و شب یا سنگہ از زمین باشد از غور شد

وہ جو سوئے ہم از ہیزم بود کی ترا تشہای ستیم بود و ہم افتد در خطا و در غلط و عقل باشد و را سہا بہا خطا  
ہر گرائی کوسل خود از تن بست و جان ز غفلت جلد در پردہ نیست و روی سرخ از کثرت خونما بود و روئے  
زرد از جنبش صفرا بود و در سفید از قوت بلغم بود و باشد از سودا کہ واد ہم بود و حقیقت خالق آثار دوست  
ایک جز علت نہ بیند اہل پوست و مغز کو از پوستنا آوارہ نیست و از طبیب و علت اورا چارہ نیست و  
چون دوم بد آدمی زادہ براد و پای خود بر فرق علتنا نہاد و علت اولی نباشد دین واد و علت اخر سے  
نہاد و کین او و میر و چون آفتاب اندر افق و با عروس صدق و صفوت بر تق و بلکہ بیرون از افق و نہ  
چرخما و بیگان باشد چو ارج و نہی بدل عقل مایوسای عہدی فتنا از ہر طرف بر پای او و اسنی بہ  
بالغم چارہ و علاج و لک لختنہ زوال و غروب آفتاب ستیم روشن علت اولی عقل و دل تق سار پرہ  
نہی بالغم و الف مقصورہ عقلما و غروب جمع نہیہ فراتے ہیں ساری غفلت تن سے ہو لیکن جب تن  
روح ہو جاتا ہو تو جلد اسرار و بھید ضرور ہی دیکھنے لگتا ہے جیسے زمین جو جوت فلک میں واقع ہو اگر  
اسکے جوت سے جاتی رہے تو ہر وقت آفتاب ایک حال پر روشن رہے پھر نہ رات رہے نہ سیاہ  
نہ زوال نہ غروب منقول ہو کہ جتنا آسان یہ مرنی ظاہر ہوتا ہی نیچے چو اوج میں اس کے زمین میں جوت  
فلک میں ہوتی اور یہی زمین آڑ ہو کے رات ہو جاتی ہو چو سیاہ زمین کی کمالاتی ہو اور ایک اثر سے  
زوال و غروب ہوتا ہو جب یہ اثر جاتی رہی تو پھر نہ ہی خود ہو کوئی سیاہی نہیں آئی ہے یہ تن غامی  
اگر ہو رہا ہو ہر گاہ یہ بھی روح ہو گیا تو زوال اسرار کیسے چھے رہینگے ضرور ہی دیکھ گا دیکھ لو جہاں یہ  
سیاہ ہو یا شب ہو یا کوئی سیاہ کی جگہ زمین ہی سے چونہ غور شدہ ماہ سے رجھان جو آگ میں ملا ہوا  
ہوتا ہو لکڑی سے ہوتا ہو کسی آگ سے کسواسے کہ ہر آگ روشن ہوئے تا ربک و ہم آدمی کا غلط و خطا  
پڑتا ہو اسی سبب سے کہ اسکا تعلق جسم سے ہو و عقل میں صابت ہو یعنی رسائی اور صواب یا منت کہ  
اسکا علاقہ روح سے ہر تہنی گرائی و کالی ہوتن سے ہو جب یہ سب سوجاتے اور مٹ جاتے ہیں تو جانا  
آڑنے لگتی ہو اہل علت جکا نہ سرخ دیکھتے ہیں کہتے ہیں کثرت خون سے ہو اور جو رو پاتے ہیں صفرا  
کی ترکیب بتاتے ہیں اور سفید و کو قوت بلغم کی سمجھتے ہیں اور سیاہ و رونی کو سودا سے اور حقیقت  
خالق ان جلد آثار کا وہی ہو لیکن اہل پوست سوا سے علت کے اور کچھ نہیں دیکھتے بس جو مغز  
پوست سے آوارہ اور علیحدہ نہیں ہو پوست ہی میں لپٹا ہوا ہو اسکو طبیب علت سے چارہ  
نہیں ہو وہ ضرور انھیں بر نظر کر لیا اور جب دوسری دفعہ آدم زاد پیدا ہوتا ہو جیسا کہ کہا ہے دوران  
عالم غانی زادان عالم باقیست توان سب علتوں کے سر پر پاؤں رکھتا ہو اور پامال کرتا ہو

پھر انہیں سے کوئی نہیں ہوتی پہلی علت جو حالت حیات و نیا میں تھی اسپر اسکی راہ روشن ہوتی ہو  
 نہ دوسری علت جس سے مراد اسکو کچھ کہینہ یعنی کتنی پیار نہ ہوا کہ کاش کاش موت کاظم اور یہی حال ابھار ہو  
 مرنے سے قبل مچاتے ہیں آب وہ ایسا پتھر ہے آفتاب افق آسمان میں پتھر ہوا اور عروص ق  
 و صلوٰۃ کے ساتھ سر پر وہ پر ہوتا ہو آسمان ہو چپا پچہ قول حضرت عیسیٰ کا ہونے کی ملکوت احمات  
 من لم یولد مرتین نہیں داخل ہوگا ملکوت آسمان میں وہ شخص جو نہیں جنا گیا ہو دو دفعہ بلکہ افق  
 اور آسمانوں سے بھی باہر اوسے مکان محل ارجح و مقبول کے ایسا آزاد خان نہاد بلکہ اسی عمروہ ہیا  
 بلند پرواز عالمیت عام ہے کہ ہمارے عقلمیں اسکو نہیں پہنچتے جب خیال کرتے ہیں تو ہر طرف سے اس کے  
 یا قون پر پڑتے ہیں

تشبیہ کرنا نصطلح کا کہ یہ قیاس کے ساتھ

قول کہ مجتہد ہر گاہ کہ باشد نفس شناس مانند ان صورت نمیند قیاس چون نیا بد نص اندر صورت  
 از قیاس انجا نیا بد نص و حی روح قدسی دان یقین و ان قیاس عقل جزوی تحت این عقل  
 از جان گشت با اوراک و فروع روح اورا کی شود زیر نظر ایک جان و عقل تاثیر کند بدان اثر  
 آن عقل تدبیری کند فروع و ارا در حدی رز و بر قوی روح و کو طوفان فوج و عقل اثر را  
 روح پیدا و دلیک مذکور خزانہ قرص خود و ورت نیک و ان بقصری سانگی خرسندہ شد کہ ز نورش سوے  
 قرص افکنندہ شد زانکہ این نوری کہ اندر سافلت نیست دائم و روشن و شب او آفت و وانکہ اندر قرص  
 وار و باش و جا غرق آن بحر باشند انما نہ سی پیش و ز زندہ خود غروب و وار ہیا و از فراق سینہ کو بہ  
 اینچنین کس پیش و از افلاک بود یا مبدل گشت اگر از خاک بود و از ان کہ خاکی را باشد تاب آن کہ  
 بروی شعاعی جاودان مگر زبر نامک دائم خود خور و آبخان سوزد کہ ناپید در شمر و دائم اندر آب کار  
 ماہیت و مار را با او کی ہر اہمیت لمعنی نص بالفتح و تشدید صا و ہ آیت کہ کام تشابہ کو ظاہر  
 کردے کہ یہ نیک ہو اور وہ بد ہو فارسی و لے ہر کلام صریح و ظاہر کو کہتے ہیں مجتہد راہ صواب  
 پیدا کرنے و لا فرماتے ہیں ہر گاہ کہ مجتہد نفس شناس ہوتا ہو تو اس صورت میں قیاس سے  
 اندیشہ نہیں کرتا قیاس کو صحیح جانتا ہو جب کسی صورت میں نفس نہیں پاتا تو قیاس کرنے میں ہن  
 عبرت ہتی ہو اور وہاں جس جھکو جو تیری روح قدسی وحی و حکم کرے اسکو یقیناً نص جان لے کہ وہی  
 صریح و ظاہر ہو اور وہ قیاس جو تیری عقل سے ہو اسکو بھی ایک جزو اسی کے تحت میں جان کہ اسی  
 وحی کا جزو ہو اسلئے کہ عقل جان ہی سے با اوراک و فروع ہوئی ہو مگر نہ اس طرح کہ جان اسکی زیر نظر ہو



۱۲۷  
 در بیان معرفت شرح شریعی و لوی و  
 زیر نظر بعضی نہیں ہو لیکن یہ بات ہو کہ جان عقل میں تاثیر کرتی ہو اگرچہ عقل جان کو پہنچ سکتی مگر اسی  
 تاثیر کی نوعیت سے تدبیر کرتی ہو اور اس تاثیر کو روح جانتی ہو مولانا فرماتے ہیں کہ اسی عقل تو جو اس  
 تاثیر کو روح جانتی ہو اگر نوح کی طرح روح نے قصہ صدرہ والا ہی تو بتا سکتے ہیں وہ لوازم کسان ہیں جو نوح کے  
 صدرہ میں تھے مثل علم اور کشتی اور طوفان کے روح کا صدرہ نوح کے صدرہ سے کیا کم ہو جسے جہان کو  
 فنا کر دیتا تھا تو اس کے اثر کو فوراً روح جانے ہوے ہو لیکن فوراً قباب کا قرص آفتاب سے بہت دور ہو  
 یہ قرص جو چمکتا معلوم ہوتا ہے اور ہر اور اہل نور اور ہر کبریا لک جو اس اہل پر رہتی ہو گیا ہو اسی  
 خیال سے کہ قرص پر بھی ایسا نور ہو اور اہل نور جو قرص میں نہیں ہوتے وہی ہو کہ یہ نور جو ساقل میں ہوتا  
 رات دن ہمیشہ کیسا نہیں ہو بلکہ آفل ہو یعنی ڈوبنے والا اور وہ جو قرص میں ہو وہ باطل کھنڈا ہو  
 اور آئین جلک پائی ہو وہ ہمیشہ اس دریا میں غرق ہو نہ آبرائی رہزنی کر سکتا ہو نہ غروب وہ فراق ہمیشہ  
 سے جھوٹا ہوا ہو بس جو ایسا شخص ہو اسکی اہل افلاک یعنی عالم علوی سے ہو اور اگر عالم سفلی یعنی  
 خاک سے ہو تو وہ علوی کے ساتھ بدلا ہوا ہو اس سبب کہ خاک کی ایسی طاقت کہان ہو جس پر ہمیشہ شیخ  
 اسکی پیرے اور وہ متحمل ہو سکے ہو سمجھ لو اگر ہمیشہ نور آفتاب کا خاک پر پڑتا رہے تو ایسی جلنے لگی جو  
 شام سے باہر جیسے ہمیشہ پانی میں رہنا بھجلی کا کام ہو سانپ اس کا ہر ای اس کام میں کب ہو سکتا ہو  
 گو ہر صورت ہی اختلاف شرح میں روز و شب کو گشت پاس وجاہ یہ خود معنی شرح سے باشت بات ہو  
 در شمر کو و شمر باو گجا کو کا لکھا ہو قول لکھ در کہ مار باری پر فتنہ اندازین کہ مایانی می کنند کہ  
 شان گر خلق را پیدا کنند ہم دریا نشان رسوا کنند و اندرین ہم مایان پر فتنہ اندازیں ہر کھیند  
 گر تواری شوقین مایان تماشاوی چون مایان دریم روان مایان قور دریم حلال و بحر شان  
 آموزند سحر حلال پس محال از تاب ایشان حال شدہ نفس آسنا رفت و نیکو فال شدہ نہر آسنا رفت  
 شکستہ یقین و سنگ آسنا رفت و شد در شین و خاک در شہ رنگ گم ہر مای سر می نہ عیند جز رہبر  
 چشم بشر تا قیامت گر بگویم زمین کلام صد قیامت بگذرد وین ناتمام آہنی تاسہ اندوہ و ملال و  
 اضطراب و بیقراری لیکن پیار میں بھی بڑے مار پر فن ہیں یعنی مقلد مکاری سے کہ اس دریا میں مایان  
 کرتے ہیں اور کار مای اور مای اس دریا کی بنے ہیں اگرچہ کہ انکا مخلوق کو پیدا و توفیق کرے لیکن کیا  
 ہو تا ہو مارجب دریا و کھینک گھبرا گیا گھبرا ہی اسکو رسوا کر دیا اور اس دریا میں ایسی مایان دریا  
 ہیں کہ مار کو اپنے سر سے مای بن دیتی ہیں پس اگر تو رہو تو بنشیں مایوں کا جو تا مایوں کی طرح دیا ہیں  
 چلنے پھر نہ تیرنے لگے بعد کا شرا اسکی نسبت شرح میں لکھا ہو کہ اس شر کر شان گرا لیم اس سے پہلے

بعض کتب میں واقع چہار واقعیتی ٹھیکہ یہ بیان محض پر لپٹا ہوا وہ لوگ جو ایمان خود ریاضے جلال کے  
میں اذیت کو اُنکے بھرنے ایسا سحر حلال سمجھا دیا ہو کہ جو امر محال و ناممکن ہیں اُنکی قوت سے سب موجود  
ہو جاتے ہیں مثلاً غصہ اگر وہاں گیا سعاد و نیک قال ہو گیا زہر وہاں یقیناً شکر ہو جائے گا نہ ہاں  
جائے و قیمتی بجائے مگر یہ یہ کہ کیسی ہی خاک وہ ہو جائے سر سے پاؤں تک اور کیسی ہی گوہر سنگ  
بجائے مگر شیم بشر کی سوائے شر کے نہیں دیکھتی آپ صبر کہ اگر اس قسم کا کلام قیامت تک کے جاو  
تو سوتیا متین کد زبائین مگر کلام تمام منہو اختلاف شیعہ میں مابینائی کو باہر کیا لکھا ہو

### آداب استمعین و المريدین عند فیض الحکیمہ میں لسان الشیخ

تقریر پر طولان این مکر کر دست و بندہ من عمری مکر بر دست پیش از برق مکر بر شود خاک از تاب  
مکر ز رشود مگر پیران طالب ندو یک لولہ و از رسالت باز میاندر رسول و این رسولان ضمیر  
را و گو متع خوانند اسرافیل خود بخوتی دارند و کبری چون شہان چاکری خواہند از اہل جہان  
تا او بہا شان بجا کہ نادر می و از رسالت شان چگونہ بر خوری و کی رسانند آن امانت را بتو تا کجا  
پیش شان راکع دو تو بہر ادب شان کی بھی آید پسند و کاہند ایشان زایوان بلند و فی کدایانند کز  
بر خد متقی و از تو و از دای مز و متقی و لیک بانی رعینہای ضمیر و صدقہ سلطان یقینان و اکیہ و اسپ  
خود را می رسول آسمان و در طولان منکر و اند جہان و شرح آن تیری کہ استنیر و ہند و پیش از خشت  
آتش جہدہ گرم کرد و از فرس انجمن و کہ کند آہنگ و ج آسان و چشم را از غر و عبرت و وحہ و چو  
آتش خشک تر اسوزندہ گر پشیمانی بر عیسی کند و آتش اول و پشیمانی زند و خوشیمانی مزید از عدم  
چون بہ عینہ گرمی صاحب قدم و المعنی فراتے ہیں جو لوگ تعلیم و تافہین سے نا خوش اور طول چوین  
و فی تعلیم و تافہین کی بات کہنا کر زنا ہو سی کہتے ہیں کہان تک بار بار کہو گے اور میرے نزدیک  
کہ میں اسکا طالب و شائق ہوں عود و بارہ پانا جو یا اب شہر کہنے دو بارہ پائی ہو میں خوب جانتا ہوں  
کہ شمع کہ راگ دکھانے سے روشن ہی ہو جاتی ہو اور خاک بار بار راگ پانے سے زرمو جاتی ہو و  
سنجہ ہو زرا و اگر ایسا حال ہو کہ طالب تو ہزاروں ہیں اور لولہ ایک ہی ہو اس وقت میں جو رسول  
رسالت سے باز رہتا ہو تو یہ وجہ ہو کہ وہ رسول خیر و در را و گوہر پس سننے والا بھی ایسا پاہتا ہو کہ اسرافیل خواہ  
جبکہ مقام قرب عرش میں ہوا و رفعت اور صور منہ سے لگانے حکم الہی کے منتظر ہیں ایست متع منتظر چاہے  
ہیں یہ لوگ کہ درخت بادشاہوں کا سامنے ہیں اور خدمت و بندگی کے اہل جاتے خواہان ہیں  
جب تک تو اُنکے ادب بجا نہیں لایچھا اُنکی رسالت سے پھل نہیں پانچا اور متع نہو کا لینے وہ امانت

۴ قسم  
 جو آگے سر ہو کبھی تھکوا نہیں ہو چکا پہلے جب تک تو ان کے سامنے رکوع کرنے والوں کی طرح ڈھرا نہو گا  
 اور دھندلا ہوا دب بھی ان کے پسند نہیں آئے کہ وہ بھی کیسا یوان بلند سے آئے ہیں نہ گداہین کہ تیری ہر  
 حرمت سے اسے مقرر احسانند و منون ہوں غروبِ ہمیم و تشدید وافر سی و در و غلو آب فرماتے ہیں کہ  
 اے رسول ہر چند لوں کی بے رغبتیاں ہوں اور کوئی رجوع نہو لیکن تمہیں جو صدف سلطان سے پایا ہو وہ  
 اپنے جہاز و اسکو مت رو کو تم ہی رسول آسمان کے ان ملکوں کی طرف مت دیکھو اپنا گھوڑا کو دوا اور  
 مستفید کرو آب فرماتے ہیں کیسا مبارک وہ سپاہی ہو کہ خصومت شروع کرے اور گھوڑا اپنا خندق  
 آتش میں کودائے اور ایسا اسکو گرم کرے کہ مستعد آسمان پر اڑ جانے کا ہو انگلیں غیر و غیرت سے  
 پیسے چوے آگ کی طرح ترو خشک جلنے کو ہے پشیمانی جو عیب لگانے والی شہر و اسکو پہلے ہی سے  
 پیسے کے ہوئے اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے صاحب قدم کی گرمی کو پشیمانی دیکھی تو خود ہی اسکا مقدور کیا  
 جو عدم سے ظاہر ہوئے الخلاف شرح میں پشیمانی برہم کو برد لکھا ہوا اور معنی ان اشعار کے جو لکھے ہیں  
 میرا معلوم ہوتے ہیں میری دانستین تو ترک مراد طالب سے ہو کہ بعض تہماتے مذکور موصوف ہو کہ

اہل قدم بنے اور اہل دل سے مستفیض ہو

پہچانا ہر حیوان کا بواپنے دشمن کی اور پہچنا اور یہی وہی و زیانکاری اس شخص کی کہ  
 ایسے کا دشمن بنا کہ جس سے نہ بچا و ممکن نہ فرار نہ مقابلہ

قولہ اسپ داند با ملک و بوی شیر را کہ چہ حیوانست الا نادرا اہل عدو خویش را ہر جا فورہ خود ہوا  
 از نشان و از اثر و روز خفا شک نیار و بریدہ شب برون آید چو دزدان جریدہ از چہ سہ و دم تر  
 خفاش بود کہ عدو آفتاب فاش بود و فی تو اندر مصافش زخم خورد و فی یفرین تاندش مجبور  
 کردہ آنکہ آن خورشید از احسان وجود بہرہ دتا اندر قہرش تار و پودہ آفتابی کہ کردہ اند قہر فاش  
 از ہر اسی غصہ و قہر خفاش بہ غایت لطفت و کمال او پودہ ورنہ خفاشش کجا مانع شود و بمعنی آواز  
 ہین شیر گھوڑے کا دشمن ہے سو گھوڑا اسکی آواز ہو کو خوب جانتا ہے اگر یہ حیوان ہو گریہات آمین  
 عجیب نادری اور کچھ گھوڑے ہی پر نہیں موقوف بلکہ ہر جا فور اپنے دشمن کو اس کے نشان و اثر سے  
 خوب جانتا ہے دیکھو چمکا درون میں نہیں آسکتا ہوا رات کو مثل چروں جاسوس کے نکلتا ہے اور  
 سب میں زیادہ محروم خفاش کہ دشمن آفتاب جیسی ظاہر و فاش چیز کا ہوا ہے کہ جسکی لڑائی میں مقابلہ  
 ہو کے زخم کھا سکتا ہے نہ بڑا بھلا کیلئے اسکو آپ سے جدا کر سکتا ہے یہ کہاں وہ کہاں اور وہ  
 کہ خورشید اپنے احسان وجود سے قہر کر کے اس کے تار و پود یعنی ہستی کو پھاڑ کے تار تار نہیں کرتا

اور وہ آفتاب کہ اس فحاش کے غصہ اور قہر سے پیچھے ہٹ گیا ہو۔ اسکا نہایت لطیف و کمال  
 ورنہ فحاش بیاہ اسکی کسی بات کا مانع کب ہو سکتا ہو قولہ دشمن اگر گیری بعد خویش گیر بنا ہو  
 اگر مانی اسیر و قطور با قلم کہ تیزہ کند۔ البتہ اور پیش خود برسی کند۔ صلت او از سیالش گذر و چہر  
 حبرہ قمریون پرورد۔ باعد و آفتابا بن بدعتاب۔ اسی عدو آفتاب آفتاب ہامی عدو آفتاب کے  
 فرش ہامی بزرگ آفتاب و اخترش۔ تو عدو او نہ خصم خودی۔ چہ غم آتش سا کہ تو ہیزم شدی۔ اے محبوب  
 کہ سوز رشت او کم شود۔ یازد و غصہ ات در ہم شود۔ رحمتش فی رحمت آدم بود۔ کہ مزاج رحم آدم  
 غم بود۔ رحمت مخلوق باشد۔ غصہ ناک۔ رحمت حق از غم و غصہ است پاک۔ رحمت بیچون چنین دان  
 اسی پس دنیا یاد اندر و ہم ادوی جزا شر۔ اے معنی چہرہ محیط دائرہ یہ بھی خطاب فحاش کی طرف ہو کہ  
 اگر دشمنی اختیار کرتا ہو تو کسی ایسے سے کہ جو تیری حد و رتبہ کے موافق ہو تا اسکا کسی وقت میں  
 اسیر کر لینا ممکن ہو اور قطرہ ہو کے قلم سے لٹے تو احمق ہوا اپنی وارسی آپ کھوٹا ہو کوئی جیلہ کرے  
 اسکی موٹھچین اسی کمان کہ اسے وہ دعویٰ پورا ہو سکے جہلا دائرہ حجبہ قمر کو کیسے بھاڑ سکے کہ فلک  
 اول جو آب فرماتے ہیں کہ یہ غائب تو ہمارا دشمن آفتاب کے ساتھ تھا اور اے دشمن آفتاب کے آفتاب کے  
 اور اے دشمن آفتاب کے جسکے دب و دب سے آفتاب اور اس کے ستارے سب لرزتے کانپتے ہیں  
 خوب جان لے کہ تو دشمن اسکا نہیں ہو اپنا دشمن ہو اگر تو اسکا دشمن ہو کے ہیزم بنا ہو تو آگ کو  
 تیرے ہیزم بندے سے کیا غم ہیزم کا حال آگ کے سامنے جو بوسب جانتے ہیں پس جب ہیزم تیری  
 آگ میں جلنے لگی تو اے فلان پھر تعجب ہو کہ تیرے جلنے سے وہ آگ کم ہو جائے یا تیرے دو دو بیچ سے وہ ہم  
 یعنی ملول ہوئے کسو اسطے کہ کو رحمت امین ہو لیکن وہ آدمی کی سی رحمت نہیں ہو جسکا مزاج غم سے  
 نیلے اول آدمی کے دل میں کسی کے درد سے غم پیدا ہوتا ہو تب اسکو رحم آتا ہو اور اسکی رحمت  
 فواتی نہ ایسی جیسی رحمت مخلوق کی رنج سے بھری ہوئی کہ جب غم و غصہ دل میں پیدا ہو تو رحم آئے  
 اسکی رحمت غم و غصہ سے پاک ہو وہ بیچون جو اسکی رحمت کو اسی پس اپنا جان کہ وہ بھی وہم میں نہیں  
 آتی البتہ اسکا اثر آتا ہو اور جانا جاتا ہو

فرق در میان جاننے کسی چیز کے مثال و تقابید سے اور جانا ماہیت اسکی تحقیق سے  
 قولہ ظاہر است آنا صیوہ رحمت۔ لیک کہ داند جزا و ماہیتش۔ بیچ ماہیات اوصاف کمال پس  
 داند جزا و مثال طفل ماہیت داند طشت۔ اے جز کہ کوئی ہرست چون علو و ترا طفل را انبوا  
 زوطی زن خبر جز کہ کوئی ہرست آن خوش چون شکر کی بود ماہیت ذوق جماع۔ مثل ماہیات علوی مطاع

ایک نسبت کردادی با خوشی و با توکن عاقل کہ تو کو دک و شیخ و تانا بداند کو دک اور از شمال بہ گرداند بہایت  
 راعین حال پس اگر کوئی بد اندم دوریت و برگونی کہ اندام دوریت و اگر کسی گوید کہ دانی فوج را +  
 آن رسول حق و نور روح را کہ برگونی چون اندام کان قمر سرت از خورشید و مہ مشہور تر و کوکان مغرور  
 در گنہا بہ و ان امان جلد و محرابہ نام او خوانند در قرآن صریح و قصہ اش گویند از ماضی فصیح +  
 اخصی طشت خون حیض اور حائض ہوا اور جماع کتاب بضم و تشدیدت مکتب آورچو کہما ہو کہ اثر رحمت  
 کے وہم میں آتے ہیں نہ رحمت موافق اسی کے فرمایا شلاً کہ وہ کہ انکے اثر ہون سے رحمت اسکی  
 طاہر ہو کہ یہ رحمت ہیں لیکن ماہیت اسکی سوا اس کے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہو اور علاوہ اس کے اور  
 جتنی ماہیتیں او صاف کمال کی ہیں انکو کوئی نہیں جانتا سوا اسے آثار و مثال کے طفل جو ماہیت  
 طشت یعنی خون حیض کی نہیں جانتا اس سے سوا اس کے اور کیا کہا جائے کہ طشت وہ ہو جو تیرے و طشت  
 حلوا ہو پھر فرمایا کہ طفل عورت کی وطنی سے بچہ ہو تاہو اب اس سے سوا اس کے کہ وطنی اسی خوش چیز ہو جیسے  
 اور کیا بتا سکتا تھا او مطاع ماہیت لذت جماع کی مثل ماہیت بن حلا کے کہ ہوئی ہو لیکن اس عاقل نے  
 تیرے سامنے نسبت اسکی خوشی سے اس لیے کی کہ تو کو دک و ش ہو یا کو دک اگر عین حال ماہیت سے  
 واقف نہیں ہو تو مثال سے جان لے جس جو تو کہے کہ میں جانتا ہوں تو کچھ دور نہیں ہوا اور اگر  
 کہے کہ میں نہیں جانتا تو کچھ فریب نہیں اسوا سطر کہ کو دک وطنی کو کیا جانے اگر کوئی تجھے کہے کہ تو  
 حضرت فوج کو جانتا ہو جو رسول حق اور نور روح تھے اور تو کہے کہ کیسے انکو نہ جانوں کہ وہ ایک  
 قمر تھے کہ خورشید و ماہ سے مشہور تر ہیں لڑکے تو مکتبوں میں اور امام جلد محرابوں میں اسکا نام  
 قرآن میں صریح لیتے ہیں اور قصہ اٹھا جو دامن ماضی میں گزرا ہو فصیح لوگ بیان کرتے ہیں قول بہت  
 کو اند ترا از روی وصف دیگر یہ ماہیت نش از فوج کشف و برگونی من چہ دانم فوج را بہمچا و لے  
 دانرا ورا اسی قضا و مور لکھ من چہ دانم فیل و پیشہ کی داند اسرافیل را + این سخن ہم بہت از روی آن +  
 کہ ماہیت نہ انیش اسی فلان و عجز از ادراک ماہیت عموماً حالت عامہ ہو مطلق گوید انکو بیات و سرتر  
 ان ہمیش چشم کا ملاں باشد عیان و در وجود از سرخ و زات او و در ترا و ہم احتساب کو چونکہ او مخفی  
 نامہ از محمد ان بذات و صفی صیبت کان ماند نہ ان عقل کبھی گویا میں دورست و ربی تو دانی کجا  
 کہ مشہور قطب گوید مرزا کا ہی سست حال و اپنے فوق حالت آید محال و واقعاتی کہ کفوت کبشت  
 فی کہ اول ہم محال ہی نمود چون ربانیت دودہ نمان کرم و تیرہ را بر خود کس جبرل و ستم + چون بخت  
 یافتی از صد بلبل فقر را بر خود کس ریح و عنا بہل گیرش تا اگر دو شکلت و در نہ شد شکر جو بہریت

سوی بحث خوش نمازی بر احسن و کمین سخن پایان ندارد جان من نسبت اثبات بالحق از محنت  
گرایا نش میکنی بر گودرست و بمعنی جب حضرت نوح کے صفات مذکورہ تو بیان کر گیا تو تجھ کو دست  
سبائیکے اسی وصف کی رو سے اگرچہ ماہیت نوح کی تجھ پر کھلی نہیں ہو اور جو گریگا میں نوح کو کیا  
جائون انھیں جیسا کوئی ہو تو وہ اُنکو اس وقت جانے میں ایک مور لنگ پھر مور لنگ فیل کو اور پش  
اس فیل کو کیا جانے یہ بات بھی سچی ہو اس راہ سے کہ تو اس فلاں اُنکی ماہیت کو نہیں جانتا وہ مجھ  
تیرا جو دارک ماہیت میں ہو وہ ایک حالت عامہ ہو اسکو مطلق و بقیہ کہنا چاہیے اس سبب سے کہ  
ماہیات اور وہ اسرار جو اسمیں چھپے ہیں وہ کالموں کے پیش چشم میں اور ان پر حیان اس عالم و وجود  
کیا سحر حق اور کیا اسکی ذات سے وہ کوئی جو اُنکے وہم و متبصا سے دور ہو ایسا کہاں ہو سب اُنکے یقین  
وید اور سوچو جوچہ سے نزدیک ہیں جس جگہ یا اسرار و حیران راز سے مخفی نہیں رہتے پھر ذات وصفی کیا ہو جو  
پوشیدہ رہے ذات وصفی ماہیت اشیا اس مقام عقل ایک بحث کرتی ہو اس سے کہہ دے جا یہ بات  
تیری دور ہو تو بدو کسی تاویل کے کسی محال کوست مئے جیسا کہ وہ کہتی ہو کہ ذات حق کا مشہود ہونا  
محال ہو اور عقل سے مراد اہل عقل ایسا کہ کیا بد عقل و قیاس کے ہیں قطب تجھے کتنا ہو کلا و سست  
جو کچھ تیرے حال سے زیادہ ہو وہ تجھ کو محال معلوم ہوتا ہو خیال نہیں کرتا کہ وہ واقعات جواب تجھ پر  
کھل گئے کیا پہلے تجھ کو محال نہیں معلوم ہوتے تھے پھر کیسے کھل گئے جب اُنکے کرم نے دس دندان سے  
جو کثرت مراد ہو چھڑایا تو اس پر کیا اپنے اوپر ستم کر کے اپنے حق میں کیوں جس کرے لیتا ہو وہ اس  
بہرہ محال و پکا ستم سے مراد وہی محال کا ماننا جب تو نے خلاصی سیکڑن بلاؤ نے پالی تو پھر اپنے  
فقر و غنا کیوں کر اہل آپ تو سولی دیا تو بھی سہل طور پر اسکو پڑھ مشکل نہو بلے اور شکر  
تیری تو ہر حال و بجائے آب و ہوائ میں جو ابو الحسن تو کس بحث میں پڑ گیا اسکو چھڑا اور اپنی بحث  
کیطون دوڑا سیلے کہ ایسا جان من اس سخن کی تو پیمان نہیں نسبت نفی یا اثبات کی جو پہلے سے  
بیان کرنا چاہتا ہو تو ٹھیک ٹھیک بیان کر

جمع اور تفریق در میان نفی و اثبات ایک چیز کی از روئے نسبت اور اختلاف ہمت  
قولہ نفی آن یک پذیر و اثباتش رد است چون ہمت شد مختلف نسبت و قیاست و ماہیت از ہمت  
از نسبت نفی و اثبات مت و ہر دو مثبت است و آن تو افکندی کہ بردست تو بود و تو نیکنندی کہ حق  
قوت مذکور و زور آدم زادہ را حدی بود و پشت خاک کشتا لشکر کی شود و پشت مشت است افکندن از  
زمین و نسبت نفی و اثباتش رد است و بعد از ان الانبیا احد اہم مثل مالائستہ اولاد ہم

بہر فرزند ان خود دانشدہان و حکمران با صد دلیل و حدیثان و ایک از رشک و حسد پنهان کنند  
 خویشین را بر اندام میزنند پس چو میرون گفت چون جای دگر گفت لایع فرم غیری قدر با نعمت قبا  
 کامنون و جز کہ نیر طمان شان ندانند از مومن ہم نسبت گیر این مضبوط را دگر بدانی در دعائی نوح را اندرین  
 بسیار آمد در خبر و کان بخت با شد و بجان جبر انسخی فراتے ہیں نفی اور اثبات با ہم متنا فی ہیں ایک  
 چیز میں دونوں رد انہیں ہو سکتے ظاہر ہو اگر نفی ہوگی اثبات نہوگا اور ایسے ہی بالکس گمراہی  
 چیز میں روا ہو چکی بہت مختلف ہو اسواسطے کہ بہت مختلف ہونے سے پھر وہ دو ہو جاتے ہیں ایک نہیں  
 رہتے بس متنا فی بھی نہیں ہوئی جیسے آیت کریمہ مادیت اور میت و لکن اندر رمی نہیں پھینکا تو نے  
 ایک جو قوت کہ پھینکا تو نے لیکن اندر نے پھینکا کہ اس آیت میں نفی و اثبات ہوا و بسبب نسبت کے  
 دونوں مثبت ہیں چنانچہ ایک تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تو نے وہ پھینکا جو تیرے ہاتھ میں تھا یعنی ریت  
 اور اس سے جو قوت ظاہر ہوئی کہ مشرکوں نے ہر میت پائی وہ حق سے تھی تو گویا تو نے نہیں پھینکا  
 حق نے پھینکا لہذا بہت اسکی مختلف ہیں ظاہر ہوا آدمی زاد کی قوت تو اتنی ہی ہو جتنی اسکی حد ہر پھر  
 میت ریت شکست لشکر کی کب ہو سکتا جو تیس یہ ایسا ہو کہ فرمایا وہ میت جس میت سے یہ ریت پھینکا  
 گیا تیری میت ہو اور پھینکنا اسکا ہے ہو یعنی بحقیقت پھینکا ہے جس ان دو نسبت سے نفی اور اثبات اسکا  
 روا ہو متنا فی انبیا کو کفار جو انکے اصدا و ہیں خوب پہچانتے ہیں ایسے جیسے اپنی اولاد کو کہ مطلق شبہ نہیں  
 کرتے کما قال اللہ تعالیٰ الذین اتقوا ہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناہم یعنی وہ لوگ جنکو میں نے کتاب دی  
 یعنی تورات وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو لیکن صحت  
 سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں نشان اور اپنے فرزندوں کی طرح پہچانتے کے رشک و حسد سے  
 چھپاتے ہیں اور اندام پر آپ کو مالتے ہیں اور انجان بتتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ میں  
 تو یعرف کما پھر قدرنے لایع فرم غیری کیسے کہا کہ یہ بھی نفی اثبات ہوا و متنا فی چنانچہ حدیث قدسی ہوا و لیا  
 تحت قبائی لایع فرم سوائی او لیا میرے نیچے قبا کے ہیں کہ سوا میرے کوئی انکو نہیں پہچانتا یعنی  
 وہ قبا پوش لوگ ہیں قبا کے نیچے چھپے ہوئے کوئی آزمائش والا انکو سوا سے خدا کے نہیں جانتا  
 یہ بھی ایک کھلی راہ ہی معرفت انبیا کی نسبت ہی لایع عرف او لیا کی نسبت جیسے اوپر کہا ہو کہ ایک راہ  
 سے فرج کو جانتا ہوا اور ایک راہ سے نہیں جانتا غرض اس طرح سے حدیث میں بہت آیا ہو کہ نسبت  
 کرنے سے مقبرہ ہوتا و الخلاف شرح میں مثبت کو مثبت لکھا ہو

مسئلہ فنا و بقا سے درویش کامل

قول کہ گفت قائل در جهان درویش نیست ، و در بود و دویش آن درویش نیست ، بہت از روی بقا  
 ان ذوات او نیست گشتہ وصف او در وصف ہو ، چون زبانہ شیخ پیش آفتاب نیست باشد بہت  
 باشد و حساب بہت باشد ذات او تا تو اگر بر بنی پنبہ بسوزد ان شہر نیست باشد و روشنی نہ ہوتا  
 کہ وہ باشد آفتاب او را فنا دوردہ صد من شہد یک دقیقه رطل ، چون در انگندی و در وی گشت حل  
 نیست باشد طعم حل چون پستی بہت آن دقیقه فروں چون مکشی پیش شیری آہونی بیوش شد بہتیش  
 و بہت او و پوشش شد ، این قیاس ناقصان بر کار رب ، جو شش عشق ست نہ از ترک ادب ، بنفہ  
 عاشق بی ادب بر مجیدہ خویش را در کفہ شہمی نہدی بی ادب تر نیست زوکس در جهان بہ با ادب تر نیست  
 زوکس در زمان ، ہم بہت وان وفاق امی تنب ، این دو ضد با ادب با بی ادب ، بی ادب باشد  
 چو طائرنگری کہ ہو دعوی عشقش یک سری ، چون باطن بگری دعوی کجاست ، او دعوی پیش  
 آن سلطان خاست ، مات زید زید اگر فاعل ہو ، لیک فاعل نیست کہ عاقل ہو ، و در وی لفظ نحوی  
 فاعلت ہو ، و زید او مقتول و فاعل ہو ، فاعلی چہ کو بیان مقہور شد ، فاعلیہا جملہ اذوی و در شد ، المعنی  
 و قیہ بالعلم نام وزن چل ورم ایک کہنے والے نے کہا کہ جہاں میں درویش نہیں ہوا اور جو ہو تو وہ  
 درویش درویش نہیں ہو وہ از روئے بقا کے خود ایک ذات ہو کہ اپنے وصف و وصف ہو میں فنا کیے  
 ہوئے ہی جیسے شعلہ شیخ کا آفتاب کے سامنے نیست ہوتا ہو اور حساب کی راہ سے بہت ہی بہت تو  
 اس سبب سے کہ اسکی ذات پر پنبہ رکھے تو اسکی آگ سے ضرور جل جائیگی نیست اس سبب سے کہ تجھ کو  
 نہیں دیتی فنا کی ہوئی آفتاب کی ہو دو سو من شہد میں اگر ایک دقیقه سرکہ ڈال دے اور وہ اس میں  
 حل ہو جائے تو فرہ سرکہ کا اسمیں نیست ہو جائیگا کہنے کے وقت کچھ معلوم نہیں ہو گا اور جب مکشی کرے گا  
 تو وہی دقیقه اسمیں بڑھتی ہو دوسری مثال کہ ایک آہو شیر کے سامنے بیوش ہو گیا پس اسکی ہتی اسکی  
 بہت میں چھپ گئی یہاں تک قول قائل کا تھا اب مقولات مولانا کے ہیں ناقص لوگ جو یہ قیاس کا لڑتے  
 کرتے ہیں باعث اسکی جو شش عشق ہو نہ ترک ادب اسلیے کہ نبض عاشق کی بے ادب اچھلتی ہو اور آپ  
 ہم پہ شاہ کا سمجھتی ہو جس اس سے زیادہ تر کوئی بے ادب جہاں میں نہیں ہو نہ پوشیدہ میں اس سے زیادہ  
 کوئی با ادب آبا ہی متنب میں نے جو ایک شخص کو با ادب بھی کہا اور بے ادب بھی اسمیں بھی نسبت سمجھ لے  
 اسی نسبت سے با ہم انکے وفاق ہو نہ خلاص آئندہ بیان نسبت کا ہو کہ اگر ظاہر اسکو دیکھو تو بے ادب ہو  
 کہ بالکل دعوی عشق کا بنا ہو اور جو باطن کو دیکھو تو دعوی کماں کا وہ اور دعوی و فون اس سلطان کے  
 سامنے فنا ہیں مات زید میں زید اگرچہ فاعل ہو لیکن فاعل نہیں ہو عاقل ہو نہ تو از روئے لفظ نحوی کے



[illegible]

کہ فاعل بنی آپ سے دور ہو گئی اور جاتی رہی

قصہ کوکیل صدر جہان کہ متمم ہوا اور خوف جان سے بخارا سے بجا کا پھر عشق نے ہکا  
گریبان بیکار کہ کام جان کا واسطے جانان کے سہل ہو تا ہی

قولہ در بخارا بندہ صدر جهان ہشتم شد گشت از صدرش نشان مدت دہ سال گردان گشت ہر گز خراسان  
 کہ قستان گاہ دشت و از پی دہ سال او از اشتیاق گشت بی طاقت زایام فراق و گفت تاب فرقت  
 زمین پس نمائند و صبر کی داند خلاعت را نشانند از فراق این خاکما شورہ بود و آب زرد و گندہ و تیرہ بود  
 باد جان افراو نم گرد و فنا آتشی خاکستری گرد و ہبا و باغ چون جنت شود و دارالمرض و زرد و یزان برگ  
 او اندر مرض عقل دراک از فراق دوستان و ہجرتی را اندازد شکستہ کمان و دوزخ از فرقت چنان سوزان  
 شدہ است و پیدا از فرقت چنین لرزان میست و گر گویم از فراق چون شرارہ تا قیامت یک بود از صبر  
 پس شرح سوزا و کم زدن نفس و بے سلم و بے سلم گوی و بس و ہر چہ از وی شاو گشتی در جہان و از فراق او  
 بیندیش آن زمان و از آنچہ گشتی شاو بس کس شاو شد و آفر از وی جست و همچون باد شدہ از تو ہم مجاہد تول  
 بروی منہ پیش از آنکہ مجاہد از تو مجاہد و ہجو مریم گوی پیش از فوت ملک و نفس کہ اعوذ بالرحمن منک  
 المعنی خلاعت مرض سے غم کھانا اور بیامان و بے ساز مونا ہما گرد و غبار مرض بیماری کہ عشق  
 سے ہو بخارا میں ایک بندہ صدر جہان کا تہم ہو کے اسکی صدر حکومت سے بھاگا دس برس تک  
 گرد بخارا کے پھرتار ہا کبھی خراسان کبھی قستان کبھی دشت میں دشت نیز نام شہر تہد دس برس کے  
 اشتیاق اور ایام فراق سے بی طاقت ہو اکا اب اس سے زیادہ مجھکو تاب فرقت کی نہ رہی صبر غم  
 مرض کو کب دبا سکتا ہوں زمینیں بسبب فراق کے مجھکو شور ہو گئی ہیں اور اب زرد و بد و اور تیرہ بھی  
 فراق ہی سے ہو باد و جانفرا نا گوار و موت ہو جاتی ہو اور غبار ایک خاکستری گرم و سوزندہ بن جاتا ہو  
 وہ باغ جو مثل جنت کے ہو جہان کوئی آزار نہیں دارالمرض ہوتا ہو اور بیماری عشق سے تپنے کے  
 زرد و ہوا کے گرتے ہیں عقل دراک دو ستون کی جدائی میں ایسی ہو جاتی ہو جیسے کوئی تیرہ انداز  
 کمان شکستہ دوزخ بھی فرقت ہی سے سوزان ہوا اور بیا بھی فرقت ہی سے لرزان ہوا میں اگر  
 اپنے فراق چون شرارہ کا بیان قیامت تک کروں تو لاکھوں سے ایک ہوئے بس اس کے سوز کی  
 شرح سے خاموش ہو رہا اور بے سلم و بے سلم کہ اس کا اور بس یعنی احرار میرے بجا آب عقولات تیرہ انداز  
 کے معلوم ہوتے ہیں فرمایا جس چیز سے کہ توجہان میں شاد ہوا ہی وقت اس کے فراق کو بھی سوچ لے

کہ ضرور ہی ہوگا اس واسطے کہ جس چیز سے تو شاد ہوا ہو اس سے بہت شاد ہو چکے ہیں آخر وہ پتھر اپنے کچل گئی اور مثل ہوا کے ہو گئی آئیے ہی تجھ سے بھی کچل جائیگی ہرگز اس پر دل نہاد مت ہوا اور مثل اس سے کہ وہ مجھے ٹھکانے تو ہی اس سے کچل جائیے حضرت مریم نے کہ قبل از فوت ملک نفس کے کہا اعوذ بالرحمن منک یعنی جو ایشیا کہ ملک نفس سے نہیں قبل انکی فوت سے کہا کہ میں تھے پناہ مانگتی ہوں رحمن سے اختلاف شرح حسین ایک جگہ بت دو سال اور ایک جگہ دہ سال لکھا ہے میں نے بظریقہ باہر گر کے دو سال لکھا ہے اور آئندہ بھی وہ پناہ مانگیا ہو و ختم کر دو کو و ختم کر دو اور اعوذ بالرحمن منک کے بجائے کا اعوذ لکھا ہے پیدا ہونا روح القدس کا مریم پر بوقت غسل و برہنگی اور پناہ مانگنا حق تعالیٰ سے قولہ دید مریم صورتی بس جانفرا جانفرا فی دلربائی و در خلا پیش او برست از روی زمین چون در خورشید آن روح الامین از زمین برست خوبی بی نقاب و آئینہ گزشت رویدا آفتاب و لرزہ بر اعضاے مریم افتاد و کو برہنہ بود و ترسید از فساد و صورتی کہ دیدی یوسف از عیان دست از جیب بریدی چون زمان و چو کچل پیش بروید و زگل چون خیالی کو برآرد سرزدل و گشت مریم بخود و پیش او و گفت بچم و پناہ لطف ہو و از آنکہ عادت کردہ بود آن پاک صیب و در نہریت رخت بیرون سو غیب چون جہان را دید ملکی پفرارہ حازمانہ ساخت و آنحضرت حصارہ تا بگاہ مرگ حصے باشندش کہ پناہ خصم راہ مقصدش و از پناہ حق حصاری بہ ندیدہ یورنگہ نزدیک آن و ڈر برگزیدہ المعنی خلا تنہائی ہو و نگہ مضمحل معدولہ و سکون افتح فتوحاتی و کان غاسی خانہ و جلے بودن جلے چو کی حضرت مریم نے تنہائی کے وقت میں ایک صورت نہایت ہی جانفرا و نکھی اور صرف جانفرا ہی نہیں دلربا بھی انکے سامنے وہ صورت رو سے زمین سے پیدا ہوئی مثل ماہ و خورشید کے کہ وہ روح الامین تھے کیسا ایک مشرق رو سے زمین سے پیدا ہوا بے نقاب جیسے مشرق سے آفتاب پیدا ہوتا ہو مریم نے جو انکو دیکھا کانپنے لگیں اس وقت وہ غسل کی ضرورت سے برہنہ تھیں بس فساد سے ڈرین لیکن صورت ایسی دیکھی کہ اگر یوسف اس صورت کو نظر ہو دیکھ لیتے تو صورت سے مثل زمان مصر کے ہاتھ کاٹتے یہ صورت مثل گل کے گل سے انکے سامنے ایسی پیدا ہوئی جیسے کوئی خیال دل سے پیدا ہو جاتا ہو مریم انکو دیکھ کے بخود و بخوش ان پر ہو گئیں کہا لطف ہو یعنی اللہ کی پناہ کی طرف و ڈرون اس سبب سے کہ ان پاک صیب نے عادت کر لی تھی کہ نہریت کے وقت غیب کی طرف بھاگتی تھیں یعنی اعوذ بالرحمن کہتی تھیں اس سبب سے کہ جہان کو انھوں نے بے ثبات و بیقرار جان لیا تھا اس واسطے ہوشیاروں کی طرح انکی دور گاہ کو اپنا حصار بنا یا تھا تو زمان مرگ تک وہ انکے لیے قلعہ ہوا اور دشمن جو شیطان ہوا انکے

مقصود کی راہ نہ پاسکے انھیں نے پناہ حق سے ٹھوٹ کر کوئی قلعہ نہ دیکھا اس واسطے اس قلعہ کے  
 نزدیک اپنا گھرنایا اور اختیار کیا تو لہ چون میدان غزہ ہا می عقل سوزہ کا زویشہ جگر تیر دونہ  
 شاہ و لشکر حلقہ و گلوشتش حمہ و خسران عقل ہیشتش ہمہ صدر ہزاران شاہ ملکوش برقی ہمد  
 ہزاران بدر را دادہ جتی ہند ہرنی مرزہ و رانا دم زند و عقل گلشن چون بہ میز کمند من چہ گویم  
 چون مراد و وقت مدغم را دیکھ او سوخت و دوزاکن نام و دلیلم من بروہ و دوزاکن شہ مل  
 ما عجز و خود نباشد آفتابی را لیل و غیر ذائقہ بطلیل ہمایہ کہ بود تا دکیل او بودہ این بشتش کہ لیل  
 او بودہ این جلالت و درولات صادقہ و جلا و رکات پس او سابقہ است و جلا و رکات  
 بر غزہ ہا می لنگ و اسوار باد پایان چون خدنگ ہرگز ریزد کس نیاید گردشہ ہرگز ریزد او دیگر و پیش  
 جلا و رکات با آرام فی وقت میدان و وقت جام فی میان کی دہی چو باہمی می پردہ و ہون و گرد  
 تیغ مغرمی در دہا گشتی بق کہوشہ بقیان بندگی و غلامی دق مرض مشہور جب حضرت مرم نے وہ غزہ  
 عقل سوزا کے دیکھے جسکے تیر جگہ کے پار ہوتے تھے تمام بادشاہ اور بادشاہوں کے لشکر ب لنگہ  
 لکھام اور حلقہ گلوشتش اور بڑے بڑے عقل بادشاہ عقل کے سب انکے آگے ہوئے لاکھوں بادشاہ انکے  
 ملک و کبری غلامی و بندگی کے ساتھ اور لاکھوں بدر آنے دق میں پڑے اور گشت گشت کے ہلال  
 ہوئے ترہہ کا یہ زہرہ کہاں کہ دم مار کے اور جو عقل کل اس صورت کو دیکھے تو آپ کو کم ہی جائے  
 عقل کل بتیغ غزہ رضی کہا ہو ورنہ عقل کل اور یہ صورت واحد ہی ہیں اب فرماتے ہیں کہ میں اس صورت  
 کا وصف کیا کروں جب مجھ کو بھی آنے اپنے تیر میں چھیدا ہو اور میرے دمگاہ یعنی درون کو اس کے  
 درون نے جلایا ہو اور جو درون میرا جلادیا ہو تو میں اس آگ کا دلیل ہوں اور اسی آگ کا دھواں  
 پھر کہتے ہیں جب باتیں اس بادشاہ سے دور ہیں اور باطل ہیں جو کچھ کہتے ہیں کیسے کہتا ہوں  
 کہ میں اس پر دلیل ہوں وہ خود ظاہر باہر ہو اس کے لیے دلیل کیا سوائے اسکے کہ جو نورستلیل ہوا و شعاع  
 وہی اسکی دلیل ہو نہ کہ سایہ تا پیر کیا ہو اسکی دلیل ہو سے سایہ کے حق میں ہی کافی ہو کہ دلیل ہو پیر  
 اسکا بنا رہے یہی بزرگی اسکی دلات میں صادق ہو کہ جلا و رکات پس ہیں اور وہ سابق ہوئے جملہ  
 اور رکات کا پیشہ ہو اور سب اسکے ہیں و جلا و رکات ایسے ہیں جیسے کوئی لنگرے گرھے کا سوار اور  
 وہ باد پایوں کا سوار جو شل خدنگ کے جیسے تیر چل جاتا ہو ظاہر ہو اگر بادشاہ بھاگے تو اسکی کوئی گرد  
 ہی نہیں پاسکتا اور جو اور بھاگین تو بادشاہ انکی براہ روک سکتا ہو یہاں جلا و رکات کو آرام نہ دے  
 اسلئے کہ یہ وقت میدان و رزم کا ہو نہ وقت جام و رزم کا یعنی وقت اپنے اپنے کام و ریاضت کا ہو

یہ وقت پیش و فراغت کا چنانچہ مجملہ ان کے ہم سفر کہ ہوا کی طرح اڑاؤ اور ایک وہ جس سے خیال مراد ہر تنہا کے محل خود  
کو بچا گیا ہو جسے جملہ مدد کات میں نفوذ کرنا ہو اختلاف شرح میں ہر جگہ عقل کشش کی تلاش عبر و اکو عبر و اور معنی  
میں شاہ و لشکر حلقہ گوشت شایخ اس شین کو صیراج با تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی غیر عقل کشش کی باقی  
با تحفہ و قلم و نیز قلم ہونگے میں قوس کو مستعد اور بعد واجب جانتا ہوں کھولہ وان و اگر چون کشتی با  
باد بان و وان و اگر اندر تراجم ہر شان و چون شکار سی بنیاد شان و نور و جملہ علم مینا پیدان طیور و پوچھ لگا پیا  
شود و میران شونہ پوچھ چندان سوسی ہر ویران رونہ و منتظر چپے ہم یک چشم باز و تاکہ پیداکر و دان صید پیدان  
چون باز و دیگر گیدان لال و صید پروان خود عجب یا بد خیال یہ صلت آست تا ایک ساتھی بد قوتی گیر نہر دور  
از راجتی مگر غیبی شب ہمہ ملحقان و از غیب نشین را سونہ بندی را ہزار ہا ہوس و از غیب و دان غیب  
ہر کسی دادی بدن و سوختن و شب پر یکا پوچھ راجتی و تار ہند از مرص خود یک ساعتی بد معنی تراجم بغیر  
جیم لوٹا منتقل ہونا اور با یک گیر جمع کرنا اور رجوع کرنا کو اک حركات اکثری اپنے سے کہ مغرب سے مشرق  
کہ طواف ہوتی ہوئے مغرب کو جانا و ہزارہا بالک خدیش کرنا خوشامالی کرنا مولانا ہر نے وہم و خیال کا بیان قوا پر  
کیا آب فرماتے ہیں کہ دوسری قوت ایسی جو جیسی کشتی مع باد بان جو ہوا کی دوسرے روان ہوتی ہو کہ وہ سا  
ہو منقول ہو جو افلاک آدمی کے منہ سے نکلتے ہیں ہوا میں صورت پکار کے توجہ ہوا سے پردہ گوش میں پوچھنے ہیں  
تب بات سمجھ میں آتی جو اسی سبب کشتی و باد بان فرمایا کہ گوش کی صورت باد بان کی ہو اور اسی میں ہر  
بھی و اہل کو آنکھ بصورت کشتی کے ہو اور جو اس دوسرے کے دوسرے ہیں مثلاً شامہ ذائقہ لامہ اس میں  
تراجم برقیون امین شریک مثلاً شامہ جتنی دفعہ کسی چیز کو سونگھیں گا آسنی ہی وفد وہ لوٹ لوٹ کے آئیں گی اور  
ورک کر گئی کیسے ہی ذائقہ میں رجعت ہو اور لامہ میں کہ بار بار لوٹتی ہیں اور ورک کرتی ہیں جب انکو کوئی  
شکار دور سے معلوم ہوتا ہو تو وہ جملہ طیور اسکی طرف حلقہ کرتے ہیں یعنی قوا سے مذکورہ اور جب ہر شکار نما  
موجا ہر ہاتھ نہیں آتا تو حیران ہوتے ہیں اور شل چندون کے اپنے دیرانون کی طرف جاتے ہیں چند  
ہا اعتبار دنا مت حواس کے کہا ہو اور ویرانہ بنظر ایول کہ آخر ویران ہوگا اور ایک آنکھ نیچا و ایک  
آنکھ کھولے منتظر ہیں کہ تادہ شکار آمد کا پھر پیدا ہونے ایک آنکھ کھول کے ایک میخ کے دیکھنا مراد بغور  
دیکھنے سے ہر جیسا کہ امر عادی ہو جب دیکھتی ہو اور شکار پیدا نہیں ہوتا تو طلال سے کہتے ہیں کہ آیا شکار  
تھا یا کوئی خیال عجیب پس خیال رفیع اس طلال کی صلت یہ کہنے کہ ایک ساعت انکو راحت و آرام ہو چکا  
جائے تا اس راحت سے قوت و نور حاصل کریں اس پر اسطے حکیم برحق نے ہفتہ سائے حکمت رات منو  
میں پیدا کی ہو کہ اگر رات منو قی تمام مخلوق مرص کے مار سے ہر وقت کی محنت و مشقت سے ایک جلا دیتے

اور ہر وقت حرکت و جنبش ہی میں رہتے اب رات کی راحت سے تازہ ہو جاتے ہیں اور دھڑکے  
 ہوس قائم ہو جمع کرنے سے ہر کوئی اپنے بدن کو سوختن کے خواہ کر دیتا اور سوخت ہو جاتا ہے رات  
 جہل ہر ہوتی ہر رات نہیں ہی کچھ رحمت سے جو اس صحت بھر یہ مخلوق حرص سے نجات پامائیں انکے  
 شرح میں اندر راج کو اندر صید ہو کو ہون راز کو راز تو کہ چونکہ قبضے آیت اور ہر وہاں علاج تست  
 آئیں دل مشورہ زانکہ درجی الزان بہت و کشادہ طبع را و علی بیاید راعنا و دیگر جان را فصل ابستان جہل  
 سوزش خورشید و ریشہ زوی و زنتش را سونتی بار خج و بن کہ دیگر تازہ نگشتی آن کہن کہ گزرا سر ویت  
 آن کوئی شفقتی ست و صیف خندانست اما محرق ست و چونکہ قبض آتہ تو دوری بسط ہیں و تانہ باشند ہیں  
 میفغان جب ہیں کہ مکان خندان و دانیان ترش و غم مگر با باط و شادی و کشش چشم کو دکی چو فردا خرا  
 چشم عاقل و حساب آخرت و اور آخر چہ می میں علف و دین و قصاب آخرش میں علف و کان علف  
 نکشت کان قصاب و او بہر کم تا راز و فی غدا و روز حکمت خور علف کا نرا خدا و بی علف و اوست و محض  
 عطا و غم مان کر و بہر حکمت اسی ہی و چونکہ حق گفت کلیان رزقہ رزق حکمت و بود و مرتبت و کان  
 گلو گیت کر و دعا قبت یعنی او پتہ نعمت و رادت حواس کا بیان فرمایا اب قبض و بسط کا بیان فرماتے  
 ہیں کہ اگر ہر وہ خواہ راہ دنیا کی خواہ راہ خدا کی اگر کوئی قبض و تنگی تیرے آگے آئے تو دل کو آئیں اے  
 نا امید ست کر کہ وہ علاج تیرے بسط کا جو اس سبب سے کہ تو اس بہت و کشادہ سے عمل فرج میں ہو پس فرج  
 کیوں ملے کوئی دخل و آمدنی مقاد سے بڑھنی چاہیے تا فرج کو مدد و قوت ملے سو چو تو اگر جان میں ہمیشہ  
 فصل تا بستان کی ہوتی تو سوزش خورشید کی بستان میں کیا ایسی ہوتی کہ تن اسکا بڑھتا دے جلاوتی  
 اور ایسا کہن ہو جائے کہ کبھی تازہ نہوتا اگر کھج کو سر دی دنی کی ڈرانے والی ہو اور گرمی صیف کی خندان  
 لیکن یہ جلائے والی کسی ہی میں جب قبض آئے تو اس میں بسط کو دیکھ کہ قبض باعث بسط کا ہو لا جرم تازہ  
 رہ اور چین جب ہیں مت ہو دیکھ اس کے جو را و نا باغان دنیا سے ہو کیسی خوشی سے خندان رہتے ہیں  
 اور دانا غم آخرت سے ہر دم ترش جیسے دل کہ سب اعضاے رئیس میں ریش جو ایسے ہی یہ دانا لوگ  
 ہیں اور پیچیدہ کہ خادم دل کا ہو غیر رئیس و نابالغ دنیا کے ہیں پس غم کھانا ریشون کا کام جو اور خوشی  
 غیر ریشون کا کام اسی سبب سے غم دل سے پیدا ہوتا ہو اور خوشی پیچیدہ سے لڑکوں کی آنکھیں کہ رہے  
 لیطرح گھاسل و خوش پر لگی رہتی ہیں یعنی یہ نابالغ تن پروری پر خوش ہیں اور عاقل کی آنکھ حساب  
 آخرت پر ہو وہ یعنی دانا آخر میں چرب و شیرین علف دیکھتا ہو اور یہ ہوتا ہو کے قصاب اجل سے ناف دیکھتا ہو  
 علف نہایت ہی تلخ ہو جو قصاب نے تیرے آگے رکھی یہ ہمارے گوشت بڑھانے کو تولیاب لگائی کہ

تو اسکو چھوڑا اور جاگرت سے غفلت کھا وہ کہ غفلت نے بے عوض محض اپنی غفلت سے جھک کر خوشی پر کج ہوتی رہی  
 سمجھ کر کہ خدایت حاصل نے جو چہ سے کھا کھا امن۔ رزق کھا و ان کے رزق سے تو اسکو روٹی سمجھا اور یہ نہ جاننا کہ  
 رزق سے مراد حکمت ہو رزق حکمت کا اس روٹی سے مرتبہ بہت بہتر ہوا سیلے کہ یہ رزق عاقبت میں تیرا  
 کھانا نہیں دیا گیا اور روٹی کھا کر مہوگی اختلاف شرح میں جہاز کو جہاز امتش کو امتش اور سر و دست شری  
 لکھا ہو قول این وہاں سببی و طائی باز شدہ کو خوردہ لقمہ ہای راز شدہ گر ز شیریں دیوتن ما و ابری مدوفا  
 ان ہی حلوا نمو دی و ترک خوشی کردہ ام من غم نام از حکیم غزنی مشہور تمام۔ و ان کی نامہ گویش شرح این، ان حکیم  
 غیب فقر العاقین غم خوردان غم فرمایا کہ غم خوردان کا کل غم خورد کو کہ شکرہ قند شادی میوہ باغ است  
 این فی غم است و ان غم است غم جو پنی در کنارش کش عشق از سر رہوہ نظر کن در عشق مدعا قل از انگو  
 می بیند بھی عاشق از مدد مہوشی بیند بھی، جنگ پیکر وہ حالان پریر، تو کش تاسن کتم حش چو شیراز کا  
 در آن پنج میوہ میوہ مدوہ حل اور یک دو یک میوہ مدوہ مدوہ حق کو فروان بیایہ کہو این و گہنیت مدوہ و ان نشوہ  
 المعنی رجبہ بالفتح زمین بلند و پشتہ زمین بیت المقدس کزین سے چار فرخ بلند ہو چہ پیر یعنی پریر و  
 جب تو نے اس دہن کو بند کیا تو جان لے وہ دہن کھل جائیگا جو خوردہ لقمون لانا کھا ہو اگر اسوقت میں اس دیوتن کو  
 شیر چھوڑا گیا تو اس کے نظام میں بہت ہی بہت ملو کھا گیا اکثر بچوں کا دودھ چھڑائے کے وقت میں ملو  
 باشتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ محمدیم غام نے تو اپنا جوش ترک کیا اب تو حکیم غزنی سے پوری بات سن کہ  
 انھوں نے ان کی نامہ میں شرح اسکی کی جو اوردہ کیے کامل ہیں کہ حکیم غیب اور غم عاقلین میں چنانچہ فرمایا کہ  
 غم کھا اور روٹی غم اقرایون کی مت کھا اس واسطے کہ عاقل غم کھاتا ہو اور لڑکے شکر کھاتے ہیں قند  
 خوشی کا یعنی خوشی کہ مثل قند کے شیریں ہو اس کے باغ کا میوہ غم ہو کہ خوشی سے غم پیدا ہوتا ہو خوشی سے  
 حق میں زخم ہو اور غم مرہم ہو جس جہاں غم کو دیکھئے اسکو بڑے عشق سے اپنی بغل میں لے لیجئے اور ہم آغوش  
 اس سے ہو جا سہر ملک سے و عشق میں نظر کر یعنی اس غم کی بدولت ایک سہر عالیشان کی سیر کر عاقل  
 انکوہ سے شراب پر نظر کرتا ہو یعنی پیاں کار پر اور عاشق مدد مہوشی شکر کو دیکھتا ہو یعنی ابھی وہ مدوہ  
 نہیں ہوئی ہو اور یہ دیکھ رہا ہو چہ سون حال مکی ہندی پلہ دار ہو چہ چین لڑتے تھے ایک کتا تھا کہ تو مت  
 اٹھنا میں اس بوجھ کو مثل شیر کے یعنی بڑے لطیف و مہر سے اٹھاؤنگا اور یہ لڑائی اسوجہ سے تھی کہ  
 رنج میں اپنا فائدہ تکے ہوئے تھے اسی سبب ہر ایک بوجھ کو ایک دوسرے سے چھینتا تھا اب فرماتے ہیں  
 خیال تو کر یہ حال ایک انسان بیایہ کی مزدوری پر کیسے بلایا اپنے نفس کے لڑنے کے لئے جو مزدور حق کا  
 جو اس کے فحش کا کیا بیان کہ وہ ادنیٰ مزدوری کے عوض ایک گنچہ جھکو دیدیگا اور انسان بیایہ کیا ہی میں کیا تو

اور مقدار خیل یعنی سپرد و سپارہ کا وقت شرح میں مذکور ہے کہ اگر بیابان کھادیا گیا ہو تو گھوڑے کی پٹائی  
 زیر رینگ و باقویا بشکاف نامعلومہ رینگ پیش پیش آن جانا نہ دے و نہ تلاش کرے و غری میگوید ہوسود  
 مرگ ایندم مردہ باش یا شوی یا شوی یا شوی سرخو اجہ تماش بد صبری بیند ز پرده اجہا دودوی چون گلزار و  
 و لغین حرار و غم چو آئینہ ست پیش مجاہد کمان را ان ضد غنیا پردی ضد بعد قید رنج آن ضد گداز و  
 یعنی کشا کر و فردا این دو وصف از پیچہ و ست بہین بد بعد قبض شست بسط آید لغین پیچہ اگر قبض شد  
 و اتہاد یا ہوسود بود چون مبتلا دین دو وصف کا رو کسب منتظم چون مرغ این دو بال اور اہم  
 المستی مردہ رینگ ناچیز و فرومایہ اور چو شو مردہ سے بجا سے میراث اور مردہ ری بھی آیا ہو اور  
 جو تیری مزدوری میں حق جھکونج و گجاوہ جب تو زیر رینگ یعنی قبر میں ہوگا تو وہاں بھی تیرے سوا  
 ہوگا ایسا نہیں بجا ہوگا جیسے یہ مردہ رینگ جو میراث دیا ہو وہ آگے آگے تیرے جنازہ کے دڑتا  
 جا چکا اور تیری غری و گور میں تیرا موش و لافس ہوگا تو واسطے رزق مرگ کے اس وقت مردہ ہو چکا  
 سرخ کا خواجہ تماش بنے جیسے ایک آقا کے دو ملازم ہوتے ہیں جو کوئی اجہا و تقوی اختیار کرتا ہو  
 اور انکی ریاضتوں اور مصیبتوں پر صبر تو وہ اسی اجہا کے پردہ سے رو مطلوبہ مراد کا دیکھتا ہو کہ وہ  
 روض گلزار کے سرخ ہو اور شل بخیر کے انکی ریاضتوں میں اجہا دوالے کے سامنے غم ایسا ہو جیسے آئینہ کے  
 اس صدمین اسکو صورت ضد کی معلوم ہوتی ہو اور غم ضد خوشی کی ہوشی کی ضد غم میں اس کا لمحہ غم  
 وہ خوشی دیکھتا ہو کہ بعد منہ رنج کے وہ دوسری ضد سامنے آتی ہو چو کشا ہو بڑے کروفر کے ساتھ  
 اب تشنگا فرماتے ہیں کہ دور مت جا نے ہی یا تو کہ پیچہ کو نہ دیکھ لے کہ دونوں وصف بہت و کشا و  
 حسین موجود ہیں کہ اگر مٹھی بند کر لیا تو یقیناً کشا بھی اسکو ہوگی اور اگر پیچہ میں ہمیشہ بستی ہوتی  
 یا بالکل کشا ہو تو کیسی بلا میں پڑتا آن بہت و کشا و دونوں وصف سے تمام کام و کسب منتظم  
 ہیں یعنی جو مٹھے کسب کے ہیں انھیں دونوں صفت سے انتظام پاتے ہیں یہ دونوں شل پر  
 مرغ کے دو بال ہیں بہن ضرور کیو واسطے مرغ بھی ضرور کے وقت بازو و نگو کھول بند کرتا ہے  
 الخلافہ شرح میں جتنی کو چنے اور این دو بال کو اید و حال لکھا ہو

کنا روح القدس کا حضرت مریم سے کہ رسول حق کا ہون پریشان مت ہونہ چھپو  
 قولہ چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان بہمنانکہ بر زمین برہا بیان با ناک بروی زد و نمودار کرم ہر کہ میں  
 حضرت از من مریم از سرافرازان عزت سرکش از چنین خوش نہ را ان دم در کشد مابین کیفیت و ذوال  
 نوز پاک از لبش نیشد پایا بر بساک ہا از وجود می گریزی در عہد در عہد من شاہم صاحب علم

تو چون در میان من و رقیبت و یکسوار نقش من پیش سبقت میرای نظر که نقش مشکلم بر من ملازم من است  
 اندر دلم چون خیالی در لبت آید شبت + هر که که میگری با تو هست + جز خیال خامی باطل که بدست  
 چون صبح کاذب کافلی بد من صبح صادق صادم از نور رب + که نگرود گردوزم هیچ شب + مین گولا حول  
 عمران داده ام مین نلا حول این طرف افتاده ام + هر مر اهل و غذا الا حول بود نور لا حول که  
 پیش از قول بود تو همی گیری پناه از من بحق مین نگارنده پناه هم در سبق + آن پناه من که مخلصات  
 بود تو خود آری من خود آن اغوز آفتی نبود تیرا شناخت + تو بر یار و ندانی عشق باخت + المعنی  
 ذبا لایع فقیله بنکو شعلام چو شتی زن نیک و خاتون جب حضرت مر محقوثی در مضطرب ہوین ای  
 جیسے زمین پر گرنے سے چھلیاں مضطرب ہوتی ہیں تو ان خودار یعنی نشان دہی کرم نے کہا کہ مین  
 امین حضرت رب الفرت کا ہوں مجھ سے مت بھاگو چنانچہ قرآن مین ہر حال انار رسول ربک ملا ہیلا  
 غلاما زکیا کما مین رسول تیرے رب کا ہوں تو جھکوا یک لڑکا کی بخشون جو سر فراز حضرت عزت کے مین انے  
 سرکشی مت کرو اور ایسے اچھے مہربان سے مت رکو اور خاموش مت ہو تو ج الا مین یہ کہتے تھے اور  
 ہنگام کلام ایک ذبا لہ شعلہ نور کا انکے لب سے ساکن تک باا تھا یہ کہتے تھے کہ تم میرے وجود سے  
 عدم مین بھاگتی ہو یعنی چھپتی ہو مین تو عدم کا بھی بادشاہ اور صاحب علم ہوں کہ عدم میرے زیر علم  
 میری بنیاد او میرا گھر خود شتی مین ہو اور یہ جو ام و خاتون تمھارے سامنے ہو یہ میرا ایک سوار نقش ہو  
 نورہ امی مر مجھ کو غور کرو کہ مین ایک بڑا نقش مشکل ہوں کہ ملال بھی ہوں اور تمھارے دل کا خیال  
 بھی یہ تو سمجھو کہ جب کوئی خیال تمھارے دل مین آکے جگیا جہان بھاگ کے جاوگی تمھارے ساتھ  
 ہوگا سو اس خیال کے جو عارضی اور باطل ہو کہ وہ البتہ مثل صبح کاذب کے دُوب جانے والا  
 ہوتا ہی مین اپنے رب کے نور سے ایسا ہوں جیسے صبح صادق صادق کوئی شب میرے پاس نہیں  
 چھٹک سکتی خبر دار امی عمران کی بیٹی تم جھکو دیکھ کے لا حول مت کہو مین تو لا حول سے اس طرف پڑا  
 ہوں میری تو خاص اهل و غذا الا حول اس وقت سے ہر کہ منور لا حول کا نور قول مین نہیں آیا تھا  
 تم مجھے پناہ مانگتی ہو جیسے اوپر گزرا اغوز بالرحمن منک مین تو خود نگارمہ پناہ کا ہوں پہلے ہی کے  
 مین تمھاری وہ پناہ مین ہوں جو مخلص تمھاری مین تم تو زبان سے اغوز کہتی ہو مین خود اغوز ہوں  
 بتاؤ اس سے تبر کوئی آفت ہو جو آدمی کو شناخت سے بہرہ نہوشلا یار کے پاس تو بیٹھا ہو اور شعلہ  
 مین کر سکتا قول یار را اختیار پنداری ہی + شاید پی را نام پناہ دی غمی + چنپین لطفے کہ دار دیار ما +  
 تو گریزانی ازوای ہونا + چنپین نجلی کہ قیادار است + چونکہ ماد و زیم شمشاد راست + چنپین نکین کہ درت ہر است





یہاں تک کہ تیرے دل پر اس کی فطرت نے اس کی جان میں پس سرایت کی تھی کہ لڑکانہ  
 بیٹے ہی اجزا اسکے گھر کے کھڑے تھے ارکانِ اربعہ خاصہ جس دل میں کیا آٹھ کھڑے ہوں اور میں کہ  
 چل دوں کا فرار کچھ ہو گیا ہوں دوبارہ ایران لاکھن جاؤں اور اسی کے سامنے جاؤں کہ وہ صدر کو لکھا  
 ہو کہ جو کچھ ہو چکا اور تجویز کر چکا اچھا ہی کر گیا آس سے کہوں کہ میں نے اپنی جان مردہ تیرے سامنے  
 ڈال دی ہو چاہے اسکو زندہ کر چاہے ہمیشہ کی طرح سراسر اسکا کاٹ ڈال میں اپنی فکرت اور مردہ تیرے ہی سامنے  
 اچھا ہوں اس سے کہ تجھے الگ ہو کے بادشاہ زندوں کا بہن میں نے لاکھوں دفعہ اس سے پہلے  
 ازما دکھا کہ تیرے جملہ معاملے اپنے جھگڑے میں نہیں الخلاف شرح میں کاتش لکھا ہے میں  
 اسکو کاتش جانتا ہوں آنگندہ کو آنگندہ ہمیشہ کو پیش قولہ عن لی یا شتی لمن انشورہ ابرکی یا ناقی  
 ثم السرور یا بلقی یا ارض وسی قد کفی یا شربی یا نفس و آقا صفا حدت یا عیدی الینا مر باد نعم ہاروت  
 یا ریح اصباہ گفت ای یا بان روان گشت و دواعی سوی آن صدر یکہ میرست و مطلع مدد مہدم در سوز  
 بریان میشوم ہرچہ بادا باد آنجا میروم ہرچہ دل چون سنگ غار ایکندہ جان من عزم سخا را میکندہ  
 مسکن یارست و شہر شاہ من پیش عاشق این بود حب الوطن بہ المصی تھا تو میرے واسطے  
 ام میری آرزو راگ زندگی کا جس سے مردوں میں نشور پڑ جائے اور احوال میرے بیچے ماسوار ہوں  
 اور مطلوب کی طرف جاؤں آخر میں میرے اشک جواب تک ہے انکو پی لے کہ یہ کافی ہونگے اور اب  
 تجھ کو نہیں لینگے کہ اب میں نہیں روؤں گا اس میں تلخ ہر آیت کریمہ یا ارض ابلعی ماؤں سے اور تشبہ اشک  
 کی طوفانِ نوح سے پی لے اسی نفس شراب دوستی مصفا دے کہ ورت کی اور اس کے نشہ میں مست  
 ہو جاؤ میرے عبد تو جو میری طرف لوٹے جھکوم جا کہوں اور امی باد صبا کیسا اچھا تیری روح سے  
 خوشنود ہوا ہوں یہ اشعار پڑھے اور کہا کہ لواؤ دوستو الوداع اب میں اس صد کی طرف جاتا ہوں  
 جو امیر ہو اور مطلع ہر دم سوز عشق میں بھٹتا تھا اب ہرچہ بادا باد کہتا وہاں جاتا ہوں دل ہر اشل  
 سنگ خارہ کے سختی کرتا ہو لیکن جان میری قصد بخارا کا کرتی ہو اس واسطے کہ وہ میرے یار کا سنگ  
 اور میرے شاہ کا شہر تیس وہ جو حب الوطن مشہور ہو عاشق کے نزدیک یہی ہو یعنی جانِ معشوق ہو  
 عاشق کا وہی وطن ہو

پوچھا معشوق کا عاشق سے کہ شہروں سے کونسا شہر تو نے اچھا پایا جہین آبادی پڑا ہو  
 اور لوگ محترم اور پر نعمت اور دلکش تر ہوں

قولہ گفت معشوقی بہ اشق کا نزاع تو بغرب دیدہ بس شہر ہا پس کد امی شہر از انشا خوشترست

گفت آن شہری کہ و روی و بکسرت + ہر گاہ با شہر شہ مار با ساط + بہت صحر اگر جوہر سم الحیا ط + ہر گاہ  
یوسف رخی باش چو ماہ + جنت ست آن گر چہ باشد قعر چاہ + با تو دوزخ جنت ست اکی جانفزاہ  
با تو دوزخ گلشن ست ای دلربا دشت جنم با تو زندان نعیم + بی تو شدریحان و گل نارجمیم + ہر گاہ تو با منی  
من خوشدل + و رہو در قورگوری منظر لہ + خوشتر از ہر دوزخاں آسجا بودہ کہ مرا با تو سر و سودا بودہ پس  
دراز ست این سخن و نہ تظار + عاشق صد جہان شد شکبار + معنی معشوق نے عاشق سے کہا کہ  
ای جوان تو نے سفر میں بہت شہر دیکھے ہیں بس سب شہروں میں کونسا شہر زیادہ اچھا ہو گا وہ شہر  
جس میں اپنا دلبر جو جس شہر میں کہ ہمارے پادشاہ کا بساط ہو وہ مثل صحرا سے فراخ کے ہو گا بیابانگ  
ہو جیسے سوئی کا نا کہ جہان کوئی یوسف خیر کچھ ماہ ہو وہ جنت ہو اگر چہ قعر چاہ ہو تیرے ساتھ میں ای  
جانفزا دوزخ جنت چو اور بے تیرے ای دلربا گلشن زندان جنم تیرے ساتھ میں جنم زندان نعیم ہو اور  
بے تیرے گل وریحان نارجمیم تو جہان میرے ساتھ جو میں خوشدل ہوں اگر چہ قورگوری میری منزل  
کیون نہ ہو جھکو دوزخ جہان سے خوشتر وہ جگہ ہو کہ تیرے ساتھ عشق بازی ہو اور سر و سودا یعنی میرا  
اور تیرا سودا فرماتے ہیں یہ باقی تو انتظار کی ہیں اور انتظار میں سخن دراز ہوتا ہو حاصل یہ ہو کہ  
عاشق صد جہان کا شکبار ہو۔

منع کرنا دوستوں کا اسکو بخانا لوٹ جانے سے اور تہدیک کرنا اکھا اور لا ابا لی کہنا اسکا  
تو کہ گفت اور انا صحتی کامی بخیر + عاقبت اندیش اگر داری ہنر و درنگ پس عقل پیش را + بچو پروا نہ  
مسوزان خویش + چون بخارا میری دیوانہ + لائق زنجیر و زندان خانہ + با تو آہن ہینا یر ششم +  
او بچو تیرا با صیت چم + میکند او تیرا بہر تو کار و دوا + سگ قنارست + تو انبان آرد + چون رہیدی +  
خدایت را + دوا و سودی + زندان میری چوت قنار + بر تو کردہ کون موکل آدمی + عقل یتیمی کر + ایضا  
کہ زوی + چون موکل نیست + بر تو بیکس + دازہ + بستگشت + بر تو پیش پس + عشق پنهان کردہ ہو + اور  
ایسراک + موکل + امیدید + آن نذیر + ہر موکل + موکل + غنی ست + و در نہ در بند سگ طبی + ز صیت + معنی  
و ایک نا صحتی اس سے کہا کہ ای بچہ کہاں جاتا ہو اگر تجھ کو عقل ہو تو انجام کام کو دیکھ اور اپنی عقل  
سے پس پیش کو قویب غور کر لے پروا نہ کیطرح آپ کو آگ میں مت جھونکے تو جو بچا را جاتا ہو سخت  
دیوانہ ہو اور لائق اسکے کہ تیرا بچہ کیا جاے جہان جاتا ہو وہ تجھ پر ایسا غصہ ہو کہ لوہا جاتا ہو اور  
میں آنکھوں سے تیری جھنجھو میں جو وہ نیرے لیے چھری تیر کر رہو وہ ایسا جیسے تھکا کا کتا تو ایسا  
جیسے آٹھ کی گول جب تو اس سے چھوٹ گیا ہو اور خدا نے جھکوراہ دی کہ اس کے بچہ سے نکال دیا پھر

یہ کیا حال ہو جو تو دندان کیطرت جاتا ہو اگر تجھے اس قسم کے موکل اسکے کرتے تو عقل کی یہ بات بھی کہ  
تو انکو نہ ملتا آب تو کوئی تجھے موکل نہیں ہو کچھ تجھکو پس کو پیش کیسے نہیں سوچتا آب مقولہ مولانا کا ہو  
لے نہ صبح نہ دیر ظاہر کے موکل تو دیکھتا ہو اور پوشیدہ موکل یعنی عشق جسے اسکو اسپر کیا ہو اسکو نہیں دیکھتا  
ہر موکل کے واسطے ایک موکل پوشیدہ ہو اسی سبب سے تو وہ سگ طبیعت کے قید میں ہو ورنہ کیوں تو  
پہلا موکل بصیغہ مفعول اور دوسرا بصیغہ فاعل ہوا اختلاف شرح میں ورنہ او دور لکھا ہو جس سے دو  
اضافیتیں بلا ضرورت خاک ہوتی ہیں میری دانست میں افضول ہو قولہ ختم شاہ عشق بر جانش نشست  
بر عوانی وسیعہ و عیش لبست دیزند آزا کہ ہیں اس را بزدن و زان عوانان ہننان افغان من بہر کڑنی  
در زبانی میر و در گرتہا با عوانی میر و در گراز و واقف بدی افغان زدی پیش آن سلطان سلطانان  
شدی بہرختی بر سر پیش شاہ خاک ہتا امان دیدی زوید سہناک و میر ویدی خویش اسی کم زور و دلاں  
مندی اکن موکل اتو کوہ بہر غرگشتی دین در دین پروبال بہر پروبال کو گشت سوسی و بال بہر سبک دار و  
رہ بالا کند چون گل آکوشد گر اینہا کند بہر کین پندرا گل آلودہ کن بہر یک گوشت کرشد و پندم کن بہر پند  
دادا القصہ عاشق را بسے و عاذل بیدار و بچون ققتسے بہر آشی عوان سرنگ دیوان سلطان عاذل  
ملاست کند یہ مقولے مولانا کے ہیں کہ یہ صبح نہیں جانتا کہ اسکی جان پر بادشاہ عشق کو غصہ ہو اور اسکو  
ایک سپاہی ظالم سیر و سے باز دھا ہو اور یقین کیا ہو اور سپاہی کو مار مار کے کتا ہو کہ اسکو مار میں  
انھیں سپاہیوں پوشیدہ سے میرا فغان ہو جسکو تو زیان کیطرت جاتے دیکھے تو جان لے کہ یہ تنہا  
نہیں ہو گو لبٹا ہر تنہا ہو بلکہ وہ کسی سپاہی کے ساتھ ہو وہ اسکو لیے جاتا ہو لیکن یہ اس سے وقت  
نہیں اگر واقف ہوتا تو شور و فغان کرتا اور اس شاہنشاہ کے سامنے جاتا اور سر پر خاک ڈالتا  
تب اس دیوسہناک سے امن پانا آب مورتے تو اب جو کم از مور آپ کو میر جانا جو اس سبب سے تو اندھا  
اس موکل کو نہیں دیکھتا تو کہنے جھوٹے پروبال پر جو قوت دنیا کی ہو فریفتہ ہو اور یہ پروبال ایسے  
کہ و بال کیطرت تجھکو بھیج رہے ہیں تو اپنے پر ہلکے سبک رکھ اور عالم بالا کی جانب راہ پیدا کر ایسے  
کہ جب پر گل آلودہ ہونے میں تو بجاری پڑ جاتے ہیں اڑنے میں وقت لڑتے ہیں تو کو شش کر  
گل آلودہ مت ہونے دے لیکن کیا کیا جابے کہ تیرے تو کان بہرے ہو گئے اور میری نصیحت  
پیرانی ہو گئی پھر کیسے اثر ہوا القصد اس عاشق کو اس عاذل کو ملاست کند یہ بیدار نے بہت  
نصیحت کی وہ اسکے حق میں آواز ققتس کی ہوئی کہ اور سوز و گداز پیدا ہوا جیسے ققتس کی آواز کے  
آگ لگ اٹھی ہو ققتس کا بیان مشہور ہو اور لغات میں مسطور

## الابابی کسنا عاشق کا ناصح عادل سے از سر عشق

قہر کہ گفت ای ناصح عشق کن چند پند پند کردہ زانکہ بس سخت است بندہ سخت تر شد بند من از پند تو عشق را  
 نشناخت و دشمن تو بہ آن طرف کہ عشق می افروزد در دہلو حنیفہ شافعی درسی نکرد تو کن ہندیم از کشتن  
 کہ من رشتہ دارم بخون خویشین + عاشقان را ہر زمانہ فی مروتیت + مردن عشاق خود یک نوع نیکیت +  
 آن در صدد جان دارد از نور بدلی + وان دو صدر را میکند ہر دم خدا + ہر کجا جان راستا ندہ بہا  
 از بنی خوان عشق و اشالہا مگر بیز خون من آن دوست رو + پای کو بان جان بر افتا نمرد + آزمودم ک  
 من در زندگیت + چون ہم زمین زندگی پاید گیت + اقلکونی اقلکونی یا ثقات + ان فی قتل حیات فی  
 حیات + یا منیر الحدیث یاروح البقا + اجتنب روحی و جدلی باللقاء فی حبیبی جبہ میثوی الحشا + لویش میثی علی  
 سینہ مشا + آہی گہا ای ناصح خاموش ہو کمان یک نصیحت کر گیا میری بنہایت سخت ہو تو نصیحت  
 مت کر اس سے کچھ نہیں ہوگا تیری پند سے میری بند اور زیادہ سخت ہوتی ہو میرے مشہور ہو ریشم کی  
 گہ پرانی تو نے اسے دشمن عشق کو نہیں پہچانا عشق وہ شہر ہے کہ یہ جہان در واپنا بڑھاتا ہو وہاں جلیفہ  
 اور شافی مطلق درس نہیں کرتے تو جھکوارے جانے سے مت ڈرا کہ میں نہایت ہی بیابا اپنے خون  
 خود ہوں یہ بھی جانتا ہو کہ عاشقوں کا ہر دم ایک قسم کا مارا ہو انکا مارا اس ایک قسم متعارفہ کا نہیں ہو اگر کتا  
 دوسو جانین نور ہدایت سے رکھتا ہو اور صد در جہدایت یافتہ ہو ان سب کو ہر دم اسپر خدا کرتا ہو  
 اور ہر ایک جان کی قیمت دس دس جانین پاتا ہو جیسا کہ قرآن میں ہے من جاہا بحسۃ فلہ عشر  
 اتا لہا جو کوئی آیا سانے خدا سے قتالے کے ایک نیکی لیکر اسکے بے دس نیکیاں مل اسکے ہن اگر وہ دوست  
 سیر خون بہا کے تو بہا کے تو جا اپنا کام کر میں ناچتا کو دتا ماؤنگا اور جان اسپر شاکر و گناہین  
 خوب آزمایا کہ میری موت اس زندگی میں ہے جب میں اس زندگی سے چھٹ گیا تو پابندگی ہو میر  
 موت نہیں معافی اشعار عربہ بار بار تبا کی کہتا ہو کہ او ثقات مجھکو را عشق میں مار ڈالو بیشاک قتل  
 میں مجھکو حیات و حیات ہو آجودشن رخسار والے اور ای بقا کی جان کہ بقا بھی سے زندہ ہوئی  
 میری روح کو اپنی طرف کھینچ اور اپنا دیدار مجھکو عطا کر میں جس سے یہ خطاب کرتا ہوں وہ میرا ایک  
 حبیب ایسا ہو جسکی محبت نے میرے اعضا اور دنی کو کھون ڈالا اگر وہ چاہتا ہو چلنا پھرنا تو میری  
 آنکھوں پر چلنا پھرنا ہو قہر کہ پاسی گو کہ چہ تازی خوشترست + عشق را خود صد زبان دیگرست + ہو سے  
 آن دلبر چو پرکان میشود + این زبانہا جملہ حیران میشود + بس کلمہ دلبر در آمد در خطاب + گوش بشو واللہ اعلم  
 بالصواب + چونکہ عاشق تو بہ کرد انون نرس + کو چو عیاران کند بردار درس + گہ چہاں عاشق بخار میر و

فی بدین دینی پستایم و دہ طبع کن خود را از خود نیز ارشود و بعد از ان اندر حرم بکار شد و عاشقان را کشد  
 مدرس حسن دوست و دفتر درس سبق از ان روی دوست و عاشقند و نفع تکرارشان میرود و تا عرش و  
 تخت یارشان مدرس شان آشوب و چرخ و دلولہ فی زیادت و باب سلسلہ سلسلہ این قوم حب  
 مشکبار سلسلہ درست اما دور یار سلسلہ کیس اریہ سہ مرتبہ کو گنج گنج حق در کیسہ با اگر دم طبع و مبارک  
 بدین ذکر بخارامیرود المعنی طبع جدا کر لینا روح کا بدن سے زیادات نام کتاب جو فقہ صنفی میں ہوا نام  
 سے سلسلہ زینہ نام کتاب اور نسل انسان و سلسلہ فقر اور توقف شو کا دوسرے پر اور دوسرے کا اسی پر  
 بعد بالفتح موسیٰ مرغیل سر مبارک بغم ہزاری زوجین از یکدیکر آب مولانا رح اپنی طرف مخاطب ہیں کہ اگرچہ  
 تازی زبان نہایت خوش ہو لیکن تو فارسی میں کہ اور تیری تازی اور فارسی پر بھی کچھ نصرتیں عشق کی  
 اسکے سامنے زبانیں اور میں مگر جبکہ ہواش و لبر کی زبان ہوتی ہو تو یہ سب دبا میں حیران ہو جاتی ہیں تین  
 اس میں کروں کہ لبر خطاب میں کیا اور کان بجا کئے اندر خوب جانے والا ہو فرماتے ہیں جبکہ عاشق نے  
 اس وقت کسی خوف سے کہہ کی تو وہ عیاروں کی طبع سولی پر کب سبق عشق کا پڑھیں اگرچہ یہ عاشق بننا  
 جاتا ہو مگر سبق پڑھنے جاتا ہو کسی استاد کے پاس جاتا ہو اس سے کہو کہ آپ کو آپ سے طبع کرے  
 اور نیزار ہوئے فیض روح کو تن سے چھڑا لے بعد اسکے حرم عزت میں برکار ہوئے کس واسطے کہ عاشقوں کا  
 مدرس حسن دوست کا جو وہ اسی سے سبق پڑھتے ہیں اور انکا دفتر اور درس اور سبق سب کی حدیث  
 سے ہو ہیں تو وہ خاموش لیکن نفع تکرار سبق کا انکے عرش اور ریختت یار ہو چکا ہو انکا درس کیا  
 آشوب اور رقص و دلولہ نہ زیادات ہو نہ باب سلسلہ کہ دونوں کتابیں ہیں انکا سلسلہ موسیٰ  
 محمد زلف مشکبار جو وہ جو سلسلہ ہو کا ہر انکے لیے دور یار کا سلسلہ ہو اگر کوئی مسئلہ کیس کا تجھے پوچھے  
 کہ یہ مسئلہ بھی فقہا میں عجیب مسئلہوں سے ہو تو اس سے کہہ دے گنج خدا کے کیسوں میں سالتے اور  
 یہ مسئلہ کیس کا مسئلہ امانت کا ہو بے اعلام امانت دار کہ بعد پھر ویشے کے دعویٰ کیا کہ میرے درم با  
 دینا ریادہ تھے اب فرماتے ہیں کہ اگر ذکر طبع اور مبارک دار میان میں آ گیا تو اسکو ہر امت جان  
 کہ ایک ذکر میں دوسرا ذکر ملایا ہو اس واسطے کہ بخار کا ذکر بھی تو ہو رہا ہو جہاں یہ مسئلہ حل ہوتے ہیں  
 اور جو بخار اور مسائل مشکبار زیادات اور باب سلسلہ اور مسئلہ کیس کے طبع اور مبارک کو اس شعر میں  
 کیا ہو اور کہا کہ دم طبع و مبارک میرے وہ ہو کہ اول و آخر کا اخذ کرنا حاوی ہو سب کے اخذ پر کہ باقی  
 انھیں کے ضمن میں ہیں قولہ ذکر ہر چیز و ہر خاصیت ہر انکا دار و ہر غرض ہر نیت و ہر بخار اور ہر بار  
 چون بخاری و ذوالغنی مان بخاری غصہ دانش و شہد چشم رنج و شینیش میگاشت ہر کہ در خلوت پیش یافت

احمد شہنا جوید و شکستہ لبہا جمال جان جوید نہ کھاسے نہ با شمشاد اخبار دہاں تاسمہ دید برداشت  
 بود علت قرار زمین بھی دنیا بھی بد عامزادہ لڑاکہ دنیا را بھی بینند عین + دانجہانی را بھی دانند دین +  
 کاین جهان را نقد می بینند غاش + دانجہان لربہ می بینند و لاش + باز و سوسو حدیث آن جوان  
 کز غم صد جهان شد ناتوان + گشتی پھر بتائید بالا فرمایا کہ ہر چیز کے ذکر کی خاصیت ہو اور ہر عرض  
 کی ماہیت کہ کیفیت و کم و غیرہ بین اسے خالی نہیں لہذا بخار کا ذکر خلع و غیرہ کیطرت مجھکو لیگیا تو اگر  
 بخار میں علم و فن میں کسے غالب ہو لیکن اگر بخاری کیطرح متوجہ ہو تو جملہ علوم و فنون سے فارغ و  
 خالی ہو وہ بخاری قصہ دانش سے جدا تھا اسکی آنکھ خورشید پیش پر لگی تھی اسواسطے کہ جسے خلوت  
 میں پیش پر راہ پائی وہ دانش کے سامان و قدرت کا طالب ہمیں ہوتا جو وقت جمال و خوبی جان کا  
 ہر کاسہ ہم نوالہ ہو جاتا ہو تو پھر اسکو اخبار دانش کے ناگوار ہوتے ہیں اور اسے کھراتا ہو جو دید کہ دانش  
 ہو علت قرار ہو اسی سبب سے عام کو دنیا غالب ہو رہی ہو اور اسکی طرف رجوع ہیں کہ یہ دنیا کو عین  
 نقد جانتے ہیں اور اس جهان کو ایسا جانتے ہیں جیسے قرص اور ادھار اسیلے کہ اس جهان میں  
 جو کچھ ہو اسکو نقد ظاہر ہوتے ہیں اور اس جهان کو مثل ادھار و لاش کے آب کہتے ہیں کہ پھر اس جوان  
 ذکر کیطرت لوٹ جو صد رہاں کے غم سے ناتوان ہو رہا ہو

متوجہ ہونا اس عاشق کا طرف بخار کے

قولہ رونما و آن عاشق خونایہ ریزہ دل طیان سوی بخار گرم و تیز ریگ آمون پیش او مجون  
 آب جیون پیش او جیون آگیدہ آن بیابان پیش او جیون گلستان طلی نشا نماز منہ اشخون گلستان  
 در سمرقندست قندالیش + در بخار یافت و آن شد ہمیش + اسی بخار عقل با قرار ہو وہ دلیک اند  
 من عقل و دین بر بودہ + بدریچیم اذام چون ہلال + صدریچیم درین صفت فعال + چون سودا دآن  
 بخار را بدیدہ در سودا و غم یا ضعی شد بدیدہ + ساعتی اقتاد بیوش و درازہ عقل او پریدہ درستان  
 رازد بر سرور ویش گللابی میزدند + از گلاب عشق او غافل بدیدہ او گلستانی نہانی دیدہ بودہ غار  
 عشقش ز خود بیریدہ بودہ + تو فسرودہ در خور اندیم + با شکر مقرون نہ کر خود نہ درخت غفلت با تو  
 ہست و عاقلی + و ز جنود الم تر و با غافل + این سخن پایان ندارد و تیزان + تار و سوسو بخار آن جوان  
 المعنی آمون آموی نام رود میان ایران و توران علی ہذا جیون نام ہنرمیان خراسان و دارا انہر  
 یعنی وہ عاشق خواہ ریز اس حال سے کہ دل طیان تھا گرم و تیز بخار کیطرت متوجہ ہوا آمون کا کہ  
 اس کے آگے ایسا تھا جیسے حریر اور آب جیون کا جیسے آگیز و تالاب وہ جنگل جو اسکی راہ میں تھا

گلستان گلستان تھا اور یہ اس میں ایسا خرم و طمان جانا تھا جس کے رشک سے گلستان گلستان  
 گزرتا تھا سحر قند میں قند ہونے بجائے لیکن اس کے لبوں نے ہمارے قندیا یا اور یا سا کہ وہ اس کا دین  
 آئین ہو گیا گستا تھا اور بچار تو عقل افزا شہر تھا لیکن مجھ سے تو تو نے میری عقل بھی چھین لی اور  
 دین بھی چھین لیا میں طالب بدر کا ہوں اس سبب سے ہلال اور لاف و خفیت چور ہا ہوں اور  
 صحت فعال میں ہوں مگر جویدہ صدر کا ہوں صفت فعال وہ جگہ مجلس میں جہاں جوتیان آتا ہیں  
 جب اسے سوا دینے والی شہر بچار کو دیکھا اسی غم کی سیاہی سے ایک سفیدی ظاہر ہوئی یعنی  
 فرخس سے ایک ساعت بیہوش اور لبا پڑا ہا اور عقل اس کی بستان را کو ڈگئی لوگ اس کے سرور پر  
 گلاب چھڑکتے تھے اور اس بات سے غافل کہ گلاب یعنی آب و گل عشق کا اندھا ہوا ہے اس نے ایک گلستان  
 نہانی دیکھا تھا اور غارت عشق نے اس کے لوٹ کے آپ سے جدا کر دیا تھا اب فراتے ہیں تو سردا  
 ٹھٹھرا ہوا حرات عشق سے خبر جو تو لائق ایسے دم کے نہیں جو تو ایک ذرا پیر شکر سے کیسے مقرون ہو  
 تو عاقل چو اور رفت خفیات تیرے ساتھ لگا ہوا اور جنودا الم تر وہا سے غافل بنے وہ لشکر جیکو نے نہیں  
 دیکھا کہ وہ مسکینت اور واردات ہیں جو قلب پر وارد ہوتی ہیں انقصہ کہتے ہیں کہ اس سخن کی پایا  
 نہیں تو گوڑا تیرا ناک تا وہ جوان بخارا پہنچے

داخل ہونا اس عاشق کا بخارا میں اور تہدید کرنا دوستوں کا ظاہر ہونے سے

قولہ اندام در بخارا شادمان پیش معشوق خود و دارالامان ہم جو آن سستی کہ پیر بر شیر و نہ کنارش گیر  
 گو یک گیر ہر کہ دیش در بخارا گفت خیر و پیش از پیدا شدن نشین گزیر کہ تیرا جوید آن شہر شگین و کش  
 از جان تو دہ سالہ کین و اللہ اللہ و میرا در خون خویش و تکیہ کم کن بروم و انمول خوش و شہد صدر جان  
 بودے و راد و مستعد بودی مندس او ست و ہم شیرش بودی و ہم محرم کشہ از بہر گناہی ہستم و  
 خد کر دی و جزا بگرختی و رستہ بودی باز چون آوختی و از بلا بگرختی با صلیل و ابلہی آوردت اینجا  
 یا ابلہ و یکہ عفت بر عطار و تو کند عقل و عاقل اقتضا حق کند بخش خرگوشی کہ باشد شیر جو  
 زیر کی عقل و چالا کیت کو بہت صد پندین فسونہا می قضا و گفت اذ اباء و لقضا ضاق لقصا  
 صدرہ مخلص بود از چپ و رہت و از قضا بستہ شود گرازد با ست و آئی تیر یعنی عالی و بلند و فلک  
 و کرہ ناکہ سبب بلند ہوتے وہ عاشق خرم و شادمان اپنے معشوق کی واسطے دارالامان بخارا میں داخل  
 ہوا اور ابیاشوق میں کیا جیسے کوئی مست عشق کا بلندی فلک پر اڑتا ہوا اور پاتا ہو کہ ماہ اسکو بفل میں  
 دبا لے اور کہے کہ لے جو کچھ تیری خواہش ہو ماہ سے مراد مطلق نہیں دوستوں سے جسے اسکو دیکھا کہ



مگر قبل اس کے کہ اس کا دل سے کسی طرح کی بات نہ نکلتی تھی کہ وہ بادشاہ چنگیز تیری  
 نکلاش میں ہوتا دس برس کا کینہ تیری جان سے نکالے تو شہنہ صدر جہان کا تھا اور بہادر اور مستند  
 مسند سلاطین اور شیر و مجرم بھی پھر ایک گناہ میں تھم ہوا تو نے بیوفائی کی اور گناہ کی جزا تھے بھائی کے  
 پنجہ سے چھوڑا ہوا تھا پھر کیوں اسکو آلیٹا سیکڑوں جیلوں سے تو بلا سے بھاگ پایا تھا اب بتایمان بھگ  
 پھر کون لایا کیا تیری یہ قوتی یا موت اسی نفس تو وہ ہو کہ تیری عقل عطا دی جسے منشی فلک کو وقت میں  
 ڈالے لیکن کیا کرے قضا عقل و عاقل دونوں کو احق کر دیتی ہو کیسا نفس وہ عرگوش ہو جو شیر کی تلافی  
 میں ہو تیری عقل ویر کی وچا لا کی کہاں گئی ایسے سوچنا فسون قضا کے بہن جو ایک آنکسے  
 یہ جو اسپد اسے کہا ہو جب قضا آتی ہو میدانِ فرخ تنگ ہو جاتا ہو نہ بھاگ سکتا ہو نہ کہیں اسکی سہائی  
 ہو سکتی پسکڑوں راہیں اور ٹھکانے خلاصی کے بہن لیکن سب بند ہو جاتے بہن یہ قضا ایسی جبری بکا  
 ارڈ ہوا اختلاف شرح میں بجائے کہ ترا کے کہ ترا و رب کو درمیان اور کہ ارڈ ہا کو کہ ارڈ ہا لکھا ہو

### جواب عاشق کا ملائت کرنے والوں اور ڈرائیو والوں کو

تو کہ گفت من مستقیم آہم کشتہ گر چہ سپہ ائم کہ ہم آہم کشد بیچ مستقی نہ گریز و زاب مگر دو صد بارش  
 کن بات و خراب مگر برآگاسد مرادست شکم عشق اک از من نخواہد کشت کم گویم آنگہ گریہ پسند از بطون  
 کا شکے بحر روان بودم درون و خیک شکم کو بدراز موج آب کہ میرم ہمت مرگم مستطاب من  
 بہر جانیکہ نیم آتجو و شکم آید کو دی من جاسی او دست پچون دن شکم انچون دہل و طبل عشق آب بیگویم  
 چوئل مگر بریزد و خونم آن روح الا میں و جرحہ جرحہ خون خورم ہمچون زمین و چون زمین و چون جبین  
 خوشخوارہ ام ہما کہ عاشق گشتہ ام ایکارہ ام شب ہی چشم در آتش ہو دیگ و رزنا شب خون خورم ہما  
 ریک من پشیمانم کہ مکر انیکہ نیم از مرا دشمن او بگر نیم گویاں برہاں شتم شتم خویش و عید قربان او  
 عاشق کا خویش و گار خند مگر چیز می خور و بہر عید و فیج خودی پرورد و گاد موسی دان و جان  
 وادہ و جزو جزوم حشر برآزادہ و گاد موسی بود قربان گشتہ و کترین جزو دش حیات گشتہ بہر جید آن گشتہ  
 زاسپیش زجا و در خطاب ضرر ہوہ بعضا و المعنی کہا میں مستقی ہوں پانی چھکوا اپنی طرف کھینچتا ہو  
 کیسے نہ جاؤں اگر یہ بھی جانتا ہوں کہ اسی پانی سے مر جا بگلا میسے مستقی مر جاتے ہیں کوئی مستقی پانی  
 سے نہیں بھاگتا اگر یہ پانی اسکو دوسو دفعیات و خراب کیوں نہ کرے اگر میرے دست و شکم سوچ  
 جائیں لیکن عشق پانی کا مجھ سے ہرگز کم نہوگا اگر میرے دبطون کا حال مجھ سے پوچھیں تو بھی کہو گلا کا  
 کوئی دریا میرے باطن میں روان ہوتا آب سے گند و کہ اپنی تیغ موج سے میری خیک مشک کو

بھاڑ ڈالے نام جاؤں مرجانا مجھ کو خوش و پسند یہ ہو چین جس جگہ کوئی بچو دیکھتا ہوں مجھ کو شک  
اکتا ہو کہ فوس اسکی جگہ میں ہوتا آتھ میرے مثل دن کے ہیں اور شکماندہل کے اس حال سے نقار  
عشق آب کا گل کی طرح بجا رہا ہوں اگر وہ روح امین خون میرا بہاؤ تو گھوٹ گھوٹ کر کے زمین  
کی طرح میں ہی اُس کو کھالوں ایسا اپنے خون کا پیسا ہوں میں تو زمین و جنہن کے مثل خودوارہ ہوں  
جب سے عاشق ہوا ہوں میرا یہی کام ہوا ات بھرا ایسا کھولتا ہوں جیسے آگ میں ہاڈی کھولتی ہو  
ون کورات تک ریت کے مانند خون کھاتا ہوں کیسا پشیمان ہوں کہ میں اس سے لڑ کر کے بھگا کا اور غصہ  
اسکا میرا اور گیا اب اُس سے کہہ دو کہ غصہ اپنا میری جان رت پر جلانے وہ عید قربان ہوا اور عاشق  
جیسے گاوا اور پیش جو قربان ہوتے ہیں گائے اگر سوئے یا کچھ کھائے تو ہوسوا سٹے آپکو پالتی اور دیا  
کرتی جو کہ عید قربان میں بیچ کیجاؤں مجھ کو گاؤ موسی جان اور ایک جان دادہ کہ خبر جزیرا حشر پر آزاد  
کا ہو گاؤ موسی مراد اس گاؤ سے ہر جو سامری نے سونے کی ڈھالی تھی اور حضرت جبریل کے قدم کی  
خاک اُسکے منہ میں ڈال دی تھی جس سے وہ گائے کی طرح بولنے لگی تھی اُسکے بیچ کا حکم حضرت موسی  
ہوا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص بنی اسرائیل سے مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا میں حکم  
ہوا کہ اس گائے کو بیچ کر کے قسمہ اسکا اس مقتول کی لاش پر بارود زندہ ہو کے قاتل کو بتا دیگا  
اسی نظر سے مولانا رحم نے حشر پر آزادہ کہا ہو یعنی زندہ ہو جانا ہر آزاد قید حیات کا اُسکے موافق وہ  
عاشق غمزہ آپکو گاؤ موسی کہتا ہو شعرا بعد اسی تفسیر کہ گاؤ موسی وہ قربان کشتہ تھی جسکا جز حیات  
ایک کشتہ کا ہوا کہ وہ کشتہ اُسکے صدر کے باعث اپنی جگہ سے اُچھل پڑا کہ اسکی نسبت خطاب الہی  
تھا فقلنا اضربوه بعضہما پس کہا بننے مارو اسکو بعض اُسکے سے قولہ یا کر امی اذبحوا ہذا البقرہ ان  
ارتم حشر اولاح النظر از جہادی مردم و نامی شدم از ہنہا مردم بخوان سر زوم مردم از حیوانی و آدم  
شدم پس چہ ترسم کی زمرہ کی شدم حملہ دیگر بصرم از بشر تا کر ام از ملائک بال و پر و در ملک ہم  
باید حبتن ز خود کل شئی ہالک الا وجہ بار دیگر از ملک قربان شوم بچہ اندر وہم ناید آن شوم  
پس عدم مردم عدم چون ارغنون بگویم انا الیہ راجعون مرگ دان کان اتفاق رست است  
قاب حیوانی انسان و ملک است بہچو نیلو فرما و دان طرف جو بہچو ستھے حریص و آجود مرگ و آہست و او  
جوبائے آب میخورد و اللہ عالم بالعصوب دایمی فسودہ عاشق تنگیں نہد کو زیم جان ز جانان میرد  
سوی تیغ عشقش ای تنگ زمانہ صد ہزاران جان نگر دستک زمانہ جوی دیدی کو زہ اندر جوے  
ریزد آب را از جوے کی بشد گریزد آب کو دہ چون در آب جو شود محو گردد و دروے و جو او شود

**SECRET**

وصف اوقانی شود و دلش بجا آید پس کہ کم شود و بد بقا بخویش را بر کل ادا و حرم باشد ہذا کہ ادا کر گزین  
ہمچو گوئی سجدہ کن ہر دوی سر و جانب آن صدر رطبا چشم تر باخ چون زعفران و اشک رمان درشت  
آن بیدل سوی صدر جهان و لکھنی نگین معیوب و زشت و ہی عاشق بتائید صدر کتتا ہو کہ ای میرے سرو  
اس گاہے کو فوج کہ و اگر چاہتے ہو کہ حشر ارجح نظر کا دیکھیں کہ جو غلبہ بقرت سے کشتہ ہو سے ہین آب  
کتتا ہو کہ پہلے ہم جادی تھے یعنی خاک جس سے حضرت ابوالہرثینا نے گئے پھر جادی جیسے مرے اور نامی ہو  
یعنی بڑھنے والے مثل نباتات کے متن بعد فلاسے مر کے میوان میں سر نکالا یعنی با عمار ہو سے بعدہ حیوان  
سے مرے تو آدم ہو سے اشرف المخلوقات پس ہر درجہ میں مرنے کے فوقیت و فضیلت ہی پانی بہ مرنے  
سے کیون ڈیرین کہ مرنے سے ہکو نقصان ہی کیا ہوا اور کیا گھٹ گیا آب ایک دوسرا حلاہ و رہ گیا ہو کہ اس  
بشریت سے مر گئے تا فرشتوں کے سے بال و پر جہا میں اور فرشتوں میں طین لیکن انکی خوشے بھی ہوا کل پنا  
چاہیے کہ کل شی مالک الالہ جہ فرمایا ہرینے ہر شہر ہلاک ہونے والی جو سوا اسکی ذات کے مطلب یہ کہ  
فرشتے بھی ہا لکون سے ہین پھر جب ہم فرشتوں سے نکل کے امیر قربان ہو جائینگے یعنی خدائی اللہ تو اس  
وقت میں ہم وہ ہو جائینگے جو کیسے وہم میں نہ آئیں یعنی عدم ہو جائینگے عدم سے مثل ارغنون کے کیسے  
ان اللہ تو انا الیہ راجعون ہم واسطے اللہ کے ہین اور ہم اسکی طرف لوٹنے والے ہین یعنی جیسے عدم  
اس سے متحد تھے لوٹ کے ویسے ہی متحد ہو جائینگے یہ جو مشہور ہو کہ آجیات ظلمات میں یہ وہ ظلمات  
ہی مرگ جو چکے و فعات بیان کیے گئے اور یہ بات کہ ظلمت مرگ ہو با جماع است ثابت ہو تو کیونکہ طیرح  
اس طرف جو بے کھل جا جیسے وہ پانی میں بھی ہوتا ہو اور پانی سے علحدہ بھی اور مستقی کے مثل مرصع اور  
طالب آب کارہ کہ آب کو مرگ مستشفے کا ہو مگر پیے جاتا ہو آگے جو کچھ صواب ہو اسکو اللہ خوب جانتا ہو  
اور مخاطب جو حاضرہ حرارت عشق سے بے ہر ہر ہو اور نگین مند والا اور زشت و معیوب وہ جان کے  
خون کے مارے جان سے بھاگتا ہو تو آؤنگ دان ذرا اسکی تیغ عشق کی طرت تو دیکھ کہ لا کون بنین  
کیسی تالیان یجاتی اس طرت جاتی ہین جو بوقت نہر کو دیکھے جو بقاعے حقیقی ہو تو تیرے کو زہ میں جو آب بقا  
ہو اسکو اسی نہر میں شودے اسیلے کہ آب کو نہر سے کب گریز ہوتی ہو یعنی تیری جو کچھ بقا ہو اسکو اسکی بقا میں  
نفا کر پھر دیکھ جب تیرے کو زہ کا پانی نہر کے پانی میں محو ہو جائیگا تو وہی پانی نہر ہو جائیگا یعنی جب آگے  
نفا کر گیا بقا باللہ ہو جائیگا وہ وصف جو اس کے ہین یعنی بشریت سب فانی ہو جائینگے ذات اسکی باقی رہ جائیگی  
پھر اس کے بعد وہ کہ موند بصورت جیسا کہ پانی کہم و بصورت ہو جائیگا بعد ان تمیلون کے وہ عاشق کتتا ہو  
کہ میں نے آپ کو اس کے نخل میں لکھا یا اس عذر میں کہ میں اس سے بھاگتا تھا من بعد گیند کی طرح

منہ کے بل سجدہ کرتا باپ شرم سے جانب اس صدر کے چلا رخ ایسا درو جیسے دھڑان اور کہو جتے ہوئے  
وہ عاشق بیدل صد جہان کی طرک گیا انخلا و شرح میں چواہ شود کہ جو او شود لکھا

پہونچنا عاشق کا معشوق کے پاس جان سے نا امید ہو کر

قول کہ ہم کفن ہم تیج اندر دست او و چونکہ بود او عاشق سرت او و جلد خلاق منتظر سرور ہوا بخش بود  
یا برآویند دورا میں زمان این حق یک بخت را و کن نماید کہ زمان بدبخت را و پچھو پروانہ شرر را نور و  
و حقاہ در خدا و از جان پریدہ لیک شمع عشق چون کن شمع نیست و روشن اندر روشن اندر و شینیت  
او عکس شمعہا می شینیت و مینا یاد آتش و جلد خوشیت و المعنی جب صد جہان کے پاس پہلا تو  
کفن اور چھری ہاتھ میں لیے تھا یعنی مع سامان موت اس لیے کہ وہ عاشق سرت اسکا تھا جان  
وینے میں میدرخ ساری مخلوق منتظر اور تماشائی کہ دیکھیے اسکو ملتا ہو یا لٹکتا ہو اور کہتے تھے کہ  
اسوقت اس نے حق کو وہ معلوم ہوتا ہو جیسے زمانہ کسی بدبخت کا آسنے پر وہ نہ کی طرح شر کو تو  
دیکھا اور مثل محزون کے اُسپر گرا اور اپنی جان سے جدا ہوا غرض لوگ تو یہ کہتے تھے لیکن اس سے  
بیخبر کہ شمع عشق کی ایسی شمع نہیں ہے جیسی شمع وہ روشن اندر روشن اور خاص روشنی ہو وہ بر غلاف  
ان شمعوں کے ایک ایک ہو ایسی کہ آگ تو معلوم ہوتی ہو مگر ہمہ تن نہایت ہی خوش ہو

صفت اُس مسجد مہمان کش کی اور اُس عاشق مرگ جو لایا بالی کو سکی کہ اس  
مسجد میں مہمان ہوا

قول کہ ایک حکایت گوش کن اسی نیک پی مسجدی مہر در کنار شہری پیکس دروی نہ خفتی شب زہیم  
کہ نہ فرزندش شدی آن شب تہیم ہر کہ دروی پیچہ چون کو رفت و صدم چون اختران در گور رفت  
خوشی رانیک ازین آگاہ کن پہنچ آمد جواب اکو تاہ کن و ہر کسی گفتی کہ پریا نند تندہ اندہاں مہمان  
کشان باتنغ کندہ وان دگر گفتی کہ سحرست و طلسم کہ رصد بستہ ست بہر جان و جہم و وان دگر گفتی  
کہ برد نقش فاش و برد دریش کامی مہمان اینجا مہاش و شب منسپ اینجا اگر جان بایڈت و درد مرگ اینجا  
کین بکشاڈت و وان دگر گفتا کہ قفل برنیدہ غافل کا یہ اشارہ کہ مہیدہ یعنی فرماتے ہیں کہ اسے  
مناط بیک پڑ ایک حکایت مجھ سے سن کہ کنارے شہر سو کے ایک مسجد ہرات کو اسمین کوئی درگ  
مارے نہیں سوتا تھا اگر سوتا تھا تو فرزند اسکا اس رات تیم ہو جاتا تھا یعنی وہ شخص مارا جاتا تھا  
اور جو کوئی اسمین اندھون کی طرح جاتا تھا صبح ہوتے ہی شل سارون کے گور میں جاتا تھا سارون کا  
گور میں جانا غروب و غائب ہونا اکھا آب بنظر ذکر صبح کے فرمایا کہ تو آپ کو اچھی طرح اسل مر سے آگاہ

کہ تجھ کو بھی صبح ہوئی جاگ جا خواب کم کر لے عرض ہر کوئی کہتا تھا کہ ہمیں پر بیان تیرے تندرہتی ہیں وہی  
 همان کش ہیں کہ اپنی تیغ گند سے آدمی کو اٹھا لیتی ہیں تیغ گند مراد سولے بیچ کے دوسری قسم لڑے ہو  
 دوسرا کہتا تھا کہ یہاں کوئی سحر طلسم ایسا ہو جسے جان و جسم کے واسطے رصہ باندھا ہو رصہ درکار بہت  
 کسی کام کو بخوبی تمام کرنا کوئی کہتا تھا کہ اسکے دروازہ پر لکھ کے لگا دو خوب ظاہر کہ اسی همان یہاں  
 مست رہا اگر تجھ کو اپنی جان دھکا ہو تو رات کو یہاں مت سو ورنہ موت گھات سے نکلیگی گھات میں  
 بیٹھی ہو کوئی کہتا تھا اسکے دروازہ پر قفل لگا دو اگر کوئی غافل کہے تو اسکو کھنسنے مت دو

### آنا همان کا اس مسجد همان کش میں

قولہ تاملی همان در آمد وقت شب کہ شینہ بود آن صیت محبہ از برای آزمون می آزمودہ مذکور  
 بس مردانہ وجاہت بود گفت کہ گم و گمراہی نہ رفتہ گیر از گنج نزدیک جبہ صورت تن کو بر بدن کیستیم  
 نفس کم ناید چون باقیم چون نفخت بود از لطف خدا نفع حق باشم ز نامی تن جدا تا نیفتد بانگ  
 نفخش این طرف تا برہ آن کو ہر از رنگین صید و چون تنوا الموت گفت اسی صادقین و صادق  
 جان را بر افشام برین یعنی آزمون امتحان شکنبہ کسر و فتح کان معدہ حیوانات آور جو بیان کیا  
 کہ قفل وغیرہ کی جو تجویزین ہو رہی تھیں اسی اثنا میں ایک همان رات کو اگیا کہ آسنے بھی یہ شہرت  
 عجیبہ اس مسجد کی سنی تھی اور وہ امتحان اس بات کی آزمائش پر آمادہ تھا اسیلے کہ نہایت مرد مردانہ  
 اور جہان باز تھا اب مقلات مولانا مارہ کے ہیں کہ تو اپنی گفت و نطق کو روک بیٹھے خاموش ہو اور  
 سر معدہ کو بھی بند کر اور کھوار ہو چرخ زر سے ایک جبہ جھاڑے کہ کافی دواغی ہو گا جبہ رتی بھریا جو بھر  
 صورت تن کی جب مجھ سے قطع ہو تو پھر بتائیں کون ہوں اور جب تک میں مجھ میں باقی ہر اسی ملی و خود ملی  
 تب تک نفس نہیں کھینکا غالب ہی رہیگا ظاہر و خدایتالی نے میری نہایت اسی لطف سے نفخت نیسہ  
 من روحی کہا اے یسین پھوچا میں نے اپنے دم سے آدم میں جس میں نفخہ حق کا ہوں اس نامی تن سے  
 جدا کہ اس وقت تن نہ تھلن ہی نفخ تھا لا جرم اب بھی جب تک آواز اسکے نفخ کی اس طرف نہیں آئیگی  
 یہ گوہر یعنی نفخہ اس رنگین صدف تن سے جدا نہیں ہو گا بس اسی صادقین و صادقین  
 دنیا ہو اگر تم سچے ہو تو تنہا موت کی کرو تو میں صادق جب ہی ہونگا کہ اپنی جان اسپر قرآن کروں

### ملا مت اہل مسجد کی نسبت همان عاشق کے وہاں سونے سے

قولہ قوم گفتندش کہ ہر اینی محسب ہتا کو بعد از ناست چو کسب کہ غریب و منیدانی تو حال کہ کا نہ بیا  
 ہر کھفت آمد زوال و اتفاقی نیست اینجا بار بار و دیدہ ایم و جملہ اصحاب سنی ہر کہ این مسجد میں کن شریعہ

نیم شب مرگ ہلا ہل آمدش + از یکی تپا نصدا بن ملاویدہ ایم + فی تقلید از کسی بشنیدہ ایم + گفت الدین نصیحت  
آن رسول + آن نصیحت نصیحت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت غفلت  
بی خیانت این نصیحت از دو دہ بنیائیت مگر دہ قتل و دہ غفلت کسب باضمع عصا + کہند و غیرہ کھلی باطل  
زہر کشندہ غفلت نصیحت خیانت کرنا یعنی جب وہ همان اس سویدین آیا لوگوں نے کہا خبردار یہاں اتنا  
ست سوتا جگہ جانتان شل کھلی کے نہ کوٹ ڈالے آسواسطے کہ تو مسافر ہو اور اس حال سے ناواقف ہم جگہ  
ہیں یہاں جو کوئی سویا آپر زوال آیا اور یہ بات اتفاقی بھی نہیں ہو یہاں بار بار ہنسنے ہی بات دیکھی اور اور  
آگاہی دلاں نے ہی مسجد کی ایک رات سکھ ہوئی نصیحت شب کو مرگ زہر ہلا ہل اسکے سامنے آیا اور پچھ  
ایک نہیں سیکڑوں کا یہی حال سب نے یہاں پچھم خود دیکھا ہو تم پچھ سے اپنی آنکھ کا دیکھا بیان کرتے ہیں  
نہ ایک دوسرے سے سنا ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو الدین نصیحت یعنی دین نصیحت ہو اور  
نیکواری اور الفت کی رو سے نصیحت ضد غفلت کی ہو جو بی خیانت کے ہو پچھ خود تفسیر فرمائی کہ وہ نصیحت کیا ہو  
دوستی میں رہتی کرنا اور غفلت جو اسکی ضد ہو خیانت اور سگ دوستی کہتا ہے خیانت یہ نصیحت جگہ کو ہم دیکھا  
سے کرتے ہیں سمجھ کہ لازم ہو قتل انصاف سے شن اور اس سے سخت پھیرا خدا و شریں کہ بدگوید لکھا

### جواب عاشق کا نا صحتوں کو

قولہ گفت اداسی نا صحتا من بے ندم + از جہان زندگی سیر آدم ہنسل بے زخم ناسا یہ تمام + شقم  
برزخ ہمار می تمام + منسل ام زخم جو زخم خواہ + عاقبت کم جوی از منسل براہ + ہنسل فی کو بود خود برگ جو  
منسل ام لا ابالی مرگ جو + ہنسل فی کو بکفت پول آور + ہنسل چتے کرین میل بگزر دہاں نہ کو بر دکانی +  
بل جہدار کون و برکانی زندہ مرگ شیرین گشت و نغم زین مراد چون نفس شبن پریدن مرغ را + ان نفس  
ہست عین باغ در مرغ می بیند گلستان و شجرہ جوق مرغان بیرون کردار نقص + خوش ہنوا اندازان +  
قصص + مرغ را اند نقص زان بہر فزادہ فی خوش ماندست فی صبر و قرار + ہر سوز سوراخ بیرون می کنند  
تا بود کہین بندازا پر کنند + چون دل و جان شبن بیرون بود + آن نفس را در کشانی چون بود + فی چنان  
مرغ نفس کہ آن وہاں + گرد و گردش را گرفتہ کرکان + فی بود اورا دران خوف و حزن + آرزوی از نفس  
بیرون شدن + او پچھو بد کرین نا خوش حضرت صد نقص باشد مگر دین نقص + المعنی ہنسل کامل و بعد اعتقاد  
و محمل نم و نام دو از زخم تازہ پر ہنما کرین یول یعنی غلوس بول بر دکان پل بود + معدولہ ترکی میں معنی رو  
اسنے کما + نصیحت کرنے والا محمول ہو کہ نام آدمی اس جہان زندگی سے بیزار ہو تا ہی میں بے ندامت  
اس سے سیر ہو جون میں کہ بے زخم کے میرے تن کو چین نہیں میں زخون پر عاشق اور زخون پر آپ کو

منہ تھا پورتا ہوں اس مشورہ میں منہ بل یعنی دوا کے معلوم ہوتا ہے میں ایک منہ بل ہوں زخم جو اور زخم خواہ  
 کہ عاقبت کا طالب نہیں زخم ہی سے راہ پر رہتا ہوں وہ منہ بل نہیں کہ برگ جو ہوتا ہو لینے کا ہلی سے  
 بے محنت برگ و نواؤں دھوٹہ تھا ہو کہ مفت ہی ملے سے میں وہ منہ بل ہوں کہ لاگ ابالی کتا ہوں اور برگ کا  
 طالب ہوں لاگ ابالی کے معنی نہیں ڈرتا ہوں میں اور نہ وہ منہ بل جو چاہوں کہ پیاسا میرے ہاتھ آئے  
 بلکہ وہ منہ بل کہ چیت و جلدی اس پل سے گزر جانے کا خواہشمند وہ نہیں ہوں جو ہر دوکان پر مانگنے جاتا ہو  
 ہاں وہ ہوں کہ اس عالم کون سے نکل جاؤں اور کان پر پہنچ جاؤں مجھکو مگ اور چلا جانا اس راہ  
 سے نہایت شیریں ہو جیسے مرغ کو پتھر چھوڑنا اور اپنی خوشی کا آڑنا اور جس مرغ کا پیچہ کہ عین بلغم میں ہو  
 تو وہ مرغ اس میں سے گلستان و شجر کو دیکھتا ہو اور گروہ مرغون کے جو باہر ہیں وہ گرد پتھر کے ہیں اور  
 خوش خوش اپنی آزادی کے قصے پڑھتے ہیں اس مرغ کو جو اس پتھر میں ہو اس سبزہ زار سے نہ خوش ہو  
 لینے نہ اگلے غم میں کھاتا ہو نہ صبر و قرار ہو نہ سوراخ سے سرکاتا ہو تو کہیں ایسا ہو کہ اس بند کو اپنے پائوں  
 کھول لے کیسے ہی ہو کہ اپنی جان و دل کو ایسا کمال لے جیسے مرغ بیرونی اور کیسے اس قفس کا دروازہ  
 کھل جائے نہ ایسا مرغ قفس کہ نگین جیسے اس پاس پتھر کو بلتیاں گھیرے ہوئے ہیں اس سچا پارہ کو  
 اس خون و رنج میں یہ آئندہ و کمان کہ میں پتھر سے نکلوں وہ تو یہی چاہتا ہو کہ ان ناخوش شیر کے پنجوں  
 پیچہ کیا بلکہ پر پرے اور اگلے گرد ہوں تو بہت اچھا ہو قفس بختیں بچا ہی شیر جمع حصص جیسے حصص  
 جمع حصص خلافت شرح میں زخم کو زخم پل کو بول دوکان مع دوا مرغ را کو مرغ را آزادی حصص قفس  
 کہ اندران کو آندہ ان لکھا ہو گردش کے بعد راندہ و قفس کے معنی زنبیل خلافت لغت اور غیر مناسب محل  
 بیان اسکا کہ عشق جالینوس کا حیات و نیار تھا اور ہر نہیں کار آمد نہ ایسا کہ اس  
 بازار میں کام آئے ہاں مثل عوام کے ہو گا و الام بوسند نشہ اور قیامت کے روز  
 خاص حکم اللہ ہی کا ہو گا

قولہ آئینا کہ گفت جالینوس رادہ از ہوا ی این جہان و از مراد و را ضمیمہ کمر سن بہانیم جان کہ  
 از کون استری ہم جہان کہ گریہی بیند و خود قطارہ مرعش آئیں گشتہ بودست از مطارد یا عدم  
 دیدست خیر این جہان و در عدم نا دیدہ او حشر نہان چون چنین کس سیکشہ بیرون کرم می گریزد او  
 سپس سوی شکم لطف رویش سوی مصد میکند او مقرر در پشت مادر میکند کہ اگر بیرون نہم زین شہر  
 گام و اسی عجب دیگر نہ ہمیں این مقام یا دی بودی درین شہر و حمہ تا نظارہ کردی اندر رحم یا چو چہ  
 سوزنم را ہی بڑی کہ ز بیرون از رحم دیدہ شدی بہ چنین ہم غفلت از عالمی بہ چو جالینوس ادنا حقی

اور ہمارے کان رطوبت کی گتہ بہ گتہ ہوتی ہے + آن مدد از عالم ہر یونیت ہر چنانکہ چار عنصر و ہر جان + صدمہ و دار و در شہر  
 لامکان مآب و دوانہ و قفس گریافتہ است + آن زبان و عرصہ دریافتہ است + جانہای انبیاء جہنم مذبح  
 زین قفس در وقت نقلاں و فرائع + آنہی وہی جہان سجدہ شیدا گستاہو دناست اس جہان ہر کہ جیسے جالبہ  
 حکیم جو انور نے کہا اس جہان کی ہوا و دھواں و مراد کے معاملہ میں کہ میں رہتی ہوں اگر مجھ سے نیم جان رہے  
 تو رہے مگر جہان میں کسی گونہ غیر کو نہ دیکھوں یعنی احمق و نر کو جو مراد اہل دنیا سے جو کہ اسکو دلم و  
 پائدار جان سے ہیں اور ہمیں مبتلا ہیں اور اپنی نیم جانی اس سبب سے کہتا ہے کہ آدمی دنی الطبع ہو بدون  
 اورون کے گزر کیسے کر سکتا ہے بس بدون انکے ضرورتی جان ہو گا یہ سہم مقولہ جالینوس کا ہے آئندہ پھر بیان  
 اسی جہان کا کہتا ہے کہ گریہ جو مراد موت سے ہو اپنے گرد قطار مرغون کی دیکھتی ہو اور یہ مرغ ایسے کہ اڑنے  
 اور اڑنے کی جگہ سے نا امید نہ اڑ سکتے ہیں نہ کہیں اڑ کے جا چکا تھا کہ نا یا سواے اس جہان کے عدم کو  
 دیکھا ہو وہ ان اڑنے کے جاتے ہیں لیکن عدم میں جو مشہد نہاں ہو اسکو نہیں دیکھا کہ وہ ان اس سے بچاؤ  
 نہیں جیسے جنین کہ اسکو گرم اسکا باہر کھینچتا ہو اور وہ پھر شکم کی طرف بھاگتا ہو چنانچہ کیشش و گریز و درزہ کے  
 جھکڑے سے ظاہر اسکا لطف تو اس زندان سے اسکو مصدر کی طرف جہان آنے والا ہو تو جھکنا ہو اور وہ  
 پشت مادر کو قرار گاہ بناتا ہو یعنی نزدیک سے دور بھاگ جاتا ہو اس خیال سے کہ اگر میں اس شہر سے قدم  
 باہر نکالوں تو کیا عجب کہ یہ مکان مجھے پیر دیکھنے کو نہ ملے یا کوئی دروازہ ہوتا اس شہر نگوار کا تا میں رحم کے  
 اندر سے اسکا نظارہ کر لیتا یا سوئی گئے تاکہ جیسی میری کوئی راہ ہوتی کہ اس میں ہو کے رحم سے باہر دیکھا  
 جاتا بس جہنم بھی اس عالم بالاسے مثل جالینوس کے نامحرم ہو کہ وہ بھی رطوبات ظاہری کو دیکھتا ہو  
 یہ نہیں جانتا کہ یہ مدد عالم غیب سے ہو جیسے یہ اربع عناصر جسے ہر شے پیدا ہو انکو سیکڑون امداد لامکان  
 پہنچتی ہیں اور اس پنجرہ میں اگر آب و دانہ پایا ہو تو وہ بھی ایک باغ اور ایک میدان سے پایا ہو  
 کہ اس باغ کو جائین انبیاء کی دیکھتی ہیں جبکہ اس پنجرہ سے نقل و فرائع کرتی ہیں کہ انبیاء کو قدرت اس  
 جسم سے نقل کرنے کی بحالت حیات حاصل ہو اختلاف شرح میں آئینہ کو چنانچہ لکھا ہو قولہ میں جالبہ  
 و عالم غرغندہ چو ماہ اندر فلکما باز غندہ و رز جالینوس این قول تفسیریت پس جواب ہم جالبہ جالینوس  
 این جواب اس کے کہین گفت کہ ہو دیشش دلی با نور جفت + مرغ جانش موش شد سورخ جو چون شید  
 از گرگان او غرغ + دران سبب جانش وطن دید و قرارہ اندرین سورخ دنیا موش وارہ ہدیرین سورخ بنی  
 گرفت + در غرغ سورخ و انانی گرفت + میشہاسی کہ مراد اور از مزیدہ اندرین سورخ کاراید گزیدہ + زانکہ دل  
 بر کند از بیرون شدن + بستہ شد راہ رہیدن از بدن + نکبت اوطیع عنقا و دشتی + از لعابی خیمہ کی انفراشی +



لکھ کر وہ چٹک خود اندر غصہ نام چکلش در دوسرا دم و غصہ و حصبہ قویج و مالخولیا اسکے دسل و  
 جذام و ماشرا گرہ مرگست و مرض چکال او ویزند بر مرغ و پروبال ابد المعنی بازغ روشن تابان  
 بنائی تبتشدیدن ساری سرسام ورم دلیغ متضیع بطن پیش شکم و ناف حصبہ بالفتح و بالضم و بقیہ تین اسکا  
 سرخ و سوزند و جودن پر شکستہ بین بفارسی سرخ قویج واد در و جود و و قوون بین پیدا ہوئے مالتولیا  
 سودا اسکے ایک مرض جو کہ مرچین حروہ معلوم ہوتا ہو اسل مرض مشہور ایسے ہی جذام ماشرا ایک ورم و  
 دوسری کہ سرور و بین پیدا ہوتا ہو عرق و بفتح و تشدد ورا و ضم غای مجید آ واد گرہ و سگ چکام شکم تباہید صبر  
 فرماتے ہیں کہ انبیا جالینوس اور عالم سب سے فالغ بین مثل ماہ کے آسمانوں میں روشن ہیں پس اگر  
 بات کہ جالینوس یہ نہیں جانتا کہ یہ رطوبتیں غیب کی مدد سے ہیں یا ریح خاصہ کہ مدد اسکان سے پہنچتی  
 جالینوس پر اقرار ہو لوگوں نے اس پر جھوٹ جڑ لی ہیں تو ہمارا جواب بھی جالینوس کیواسطے ہندیں ہو جب  
 اسپر اقرار ہو تو سچر جواب کیسا بلکہ یہ جواب اسکے واسطے ہو کہ جسے یہ کہا کوئی ہو کہ سوا اسکا دل سیاہ  
 جفت نور کا نہیں ہو اسکا مرغ جان پر نہ نہیں ہو موش ہو سورخ کا گھسنے والا جب سے اُسے عرق و غنی  
 غرا مالتیون کاٹا ہو اور اسی عرق سے اسکی جان نے وطن و قرا اپنا موش کے مثل سورخ دنیا میں  
 دیکھا ہو جب تو اس سے نہیں نکلتا اور اسی سورخ میں گھسے گھسے کچھ معاری بھی سکھ لی ہو کہ قسم قسم کے  
 مکان بناتا ہو اور بقدر سورخ کے دانائی بھی مائل کی ہو اور وہ پیشے کہ اس سورخ کی دیاوتی و  
 ترقی میں کار آمد ہوں اختیار کیے ہیں اس سبب سے کہ دل باہر نکلنے سے اٹھایا ہو کہ اس سے نہیں  
 نکلا و گھاس راہ بدن سے نجات پانے کی بند ہو گئی مگر مٹی و فی الطبع اپنے لعاب سے کیسا غیمہ بناتی ہو  
 اور عرقا بلند مزاج کا کہ میں بھی غیمہ ہو پس مگر غیظ طبع کیسے ہو اب فرماتے ہیں عجیب حال ہو جلی تو  
 اپنے چکل پنجرہ میں ڈالے ہو ہے ہو اور اس چکل کے نام قسم قسم کے رکھ لیے ہیں در دوسرا دم پیش حصبہ  
 قویج مالتولیا اسکے سل جذام ماشرا یہ نہیں سمجھتے کہ گرہ مرگ ہو اور من اسکے چکل ہیں جو مرغ اور اسکے  
 پروبال پر مار رہی ہو اختلاف شرح میں انگلس کے بعد کا و زائد لکھا ہو عرق کے بعد الف شاید اسکو  
 عربی طور پر جمع سمجھا ہو پیشیا کو پیشیا ا طبع کو از طبع کردہ چک کہ در دخیگ لکھا ہو قتال قولہ گوشہ گوشہ  
 می دو بہر دو و مرگ چون قاضی و ربجوری گواہ چون پیادہ قاضی آمد این گواہ کہ بھوندا تانا حکم کام  
 ہمتی حواہی تو از وی در گریزہ گر نہ پیر و شد و گر نہ گفت نیز بہتین ہمت دو و او چارہ ہا کہ زنی بر خرقہ  
 تن پارہ ہا عاقبت آید صبا حی خشم دار چند با شہادت آخر شرم دار و غر خود از شہ بخواد و می چہ  
 پیش از انکہ انقضار دوزی رسد و انکہ در ظلمت بر اندازگی و بر کند زان نور دل کیسا رنگی و میگزیو

اور گواہ و مقصدش + مکان کو اسوی قضا میخواندش + ناگهان گیرند او را خوار و زار رکش کشان تا پیش  
 قاضی شمسار دین گذرکن جانب آن شخص را آن دو کوبیدند آن شب سیهان و کمعنی یعنی یہ من  
 جنگو جنگل گرد مرگ کا کہا ہو جب عارض ہوتے تو ہر طرف گوشہ گوشہ میں دو اسکے لیے دھڑا دھڑا پھرتا  
 اس سے بچ کر مرگ ایک قاضی ہوا اور رنجوری اسکی گواہ ہو گئے یہ گواہ ایسا ہو جیسے قاضی کا پیادہ کہ  
 جنگو بگاتا ہوتا حکم گاہ تک لیا گئے اب تو اس سے مہلت چاہتا ہوا اپنی گریز کے لیے اگر اسے مہلت  
 مان لی تو مان لی ورنہ کہہ دیا کہ چل اٹھ کھڑا ہوا اور مہلت ڈھونڈھنا کیا ہو سی دوا میں اور معالجے کہ  
 اس خرقہ تن پر یہ ٹکڑے لگیا تا چھپتا ہوا انجام یہ ہو گا کہ آخر کسی دن صبح ہی دشمن کی طرح آگھیر چکا پھر  
 مہلت کب تک ذرا تو شرما تجھ کو تو یہ لازم ہو کہ اس سے قبل کہ قضا تجھ کو پہنچے اپنا عذر بادشاہ  
 کر لے اور جو کوئی اندھیری میں اپنا گھوڑا ہانک رہا ہو گناہوں میں وہ اس نور سے دل کیاری  
 اور بالکل اٹھالیتا ہو وہ بھاگتا ہو گواہ اور اس کے مقصد سے کیلے کہ وہ گواہ اسکو قضا کی طرف بلاتا ہو  
 مگر بھاگنے سے کیا ہوتا ہو کسی دن کپڑی لگیا اور خوار و زار کشان کشان شمسار سامنے قاضی کے  
 لے ہی جا بیٹھا اب فرماتے ہیں ان باتوں سے درگذر کر کے اس شخص کی طرف چل کہ وہ اس رات  
 اس مسجد میں مہمان ہوا ہوا الخلاف شرح میں خرقہ تن کو من القضا کو آنچنا لکھا ہو

ملاست کرنا اہل مسجد کا حمان کو تا اس مسجد میں نہ موئے

قولہ قوم گفتندی مکن جلدی بروہ تا نگر دو جامہ جانت گردہ آن دروہ آسان نماید بگرہ کہ با خنوت  
 باشد رگہ زربس کسان کا وینخت خود را از خنوت + وقت پیاپی دستا ویز جیت بیشتر از وقتہ کسان  
 بود در دل مردم خیال نیک و بد چون در آید اندرون کا زارہ آن زمان گردو بر آنکس کا زارہ  
 چون نہ شیر ہی ہین منہ پا بوی پیش کہ اجل گر گشت جان تست پیش + ورز ابالی و موش شیر شدہ  
 ایمین کہ اگر گشت تو سر زبرد کیت ابدال آنکہ و مبدل شود و خورش از تبدیل یزدان خل شود و لیک سستی  
 شیر گیری از کمان + شیر پزاری تو خود را ہین مران + گفت حق را ہل نفاق ناسدیدہ با سہم ماہینہم  
 باس شدیدہ در میان حکہ گرد مرادہ اندہ و رزرا چون عورتان خانہ اندہ گفت پیغمبر سہارا از عینوب +  
 لا شجاعہ یافتی قبل الحرب + وقت لاف غر وستان کہت زنندہ وقت جوش جب چون کہت می گفتند +  
 وقت ذکر غر و شیر در ادبہ وقت کروفر تیش چون بیازدہ معنی قوم کہتے تھے جلدی کر ہیان سے بھاگنا  
 تا بام تیری جان کا بلایین نہ بچنس جاسے جامہ جان کا تن ہو جو چیز دور سے آسان معلوم ہو ایکو  
 اچھا جان اُسکے نزدیک رست جا کہ آخر میں راہ دشوار ہو جائے اور کھٹنا مشکل ہو بہت لوگ ایسے

ہوے ہیں کہ انھوں نے پہلے سے تو آپ کو کسی کام میں لپٹا دیا اور جب بی بی بیچ میں پڑے تو دستاویز  
ڈھونڈ بھی کہ ہمارا گناہ کیا ہو کوئی خطا تو بتاؤ جو عبارت مجز و خوشامد سے ہر آدمی کے دل میں خیال نکلتے  
بدب طرح کے گزرتے ہیں اور اسی خیال کے موافق کرتا ہی پس قبل واقعہ کے سہل و آسان ہوا اور جب  
اس لڑائی میں گھس پڑا تو اسوقت اسپر وہ کام خراب و تباہ ہو جاتا ہے جب تو شیر نہیں ہو تو خبردار اگر شیر کی بو  
پانے تو وہ میں رک جا آگے قدم مت بڑھائے اس واسطے کہ اجل گرگ ہو اور تو پیش اپنی جان کو بچا اور  
اگر تو بدل ہو اور شیر تیرا موش ہو گیا ہو تو یحیون چلا آ شیر سے مت ڈر کیلئے کہ گرگ مرگ کا سر تجھ سے لچکے ہو  
آب کتے ہیں اگر تو ست ہو اور شیر کہ کہ نیم ست اور پورے ست کو بھی کتے ہیں اور اپنے گمان میں آپ کو  
شیر جانے ہوے ہو تو خبردار مت جا ہرگز اس لائق نہیں ہو دیکھ تو اللہ تعالیٰ نے منافقوں نارہست و  
استعار سے خطاب فرمایا ہو باسم بنیم شدید کڑائی با ہم یہود و منافقین کی سخت ہر اسی خانہ جنگ نصف  
جنگ لیکن مومنین سے ڈر کے مارے مقابل نہیں ہو سکتے اگرچہ باہر گر حلیہ میں مردانے ہیں مگر غر  
میں مسلمانوں کے مقابل ایسے ہیں جیسے عورتیں گھر کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو بہادر عیب  
کے تھے چنانچہ ملائک سپاہ غیبی انکی مدد کو نازل ہوئے تھے فرمایا ہو کہ اس جو ان شجاعت نہیں ہو قبل لڑائی  
سے بس لا نکراف یہود و حبشوت لا ن لڑائی کا کرتے ہیں تو ست لوگ زور شور سے مالیاں بجاتے ہیں  
اور جو جوش جنگ کا ہوتا ہو تو صابون وغیرہ کے مانند جھاگ ڈالتے ہیں جب ذکر لڑائی کا ہو تو غنی والوں کی  
بڑی لمبی تلوار چوتی ہو اور جو کمر و فرنگ کی ہو جب تیغ انکی اسی جیسی پیازا ہو بخلاف شیعہ میں کہیں  
جگہ لیکن اور کسان کو لسا پابوی تابوی اور پیش کو پیش اور آگ کو گھوب کو محبوب می تشدد کو بی تشدد  
لکھا ہو قولہ وقت اندیشہ دل اور خم جو پس یک سوڑن تھی شد خیک و من عجب دارم ز جویای صفاء  
کو ردور وقت صیقل از جفا عشق چون دعوی جفا دیدن گواہ و چون گواہت نیت دعوی شدت  
چون گواہت خواہد این قاضی رنج و ہوسہ و دہر مار تابی تو گنج و آن جفا با تو نباشد ای سپرد بلکہ  
با وصف بدی اندر تو در ہر بند جو بیک آزار مرو زود ہر بند آزار نہ زود ہر بند زود ہر بند مر اسپ آن کہ پیش  
آن زود ہر بند زود ہر بند گشت تہا ز سنگ و در ہر خوش پی شود و شیرہ رازندان کنی تا می شود و آن کی ہر  
یتمی را بقہر قند بود آن لیک بنودی چور ہر و دید مروی آشنانش را زارہ آمد و گرفت زودش در کنا  
گفت چندان آن تیک رازدی و چون ترسیدی ز قہر ریزی و گفت اورا کی ز دم بجان دوست و من  
بران دیوی ز دم کو اندر دست و مادر اگر کوید ترا مرگ تو با دہر گر آن نو خواہد و مرگ بس و آن گروہی کہ  
ادب گہر نختہ آب مردی و آب مردان رختہ و غازیان شان از دغا و اماندہ تا چہین حیر و خشت مانند

لاون غرہ را زخارا کم شنبو با جبینہا در صفہ ہمایا مرد لہنی کر دہم کان عربی مردم صحرائین سنگسگ  
 اسپ کم ز قمار جبین بفتح تر سده از جنگ ہمایا بفتح جنگ یعنی جسو فت اندیشہ کرتا ہوا و خیال ڈرانا  
 لڑا اپنے وال کو زخم جو پاتا ہو کہ خوب زخم کھائیگا اور او رکے بھی لگائیگا پھر جب وقت آیا تو وہ شک ہوا  
 بھری اٹکی ایک سو کی چپنے سے خالی ہو گئی آب مقوے مولانا راج کے ہیں مجھ کو تعجب ہو اُس شخص سے کہ  
 طالب صفا کا بھی ہوا اور وقت صیققل کے جفا سے بھی بھل گئے جو آلہ صیققل و صفا کا ہوا جان لے کہ عشق  
 ایسا ہر جیسے دعویٰ اور جفا اٹھانا سنا اُس دعویٰ کا گواہ اور ہر گاہ یہ گواہ میرے پاس نہیں تو دعویٰ تبرا  
 شراب و تباہ ہو آب جو قاضی تجھ سے ایسا گواہ جو جفا کشی ہو مانگے یعنی جفا میں مجھ کو ڈالے تو رنجیدہ  
 مست ہو بلکہ دہان مار کو چوم ایسا جان دینے پر مستعد ہو جا اور جو کوئی نہ کر سکے وہ کام تو کر پھر خزانہ  
 کہ تیرے ہی واسطے ہو اور اسی سپر وہ جفا جو تجھ کرے تو اُس کو اپنے اوپر ست سمجھو پھر نہیں ہو بلکہ وہ وہ  
 بد جو تجھ میں ہو اسی پر ہر مشکا کسی نے کوئی لکڑی خریدی تھی تو وہ نذر نہیں ماری گرو غبار نذر ماری ایسے  
 اگر گھوڑے کو کسی غصہ ناک نے مارا تو یہ نہ جان کہ گھوڑے کو مارا بلکہ اُسکی سنگسگ کو مارا یعنی کم ز قمار  
 اور متھے پن کو اور اسیلے مارا تا کم ز قمار سے چھوٹ جائے اور خوش قدم ہو جائے جیسے شیر اُنکو کو  
 مشکون میں بند کرتے ہیں تا شراب ہو جائے پھر دوسری تیشل اسی بات پر ہو کہ ایک شخص ایک شتم کو جو  
 قہر سے مار رہا تھا اگرچہ وہ اُس کے حق میں قند تھی لیکن بظاہر شل نہ ہر کے معلوم ہوتی تھی ایک شخص نے  
 اُس کو ایسا زار زار روئے دیکھ کر جلدی سے آکر گود میں لے لیا اور کہا تو نے اتنا اس شتم کو مارا اور خدا  
 قہر سے کیا وجہ جو نہ ڈرا اُس نے کہا کہ ایسا جان دوست یعنی میری جان میں نے اُس کو کب مارا میں نے تو  
 اُس دیو کو مارا جو اُس کے درون میں گھسا ہوا اگر تیری مان تجھ سے کہے کہ تو مر جائے تو وہ تیرا  
 نہیں چاہتی ہو بلکہ اُس خود فساد کا جو تجھ میں ہو مرنے چاہتی ہو پس جو گروہ کہ ادب و دیب سے  
 بھاگے ہیں اُنھوں نے آبر و مردی کی بھی بگاڑی ہو اور مردوں کی بھی غارتوں نے اُنکو لڑائی  
 سے کمال دیا ہو اسی سبب سے وہ ایسے جیز و مختل رہ گئے ہیں تو شنی اور غرہ جکی ہندی گھنٹہ ہو  
 بیہودہ بکنے والوں کی رست سن اور ان نامردوں کے ساتھ لڑائی کی صف میں مت جا الحکلاف  
 شج میں من محب کو میں لکھا ہر قولہ زانکہ زادو کم خبالا گفت حق و ذکر رفیق سست برگردانی تیر  
 کہ گرا تیان باشا ہر و شونہ غازیان ہمیز نمون کہ شونہ خوشین را با شاہم صف کنند پس گرینہ  
 و دل صف بکنند پس سپاہی اند کی بے این نفر بہ کہ باہل نفاق آید شہر بہت بادام کم خوش  
 سینختہ بہ زلبیاری بہ تلخ آمینختہ تلخ و شیرین گر بصورت یک شی اند بفقرا زمان افتاد کہ ہم دل نیند

گہر ترسان دل ہو کو اذگمان می زید در شک ز حال آنگھان + میرود در رہ نماز شری + گاہ چو  
می نهد اعمی دلی + چون نمازدرہ مسافر چون رود با ترو دبا دل پرفون شود ہر گویا می این سو  
راہ نیت + او کند از بیم آنجا وقت و ایست + در بداندزہ دل پشوش او کی رود ہر ہای و ہور  
گوش او پس مشو ہر اہ این شتر ولان + زانکہ وقت ضیق و سہید آنگھان + پس گریزد و در ترائنا بلند  
کو اندر لات سحر بالند + تیز زنیان جوہین کار دارد تو ز طو سوان مجید و شکار طبع طاووسست مست  
دم زندہ از مقامت بر کند + اہنی تہیے یہ جوہنے کہا کہ امر دون کے ساتھ لڑنے کو مت جا موافق تہیت  
کرید کے ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا لو فرجوا فیکم الا انکم الا خبالا اگر منافق فرج کرینگے تم میں نہ زیادہ  
کرینگے تمکو سوائے بدی و غدر کے پس فیت سست سے اپنا ورق لوٹ دے زما اسکی طرف متوجہ نہ ہو  
اگر یہ لوگ تمھارے ساتھی اور ہر اہی ہونگے تو غازی لوگ انکے سبب سے بیخبر مثل کاہ کے ہو جائینگے  
اول میں تو آپ کو تمھارا ہم صف کرینگے پھر بھاگینگے اور تمھاری صف کے دل توڑ دینگے پس تھوڑی  
سپاہ میں یہ لوگ نہون اچھی کہ انکے ساتھ میں اینوہ ہو اگر باوام تھوڑے ہیں اور خوش بختیہ تو اچھے  
ان بہتوں سے جو مخنی آیمختہ ہیں بختیہ آیمختہ یہاں مراد انکے اصلی فرے خلقی سے ہر جس سے قدرت نے  
انکو شرت کیا ہے تلخ و شیرین اگرچہ ایک شو ایک صورت کی ہیں مگر خلاف انہیں اس سبب ہو کہ ایک دل  
نہیں ہیں گہر ترسان دل اسوجہ سے رہتا ہو کہ وہ اپنے گمان سے اپنی زیت شک میں کاشا ہو اور  
اس جہان کے حال کو یقینی نہیں جانتا چلتا تو راہ میں ہر گھر منزل اور ٹھکانا نہیں جانتا اعمی دل ہو  
اور جو اعمی دل ہو جب قدم رکھگا ڈرتے ہی ڈرتے رکھگا جب مسافر راہ نہیں جانتا تو کیسے ملے  
پھر کیسے تردد اسکو ہونگے اور کیسا دل اسکا پرفون ہو گا ذرا بھی کوئی کدہ گیا کہ ہاے اور راہ نہیں ہو  
وہ ڈر کے مارے وہیں ٹھہ جائیگا اور کھڑا ہو رہیگا اور جو اسکا دل پشوش راہ جانتا ہو تو کسی کو  
وہو اسکے کان میں کب پہونچگی پس تو ان شتر دل نامردوں کا ساتھی مت ہو اور انکو اپنا شریک  
مت کر کہ جب کوئی وقت تنگ پڑیگا اور موقع خوف جا کھتا تو یہ آفل ہو جائینگے یعنی غائب جیسے سب سے  
غائب ہو جاتے ہیں ضیق بالکسر تنگی و بفتح و تشدید یاے کسو یعنی تنگ آفل فرود وندہ پس یہ بھاگ چینگے  
اور تھکوتنا چھوڑ دینگے اگرچہ مخنی میں جادو بابل کا سا کر رہے ہیں مگر تو ہرگز اعتماد مت کرو جتنا لوگوں  
سے جو عورتوں کے مثل اپنا بنا کو سنگار کرتے ہیں یا دورنگ ہیں جیسے گل و رنگل دورنگ کو کہتے ہیں  
لڑائی مت ڈھونڈ کہ احمایہ کام نہیں ہونڈ طاووسوں سے صید و شکار کا طالب ہو وہ خود صید و  
شکار ہیں طبیعت تیری طاووس ہو اپنی زیب و آرایش پر فریفتہ جیسے طاووس سستی میں اپنی زیب

کہ کھانا ہو ضرور دوسوا س میں جھگوڑا ایسی کہ تو اپنے بدن کو زخموں سے کیوں بچاؤ تاہو اور ایسے  
افسون تجھے بھونک کے جھگوڑا جس جگہ سے جہاں تو لڑائی میں کھڑا ہو اکھیر دیگی کہ تو بھاگ نکلے گا  
انحلاف شرح میں گہر کے بعد داو عطف کا لکھا ہوا اور زمرے کے قبل کیا انداز وقت ایست گوزرے  
کہنا شیطان کا قریش سے کہ آنحضرت سے لڑنے کو آؤ میں بھی مدد کروں گا اور  
اپنے کنبہ کو مدد میں بلاؤں گا اور ملاقات صفین میں اسکا بھاگنا

قولہ بھو شیطان کہ دوسوا س باقریش دم دمیدو گفت کہ دارید عیش و تہا کہ در احد ہر میت ایست  
رخ و دنیا و از زمینش برکنیم چونکہ شیطان در ہر شد صدیکم و خاندانوں کا نبی جبار لکم چون سپہ گرد  
آمدند او گفت او کہ در با ایشان سمیت گفتگو کہ بیمار من جتیلہ غلش را تا کہ در ہجبا بود پشت شتا  
مرشرا حون و یار یہا کہم تا سپاہ دشمنان تان بشکنم چون قریش از گفت او حاضر شد ہر دو لشکر  
در ملاقات آمدند از ملائیک دید شیطان انہی و سوی صف مومنان اندر رہی و زان جنود الم تر  
صف زدہ و گشت جان او ز بیم آتشکہ ہ پای خود واپس کشیدہ میگرفت کہ ہمی بہنیم سپاہی بس  
نگفت کہ اخاف اللہ مالی منہ حون و اذہو انی اری مالا ترون گفت حادث ای ہر اذہ شکل  
ہین و دی چرا تو می گفتی انہین گفت ایندم من بہنیم عرب گفت فی بنی جعاشیش عرب  
المعنی جعاشیش جمع جعشوش کہ او مزدور و پر جو کہما ہو کہ طبیعت جھگوڑا و سوسون میں ڈالیں گی او تجھے  
افسون بھونکیگی انہی کی نظیر میں فرمایا جیسے شیطان نے قریش کو دوسوسون میں ڈالا اور فسون  
بھونکا اور کہما کہ لشکر جمع کر و تو احد کو ہر میت میں ڈالیں اور انکی جڑ بنیا و زمین سے نکالیں جو کہ  
شیطان اپنے ہنر کر میں سیکڑوں میں ایک ہر یہ فسون بھی اُسنے اُنپر پڑھا کہ انی جبار لکم جیسا کہ  
قرآن شریف میں ہو واذین لکم شیطان اعمالکم و قال لا غالب لکم الیوم من الناس انی جبار لکم  
ہر گاہ کہ زینت دی شیطان نے اپنے کاموں کو اور کہما کہ کوئی غالب تیرا کج آدمیوں سے نہیں ہو  
اور ضرور میں تمہارا مددگار ہوں جب اسکے کہنے سے سپاہ جمع ہوئی تب اُسنے دوسرا جیلہ بیسیا کہ میں  
اپنے کنبہ کو بھی لاؤں گا تاڑائی میں تمہاری پشت و قوت ہوں میں تمہاری خوب مددگار یان کہ ونگا  
تا سپاہ تمہارے دشمنوں کی توڑ دوں جب قریش اسکے کہنے سے جمع ہوئے اور دونوں لشکر باہد گر ملاقی  
تو شیطان نے ایک راہ میں انہو ملائک کا دیکھا طرف صف مومنوں کے شیطان اس جنود الم تر  
صف زدہ سے ایسا گھبراہٹ کے مارے جان اسکی آتشکہ ہنگبی جیسا کہ تزلزل مجیدی میں مذکور و انزال  
جنود الم تر وہا بھی اسنے ایک لشکر کہ تمنے اسکو نہیں دیکھا بس اس لشکر کو دیکھ کے یا فون اپنا پیچھے ہٹا

اور کتا تھا کہ میں ایک سپاہ دیکھتا ہوں چنانچہ لڑایا کھس علی عقبیہ قال انی بری منکم انی اری مالک  
لڑا افسے پانکوں اور کہا میں بری ہوں تم سے میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے امین اللہ سے  
ڈرتا ہوں جھکو اُس سے کچھ مدد نہیں جو تم جاؤ میں تو وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے یہ سیکے مار  
نے کہا کہ اسراۃ شکل خبردار ہو کل تو نے یہ بات کیوں نہیں کہدی تھی اسراۃ نام ہو ایک سردار عرب کا  
کہ اُسکی شکل شیطان نے اپنی بنائی تھی اور یہ معاملہ جنگ بدر کا جو شیطان نے کہا میں اسوقت خدا  
دیکھ رہا ہوں اپنے بے ہرگی حارث نے کہا میں تو عرب کے فقیر وں مزدوروں کو دیکھ رہا ہوں جو  
جو کتا ہوا فی اری مالک تو ان الحکاف شرح میں پیش کو خویش در ہنر کو در پر ان کو ان جنود کو جلو  
دی کو دی فی مینی کو مینی لکھا ہوا قولی نہ مینی غزائیں لیکای تو شک بہ ان زمان لات بود این وقت  
جنگ ہدی بھی گشتی کہ پانڈا آن شدم کہ بود تاں فتح و نصرت و مہدم ہدی زعیم الجیش بودی امی لعین  
وین زمان نا چیز و نام و زمین تا بخوردیم آن دم تو داوریم تو بتوں رفتی و ماہیزم شدیم جو نگار حاش  
باسراۃ گفت این را اعتبار بشنکین شد آن لعین بدست خود دشمن زورست و اکتید چون زگفتہ  
اوش در دول رسید سینہ اش را کوفت شیطان و گر سخت خون آن بیچارگان دان مکر رنجیت و چونکہ  
ویران کر و چندین عالم ادب پس گفت انی بری شکوہ کوفت اندر رسیدہ و انداختش پس گریبان شد  
چو بہیت آفتش و نفس و شیطان ہر دو یکتہ بودہ اندہ در دو صورت خویش را بنودہ اندہ چون  
فرشتہ و عقل کا نشان یک بدند ہر حکمتہاش دو صورت شدہ دشمنی داری چنین در سر خویش  
مانع عقالت و خصم جان و کیش یک نفس حملہ کند چون سوسار پس ہوا فی گرید و در قرار و دل  
او سوراخا دار و کنون در سر زہر سوراخ می آرد و برون نام نہاں گشتن اودیو و نفوس و داندان را  
فغن شد نفوس کہ خوشش چون نفوس قنفذست و چون سر قنفذہ و را آمد شدت و معنی شنگ چو  
در اہرن مجاہد معشوق و شوق زعیم الجیش سردار لشکر مبین لفتح میم و کسر با ضعیف مجاہد حقیر و غوا توں  
بالغم دہان و حمام و سوراخ حمام و گلکن سوسار نام جانور ہندی گوہ نفوس لفتح کیسے پیچھے چھپے  
قنفذ بالغم و غم نا جانور خار پشت ہندی سیسی یا شعرا و بعد کے بعض تحت قول حارث میں ہیں  
لہا ای شوق را ہرن تو سوا سے گدایان عرب کے اور کچھ نہیں دیکھتا ہر لیکن وقت شبنی کا اور تھا  
و راب وقت لڑائی کا پھر کیوں نہ ایسے حیلے کر گچھا کل تو نے ایسی باتیں کیں کہ ہم مفید اسکے ہو سکے  
نکو و مہدم فتح و نصرت ہوگی اور امی لعین کل تو سردار لشکر بنا تھا اور اسوقت نا چیز و نام و خوا  
بنا ہوا اسی سبب سے اسوقت ہم تر فریب کھا کے آئے سو تو حمام کے سوراخ میں گھس گیا اور ہم

اس کے ایندھن ہوے جب حارث نے سراقہ سے یہ باتیں کہیں تو وہ لعین ان باتوں سے شگمین ہوا اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے غصہ ہو کے کھال لیا اس سبب سے کہ اُسکی گفتگو سے اُس کے دل کو درد ہو چکا جس شیطان نے حارث کے سینہ پر کوئی ضرب ماری اور بھاگا اور اس مکر سے خون اُن بیچاروں کا بہا یا جب اتنے عالم کو ویران کر لیا تب کہا میں تھے پاک و بری الذمہ ہوں اور ایسا حارث کے سینہ کو کھٹا اور اس کو گرا دیا پھر بھاگ گیا ایسی ہیبت اُس پر چڑھی آپ عقولات مولانا رح کے ہیں نفس و شیطان دونوں ایک تن اور ایک ذات ہیں مگر دو صورت میں آپ کو ظاہر کیا جو جیسے فرشتہ اور عقل کہ یہ دونوں بھی ایک تھے لیکن خدا کی مکت ہر جو دو صورت ہو گئے اب اے مخاطب اس بات کو سمجھ لے کہ ایسا کون تیرے باطن میں چھپا ہوا ہو جو عقل کا روکنے والا جان و ایمان کا دشمن کسی وقت تو سو سو سارے طرح حکم کرتا ہو پھر بھاگ گئے سوراخ میں گھس جاتا تو ہر دل میں سوراخ اسکے اب موجود ہیں کہ ہر سوراخ سے سر نکالتا ہو جس وقت کہ چھپ جاتا ہو اس وقت کے نام تو اُس کے دیو و نفوس ہیں کہ دیو و نفوس بھی چھپے ہوئے ہیں اور جب سوراخ میں گھستا ہو تو نام نفوس ہو کہ اس کا سوراخ میں گھستا ایسا جیسے فخذ کا گھستا کہ سر نکالا پھر اندر کر لیا پھر نکالا پھر اندر کر لیا ایسے ہی آمد و شد اسکے سر کی ہو کہ نکالا اور چھپا لیا الحقائق شرح میں دیو از نفوس لکھا ہو میری دہشت میں از دیو و نفوس ہونا چاہیے نہ کہ میں و او اشباع کا نہیں لکھا کہ قافیہ میں معتاد ہو اور ذال و دال کا قافیہ درست ہو قولہ کہ خدا آن دیور اخاس خواند کہ سر آن خارشک را بہا ند می نہان گرد و سر آن خارشک + دمبدم ابویم صیاد درشت + تا چو فرصت یافت سر آرد برون + مزین چنین مگری شود ما چش زبوں + گردہ نفس از اندرون راحت روی رہزان را بر تو کی دومی بدی + زبان عوان کہ مقتضی شدت + دل بہر حرص آزد آفت زان عوان بدتر شدی + بد و تباہ دما عوان را بقدرت راہ + در خبر بشنو تو این پند گواہیں جنبیکم لکم اعدی عدا طلاق این عدا دشمنو گریز کو چو اہلبست و بیخ و ستیز + بر تو او از بہر این دنیا ی سر دہ آن عذاب سردی را سہل کرد + چہ عجیب گریز را آسان کند + از سر خویش صد چندان کند + معنی سخن بافتح یعنی جوشا عوان فتح سر ہنگ طم طراق کرد + فرطم یعنی علو و طراق آوازہ خوشی بتائید سابق فرمایا کہ خدایتعالی نے مجھ

اچن شیطان کو فحاس کہا ہو چنانچہ آیا کہ یہ میں شر الیوس اس الخاس الیوس فی صدور الناس پناہ مانگتا ہوں میں بدی شیطان سے کہ فحاس ہو اور لوگوں کے سینوں میں دسواس ڈالتا ہو اسلئے کہ اس کا سر خارشک کے مشابہ ہو خدایتعالی نے فحاس کہا ہو کہ دمبدم صیاد درشت کے خوف سے سر چھپاتا ہو تو جب فرصت پائے تو سر نکالے کہ ایسے مکر سے مار بھی عاجز ہوتا ہو اگر نفس نہ اندر سے



تیری راہ مارنا تو ہر بنوں کو چھپر کیسے قابو و غلبہ ہوتا اسکے جو سر ہلک و جوان ہیں بھلا اسکا ایک  
 مقتضی شہوت ہو جس سے تیرا دل سیر حرص و آد و آفت کا ہو جس اس جوان سے تو تیرا درد و تباہ  
 ہوا تو اور جوان جو اسکے ہیں شگنائیں و حسد اور غرور و غیرہ اخلاق و ذمہ سب کو چھپر غالب ہونے کی راہ  
 ملی دیکھ تو حدیث میں آیا ہوا حدی حدی حدی کہ انفس الہی میں جنہیک تو اس نصیحت کو تو سن کہ آنحضرت نے  
 فرمایا کہ کوئی دشمن تیرا ایسا نہیں ہے جیسا تیرا نفس ہے جو وہ دونوں پہلو میں تیرے ہوا سو اسطے کہ دشمن کی  
 کرنے سے دوست ہو جاتا ہے یہ ایسا دشمن ہے کہ اور زیادہ دشمن ہوتا ہے تو اسکا کہ وہ فرار و خوشی کی پہا  
 ہرگز مت سن اور بھانسا ہی رہ اسلیے کہ یہ مثل شیطان کے ہے کہ بظاہر سچ مچ کرتا ہو مگر غرضیں اور دلوں  
 کرنے کی باتیں اور وہ بحقیقت متین و خصلت ہوتے ہیں ان نیا سر و پیرہ کیواسطے جو چند روزہ ہوا اس عذاب کو  
 کہ سرمدی ہو سہل و آسان ٹھہرا دیا ہو کہ تو مطلق نہیں ڈرنا اس سے تعجب کیا ہو جو مگر جیسی سخت چیز کو چھپر  
 آسان ٹھہرائے یہ کہنی بات یہ تو اپنے سحر سے ایسے سونگے عجاب بنا دکھا سکتا ہوا اختلاف  
 شجہ میں بعد اال دہم کے ایک بہرہ زیادہ اور کہ مقتضے کو مقتضے کہ ہر شے کو سر شدے اور رکو  
 و تباہ کو زد و کھوکھو کو کون اور سچ کو سچ اور پھر عبارت شرح میں کج لجا بت سے لکھا ہو قولہ سحر کا ہے را  
 بصفت کہ کند باد کو ہی را چو کا ہی می تند ز شہار انفر گرد اند یض و تقر مار ازشت گردانہ بنظن و  
 آدمی را خرمایہ سامنے و آدمی ساد و فری را دایمی و کار سحرانیت کو دم میزند و ہر نفس قلب حقائق میکشد  
 اینچنین ہا مردوں تمت سحران فی الوساوس سحر ہذا اندران عالم کہ بہت این سحر ہا و ساحران بہتند  
 بادوی کشادہ اندران سحر کہ رست این دہر تہ نہیر و نیدست تریاق امی سپر و گوہت تریاق ازمن جو  
 سپر و کہ زہر من ہونہ و دیکتہ گفت او سحرست و دیرانی تو گفت من سحرست و دفع سحر دیا گفت  
 پیغمبر کہ ان فی البیان سحر او حق گفت آن خوش پہلوان و لیک سحری دفع سحر ساحران و بایہ تریاک شاہ  
 در بیان و آن بیان اولیا و صفیاست و کہ سحر ہذا غرض نفسانی جہت و حاصل آن کہ زہر نفس دون  
 گریزہ نوش کن تریاق مرشد چیت و نیزہ این طلسم سحر نفس اندر شکن و سوی گنج پیر کامل لقب دن و  
 بس در ازت این سوی آغازان و باب سال و مسجد با ازان و المعنی تینے سحر کا کہ کوہنی صفت  
 کوہ بناتا ہو پھر کوہ کو کاہ کر دیتا ہو تجری چیزوں کو اپنے فن سے عجیب غریب کر دیتا ہو اور عجیب غریب کہ  
 گمان میں برا جاتا ہو کیسوت آدمی کو کہ گھبرا دیتا ہو اور کسی انہوں سے گدھے کو آدمی کر کے دکھاتا ہو  
 جادو کام ہی ہے کہ جب وہ اظہار اپنے عمل کا کرتا ہو تو ہر دم قلب حقیقتوں کا کرتا ہو کہ در حقیقت کوئی  
 شے ہوتی چھپر نظر کھ آتی یہ آیت ہی ایک ساحر تیرے درون میں چھپا ہو بیشک جسکے و سواس میں

سحر سحر ہوا و استوار و روان آس جہان میں جہان یہ سحر ہوا اور ساحر جادو کشا نے جادو ظاہر کرنے والا اور جس جگہ میں کہ یہ نہر تر جادو تریاق بھی اور سپردان جادو اور جمنے کی نسبت اس سبب سے ہر کہ جادو تریاق بھی اثر نہیں کرتا وہ سچ ایک گیارہ کی ہر کہ کوہ ہلاہل میں پیدا ہوتی ہو اور اسی کوہ کے نام سے یہ دہر مشہور ہو کر ہر سے مراد نفس و شیطان تریاق سے روح و عقل چنانچہ تریاق تجھ سے کتا ہو کچھ سے پناہ و سپرد ہو نہ کہ میں تجھ سے دہر کی نسبت دیا وہ نزدیک ہوں اسکا کہنا جادو ہو اور باعث تیری ایرانی کا اور میرا کہنا بھی جادو ہو لیکن اس کے جادو کا دفع چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان من البیان سحر بیشک بعض بیان سحر ہو جو مراد دلپذیری و نصاحت سے ہو اور بحقیقت اس سردا شجاع نے سچ کہا ہو لیکن وہ سحر جو سحر حرون کو دفع کرے اور اپنے بیان میں مایہ تریاک ہو بیان اولیاد و صغیا کا کہ تمام اغراض نفسانی سے جدا ہو احوال تو نفس و دن کے زہر سبج اور تریاق مرشد کا جھٹ پٹ پی کے یکسو جو نفس نے سحر کا بنا کر جھکوا نہیں ڈالا اور اس طلسم کو توڑا اور پیر کامل کے خزانہ پر نقت لگا آب وہی بطور حصر کے فرماتے ہیں کہ یہ تیر ہی ایسی کہانی ہو تو نے جو بات شروع کی تھی انکی طرف میں نے صمان و سجد کی طرف لوٹ چل آسکا بیان کرنا خلاف شرح میں کا ہی کو گا ہی بکان فارسی اور کتا کو کتا و غیر کو تیر لکھا ہو

### المکر نصیحت عافو نوکی اسر مہمان مسجد صمان کیش کو

تھو کہ میں مکن جلدی بردا می ہوا لکرم مسجد مارا مکن زمین متہم کہ بگوید دشمن ساز دشمنی ہوشی درما زند فردا دنی مکنیا سائدا و را طالمی و بر بہانہ مسجد اور بہانہ قتل میری ہندہ چونکہ بدنامت مسجد اور جہد و تہمتی برامنے اسی سخت جان مکر نہ ایم امین و مکر و دشمنان میں مکن عہدی مکن سودا میر و کہ سنا پیسو و گہیان را بگز و چون تو بسیاران ہلا فیدہ و رجت و ریش خود بر کند یک یک سخت سخت بہین ہر کہوتا کن این قیل و قال و خویش و مارا و سیرنگ در و بالی معنی تیر اہل مسجد نے کہا خبردار عہدی کر او امی ہوا لکرم بیان سے چلا جا ہمارے مسجد کو اس سے متہم کر کہ کل کو کوئی دشمن اور دنی دشمنی سے ہم میں آگ لگا دے کہ انھیں میں سے کسی طالم نے اس پر ظلم کیا اور مسجد کا بہانہ لگا یا وہ تو صحیح سالم تندر تھا آپ تو بار ڈالا اور مسجد پر بہانہ قتل کار کھا آخر مسجد تو بدنام ہو رہی ہو مسجد ہی کا نام ہو گا میں صاف بچ جاؤ گھا بس اس سخت جان تو تہمت میں بہوت ڈال کہ ہم دشمنوں کے مکر سے بیخوف نہیں ہیں خبر دا ہو چلا جا ضبط میں مت پڑویر مت کر کہ دنیا کو کوئی گز سے نہیں ناپ سکتا میں نے لگوں کی زبان بند نہیں کر سکتا میر صیفہ نہی ہر زین سے ویر لگانا تیری طرح بہتون نے شیخی بنت سی ماری کہ ہم اپنے نصیب کے بھر سے ہیں آخر یہ ہوا کہ ذرا کر کے اپنی دائرہ ہی کھسوٹی ایسے پتیا بے بس خبر دا چلا جا اور یہ

فیل و تال چھوڑ آپ کو اور بھوکو بال ہن بہت ڈال انکھلاؤ شرح میں آسان کیا گیا تاکہ سب کو سمجھ سکے  
جواب مہمان کا اور فیل لانا اور دفع کرنا کھیت و ایلے کا آواز دوت سے اس شکر کو  
جسکی پشت پر کوس محمودی پہنائے تھے کشت سے

فیل کہتے تھے اسی باران اذان دلو ان پھر کہ لا حولی ضعیف آدمی کہ کو حارس کشتی بڑی بے ہمتی کے در  
دفع مرغان میں دوی تیار دے دی مرغ اذان طبلک زکشت کشت از مرغان سلامت میگفت کشت و چونکہ  
سلطان شاہ محمود کریم بر گد زرد آن طرف نیمہ عظیم باسیا ہی ہمو ستارہ اشیر و انہی فیروز صفدر ملک  
اشتری بد کو بڑی حال کوس پہنچتی بدیش و چون غروس بانگ کوس و طبل بروی روز و شب ہمیشہ  
در رجوع و در طلب و اندران مزرع درآمد آن شتر کو دک آن طبلک بزدور حفظ بہر عاقلی گفتش مزن  
طبلک کہ او بختی طلبست و با آنست خود پیش او چہ بود تہورا کی تو طفل و کشتار و طبل سلطان بہت کفل  
عاشق من گشتہ قربان و لا جان من فوٹیکہ طبل بلا خود تہورا کست این تہدید با پیشاپہ دیدہ ہست این  
دید با المعنی تہر باضم گندم تہورا کی طبل کو چاک کہ کھیت والے اس سے پرندوں کو اڑاتے ہیں کفل  
بکسر بہرہ و حصہ کسی چیز سے مہمان نے کہا اسی بار وین ایسا شیطان نہیں ہوں کہ ذرا اسی لا حول سے  
میرے قدم آگے کو نہ بڑھیں اور ضعیف چہین ایک لڑکا جو رکھو لا کھیت کا تھا ایک طبلک پر درون  
کے اڑانے کو بجاتا تھا تو پرند طبلک کی آواز سے کھیت سے بھاگ جاتے تھے اور کھیت پرندوں سے  
سلامت رہتا تھا جیکہ سلطان شاہ محمود کریم نے راہ پر حنیہ اپنا کھڑا کیا اور اسے ساتھ سپاہ بھی تھی  
ایسی جیسے آسمان کے ستارے انبوه کے انبوه اور صفدر ملک گیر اس سپاہ میں ایک نہت ناہجر  
نقارے لہتے تھے اور وہ اونٹ ایک بنتی تھا پیشرو شل غروس کے کہ غروس کے شل آگے آگے بانگ  
کرتا چلتا تھا بس آواز طبل و کوس کی رات دن میں فوج کے بلانے ٹولانے کی اُسپر سے کرتے تھے  
اتفاقاً وہ اونٹ اس لڑکے کے کھیت میں آیا لڑکے نے وہ طبلک اپنے گھوڑوں کی حفاظت کیلئے  
بجایا ایک عاقل نے اس سے کہا طبلک مت بجایہ اونٹ طبل کا جو وہ آواز طبل کا جو کریمو رہا جو اس کے  
ساتھ تیری تہورا کی کیبا چیز لڑکا کہ وہ آواز طبل کی تیری طبلک سے میں حصہ زیادہ ہو بعد شام  
وہ مہمان کہتا ہو کہ میں عاشق ہوں محبت معشوق پر قربان گشتہ میری جان فوٹیکہ طبل ملا کی ہر بات  
دن اس میں نوبت ملا کی بج رہی ہو یہ تمہاری تہدیدین تہورا کی ہن اس کے سامنے کچھ کہ میری آنکھیں دیکھ  
چکی ہن انکھلاؤ شرح میں آنست کو کشت لکھا ہو قولہ ای حریفان ہن اننا نہایتہ کہڑیا لائے  
درین رہہ باستم ہن جو ہمیں لیا نام ہیچر بل جو ہمیں از آدم زمر فارغ از طر اقی و از پاد قتل تعالو گفت

جامع ایکو گفت پیغمبر کہ جابر فی الحکف بالاعطیہ من یقین بالکلف ہر کہ مزید عطارا صد عوض ہر روز و روز  
عطارا زین غرض جملہ در بازار دان گشتہ بندہ تا چو سودا قنوا مال خود و ہندہ و زود کاشناست منتظر  
تا کہ سودا آید نہ بذل آید حضرتانہ مزید کا کہ در بیج بیش ہر سودا گرد و عشقش از کالای خویش ہر گرم دان ما دست او  
کو مزید کالہ ہای خویش را بیج جو مزید ہمچنین علم و ہنر با حرف و چون مزید افزون از انہا در شرف تمام با زبان  
نیست جان باشد عزیز و چون بہ آمد نام جان شد چہ نیز بہ لعبت مرده بود جان طفل و اتانگشت او در بزرگی  
طفل او این تصور دین تنہا لبست است تا تو طفلی پس بدانت حاجت است و چون طفل رست جان  
شد در وصال و فارغ از حسرت و تصور و خیال نیست محرم تا گویم بے نفاق و تن زدوم و اندا علم  
بالوفاق مال و تن برفند زیر آن فناء حق خریدارش کہ اندا شتری ہر فدا دان از دشمن او کیست  
کہ تو دشمنی یقینی نیست و دین عجیب ظنی است در تو ای ہمین و کہ نمی پڑد بہستان یقین ہر گمان تشنہ  
یقین است اسی پس مزید اندر زاید بال و پر و چون رسد در علم پس بر پا شود مرقبین را علم او پویا شود  
و انکہ ہست اندر طریق گفتن و علم کہ از یقین و فوق ظن و معنی و ہی همان مسجد کہتا ہو کہ ای مرقبین  
ان لوگوں سے نہیں ہوں جو سبب کسی خیالات کے اپنی ماہ چلنے سے رک ہوں میں مثل اسماعیلو کہ  
ہوں بیوقوف اپنے نفع ہو جانے پر آمادہ بلکہ مانند اسمعیل کے سر سے آزاد و بے پروا میں کہ وہ فرط ہری و  
ریا سے فارغ ہوں اسی سبب سے میرے مطلوب نے میری جان سے تعالو اکھا یعنی میرے پاس آ  
حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو جابر فی الحکف من یقین بالکلف بخشش کرتا ہو زمانہ گزشتہ  
میں جو کوئی یقین کرتا ہو زمانہ کلف کا یعنی بچے کا کہ بیشک عوض اسکا بہتر پانچ گنا بس جو کوئی یہ بات  
جانے کہ مجھکو اس عطا میں سو عوض ہیں تو اس غرض سے فوراً وہ عطا کو بیان حصول غرض میں لگا دینا  
سب لوگ اسی سبب سے متعید بازار کے ہوئے ہیں کہ سود کو تک ہے ہیں جب سود معلوم ہوتا ہو مال  
پنا دیدیتے ہیں روز دکانوں میں اس بات کے منتظر ہو کے بیٹھتے ہیں تا کہ سود حاصل ہو نہ بذل ہوا ہفتہ  
یعنی ہم جو مال خرچ کریں اس سے سود ہو نہ وہ ضرر رسان ہو اور جو کیسے اسباب و کالایں زیاد نفع دیکھتا  
تو اسکا عشق اپنے کالاد اسباب سے سرد ہو جاتا ہو اپنے کالاسے جو اسکا عشق گرم رہا ہو وہی وجہ ہے کہ اسکا  
نفع اور بڑھوترادیکھتا تھا ایسے ہی سارے علم و ہنر اور حرفوں پیشہ کا حال ہو جب اوروں سے اپنوں کو  
شرف میں زیادہ نہیں پاتا اور نہیں دیکھتا ہو میان تک کہ جان سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو یہ بڑی غرض ہو  
مگر جب اس سے بہتر ملتا ہو تو نام جانکا چیز نیز ہو جاتا ہو یعنی بصناعت یا چیز چہ عزیز نہیں رہتی دوسری شے  
ہو کہ گڑیا جو مرده اور بیجان شے ہو کیسی لڑکیوں کی جان ہوتی ہو جب تک کہ وہ بڑی ہو کے آپ بچے

نہیں دیکھیں آئیے ہی یہ تصور اور یہ خیال بھی ایک گمراہی کہ جب تک تو طفل ہوا اور جب طفل سے چھوٹا اور جان وصال جانان سے وصل ہوئی جہد حاصل اور تصور و خیال سے فارغ ہو گیا آپ کوئی حرم نہیں جس سے بے لفاق وہ خاص باتیں جو دلیں میں کمون لہذا بس کرتا ہوں اللہ وفاق کو خوب جانتا ہوں پھر بقول اسی مہمان مسجد کا ہوا مال و تن تیرا ایسا ہر جیسے ہر فک کے نیچے فنا ہوا اور اللہ فرماتا ہوں اللہ شہری من المؤمنین انهم اموالہم بان لہم الجنتہ بیشک اللہ مزید کرتا ہوں مومنوں سے انکے فضل و انکے مال بوجہ جنت کے پھر جب یہ نفس و مال ہر فک و فنا میں توبہ ایسی گراقت میں کی عرصہ کیوں نہیں پہنچا مگر اس سبب سے یہ ہر فک اس قیمت سے چھوٹا و لی ہر ہر ہی کہ تو شک میں پڑا ہو کہ جانے یہ قیمت اور جنت ہر بھی یا نہیں خاص یقین نہیں کہ ہوا و تعجب کہ یہ تیرا عجب گمان ہر جوتان یقین کی طرف نہیں اڑتا ورنہ اس پر ہر گمان تشنہ یقین کا ہوا اور تیرا یہ یقین میں اڑتا ہر جیسے علم کو پہنچ جاتا ہوا تو قائم ہو جاتا ہوا اور وہ علم یقین کے ساتھ ورنہ لگتا ہوا اس سبب کہ جو طریق ہستی کیے ہوئے ہیں ان سے ثابت ہو کہ علم یقین سے کس ہوا و وطن پر فائق چنانچہ وطن وہ ہر جسکی دو طرف ہوں شک و یقین کی یقین کی طرف راجع اور علم ہر ادھر اعتقاد قطعی سے اور یقین معنی ثبات پر مبنی ہر کہ علم فائق ہر وطن پر اور یقین سے کس ہوا و اختلاف شرح میں از آدم کو از آدم جاہ کو جازن میں خلعت کو خلعت رود کا نہما کو زرد انا نہما بڈل کو بڈل مضر کو مضر شرف کو مضر برفند کو برفند زیر آن کو زیر آن پر دو کو بر دیکھا ہوا ناظرین بغور تامل فرمائیں قولہ علم جو بای یقین باشد بدان موان یقین جو بای دیدت و جان اندر الکیم جو این را کنون ما پس کلا پس التعلیم و یکشد و فاش پیش او علم مگر یقین بودی دیدت و حجیم بودی دیدت از یقین بی استمال بد آئینان کہ ظن بھی زاید خیال و اندر الکیم بای این بین کہ شود علم یقین میں یقین ہر گمان و از یقین بالاتر ہر و طاعت ہر شکر و دوسرہ چون و مانم خورد و از علوی او چشم روشن گشتیم و مینای او باز ہم گشتن چون خانہ روم پانکر زانم کو رانہ روم ہر پنچہ گل را گفت حق خندانش کردہ بر دل من گفت صد چندانش کردہ ہر پنچہ زوہر سرد و قدش رہت کردہ و ہر پنچہ از وی زکس و نسرین بخور و ہر پنچہ فی را کہ دشرین جان و دل و ہر پنچہ خاکی یافت زان نقش گل و ہر پنچہ ابرو را چنان طر آرا ساخت ہر پنچہ را گلہ و گلن را ساخت ہر زبان را داد صد فسونگری و ہر پنچہ کان را داد و ہر جگری و چون در زار و خانہ باز شد غمراہی چشم تیرا ماز شدہ ہر دلم ز دیر و سودائش کردہ عاشق شکر شکر غامش کردہ عاشق آنکہ کہ ہر آن آن دوست و محفل و جان جاہد ایک مرجان دوست یعنی استمال کبیر صلت داد و نچل کبیرین و کمان فارسی نام شہر حسن خیر طر آریز زبان و اور کیسہ ہر جعفر نام کیسیا گر زار آذرہ سادہ و زن قمار و در آفر و مال

وہی همان مذکور تھا کہ علم جو یقین کو ڈھونڈتا ہے یہ سبب ہو کہ یقین ہر شے کو اپنی دید پر موقوف رکھتا ہے  
 اور طالب ظاہر کا ہوتا ہے کہ علم میں جو سورہ قرآنی ہے ابھی ڈھونڈ رہا ہے کہ بعد کلام اور بعد اہل علموں کے کیا ہے  
 یعنی علم و یقین جیسا کہ فرمایا کلام و علموں علم یقین تھا کہ اگر جانتے تم علم و یقین کو پس اس سے صاف  
 طے ہر ہر کو دانش جو علم ہو اسو علم پیش کی طرف کہ یقین ہو دانش پیش کو ڈھونڈتے ہیں اگر  
 انکو یقین ہوتا تو حقیقت کو دیکھتا جیسا کہ کہا ہے لہذا انکو یقین سے فوراً دید پیدا ہوتی ہے جتنے  
 جیسے کہ ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے اور انکو علم میں اس بیان کو بھی دیکھ لے کہ علم یقین عین یقین  
 ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا تم لہذا عین یقین پھر دیکھتے تم اسکو عین یقین کہ بعد علم یقین عین یقین اور ہر  
 پھر وہی همان کہتا ہے کہ میں گمان و یقین دونوں سے بالاتر ہوں کوئی علامت کہے میرا سر  
 علامت سے نہیں پھر نہ مجھکو تلخ و ناگوار ہو میرا دہن قد اسکا حلو اکھا چکا ہے اور چشم روشن اور عین  
 اسکا ہو گیا ہوں مجھکو کیا پروا کوئی کتنی ہی علامت کہے اور پھر جب گستاخ گھر کی طرف جاتا ہے  
 خوش و چالاک جاؤ گا نہ یہ کہ پاؤں کا پتے اور اندھوں کے مثل ٹٹوٹا ہوا جاؤں جو کچھ حق تعالیٰ  
 نے عمل سے لیکے اسکو خدا ان کر دیا ہے میرے دل کے سامنے لیکے اسکو سو گنا اس سے خدا ان کر دیا  
 اور سو اس کے وہ چیز جو سر و پر مار کے قد اسکا سیدھا کر دیا اور وہ چیز جو زکس و نسرین نے اس سے  
 لٹکا کے یہ لطافت پائی اور وہ چیز جسے فو کی جان و دل کو شیریں کر دیا اور وہ جن و خوبی کے اسنے  
 آدم خاکی کو نقش چکل بنا دیا اور وہ کیفیت جسے ابرو کو ایسا زبان دراز اور کیسہ بر کر دیا اور چہرہ کو گلگون  
 گلنار کا بنایا اور سیکڑوں انسو نگریں زبان کو دین اور وہ چیز جسے کان کو ز جعفری بنایا اور جب  
 دروازہ سلج خانہ کا کھولا تو غریبے چشم کے تیرا ناہ ہوئے اچھی نے میرے دل پر تیرا اور اسکو سو دنی  
 بنایا اور عاشق شکر اور اسکی شکر خانی کیا شکر لب شکر خای کلام میں اسکا عیا شوق ہوں کہ ہر ان اسکی  
 آن و ملکیت ہو اور عقل اور جان اور جاندار سب اے یکے مر جان و گوہر ہن آن وہ ادا عشوق کی جو  
 بیان میں نہیں آسکتی اختلاف شرح میں دیدت کو دیدہ ہست کو تعلیموں کو تعلیموں گلگونہ و گلنار و عطف  
 لکھا ہے اور بے عطف میں بیاغذ زیادہ ہو قولہ من لا نام و بلا نام ہجواب بنیت در آتش کشی امضہ باب  
 چون بزد دم چون حنیفہ مخزن اوست ، چون ناشم سوت روشت من اوست ، ہر کو اور رشید ہشت  
 پشت گرم ، سوت رو باشد نہ نیم اور ان شرم ، ہجور وی آفتاب بیدر گشت ، ویش خصم سوز و پرودہ در  
 ہر پیر سخت روید و جہان ، یک سواری کوشت حبش شان ، و نگر داند ار ترس غمی ، یک تنہ تنہا  
 بزد و عالمی ، سخت روشت سنگ ثابت ، بایسوخ داور تر سدا ز جہان ، با کلج فکان کلوز از خشتان ، یک نخت

سنگ از صفع خدائی سخت شدہ گو سفندان گروان انداز حساب بدان میان کی تبرسد آن قصاب،  
کل کم راع نبی چون راعی ست و خلق مانند راعی است و از راعی چو پان ترسد و برادر، لیک شان  
حافظ بود و دیگر کم و سود و گزینہ با گلی ز قهر او بر روم و دان زهرست آنگہ وارد بر روم و ہر زمان گیدہ بگشت بہت  
گر تر انگین کم انگین شدہ و حتی انگین مین لفظ گین بمعنی خداوند کے ہو بمعنی یروشون مین یعنی زمین مارتا  
او مار گزینی مارون تولد مین مثل آب کے ہون کہ کسی آگ کے بجھا دینے مین مجھو اضطراب مین مین پان  
خزانہ کو کیون چھپاؤن حفظ میرے مخزن کا وہ ہو اگر محض لاف ہو تو ڈروان اور کیسے سخت و نہن کہ  
میری پشت و دودہ ہو جبکہ پشت گرنی نورشیر سے ہوتی ہو وہ سخت و دودہ ہو نہ اسکو کیسکا در جو نہ کسی  
شیر وہ ایسا ہو جیسے رے آفتاب خیمہ سوز بھی کہ وہ اسکی مدت و حرارت ہو اور پردہ و دھجی کہ وہ اسکی  
روشنی ہو ہر چھپے ڈھکے کو ظاہر کر دینے والی دیکھو جتنے پیر جہان مین ہوے سب سخت و دھجی تنہا  
نے بادشاہوں کے لشکر کہ زود و ضرب کیا ہو کسی نے کسی خوف و غم سے منہ نہیں پھیرا تنہا ایک عالم  
حکم کیا ایسے ہی سنگ جو قرار گرفتہ اور بار سونج ہو انو استوارہ وہ بھی سخت و دھجی ہو اگر ساراجہان پر کلنج  
ہو جائے تو وہ نہیں ڈرتا کسو واسطے کہ کلنج تو خشت زدن سے ایک کڑا ادنی ہوا ہو اور سنگ خدائے  
کی صنعت سے سخت ہوا ہو کہ ان اگرچہ بیشمار و عجیب ہوں اُن سے سبب اُنکی سرکشی کے قصاب کٹ چکا  
ہیجان بالفتح سرکشی و حیرانی آنحضرت نے فرمایا ہو کلکم راع و کلکم مسئول عن عیتہ و الارباع علی عیالہ و رسول

عزیزہ و المرنہ رابعہ علی بیت زوہار و ولدہ وہی مسؤلہ عنہم و عبد الرحیل اراع علی مال سیدہ و ہو مسؤل عنہ  
الا کلکم رابع و کلکم مسؤل ہر ایک تھے نگہبان ہوا اور ہر ایک تھے پوچھا جائیگا رعیت سے مراد نگہبان ہوا  
اپنے خیال کا اور اس سے پوچھا جائیگا عورت نگہبان ہوا اپنے خاوند کے گھر کی اور اس کے اولاد کی تہ  
ان سے پوچھی جائیگی اور غلام آدمی کا راعی ہوا مال آفا پر وہ اس سے پوچھا جائیگا خبردار ہو کل تھے راعی  
ہیں اور کل مسؤل بس ایسے ہی بنی بھی مثل راعی کے ہیں اور خالق مثل رمہ کے اور وہ انکا سامعی اگر یہ  
چہ پان سے لڑے تو چہ پان انکی لڑائی سے کب ڈریگا لیکن گرم و سرد کا انکے حافظہ اگر آواز قہر کی یہ  
پر بارے تو یہ جان کہ یہ آواز مہر کی ہو جیسی کہ انکو سب پر ہو ہر دم تیرے کان میں تیرا بخت کستا ہو اگر  
جھکوں غمگین کروں تو غمگین مت ہو یہ سزا اور اشعار مابعد مولا نارحم نے دوسری تشبیہ و تشیل میں ارشاد  
فرمائے میں وائد در ہم الخلاف شرح میں بار سوع کو باز سوع کیلخت کو طیت ہیمان کو بدین ان اس شکل کا  
لکھا ہو گوشت کو گوشت لکھا ہو یہ عجب حال کہ کسا گوشت اور کسا بخت قولہ من ترا غمگین و گریان ان  
کنم دتاکت از چشم بدان چنان کنم + تلخ گردانم ز غمها خوسے تو دتا مگر دو چشم بدان ز دوسے تو د

فی تو صیادی ہر جویابی ہنسی دہندہ و انگنڈہ راسی ہنسی دھیلہ اندیشی کہ در سن و درسی و در فراق و حبسین میں یکسی ہر چارہ  
 میں جو ہر بی من در تو دومی شش و دم و دوش کہ سر تو دومی تو انم ہم کہ بی این انتظار رہ دہم بنایت راہ گذارہ تا آواز  
 گرداب دوران و اری و بر سر گنج و صالم پاشی و لیک شیرینی و لذات مقربست بر اندازہ شمع سفر آنگاہ از  
 شہر و خوشان ہر جوی دگر غریب رنج و محنتا بری و در خود ہنگامہ اندر دیک چون میجد بال لاچند زتش درون  
 ہر ہر آسان یا مٹی آسان ہی و در مشکلات را بر جان ہنسی دہندہ این تشیل قدر خود بدان روز بلا بار و گردان  
 ایچوان یعنی یہ قول بھی بخت ہی کا ہو کہ میں تجھ کو ٹھکسین و گریان اس سبب سے کرتا ہوں کہ چشم ہر دیک  
 چھپائے رہوں بدانی جو اہلین تجھ کو ٹھکسین دیکھ کے نہ پیش کرنے یا مین کہ یہ تو خود ہی روئے دیتا ہوا و  
 بد نفس و دوس وغیرہ میں تجھ کو ٹھکسین میں ڈال کے تیری عادت کو تلخ کرتا ہوں تو چشم ہر کی تیرے صوت  
 دیکھتے ہی لوٹ جاے پاس نہ پھٹکے کیا قیامیر اصیاد و میر امتلاشی منین ہوا و میر اسطیع اور میری راے پر  
 انگنڈہ منین تو بھی تو جیسے جوڑ کرتا تو تیری رسائی چھٹاک ہوا و میری مدائی و تلاش میں یکسی راے پس او  
 تیر اور ویکسے میرے ملنے کی تدبیر میں ٹوھو ٹوھتا جوڑ کرتا ہوا رات جو تو آہیں سر و کر رہا تھا میں لکھو خستہ تھا  
 میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ بے انتظار کے اپنی طرف تجھ کو آنے دون اور راہ گذار بتا دون تو تو اس گرداب  
 زمانہ سے نجات پا جاے اور میرے گنج وصال کے سر پر قدم رکھے لیکن شیرینی اور لذتین وطن کی بقدر  
 اندازہ رنج سفر کے ہوتی ہیں مولیٰ جو کہ آدمی اپنے شہر اور خویش و اقربا سے اسوقت بر خودار و مستمتع ہوتا ہے  
 کہ مسافرت سے رنج و محنت اٹھائے تو خود خود ہی کو دیکھ لے کہ جب ہاڑی میں پڑ کر آگ سے عاجز نہ  
 ہو کیسا اوپر کو کوتاہی آو اس رنج کی تاکید اس سبب سے کرتا ہوں کہ جو چیز تجھ کو آسان بناتی ہو تو دیکھ  
 آسان اور کو دید تیار ہو و رہنیں کرتا اور جو مشکلات سے ہیں یعنی مشکل سے تو نے پانی میں انگوٹھے  
 تیرا البتہ دل دکھتا ہے آب و تاس تشیل کو سن اور اپنی قدر جان اور بلاؤں سے ایچوان منہ رست پیم  
 انخلا و شرح میں و مگر ان لکھا جو کہ خلاف سیاق کلام کے ہر میری وافت میں مگر ان کو  
 تشیل بجا گنا مومن کا اور برصیری ہلا میں ساتھ بنظر اب و بقراری سخو کے وقت جوش  
 کے تو با ہر مشکل جاے اور صانع کرنا کہ بالہ کا

قولہ ہر زمانی می برآمد وقت جوش و بر سر دیک و بر آرد صدر خروش و کہ چرا آتش بن و دیننی و چون خریدی چون  
 نگاہ ہو سکتی و میر نہ فلیز کہ بانو کی و خوش بچوش و بر مجہ ز آتش گئے و زان نہ جوشانم کہ مکر وہ منی و بلکہ ناگیری  
 تو ذوقی پشانی تا غذا کردی یا میری بجان و ہر عاری نیست وین استمان و آب میخوردی بستان ہر و تر  
 ہر این آتش بدست آن آجور و رمنش برقرار از ان سابق شدت و تا کہ سرمایہ وجود آید بدست



زانکہ بی لذت نروید کم دوست و چون نروید کم گداز و عشق و دوست دوان تقاضا کبیرا بد قہر را تا کنی ایثار  
 آن سر سایہ را با لطف آید برای عذر او بکبر و بی غل جستی ز جود تا خود گوید چو بی در بہار و رنج  
 دمان تو شد نیکویش دار تا کہ دمان باز گرد و شکر سازد پیش شد گویز ایثار تو باز و المعنی کفگیر حبس  
 کفگیر کتے ہیں نگوہ کبیر کا ف عربی ماست فرماتے ہیں کہ وہی بخود جیش کھا کھا کے دیگ کے سر پہ آجاتے  
 ہیں اور بیکہ چون بشوڑ اٹھاتے ہیں کہ کین ہم میں آگ لگادی ہو جب بکو خریدار ہو تو یہ ملامت و سرزنش  
 ہر کیوں ہو گھر کی بی بی کفگیر مارتی جو اور کستی پر نہیں اچھی طرح جوش کھاؤ اور تا قشقاہ سے اچھا کوہ  
 ست میں اس سبب سے نگوہ جوش نہیں کرتی کہ نگوہ مکر وہ جانتی ہوں بلکہ اس واسطے کہ تم میں مزہ اور چٹان  
 ہو جائے اور اس واسطے کہ غذا ہو کے جان سے آہنیہ ہو جاؤ کسی تنگ و عار کو جو ہے یہ امتحان تمہارا نہیں تو  
 تم جو مدقون باغ ترو سبز میں پانی پیتے رہے ہو وہ آبخور تھا را اسی آگ کیا سٹے تھا آبخور آبخور جگہ پانی پینے  
 مردوم و بہائم کی رحمت اسکی قہر پر اس سبب سے سابق ہو کہ سرمایہ وجود کا حاصل ہو یعنی ہر شے جو دیکھتے  
 کھو اسٹے کہ ہم دوست بے لذت کے پیدا نہیں ہوتا اور اگر ہم دوست مندو عشق و دوست کا کسم  
 گلائے پکھلائے اس تقاضا یعنی عشق سے اگر اس کے غلبے اور شد میں واقع ہوں تو اس کے ایثار میں شہ  
 وجود نذر کر تو پھر لطف اسکا اس کے عذر میں کہ نیگا اور تجھ سے کیگا کہ اب تو غل کر کے پاک صاف ہو گیا  
 اور نہر سے مکمل گیا سب آلودگیان تیری جاتی رہیں خبر دار وہ خود نہ کہنے پائے کہ مدقون ہمیشہ بہار میں  
 چراغ اب یہ رنج تیرا دمان ہو تو اسکو خوش رکھ تا جب دمان لوٹ کے اپنے بادشاہ کے پاس جائے  
 تو شکر گزار جائے اور تیرے ایثار کا بیان کرے الخلاف شرح میں نگوہم کہ ہم کو گویم لکھا ہو گئے کہ گئے  
 سخن شام کو بچو شام عار کو فار قولہ تا بجای نعمت منعم رسد جلد منتہا ہو بر تو قصد من غلیلم تو سپر شش  
 بچک و سر نہ انی ارانی از بیک و سر پیش قہر دل بر قرار تا ہم ملقت اسمیل و ار و سر ہرم لیک  
 سر آن سریت و کز بریدہ گشتن و گشتن بریت و لیک مقصودم از ان تعلیم قت و ای سلمان باپتا  
 تسلیمیت و ای سخن و بچو شش اندرا بلکہ تا نہ ہستی و نہ خود ماند ترا اندران بتان اگر خندیدہ و نکل و نکل  
 جان و دیدہ و گر حید از باغ آب و گل شدی و لقمہ گشتی اندرا شاہ آدمی و شو غذا و قوت اندیشہ با  
 شہر و دی شیر شود بیشہ لاء از صفاتش رستہ باشد تحت و در صفاتش باز و چالاک حیت و از بر و خوش  
 و زگر و دن آدمی و پس شدی صاف و زگر و دن بر شدی مادی و در صورت باران و آب و میر و  
 اندر صفات مستطاب و جزو شش و بار و بارانہ مادی نفس و فعل و قول و فکر تھا شدی یعنی بچک  
 شرح میں کہ اول فقرہ تا فی معنی کار و لکھا ہو کہ ترکی رومی جو مجاہد لغت میں نہیں ملا شاعر نے کہو

انت میں دیکھا ہوگا آشنا بالفتح جو کچھ سینہ اور شکم میں ہو مثلاً دل و رگ و اور معدہ و روده یعنی جب وہ شاہ  
 کے سامنے تیرے ایشیا کامیاب کر گیا تو نفیثہ کی تلو و منعم تیرے پاس پہنچ گیا جس سے ساری نعمتیں پھر حد  
 کر گئی وہ رتبہ تیرا ہوگا اور وہ منعم تجھ سے کہیگا کہ میں غلیل ہوں تو میرا جو جھکو خواب میں دکھایا ہو کہ میں جھکو  
 فوج کرتا ہوں تیرے میری فوجی کے سامنے سر رکھ دے جیسا کہ دوسرے مصرع میں ہوائی ارا فی از ایک  
 اور یہ بات تین رات حضرت غلیل نے خواب میں دیکھا حضرت اسمعیل سے کہا اور وہ فوج ہونے پر مستعد ہو  
 اب تو سرانجام و خلیہ عشق کے سامنے رکھ دے اور دل قرار و سکون پر رکھو بصیرت ہو علق تیرا اسمعیل  
 کی طرح کاٹوں تو تیرا کاٹوں لیکن بھید اس کا ایک راز پوشیدہ ہو کہ وہ کاٹنا قطع ہونے اور بریدہ ہونے  
 سے پاک ہو شل ظاہر کے نہیں ہو معنوی ہو لیکن خاص مقصود میرا اس قطع و برید سے تیری تعلیم ہو اور وہ  
 یہ کہ توجہ دعویٰ سلمانی کرتا ہو تو اسو مسلمان تسلیم کا طالب جھکو ہونا چاہیے تسلیم اختیار کر گئیں تو خود کہ ہر کسی  
 سے مراد ہر خوب ابتلا و امتحان میں کھولتا ابلتا نہ تیری ہستی کو چھوٹے نہ خود جھکو چھوٹے اب اگر اس باغ تبار  
 کا تو ایک گل کھلا ہوا ہو توستان جان اور دیدہ و دونوں کا گل ہو اور اگر اس باغ سے جدا ہو تو آب و  
 گل ہو گیا بیکار و فوار اور اب ایک رقم ہو گیا جو معدہ روده میں گیا جسکا انجام نجاست اور غذا و  
 قوت بھی ہوا تو آب و گل کا جھکو تو چاہیے کہ تو غذا و قوت اندیشوں کا بنے اس لیے کہ تو شیر ہو پس شیر پیشوں کا  
 بن کہ وہ بیشہ اندیشے ہیں تین اندیشہ کی قسم کھا کے تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اسکی صفات سے پیدا ہوا ہو یعنی  
 خالق و باری یعنی خاک سے پیدا کرنے والا اسکی صفات سے ہیں انھیں سے تو پیدا ہو پس جھکو چاہیے کہ  
 حیات و چالاک ہو کہ ان صفات اور سوا انکے سب کی طرف رجوع ہوے اور جو من و اندیشے کرے  
 تو تو ابرا اور غور شد و گردون سے جو بڑے علو والے ہیں ان سے آیا ہو اور جو بقوت تو صاف ہوا تو گردون  
 سے بھی بالا ہو جائیگا پھر ابر و آفتاب تو گردون کے تحت ہی ہیں اور انسان تو ہر شے سے اشراف اعلیٰ ہو  
 جب تو صورت باران و آب میں آئیگا کہ یہ نو دیا کہ اور کے پاک کرنے والے ہیں تو صوفیہ صفات مستطاب  
 پاکیزہ برگزیدہ میں داخل ہوگا لیکن تیرا یہ حال کہ تو تھا تو جزو شمس و ابر و باران کا جو روشن اور طاہر  
 سطح ہیں اور ہو گیا نفس اور فعل و قول اور انکی فکر بن الخلاف شرح میں خلقت کہ خلقت اشیا کو جیسا  
 لکھا ہو قولہ حتی حیوان شد از مرگ نبات در راست آمد قسوفی یا ثقات چون چنین برودیت مارا بعد  
 مات در ست آمد ان فی قتل حیات فعل و قول صدق شد قوت ملک تا بدین معراج شد سوی خلک  
 انچنان کان طوع شد قوت بشر از جاومی پر شد و شد جانور این سخن را ترجمہ ہناوری دگفتہ کید در مقام  
 ویکرے و کاروان دائم ز گردون میرسد تا تجارت میکند و امیر و دایس بر و شیرین و خوش باب اختیار

فی جگہی و کراہت درو حار و زان حدیث شیخ میگوید که ترا بشناس که چنانچه فرو شویم ترا از آب سرد و انگور آتش و در پرت  
سوی و فسد و گی سیر و نهد و توتی و تخمی چون که دل پر خون کشوی پس از تخمینا بر سر دین روی و آفرینان شیرین  
شوی همچون حل و فارغ کنی که جوهر جز در خل و هر که او اندر بلا مبارقتند و قبل این در گاه خافند و سنگ  
نکساری نیست و اورا طوق نیست و خام نا جویش و جز بدوق نیست و احمی و دیکو مرگ می شود و کلمات کی  
و گ سے حیوان کی جو نبات سے بڑھ کے بہستی چوئی مثلاً غلہ وغیرہ کہ کانا جاتا ہو اور پیا کونا جاتا ہو کہ  
یہی انکی مرگ ہو حیوان کا قوت ہو جاتا ہو جس سے انکی بہتی ہو آب نبات کی مرگ سے قویہ بہتی حاصل ہو  
ہماری مرگ سے جانے کیسی بہتی حاصل ہوگی اس واسطے ٹھیک کہہ دو جو قوتوں کی یا قہات کہہ دو اور ہر گاہ کہ  
اس بات میں مرنے کے بعد یہی برد اور میت ہو قویہ بات بھی ٹھیک ہو کہ کہا ہو ان کی اصلی حیات فعل  
صدق اور قول صدق یہ قوت فرشتہ کھا ہو وہ اسی بیٹھی سے آسان پر چڑھے ہین کہ کھانے پینے سے  
پاک ہین اور ایسا طعم کہ وہ قوت بشر کا ہو اتم جاوی سے کہ جان بشر اس سے بھرا پھر بشر نہیں رہا جانا  
ہو گیا جاوی غلہ وغیرہ کہ جمادات سے جواب فرماتے ہین کہ اس سخن کا چڑا پکڑا ترجمہ دوسری جگہ ہم  
بیان کریں گے میرے پاس تو ہمیشہ قافلہ کسان جو مراد تائید و اٹھائے سخن سے ہوا کسان سے آتا ہو اور  
اپنی تجارت کر کے چلا جاتا ہو پس جو کوئی خواہان اس تجارت کا ہو گا خود تیرن اور خوش با اختیار  
آکے خرید لیجا بیگانہ کنی و کراہت سے وہ کی طرح مین چوچو سے کرڈی کرڈی باتین کرتا ہون یہ تیری نیز چوچا  
ہو مین چاہتا ہون کہ جلد تینوں سے بھگو و دھو کے پاک صاف کر دوں آب پھوڑا ہوا انگور کا سرد ہو تا ہو  
اور جب جوش پاتا ہو تو سردی و فسد و گی پھوڑ دیتا ہو ایسے ہی جب تو میری تخمی سے دل پر خون ہو گا  
تو سب تینوں سے چھوٹ جائیگا اور ہر وقت مین تو مثل شہد کے شیرین ہو جائیگا اگر تھپھر کر گئی میں  
از مدلا مت و ترش و یان کرین تو سب سے فارغ اور نچست ہوئے کچھ پردا ہی کرے خوب جان  
جو کوئی ترول بلا مین صابر ہو اور ہرگز قبل اس درگاہ فارغ نہ ہوا جو کشتا شکاری نہیں ہو اسکے لیے  
طریق و زنجیر بھی نہیں ہو ایسے ہی جو کوئی کچھ ہوتا ہو اسکے لیے بلا بھی ہو اور جو کچھ جوشیدہ ہو وہ محض  
میزوق ہو یعنی بے لطف و بغیرہ الخلاف شیخ مین در و دار کو زرد و ار لکھا ہو

تمثیل صابر ہونا مومن کا جو بھید بلا پر وقت ہوگا

قولہ آن نحو گفت ارچنین ست آلتی خوش بچشم یاریم وہ راستی تو درین جوشش چو معمار مینی  
کچھ یاریم دن کہ میں خوش میزنی و چھوچھو بزم زن زخم و دغ و تاء و نیم خواب ہندستان و باغ و تاکہ خود را  
در دہم در جوش من و تار ہی یارم در ان آغوش من و از انکہ انسان و عنایتانی شود و چو پیل غیب مین باقی شد

پہلے چون در خواب می بیند را پیلان را نشود کرد و غنا آن سنی گوید در آنکے پیش ازین ہمن جو تو جو دم  
 از اجزای زمین یعنی اس نخود نے جکا و کرا و پر ہر چکا کما کہ اگر یہ جوش و بلا آئے حصول مطلب نہا ہو تو  
 مجھ کو خوب جوش دے اور اور میرے تواس بلا میں مجھ کو قرار و ثبات عطا کر جب اس جوش میں  
 تو میرا معمار و آبادان کار ہو تو خوب کچھ میرے مار کہ نہایت ہی اچھی ماری ہو مثل پیل کے میرے  
 سر سبز و داغ لگاتا ہندوستان اور بلخ کی خواب نہ دیکھوں واضح ہو کہ ملک غاس میں پیل نہیں ہوتا  
 جو کبھی کوئی لیگیا اور وہ اپنے زمانہ ہو و پرست ہو کے مارنے لگا تو انھوں نے یہ تجویز کیا کہ اس نے  
 ہندوستان خواب میں دیکھ لیا یا اسکو یاد آیا بس مطلق یہ مقرر ہوئی کہ پیل کو ہندستان یا وانا یا ہندستان  
 خواب میں دیکھنا اور درحقیقت وہ شورش کی جوشش سنی سے ہوتی ہو اور اسوقت میں اس کے داغ و  
 زخم لگاتے ہیں کہ پھر مت نہیں ہوتا ہندستان و بلخ مراد و نیاسے ہوا اور داغ اس واسطے لگا کہ پھر میں کہ  
 جوش میں نہ پڑوں اور معشوق حقیقی کے آغوش کی راہ پاؤں اس واسطے کہ انسان غنا و آسودگی میں  
 گمراہ ہو جاتا ہو جیسے ہاتھی خواب میں دشمن و بفرمان ہو جاتا ہو جس تشبیہ دنیا کی خواب سے جو پھر  
 کلام مذکور کی ہو کہ پیل جب ہند کو خواب میں دیکھ لیتا ہو تو پیلان کی نہیں سنتا اور اس سے لڑتا ہو  
 شکے وہ خاتون نیک نخود سے کہتی ہو کہ آجھ سے سن اس سے پہلے میں بھی ایسی ہی اجزائے زمین  
 سے تھی الخلاف یاد کہ کو یاریم و غاکو و غنا شجہ میں لکھا ہو

عذر کرنا گھر کی بی بی کا نخود سے اور حکمت اسکو جوش میں لانے کی

تو کہ چون پویشیدم بہار آوری پس پذیرائتم و اندر غوری مدتی جو شیدہ ام اندر زمین مدتی دیگر درون  
 ویک شمن زمین دو جوشش قوت صہا شدم و روح گشتم پس ترا استا شدم و در جادوی گشتمی زان میردی  
 تا شوی علم و صفات معنوی چون شدی تو روح پس بار و گرجوش دیگر کن ز حیوانی گذرہ از ہوا میخواد  
 تا زمین نکمتا و در غری درسی و زنتھا و زانکہ از قرآن ہی کہہ شدند و زان رسن قومی درون چہ شد  
 و رسن را غیت جری ای غنود و چون ترا سودا سی سر بالا نبود یعنی اوپر کی تمشیل میں جو شترانہ جو  
 سنی گوید انہ میری دہست میں یہ شعر صدر اس حکایت کا ہو لیکن دھوکے میں لکھ گیا یعنی وہ خاتون  
 نیک کہتی ہو کہ میں بھی اجزائے زمین سے تھی جب میں نے اپنا چڑا آتش پہنا جو چیز میں لانی تھی کہ  
 مقدم ہو پس قبول ہوئی اس حال سے کہ جس لائق تھی اور وہ چڑا آتش یہ ہو کہ ایک مدت تو میں  
 زانہ کی طعن و تشنیع میں کھوتی رہی ہوں اور ایک مدت دیگر تن میں آتش معدہ کے جوش  
 میں رہی ہوں جو بھوک ہو تو جادوی تھا میں نے مجھ کو جادوی سے توڑ پھوڑ کے ایسا کیا جسکے سبب

اب ایسی طرف چاہا کہ حکم صفات معنوی کا ہو جائے جسے علم صفات روحانی کا اور جب تو روح ہو جائے تو چاہیے کہ پھر دوبارہ دوسرا پیش کرادور اس رتبہ سے بھی گزربا اور مقام تیار ہو چکے تھابت ہو جائے دعا مانگتا رہ کر ان نکتوں سے توڑ گئے نہ پائے اور منتنا کو پہنچ جائے اس واسطے کہ تو جیسی شے سے بہت گمراہ ہو گئے اور اس رتبہ سے جو عروۃ الثانیہ کی صفت جو بر غلات بلند پر چڑھ کے پستی چاہ میں گرے ہن جیسا کہ فرمایا فیصل بکیش اور ہیدی بکیش اگر ایسی میں ڈالتا ہو بتوں کو اس دور ہدایت کرنا ہو بتوں کو اس سے لیکن رتبہ کا اس میں کچھ گناہ نہیں جو جب اسے غنودگی کو سمجھا دیا گیا نہ تو رتبہ کیا کرے اختلاف شرح میں صہا کو جہاں کھینچے تھات تادی کو ختم تھات غازی کرہ کو گمراہ کیا اور

باقی قصہ همان اس مہمان کش کا اور ثبات و صدق اُس کا

خو کہ آن غریب شہر سر ہوا اطلب ملکوت می خیم درین سہد شب بسج اگر کر بلا می شوی بد کعبہ حاجت روا می شوی ہن مرا بگذا را می بگزیدہ یاد تار سن بازی کتم منصور وارہ گردیدہ نصیحت میریل جی منخواہ غوث در آتش غلیل بد چر تلخا رو کہ من افروختہ بہتر م چون عود و عنبر سوختہ بد چر تلخا گرچہ یاری میکنی چون برادر پاسداری میکنی آتی برادر من برادر چاکم ہن نہ آن جانم کہ گدہم بیش و کم جان حیدانی فرازیدار علف آتش بود و جو ہریم شد قلعہ اگر گشتی ہریم آن شمریدی دتا بدہریم عافربدی دتا سوزانت این آتش بدان پر تو آتش بودنی میں آن دلتی اس مسافر سر ہوا اطلب کہا میں تو اسی مسجد میں اس ات سو گنگا اور مسجد سے مخاطب ہو کے کہا اس مسجد اگر تو کر بلا میری ہو جا اور مجھ کو کر بلا میں کی طرح شہید کرے تو تو میری کعبہ حاجت روا ہو جائے سب حاجتیں میری داؤد جان اور لوگوں سے متوجہ ہو کے کہا آگاہ ہوا میاں گزیدہ مجھ کو اپنے حال پر چھوڑ دے تا منصور کی طرح رسن بازی کروں رسن بازار پر جو رسی پر دڑے آؤ نصیحت کرنے والو اگرچہ تم نصیحت کے شوق ہر ایک جبریل ہو جسے ساری زمینیں ختم ہوئیں مگر میں تو غلیل ہوں کہ فریاد رس نہیں چاہتا منقول ہو کہ جب حضرت غلیل کو آگ میں ڈالنے کو آمادہ ہوئے جبریل آئے اور کہا کوئی حاجت ہو کہ کوئی حاجت نہیں کیا یہ آگ میں چڑھاتے ہن کہا جانتے والا جانتا ہر میں تجھے مدد نہیں چاہتا جبریل تو جا کہ میں افروختہ ہو جاؤں اور عود و عنبر کی طرح آگ میں جل جاؤں تو یہی بہتر ہو آؤ جبریل اگرچہ تیاری کرتا ہوں اور برادر کے پاسداری مگر اچھے برادر میں آؤ دینے آگ پر چپٹ و چالاک ہوں اور وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ جاؤں یا چھ جاؤں آؤ مبدل آؤ رکھا ہوں یہاں برعایت تجنیس تمام برادر کے برادر ہی بہتر عودہ جان جو بیش و کم ہوتی ہو موافق قول اطباء کے روح حیوانی ہو کہ فروش لطیف سے بڑھتی ہو اور غذا نہ ملنے سے

ضعیف و فاجہ ہوتی ہو اور عجب کہ ہر تویہ روح حیوانی ایک آتش کہ ایک عنصر فوری ہو اور جسکی ہر نیم عمر ایک لمحہ  
 مثال ہر نیم کی صفت سے تلف ہوتی ہو پس اگر یہ ہر نیم اسکے ساتھ نہ لگی ہوتی تویہ ہر نیم فوری بیٹے نر دار  
 نر آئندہ اور محمود و عامرا بتک کہ خود بھی آباد اور آباد کنندہ اور یہ آگ جو زمین پر ہو اور سوزان تو اس سے بچے  
 کہ اسی آگ کا ہر تویہ ذات خاص کی مخلوق حسین نقش در اثر آمد یقین غیر تو سایہ و نسبت اندر زمین بلا جہ  
 پر تویہ ہر خطر اب دسوی معدن باز میگردد شباب و قاست تو برقرار آمد ہزار سایہ ات کو تہ دمی یکدم و دار  
 ہا کہ در پر تو نیاید کہ ز شبات و عکس ہا و گشتہ سوی اموات بدین دہان بر جہنم ملک نشو و بار کو اعدا  
 بارشاد و فتنہ داد و گرد عالم را خراب و شرق و غرب اقتاد اندر خطر اب و چون غرابت گشت و لہان گشت  
 ہر کی باد و گرمی و درج گشت و گفتگو بسیار شد فاش شد و مسئلہ تسلیم کرد من ز دم و ورتو گوئے موجب فتنہ  
 یہ بود و باز گویم گوش کن چون غم فرو برد و محسنی آشکر کردہ ناکہ مقرر فلک ہی بیستے نایت بلند می فرو گئے ہیں کہ  
 آتش جو عین آتش ہو اشیر میں ہر یقینا اور یہ آتش جو زمین میں ہر یہ اسکے سایہ کا ہر تویہ اہل نہیں تو بر  
 ضرور ہر کی ہر تو اپت معدن کیواسطے مضطرب ہو اور طبعی اسکی طرف لوٹ جائے جیسے قدیر جیس  
 و درستی کے ساتھ ہر بحال خود رہتا ہو اور سایہ تیرا کبھی کوتاہ ہوتا ہو کبھی دراز اس سے بچے کہ ہر تویہ کوئی شبا  
 نہیں پاتا اسکے جو عکس ہیں سب اپنے اموات کی طرف کہ جیسے پیدا ہوتے ہیں جاتے ہیں آب فرماتے ہیں  
 خبر دار ہو تو زبان بند کر کہ فتنہ نے لب کھولے تو اللہ اعلم بالرشاد کہ دے آسلیے کہ فتنہ پیدا ہوا عالم کو خراب  
 کیا اور شرق و غرب کو خطر اب میں ڈالا تیری غرابت سے دل تنگ ہوے اور ہر کوئی ہر کسی سے  
 لڑنے لگا اور بہت گفتگو ہوئی میں بھی خاموش ہو گیا اور مسئلہ مان لیا اور جو تو کہے کہ فتنہ کا سبب کیا تھا  
 تو نے میں جھکوتا ہوں کان لگا کے سن کہ کیسے یہ غم فرو برد ہوا

ذکر بداندیشی کم فہمون اور ظاعنون کا

قولہ پیش ازین کہین قصہ تاملخص سدد وود کند ہی آمد از اہل حد بنی رنج ازین لیک این لکند  
 خاطر سادہ و سلی را پی کند خوش بیان کرد آن حکیم غزنوی بہر مجموعہ بان مثال معلومی کہ ز قرآن گردینہ  
 غیر قال، این عجیب نبود اصحاب ضلال کہ رشاع آفتاب پر نور و غیر گرمی می نیا بد چم کورہ و خطر بھی ناگاہ  
 از خزانہ و سر بیرون اور چون طغانہ کاین سخن پست است یعنی مثنوی و قصہ پیغمبر است و پیروی نیست  
 ذکر و بحث ہر اربابند کہ دو اند اولیادان سو سمند و از مقامات متجمل تافا و پایہ پائیا ملاقات خدا  
 شرح و حد ہر مقام و منزلی کہ یہ زوہر پر و صا جہلی و جملہ ستر ستر فساد است و فسون و کودکانہ قصہ بیرون  
 ہر دین و چون کتاب اللہ یا ہم پہر دین و یچنین طعنہ زندگان کا فران ہلکہ اساطیرت و افسانہ نر نور

حضرت کیسے دیکھتے ہیں اسے جس نے بالحق عمل تمام کر دیا کو کہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں  
 اس کی مثال خدا کی طرف رجوع کرنا اور دنیا سے جدا ہونا اساطیر قصہ گو کہ نشان نشو و نشا بت بیان  
 اس فتنہ کا ہو کہ قبل اس سے کہ یہ قصہ تمام کو پہنچا ایک دھواں کریدے والا جس سے لوگوں کی  
 آنکھیں تیرہ اور داغ غیر ہوں کیا میں اسکا کچھ خیال نہیں کرتا کہ جو گریہ و غمت ہو کہ ببادا کی دھواں سادہ لی  
 علی خاطر کی کوچن مارے اور بیقرار کر دے دیکھو کیسی اچھی مثال حکیم غزنوی نے معنی دار مناسب حال  
 مجبوں کے چہرہ اہلی معنی قرآن سے پردہ پڑا ہو کسی ہو کہ اہل ضلال ترکان سے سوائے قال کے اور کچھ  
 نہیں دیکھتے مقصود اہلی سے اس کے کچھ واقف نہیں ظاہر کے عقیدہ میں اور یہ اسے کوئی تعجب کی بات نہیں  
 اس واسطے کہ آفتاب یکساں نور سے بزرگ ہو مگر انہ سے کی آنکھ سوائے گری کے اس کے نور کو نہیں دیکھتی نہ کسی  
 شمع سے واقف ایسے ہی ایک خربطہ اپنے احق نے عرفان سے سر اٹھایا ایسا جیسے حد سے گزرے ہو  
 اٹھاتے ہیں اور بطلان کی بھی عادت ہو کہ سر اٹھا کے سخت دورشت آواز کرتی ہو اور یہ کہا کہ یہ سخن  
 پست پر مینے منشوی کہ میں قصہ پیروں کے اور ان کی پیروی کا بیان ہو نہ یہ کہ اس میں کوئی ذکر و بحث ہوا  
 بلند کی ہو جو اولیا اس طرف اپنا گھڑا دوڑائیں یہ تو اس میں مطلق نہیں کہ مقامات قبل سے فلک سے  
 ترک دنیا سے فنا فی اللہ تک درجہ بدرجہ جدا جدا بملاقات خدا سبکی شرح اور سب کی حد اور منزل و مقام  
 لکھے ہوں تو کوئی صاحب دل پر پا کے اسے اڑے یہ تو سراسر افسانے اور قصے ہیں اور مہنوں اور کون  
 کے ہلکانے کے نہ کچھ ظاہر ہو نہ کچھ باطن آئندہ مقولات مولانا کے ہیں کہ اگر میری منشوی پر اعتراض  
 کیا تو کیا بعید کا تو وجہ کتاب اللہ سے نازل ہوتی اس پر بھی یہی طعن کہتے رہے کہ پیرائے لوگوں کی  
 اہلیں ہیں اور قصہ پست و خوار نہ اس میں کوئی تحقیق ہو نہ کوئی تحقیق سید حاسدہ بیان گذشتہ لوگوں کا  
 اختلاف شرح میں قال کو فال لکھا ہر قولہ کو دوکان خرد و فہم میکنند نیست جزا مرید و ناپسند  
 ذکر آدم گندم و ابلیس مار و ذکر ہود و داود و ابراہیم و نوح و ذکر طوفانین و ذکر کعبان و ذکر  
 خط تا فتن و ذکر یوسف و ذکر زلف و ذکر یعقوب و ذکر یحییٰ و ذکر اسمعیل و ذکر و جبریل و  
 ذکر قصہ کعبہ و اصحاب قبل و ذکر بلقیس و سلیمان و سبا و ذکر داؤد و زبور و اوریاء و ذکر طلوت و شعب  
 صوم و ذکر یونس و ذکر لوط و قوم او و ذکر حمل مریم و نخل و مخاض و ذکر یحییٰ و ذکر زکریا و ذکر یونس و ذکر  
 ناقہ و تقسیم آب و ذکر ادیس و مناجات و جواب و ذکر الیاس و غیرہ و موت او و ذکر قارون و زمزم و فتن  
 فرود و ذکر ایوب و صبور و در بلایا و ذکر اسرئیلیان و رتیبہ لاہ و ذکر موسیٰ و شجر طور و عصا خلع تعلیم و خطابت  
 و عطا و ذکر عیسیٰ و عروشا و سجاد و ذکر ذوالقرنین و حضرت اریاء و ذکر فضل احمد و خلق عظیم و ذکر قمر از



سبحان اللہ شد و ہم مظاہر دست و ہر کسی پی می بردہ کو بیان کہ کم شود دروی خرد گفت اگر آسان نماید این چو  
 اینچنین آسان کی سورہ بلو جنیان و انیان و اہل کارہ گوئی آیت ازین آسان بیاد حرف قرآن را  
 لفظ ہرست و زیر طہا ہر باطن ہم قہرست یعنی تیغہ نہ تمیق ہر نہ تحقیق حتی کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے  
 سبھی لیتے ہیں اور سوا پسند و ناپسند کے کچھ نہیں یعنی ضد کہ اگرشت کا بیان ہو تو دوزخ کا بھی اور جو  
 حشرات کا ذکر ہو تو مقابلہ اسکے سکيات کا بھی اور عذاب کے ساتھ ثواب بھی ذکر آدم و گندم اور اہلس  
 مار کا کہ اہلس گنگا بنار نے اسکو نگلا مار کو طائوس نے پھر ہشت میں ایجا کے اگل دیا اور اہلس آدم  
 گندم کھلوا یا اور ذکر ہود اور یطوفان ہود کا اور ابراہیم اور فرود کی نار کا اور زکریا اور یونس اور یونس  
 بن کا کہ یونس اسکا بضرورت قاضیہ میم سے بدلا ہوا سینے میں اور زکریا کہ یونس کا اور اسکی نافرمانی کرنے کا  
 کہ یونس نام سپر حضرت نوح کا کہ کافر تھا ذکر یوسف اور اسکی زلفت پر خم کا ذکر یعقوب و یحییٰ اور اسکی  
 غم کا ذکر اسمعیل اور اسکی فوج اور جبریل کا کہ جبریل نے چھری کے نیچے سے نکال کے بجائے اسکی  
 سینہ کا ٹوال دیا تھا اور ذکر قصص کہ اور صحابہ فیل کا جو الم ترکیف میں مذکور ہو ذکر بلقیس اور سلیمان  
 و سبا کا کہ بلقیس شہر سبا کی باو شاہ تھیں سلیمان نے تخت سمیت اسکو اٹھا لیا تھا اور ذکر داؤد و داؤد  
 زبور و ادربا کا اور یاحسا لہا اسکی عورت بعد مارے جانے کے انھوں نے کر لی تھی ذکر طالوت  
 اور شعیب اور انکے روزوں کا کہ صائم الم دہر تھے اور ذکر یونس اور اسکی قوم کا کہ لوطی تھے  
 اور لوط دیے گئے طالوت نام ایک سردار کا بنی اسرائیل سے ہو کہ رہتا تھا جالوت نام کافر سے لڑا اور  
 جالوت کو حضرت داؤد نے کہ سپاہیوں طالوت سے تختے قتل کیا تھا ذکر حل مریم اور خلیل جسکے نیچے  
 وضع حل کیا تھا اور دروڑہ کا اہر کسی اور ذکر یاسا اور اسکی اہلیانہ کا ذکر صالح اور ناقة او تقسیم آب کا  
 صالح نے ناقة اللہ اور اسکی مویشی کا پانی بانٹ دیا تھا اور ذکر ادیس اور انکی مناجات و جواب بلقیس  
 کا ذکر الیاس و عزیر اور عزیر کی موت کا کہ سو برس مرے پڑے رہے تھے ذکر قارون اور اسکی  
 زمین میں جس جانے کا ذکر ائیوب اور انکی مہجوری کا بلاؤں میں اور ذکر بنی اسرائیل کا جو تیس  
 ما امید میں چالیس برس پڑے رہے تھے ذکر موسیٰ اور شجر طوبی کا جسپر نور خدا کا دیکھا تھا اور عصا کا  
 جو حکم حق تعالیٰ زمین پر ڈالنے سے اُڑ رہا ہو گیا تھا اور ذکر جوتیان امارنے کا وادی امین میں بچوے  
 فاضل نکاحیک کے اور خطابات اور عطیات کا جو خدا سے قتل سے اُنکو ہوئے تھے اور ذکر عیسیٰ  
 اور انکے آسان پر جانے کا اور ذکر ذوالقرنین و خضر و ارمیا کا آرمیا بالضم و کسریم بقول بعض نام خضر  
 بقول بعض نام حضرت الیاس اور ذکر غصیل حضرت احمد اور لے نفع عظیم کا جیسے کہ فرمایا اہل علی خلق عظیم شکر



خلق عظیم خلق ہوا و معجزہ شق القمر کا یہ سب قرآن شریف میں ہوا اور اس کا ہر کلمہ سہل ہے اس کے معنی پر کھینچا  
 لگا سکتے ہیں اور ایسے صحن خرد کی بجائے سبب شکل اور دشواری کے کہ دشوار پسند ہو سکتا ہے پسند کریں  
 اسی پر کیا گیا کہ اگر کھجکویہ آسان و سہل معلوم ہوتی ہو تو ایسی کوئی سورتہ آسان تو تو اپنی طرف سے  
 لا چنانچہ فرمایا تو سورۃ من مثله لا تتم سورۃ مثل اسکے جینوں اور ان نون اور جلد ابھارے اور محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو فی آیت اس سے سہل کہ تو لائیں تو حمت قرآن کو ایسا ہی مت جان لے جیسے کہ ظاہر  
 میں اس ظاہر کے نیچے ایک باطن پر غالب ہوا الخلافات شیعہ میں ہیں کہ بتن رباعی کو رباعی لکھا اور  
 تفسیر حدیث کی ان للقرآن ظہر او بطن و لبطنہ بطنہ الی سبقت البطن فی روایۃ الی  
 سبعین بطن بیشک واسطے قرآن کے ظہر کو لغت جاننے والے لکھتے ہیں اور مجتہد  
 اس سے احکام نکالتا ہوا اور بطن ہر کہ وہ بھی حدیث میں کہ عارف انکو سمجھتے ہیں اور اس بطن کا  
 بطن ہوا ایسے ہی سات تک اور ایک وایت میں تتر تک

قولہ زیر آن باطن کی بطن در کبر خیرہ کرد اندر و فکر و نظر و زبان باطن کی بطن سوم کہ در گرد  
 خرد با جملہ کم بطن چارم از بنی فوکس نرید و جز خدا ہی بے نظیر و بے ندیم چھین تا ہفت بطن ای ہوا لکم  
 فی شمر تو زین حدیث مستقیم تو قرآن او پھر ظاہر میں دو ہوا آدم را نہ بنید غیر طین و ظاہر قرآن چو شخص  
 آدمیت کہ تھو شش ظاہر و جانش خفیت و در و اصد مال عم و خال و ایک سروی نہ بین مال  
 انکو گویند اولیا و کہ در و نہ تاز شہم روان پنہان ہونے پیش خلق ایشان و از صد کہ اند گام خود چسپرخ  
 ہنتم می بندد المعنی او پر جو فرمایا کہ قرآن کا جو ظاہر اس ظاہر کے نیچے ایک بطن ہوا ایسا جسوں  
 فکر و نظر و نون خیرہ و میران ہوتی ہیں چھ اس باطن کے نیچے تیسرا بطن ہوا جس میں ساری عقلیں گہ ہوتی  
 ہیں اور چوتھا جو بطن قرآن کا ہو وہ خدا کے سوا کسی نے نہ دیکھا جو پیش و بے اند ہوا ایسے ہی ہوا لکم  
 سات بطن تک ہیں کہ یہ حدیث مستقیم جو ہو اس سے گن لے جس تو او پھر قرآن سے ظاہر ہی ظاہر  
 مت دیکھا ایسے کہ شیطان نے آدم کو سواک ماویں کے نہ دیکھا قرآن کا ظاہر ایسا ہے جیسے ایک جسم آدمی کا  
 انقبوش اسکے ظاہر میں اور جان چھپی ہوئی ہوتی کو خیال کر لو کہ اسنے ہی چھپا مومن سے بیکجا تک کسی  
 کو دیکھتے رہیں اور بال بھر اسکے حال سے واقف نہیں ہوتے اور یہ جو مشہور ہو کہ اولیا اپنے چھپنے  
 کے لیے پہاڑ کو چلے جاتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہو یہ تو اس حال میں کہ مخلوق کے سامنے ہیں کوئی  
 پہاڑوں کے اٹس پار ہیں اور اسی حال میں قدم حرج ہنتم پر رکھتے ہیں

بیان اسکا کہ جانا انہی اولیا کا پہاڑوں اور غاروں میں لینے جیسا کہ کو نہیں ہی

پستوان و مکتوبات شرح قصصی و ادبی

**HVS**

۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲

تشیبہ اولیا و کلام اولیا بوصالی موسلی و فنون عیسیٰ علیہم السلام

فوله آدمی همچون عصای موسی است. آدمی همچون فسون عیسیست. در کف حق ببرد او و در تیرین در قلب مجربین  
هست بین اولا همین ظاهرش چو بی و لیکن پیش او کون یک لقمه چو کبشاید بگلو. تو بهرین فسون میچی و دروشتا

آن بہین گزیدی گریزان گشت موت و قہمیں را فزون آن لہجات بہت ، آن نکر کہ مردہ بر جہت جہشت  
 قہمیں مر آن عصا را سہل یافت ، آن بہین کہ بحر اظہار اشکافت ، تو دوری دیدہ چہر سیاہ ، یک قدم  
 پاپیش نہنگ سیاہ ، تو دوری می بینی غیر گرد و داند کی پیش آہین در گرد مردہ دیدہ اگر داورہ روشن کند ،  
 گوہہا را مردی اور کند ، یعنی بطریق صدر گتے ہیں کہ یہی آدمی ہو کہ خل عصا موسی کے ہو اور یہی آدمی ہو  
 کہ مثل دم پس کے دیکھو سی کر تین عصا سے ظاہر ہوئیں اور یکے سے مردے دم عیسی سے زندہ ہو جیسے  
 عصا حضرت موسی کے ہاتھ میں واسطے داد و نریت کے تھا ایسے ہی دل ہون کا خدا کے کف بن بیان  
 اظہار کے ہر جہر چاہتا ہو اور ہر پیر تاہر ظاہر تو عصا ایک چوب ہو لیکن اگر حلق نیلوانے تو ساری دنیا  
 اس کے سامنے ایک لقمہ ہو تو اسکو چوبت جان ایسے ہی ہندو عیسی میں حوت و صوت کو مت دیکھو  
 دیکھ جس سے موت بھاگ گئی اور اس فزون کے لیے آہستہ آہستہ مت دیکھ اسکو دیکھ جس سے مردہ اٹھ  
 بیٹھ گیا تو یہ دیکھ کہ عصا کو حضرت موسی نے حضرت شعیب سے سہل پایا تھا تو یہ دیکھ کہ بحر فزون نے  
 گیسپھا ریڈیا تھا تو نے دوری سے آدمی کا چہر سیاہ یعنی آب و گل کھ لیا ہو ایک قدم ہی پاؤں آگے  
 بڑھا پھر دیکھ کیسی سیاہ اسکے ساتھ ہو تو دوری کے سبب سے سوا گرد کے کچھ نہیں دیکھ ذرا آگے بڑھ تو اسی  
 گرد میں تجھ کو نظر آئے اور وہ مرد کہ جکی گرد آنکھوں کو روشن کرے اور ہاروں کی زنجی موت کے لکڑی  
 تفسیر قولہ تعالیٰ یا جبال اوبی معہ اظہار سیاہ و رجوع کر دو او کو کی طرف اسکی راہ میں اور اس کے  
 کلام میں اور اسی طائرہ رجوع کر دو

قولہ چون در آمد موسیٰ از اقصای دشت ، کہو طور از مقدس ، قاص گشت بروی داؤد از فرش تابان  
 شدہ ، گوہما اندر پیش نمالان شدہ ، کہو باؤدو گشتہ ہم رہی ، ہر دو مطرب بہت درخششی ، یا جبال  
 اوبی اچرا آمد ، ہر دو ہر آواز ہم پردہ شدہ ، گفت داؤد ا تو بخت دیدہ ، بہین از ہر طران بریدہ ،  
 اسی غریب فردی ہوش شدہ ، آتش شوق از دلست شعلہ زدہ ، مطربان خواہی و قوال دہریم ، گوہہا را  
 بہشت آرد آن قدیم ہما کہ قوالی و سرنائی کنند تا پیشیت بادہ پیائی کنند تا بانفی نالہ چون کہار بہشت  
 بی لب و دندان بی رانالہ است ، نغمہ اجزای آن صافی جسد ، ہر شہی در گوش حسش میرسد ، ہنشنیان  
 نشو نہاد و بشو نہاد ، اسی شک جان کو غمیش بگرد و ہنگر و در نفس جو صد گفتگو ، ہنشنیان اور ہر دو ہر دو  
 صد سوال و صد جواب اندر دولت میرسد از لامکان تا نزلت ، کہنی جب حضرت موسی اطراف بہشت  
 ایمن سے داخل ہوئے تو ایسے ذوق و شوق سے آئے کہ کوہ طور بھی انکے شوق کی تاثیر سے پانچ  
 اور یہ وہی آنا ہر جو وعدہ دیدار پر گئے تھے ایسے ہی صورت داؤد کی جب اسکی فروزیابی سے

روشن ہوئی اور وہ لوگ عشق کا جوش زن ہوا تو پہاڑ نکلے سب سے نالان ہوئے اور انکے چراہ لینے  
 اگلے اور پہاڑوں کے ایک راہ تھی اور راہ یہاں اس معنی میں ہو جو گانے والے ابتدا میں بطور کہنگ  
 شروع کرتے ہیں اور یہ دونوں مطرب ایک ہی بادشاہ کے عشق میں مست تھے پہلے جبال ادبی کا  
 اور ہوتا یہ دونوں ہم آواز وہم پردہ ہوئے معنی آیت کے سرخی میں دستور ہوئے لفظ پردہ بھی ہر حالت  
 راگ کے ہوا اور کہا اور دو تو بچرت دیدہ ہو اور میرے واسطے ہمارا ہوں سے جدا ہوا ہو اور غریب تھا  
 بے مونس شدہ آگ میرے شوق کی تیرے لیے شعلہ اٹھا ہی ہو تو مطرب اور قوال وندیم چاہتا ہو اسلئے  
 وہ قدیم پہاڑوں کو تیرے سامنے لاتا ہو تاکہ تیرے سامنے کام قوال و سزا بجانے والے کا کریں اور  
 باد وہ بیانی و کھائیں لینے تجھ کو اپنی مستی جتائیں تو تو جہاں کہ پہاڑ کو جہاں در عشق سے ہو ایسے ہی  
 بے لب و دندان کے ولی حق کو نالے ہیں کہ اس صافی جسد کے اجزا سے نفع پیدا ہو کے ہر رات  
 آسکے گوش مس میں ہو پختہ ہیں رات کی قید اس نظر سے ہو کہ عاشق کو رات بڑی دشوار ہوتی ہو  
 کہ وہ نفع تو مستجاب ہو مگر پاس بیٹھے وہ نہیں سنتے بس کیا خوش وہ جان ہو جو اسکے غیب پر گر کر  
 ہو کہ اپنے نفس میں سیکڑوں ایسی گفتگو میں دیکھے جبکہ ہنشین ہو ہیں پائے سیکڑوں سوال و سیکڑوں جواب  
 تیرے دل میں لامکان سے تیری منزل تک نازل ہوں گویا پردہ بندہ جانے

### جواب طاعن مشنوی کا اپنے ہی قصور پر

قولہ مشنوی تو مشنودران گوشتہ کہ نیز دیک تو آرد گوش را کہ ہم آزار اگر تو خود می شنوی، چون شال  
 ویدہ چون نفوس می اسی سگ طاعن تو خود می بینی، طعن قرآن را برون شو میکنی، این نہ آن شیرت  
 گزری جان بری دیار نہ چہ قدر اوایان بری، تا قیامت میزند قرآن نہاد کای کردہ جملہ اکشتہ خدا  
 مر مرا افسانہ می پنداشتید، تخم طعن و کافری میکاشتید و خود بیدیدای خیسان زمین، کہ شاہد میدافسانہ زمین  
 نگاہ پیدای کہ طعن میزدید کہ شافانی و افسانہ بیدید من کلام مقم و قائم بذات، قوت جان جان و نہ قوتی  
 زکات، و نور خورشیدم قداہ بر شما، لیک از خورشید ناگشتہ جدا نہ کنم پیچ آن آب میات، تا رہا ہم  
 عاشقان را از مات، اگر چنان کند آرتان عتی، جرءہ بر گورتان حق بخیتی، می گیرم گفت و پند آن حکیم  
 دل نگر و نام نہر قوی سقیم تا بیاید در من از او دوا، فارغ آیم من زہر طعنی جدا نہ کنم فرمودست از اند  
 خطاب، ذکرہ و ماورہ خور و نہ آب، المعنی او پر جو کہا ہو سیکڑوں سوال و جواب لامکان سے تجھ پر نازل ہوئے  
 وہ ایسے ہیں کہ تو تو شکیا لیکن اور گوش آنکو نہیں سنیں گے چاہے کہتے ہی کان تجھ سے لگا وین آجھا ہنہ  
 مانا کہ تو خود نہیں مستجاب مثال اسکی دیکھی کہ پہاڑ نالان وہم آواز ہوئے تو پھر کیوں نہیں سوتا اور خاموش

ہوتا اور سنگ طاعن تو توجہ سے جتنا ہوا اور طعن قرآن کی تفسیر سے نکالے جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ یہ کون سا  
 نہیں ہو کہ جس سے تو جان بچالے یا اسکے قہر کے چبے ایمان بچالے اور اصل یہی دو چیزیں ہیں تو سب  
 مت جان قیامت تک یہ قرآن دیا کر گیا کہ اگر وہ جمل کے خدا گشتہ تم بھوکا قصہ کہانی جانتے رہے اور  
 تخم طعن و کافری کا بوتے رہے تھے اسو ناپا چیز و زمانہ کے خود دیکھ لیا کہ تم ہی افسانہ زمانہ کے تھے زمین  
 اور اسو طاعن تھے دیکھ لیا کہ تم ہی فانی اور افسانہ تھے میں تو کلام حق کا ہوں اور بذات خود قائم اور  
 قوت جان کی جان کا نہ وہ قوت جو نکات سے ہر عینے پہنچ جس سے سر اور غلہ ہوتی ہیں اور آفتاب کا ہون جو  
 آفتاب کی طرح تپتا ہوں لیکن خورشید سے جدا نہیں ہوں دیکھ میں اس آب حیات کا ایک چشمہ ہوں تا اپنے  
 عاشقوں کی حیات بخشی کروں اور مات سے بچاؤں تھے تو بدبو جس کی اٹھا رکھی ہو اگر ایسی بدبو اٹھا  
 تو ایک جہد حق تعالیٰ ہی تمھاری گور پر ڈال دیتا جیسے امرامی نوشی کے وقت جہد زمین پر ڈال دیتے ہیں  
 میں اس حکیم کے قول و نصیحت کو نہیں مانتا اور اپنے دل کو ہر قول سقیم و روگی سے نہیں بچتا ہوں  
 اسکا اشارہ طرف مہود و ذہنی کے ہر قوم پر اور وہاں سے دعا پائے اور میں اسکی ہر ظن جدا سے نجات پاتا ہوں  
 یہ نہیں ہو گا جو بھی مجھے معلوم ہو جو مادر کرنے کرے سے خطاب کر کے کہا ہو پانی پینے کے وقت میں جو  
 دونوں پیتے تھے اختلاف شرح میں زبان کو ذرا اور نہ من کو زمرن بدیدہ کو بدیدی تا قوت کو قوت

بک کو یک تان کو نان سے نگیرم کو نے گبیرم

مثل لانا بجانے کرہ میں پانی پینے سے

قولہ می شوالید ہر دم آن نفور ہر اسپان کہ بلانین کہ کوہ آن شوالیدن بکرہ میر سید ہر می ہواشت  
 وزخو میر سید ہر می ہواشت پر سید کامی کرہ چراہ می ہر ساعی زین ہتھا گفت کرہ می شوالیدن آن کرہ  
 از نفاق باہگ شان دارم شکوہ بس دلم می لرز و انجا میر و دزدان نفاق نفور ہر می سید گفت  
 مادر تاجان بدوست امین کارا فرمایان بدند اندر زمین ہین تو کارنیش کن امی ارکندہ ہو کہ  
 ایشان ویش خود بر میکنند وقت تنگ و میر و آب فراخ پیش از ان کہ ہر گودی شاخ شاخ شہر  
 کاریزیت پر آب حیات آکبش تابو دلاز تو نبات آب خضر از جوی نطق اولیا و مجید امی قشند  
 غافل یاد گردن میں آب کو را نہ بفرم سوی جو آور ہو در جوی زین چون گران میں شوی تو ستل  
 رست از تعلیق خشک آنگاہ دل المعنی شوالیدن خیر و وفرا یو کروں ہلاک از تبیہ ستل لیل جوینہ  
 فرستے ہیں وہ نقل کرہ اور مادر کی یہ ہو کہ نفو کو گھوڑوں کو بانی پلاتے وقت لکارتے تھے کہ خضر  
 ہوا اس کو خور سے آجوز جبکہ پانی پینے کی وہ لکرا ایک کرہ کو ہو پختی مٹی بار بار سر اٹھا تا اور بجا گستا

اسکی تان نے پوچھا کہ اسکرہ تو کیوں بھاگتا ہوا پانی ایک سوہو کے نہیں پیتا کرہ کے کما وہ گردہ گردہ ہوتا  
ہیں انکی آواز نفاق سے جھکاو بہیت ہوتی ہو میرا دل کانپ جاتا ہوا اور بھکانے نہیں ہوتا اور اس  
اتفاق کے فترہ سے جھکاو غن آتا ہوتا ان کے کما اسنادان جب سے یہ جہان ہوا تو ایسے فضول الگ  
جہان میں ہوتے ہی چلے آئے ہیں خبردار ہوا اور جہند تو اپنا کام کر جائے انکو اپنی ڈوار بھی کھسوٹنے دے  
وقت تنگ ہو اور آبِ فراخ ریلہ کا کھلا جاتا تو اس سے قبل اپنا کام کر کہ اسکی مددائی سے شلخ شلخ  
ہوئے یہ شہر یعنی دنیا شہر کاریز پر آبِ حیات کا ہو تو اس سے پانی نکال تار و سید کی تیری خوب نشوونما  
پائے کاریز آبجو سے زیر زمین آئندہ شہر ایک تفسیر کہ نطق اولیا کی ایک نہر ہو لبالب آبِ حیات سے  
بس ہم تو اسیکہ پانی پیتے ہیں اسوشہ غافل تو بھی آ اگر تو اندھون کے مثل پانی نہیں دیکھتا تو پنا  
گھر انہر کے پاس لا اور نہر میں ڈال پھر جو اسکو بھاری پائے تو مستدل ہو گیا دلیل سمجھا بلکسی اور قلیہ  
مشک سے دل تیرا خلاص ہو گیا اختلاف از نفاق کو در اتفاق شرح میں لکھا ہو قولہ جوفہر بر شک بلانیش  
نہا گران بینی تو مشک خویش را گر نہ بیند کور آب جو عیان بلک بیند چون سوگرد و گران کہ نہوا بندر سو  
آبی برفت بلک کاین سبک بود و گران شد ناب زفت نہا کہ ہر باوی مراد می ربود و باومی نہا بدیم قلم فزود  
مرسلیمان را با بد ہر ہوا نہا کہ نہوا نشان گرافی توئی کشتی بی لنگر آمد مرد شر کہ ز باد کثر بیاد و خدا  
لنگر عفت عاقل امان بلنگرے در یوزہ کن از عاقلان و از مدہای خرو چون در ربود و از زمین  
و بر آن دریای بود نہ زمین امداد دل پر فن بود و بچہ از دل چشم ہم روشن شود نہا کہ نور از دل برین  
دیدہ نشست و تا چو دل شد دیدہ تو عاقل ست و دل چو برانوار عقل پروردان نصیب ہم بود دیدہ رسد  
پس بدان کاب مبارک از آسمان و وحی دلہا باشد و صدق باین و ما چو آن کرد ہم آب جو خوریم و سو  
آن دسو اس طاعتن نگیم پیروی پیبران رہ سپر طعنہ خلاقان ہمہ باوی شہر و آئندہ اوزان کہ رہ  
طی کردہ اندہ گوش و اباگ سگان کی کردہ اندہ المعنی تو اپنی مشک آب اندیش کو نہر میں ڈوبو  
تو مشک کو گران دیکھے نہر پر مشک باطن اگر اندھا آب نہر کا عیان نہیں دیکھتا جب تو جانیکا  
کہ اپنا سو بھاری پاچیکا کہ آٹھ اس نہر ہی سے پانی گھرے میں گیا ہو کہ یہ سبک تھا آب بہت گران  
ہو گیا اور جانیکا کہ پہلے تو ہر ہوا جھکوا اڑاتی رہتی تھی مینے باو خواہش نفسانی اب جو نہیں اڑ سکتی  
تو معلوم ہوتا ہو کہ جو مجھ میں بڑھ گیا اور جو سلیمان کو ہر ہوا اڑاتی تھی یہ سب تھا کہ انہیں گرافی توئی  
کی نہ تھی وہ سب سے پاک ہو گئے تھے جو کوئی مرد شر کا ہوا یا ہو جیسے بے لنگر کی کشتی کہ جھکوا ہر وقت  
باو مخالف سے خوف ہوا اور لنگر کیا ہو عقل عاقل کی جو مرد کامل ہو کہ وہ لنگر باعث امان ہو بس تو

عالموں سے اس لنگر کی بھیک مانگ اور حاصل کر اس واسطے کہ جب ضرورت سے تو نے اس  
 دنیا سے جو دے خزانہ دے دے اور حاصل کیے تو ایسے دن سے دل پر فتنہ ہوتا جو اور دل سے تڑپ کے  
 آنکھ میں پہونچتے ہیں تاکہ روشن ہو جاتی ہو سب کچھ سوچے لگتا ہوں فتنہ تشدید ہون حال دگوڑہ و نورغ  
 از پر چیز ہزار اور آنکھیں اس سبب سے روشن ہو جاتی ہیں کہ وہ نور دل سے آنکھ میں پہونچا ہو ورنہ دل  
 بیکار ہوتا ہو تو آنکھیں بھی بیکار ہوتی ہیں جب تو نے دل کو انداز عقل پر پر لگایا تو اسی سے تیری دونوں  
 آنکھوں کو بھی نور پہونچا بس جان لے کہ یہ آب مبارک جو آسمان سے نازل ہوا ہو وحی دلون کی ہوا و دنیا  
 بیان ہو لاریب فیہ و نزلنا من السماء مبارکنا نزل کیا ہے آسمان سے مبارک لاجرم ہم جو شل ہاں کو دے  
 کہ جو پیتے ہیں تو چاہے دوسو اس طاعن پر نظر نہ کریں تو سیروی بغیر ان راہ کی کر مخلوق کے جو طے ہیں سب کو ہود و جان  
 ان خداوندوں نے جو یہ راہ طرکی ہو تو انھوں نے ان کو ننگی آواز پر کمال لگایا ہو یہ ہمیشہ عفو کرتے ہیں

### بقیہ قصہ حمان سجد حمان کش

قولہ باز گوکان پاکباز شیر مردہ اندران سجد چہ نمود و چہ کرد خفتہ در سجد خود اور اخواب کو مرد و غرقہ گشتہ  
 چون خسد بگوہ خواب مرغ و مابیان باشد ہی عا شتقان رازیر غرقاب ہی و نیم شب آواز با بولی شہید  
 کا ایم آیم بر سر ت ای مستغنیہ پنج کرت اپنہن آواز سخت و میر سید و دل ہمیشہ نکت نکت المعنی آب ہم  
 اُس گمان سجد حمان کش کا ذکر کرنے کو بتنا مرفوضی اپنے نفس نفیس کی طرف مخاطب ہیں کہ اس پاکباز  
 شیر مرد کا حال تو کہہ کہ اُسے اُس مسجد میں کیا دیکھا اور کیا کیا مسجد میں سویا تو لیکن غینہ کہاں ہ غان  
 عشق میں ڈوبا ہوا پھر کیسے سوتا تو ہی بنا کہ مرد غرق گشتہ بھی کہیں سوتا ہو عاشقوں کے خواب جو  
 عرقاب غم میں ڈوبے ہوتے ہیں ایسے ہوتے ہیں جیسے مرغ و ما ہی کے کہ دم بھر میں سوتے ہیں  
 اور دم بھر میں جاگتے ہیں غرض جب آدمی رات ہوئی تو اُسے ایک آواز ہون ک سنی کہ احو مستغنیہ  
 اب تیرے سر پر آتا ہوں اور بیکرا ریا تنگ کہ پنج بار ایسی ہی آواز سخت آتی رہی جس سے دل گڑے  
 ہوا جاتا تھا اختلاف شیخ میں بگو گوگو ہول کو حول لکھا ہو

تفسیر آیہ و اجلب علیہم تمجیلک و جاک و شار کم فی الاموال والا ولا و عدہم و ما یعدہم  
 الشیطان الا عذرا اس آیت میں خطاب الیس کی طرف ہی پرانیختہ کر اُنہ اپنے سوار و  
 پیادے اور شریک ہوانے مال والا و امین اور وعدہ کر اُن سے اور نہیں عد  
 کرتا ہو اُسے شیطان مگر فریب کا

قولہ تو کہ عزم دین کنی با اجتہاد و یو باکت بزند اندر زاد کہ مرد اسو بیدیش الغوی ہ کہ ہر شیخ و روحانی

بینہ اگر دی زماران و ابیری و خوار گروی و پشیمانی خوری و توذیم باہگ آن دیو لعین و و اگر کسی در ضلالت  
 از یقین کہ ہا فردا پس فردا تراست و راہ دین پویم کہ مہلت پیش ماست و مرگ مہنی باز گوازیب و دست  
 میکشد ہمایہ رانا باہگ خاست و باز عزم دین کنی از ہم جان و مردہ سازی نوشتن را یک زمان پس سلخ  
 بر بندہ از علم و حکم کہ من از خوئی نیارم باپی کم باز باہگی برزند بر تو نہ کہ بہترس و باز گردانیش فقر و باز گری  
 رزہ روشنی و آن سلاح علم و دین بر نگہی و سالما اورا باہگی بندہ و چنین ظلمت ندا فگندہ و بہیت باہگ  
 شایطین خلق را بندہ کردست و گرفتہ خلق را ہستای چنان نوید شد جانش زورہ کہ وہ ان کا فرمان را مل قبولہ  
 آن شکوہ باہگ آن ملعون بود و بہیت باہگ خدائی چون بود و بہیت بازست بر کبک نجیب و مرگس نہیت  
 زان بہیت نصیب و زانکہ نمود باز صیاد کس و شکستیان می گس گیر و دوس و عنکبوت و دیو چون تو ذاب و  
 کرد فردا نہ بر کبک و عقاب باہگ دیوان گلابان شقیات و باہگ سلطان پاسان اولیاست تہا نایز  
 بدین دو باہگ دوہ قطرہ از بحر خوش باہر شود و معنی جسوت تو را رادہ دین کا کرتا ہو یا جہاد یعنی جیتوہ  
 راہ صواب تو شیطان تیری ذات میں گنگے جھکو آواز کرتا ہو کہ اے جھکے گمراہ اس طرف مت جا کہ محنت و  
 محتاجی میں گرفتار ہو جائیگا مفلس و مینوائی میں پڑیگا یار وں سے جدا ہوگا اور غواری پشیمانی اٹھا لیگا  
 جیسا کہ فرمایا الشیطان یعدکم انفق شیطان وعدہ کرتا ہو جھکو فقر کا بس تو یہ آواز اس دیو لعین کی سنکے  
 ڈرتا ہو اور ضلالت کی طرف وڑتا ہو یقین سے تبا و کرتا ہو کہ نہ دیکھ لیگے ابھی تو مہلت جھکو ہو کچھ آج تھوڑا  
 مرے جاتے ہیں کل ہو پسوں و راہ دین میں بھی چل لیگے بعد اس ارادہ کے مرگ کو دیکھا دہنے ہاں  
 کسی ہمایہ سے کہ وہ اسکو مار رہا ہو حتی کہ وہ مرا اور رونے پٹینے کی آواز ناٹھی اسکو دیکھ کے پھر تو را رادہ  
 دین کا کرتا ہو اپنی جان کے خوف سے اور اس خیال میں تھوڑی دیر آپ کو مردہ بناتا ہو اور سچ میں پڑ جاتا  
 اور تھیار علم و حکمت کے ہاندھکے مست ہوتا ہو اور کتا ہو میں ایسا ڈر گیا ہوں کہ اب کسی سے گھٹ کے قدم  
 نہیں رکھو گھا پھر وہ مکر کی آواز تھیر لگاتا ہو کہ اس راہ سے لوٹ فقر نکو ار تو نے تیرے سر پر کھڑا ہو اس سے  
 ڈر پھر تو وہ تھیار علم و دین کے پھینک پھانک کے راہ روشنی سے بھاگی مھلتا ہو انضر بن برسوں تو  
 ایسی باہگ کا بندہ بنا رہتا ہو و ظلمت ضلالت میں کھل بچائے پڑا رہتا ہو دیکھ کیسی بہیت باہگ شیطین  
 کی ہو جس نے مخلوق کو بندہ بنایا ہو اور اٹکا گلا گھوٹا ہو کہ ایسی جان انکی نور سے نا امید ہو گئی جیسے کافروں  
 کی روح اصحاب قبور سے چانس پھریا یا ایہا الذین آمنوا لاتقولوا تو ما غنبلہ علیہم قد یسوا من الامر  
 کما یس الکفار من اصحاب القبور ای ایمان و اہمیت دوستی کرو اس قوم سے چیز اللہ کا غضب ہو دیا لیک  
 و ہا یوس ہوے آخرت سے جیسے کفار یا یوس ہوے اصحاب قبور سے کہ وہ پھر لوٹ کے نہیں آئینگے



اب فرماتے ہیں ذرا خود کو جیسے اس بلوں کی آواز میں ایسی ہیبت شکوہ ہو تو باہگ ہڈا کی کیسی ہیبت  
 و شکوہ ہوگی لیکن ہیبت ہار کی لکب سبب شریف پر موتی ہوئی کو اس ہیبت سے کہ حصہ میں لکب سے  
 مراد خاصان خدا بھی عوام ان اس ہوا سے کہ باز شکاری گس کا نہیں کھین کو گریان ہی کیڑی ہیں  
 یہاں گریان مراد شیطاں سے ہے جس عکبوت شیطان کی توجہ ہی جیسی بھی پر کر و فر کھتی ہو نہ لکب عقاب  
 لاجرم باہگ شیطانوں کی گلہ بان بلغیوں کی ہو اور باہگ سلطان کی پاسان اولیا کی آوریہ باہگ سلطان  
 اس سبب سے پاسان اولیا کی جو کہ بسبب ان دونوں آوازوں کے کوئی قطرہ بحر خوش کا بحر شوق  
 سے نہ ملنے پائے اختلاف شرح میں باز کو کوئی اہل کہ اوہ باز کو بکاف عجب لکھا ہو خواست کو خواست  
 تا بنامیزد کو تا بنامیزد با سحر کو یا سحر

### پوچھنا باہگ طلسم کا آدھی رات میں جہان مسیرو

قولہ بشوا کنون قصہ آن باہگ سخت کہ نرفت از جا ہدان آن نیگہت گفت چون ترسم چہ ہیبت  
 طبل عید یا دہل ترسد کہ زخم اور رسید مای و ہمای تھی و پر کو ب چشم مان از عید چون شد زخم چوب  
 شد قیامت عید و بیدیان دہل با چو اہل عید خندان چو گل بشوا کنون این دہل چون باہگ دژ  
 و یک دولتا چکود می نزد چو نہ بشود آن دہل آن مرد و دید گفت چون ترسد دہل از طبل عید گفت باہو  
 ہین لرزان دل کرین مرد جان بدولان بی یقین وقت آن آمد کہ حیدر وارین ملک گیرم  
 یا پر دانم بدن بر جسد و باہگ برو کای کیا حاضر ایک اگر مردی بیاد در دمان شکست آوار  
 طلسم ز رہی ریزید ہر سو قسم و رنجت چندان در کہ رسید آن شہر تا گیر و در زہری ماہ در پششد آن مسجد  
 ز در ہر جا چکاہ مرد و حیران شد ز تقدیر آکہ بعد از ان برخاست آن شیر عنید تا سحر گر در بیرون میکشید  
 دفن میکرد و می آمد بزر با جوال و تو برہ بار و گرو گنجا ہنا و آن جانبا زانان و کوری و ترسانی واپس  
 خزان لکھنی قسم بالکسر ہرہ و بخش فرماتے ہیں کہ وہ آواز سخت جوی ایم کی آئی تھی اسکا قصہ سن کہ وہ دہان  
 اسکو نہکے جو اس واز جارفہ نہیں ہوا اور کہامین اس سے کیوں ڈرون یہ تو طبل عید ہو جو ڈرے وہ ڈرے  
 یا دہل ڈرے کہ وہ زخم چوب کی کھاتا ہو آئندہ مقولے مولانا رکے ہیں کہ امر خالی و حلو اور خالی ایسے  
 کوٹ پیٹ سے بھرے ہوئے کیا سبب ہو کہ عید سے تمھارے حصہ میں یہ کوٹ پیٹ کیوں ہوئی اور زخم  
 چوب کے کیسے تمھارے بخش ہوئے ایسا ہی حال قیامت اور بیدنیوں کا ہو کہ قیامت عید ہو بیدین  
 دہل کٹنے پٹنے والے اور ہم ایسے جیسے اہل عید گل سے خرم و خندان اب سن اس دہل نے جو آواز کی ہو  
 اس آواز میں دیکھ تو ہانڈی آش دولت کی کیسی بگتی ہو و لکھا میں باہمیں تاش کے ہر جس جبے ہر

اس سوچہ بوجہ والے آدمی نے سنا کہا میرا دل بل عید سے کیوں ڈرے اپنے دلیں کہا قبر دار لرزان ست ہر  
 دل پکڑا جو جات دل والو با یقین کے جان نہیں مرنی بد لون بے یقین کی مرنی جو آب وہ وقت ہو کہ جہا  
 کروں یا تو ملک لون یا بدن کو جان سے خالی کروں جس یہ بات دل میں ٹھکان کے اٹھ بیٹھا اور لکھا کہ  
 کما کہ ایک یا خداوندگارے میں حاضر ہوں آج ہی ایم می ایم کیا کر رہا ہوں یہ کہتے ہی خبر آواز سے وہ طلسم  
 ٹوٹ گیا اور زرقم قسم کا ہر طرف سے بٹنے لگا حتی کہ شخص اس زریزی سے ڈرا کہ ایسا بہت سارے لیکے  
 کیسے راہ چلوں گا کون اسکو اٹھائے گا آنحضرت وہ مسجد ہر جگہ زری سے بھر گئی یہ تقدیر لکھی سے حیران تھا بعد  
 وہ شیر عید اسیتیرمہ اٹھا اور صبح تک دربار کو ڈھوتا رہا ودفن کر دیتا تھا اور پھر نزد کے پاس آتا تھا کون  
 اور توبرہ لیکے بار بار دیکھو جس جانا باز نے جو جانا بازی کی خزانے رکھے اُن سچے گھنے والوں نامروں کی کوری  
 ترسانی سے کہ وہ ڈراتے ہی رہے اس بیڈر نے ڈرین گھر بنا کے یہ درپایا الخلاف شج میں جہا  
 یا دہل کے تاتہی کے بعد وادعطف نادر و قسم ان کو مستمان مرکب کر کے کہ بڑا دھوکا دیتا ہو خزان کو  
 طران لکھا ہو قولہ این زر ظاہر بخاطر ادرست + در دل ہر کور وون زر پرست + کو دکان اسفہا لہا لشکبشت  
 نام زر بہند و در دامن کنند + اندران بازی چو گوئی نام زر + آن کنند در خاطر کو دک گذر + بین زر مضروب  
 ضرب ایزدی + کو نگر و دکان سدا مدرمدی + آن زری کین زرا زان در تاب یافت + گوہر و تابندگی و  
 آب یافت + آن زری کہ دل از و گرد و غمی + غالب آمد بر قدر در دشمنی + شمع بود آن مسجد و پروانہ او  
 خوشن انداخت آن پروانہ خود سوخت پرش را و لیکن ساختش + پس مبارک آمد آن انداختش +  
 ہچو موسی بود آن مسجد و بخت + کاشی دید او بسوی آن دخت + چون عنایتا بر و مو نور بود + ناری پنہا  
 آن خود نور بود + مرد حق را چون یہ بینی اسی سپرد تو گمان داری برونا بر شہر تو خودی آئی و او در تو است +  
 نار و خار و ظن و باطل زان سوخت + افسی آب مقولات مولانا کے ہیں کہ یہ زری ہر جو خاطر میں کج  
 ہون زر پرست کے سیلا ہوا ہو یہ ایسا ہو جیسے لڑکے ٹھیکہ یان توڑ کے گٹھون کے روپے پیسے بناتے ہیں اور  
 انکو زری طرح دامن میں بھرتے ہیں اس بازی میں انکی جب تو نام زری کا لگا تو وہی گٹھان انکی خاطر میں  
 گزریگی مگر بہن بیکار و نکلی جس تھکا و لڑم ہو کہ ان گٹھون کو چھوڑا و جس زر پر سکے ایزدی لگا ہوا ہو اسکو و کچ  
 انکی طرف رجوع کرت کر کہ وہ مضروب زری کا سد نہیں ہوا اور سردی ہو یعنی ہمیشہ اور یہ چند روز پھر تو  
 اسکو سمجھیکا کہ بیشک وہ زری سے حق نہ گٹھان تھا اور وہ ایسا زری جیسے زری نے اس زر سے چک  
 پائی ہوا اصل و تابندگی اور آب حاصل کی ہوا اور ایسا زری جس سے دل غنی ہوا ہو فنا کی صفت نہیں  
 ہوا اور ایسا روشن کہ روشنی اسکی چاند پر غالب خیال کر وہ مسجد اس مہمان کے حق میں ایسی بختی جیسے

شمع اور یہاں پر وہ اسکا جس سے پروانہ بنے اب کو اس شمع پر کمال کیا گیا اسکا جلاہ کی طرح  
 شمع کے جلنے سے اپنی کیفیت سے اسکو بہت دریاہ ٹپکایا اسے سب اتوں کے ساتھ کیفیت کی  
 اور اب کو اس شمع پر الٰہی دریا بہرہ دل دیا دیکھا کیسا مبارک ہوا ایسے ہی سہرہ بہت تھے جنہوں کا  
 شجر طور کی طرہت آگ کیسی ہو کہ غنائتین مذکورہ پر بہت تھیں گانگے وہ نہ تھا ایسے ہی یہ سہرہ بہت تھا کہ  
 سہرہ کی کیا کیفیت تھی اور کسی اسکے ساتھ نورین کئی اور اس نور کو آگ جانا حضرت موسیٰ کا قرآن سے تلاوت ہوا  
 ہر افعال لابل کثرت الٰہی بہت نامہ جو وقت دیکھا موسیٰ نے آگ کو اپنی بی بی سے کہا تم سیاہی غمہ دیکھ لیجئے  
 آگ کو دیکھا تو لاؤں تو اس پر مرد حق کو کیسے دیکھے تو اس پر گمان نار بہرہ کار کھے ہوئے ہوئے نور دیکھے کھو  
 سوچئے نار بہرہ مراد و حقائق بشریہ سے ہر تو اپنی خودی کے ساتھ اسکی طرف آتا ہوا جاتا ہوا کہ یہ نہیں جانتا  
 اور وہ تجوہین گھسا ہوا تیرا نار و غار و ظن و باطل جو کچھ ہو بہ خودی کی طرف سے ہوا اختلاف شمع میں  
 بل نہ ہو بہ لکھا میری دست میں بل کی جگہ پر نہ ہو بہ کی جگہ مضروب ہو قولہ اور نہت ہو بہت فیضیا  
 نور خوان نار شمع خوان ابری بیانی نظام ایچمان ناری نمودہ ساکان رفتہ آن خود نور بود پس بدانکہ شمع میں  
 بر می شود مکان نہ چون دیگر آتشما بود و این نماید نور و دیار ارادہ ان بصورت خاراگل و اورادہ این چو سازندہ  
 ولی سوزندہ و وان کہ وصلت دل فرزندہ شکل شعلہ نور پاک سازندہ حاضران را نور دوران در چو سازندہ  
 حاضران از غائبان خوشحال تر غائبان رشتہ توفیق خبر این سخن نہت پایانی بدیدہ گوہر شمع عاشق  
 صدر مجید استغنی درخت موسیٰ اور شجرہ کلیم ایک ہی بات ہر وہی درخت جیسے غل انھوں نے دیکھی تھی غلام  
 بکسر شجرہ کا بند کرنا فرماتے ہیں وہ مرد حق درخت موسیٰ کا ہر نور حق سے بھرا ہوا اور نہ فیضیاں تو اسکو  
 نور کہ نارت کہ بار سے کا اور یہ تو بتا کہ غلام اس جہان کا یعنی شیر خوارگی اور لذتیں اسکی چوڑنا نار  
 ہیں یا نہیں اور جب ساکان اہ خدا کے اس میں چلے تو وہ نار نور تھی نار تھی پھر اس بات کو جان  
 جب شمع دین کی روشن ہوتی ہو تو وہ مثل اور آتشوں کے نہیں ہوتی یہ آتش معلوم خود ہوتی ہو لیکن اپنے  
 یار کو جلائی ہو اور وہ ذرا کیو اسے مثل نار کل کے ہر خوش آئندہ یہ آگ چو سازندہ یعنی کام بنانے والی ہر  
 تو موزندہ بھی ہر اور وہ وقت وصلت معشوق کے دل روشن کرنے والی آئیسے ہی وہ نور پاک جو شکل شعلہ کے  
 ساز و بار حاضران کے لیے نور و درون کے لیے نار ہو حاضر غائبوں سے خوشحال ترین غائبوں کو  
 اس سے خبر ہونے کی توفیق ہی نہیں دی ہو اب وہی حصر ہو کہ اس سخن کی تو پایاں بدینہیں تو حدیث  
 عاشق اور صدر مجید کی کہ

قول کہ ان بخاری نیز خود شمع زدہ گشتہ بود و گشتش آسان آن کہیدہ ۵۵ سوزائش سوی گردون شدہ و در دل  
صدر جہان نہ آردہ و گفت با خود در سحر کہ گاہی احدہ حال آن آوارہ ما چون بودہ او گناہی کرد و او دیم لیک  
رحمت ما انید نہشت لیک و خاطر جرم زما ترسان مغرورہ لیک خدا میدد در سحرش بر دین ترسانم قیج پاوہ ما  
و انکہ ترس دین چہ ترسانم و را بہر و یک سر داؤدیر و دینی بدان کہ جوشش از سر میرود۔ ایمان ما سن ترسانم  
بجلم خانہ ان راترس بر و ارم ز علم پارہ دوزم پارہ بر وضع نیم بہر کسی را شربت اندر خورد ہم بہت ستر و  
چون پنج درخت ازان بر دید بر گماش از چوب سخت بہ معنی کہ سختی و آزار اس بخاری نے بھی آپ کو  
شمع پڑا لاینے اپنے معشوق کے پاس ایسا گیا جیسے پودا شمع پر گرتا ہو کہ جلنے مرنے کی جھلا پڑو انہیں  
اسپر سبب عشق کے وہ سختی و سنج آسان ہو گیا تھا آہیں جرات دن مارا تھا تھا بھلا اسکے ایک ہر داک  
اسکی آسان پر پہنچی کہ صدر جہان کے دل میں اسکی محبت پیدا ہوئی چنانچہ ایک دن صبح کو اپنے دل میں  
کہا کہ ایسا دوا نہ دے وہ جو آوارہ ہمارا تھا نہ معلوم اسکا کیا حال ہوا اسنے گناہ کیا ہمنے دیکھا لیکن ہماری  
رحمت کو خوب نہیں جانا کہ کہیسی بڑی جو اپنے گناہ کو بڑا جان کے آوارہ ہوا جرم کا دل تو ہم سے ترسان  
ہوتا ہو لیکن اس ترس میں سیکڑون امیدیں ہیں میں بیشم سیوہ کو ڈرتا ہوں اور جو مجھ سے ڈرتا ہو  
اسکو کیا ڈراؤنگا اسیلے کہ جب ہانڈی ٹھنڈی ہوتی ہو تو اسکے گرم کرنے کو آگ جاتی جو اسکے لیے جو  
ابل ابل کے ہانڈی سے باہر نکل رہی ہو جو لوگ امین ہیں کہ اسے مفسدہ کا خوف نہیں انکو غصہ سے  
ڈرتا ہوں اور جو ڈرتے ہیں انکے ڈر کو علم سے ڈلتا ہوں میں پارہ دوز ہوں پارہ پارہ کے ٹھکانے  
اگتا ہوں اور ہر کسی کو شربت اسکے لائق دیتا ہوں آدمی کا بھید مثل پنج درخت کے ہو کہ مناسب پنج کپتے  
شاخ سے کہ وہ ایک چوب سخت ہو نکلے تین اچھی جڑ سے اچھے پتے بڑی سے بڑے اختلاف شرح میں  
خاطر کو خاطر قول درخبر آن پنج رستہ برگماہ در درخت و در نفوس و در نہاد بر فلک بر راستہ از اخبار و فاء  
اصلہ بہت فرخانی السلام چون برست از عشق زیر آسمان و چون غریب در دل صدر جہان و موج نیز در  
دلش غلو گنہ کہ نہ ہر دل تا دایا بہ روز نہ کہ نہ دل تا دل یقین وزن ہو دینی جدا و دور چون دوتن بودہ  
متصل غرورہ سفاک و نورشان مغرورہ باشد و مسامح و سچ عاشق خود نباشد وصل جو کہ نہ معشوقش بودہ  
جویای او لیک عشق عاشقان تن نہ کند عشق معشوقان خوش فریہ کند چون درین دل برق ہر دست  
جست و اندران دل دوستی میدان کہ بہت بہر دل تو ہر حق چون شدہ تو ہر دست حق را بیگانی ہر تو  
بچ باگ کہ زون آید بہر از یکی دست تو بی دست و گداز تشنہ می نالہ کہ کو آب گوارہ آب ہم نالہ کہ کو آب  
آب خوارہ جنب آبست این عطش در جان ما ما اتان او و او ہم آن ما حکمت حق و قضا و رقدہ

کر دہ مارا عاشقان یکدگر بہلا جزای جہان مندان حکم پیش بہ جفت جفت و عاشقان جفت جفت بہ جفت  
 ہر جفتی نہ عالم جفت خواہ بہر است پچھون کہ راوہر گ کاہ آسان گوید برین را مر جاوہا با تمام چون آہن و  
 آہن رہا بہ آسمان مردوزمین دن و دروز بہر آن انماخت این ہی پرورد ہون نما دگر پیش بفرستاد و  
 چون نما نہ تریش نم بہ بداد و ہر جفتی خاکی جز عارضی را مد و ہر جفتی آبی تریش اندر ہر جفتی منی بہنم غفلت و غرور  
 مسلخ فتنہ جاسی روان شدن چینی و روانی قبل ہی بڑکے لائق تپے جتے ہین درخت اور غفلت و غرور  
 مین پنے ذائقون اور غفلتون مین کہ وہ برگ اعمال و افعال ہین جس جوا شہار و فلک کے مین کفستان پیل  
 ہین کہ انکی اہل بیان جی ہر اور فرج آسمان پر کما قال اللہ تعالیٰ مثل کلمۃ طیبۃ کثیرۃ طیبۃ صلواتنا بہ و رحمنا  
 فی الساعات و فی کل ما کل مین باذن ربہا مثل کل طیب کی مثل شجر طیب کے ہر کجا اسکی خاک مین ہر اور فرج اسکی  
 آسمان پر دیتا ہر بیوہ اپنا اپنے رب کے اذن سے جب عشق کا درخت نیچے آسان کے جاوہر تو صدر جہان کے  
 دل مین کیسے نہ جتے نہ پانچہ اسکے دل مین موج غفلت کی اٹھتی تھی کسوا سٹے کہ ایک دل سے دوسرے  
 دل تک روزن ہر پچھ فرماتے ہین کہ دل سے دل تک یقیناً روزن ہوتا ہونہ ایسا کہ جدا اور دور ہو  
 بیسے دوتن کہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہین مثلاً دو چراغ جدا جدا اپنے سفال مین جلتے ہون لیکن نور دو دو  
 مزوج و آمیختہ ہوتا ہر جدا جدا ہین ہوتا کوئی عاشق طالب وصل کا مین ہوا جب تک کہ معشوق اسکا  
 طالب نہ ہو ضرور محکوم بھی طلب اسکی ہوتی ہو لیکن یہ بات ہر کہ عشق عاشقون کے تن کو زہر یعنی کمان  
 بناتا ہر جو مراد لاغر و نحیدہ ہونے سے ہر ذکر نہ سے ہر جزو کمان ہر اور ادھکل کلم ہر اور معشوقون کو عشق  
 خوش و فربہ کرتا ہر اگر کسی کے دل مین سبکی محبت مثل برق کے کودتی ہر تو جانے رہ کہ اسکے دل مین بھی  
 اسکی دوستی ہر ایسے ہی تیرے دل مین سبب محبت حق کی دو تو اور دوسری خوب مضبوط ہو جاتی ہر تو کو کمان  
 حق کو بھی محبت تیری ہو جاتی ہر تو نے کبھی بھی دیکھا کہ ایک ہاتھ سے آواز تالی جیلنے کی کھلی ہو بیسے  
 دوسرے ہاتھ کے جیسے مثل مشہور ہر کہ تالی دونوں ہاتھ سے جیتی ہر پتیا سا جلاتا ہر کہ آب گوار کمان ہر اور  
 پانی جلاتا ہر کہ دھکا بخوار کمان ہر یہ پیاس جو ہماری جان مین پیدا ہوتی ہر کیشش اسی پانی کی جو رہا  
 ہم اسکی ملک ہین وہ ہمارا ملک ہر اور یہ حکمت حق کی ہر جو قضا و قدر سے جاری ہوتی کہ ہر کو عاشق ایک  
 دوسرے کا کر دیا ہر جملہ اجزا جہان کے قبل اس حکم سے جو نہبت خلقت اجزا کے جاری ہوا ہر جفت جفت  
 ہین اور ہر ایک جفت عاشق اپنے جفت کا ہر جیسا کہ فرمایا و من کل شیء خلقنا زوجین ہر شو سے پیدا کیے  
 ہین یعنی دو جفت یعنی ہر جفت عالم سے اپنے جفت کا خیال ہان ہر اور یہ ٹھیک بات ہر دیکھ لو کہ راو کاہ کو  
 کہ ایک کو کھینچتا ہر آسان زمین سے کھتا ہر مر جا کہ ہم تو دونوں مثل آہن و آہن رہا کے ہین آہن رہا سنگ

تضا طیس کہ آہن کو جذب کرتا ہو اور مٹکا کے نزدیک زمین کا آسان کشش باہری سے ایک دوسرے کو کھینچ ہو سکے  
ہیں آسان کو یا درجہ اور زمین شل عورت کے جو کچھ آسان اسپرڈا تھا جو اسکو چون کی طرح پالتی ہو اگر اس میں گرمی  
نہیں رہتی تو آسان گرمی کھینچتا ہو اور جو تری نہیں رہتی تو پانی کھینچتا ہو چنانچہ بروج خاکی جو ثور و سنبلہ اور جدی  
میں اسکے اجزائے ارضی کی مدد ہیں اور بروج آبی جو سرطان اور عقرب و حوت ہیں اسکو تری پہونچا تے ہیں  
الکھلاف شرح میں اہل کتابت و فرغانہ فی اہل پورا صبح میں لکھا ہوا ہے جس سے وہ موزون نہیں ہوتا میرے  
نزدیک فرغانہ فرج ہونا چاہیے بدون ضمیر کے اور تیر کو زیر لکھا ہو قولہ ہر جادی ابرسوی وی بروہ تا بھارات  
اور خرابہ در ہرج آتش گرمی خورشید اور ہچوتا برج زائش پشت و رو بہت سرگردان فلک ندر زمیں ہاچو  
امردان کر د کسب بہر زن و دین زمین کہ بانو تہا میکند بر ولادات و رضاعت می تند ہر میں خ میں فرج را دان  
ہوشمند و چونکہ کار و شندان میکند مگر نہ از ہم این دو دہر می خند پس چرا چون جنت در ہم خیزد نہ بی زمین کی  
کل بروید و از غوان پس چہ زاید زاب و تاب آسان بہر آن ہیست و مادہ در نہ تا بود تکمیل کار ہرگز میل  
اندر مردوزن حق زان نہاد تا بقایا بدھان زمین اتحاد میل ہر جزوی بخردی ہم اند ہر اتحاد ہر دو قلعیدی جہد  
نخب چنین بار و زائد ہمتناق ہ مختلف و صورت اما اتفاق و روز و شب ظاہر و خند و شمند و لیک ہر دو  
یک حقیقت می تند ہر کی خواہان دگر را ہچو خویش مای قی تکمیل کار و فضل خویش ہر انکہ بی شبہ ظل نبود  
طبع را پس چہ اندر فرج کر و روز ہا لکھنی ہر جادی کو ابر طرف اُسکے یعنی آسان کے لیو ہا تا جو تا بن رات  
تا گوار دنا ساز کو بچاڑ کے صاف کہوے کہ واسطے کہ بنارات کے ساتھ اکثر اجزائے ارضی بھی اڑ جاتے ہیں  
مثل لکڑیوں لکڑیوں وغیرہ کے اور جو بروج آتش ہیں حل سد قوس اسنے گرمی خورشید کی ہو جو تا یہ کی طرح  
پشت و رو ہنگی گرمی سے سنج ہو رہی ہو آسان اس مانہ میں ایسا سرگردان پھرتا ہو جیسے مرد کا فی کے لیے  
عورت کے واسطے کمائی کی جگہوں میں پھرتا ہو اور یہ زمین عورتوں کے مثل خانہ داری کرتی ہو اور ولادت  
و رضاعت میں کوشش کرتی ہو جیسے عورتیں کوشش کرتی ہیں جس زمین و آسمان بڑے ہوشمند ہیں ہوا  
کہ کام ہوشمند و ناکار کر رہے ہیں اگر یہ دونوں دہر ایک دوسرے سے فائدہ نہیں چوستے تو بھگت کے  
مثل ایک دوسرے میں کیسے گھسے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ نصف آسان مٹھے جو اوپر معلوم ہوتا ہو ایسی ہی  
نصف نیچے ہوا ہر چہ میں اسکے زمین ہو پس باہم لکھا ہونا انکا ظاہر ہے زمین کے کب گل جے اور کب زخوٹ  
کھلے ہر چند آب و تاب آسان کی ہو لیکن اس سے کیا پیدا ہو سکے اس واسطے نہ کہ مادہ کی طرف میل و  
رغبت ہو تا تکمیل ایک دوسرے کے کام کی ہوئے آتش فاعل نے جو مرد و عورت میں میل و رغبت  
رکھی ہو یہی سبب ہو کہ تا جہان اس اتحاد سے بھاپائے اور مخلوق کی تولید و تکثیر ہوتی رہے جس

رغبت ہر جزو کی دوسرے دوسرے اسی فرض سے رکھتی ہوتا دونوں کے اتحاد سے تولید ظاہر ہوتا  
 دن صورت میں دونوں مختلف ہیں لیکن کیا اتفاق ہو کہ ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ دالے ہوئے  
 ہیں پھر کہتے ہیں کہ درود و شب بظاہر مفاد اور دشمن ایک دوسرے کے ہیں کہ ایک کے ظہور سے دوسرے کا  
 خفیہ ہو لیکن دونوں ایک ہی حقیقت کو پورے ہیں ایک دوسرا ایک دوسرے کا خواہ مخواہ شل اپنے کے  
 واسطے تکمیل کا روضہ اپنے کے اس سبب سے کہ بدون شب کے طبیعت کو آمدنی ہی کیا موجود نہ کو اپنے  
 خراج میں لائیں خداوند تعالیٰ نے رات واسطے آرام و آسائش روح نفسانی کے بنائی ہے جس کے متعلق  
 حواس ہیں تہا اس آسائش سے اسکو قوت ہو جاتی ہے ایکے موافق دن میں اسباب و کاروبار معاش میں  
 خوب مدد ملتی ہے ورنہ ضبط ہو جاتا کوئی کام نہ چلتا اختلاف شرح میں سرگردان کو سرگردوں لکھا ہے

جذب کرنا ہر عنصر کا اپنی جنس کو کہ ترکیب آدمی میں جنس ہے

قولہ خاک کوید خاک تن را باز کردہ ترک جان کو سوی ما آچھو و دینش مانی پیش ما اولی تری ۔ پھر  
 تن و ابری این سو پری ۔ گوید آری ایک من پابستہ ام مگر چہ چون تو ز ہجران فتنہ ام تری تن را جویند  
 آہا ۔ کای تری باز آ و غربت پیش ما گرمی تن را بخواند شیرد کہ زاری راہ اجل خویش گیر ہست فتنہ دو  
 علت در بدن ۔ آتش شہابی عناصری رس و علت آیتا بدن را گسلد ۔ عناصر ہر گزرا و اہل باہر چار مرغ انداز  
 عناصر بستہ پا ۔ مرگ و رنجوری و علت پاکشا پدای شان از ہر گز چون باز کرد مرغ ہر عنصر نفیس پیدا کردہ جذب  
 این اصلا و فرما ہر دمی رنجی مند و جسم ما تاکہ این ترکیبہا را برد و مرغ ہر جزوی اصل خود پر و ہمت حق  
 مانع آید زین محل ۔ جمع شان دار و بصحت تا اصل ۔ گوید ای اجزا اصل مشہودیت ۔ پندہ دن پیش اہل ان سوت  
 چونکہ ہر جزوی جوید ارتفاق ۔ چون بود جان غریزا ندر فراق ۔ جان جان جان را بخواند تیرہ مد کہ کیا آئید  
 این سو نہ قدم ۔ چونکہ جان را این ندا آید گویش ۔ ز اشتیاق حق و ہر زین عقل و ہوش ۔ المعنی فراتے ہیں  
 رنجی لہی جنس کہ گھنچنتی ہو شلا خاک خاک تن سے کہتی ہو کہ لوٹ جان کو ترک کر اور میری طرف خرم و خدا  
 مثل گل تھلا بکے آتو تو میری جنس سے ہر تیرا میرے ہی پاس ہونا اچھا ہے پس بہتر ہے جو کہ جسم سے  
 جدا ہو اور میری طرف پر ہر داز کھول پس یہ خاک تن کی کتنی جزو تو بنے سچ کہ لیکن میں کیا کرہ ن  
 مفید ہوں اگرچہ تیری جدائی سے مثل تیرے میں بھی دھستہ ہوں مگر کچھ پس نہیں چلتا ایسے ہی تیرے  
 بدن سے پانی کہتے ہیں کہ اتو ترک کردین نہیں اس غربت سے ٹوٹتی اور جا رہے پاس آتی علی ہذا گرمی کو اثر  
 بلکہ تاہو اگر کرنا جو معدن آگ کا ہو کہ تھلاو کہ تو نار سے ہر پھر اپنی اصل کی راہ کیوں نہیں لیتی اس بدن میں  
 آدمی کے بیسیوں علتیں ہیں اور وہ بھی بے رس نہیں عناصر کی گھنچنی ہوئی اس واسطے کہ انہیں کی بے ہمتی



سے جملہ علتیں بھی پیدا ہوتی ہیں ہفتادو سے مراد کثرت ہے نہ عدد مبین اور علت کی طرف کشش اسی سبب سے ہوتی ہے کہ کوئی علت آئے اور بدن کو توڑ دے تو غنا صرفہ لیکر سے چھوٹ جائیں یہ چاروں عنصر گویا چار مرغ ہیں بے پناہ لکھی باتگی کو مرگ و پرہنج و علت کھولتے ہیں اور انکو اس قید سے آزاد کرتے ہیں جس جسوت پانوں اکھا ایک دوسرے سے کھلتا ہے چاروں مرغ اپنے اپنے عنصر کو اڑھاتے ہیں انھیں کی کشش چاہے اصل کی ہو چاہے انکی فرع سے ہو ہمارے جسم کو ہر دم رنج میں ڈالے رہتی ہے کہ یہ اس رنج کے ذریعہ سے خواہان اپنی آزادی کے ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ یہ ترکیب عنصری ٹوٹ جائے اور مرغ ہر جزو کا اپنی اصل کو اڑھائے لیکن حکمت حکیم مطلق کی مانع ہوتی ہے اس جلدی سے اور صحت مرض سے دیکے وقت قبل مجموعہ رکھتی ہے اور کتنی ہے کہ اسکا اجزا سے عناصر ابھی اصل نظر نہیں ہے اور اصل سے پہلے تھا پارہا پارہا سیفادہ ہے اب فرماتے ہیں غور تو کر جب عناصر کا ہر جزو اپنے رفیق کی رفاقت کو دھوڑتا ہے تو جو جان جسکی جزو ہو اسکا اسکے فراق میں کیا حال ہوگا اور وہ جو جان کی جان ہو وہ بھی تو جان کو بلاتی ہے کہ میرے پاس آ اور ادھر کو قدم رکھ جس جب جان کے کان میں یہ مہا پوچھتی ہے تو اشتیاق حق میں اس عقل و ہوش سے جدا ہو جاتی ہے الحلاف شرح میں پیش ماکو پیش او بیا آئید کو با این بندہ این سو کو دین سو لکھا ہے منجذب ہونا جان کا بھی عالم ارواح میں اور تقاضا میل اسکا اپنے مقر کو اور منقطع ہونا اسکا اجزا کے اجسام سے کہ اسکی کندہ ہیں

قولہ گوید ای جزای پست فرشیہ غربت من کمتر من علشیم میل تن در سبزہ واک روان دران بود کہ اصل اد آدازان میل جان اندر حیات و درجی است و ذاکہ جان لامکان اصل ولایت میل جان حکمتیت در علوم میل تن در باغ و در مرغ و در کہ دم میل جان اندر ترقی و شرف میل تن در کسب اسباب و علت میل و عشق آن شرف ہم سوی جان و زمین کچھ کچھ جان را روان و اگر گویم شرح این جید شود و بشنوی ہفتا من کاغذ شود آدمی حیوان نباتی و جواد ہر مراد عاشق ہر مراد و بی مراد ان ہر مرادی می فندہ وان مراد ان جذب ایشان میکنند لیک میل عاشقان لاغر کنند میل معشوقان خوش و بافر کنند عشق معشوقان ہنج افزونہ عشق عاشق جان اور اسونہ کہ با عاشق بشکل بی نیادہ کاہی گویا از ان راہ در اند این ہا لکن عشق آن بہتہ دہن و تافت اندر سیئہ صدر جان و دو آن عشق و غم آشکدہ و رفتہ در محذورم او مشفق شدہ لیکش از ناموس و پوش آبرو شرم می آید کہ و جید از وہ حتمش مشتاق آن سکیں شدہ سلطنت زین لطف مانع آہرہ و معنی آب مو از ار جان کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ جان کتنی ہے اسکا جزا پست فرشی میرے یہ غربت میری نہایت تلخ ہو کس واسطے کہ میں عریض ہوں مجھ کو فرش کیسے خوش آئے میل تن کا سبز اور



آپ روانہ ہیں ہوتا ہوا سب سے کہ انکی اہل و عیال و آب و گل ہی سے ہوا اور میل جا کھا طرہ حیات و  
 جو کے ایلے اہل جان کی لامکان سے جو میل جان کا حکمت و علوم میں ہوا اور میل تن کا باغ و راغ و کریم  
 میں کروم جمع کریم بالفتح کی یعنی درخت انگو میل جان کا ترقی و شرف میں ہوا میل تن کا کسب اسباب ہفت  
 میں لیکن وہ کسب بھی میل و عشق اسکی طرف رکھتا ہوا اسی موقع سے یہم دیکھو کہ وہ جان و وہ اند کو دوست  
 رکھتے ہیں اند کو دوست رکھتا ہوا آب فراتے میں کہ اگر میں اسکا بیان کروں تو بید ہو جائے اور ہوشی  
 تر من کا غم کو ہونچے ہو یہ کہ آدمی اور حیوان اور ہر اشیاے باقی و جادی سب حسب مراد ہر شے  
 پیدا کیے ہیں یہ میرا دلگ اپنی برادری میں کیسے مراد سے بڑھتے پھرتے ہیں اور وہ کیسے انگو اپنی طرف جذب  
 کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ عاشقوں کا میل و عشق انکو لا کر کرتا ہوا اور معشوقوں کا میل و عشق انکی خوشی و خیرانی  
 پر مہیا ہوا معشوقوں کا عشق تو ہر دوزخ و فروختہ ہوتا ہوا اور عاشق کا عشق انکی جان کو طاعت و دیکھو کہ  
 بھی عاشق ہو لیکن اسکا عشق بصورت بے نیاز کے ہو یعنی بے پرواؤں کی طرح اور گاہ بھی عاشق ہو کہ  
 یہ اسکو دور سے دھڑکے چپٹی ہو کہ با کوئی حرکت بھلا ہر نہیں کرتا آب فراتے ہیں کہ یہ باتیں تو جانے کے  
 اس لئے دہان کا عشق جو صد جہان کے سینہ میں افروختہ ہوا ہوا اسکا بیان کرو دو اس عشق اور غم شکستہ  
 کا جو عاشق ہو کہ گاہ کے محذوم تک پہونچا اور ہر مانی لائے والا ہوا لیکن اسکو ناموس اور پوش  
 آہر سے شرم آتی ہو کہ انکی جستجو کرے یا اسکا مال لوگوں سے پوچھے پوش امر ہو یعنی دور شدن میری  
 وافت میں پوش مخفف پوش کا ہو یعنی بھاگ جا سکی ہندی پوشا ہوا پوش محاورہ ہندی میں جو بڑا  
 طمطراق رکھتا ہوا اسکی نسبت بھی کہتے ہیں کہ بڑی لہنی پوش رکھتا ہو یعنی اسہ پوش کا پوش اور پوش کا  
 پوشا ہو گیا رحمت تو اسکی مشتاق اسکیں کی ہوئی مگر سلطنت اس سلطنت سے مانع ہوئی الحکامات  
 شمع بین کیم کیموہ کو کیمب کیموہ ہر مراد کو ہر مرادی بیا دوزخ کو دوزخ لکھا ہو قولہ قتل میراں کین عجب ادا  
 کشیدہ یکشش زانوسو بینا ب رسیدہ ترک بلدی کن کرین نا واقفی لب بجا و ملکہ علم باغی لب ہنیم  
 ہر دوزخ زینسان سخن + تو بہ آدم ہر دوزخ صد بابین + کاین سخن ما بعد ازین دوزخ کہم آں کشیدہ ہی کش  
 من چون کتم کیت آن کت میکشد اوجختی + آنکمی نگذارت کہم نمی + صد غمیت می کنی ہر سفر و میکش  
 مرزا جامی و گردان بگردان ہر سو آن لکام تا خبر یا بد از سر پہ خام ہر یک ساز دان نیکی ست  
 گو میرا اند کہ فارس برویت + او دولت ما برد و صد سودا بہت + میرا دت کرد وین دل شکست + چنان شکست  
 او بال ملک اسی شکست + چون نشدستی بال شکن درست + چون تضابت جمل تدبیرت شکست + چون نش  
 بر تو قضای او درست + یعنی عقل اسکی میراں تھی کہ اسنے تو عجب ہی جھکو کھینچا ہوا یا یہ میری رحمت ہو یا کوئی



غالب ہو کر جاری خواہش کو عین ہونے دینا اپنی مرضی کے موافق کرنا جو جیسا کہ حضرت علی شیر خدائے قرا یا اہل  
عرفت ربی بفتح الغرام میں نے اپنے رب کو اپنے غرام ٹوٹنے سے جانا اور یہ بیماری ایسی ایسی چھینٹ کر  
بلکہ ہر بہشت کی جو چاہیچاہو خوش سرشت تو نے یہ حدیث دفتا بختہ من الکراہ سنی ہوگی گھیری گئی بہشت  
مکروہات سے کہ وہ بیماری ناگوار ہوتی ہو جس ہر گاہ کہ مراد میں سب کی شکستہ پائین یہاں تک کہ کوئی ایسا  
ہوگا جسکے مقصد و اہوں تو اس صورت میں جو عاقل ہیں وہ تو شکستہ دوش ہوتے ہیں ناخوش لیکن  
جو عاشق ہیں انکو وہ شکست کہاں بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں اب ان عاقلوں کی شکست خطرہ سے ہے  
کہ اپنی بیماری سے مضطرب ہیں اور عاشق کے سیکڑوں اختیار و خوشی سے اس واسطے کہ عاقل تو اس کے  
بند سے بندی اور گرفتار بند عقل کے ہیں اور عاشق آزاد مجہ تن شگربی اور قندی جس تقدیر اسکی ایک  
مہاجر کہ عاقل تو شکوہ و کراہ اختیار کرتے ہیں اور ایتنا کہتے ہیں یعنی آتو ہمارے پاس اور عاشق طبع  
و رغبت قبول کرتے ہیں اور خوشی ایتنا کہتے ہیں اختلاف شرح میں غوریش کو عوریش اور عاقلان  
علاقان ایتنا کہ دونوں جگہ ایتنا لکھا جو ایتنا میں ایت کا رم امر ہونا ضمیر منصوب بنفسل اور ایتنا تثنیہ

ایت کا جو سنی وہ نہیں

نظر کرنا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیدیوں پر اور مسکرانا اور یہ حدیث کہنا  
عجبت من قوم محزون الی الخبتہ بالسلال تعجب کہتا ہوں میں اس قوم سے جو پیچھے جاتی ہیں  
جنت کی طرف ورنہ خیر کے ساتھ

قولہ وہ پیغمبر کی جوتی اسیر کہہ ہی بروند و ایشان در فیروزہ شان رہا ان آگاہ شہر می نظر کرد و دوئی بریز  
تا ہیجا نید ہر یک و غضب ہر رسول صدق دعا نہا و لب زہرہ فی با آن غضب تا دم نہند ہذا کہ در  
دخیلہ قہرہ من اند و یکا شدہ شان مر و کل سوی شہر می برواد کا فرستان شان بقہر فی فدائی می ستانہ  
فی در می ہ فی شفاعت میرسد از سروری و رحمت عالم ہیگویند و او و عانی را می بروحق و گو و باز در اٹھا  
میرفتند راہ و زیر لب طعنہ زمان بر کار شاہ و چارہ کریم و اینچا چارہ غیت و خود دل این مر و ک از خوار  
نیت و باز از ان مرد شیر الیہ سلطان و بادوسہ عربان مست و نیم جان و اینچین در ماندہ ایم از کجروست  
باز از خوارست یا خود جادو و عیت بہجت مارا بردید ان بہجت او بہجت شدہ سرگون استخت اور کار اواز  
جادوئی گر گشت رفت و جادوئی کریم ماہم چون رفت و از بتان و از خدا و خواستیم کہ کن مارا اگر ناستیم  
الغنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ قیدیوں کا دیکھا کہ انکو لیے جاتے تھے اور وہ  
فریاد نہیں کرتے تھے بس اس آگاہ شیر یعنی حضرت نے انکو دیکھا تھے تو وہ اس بندین لیکن نیچے نیچے

آپ کو دیکھتے تھے اور ہر ایک رسول صدق پر اپنا غضبناک کہ غصہ سے لب و دندان چاٹتا تھا لیکن پہلے  
ایسے غیظ و غضب کے یہ نہرہ کہاں کہ دم مار سکیں اس واسطے اس قہر کی ریخیر میں اسیر تھے جو دس بن کی  
تھی مگر انکو بڑے قہر کے ساتھ کافرستان سے طرف شہر کے کھنچے گئے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ عجب  
حال ہو نہ تو خدیہ لیتے ہیں نہ در لیتے ہیں نہ کسی سردار سرور کی سفارش کو نہ ظل ہر تمام مخلوق انکو مست  
عالم کہتی ہو اور حال یہ کہ وہ ایک عالم کا حلق و گلو کاٹ ہے ہیں غرض ہزاروں انکار کے ساتھ  
چلے جاتے تھے اور ریر لب کہتے تھے معاملہ آنحضرت پر ہم نے بہت تدبیریں کیں مگر بیان کوئی تدبیر چلی  
بیشک اس شخص کا دل سخت سنگ خلدہ سے کم نہیں ہر ہم ہزاروں مرد شیر الپ سلطان کہ نام بادشاہ کا  
بھی ہر وزیر یعنی شیر و دین عربوں کے ساتھ سست و لاوہ سے ہو رہے ہیں اب ایسے عاجز  
نہ معلوم یہ عاجزی ہماری ہماری کجی سے ہر چارے نصیب کیا انکی جادوگری سے انکا وہ نصیب ہر جسے  
ہمارے نصیب کو دریدہ پردہ کر دیا اور وہ تخت جس سے تخت ہمارا اوندھا ہو گیا ہم جادو کیسے  
کے ہیں اگر کام انکا جادوگری سے سبط و قوی ہوا تو ہم نے بھی جادوگری کی وہ کیوں پیش گئی  
ہم سے تین سے تہی اور خدا سے بھی خواہشکاری کی کہ ہکو خراب کر دے اور اکیڑ کے پھینک دے  
اگر ہم نہایت ہیں سو یہ نہوا پھر کیسے آکھنا نہایت باہنہ الخلافہ شیخ گشت کے بعد اوکھا جو شیک نہیں ہو  
تفسیر آیت ان تخرقہ جادو کہ الفتح اگر تم فتح صاحب حق کی چاہتے تھے سو تحقیق مکمل فتح آئی  
مگر جو صاحب حق تھا

قوله انک حق بہت از ما و او نصرش در نصرت اور راجو + وین دعا بیا کر دیم و صلوة پیش لات و پیش  
غری و منات مگر اگر حق ستا و پیدا اش کن + و رہا شد حق زبون ماش کن + چونکہ وادیدیم اذ منصرف  
بود و ماہم طاعت بدیم و انور بود + این جواب ماست کا پنجہ خود استید + گشت پیدا کہ شاناہ استید + بازار  
انہ ریشہ را از فکر خویش + کو رسیک و ند و دفع از ذکر خویش + کین تفکر ماہم ادا د بار رست + کہ صوابا و شود  
در دل جورت + خود چہ شد گر غالب مد چند بار + ہر کسی را غالب در روزگار + ماہم ادا یا م سخت آور  
شدیم + بار بار ہوی منظر آدیم + باز میگفتند اگر چہ او شکست + چون شکست ما نبود او درشت و پست  
ما کہ سخت نیک اور او شکست + داد صد شادی پیمان زیر دست + کو با شکستہ منی ما نیست ہی معنی غنی  
بودش درون فی بیچ + چون نشان مومنان مغلوبیت + نیک و شکست مومن خودیت + مگر ترشاش  
عجزی را شکستہ + عالمی از حج ریحان پر کنی + و شکستی ناگهان پر گین خرد خانہا پر گند گرد و سیر + گند  
خود شک + سرگین قیاس + آب را بول طاس با طاس + یعنی فتح با فتح و میدان بوی خوش صلوة

جہاں نیند سرین کا فرکتے تھے کہ ہم میں اور محمد بن جو کوئی حق و درست پر ہو اسکو نصرت دے اور اپنی نصرت کی جستجو کر یہ وعائے بہت کی اور لات و غری و ملات کے آگے بہت چڑھا تھا۔ نے مجھ سے کہے کہ اگر وہ حق ہو تو اسکو ظاہر کر دو اور جو وہ حق نہیں ہو یعنی آنحضرت تو اسکو ہمارا دلیل بنا دو پھر جب ہم نے بخود دیکھا تو اسکو منصور پایا ہم سب ظلمت تھے اور وہ نور پس ہم جس بات کے خواستگار تھے اسکا منصور ہونا بھی اس بات کا جواب تھا جو ہم کو ظاہر ہو گیا کہ تمنا بہت ہو پھر اس اندیشہ کو جانکے فکر سے پیدا ہوتا تھا زبردستی اندھا کرتے تھے اور اس فکر کو اپنے دل سے مٹا لیتے تھے اس طور پر کہ یہ فکر ہمارے اوبار سے پیدا ہوئی اور ہمارے سوچا تا جو تا اسکی نیکی و خوبی ہمارے دل میں درست ہو جائے اور ہم اقبال سے محروم نہ ہوں کیا ہوا جو وہ چند بار غالب ہوئے ایسے تو ہر کچھ زمانہ کبھی غالب بھی کر دیتا ہو پھر بھی تو زمانہ سے نصیب لیا آئے ہیں اور بار بار اپنی مظفر ہوئے ہیں پھر کہتے تھے نہیں اگر یہ انکو شکست ہوئی اگر انکی شکست ہماری شکست کی طرح زشت و پست نہ تھی انکو اگر ہوئی تو انکے بخت نیک نے سیکڑوں شادیاں پہنا دیں انکے زیر دست کین جیسے آئے اور شکست خود سے کچھ نسبت نہیں نہ کوئی انکو غم ہوا نہ کسی پیچ میں پڑے جو کہ مومنوں کی شان سے بڑا ہی شبنم و لیکن شکست مومن میں خوبی ہو مومن کی شکست ایسی جو جیسے شکست و غنیمت کی کہ بوقت انکو نور کا تمام جان کو نوشہ اور بجے خوش سے بھر دیا اور اگر اتفاقاً سرگین نہ ہو تو انکو گھر کے گھر سے بھر جائیگے پھر کون ایسا جو رشک کو سرگین آپ کو شیب ادوٹس کو پلاس کے ساتھ قیاس کرے شکست مومن سے مراد انکی شہادت سے معلوم ہوتی ہے اور سرگین غرے فی الزمان ہونا کا فرق اختلاف شرح میں سلات ہوا دیکھا ہو جسکے معنی

عطا و انعام کے ہیں جو بیان چہاں نہیں

بیان ہیرا دلوثا رسول مقبول کا صبیحہ سے کہ حق تعالیٰ نے لقب اسکل کیا انا فتنا لک فتحا مبینا بیشک فتح دی ہم نے مجھکو فتح طہا ہر

قولہ وقت واگشت حدیبیہ رسول۔ در تفکر بود علیین و طول شاگھان اندر حق سمع رسل و دولت انا فتنا زد دل و آمدش پیغام از دولت کہ رو تو وضع این ظفر علیین مشوہ کاذیرین غاری بقبت فتحاست۔ کن فلان فاع فلان قلعہ ترست۔ بنگر آفرین کہ و اگر دید و تفت۔ بر قرینہ بر نصیر از وی چہ رفت قلعہا ہم گرد آن پر بقہا شد سلم و ز غنائم نفعہا۔ و نباشد آن تو بیشک کہین فریق۔ بر غم و بختنہ مفتون و عشیق۔ در طواری را چونکے میخو زده خار غمار اچو اشتہری چرند بہر صین غم نہ از بہ فرج۔ دایں تسافل پیش ایشان چون فرج۔ و انچنان شادان از زعفر پاد۔ کہ ہی ترسند از تحت و کلاہ۔ در نقیری ہر کی صد شہر یار۔ و زخراں فاقہ صد ہچون بہار۔ ہر کہ باو لبر بود او ہمیشہ۔ فوق گرد و نست فی زیر زمین۔ المعنی حدیبیہ نام موضع قرینہ نصیر ہر دو نام قبیلہ یہود

یعنی جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے غلگین و بلبل و مکررہ کو لے کر توفیق قضا کے کہ یہ ملال ناگوار ہوا اس سے بہت  
 ناگمان ان کے حق میں کہ وہ شمع جمع رسل تھے دولت انا فقہانے دکھا بجایا اور دولت سے پیغام آیا کہ جاؤ اس ظفر  
 کے باز رہنے سے غلگین بہت ہو گیا یہ باز رہنا تمہارے نزدیک خا خلیان ہو مگر اس میں تمہاری ذات کیوں  
 بہت فحش ہیں فلان قلعہ اور فلان قلعہ ابھی تمہارے لیے موجود ہے اب وہ گنبدہ جسے کہا تھا کہ اگر انکو  
 ایک شکست ہوئی تو سیکڑوں شادیاں ان کے زیر دست ہوتی ہیں کتا ہو و کچھو آفریں تو تھا صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 وہ گرمی غم کے ساتھ لوٹے تھے اسکے چچے بنی قریظہ اور بنی نصیر پر کیا گزرا ان کے قلعہ اور ان کے گرد آباد تھے  
 سب ان کے نام مسلم پڑے اور ان کے سوا غنیمتوں کے بہت ہی بہت منافع اور جو یہ بھی نہ تو ذرا یہ تو کچھ  
 کہ یہ فریق غم و رنج پر لیت عاشق و معشوق ہیں خواری کے نہر کوشل شکر کے کھاتے ہیں خا غم کو ادھ  
 کی طرح چرباتے ہیں واسطے صین غم کے نہ واسطے فح و کشد کے ہستیاں ان کے سامنے ایسی ہیں جیسے بٹے  
 بڑے و رچے ایسے ہی توجا میں نہایت خوش کسوا سٹے کہ تخت و تاج سے ڈرتے ہیں اور فقیری میں  
 ایسے خوش کہ ایک ایک سو پادشاہ کے برابر اور فاقہ کی خزان میں ایسے کہ ہر ایک شل سیکڑوں نوہا  
 خرم و زندان کے اور وہ یہ ہو کہ وہ اپنے دلہ کے ہنشین ہیں پھر کیا غم اگرچہ زمین کے نیچے ہوں تو بھی  
 فوق گردن پرین الخلافہ شیخ میں تمہا کو تمہا لکھا ہے

تفسیر خیر الافضلہ فی علی یونس ابن مثنی الی آخرہ یعنی مت فضیلت و تم جھکو دیں ابن مثنی پر  
 قولہ گفت پیغمبر موعج مراد نیست از معراج یونس اجتہاد آن من بالادان او شیبہ ذاک کہ قرب حق بروست  
 از حسیہ بہ قرب تانہا یائیں بہ بالا جستن است، قرب حق از جس مثنی بہت نیست را چہ جای بالا پست و  
 ویرہ نیست، انی زود و فی دور و ویرہ کا گاہ صغ حق و نیستی است، عرہ ہستی چہ وانی نیست صیت، حامل  
 این شکست ایشان ای کیا، ہی نمانیچ با شکست ما، آتجان شادند و دل و تعب و بچو مدہ در وقت اقبال  
 شرف، برگ بگی ہمہ اقطاع اوست، فقر و فواری افتخار است و علوت، آن کی گفت از چنانست  
 ای مزید، چون بچندید و کہ ما رابستہ دید، چونکہ او مبدل شد است و شادیش، نیست زین زندان کنون  
 آزادیش پس فقیر و شمتان چون شاد شد، چون ازین فتح و ظفر پادشاہ، شاد شد جانیش کہ بر شیران نرید  
 یافت آں انفرت فتح و ظفر، پس بہستیم کو از اذیت، و جز بدینا و خوش و دلشادیت، و درم چون خند  
 کہ زل آنہماں، و بر بدونیک، اند شفق ہماں، و این میگندند در زیر زبان، و آن اسیران با ہم اندر بحث آن  
 المعنی تنگیدن بفتح کات فارسی آہستہ زیر لب سن کہنا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری  
 معراج کو معراج یونس پر لچھا جیسا و برگزیدگی نہیں ہوتی فرق تو کہ میری ملک بلند ہے اور انکی ملک

پستی یعنی جھکو آسمان پر ہوئی اور انکو زمین پر سو یہ کچھ فرق نہیں اس واسطے کہ قرب حق کا حساب سے باہر ہو  
بلندی یعنی پستی پر وقوف نہیں قرب ہی نہیں ہو کہ پستی سے بلندی کی جستجو کرنا بلکہ قرب حق کا جنس ہستی سے چھوٹ  
جانا پھر جہت ہستی سے چھوٹے نیست ہو گیا تو نیست کو بالا و زیر اور جگہری و دوری و دیر سے کیا غرض اللہ تعالیٰ صنعت کا  
کارخانہ فیتی ہا میں جاری نیست ہی سے سب بہت ہو لیکن تو کہ اپنی ہستی کے غور میں ہو تو کیا جانے کہ نیست کیا ہو  
اب وہی آن ہیرون میں سے کہتا ہو کہ حاصل یہ ہو اؤ کیا کہ انکی شکست کہ ہادی شکست سے کچھ مناسبت و  
مشابہت نہیں ہو یہ رات و رنج میں ایسے خوش ہیں جیسے ماہ اقبال و شرف میں کہ وہ مہم نور بھی اُسکا بڑھتا ہو  
توت تاثیر کی بھی بڑھتی ہو پھر ایک نے بعض میں سے کہا کہ اے فضول اگر ایسا ہو جیسا کہ تو کہہ رہا ہو تو ہیکہ بستہ دیکھ کے  
وہ ہنسے کیوں اور خوش کیوں ہوے بس جبکہ وہ مبدل ہوے ایک حال سے دوسرے حال پر تو یہی  
شادی ہمارے قید ہونے کی زندان اور انکی عقیدہ کی ہو کہ شادی و غم کی قید سے بری نہیں ہوے  
پھر آزادی کیسی اگر آزادی تھی تو دشمنوں کی مغلوبی پر شادی کیسی اور اس فتح و ظفر پر پادوی کیسی  
پر پادوی مغوری آخر جان انکی اسی بات سے توشاد ہوئی کہ ایسے شیرزدن پر کیسے سہل غالب ہوئی  
اور نصرت و فتح و ظفر پائی بس اس سے ہنسے جانا کہ وہ آزاد نہیں ہیں اور سوا اسکے کہ دنیا کی خوشی  
و خوش اور دشا و ہون اور کچھ نہیں اگر ریات نہیں ہو تو کیا سبب کہ جو اس جہان کے لوگ ہیں وہ تو نیک  
ہو خواہ بد سبب پر شفق ہمارا ہو تو ہیں اور یہ نہیں لفظ وہ اس پر چکے چکے زبان دباے با ہم اس بحث  
لفظگو میں تھے الخلاف شرح میں شیب کو شیب اے کیا کو اس کیا ہی ٹانڈو کی ٹانڈی لب کو تافتہ رکھا  
ایزید کو آن خریشا دیش کو شیا دیش پر باد کو پر باد لکھا ہو

آگاہ ہونا پیغمبر کا طعن طاعنون اور انکی شامت پر

قولہ تا موکل نشنو در ماجدہ خود سخن در گوش آن سلطان ہند و گر نہ شنید آن موکل این سخن و رفت  
در گوش کہ آن بدن بدن + بوی پر ابا یوسف را ندیدہ آنکہ حافظہ بود و یعقوب شنیدہ آن شیطن  
بر میان آسمان نشنو ندان سر لوح خیب دان + آن محمد فتنہ و تکیہ زدہ + آمدہ سرگردا و گردان شدہ ۲  
آن خورد حلا کہ شد روزیش بازہ آن نہ کا نگاشان او باشد روزہ + نجم ثاقب گشتہ حارس دیوران + کہل  
و دوی را احمدستان + اسی دودہ سوی دکان از پگاہ + بدن مسجورہ جو روق از آگاہی یعنی وہ اسیر  
اس سبب سے چیکے زبان دباے بحث کرتے تھے کہ موکل نہ سن لے کہ ہمیر حملہ کرے اور آنحضرت کے  
جان بک پہونچائے لیکن اگرچہ موکل نے یہ بات نہ سنی مگر انکے کان بک جو سن لدن سے تھا پہونچ گئی  
سن لدن علم لدنی جیسے بوسنے پر اس یوسف کی اُسنے جو محافظ اُسکا تھا نہ دیکھی اور یعقوب نے اُسکو

مصر سے سونگہ لیا وہ شیطین جو ذوات آسمان پر جاتے ہیں گویا میں لیکن جو از لوح عقیدان کے ہیں  
 انکو نہیں سن پاتے محمد تو تکیہ لگانے سوتے تھے وہ بھی خود آکے اپنی قربان ہوا چ ہو ملکا وہی کھاتا ہو  
 جسکی روڑی اُس سے ہوتی ہو نہ لنبی لنبی انگلیوں والا ستارہ شاقب جو چوکیدار اور شیطین کا ہانکنے  
 والا ہو کتا ہو کہ چوری چھوڑ دے اور احمد سے بھیید حاصل کر آؤ فلاں جھکو صبح ہوئی اور تو دوکان پر پہنچا  
 خبردار سجدہ کو جا اور رزق خدا سے مانگ اپنی سعی کے بھروسے مت رہ اختلاف شرح میں ہو کل کو کل

عیان کو عیان لکھا ہو

جواب رسول مقبول کا ضمیر سپرد

قولہ میں رسول ان گفتہ نشان را فہم کردہ گفت آن خندہ نمودم از بندہ مردہ اند ایشان دہو سیدہ فنا  
 دہو گشتن نیت مردی پیش ما خود کنید ایاں کہ مہ گرد و شکاف + چونکہ من پابغشم اندر مصائب  
 آنکسی کا داد بودید و مکین ہمن شمار بستہ میدیدم جنین + اسی تازیدہ ہلک و خان و مان ہنزدعا  
 اشتہری بر مرد بان نقش تن را افتاد و اہام طشت پیش چشم کلاآت گشت ہنگرم در غورہ می نیم عیان  
 ہنگرم در نیت شی نیم عیان + ہنگرم سر عالمی نیم نہان + آدم و خواستہ از جہان + من شمارا وقت درت  
 است + دیدہ ام پابستہ و منکوس و پست + از حدوٹ آسمان بی عمدہ انچہ دانستہ ہدم افزون نشدہ  
 من شمارا سرنگون میدیدہ ام + پیش از ان کہ آب و گل بالیدہ ام + نو ندیدم تا کم شادی بدان + ہن  
 ہمیدیدم در ان اقبال تان + بستہ قہر خفی آنکہ چہ قہر + قندی خوردید و در وی درج زہر المعنی فرماتے  
 ہن کہ رسول مقبول نے آنکی گفتگو کو سمجھ کے کہا کہ وہ خندہ میرا لڑائی کی راہ سے دیکھا ہے تو خود مردہ  
 ہن اور فنا کے گلے لٹرائے پھر مردہ کو مارنا ہمارے نزدیک مردی نہیں ہو میں انسے کیا لڑوں یہ بچا  
 کیا ہن میں اگر لڑائی میں قدم گاڑوں جاؤں تو اور کوئی کیا چیز ہو ماہ تک کو بھڑا دوں تم جو وقت میں آدم  
 تھے اور اپنے مکانوں کے مکین جب ہی سے میں نکلا ایسا دیکھتا ہوں اہو کو تو تم جو اپنے ملک خان مان پر  
 اترا تے ہو عاقل کے نزدیک یہ ایسا ہو جیسا اونٹ کا شیرھی پر چڑھنا اس نقش جن کا جب سے طشت بام سے  
 گرا ہو یعنی اسنے طہور پایا ہو میری آنکھ کے سامنے ہر آنے والا آگیا یعنی مجھ پر ہر ہو گیا میں غورہ سے  
 جو کو ظاہر دیکھتا ہوں اور جو نیت ہو کہ ابھی بہت نہیں ہوا اُس شو کو عیان دیکھ رہا ہوں میں نے نکلو  
 جو وقت میں کہ تم ذرات الت کے تھے ایسے ہی پابستہ سرنگون اور پست دیکھا ہو میں جب غور  
 کرتا ہوں تو بھیید پوشیدہ عالم کے دیکھتا ہوں اس وقت سے کہ آدم برخواستہ انہیں ہوے تھے  
 حادثوں سے اس آسمان بے عمدہ کے جو کچھ میں نے دیکھا اُس سے ذرا زیادہ نہوا میں نے نکلو



قبل اس سے کہ آب و گل سے پیدا ہوا ہون سرگون دیکھا ہے نہ اس وقت یہ نئی بات نہیں ہو جو  
 نگو سرگون دیکھ کے اس پر خوش ہوتا میں نے تو یہ اس وقت میں دیکھا ہے جس وقت میں نگو قتل و ج  
 تھا بستہ تھری کے تھے اور اس وقت میں خوش تھل تھر کے تھے اور قند کھاتے تھے حسین ہر لپٹا ہوا تھا  
 قولہ چون چنین قندی پر از زہر عدو خوش بنو شد چت صد آید بروہا با شطآن زہر میکند و نوش  
 مرگ تان خفیہ گرفتہ ہر دو گوش ہن میکروم غرا از ہر آن دنا طفرایم ذرا گیرم جہان ایسہاں جہیہ است  
 و مردار و جیہیں، جینین مردار چون با شتم مرصیں، سگ نیم تا پرچم مردہ گنم، جیسیم آیم کہ تازندہ گنم، زبان  
 ہیکردم صفون جنگ چاک، تار با نم مرشار از ہلاک، زبان کی بزم گلو باسی، بشتر تار با شکر و فرو  
 شتر زبان نمی بزم گلو چنتا، زبان گلو با عالمی یا بدرہا، کہ شاپروانہ دار از جہل خوش، پیش آتش  
 میکند این جاکیش، ہن ہمیر غم شمار بچوست، از در افساد و آتش با دوست، آنگہ خود را فحشا  
 پنداشتید، تخم منخوس خود می کا شتید، یکدگر را جہیہ میخو اندو، سببی اثر را فرس میرانید، المعنی جہیہ یکدگر  
 میوان مردہ ہو گرفتہ رضیصل زبان پرچم مجاز از لعل و کا کل جب تھارے قند میں زہر و دشمن نے بھریا  
 اور تم خوش خوش کھا رہے ہو تو بھلا ایسے قند پر کیسے کھیا حسد ہو کا تم تو بڑی خوشی کے ساتھ زہر نوش  
 کرتے رہے اور مرگ تھارے دونوں کان پکڑے ایچا نے پر مستعد ہیں غرا اس واسطے نہیں کرتا تا طفر  
 پاؤں اور ملک جہان کو گھیر لوں یہ جہان تو ایک شراہ، امر و اورا ورنہ، و از زبان بزین ایسے مردار پر  
 حریص کب ہوں سگ نہیں ہوں تو کچھ پڑی مزہ کی آکھڑوں میں عسی ہوں تو آؤں اور مردہ کو زندہ  
 کروں پرچم جو معنی زلف و کا کل کے ہوا اس سے مراد سر ہو میں اس سبب سے خدین لڑائی کی نہیں چاہتا  
 شجاعت و دلیری سے کہ کھو ہلاک کروں بلکہ ہلاک سے بچا لوں میں ایسے لوگوں کے گلے نہیں کاٹتا  
 کہ مجھ کو کرو فر ہو اور انہو جمع ہوئے آو جو چند گے کاٹا ہوں تو ان گھرن کے فاس سے عالم کو چھڑاتا ہوں  
 جیسے تم اپنی جہالت سے پروانہ کی طرح آگ کے سامنے اپنے دین، جہنم بنا کر کرتے ہو میں کھو دہائے  
 مست کی طرح ہانکتا ہوں تو اپنے دونوں ہاتھوں سے آگ میں نہ کرو اور جو تھے اپنی فتون، گمان کیا ہو  
 یہ تخم اپنی منخوس کا ہو رہے ہوا اس سے منخوس ہی ٹھہرے، سعید ایک دوسرے کو جہد یعنی داد سے کا  
 داد کا تھا تو کہتے رہتے ہو اسکو جان لو کہ اژدہا کی طرف کھوڑا بڑھا رہے ہوا اس واسطے کہ یہ تقاضا نسب کے  
 ساتھ مایہ غرور ہو اور غرور اژدہا بزرگ اختلاف شجہ میں میکرد کو میکرد کا و فارسی لکھا ہو

بیان اسکا کطافی بے قاہری کے مقبور ہو

قولہ قہر میکرد و اندر عین قہر خود شامقور قہر شیر و بہ، و زو قہر خواجہ کرد و زکشیہ، اوہان مشول

والی سہ ماہ گزرا کہ آن زمان مگر تھے کہلی برو والی ستر انگشتی، قاہری دود مقہوریش بود۔ زاکو قہر او سر اور  
 رہوہ دغا لہی برخواب دام او شود و تار سد والی و بت نہ توہر ایکہ تو بر خلق چہر گشتہ، و رہوہ و غالبی و غشتہ  
 آن بقا مد منہم کردست شان تا تار و طاقہ می آرد کشان بہین غنان برکش پی این منہم و در مران تو  
 انکو دی خرم چون کشانہ تا بہین جیلہ باہم جلد یعنی بعد از ان اندر زحام عقل ازین غالب شدن کو  
 گشت شاوہ چون درین غالب شدن و یاد فتاد و میر چشم آمد خروینیا می ش فی ز نقص بدولی و ضعف  
 کیش، انہی تم اور دین پر قدر کرتے تھے اور خود دین قہر میں تھے اور مقہور قہر شیر زمانہ کے جیسے ایک چرنے  
 خواہر سے تمہر کیا اور برگشتہ ہو کر اسکا زرخیز پایا اسکے دھونے میں مشغول ہی تھا کہ والی شہ آہو پوچا اگر وہ  
 مذابہ سے برگشتہ نہ تو تو ماکم آپسک ایسا انہوہ و التابس و زوکی قاہری او علیہ و تھی مقہوری تھی اس سے  
 کہ اسکے تہرے آسکا سر کھیا وہ جو کوئی خواہر پر غالب ہونا چاہتا ہو وہ غالبی ہی اسکے لیے دام ہو جاتی رہا  
 تہا سپن پہن ہے بھاگنے پیانے اور والی تیرے سر پہ پہنچے اور قصاص کرے تو رفتہ رفتہ قصاص  
 اور و نقص کہ تو لارائی سر مخلوق پر غالب ہوا اور غالبی آگشتہ یعنی غالبی میں آلودہ لیکن اُسے جو سقا  
 و قاصد تیرے نوکھا ہو انکو منہم کر دیا ہو تو بھگا اپنے طاقت میں پہنچ لائے تو فیہ دار اُنکے چچا کرنے سے اپنی  
 پاگ رہے کہ رہے اُنکے پیچھے مت جا تو منہم منہم بالغم مینی بریدہ و گوش سفتہ اور جب اس جیلہ سے اٹھو گے  
 بھگو اپنے دام میں پھانس لیا پھر ان سب بھاگے ہو کون کو اُس انہوہ میں دیکھیں سب جمع اور موجود ہو گئے  
 پھر بھلا عقل ایسے غالب ہونے سے کب خوش ہو گئی ہمیں غالب ہونے سے یہ افتاد و آفت دیکھے جو تھ  
 کہ پیش میں ہیں انکو چشم خرد کی تیر ہو انکو نہ کسی قسم کا نقص ہو نہ بدولی نہ ضعف کیش قولہ گفت معینہ  
 کہ ہستند از فنون اہل جنت در خدمت تہا ز ہون، از لال جہم و سور لظن خویش فی ز نقص بدولی  
 ضعف کیش و در فرہ وادون شود و در کون و حکمت لولار جال موکمون دوست کو تا ہی ز کفار لعین  
 فرض شد ہر غلامی مؤمن، قصہ عہد جدیدہ بخوان گفت ایدیکم تمامت دان بدان دین اندر غالبی  
 ہم خویش را وید او مغلوب دام کبریا، ماریت اذ میت آمد خطاب، مگم شد او و افتاد علم بالصواب  
 دان نمی خدمت من از بر خیرتان و کہ بگردنہا گمان شکیرتان، دان ہم بخند من از بر خیر و غل، ہی کشہ  
 تان سوی سروستان و گل، اسی عجب کز آتش بی زینار، بستہ می آریم تان تا سہرہ دار و از سوی  
 و فرخ ز بر خیر گران، یک شتم تان در بہشت جاودان، ہر مقلد را دین رہ نیک و بد ہمچنان بستہ بضرمت  
 میکشد، جلد در بر خیر ہم و اتلا، میر و ندان رہ بغیر اولیا، میکشد این راہ را پیکار و از ہر کسائی و قہ  
 از اسرار کار بعضی حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت خصوصیت میں جو رہے

ہوے ہیں یہ آنکے فن و ہنر میں جیسا کہ فرمایا المؤمنین پر بہ من الدنھام لکامیرہ انساہ من الذکر لکون  
بھگتا ہو سخت خسرت والے تھے جیسے بکری بھاگتی ہو گرگ سے اور یہ وہ بھگانے کا لالہ ہو شکاری اور  
بدگمانی سے کہ نہ معلوم یہ افعال ہمارے خدا کی رضا کے موافق ہیں یا خواہش نفسانی سے نہ خوف  
نقصان یا بدولی یا ضعف مذہب سے قرہ گسترین سبقت و ظفر دنیا و دنی و بختین سخت شاد ہونا  
اور خوش نش آو جب وہ اہل بیت فرہ دیے گئے کہ سب معنی فرہ کے یہاں ہو سکتے ہیں تو انھوں نے

پوشیدہ حکمت اس آیت کی کہ لو لا رجال مومنون و نسا مومنات لم تفلحوا ان اظہرتم فیکم منہم معرفۃ  
بغیر علم اگر نہ ہوتے مومن اور عورتیں مومن کہ میں کہ تم ان مومنوں کو نہیں جانتے تھے اگر ہلاک کرتے  
ہو نہ تھا مگر بخیر بسبب لاعلمی کے بل سہی حکمت سے کوتاہ دستی قتل کفار عین سے فرض ہوئی واسطے ظاہر  
مومنوں کے یہ آیت حدیثیہ کے حال میں ہو اور وہ رجال مومن اور مومنات وہ لوگ ضعیف تھے جو  
ہجرت نہ کر کے اور کفار میں شامل تھے مجبوری پیناچی خود فرمایا کہ قصہ زمانہ حدیبیہ کا پڑھ کیسا آئین یاد کی  
فرمایا ہو اور اس اشارہ کے مات کو اسی قصہ سے دیکھو لکھا قال اللہ ہو الذی کف ایہم عنکم و ایہم عنہم

بطین مکہ من بعد ان اظہرکم علیہم و کان اللہ بما تفلحون بصیر وہ اللہ ایسا ہو جسے باز رکھا ہاتھ کافروں کے  
تھے اور تمھارے ہاتھ اُن کے بطن مکہ میں بعد اس کے قعیاب کیا اُن سے ٹکوا پھر اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ  
دیکھتا ہو اور نیز غالبی میں بھی آپ کو مغلوب و ام کبریا کا دیکھا جسوقت ماریت اور میت و لکن اللہ  
کا خطاب آیا نہیں بھینکا تو نے جسوقت کہ بھینکا لیکن اللہ نے پھینکا پس آپ کو کم کیا اور مغلوب حق کا کیا  
پھر انھیں اسیروں کی طرف خطا بے خفرت کا ہو کہ میں تمھاری زنجیر پاس سبب سے بھی نہیں منبتا  
کہ ناگمان تمھارا شیکر بنو جائوں کہ مراد مقید سے ہو میں اس بات پر منبتا ہوں کہ ٹکوا زنجیر و غل لے لے ہو  
سروستان و گل کی طرف لے جاتا ہوں آؤ لوگو خوش ہو کہ ٹکوا اس آگ سے جسکی پناہ نہیں سبزہ زار کی طرف  
زبردستی باندھے لے جاتا ہوں یعنی تم دونوں کی طرف جاتے ہو اور میں سخت زنجیر سے باندھے ٹکوا بشت  
جاودان کی جانب کھینچتا ہوں اب بقولے مولانا روم کے ہیں کہ ہر مقلد جو دیکھا دیکھی کام کرنے والا ہو خود  
وہ اپنے کام میں نیک ہو خواہ بد ایسے ہی باندھے حضرت رب العزت کی طرف کھینچتے ہیں سب کے لیے  
ایک راہ ہو مگر جو بغیر اولیا کے اس راہ میں چلتے ہیں سب بخیریم و ابتلا میں مبتلا ہیں اور اس راہ کو بغیر  
کیطرح چلتے ہیں سوا ان لوگوں کے جو واقعہ اسرار کار سے ہیں اختلاف شرح میں بیکار کو پکارا کسائی کو  
کمانی لکھا ہو قولہ جہد کن تا نور تو بر نشان شود تا سلوک خدمت آسان شود و کو دوکان رامی پرستی  
بزور زانکہ مستند از خواہد چشم کو بردون شود و واقعہ بکتاب میدود و جانس از رفتن شکفت سے شہ

میر و دو کو دک بکبت بیچ بیچ چون مید از مرد کار خویش بیچ چون کند و رکیسه انگلی دست فرو آنگے ہنوا ب  
 گرد و شب چو دو و ہند گن نام و طاعت در رسد بر سطیان آنکست آید حسد بر اینا کر یا مقلد گشتہ اعتنا  
 طوعاً صفا سرشتہ این محب حق ز بہر علتی دوان و دگر را بیغرض خود خلقی داین محب دایہ لیکل از بہر شیر  
 دوان دگر دل دادہ ہر آن ستر طفل را از حسن او آگاہ فی بغیر شیر اورا ارد و گواہ فی دوان دگر خود عاشق  
 دایہ بود بیغرض و در عشق یکرایہ بود پس محب حق با مید و بہ ترس و دقت تقلید میخواند برس دوان محب حق  
 ز بہر حق کجاست کہ از اعراض در علمتا جداست گر چنین دگر چنان چون طالب است و جذب حق اورا  
 سوی حق جاذب است گر محب حق بود بغیرہ کی نیال دانا من خیرہ دیا محب حق بود لعینہ و لاسواہ  
 خانہ امن میدہ المعنی و مانے ہین کہ تو اس بات میں کوشش کر کہ نور تیرا روشن ہو تو چلین خدمت اہل بیت  
 کا تجھ پر آسان ہو جائے دیکھ تو لو کہ کن کو کیسا کھینچتا ان کے کتب لیجاتے ہین اور وہ جانا نہیں چتے  
 اس سبب سے کہ انکی آنکھیں بکبت کے فائدون سے کوہر ہین اور جب ان فائدون سے واقف ہوتا ہو تو  
 وڑتا جاتا ہو اور دوان جانے سے شگفتہ خاطر ہوتا ہو اول میں تو لو کا بڑے اینچ بیچ سے جاتا ہو  
 اس واسطے کہ اپنے کام سے کچھ مزدوری نہیں دیکھتا اور جب اپنے کیسہ میں کوئی دانگ اپنے ہاتھوں  
 کی مزدوری سے پانا ہو تو پھر سونا بھی بھول جاتا ہو رات کو چورون کی طرح جاگتا ہو جیسے چور اپنے فائدہ  
 کے لالچ میں نہیں سوتے بس تو بھی کوشش کر تو مزدوری طاعت کی سٹے ورنہ جب طبعون کو دینی نیکی  
 تو جھکوا پھر حسد آئیگا آتنا کا جو امر ہو کہ ہمارے پاس آو تو اسکا مقلد کر لیا ہو اور جو اتنا کے مفید طوعاً  
 ہین وہ صفا سرشتہ ہین بس یہ مقلد تو محب حق کا کسی علت سے ہر خواہ دنیا خواہ حور و قصور اور  
 بھفا سرشتہ کسی غرض سے نہیں خاص علت سے جو دوستی خالص کے معنی ہین ہر یہ محب دایہ کا ہو  
 لیکن واسطے شیر کے اور دوسرا دل کھولے ہوے ہو واسطے اس ستیرا چھپے ہوے کے بچہ کو  
 دایہ کے صن و خوبی کی کچھ خبر نہیں سدا شیر کے کوئی چیز اسکی دلخواہ نہیں اور دوسرا عاشق دایہ  
 کا ہو اور بیغرض اور عشق میں یک راے دوسری چیز کو اس راے میں دخل ہی نہیں ہر محب حق کا  
 بخوف ورجا دقت تقلید کا درس کرتا ہو اور ہر گاہ کہ خوف ورجا ہو تو فرماتے ہین کہ پھر وہ محب حق کا  
 خاص حق کیواسطے کہاں ہر حق کا محب خاص تو وہی ہو جو اغراض و علتوں سے جدا ہو اسکے  
 ساتھ تو خوف ورجا کی علتیں ہین انحضرت اگر ایسا ہیو ایسا یعنی محقق یا مقلد جب وہ طالب ہر کوشش  
 حق کی حق کیطرت اسکی جاذب ہو اگر محب حق ہو ہو واسطے حصول غیر حق کے تو ہمیشہ اسکو غیر حق  
 سے کب پہنچگی یا محب حق کا ذات حق کے واسطے ہر خالصاً تو اسکا سواے حق کے ڈرانے والا

کوئی نہیں اس واسطے کہ حق کا درمیان ہو اختلاف شرح میں پھر امتیاز لکھا ہو کہ نسبت اوپر میں لکھ چکا ہے  
جذب معشوق عاشق را من حیث لا یعلمه العاشق ولا یجوه ولا یخطر بالباله ولا یظلم من ذلک  
الجذب اثره فی العاشق الا الخوف المزج بالیاس مع دوام الطلب یعنی جذب  
معشوق کا عاشق کی طرف اُس جگہ سے ہو کہ عاشق اُس کو نہیں جانتا نہ کسی امید لکھا ہو  
نہ خوف اور نہیں ظاہر ہوتا ہو اس جذب سے اثر اُس کا عاشق کی جان میں مگر خوف  
جو یاس سے آئینتہ ہر مع دوام طلب کے

قولہ ہر دور این جستجو بازان سرست + این گرفتاری دل لان ولبرست + آدمیم آنجا کہ در صدر جہا  
گرنہ بودی جذب آن عاشق نہان نہا شکلیا کی مبدی اواز فراق کی دوان ابا ز آدمی سوے  
و تاق میل معشوقان نہافت و ستیز میل عاشق با دو صہیل و نفیر یک حکایت بہت اینجا در اعتبار  
ایک عاجز بد بخاری را انتظار ترک آن کریم کہ در جستجو است نہا کہ پیش از مرگ بیدار روی دوست تارہ  
از مرگ و یار و نجات + دلا کہ دید دوستت آب حیات + ہر کہ دید او بنا شد دفع مرگ + دوست خود  
کہ نہ یوستش نہ برگ + کار آن کارست اسی عشاق مست + کا زبان کارار رسد مرگت خوشست + شہنشا  
صدق ایان اسی جوان + آنکہ آید خوش تر امرگ اندران + گرفتار ایمان تو ایجان چنین نیست  
کامل و بیکو اکمال دین + ہر کہ اندر کار تو شد مرگ دوست + برول تو بی کراہت و دست او  
چون کراہت رفت آن خود مرگ نیست + صورت مرگت نقل آن کر نیست + چون کراہت رفت  
مردن نفع شد پس درست آمد کہ مردن رفع شد + دوست حق ست او کسی کش گفت او کہ توئی آن  
ومن آن تو + المعنی و تاق بکسر قید یعنی وہ جو طلب غیر کی یا عین کی ہو دونوں کو یہ جستجو عین اسی  
طرف سے ہیں اور یہ گرفتاری دل کی اسی دلبر کی جانب سے آپ آئے ہم اس موقع پر اگر صدر جہا  
کے دل میں جذب اُس عاشق کا نہوتا تو وہ ایسا بیصبر فراق سے کیوں ہوتا اور کب اپنے پاؤں  
قید کی طرف دوڑتا آتا جس اشاری کہ میل معشوقان کا نہان و پوشیدہ ہو اور میل عاشق کا یک طرفہ  
طلب و نفیر کے ساتھ ایک حکایت اور یہاں قسم اعتبار سے ہر جس سے عبرت حاصل ہو لیکن بخاری  
انتظار میں مرا جاتا ہو اور عاجز ہو رہا ہو اسیلے اُس حکایت کو میں نے ترک کیا کہ اسکو یہ جستجو ہو کہ  
مرنے سے پہلے دیدار دوست کا دیکھ لے اور مرگ سے چھوٹ جائے اور نجات پلے گئے اس واسطے دیدار  
دوست کا آب حیات ہر جس سے مرنا نہیں اور جو کوئی ایسا ہو جسکے دید سے مرگ دفع نہیں ہوتا وہ  
دوست نہیں ہو کہ نہ میوہ اُسکے پاس ہو نہ برگ گویا محاورہ ہندی کے موافق ایک ٹھنڈی چربک بٹنی

ایو مشتاق مست کام وہی ہے کہ اگر آسمین موت ہو تو غوشی ہو غم مرنے کا سنو کہ سوا اسے کہ نشان صدق  
ایمان کا بھی ایچوان ہی ہے جو سینہ چھبکو موت چھی معلوم ہوا اور غوش آئے پس اگر ایمان ایمان تیرا  
ایسا نہیں ہو تو کامل بھی نہیں ہو جاوے اکمال دین کا دھونڈھ شگاکوئی شخص تیرے کام میں جاننا  
و مرگ دوست ہونے تو تیرے نزدیک وہی تیرا دوست ہو گا اسکی دوستی میں کوئی کراہت تیرے  
دل پر نہوگی پھر جب کراہت نہی تو وہ مرگ بھی نہیں ہو ایک صورت مرگ کی ہو اور نقل کرنا ہو  
ایک جگہ سے دوسری جگہ کو الحیث لا ان اولیاء اللہ لایوتون بل یقلعون من دار الی دار یک  
اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو بدلے جاتے ہیں جس جب کراہت نہی تو  
نفع ہی نفع ہو لاجرم یہ کہنا کہ مرگ رفع ہوا رست و درست ہو یعنی مرگ نہ مرگ کا غم نہیں ہو دوست  
حق کا وہی شخص ہے کہ اسکو حق نے کہا تیری ملک و ان سے ہو میں تیری ملک اور ان سے

### پہونچنا بخمار سی عاشق کا بندگی صدر جہان میں

قہ کہ گوش دارا کنون کہ عاشق میرسد بہتہ عشق ادبیل من مسد چون بدیدا و جہرہ صدر جہان  
گو کیا پردیش از تن مرغ جان + جان بجانان داد از خود باز رست + بر سر یہ ملک ماویدا ان شست  
ہمچو چوب خشک افتاد ان تنش + سر و شد از فرق سر تا خنش + ہر چہ کردند از بخور و از گلاب + دنی بچسبید  
نیامد در خطاب + کار نامہ از بخار و از بخور + جز کہ بوی آن نشد با فرو نور + شاہ چون دید آن فرغ فرمودی  
پس فرود آمد مرکب سوی او + گفت عاشق دوست جوید تیر و گفت + چونکہ معشوق آمد ان عاشق  
برفت + عاشق حتی و حق آنت کو چون بیار از تو بنو و مارو + صد چو تو فانی ست پیش ان نظر + عاشقی  
بر نفی خود خواہ نگہ سایہ و عاشقی بر آفتاب بنش آید سایہ لاگرد شتاب + چونکہ سر بر دوز مشرق تو صغیر  
نہ از ستارہ ماند و از شب اثر + ہمچو پیشری خور و با آہو و دو چارہ گشت آہو + بخیر اقاوہ زارہ از در دل چونکہ  
عشق آید درون عقل رخت خویش اندازد + ہون + ہمچو زور پشہ پیش تند باد + فہم کن و اللہ علم البصیر  
المعنی فرماتے ہیں لے اب کان لکاکے شن کہ عاشق آنا ہو جسکو عشق نے جل من مسد سے باہر  
تھانے رسی جہاں فرما سے کہ نہایت مضبوط ہوتی ہو جس جبوقت اسنے صورت صدر جہان کی  
دیکھی گویا مرغ اسکی جان کا تن سے اڑ گیا جان جو جان کے دھیان میں تھی وہ اسکو دیدی او  
آپ سے خلاص ہو گیا ملک جاویدان کے تحت پر جا بیٹھا تن اسکا مثل چوب خشک بجان کے  
پڑا رہ گیا اور سر سے ناخن تک ٹھنڈا پڑ گیا + چنچہ بخور سو گھائے گلاب چھڑکے کیسی بوسواے اس  
! فرود نور کے جو معشوق کی پا کر ملک جاویدان کا بادشاہ بنا تھا کار آمد نبوی شاہ نے جہاں کی صورت

زعفرانی دیکھی سواری سے آکر اسکی طرف آیا اور کہا کہ کیا توبہ کہ عاشق دوست کو ٹہری تیزی و گرمی کے ساتھ تو ڈھونڈتے اور جب معشوق آئے تو عاشق پلے سے تو عاشق برقی ہوا اور حق میں ہو کہ معشوق کے سامنے ایسا فنا ہو جائے کہ تیرا ایک تار مو بھی نہ پائے اب مقولے مولانا رح کے ہیں کہ تجھ جیسے سیکڑوں جس نظر کے سامنے فانی ہوئے ہیں تو ان کو خواجہ اسکا عاشق ہو تو اپنا عشق نفی پر دیکھ کہ نفی کا عاشق ہوں شگلا تو سایہ ہوا اور عاشق ہوا آفتاب پر جسوقت آفتاب آجگا فوراً قولا و نفی ہو جائیگا معمول ہر جہان قریب آفتاب نے مشرق سے ہر نکالانہ کوئی ستارہ رہتا ہے نہ رات کا کچھ اثر رہتا ہے جیسے شہر جسوقت آہو سے طاقی و دو چار ہوا آہو بخیر ہو گیا اور زار زار ہو کر گر گیا جسوقت عشق درہل سے جو آنکھیں ہیں غناء دل میں گھسائی تو عقل اپنا اسباب دل سے نکال کے باہر ڈال دیتی ہو ایسا حال عقل کا عشق کے سامنے سمجھ لے جیسے زور پشہ کا سامنے تند ہوا کہ اور اندر غور جاننے والا ہو ساتھ خوب کی

فریادی ہونا چھرون کا پاس سلیمان کے ظلم ہونے سے

قولا پشہ آمد از حدیقہ از گیامہ در سلیمان کشتہ پشہ واد خواہ دکای سلیمان معدلت می گسری ہر شینا وادی ز او ویری مرغ و ماہی و پناہ عدل تست گیت آن گم کشتہ کش فضلت بخت واد وادہ اراک بس خاریم ما بی نصیب از باغ و گلزاریم ما مشکلات ہر ضعیف از تحمل پشہ باشد و در ضعیفی خوشل ہر شہر و در ضعف و شکستہ پری ہر شہر و تو در لطف و سکین پروری ہادی نور را مطابق قدرت مننتی میتی ما و گرمی گہری واد وادہ مارا ازین غم کن جدا و دستگیری دست تو دوست خدا پس سلیمان گفت ای انصاف از کج واد وادہ انصاف از کج میوہای بگو گیت آن ظالم کہ از با وروت بظلم کروست و خراش بست روت ای عجب در عمد ما ظالم کجاست و کونہ اندر جس و در پیغمبر است لہ معنی ایک چھرہ حدیقہ او گیاہت آیا از سلیمان سے وہ چھوڑا و خواہ ہوا کہ اسی سلیمان تم معدلت گسری کرتے تھے جلد پشہ طین اور تہہ ہوا و پری کی جملہ مرغ و ماہی تمھارے عدل کی پناہ میں ہیں کون ایسا گم تہہ ہو جسکو تمھارا سے ہوا نہین ڈھونڈھا ہاری فریاد و کہ ہم نہایت دار و زار ہو رہے ہیں اور بے نصیب باغ و گلزار سے ہوتے ہر ایک ضعیف کی مشکلات حل ہوتی ہیں اور ہم تو پشہ میں خوش و خرم ہیں میں ہمارا شہر نہایت شکستہ پری میں جو تمھارا شہر لطف و سکین پروری میں اسی سلیمان جیسے تم طبقہ فتن میں مننتی ہوتے ہر قسم کی قدرت انتہائی رکھتے ہو ایسے ہی ہم کی و گرمی میں مننتی ہیں یعنی وہ ہمیں جل نہیں سکتے تھے ہر واد وادہ بھکواس غم سے الگ کرو اور ہاری دستگیری کرو کہ تمھارا دست دست خدا کا ہو پس سلیمان کہا اے واد وادہ کس سے تیری وادہ اور کس سے طالب انصاف کا ہو وہ ظالم کون ہے جس نے اسے

غور سے ظلم کیا اور تیرا منہ نوچا ہوا اور بڑے قہر کی یہ بات ہو تو کتنا ہمارے عہد میں ظالم کی کہاں تک  
اور اگر تو کو کون ایسا ہو جو ہماری قید و زنجیر میں نہیں ہو تو کہہ چو کہ ادا و ظلم آکر دوزخ و دوزخ میں ہمہما گاہ ظلم  
پیش ہو چون برآمد تو ظلمت نیت شد و ظلم را ظلمت بود اصل و مصدر رنگ شیا طین کسب و خدمت میکنند  
و دیگران بستہ باصفاد و بند ملک دکان و دولت مارا کس فکان دتا نالہ خلق سوی آسمان دتا بالا  
نستابد و دود یاد مانگرو و مضطر سچ و سہا بتا نگر دو عرش از نالہ یتیم دتا نگر و از ستم جانی سقیم دکان  
نہادیم از مالک مذہبی دتا نیاید بر ظلمکایدی بنگاری مظلوم سوی آسمان کاسانی شاہ داری و زمان  
گفت پلشہ دامن از دست باد و کو دود دست ظلم بر بار کشاد و باز ظلم او بنگاری اندریم باللب بستہ او  
خون میوزیم و ظلم او بر اصرحیت و عیان نیت مارا چارہ جز گشتن نہان و داد و انصاف ما  
بتان ادا و اسی کریم عادل اگر ارم خود یعنی اصفاد بافتح و زنجیر و بند با حضرت سیان فرماتے ہیں  
کہ جسد ہم پیدا ہوئے ظلم رسیدن مرگیا پھر کون ایسا ہو جسے ہمارے عہد میں ظلم پلایا جاتی ہو جب تو  
روشن ہوتا ہو ظلمت نیت ہو جاتی ہو اس لیے کہ ظلم ہی ظلمت کی اصل و قوت بازو ہو دیگر شیا طین کیسے  
کسب و خدمت میں مصروف ہیں اور جو کسب و خدمت سے جدا ہیں سب بند و زنجیر میں مقید ہیں  
ہم کو کمن فکان نے جس سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہو اس واسطے ملک دیا ہو تو مخلوق آسمان کی طر ف نالہ  
نہاں آدرا اس واسطے کہ آہوں کے ڈھوئیں بالاسجا بین تاکہ وہوئیں سچ و سہا مضطر بن جائیں جوئیں  
مضطرب ہوتے ہیں گھبراتے ہیں آسمان کی آنکھیں تارے آدرا ہو اسطے کہ کوئی یتیم نہ رونے پائے جو عرش  
کھائے اور کوئی جگہ ایسی سقیم نہ ہو جسکو کہیں کہ فلاں جگہ مرض ظلم کا ہو میں نے تمام ملکوں میں ایک  
مذہب رکھا ہوتا اتحاد ہوا اختلاف جاتا رہے تاکوئی یارب نہ کرے اگر مظلوم آسمان کو مت شک کہ  
زمانہ میں تو شاہ آسمانی رکھتا ہو کہ مراد اپنی ذات سے ہریشہ نے کہا کہ داد میری ہو اسے ہو اُسے  
دو دنوں کا تھ ظلم کے بھڑھائے ہیں ہم اُسکے ظلم سے نہایت تنگ ہیں ہر چند لب چارے بستہ ہیں  
لیکن اُس سے خون کھاتے ہیں اسکا ظلم ہم پر صریح و عیان ہوا اور ہم کو اس سے سوا چھپ جانے کے  
کچھ نہیں آتا ہم اسی کریم عادل اگر ارم خود ہو ہماری فریاد و انصاف اس سے لو

حکم کرنا سیلمان کا پیشہ فریادی کو واسطے حاضر لانے ہوا کے آنکی کچھری میں

قولہ میں سیلمان گفت ای ریادوی + امر حق باید کہ اذجال شنبوی بحق بمن گفتہ است ہاں ای داد و دژ  
مشاورت سے تو بی خصم اگر دتا نیاید ہر دو خصم اندر حضور بحق نیاید پیش حاکم و ظہور خصم تنہا کر آرد حد فقیر  
ہاں وہاں بی خصم قول را و گیر من نیارم روز فرمان یافتن و خصم خود را رویا و رسوی من گفت قول



قوت برہان درست، جسم من با دوست اور حکمت، بانگِ دُعا آن شد کہ اسی باد صبا، پیشانی خان  
 کردارِ ظلمت، بیادِ چین مقابلِ شو تو با خصم و گویا، پنج خصم و کین دفعِ عداوت باد چون بسنید آمد تیر تیر پیش  
 بگرفت آزمانِ اہِ گریز پس سلیمان گفت کاسی پیشہ کیا، باش تا برہر و راغ من قضا، گفت اسی شد  
 مرگ من از بوداوست، خود سیاہ این روز من از دوداوست، داوچو آمدن کیا، یم و ارب کہ پر از دازنما  
 من و مارا، چین جو یای در گاہِ خدا، چون خدا آید، شود جویندہ لا، اگر یہ آن وصلت بقا، اندر بقا  
 ایکسا ز اول بقا، اندر فناست، سایہ ہای کہ بود جو یای نور بنیت، گردو چون کند نورش، طور عقل کی  
 مانچو باشد، ترا و کل شئی ہا لک الا وجہ، ہا لک آمد پیش و جہش بہت، و نیت بہت، اسی اندر بہت، خود طرف  
 ایت، اندرین محض خود ہا شد، ز دست، چون ظم اینجا رسید و شکست، باز گردم جانبِ صدرِ جہان  
 در نوازش عاشق خود را، نہان یکشد از پیشی اش در بیان، اندک اندک از کرم صدرِ جہان، و انہی  
 دوسی آواز گس و پیشہ بس، حضرت سلیمان نے بعد اظہارِ پیشہ کے کہا کہ اسی زیبا آواز بچھو لازم ہو کہ امر  
 حق کو دل سے مٹنے اور مانے مجھ سے حق نے کہہ دیا ہو کہ خبر دلاؤ اور تو ایک خصوصیت والے کی بتا  
 بے دوسرے خصم کے ہرگز نیت مٹنے اتنا واسطے کہ جب تک دوسرے خصم سامنے حاکم کے نہیں آتا  
 حق ظاہر نہیں ہوتا، اگر یہ اکیلا خصم سیکڑن طرح کی فریاد و فغان کرے لیکن خبردار خبردار تو بے  
 دوسرے خصم کے اکی بات مت مان بس میں اُسکے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتا جا تو اپنے خصم کو  
 میرے سامنے لا پیشہ نے کہا کہ تمہاری بات درحقیقت حجت درست ہو لیکن میری خصم ہو اور  
 اور وہ طبع تمہارے حکم کی پہنچنے اُس بادشاہ نے پکارا کہ اسی باد صبا پیشہ تیرے ظلم سے فریادی ہو  
 تو ہمارے پاس آخبردار ہوا اپنے دشمن کے مقابل ہوا اور اسکو جواب دے اور اکی بات کا دفع  
 ہوانے جو ستائیز درستی آئی اُسکے آنے سے پیشہ نے راہ گریز کی لی سلیمان نے کہا اسی پیشہ کہاں  
 جاتا ہو ٹھہرا رہ تو تم دونوں سے کسی پر میں حکم جاری کر دن پیشہ نے کہا اسی شاہ میری موت اُسکے  
 ہونے سے ہو یہ میرا روز سیاہ جو مرا مصیبت سے ہو اسی کے دوسرے ہر جب وہ آئی میں کسان  
 ٹھہر سکتا ہوں کہ وہ مجھکو ہلاک کرے ڈالتی ہو اسیا ہی حال طالبِ درگاہِ خدا کا ہو کہ جب خدا آتا ہو تو ظاہر  
 نیست ولا ہو جاتا ہو اگر یہ وہ آتا اور وصل ہونا خدا کا بقا در بقا ہو لیکن یہ بقا بھی تو پہلے فنا ہی نیست  
 ہو جتنے سالے ہیں کہ وہ جو یا نور کے ہیں اسی طالب اُسکے صہ وقت نور آسکا ظہر کرنا ہو سب نیست  
 ہو جاتے ہیں اور جب بھید اُسکا ہوتا ہو تو عقل رہتی ہی کب ہو بلکہ کل شئی ہا لک الا وجہ کی کیفیت  
 ہوتی ہو یعنی ہر شے ہلاک ہونے والی ہو مگر اسی ذاتِ سارے بہت و نیت اُسکے بات کے مقابل

ہاگاہ میں اور اسی عیسیٰ سے سالکوں کو ہستی حاصل ہوئی جو مکر یہ بات لوگوں کے نزدیک عجیب و غریب ہو کہ عیسیٰ سے ہستی کیسی آب فرماتے ہیں کہ اس گفتگو میں جو یہ ایک محضر جو بہت بہت عقلمین بیخود و بیخبر ہوئی ہیں اسی سبب سے میرا قلم بھی جب اس موقع پر پہنچا اسکا بھی سر ٹوٹ گیا ایک لکھنے سے لر گیا اور اب صدر جہان کی طرف لوٹوں کہ اُسے عاشق پر نواز شین پوشیدہ کین دکھا بیان کروں کہ وہ اپنے بیان و کرم سے اس عاشق بیہوش کو تھوڑا تھوڑا کر کے ہوش میں لایا

الحکماء بشرح میں خضم دگر کو غم لکھا ہو

مہربانی کرنا معشوق کا عاشق بیہوش پرتا ہوش میں آ

فوق البرکات شمس سر نہاد اندر کنارہ بر رخسار میکہ دلا شک تر شارب باگ زرد و رکوش اوشہ کامی گدا  
رز شارب اور دست دامن کشا، جان تو کاندہ فراتم می طپید، چونکہ زہنا رش رسیدم چون رمید، اسے  
بیدہ در فراتم گرم و سرور با خود از بخودی و با دگر در مرغ خانہ شتری را بیخود از شرم نمانش بخاند  
می برد، چون بخاند مرغ آتش را نہاد و نہاد ویران گشت و سقف اندر قناد مرغ خانہ بہت عقل ہوش را  
ہوش صالح طالب ناقہ خدائے چوں سر کرد آب و گلش، مٹی گل آبخا ماندنی جان و دلش، در فضل  
عشق انسان را فضول، زمین فروں گوئی ظنوم ست و جہول و جاہلست و اندرین شکل شکار بیکشد  
خرگوش شیریں در کنار، کہ کنار اندر کشیدی شیر را، گر پہنچی و دیدی شیر را، غلاست و بر خود و بر جان خود  
ظلم بین کر عدلہا کوئی بر دیہل و مرعلہا را، اوستا و ظلم او مرعدلہا را، شارب و دست او گرفت کان  
رفیہ و شارب آید کہ من دم شمش و چون من زندہ شود آن مردہ تن، جان من باشد کہ رو آرد  
بس، من کنم اورا، الین جان محشم، جان کہ من ششم بہ بیخہ ششم، جان نامحرم نہ بید روی دوست  
جز جان جان کا صل و داد کوئی دوست دامن میخیزد، اس عاشق بیخود افتادہ کا سر اٹھا کے اپنی گود میں  
رکھ لیا اور تھوپر اُسکے گویا شک تر کے شارب کرنے لگا اور اُسکے کان میں بچا، کہ اُس شاہ نے کہا کہ  
اے گدا میں تیرے شارب کو زلایا ہوں کہ وہی اشک ہیں تو دامن پھیلا تیری جان میرے فراق میں  
ترپتی تھی اور اب تو میں اسکی پناہ پہنچا تھا پھر کیوں بھاگ گئی، آؤ وہ شخص تو نے میرے فراق میں  
گرم و سرور و سخت و نرم دیکھے ہیں آپ میں آبیخودی سے اور لوٹ اشرار بعد کے تمیل ہیں کہ آپ  
مرغ خانگی معقل اوٹ کو برسم ہمان اپنے گھر لیے جاتا ہوں جب اوٹ نے مرغ کے گھر میں پاؤں  
رکھا وہ گھر سب ٹوٹ پھوٹ کے ویران ہو گیا اور رحمت وغیرہ گر گئی، حال یہ کہ عقل ہوش کا خانہ  
انسان میں ایسا ہو جیسے خانہ مرغ کا اور جو ہوش صالح ہو وہ طالب ناقہ خدائے اکا ہو بس جب ناقہ

لے اسکے آب و گل کی طرف سر کیا اور متوجہ ہوا پھر وہاں تکل ہے نہ اسکا جان و دل اسے پھر مقلے  
 مولانا رح کے ہیں کہ غلبہ اور افزونی فضل عشق نے انسان کو فصول بنایا اور اسی فزون گوئی سے وہ  
 طلوع و جہول نہا جیسا کہ آیت شریفہ سے واضح ہو انا عرفنا الانانہ علی السموات والارض والجمال فابین ان  
 یحکمنا و یتنقن منها و حملنا الانسان و ذک ان ظلوماً جہولاً بیشک پیش کی جتنی امانت کہ مراد عشق سے ہو اسکا  
 وزمین اور پہاڑوں پر سوا نکھار کیا آنھوں نے اس کے اٹھانے سے اور ڈر گئے اُس سے اور اٹھایا اسکو انسان  
 نے بیشک وہ انسان بڑا ظالم اور نہایت ہی جاہل نادان ہر جاہل شکار تو اس سبب کہ کیسے شکل شکار میں پڑا کہ  
 شکار گوش ہو کے شکار گنڈ میں رہتا ہو عشق تو ایک شیر ہو اگر پہلے سے جان لیتا اور دیکھ لیتا کہ یہ شیر ہی  
 تو کبھی غل میں نہیں رہتا اور ظالم اپنے اوپر اور جان پر لیکن اس کے ظلموں کو تو غور کر کہ بڑے بڑے  
 عدلوں سے بڑھے ہوئے ہیں جس جہل اسکی یہی کہ سارے علموں کی اُتاد اور ظلم اسکا ایسا کہ جسد  
 عدلوں کا رہنا پھر رجوع ہو طرف گھٹک و صد جان کے کہ ہاتھ اسکا پکڑا اور کہا کہ یہ دم رختہ اسکا اسوقت  
 آجیگا جو میں اسکو دم بخشوں جب وہ مردہ تن میرے سبب سے زندہ ہو جائیگا تب میری جان میں جان  
 آئیگی میں اسکو اس جان مجتہم سے زندہ کروں وہ جان کہ میں بخشوں دیکھے بخشش میری جو جان نامحرم  
 صورت و دست کی نہیں دیکھتی سو اس جان کے جسکی اصل دوست کی کلی سے ہوا اختلاف شرح میں  
 باخود آ کو با خدا لکھا ہو قولہ در دم قصاب و ار این دوست ۔ ادا ہلہ ان مغر غفرش پوست را گفت اسے  
 جان رسیدہ از بلا و وصل را اما در کشایم الصلا دای خود ما بخود می دوستی دای زبست ما ہمارہ ہستیت  
 با تو بی لب این زمان من نو بنود را ز دای کہ نہ میگیم شنود زانکہ این لبہا ازان دم میر نہ برب ہوے  
 نہان بر مید مند گوش بی گوشی درین دم ہر کشا ہر از یضیل اللہ یا شہد چون صلا می وصل بشنیدن  
 گرفت ۔ اندک اندک مردہ جنبیدن گرفت ۔ فی کم از خاکست کہ عشوہ صبا سبز پوشد سر ماہر از قبا  
 کم ز آب نطفہ بنود کہ خطاب ۔ یوسفان ز ایندہ چوں آفتاب ۔ کم ز باد می نمی کہ شدا ز امر کم ۔ در  
 رحم طاؤس و مرغ خوش سخن ۔ کم ز ناری نیت کہ امر سلام ۔ گلستان شد بخیل خوش کلام ۔ کم ز چوبے  
 نیت در دفع عدد و گشت اشد رہای منکر ز امر ہو ۔ کم ز کوہ و سنگ بنود کہ لاد ناقد کان ناقدہ لاد  
 زاد و زمینہ بگذر نہ آن مایہ عدم ۔ عالمی لاد و بزیادہ دم ۔ ہر جمید و بر پشید و شاد و دیکو و پرخنی ضد  
 سجد و اندر قناد ۔ یعنی نہیں اپنے اس دوست میں قصاب کے مانند دم بھوکو گناہ بردار ہوئے وہ  
 مغر نغز اسکا جو پوست کو چھوڑ گیا ہو چھوڑ دے اور کہا کہ امر جان رسیدہ از بلا یعنی وصل کا در طاؤس  
 کھولا اب تجھ کو صلا ہو اور ہمارے وصل سے متمتع ہو آؤ شخص تو کیا ہو خود ہم ہی ہیں کہ ہمیں سے تیری

یخودی و متقی ہو اور بہاری جہتی سے ہمیشہ تیری جہتی ہی تیارہ مخف ہمارہ بین اسوقت وہ کہتے تھے تو بوجھے  
 کہ رہا ہوں اوپر آنے راز چھنے بیان میں لبوں کو دھلاہیں بے لب کے ہیں اگر معنوی تو انکو سن اور  
 بے لب سبب اسکے کہ لب ظاہری اُن دہن سے بھاگتے ہیں اور وہ جو نہان پرینے جان جس سے  
 تازگی و میرا بی جسم کی پروا کے کنارے رہ دم جتے اور پیدا ہوتے ہیں تو بھی وہ گوش جو بیگوشی کے  
 ہیں اسی گوش باطنی انکے سننے کو کھول کہ یہ انفعیل اللہ مایثار کا ہوا اسکے لیے گوش بھی ایسے ہی  
 چا میں کرتا ہوا اللہ کو کچھ چاہتا ہو جس جب وہ صلا وصل کی سننے لگایا تو مردہ جیس و حرکت تھا پھر  
 کچھ کچھ بننے لگا اب فرماتے ہیں اگر وہ صلاے وصل سے ہلنے لگا تو عجب کیا آخر وہ اس خاک سے تو  
 کم نہیں کیسے عشوہ صبا سے سبز پوش ہو جاتی ہو اور قبا سبز سے سر نکالتی ہو کہ یہ سبزی ہی خاک کی جان ہے  
 بقول سعدی در نیز ع صبا کر دبار و کر جان در و نہ کم ہو آب لطفہ سے کہ جب خطاب حق ہو سکھو پوختہ ہو  
 تو کیسے کیسے پوست اس سے پیدا ہوتے ہیں جگر رخ آفتاب کے مانند روشن نہ کم اس ہوا سے کہ جس سے  
 بسبب مکرن کے رحم میں طائوس و مرغ فوثر سے ہوے نہ کم اس باب سے کہ جب امر بردا اور سلاما کا سنا  
 غلیل خوش کلام پر کھاتاں جو اس پر ہوے چوبہ یعنی عصا سے کہ دفع دشمن میں ایک از دہا بد بنگیا  
 حکم حق سے نہ کو دوشک سے کم کہ پیدایش میں نہ ناقہ اس نہ ناقہ لاد سے پیدا ہوا جیسا کہ معلوم ہو  
 کہ حضرت صالح کہ وقت میں پہاڑ سے نازل ہو کر پیدا ہوا تھا اب فرماتے ہیں یہ تو جزوی جزوی اور میں  
 انکو جانے دے تو کہ تو دیکھ کہ عدہ نوکیسا بار و بار جو جس سے ایک عالم پیدا ہوا اور دہم پیدا ہوا چلا  
 جاتا جو یسب اس فیصل اللہ مایثار کا غلہ بڑھ کر کیا ہوے اس عاشق مردہ تن میں عمل کیا کہ وہ چھل  
 پڑا وہ خوش خوش پھڑکنے لگا ایک و چہرہ ما کے سجدہ میں آئے انکلاو شرح میں جی کو جوری  
 پر میدان کو پر میدان لکھا ہو لیکن اگر چہ نیم معنی دیا رکے ہو تو ہو سکتا ہے

ہوش میں آنا عاشق مہیش کش کا اور متوجہ ہونا شاکر میں

قول بشفیاد روی او و شاد روی در و صاف زہد ہوا آزاد شدہ گفت اسی غنای حق جان را  
 مطاوع شک کہ با ناء ہی زان کہ توانی می سوائی قیامت گاہ عشق و اسی تو عشق عشق و اسے  
 و نحوہ عشق اولین خلعت کہ خدای داد نہ کوثر خواہم کہ نبی بر روز نم و گرچہ میدانی بصفت حال من  
 بندہ پر در گوش کن احوال من و مدبران بار اسی صدر فرید زار زوی گوش تو ہوشم پریدان تبع  
 تو و آن ہنمای تو و آن تبہ لے جان افزای تو و آن پوشیدن کہ و بیش مراد عشوہ جان بادیش  
 مراد تلہبہای من کہ آن معلوم است پس بیہوشی تو چون نقد درست و ہر گستاخی و شوشی غرور

حکما و پیش حکمت ذرہ و اول لاشنو کہ چون ماند مرشد است و اول و آخر پیش من بحسبت دنیا یا کشتو  
 کہ ای صدر و و در کہ گسی شتم ترا ثانی بنو دنیا ثانی از تو بیردن رختہ ام دگو یا ثالث ثلاثہ گفتہ ام در ہوا  
 چون سوخت ما را مزرعہ می ندانم خامسہ ازابعہ خامسہ در ہجرت اسی صدرہ جان و از حواس خمسہ بوم  
 در زبان و مساوسا دشمنش جہت بی روی تو دگو تیا بارید بر من نعم و تو دسابع از ثامن ندانم صفا لہ ام  
 خون ہمگیرید فلک از مالہ ام دہر کجا بینی تو خون بر خاک کجا پی بری باشد یقین از چشم ما معنی فیضی ب  
 عاشق ہوش میں آیا معشوق کی صورت دیکھ کے کھل گیا اور شاہو اور آپ کو عین وصل میں کھیکے  
 بندہ ہرے آزاد ہوا اور کہا کہ ای علقہ قاتق کے اور جانوں کے مطاف غفا اسواسطے کہ تو ایک انوکھا  
 شخصہ مثل تیرا پیدا جانکا مطاف بدینو کہ جانین تجھ پر تصدق ہوتی ہیں شکر ہو کہ تو اس کوہ قاف  
 سے لوٹ آیا کوہ قاف و بہانہ ہو اسکے غیظ و غضب کا کہ اسکی خطا سے اسپر تھا اور با اسکو نہایت ہی  
 مہربان پایا اور اسراں قیام کا عشق کے تہ سے قیامت عشق کی بریا ہوتی ہوا و تو عشق کا عشق اور  
 عشق کا دلخواہ ہو حکمت جو مجھ کو تو دینا چاہے تو اول خلعت میں اسکو جانتا ہوں کہ تو میرے روزین پلہ  
 اپنے کان لگائے اور اسکی آواز سنے اگر یہ تو اپنی صفوت و صفا سے میرا مال خوب جانتا ہو کچھ بے  
 چھپا نہیں لیکن امی بندہ پرور ذرا میری باتیں بھی تو سن لے لاکھوں بار ای صدر دیکھتا دیکھتا تیرے کان  
 کی آرزو میں میرے ہوش اڑے اور تیرے کان تک نہ پہنچی جو عمن حال کرتی آئندہ تھید برائی نہیں  
 اقوال کی ہو کہ تو وہ سننے والا اور سنانے والا ہو اور تیرے ایسے تہم جانفرا آرزوہ تیر میری کم و بیش  
 اور میری جان بداندیش کے عشوے دھوکے سننا اور میری کھنچی بانو کو باوصت علم کے کھو اور جھیک جانا  
 ہر گز غیبی ادب شوق مغرور پر حکم کرنا اور وہ حکم کہ سارے علم اسکے ایک درہ ہیں وہ اقوال میرے  
 یہ ہیں اول تو یہ سن کہ میں جب سے تیری شست سے چھوٹا میں نے کسی چیز کو نہیں جانا کہ اسکی ابتدا  
 کیا ہو اور انتہا کیا ہو ایسا بخود ہوں دوسرے یہ بھی سن لے کہ ای صدر و و دین اس زمانہ مفار  
 میں بہت پھر اگر تیرا ثانی کوئی نہ پایا تیرے جب سے تجھ سے الگ ہوا ہوں اور تیرے پاس سے  
 محلا ہوں گویا میں نے ثالث ثلاثہ کہا ہو جو مرا کفر سے ہوا سیلے کہ نصاری کہتے ہیں ان مذہبات  
 ثلاثہ یعنی ایک روح القدس ایک عیسی تیرا مذا کہ یہ کفر ہو بس میں بھی کافر ہو گیا ہوں چونکہ جبکہ  
 میری ہستی کا مزرعہ سوخت ہوا ہو میں جانتا ہی نہیں کہ خامسہ ابعہ کے بعد ہوتا ہو یا کیا یا بخون تیری  
 جدائی سے ای صدرہ جان میں نے اپنے حواس خمسہ سے ہمیشہ زبان پایا کبھی درست نہوے جھٹے تیری  
 صورت بغیر شمش جہت سے غم دہرا ہو کے چھپر برسا ہر کسی پر تو اکہرا کہرا پر شاہو سا تو ہیں یہ کہ ایسا

بھٹکا ہوا ہوں کہ نام کو نہیں جانتا اور ایسا کہ جب نالہ کرتا ہوں تو فلک سایہ رحم میرے نالہ پر خون  
 روتا ہی جو غایت درجہ رونے کا اور جہاں کہیں تو خون زمین پر دیکھے اگر سرائے لگائے تو یقین ہو کہ وہ  
 خون ہماری ہی آنکھوں کا ٹھپکا اختلاف شرح میں پی بری کو پی بری لکھا ہو قولہ گفت میں رحمت  
 و این بانگ و نین و زار خواہد تا بار و بر زمین پس میان گفت و گری می تخم دیا گریم یا گویم چون کہم  
 و رگبوم فوت میگردد بجاء و برگریچ چون کہم مدح و ثناء می فتد از دیدہ خون دل شہداء میں چاقا دست  
 از دیدہ مراد این گفت و گریہ در شد آن خیف و کہ برو گریست ہم دون و شریف و از دلش چندان  
 بر آمد ہای و ہوی و حلقہ کرد اہل بجا را اگر دوا و فیروہ گویان فیروہ خند و مردوزن خود و کلان  
 گرد آمدند شہر ہم ہر نگ و شد اشک یزد و مردوزن در ہم شہ چون رستخیز و آسان میگفت آن ہم  
 باز میں و گریا مست راندیدتی بہین عقل حیران کہ چہ عشق ست و چہ حال و یا فراق او عجب یا وصال  
 چرخ بر خواند قیامت نامہ و یا حجرہ بردیدہ نامہ و باد و عالم عشق را بیگانگیست و اندران ہفتاد  
 و دو دیوانگیست و سخت پنهانت و پیدا چش و جان سلطانان و جان در حسرتش و غیر ہفتاد و دو ملت  
 گیش او و تحت شاہان تختہ بندی پیش او و المعنی پھر اُسی عاشق کا مقولہ کہ کلام میرا مثل عدسے ہو  
 اور یہ بانگ و نالہ میرا بر سے خواہاں اس بات کے ہیں کہ وہ زمین پر بر سے سینے ابر کو رولانا چاہتے ہیں  
 تین گفت و گریہ دونوں کے درمیان میں ہوں اور دونوں کی طرف متوجہ و حیران کہ دونوں یا یا  
 کروں لیکن کیا کروں اگر بیان کرتا ہوں تو گریہ فوت ہوتا ہو اور اگر روتا ہوں تو مدح و ثناء سے ہاجاتا  
 ہوں آج شاہ میرے میری آنکھوں سے خون دل کا کیسا گریہا ہو غو تو کہ کہ ان آنکھوں سے ٹھک کو کیا پتے  
 پڑا ہو بس یہ کہا اور وہ خیف رونے لگا اور ایسا رویا کہ اُسکے رونے سے متاثر ہو کے ادنیٰ اسطے  
 سب رونے لگے سارے فیروہ گوا و فیروہ گریہ اور فیروہ خند و مردوزن سب جمع تھے فیروہ  
 بمعنی بسیار و سرگشتہ اور حیران و دست و تار یک تمام شہر ہر نگ اُسکا ہوا اشک ریزی میں اور مردوزن  
 ایسے گڈ بڑ ہو گئے جیسے قیامت میں ہونگے آسمان بھی اسوقت زمین سے کہتا تھا کہ اگر قیامت  
 نہیں دیکھی ہو تو لے دیکھ لے یہی تو ہو اسقدر مخلوق جمع ہوئی عقل حیران تھی کہ یہ کیسا عشق اور کیسا حال  
 جو اب فراق کو اُسکے عجیب زیادہ کہیں یا وصال کو چرخ قیامت نامہ پڑھتا ہو یا حجرہ نے اپنا نامہ پھاڑا  
 ہو حجرہ بکسر کہ کشان اور وہ ایک خط ہو بار یک آسمان میں اور اسی رعایت خط سے مولانا نے شکوہ نہ  
 کہا ہو اب مقولات مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ عشق عجب شہ و دونوں جہان سے بیگانہ بیگانہ  
 آتشا نہیں اور یہ جو ہفتاد و دو ملت ہیں یہ سب اس میں دیوانگی ہو خود تو نہایت ہی پوشیدہ ہو مگر



کو تو اسکو چھپائے اور وہ زیادہ تر ظاہر و سرور سوا ہوئے مثلاً امین تو اسکا بھی چھپاؤں اور وہ مجھنے کے طبع  
 سر اٹھائے کہ یہ دیکھیں ظاہر و موجود ہوں نہیں اسوقت میں زعم انہف جو را و بخاری و خاک رگڑنے سے ہر  
 مجھکو گھیرتی ہو اور وہ میرے دونوں کان کیڑے کے کتساؤں کہ بان او مدخ کیسے چھپاتا ہو لے بھلا چھپاتا  
 میں بھی دیکھوں اختلاف شرح میں خون بخون کو چون چون دم میدم کو دربرجہ کو برہنگھا ہر قول کو پیش  
 رو گرہ پر جو شیدہ ہجو جان پیدائی و پوشیدہ دگویدا و مجوس خفست ان تہو چون می اندر بزم منک  
 میثم گومیش دان پیش کہ گروی گروتا نیاید آفت مستی رود گو یاز جام لطیف آشام من ریا زو ام تانا  
 شام من چون سایہ شام و من و جام من گومیش وادہ کہ نام شام من دزان عرب ہنوادہ نام می دم  
 زانکہ سیری نیست بخور رام ام عشق جو شد بادہ تحقیق رام او بود ساقی نہان صدیق رام چون بخونی تو  
 بتوفیق من ریا و آب جان بود ابرق تن چون سیرا می توفیق رام توفیق می بشکند ابرق رام آب  
 گرد و ساقی و ہمست آب خود گو و اللہ اعلم بالصواب پر تو ساقیت کا ذر شیرہ رفت شیرہ پر جو شید  
 و قصان گشت و رفت و اندر یعنی پر کن خیر و را کہ چنان کی دیدہ بودی شیرہ رام بی تفکر پیش ہر داندہ  
 ہست و آنکہ با گردنہ گردانندہ ہست و المعنی خنب بالضم خم غنک زون تالیان بجانا نام شراب یعنی  
 جب عشق مجھ سے کتسا ہو کہ دیکھوں تو کیسے مجھے چھپاتا ہو تو میں کتسا ہوں تو تو خوشل جان کے چھپا ہوا  
 کہ بذات خود ظاہر نہیں جیسے جان ظاہر نہیں ہو ان اپنے آثار و علامات کی رو سے ظاہر ہو ایسے  
 جان اپنے حرکات سکناات سے ظاہر ہو وہ کتسا ہو کہ یہ تن میرا تو خم میں مجوس ہو اور میں خم میں شراب  
 کی طرح تالیان بجاتا ہوں اور شراب کا تالیان بجانا باعتبار تالیان بجانے شرایون کے ہو میں کتسا ہوں  
 کہ جب تو شراب ہو تو قبل اس سے کہ گرو ہو جائے اور پھنس جائے اور کسی است است سے پالا بھگو چڑے  
 اور کچھ آفت بچھو جائے بہتر یہی ہو چلا جائے کہ اکثر مت لطف گھڑے کے ٹوڑا لے ہیں اور شراب  
 پھینک پھانک دیتے ہیں جیسے بقول صائب ع کہ ہورم ہرنگ کہ با پی خم افتم وہ کتسا ہو کہ جام لطیف  
 آشام سے تو میں تیرا یار دن بھر ناز شام تک ہوں اور جب شام آئے اور جام میرا چورائے یعنی جام دینا  
 بند کرے تو میں اس سے کہو گادے جامیری شام ابھی نہیں ہوئی نہیں و زمراد مدت عمر سے ہو اور شام  
 حیات مرگ سے پس عاشق بعد مرگ بھی قیامت تک اسی جام کے سرو و زمینت و سرور و ہنگامین  
 اس شام سے کہو گادے جو جانی ہو کہ عرب شراب کو کیوں نام کہتے ہیں اور یہ نام اسکا کیوں کھا  
 بس ایسا واسطے تو کہ میخوار اس سے یہ نہیں ہوتا نام اسکو چاہتا ہو آب فراتے ہیں کہ وہ شراب کی  
 یہ شراب نہیں ہو بلکہ عشق شراب تحقیق کو اوٹا کھولا کے درست کرتا ہو اور جو صدیق و دوست لگاں



ہیں انکو ساقی بنے پوشیدہ پلا تا ہی آب جو بھلو خدا تو مین نیاب دے اور غور کسے تو شراب کو آب حاصل  
 آب حیات پانچکا اور تن کو ابرق آدرب وہ موفق شراب تو مین کو بڑھانچکا تو قوت اس شراب پر زور کی  
 تیری ابرق کہ تو بڑگی ابرق بالکسندی ڈوچی بس اس وقت مین تو جو آب ہوگا اور ساقی اور بہشت  
 اب کوئی منہ نرسنگی لے اب تو ہی بنا کیا تھا کیا ہو گیا آگے اسد خوب جاتا اور یہ شیرہ کہ ہمیں  
 کیفیت و سرور گھسا ہوا ہے یہ تو ساقی کا ہر جس سے ایسا جوش و رقص پیدا ہوا اور اسی قوت اور زنی  
 حاصل ہوئی اب اس خیرہ شمع سے پوچھ کہ تو نے کبھی ایسا شیرہ دیکھا تھا اور یہ بات بے فکر و تامل لے  
 ہر جاننے والا جانتا ہو کہ جو چیز گردنہ ہو وہ گردانہ بھی ہے یعنی جو ایک صفت سے دوسری صفت کو  
 تغیر عوتی ہو وہ اد کو بھی تغیر کرتی ہے جیسے اس شیرہ انکو بری سے ظاہر کہ خود تغیر کھا کے کیا ہو جاتا ہے  
 اور اوروں کا کیا حال کرتا ہو الخلاف شرح میر تقی میر کے درمیان میں اور ہمیں لکھی ہے اور زنت کو زنت

### حکایت عاشق دراز ہجران بسیاہ تھان کی

قولہ یک جوانی بر زنی عاشق شدہ روز و شب سچا آب و بخور آمده و بیدل و شوریدہ و مجنون کوشت  
 می نذاش روزگار و وصل دست و بس شکنجہ کرد عشقش بر زمین خود چرا دار و اول عشق کین عشق  
 ز اول سرکش و فونی بود تا اگر نیر و آنکہ بیرونی بود و چون فرستادی رسولی پیش دن و نان رسول  
 از رشک گشتی راہزن و رہبوی زن و شبنی کاغش و نامہ تصحیف خواندی نامش و در صبارا پیک کردی  
 در دغا از غباری تیرہ گشتی آن صبا در رقعہ کز پر مرغی دوشی و پیر مرغ از قف رقعہ سوختی و راہما ہی چاہ  
 را غیبت بہ بست و فکر اندیشہ را رایت شکست و بود اول مونس غم انتظار از آغوش شکست کہ ہم انتظار  
 گاہ گفتی کاین بلا می بی دوست و گاہ گفتی کاین حیات جان و دست و گاہ ہستی زوہر آوری برے  
 گاہ اواز غمیتی خوری برے گاہ فریادش بگردون بر شدی و گہ خیال دلبرش ہدم دی یا معنی  
 کاتب دانا و نشی نثر و نویسنده ایک جوان کسی عورت پر عاشق ہوا اسکے شوق سے اسکو نہ رات کی  
 نیند تھی نہ دن کی بھوک بخور و بخواب تھا عجب بیدل اور دیوانہ اور مجنون اور دست گردانہ وصل کا  
 میسر نہیں اس زمین پر عشق نے اسکو نہایت ہی شکنجہ اور عذاب میں کیا اب مجھ کو حیرت ہے کہ جانے  
 عشق کو عاشق سے ایسا کیسہ کیوں ہوتا ہے شکنجہ ایک قسم عذاب سے اور یہ عشق پہلے سے ایسا کیسہ  
 کیوں رکھتا ہے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے جو یہ سرکش و فونی بنتا ہو تو جانچتا ہو کہ دیکھوں کوئی  
 بیرونی ہے یا خانہ زاد و تابیرونی بھاگ مکلے آب اسکا یہ حال کہ اگر عورت کو کوئی قاصد بھیجتا تو عشق شکست  
 اسکی راہ مازا کہ قاصد دیکھے مین نہ دیکھوں اس پنج میں گرفتار ہوتا اور اگر عورت کو اسکا کاتب خط لکھتا

تو عورت کا نام اسکو بلکہ پڑھتا اور جو صبا کو اپنی نذر و ناس سے خاصہ بنا تو صبا اس کے غبار سے شہرہ  
ناخوش ہوئی اگر قہ کسی مرغ کے پر سے باندھتا تو اسکی گری و حرارت سے پرغ کے چلیاتے غری  
سبباہین تو میر کی غیرت عشق نے بد کی تھیں کوئی بات پیش نہیں جاتی تھی بس لشکر اس کے اندیشہ کا  
اپنا جھنڈا اٹھار کے پس پانچو گیا تھا اول میں تو انتظار اس کے نظم کا مونس رہا کہ کبھی محل ہو ہی جائیگا  
آخر میں انتظار ہی نے کوہ غم کا سپر توڑ دیا اور ڈال دیا کبھی کہتا تھا کہ یہ بے باک کبھی کہتا تھا نہیں

حیات میری جان کی ہو بقول حلقہ ۶۴ ہرگز نہیں داکٹر و لاش زندہ شہر عشق پہنچی تھی اس سے ظہور  
رہتی تھی بسنے ہوش میں ہوتا تھا کبھی تھی سے متمتع ہوتا اور جو دیر غرض کبھی فریاد اسکی گردن پر پہنچتا  
بھی خیال دیکھ کا مہم اسکا ہوتا اس میں خوش رہتا اختلاف شرح میں زاول کو ادا اول لکھا ہو جو موزوں  
نہیں کہ کو کو کو چنگہ بری سرگوشی این نہاد جوش کردی گرم شہد اتحاد و چونکہ بالی برگی غربت ساخت  
برگ بی برگی مہوی اوشاقت و خوش باہی فکر کش بکجاہ شد شہر زمان در رہنما چون ماہ شد بد اے با  
طوطی گویا می خوش ہادی با شیرین روان رہ عرش در و بگورستان دی عاشق نشین دآن خوش شان  
سنگور ابین و لیک اگر کیرنگ ہینی خاک شان نیست یکسان حالت چالاک شان ششم و لمحہ دنگان  
کیسان بود آن یکی نمکین و گرشاوان بود و قد چہ دانی تانیوشی قال شان ہذا نکہ نہانت بر تو مال  
شان بشوئی از قال ہای و ہوی را اے کے پڑی حالت حد توئی را یعنی اگر یہ نہاد اسکی یعنی عشق کہ  
خلاقیت اسکی اس سے تھی ذرا بھی مایوسی وغیرہ سے سر ہوئی تو چشمہ سروا تھا و اسکو خوب جوش کرتا تھا  
اور جو کما سنے ہی برگی غریب سے موافقت کی تھی اس سبب سے جتنی بی برگی اور سامان بیامالی کے  
تھے سب اسکی طرف دوڑے تھے یعنی از حد میان تھا فوشے اسکی تہذیب و فکر کے سببے کار و بیعت  
ہو گئے اور جو لوگ کہ غمزدہ تھے اُن کے حق میں ماہ کی طرح رہنا ہوا یعنی عاشقوں کا پیشوا ہوا اب تعذلات  
مولانا رح کے ہیں کہ اے مخاطب بہت وہ لوگ ہیں کہ مثل طوطی کے گویا تھے خاموش ہیں اور بہت  
ایسے لوگ کہ جان شیرین تو رکھتے تھے مگر جتنے تھے ترش رو واسطے ہیبت و رعیت کے جیسے  
کہ عادت امر کی ہوا ان دونوں کو گورستان میں چلے اور ذرا ہاتل خاموش بیٹھے دیکھ کہ کیسے  
لوگ گویا تھے اور اب کیسے خوش ہیں لیکن ہر یہ کہ خاکہ فرادنگی تو کیسان دیکھیں لیکن جو طبعی ہوا  
حالت انکی اب ہو وہ کیسان نہیں ہو جیسے لحم و عظم اس کو گوشت چربی سب زندہ کیان ہو کہ  
انہیں کوئی نمکین ہو اور کوئی شادمان تو اس بات کو کیا جانے اور کیسے مئے اس واسطے کہ تجھ سے  
حال اچھا چھپا ہو تو تو قال سے باہر چہرے نہ جانتا ہو تو اس حالت کو کیا جانے جو توتوں میں

لپٹے ہوئے ہیں انھوں نے شرح میں بیوشی کو بیوشی لکھا۔ بقولہ نفس ایک نایبہ تصفہ خاک جسم  
کیساں روان شان مختلف پچنین کیساں بود آحاد با آہیکہ پچرو آن پرتا دہا با گنگ سپا  
بشنوی اندوہات دہانگ درخان بشنوی اندوہات دہان کی کیفیت جو دیگر از تباطا دہان کے  
از بیخ و دیگر از تباطا دہان کہ دور از حالت ایشان بود پیش آن آواز با کیساں بود وہان در سخ  
بغیر از غم تیر و دان وفت دیگر آواز با دہا بس غما گشت نزدیک مردہ ریگہ دہانکہ جو پندہ میو پشید  
دیگہ جوش و نوش ہر گشت کو بدید با جوش صدق و جوش تیز ویر ویا گریہ می نور جان و روشنا  
رودمانے دست آور و شناس دہان و ماشی کہ ہر ان گلشن تندہ چشم عقوبان چہ نور و روشن کند۔ المعنی  
نفس سب کے کیساں ہیں لیکن ہندوان سے موصوف اپنے شے تصفہ میں خلافت اور خاک اپنے  
جسم سب کے کیساں مگر جان میں مختلف کیسے ہی آواز میں انکی کیساں لیکن کوئی پور و کوئی پناز گھوڑ  
کی آواز وقت مصافحہ کے اور غون کی آواز مطلق میں شنیگا مطاف وہ جو کہ بہ وقت بعض پر  
غزل بانہ کے گھیرے کا گتے ہیں مثلاً با بیل و کلنگ وغیرہ اور اپنے سرور میں ہوتے ہیں کوئی کینہ  
سے کوئی ارتباط سے اور کوئی رنج میں کوئی خوشی میں جس کو کوئی انگلی دالت سے دور ہو مینے  
تا وقت اسکے سامنے سب آواز ایک سی ہیں مثلاً ایک درخت وہ جو کہ دھم تیر سے ہٹا اور دھم  
وہ جو کہ اپنے ذوق میں باد دھم سے ہٹا ہو پھر دونوں کی حالت کیساں کہان ہو میں بھی بہت ہکا  
مردہ ریگہ کی بانڈی سے جو سر پوشیدہ آتے دیکھیں فقط جوش دیکھ لیا یہ دیکھا کہ اسکے اندر کیا ہو ریگہ  
ناپنہ و خواہ عبارت کارون سے کیسے ہی تھک جوش و جوش کہ کیا تھو سے کہ گیا کہ آگہ اسمیں کوئی جوش  
صدق کا ہو گا اور کوئی مکر وریا کا اگر تو نور جان و شناس کا نہیں رکھتا تو جادو ماغ و شناس  
حاصل کر مگر وہ دماغ کہ اسپر گلشن ہو لے کہ ان میرا و شناس ہو اور بیوقوفوں کی آنکھیں نہ روشن کرے  
بیوقوفوں سے مراد عاشقوں ہے

یانا عاشق کا معشوق کو موافق قول جو نید و یا بندہ کے جو مصداق حدیث مطلب  
شعیا و جد و جد جسے ڈھونڈھا کسی چیز کو اور کوشش کو پایا اس چیز کو و سرین تعلل  
مشقال خیر ایہ جو کوئی عمل نیک کر چکا برابر ذرہ کے دیکھنے کا اوس  
قولہ ہیں مگر احوال آن خستہ جگر و زنجاری دور ما ندیم ایہ پیر کا کینہ ہاں صبر و جہد  
سال و از خیال و دل گشتہ چون خیال و سادہ حق و سر بندہ بود عافیت جو پندہ یا پندہ و جود  
گفت پیغہ کہ چوئی کوئی وکھا قبضہ نام و بر دہا آہیکہ پچرو آن پرتا دہا با گنگ سپا

چون دیا ہی کیجی ہر روز خاک دعا بقیت اندر سی در آب پاک دجلہ دانند این اگر تو گروی ہر چہ کیا پیش  
 رومی دروی سنگ بر آہن رومی آتش بحیت دین باشد ورنہ باشد نادرست بمعنی پھر جو غ فرمایا  
 قفسہ بخاری کیطرت کہ خبر دار ہو حال اسختہ بگر کا بیان کرینے بخاری جسکے ذکر سے اسی پسر بہت  
 دور پڑ گئے یہ جوان بخاری اپنے مطلوب کی جستجو میں ناظم ہیں ہا اور ایسا اسکے وصل کے خیال میں گھلا  
 کہ خود خیال ہو گیا یعنی جیسے خیال کیا کہ خیال میں تو ہوتا ہو مگر صورت میں نہیں ایسا اسکا حال ہوا  
 لیکن حق یہ کہ جب سایہ حق کا کسی بندہ کے سر پہ ہوتا ہو تو آخر وہ جو بندہ یا بندہ ہی ہوتا ہو حضرت پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب تو کسی دروازے کو بجایگا تو آخراں سے کوئی سرکلے ہی گا  
 اور جب تو کسی قنارے میں کیسی خاک گلی پر بیٹھے گا تو حضور در صورت کیسی دیکھیگا جب تو کسی چاہ سے ہر روز  
 خاک نکالتا ہو عاقبت کار ایسا ہو گا کہ آب پاک کو بھی پہنچ جائیگا سب لوگ اسکو جانتے ہیں اب تو چاہ  
 مست مئے کو کچھ دیکھا وہی کا گھیا قاعدہ ہر پتھر لوہے پر باز نے سے آگ نکلتی ہو اگر یہ ہو تو معمولی قدیم  
 بات ہو اور اگر نہ ہو تو نادرست والہا در کاملہ دم قولہ آنکہ روزی غیثت بخت و نجات ہنگام نقلش  
 مگر زنادرات مکان فلان کس کشت کرو در بنداشت دوان صدق ہر و صدق گو ہر نہشت ہر ہر  
 و ہر لعین سودا دشان عبادتہا و دین ہر صد ہزار ان انبیاء و ہر وان نہ ناید اندر خاطر ان گاہان  
 این دورا گیر کہ تاریکی دہرہ در دلش او بار جز این کی نہ بد بس کسا کہ نان خورد و لاشا و دہر گاہ و گری  
 بگیر دور گلو پس توانی او بار و توان ہم حضور تا ہیفتی پنجہ او در شور و شہر صد ہزار ان خلق نامہا میوزدہ زور  
 می یا بندہ و جان ہی پرورند تو جان نادر کہا اتساوہ نہ گریہ عرومی و ابلہ نہادہ و ایچان مہر آفتاب نورانہ  
 تو بشتہ مصر فرد بود چاہ کہ اگر حق ست کو آن رہش سرنہ پروار و بگاہی فی جملہ عالم شرق و غرب  
 آن نور یافت نہ تا تو چاہ ہی خواہد بر قنات ہر چہ بتائید صدر فرماتے ہیں جسکو روزی بخت و نجات  
 سے نہیں ہو بد نصیب بے نجات ہو اسکی عقل نادرست ہی کیطرت جاتی ہو اور طرف نہیں جاتی اور کستا کہ  
 کہ فلان شخص نے کھیتی کی اور اسکا پھل نہ پایا اور عدو لیگیا بامید گوہر کے لیکن گوہر اسیر نہ نکلا جیسے  
 بلغم بن با عور اور ایس لعین و دون کو انکی عبادت اور انکا دین سود مند بنوارا ندے گئے مگر یہ دیکھ  
 اسکو نہیں سوچتا خیال کرتا کہ لاکھوں انبیاء اور اس ماہ کے راہرو ہوئے مہنوں نے کیسے کیسے  
 دے پائے تو انہیں دو کو پکڑتا ہو جس سے اور تاریکی حاصل ہو یہ تیرا ادبار یعنی دولت کو پشت میں تیا ہو  
 جو تیرے دل میں ای بات کو رکھتا ہو اور یہی سوچتا ہو اسکے سوا کچھ نہیں سوچتا اکثر آدمی دل  
 شاد و شاد روئی کھاتا ہو اور کبھی وہی روئی گلے میں پھنکے اسکی موت ہو جاتی ہو کس تو امر او بار کے

پھر نے والے روئی بھی مت کھا تو اسکی طرح جو روئی ملق میں پھنسنے سے مرگیا تو بھی شور و شر میں نہ  
 ہکھنس جائے لاکھوں مخلوق ہیں کہ روئی کھاتے ہیں تو رو پاتے ہیں جان پاتے ہیں پس تو اگر  
 محروم و احمق کا بچہ نہیں ہو اس لیے دعویٰ سے جو نادر کا ہو ہماری اس مثال سے کہان جا پڑا  
 کہیں بھی تھکے تھکے نار ہا حقیقت کہ تمام جہان تو نوریاہ و آفتاب سے بھرا ہو تو سب کو چھوڑ کے کنوین  
 سین سر جھکائے ہوئے ہو گسوا سٹے کہ اگر تجھ میں حق ہو تو تباہ وہ روشنی جو یا نہیں ذرا کنوین سے  
 سڑاٹھا کے دیکھ تو انما چیز سارے عالم میں شرق سے غرب تک یہ نوریاہ و آفتاب کا سب پر چکا  
 تو جب تک کنوین میں ہو تجھ پر گز نہیں چکے گا تو محروم ہی رہے گا، قولہ چہ راکن رو با یوان کروم و کم  
 بستیز اینجا بدان کہ اللہ شوم ہیں ملکوں کا ایک فلانی کشت کرو و در فلان سال و طبع کشتن بجز وہ میں چرا  
 کارم کہ اینجا فوف بہت ملیں چرا افشانم این گندم دوست بہین مکن ہتیزہ رو در کار کن بہ تو کل کشت  
 کن بشو سخن بہر کہ ہتیزہ کند بر وقتہ آچنان کو بر بخیر و تا ابو در انکہ او نگذشت کشت و کار را بہرکت  
 کو ری تو انبار را بہرین بیان بگذر زمانی بازماند حاجب احوال آن عاشق جوان بچون وری سیکونٹ واز  
 سلوٹی معاقت دریافت روزی خلوقی بہت از عجم سرا و شب بباغ دیار خود دریافت با شمع و چراغ  
 گفت سازندہ سببے آن لعل اسی خدا تو جی کن عجمس بہادشا تو سبہا کر رہا در و درج بہ شمع برو  
 بہر آن کہ وہی سبب این کار را تا از دم خواب میں یک خار را و شکست پای بندہ حق پری بہم قمر چاہ بکشاہ  
 وری بہر چہ پتو آن کراہیت بودیچون حقیقت نگری رحمت بود تو بہین کہ بدوشقی یا سچاہ کہ تو مرا بہین کہ  
 سون منقل راہ و گرتو خواہی باقی این گفتگو اسی انخی در و قتر چارم جو بہ معنی لعل مبالغہ کرنا و تیزہ کاری کرنا  
 سلوٹ بر و دران و حجت یعنی و آرام کروم و درخان اگور پھر اسی بہر گمان کی طرقت عا طیب بہ کہ چاہ کو چھوڑے  
 اور ایوان کروم کی طرقت چل چو را دیوان باغ سے ہوا در تیز مت کر یعنی جنگ و ماسا و کاری کو سٹے  
 کہ اللہ شوم لعن و لعن اللہ لعل جو مبالغہ سخن میں کرتا ہو بہ چیر ہو این لعل پر لنت کرے آدہ یہ مثل زبیدہ خاتون  
 سے نکلی ہو اس صورت پر کہ ایک دن زبیدہ خاتون اور خلیفہ مارون المرشد شطرنج کھیلتے تھے اور بازی  
 یہ تھی کہ جو بارے جیتنے والا جو چاہے وہ اپنے حکم چلائے اتفاقاً زبیدہ باری مارون نے کہا میرے  
 سامنے برہنہ ہو کے کھڑی ہو ورنہ چنا کھار کیا لیکن زبیدہ سے اپنی شرط پوری کرالی دوسری بار  
 خلیفہ ہارے اور محل میں ایک کنیز جشن نہایت بد صورت تھی زبیدہ نے خلیفہ سے کہا اس سے  
 جماع کرو اور ہو اپنی شرط پوری کرالی اتفاقاً وہ حاملہ ہو گئی اس سے مامون پیدا ہوا اور زبیدہ کا  
 بیٹا امین تھا بعد وفات خلیفہ کے یہی تخت نشین ہوا کچھ ملک خلیفہ کے وقت سے مامون کے قبضے میں تھا

امین نے اس سے امون کو موقوف کرنا پایا امون نے اس خصوصیت سے امین کو ارڈالا اس وقت  
 دیکھنے کے لئے لایا اگر امین اس وقت تک وہاں نہ مکتی تو امون کیسے پیدا ہوتا اور امین کو قتل کرتا  
 اور کہا الیچ شوم کزانی الشرح بحر العلوم قبر وار یہت کہ کہ فلان شخص نے فلان سال میں کھیت بچھا  
 اسکا کھیت ٹھیک ہی کیا گئی پھر میں ایسے خوف کی جگہ کیوں بنوں اور کیوں کیوں بکھیروں کہ یہ بات روم  
 ماننے کی نہیں قبر وار ہو متیزہ مت کر اور متوجہ نرف ہونے کے ہوا در تو کل پر کھیتی کر چاری بات سن  
 جو کوئی متیزہ کرتا ہو ایسا منہ کے بل گرتا ہے کہ ابد تک نہیں اٹھتا اور وہ شخص جسے کشت و کار کو نہیں چھوڑا  
 وہ انبار بھر گیا کہ تیری کوری انبار بھر لی بس خبر اشارہ پہلے مصرعہ کی محذوف ہوا انبار پر کند آب فرماتے  
 ہیں اس بیان کو چوڑھوڑی ویراں جو ان کے احوال کی طرت جسکا مضہ شروع کیا تھا ایک جوانی رشتہ  
 الیچ قلم کو چلا جو کہ وہ دروازہ رحمت یعنی کاسبتا رہتا تھا عاقبت ایک روز اسکو فطوت حاصل ہوئی کہ  
 آنے تو کو تو ال کے خوف سے اپنی رات باغ میں ڈھونڈی یعنی رات باغ میں کرنا چاہی اور وہ ان  
 اپنے ہار کو مع شمع اور چراغ کے پایا اسوقت اُن نے اپنے سبب سبب سارے کہا کہ ایسا تو بڑی رحمت  
 اپنی کو تو ال پر کراؤ بادشاہ میرے تو ہی نے یہ سبب کیے ہیں کہ دروازہ دوزخ سے محکم ہوشت میں  
 لایا جو تو نے اس واسطے اس کام کا یہ سبب کیا ہوتا میں ایک خار کو بھی خوار بنالوں اور اسکی بھی تقدیر کرن  
 تو ہی ہو کہ شکست پامین پر بنشتا ہو اور قہر چاہ میں سے دروازہ کھولتا ہو بہت چیزیں ایسی ہیں کہ وہ  
 تجھ کراہیت کرتی ہیں اور تو انکو مکروہ جانتا ہے اور حقیقت میں غور کرے تو وہ رحمت ہوتی ہیں

لما قال اللہ عز وجل سی ان تکرہوا شیعنا وھو خیر لکم وعی ان تخبوا شیعینا وھو شر لکم واللہ اعلم واتم لا تعلمون  
 قریب ہو کہ مکروہ رکھو تم کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بہتر ہو تھا ہے واسطے اور قریب ہو کہ دوست رکھو تم  
 کسی چیز کو اور حال یہ کہ وہ بد ہو تھا ہے واسطے اور اللہ جانتا ہو اور تم نہیں جانتے وہ فرماتا ہو کہ نہ تو  
 اچکودرخت پر دیکھ نہ قہر چاہ میں ایسی نہ بلندی پر سمجھ دیتی میں تو تجھ کو دیکھ کہ میں ہی کئی ہوں تیری راہ کا  
 چاہے جدھر تیری راہ کھولوں اب اگر تو اس گفتگو کی باقی کا خواستگار ہو تو ای بھائی جو تھے  
 ذکر میں ڈھونڈو وہاں تجھ کو ملیگا اختلاف شرح میں کشت کو کشت بجان فارسی دو جگہ پادشاہ کو  
 ناستا سا لکھا ہو اور سوال کے سارے ذکر میں جو اختلاف ہیں قابل غور و انصاف ہیں کیسا معدوم کو میں نے  
 بفضل ایزد غیب دان موجود کیا ہے

خاتمہ الشرح

ہاں زبان ہو چا اے موسے بدن بہر شکر ذوالجلال و ذوالنہن بہاں سلم سجدہ میں

اپنا سر جھکا کہ نیازِ صدق سے با صد صفا پاک سبحان رب اعلیٰ ہو تو ہی سب کچھ ہے بالا اور نرالا ہو تو ہی  
 دونوں عالم کی نم و بود و کون + ہو تو ہی تیرے سوا اور کون + بے ہمت اور شش جہت شجر سے  
 عیان بے نشان اور ہر نشان بہر نشان + ہیں مطالبہ تیرے ہی نور و فروغ + بے تیرے جو کچھ  
 ہے سود و رخ و دروغ و نقل کو تو ہی نے دی بالاروی + ہو گئی سے فکر کی بال و پری و نقل کو وہ نہ دانش  
 دیا جس سے سحت و تقم کرتی ہو جدا دل ہو آکا شاہی اسکی دوز + دل شاد اسکا یہ ہو اسکی مشیر سے دل سے  
 بگی کی اسنے یہ بات + شترخی کی شترخی میں کر پروات + شترخی ہو لوی منوی + معنی او لوی اعلیٰ و بحر حیرت  
 زویدہ بیشک انوقت آت الٹ کہ وہ ذکر تفسیر ابی ثلث شان ہر اک تالیف کی + اور جہنم میں ہر اک تصنیف  
 کی + جان بخل میں دل سے لیتی ہو اسے چشم جا آکھوں میں دیتی ہو اسے کچھیں تشریف تفسیر میں بے نظیر و جوش  
 دلپند و دلپذیر + جان دل سے دل ہو جان سے اپہ لوٹ جن معنی لفظ کے پرودن کی + اسے + وصف  
 بیحد کی اگر کچھ حد ہو + دراز و ان کو کی کہ + کہو روح انکی روح رحمت سے ہو شاد + اور نور و ادب سے + اور کی دوز  
 تھا میں اک گنج زبان گنج رقم + سکے یہ پیدا ہو کچھ دم و خم + اور تری و توفیق کو پایا رفیع + ہو رفیق یہ + تو  
 کیا فوٹ طریق + ہو توفیق + ہو دستیا + ہو پایا انسی کو لیں + پایا قرار در رفتہ رفتہ تین + ذکر تو ہو  
 تین + ہم دو سالہ جو سے ہو بحر + اور خداوند + ہو توفیق + ہو صبا + ہو توفیق + ہو دوز + ہو  
 خود ترا جسے خطاب + ہو ترافی + ہو + ہو کا بجا + ہو جواب + اور وہ خطاب + ہو توفیق + ہو تین + ہو  
 بعد میں فی مشرقین + آسمان تیرے کے ہر سر + ہو صبا + ہو توفیق + ہو بکر و عمر عثمان + ہو  
 صفی صافی صفات و صفاتی + ہو شش + ہو توفیق + ہو تین + ہو وہ زہر + ہو حضرت حسین + ہو توفیق + ہو  
 اور امامت کے جو صدر + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 آتے ہی دل ہو اسکا گھر + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 حافظ آبادی مقام جبکہ چلی بہت کہتے ہیں + ہو + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 بجا دیا انسی میں ہوں اک کہ نہ دخت + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 راہ نگاہ بے رفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 سب سے یون کل جا + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو  
 ہون تیغ میں صاحب تیز شرح برتر آنے لکھی + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو توفیق + ہو

## خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سرداران باوید معرفت الہی اور دنیا مان قلام ناپیدا کنارتقائق نامتناہی خوب واقف و آگاہ ہیں کہ  
 بنیادائے خلقت آدم تا ایدم شبنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مثل و نظیر نہیں ہوا اور نہ  
 آئندہ تا قیام قیامت ہوگا معارف و حقائق اور ہوشگاہی اسرار الایخلاق میں یہ کتاب برکت انتساب اپنی  
 آپ ہی نظیر ہو سکی شان میں یہ بیت گواہ ہوئے شبنوی مولوی معنوی بہت قرآن و زبان پلوی مدیدہ و متین  
 عرفان اور مصحح حصین ایتقان ہر جگہ صد با شرحین مطول مفصل علمائے دین میں اور دشت نوروان  
 منازل اربعین سے پاکارہن کر گیا، یہ حقیقت مطالب شبنوی شریف پر گاہ کہ کوئی مطلع نہ ہو سکا اور ہر ایک رنگ  
 والا مقام نے بقدر اعتقاد اپنی عقل و فہم کے توفیق مطالب میں باخفا و شفی زور آزمائی کی پھر آخرین افضل  
 بسقیقہ اس حال فرمایا بطون ایات شبنوی شریف ایسے سہل متعین ہیں کہ جب فہم رسا غور کرتی ہو ایک نیا مطلب  
 ہاتھ آتا ہو اور سید ریاض سے ہر ایک شارح علام اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہو جیسی باعث ہو کہ کسی فرد بشر کو  
 دریافت مطالب شبنوی شریف میں ہو جو جگہ اس قدر شہ روح متعہ وہ کے سیری نہیں ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور  
 جدید تصنیف کا خواہان و جویان رہتا ہو۔ فہم مطالب شبنوی شریف میں علی التلویم یہ امر اور بھی سنگ آہ ہو کہ  
 فی زمانہ جو شرحیں موجود ہیں اور اکثر امین سے معروض طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب زبان  
 فارسی میں ہیں مگر یہ کہ ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں ہو سکتا ایسے کہ اصحاب کم استعداد کہ انھیں کا طبقہ  
 زیادہ تر ہو دریافت غرض ایات شبنوی شریف میں بذریعہ عبارت فارسی شرح عاجز رہتے ہیں۔ اس پر  
 طرہ یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقامات مشککہ یعنی ایات معنی بد شبنوی شریف کے محل  
 مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریقہ ایات بعبارت پیچیدہ اختیار فرمایا جو جس سے اور اک مانی  
 دائرہ الامور لاہم میں داخل ہو گیا۔ بعض شارحین بالکمال نے اکثر ایات شبنوی شریف کے جنکو کہ  
 ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور ان کے دریافت مطالب میں دست و پا چڑھتے ہیں انھوں نے ایسی شرحیں لکھی  
 ان ایات کو شاید سہل تصور فرمائے ان کے محل مطالب کو بالکل قلم انداز کر دیا جس کوئی شرح ایسی نہیں ہو  
 جس میں کسی نہ کسی مقام پر محل اعتراض ہو یا دریافت حقائق شبنوی شریف میں علی التلویم کافی طور پر رفع غمض ہو  
 اور حق بھی ہو کہ جس زبان میں جن ہو ان کی شرح اس سے کتر زبان میں جیسی عام فہم ہوتی ہو موافق متن کی  
 زبان میں ہرگز ممکن نہیں اب اگر باب شوق و ذوق کو فروہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلیں رفع ہو گئیں اور  
 اعتراضات اٹھ گئے اور شاہ مقصود سے سرباز ملاقات ہو گئی مینے کمال العلماء و فضلا و حیدر معصومہ



